

# انوار البیان

مجموعہ اربعہ جلدیں

مجموعہ کتب اسلامیہ  
مکتبہ دارالافتاء دارالحدیث

دارالافتاء

اردو بازار کراچی

فون: 3313908-3313909

# انوار البيان

في كشف اسماء القراء



عام فہم اردو تفسیر

# انوار البیان

فی کشف اسرار القرآن

سلیس اور عام فہم اردو میں پہلی جامع اور مفصل تفسیر جس میں تفسیر القرآن یا القرآن اور تفسیر القرآن  
بالحدیث کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے۔ تفسیر ائمہ میں احکام و مسائل اور مواظقہ و انصاف کی  
انشریحات، اسباب نزول کا مفصل بیان، تفسیر حدیث و فقہ کے مواظقہ



محقق العصر محمد عاشق الہی مبارہ مدنی  
محفوظ موروثی خانہ

انوار البیان  
۲۳ ۱۸

دارالاشاعت



## کمپیوٹر کتابت کے جملہ حقوق ملکیت بحق دارالانشاعت کراچی محفوظ ہیں

پہلا نام : عقیل شریف عثمانی  
 شمارہ نمبر : مئی ۱۹۸۸ء  
 قیمت : 675 روپے

موضوع : کمپیوٹر کی تعریف و تعریف کا سبب اور اس کے فوائد اور اس کے نقصانات  
 مولانا کا سرگرازا کا سبب اور اس کے فوائد اور اس کے نقصانات  
 مولانا کا سرگرازا کا سبب اور اس کے فوائد اور اس کے نقصانات

### تجدید بنام

میں نے تعمیر "انوار الہی" کی کتب خانہ اور ان کے حق میں قرآن کریم کو بطور  
 بجا ساری کی تحفہ کی اصلاح کر دی گئی۔ اب ان کے حق میں کوئی تعلیمی نہیں۔ ان کے نام



دارالعلوم  
 1370000

دارالعلوم دارالانشاعت کراچی، پاکستان  
 11 HADAMU 2000/338

### ﴿..... ملے کے پتے﴾

دارالعلوم دارالانشاعت کراچی، پاکستان  
 11 HADAMU 2000/338  
 11 HADAMU 2000/338  
 11 HADAMU 2000/338

دارالعلوم دارالانشاعت کراچی، پاکستان  
 11 HADAMU 2000/338  
 11 HADAMU 2000/338  
 11 HADAMU 2000/338

دارالعلوم دارالانشاعت کراچی، پاکستان

### ﴿..... ملے کے پتے﴾

Islamic Books Centre  
 119-121, Halli Wall Road  
 Bolton BL 3NE, U.K.

Arhar Academy Ltd.  
 London  
 Tel: 020 8911 9907, Fax: 020 8911 9999

### ﴿..... ملے کے پتے﴾

DARUL-ULOOM AL-MADANIA  
 157-74741 541-11111  
 157-74741 541-11111

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE  
 157-74741 541-11111  
 157-74741 541-11111

## فہرست تفسیر انوار الہیاء

(جلد چہارم از پارہ ۱۸ ..... ۳ ..... ۲۳)

نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین
	مکرمین کی خواہشوں کا اصرار کیا جائے تو آسمان و زمین میں لہراؤ جائے گا فرما دیتی ہے بے سوائے ہیں	۲۱	پہاؤ و کھسٹہ بڑا
۷۰	اللہ کی تخلیق کے مظاہرے مکرمین کو اللہ کی قدرت اور اللہ تعالیٰ کی کوئی بڑا نہیں اور نہ کوئی اس کا شریک ہے۔	۲۱	تسورۃ النور
۲۲	وہ مشرکوں کی شریک باتوں سے پاک ہے۔	۲۱	اے ایمان کی صفات اور ان کی کامیابی کا اعلان
۲۳	برائی کو ایسے طریق پر دفع کرنا اور شہادتین کے آنے اور	۲۳	مسئلہ (۱)
۲۴	دشمنوں والے سے اللہ کی پناہ لینا	۲۳	مسئلہ (۲)
۲۵	بزرگ اور مجسم کے احوال و احوال کا فردا کی حالتوں سے	۲۵	اللہ تعالیٰ کی شان و عظیم، تخلیق ربانی کا قدرتی ارتقاء
۲۵	ہونا کا طریقہ اور ان کا دل میں مذاق ملنا	۲۵	ایمان و ایمان کے بعد موت و پھر قیامت
۲۵	بزرگ	۲۵	آسمان کی تخلیق، خاص طور پر اس کے ماحول پر روشنی ہے اور
۲۵	اللہ تعالیٰ بڑے ملک ہے حق ہے بعد و اشریک ہے۔	۲۵	اس کے ذریعہ ہاتھوں میں پید ہو رہا ہے
۵۰	کافر کا مہربان نہیں ہو گئے	۲۸	جانوروں کے ماحول، سختیوں پر پار برداری کا نظام
	اختیار تفسیر سورۃ النور	۲۸	حضرت نوح علیہ السلام کا اپنی قوم کو قادیان کی دعوت
۵۱	تسورۃ النور	۲۹	دعا و دعا فرمائی کی جو سے کہ ماحول پر آج ہوتا
	ان کا مہربان ہے عمل کرنا لازمی ہے ذرا یہ اور دنیا کی سزا	۳۱	حضرت نوح علیہ السلام کے بعد ایک دوسرے کی کی بے شک اور
۵۱	کود سے ہیں	۳۱	ان کی قوم کی کھد پید ہو چکا کہ
۵۱	شرقی حدود میں لگتی کیوں ہے؟	۳۲	حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم
۵۳	پندرہ سہ صفحہ ص ۱۸	۳۲	اسلام کا تذکرہ فرعون اور اس کے دربار میں کا کھجور اور
۵۳	مسئلہ (۱)		کھد پید ہو چکا کہ
۵۳	مسئلہ (۲)	۳۳	حضرت مریم اور یحییٰ علیہما السلام کا تذکرہ
۵۳	مسئلہ (۳)		طبیقات کھانے کا حکم، مخرق اور ان کا کرکٹ کھاتیں
۵۳	مسئلہ (۴)	۳۵	پانے والوں کا تذکرہ، مال و مال کا خیر و خیر و خیر و خیر
۵۳	مسئلہ (۵)		نہیں ہے
۵۳	مسئلہ (۶)	۳۶	قائد
۵۳		۳۶	ایک بندہ کی صفات
۵۳		۳۸	کافروں کا حق سے سزا و تاج کھجور کرکٹ و سزا و سزا

نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین
۸۸	تفہیم	۵۳	مسئلہ (۷)
۸۸	مسئلہ	۵۳	دور حاضر کے مدعیانِ علم کی چال چل نہ ہائیں
۸۹	تیسری		زنا کاری کی مغرضیں اور غفلت و صحت کے فوائد اور علاج
۹۰	کائن کی ضرورت اور غفلت و صحت مفہوم رکھنے کی وجہ سے	۵۴	کی غفلتیں ضرورت
۹۳	خاموشی اور باندھوں کو کتاب جانے کا حکم	۵۷	زنا سرافش عالم کا سبب ہے
۹۶	انہی قہری آسمانوں کا اور زمین کا منور کرانے والا ہے	۵۸	عقل پرستوں کا لذت چاہیے انسانیت باقی رہے یا نہ رہے
	ایک بندے کی قسمت کے ذریعہ دے دیتے ہیں علی اور جہاد	۵۸	فائدہ (۱)
۹۸	کے اشتغال انہیں اللہ کے ذکر سے اور اعانت صلوٰۃ	۵۹	فائدہ (۲)
	دادا لکھی ذکر کو سے غافل نہیں کرتے	۶۰	پاک دامن عورتوں کو جہت لگانے والوں کی سزا
۱۰۰	فائدہ (۱)	۶۱	جو لوگ اپنی جہت کو جہت لگائیں ان کے لئے لعن کا حکم
۱۰۰	فائدہ (۲)	۶۱	لعن کا طریقہ
	کاروں کے اعمال و بند کی طرف سے ہیں جو دور سے		فہرست جاناکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر جہت لگانے
۱۰۱	پانی معلوم ہوتا ہے	۶۳	جانے کا واقعہ انہی قہری کی طرف سے ان کی برائت کا اعلان
	آسمان اور زمین والے اور زمین والے ہونے پرندے		شیطان کے اسرار سے بچنے کے کام سے پہلے کی قسم نہ
	انہی قہری کی تفسیر میں مشغول رہتے ہیں ہر ایک کو اپنی اپنی		کھانا، بیچاری لگانے والوں کیلئے مذابِ عقیم ہے پاکیزہ
۱۰۳	نہاں کا طریقہ معلوم ہے	۷۰	لوگوں کیلئے معلوم ہے اور ذی کریم ہے
	مذہبوں کی دیا لکھی، انہی قہری اور ان کے رسول کی		دوران کے مگر جانے میں تندرہ جانے کی اجازت چیلے
۱۰۶	اعانت سے اقرار اور انہی قہری سے اعراض	۷۳	کی ضرورت اور اہمیت استغناء کے انکار سہو آداب
	ایمان والوں کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ اور اللہ رسول سے	۷۵	اعانت شریک میں اسلئے ان کے انکار سہو آداب
	کے فیصلہ کی طرف دیا جاتا ہے جو صلیو اعانت کر	۷۷	فائدہ (۱)
۱۰۸	رضا منہی کا ذکر دیتے ہیں اور یہ لوگ کا سبب ہیں	۷۷	فائدہ (۲)
۱۰۹	مذہبوں کا بھیجی تھیں کہا کر فرما غور داری کا عند کرنا	۷۷	فائدہ (۳)
	ایمان اور اہل صالحی والے بندوں سے اختلاف اور	۷۷	فائدہ (۴)
۱۱۰	تفہیم فی الارض کا حکم		
۱۱۱	مسلمانوں کا شرط کی خلاف ورزی کرنا اور اللہ اور سے	۷۸	نکری کی مخالفت اور غفلت و صحت کا حکم، انکار ہم بیان
	عہد ہونا	۸۳	بے پروگی کے ماحول کی چال چل نہ ہائیں اور ان کی ترویج
۱۱۴	رد اہل قرآن کے منکر ہیں صوبہ کریم کے دشمن ہیں	۸۵	سورۃ احزاب میں عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم
	گروہ میں داخل ہونے کے لئے کسی بھی طور پر نہیں	۸۵	اعانت میں پردہ کا حکم
۱۱۷	اللہ کے میں اجازت چیلے کا احکام بیان ہے	۸۷	نہاں کے مسئلہ سے حاکم لگانے والوں کی گمراہی



نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین
۲۰۱	فوائد		حضرت لود اللہ کا اپنی قوم کو کھلی کرنا اور نہ سے کاموں سے روکا قوم کا دھمکی دینا کہ ہم حسین کا مال دینگے، بھرا
۲۰۳	کاہ سلوکی کرنا بھرا چاک ہونا	۱۷۶	بچروں کی بارش سے چاک ہونا
	حضرت لود اللہ کی قوم کا بے حیائی کے کاموں میں مشغول ہونا نصیحت قبول نہ کرنا اور پھر خرابا کرنا		اصحاب! یہ کہ حضرت حبیب اللہ کا حق کی دعوت دینا،
۲۰۶	پارو و کسبہ ۲۰	۱۷۷	بے تاملی میں کی کرنے سے روکا، بھراں لوگوں کا ہر مانی کی سزا میں چاک ہونا
	اللہ تعالیٰ کی صفات، عقیدہ، مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کے تصرفات، مشرکین کو دعوت، شرک کی تردید،	۱۷۸	فائدہ
۲۰۷	مشرکین بھٹ کے دوسرے، ان کیلئے مذاہب کی دھم اور تحریک		قرآن عربی زبان میں ہے، اسے عربی میں لے کر پڑا
۲۰۸	قرآن مجید ان چیزوں کو بیان کرتا ہے جن میں بنی اسرائیل اختلاف کرتے ہیں	۱۷۹	ہوئے
۲۱۰	آپ خردوں کو کھیں سنا سکتے اور انھوں کو واقعی نہیں دیکھا سکتے		رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یمنین کے ساتھ واقع سے پیش آئے اور مزاج سلیم پڑھا کر کے کاظم
۲۱۱	مسئلہ خارج اموات	۱۸۱	شاہین برہمن نے پڑا ہوا ہے، اور شعراء کے پیچھے گراؤ تک پہنچے ہیں
۲۱۲	قرب قیامت میں دہلیہ اور شل کا ظاہر ہونا	۱۸۳	اختتام تحفہ سرورہ شعراء
۲۱۶	قیامت کے دن کی فحاشی، کھڑی کی عداوت، بڑی، بھراں سے سوال، فقر اور غم کے بعد ان کے لیے عذاب کا فیصلہ		نشورۃ النمل
۲۱۷	خج مودی جو ہے آسمان و زمین والوں کی گھبراہٹ، پھاڑوں کا پھاڑوں کی طرح پھٹا، لوگوں کا میدان حساب میں حاضر ہونا، صاحب حسد اور صاحب حسد کی جزا	۱۸۷	یہ کتاب بھین کی آفات ہیں جو سوسنکھن کے لئے ہے، جانت اور جانتا، چن کا ٹروں کے لئے ان کے اعمال حرمین کو رہنے لگے ہیں
۲۱۷	آپ بے اطلاع لڑائی کی کچھ صرف یہی غم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مہارت کوں اور فرما تورا اور دوسرے	۱۸۸	حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کلمات کے تحت طر میں کو دھور ہاگ کے لئے چاہا، موت سے سرفراز ہونا
۲۲۰	اختتام تحفہ سرورہ شعراء	۱۸۹	فائدہ
۲۲۳	نشورۃ النمل	۱۹۰	حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کا علم، عقل، جن دانیں پر حکومت، حیوانوں کو لوگوں میں داخل ہونے کا مشورہ
۲۲۳	فرعون کی سرکشی اور بنی اسرائیل پر مظالم کا تذکرہ	۱۹۱	حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ عہدوں کی حاضری لینا، بدو کا غائب ہونا اور ملک سے اسے ایک ملک کی فرما لانا اور اس کے نام حضرت سلیمان علیہ السلام کا لفظ بھرا اور ملک کا بدیہ بھرا
	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا مصدق میں دیکھا کہ انھیں سندھ میں داخل دینا اور فرعون کے مگر والوں کا ان کو اٹھا لینا بھرا فرعون کے گل میں یہ دیکھا	۱۹۵	حضرت سلیمان علیہ السلام کا ملک سہا کا قتلے متکو، بھراں سے دریافت کرنا کیا حیرت انگیز ایسا ہے؟ بھراں کا سلطان ہو چکا
۲۲۵		۱۹۸	

نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین
۲۳۷	ساتھی اہل کتاب قرآن کریم پر ایمان لانے میں ان کے لیے دلائل برائے ہے	۲۳۷	حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک شخص کا گناہ جو چاہا ہر صبر بھروسہ
۲۳۹	آپ جسے چاہیں جاہلیت میں دے سکتے ہیں جسے چاہے جاہلیت دیتا ہے۔	۲۳۸	کہہ دیتے ہیں چاہے
۲۴۰	اہل مکہ کی اس بات کی تردید کہ ہم جاہلیت قبول کر لیں تو اپنی زمین سے نکال دیے جائیں گے	۲۳۹	موسیٰ علیہ السلام کا یہ کہنے والا ہاں دہرا کر کہوں کی کہوں
۲۴۱	اللہ تعالیٰ اس وقت تک کسی سستی کو جاگ نہیں فرماتا جب تک ان کی سرکاری سستی میں کوئی رسول نہ بھیجے اور سستیوں میں رہتے دے گھر پر جاتا آئیں	۲۴۰	کو پانی پانا پھر ان میں سے ایک لڑکی سے شادی ہوتا
۲۴۲	قرآن سے کہ ان اللہ تعالیٰ کا شریکین سے خطاب اور یہ سوال کہ انہیں تم نے شریک ٹھہرایا تھا وہ کہاں ہیں؟	۲۴۱	فرمانہ
۲۴۳	اگر اللہ تعالیٰ رات پاؤں کو بیٹھ جاتی دیکھتے تو وہ کون ہے جو اس کے مقابلہ میں رات پاؤں لاٹکتے	۲۴۲	فائدہ دانی
۲۴۴	قرآن سے کہ ان پر اس سے گواہ گواہ اور شریک کی دلیل طلب فرماتا	۲۴۳	فائدہ دانی
۲۴۵	قادیان کا اپنے مال پر اترنا نہ قادیانوں کا اس کا مال دیکھ کر دیکھنا اور قادیان کا اپنے گھر کے ساتھ زمین میں چھن چانا	۲۴۴	فائدہ دانی
۲۴۶	فائدہ	۲۴۵	فائدہ دانی
۲۴۷	آفت کا گھبران لوگوں کے لیے ہے جز زمین میں باندی اور نہ کا ارادہ نہیں کرتے	۲۴۶	فائدہ دانی
۲۴۸	قرآن کی مخالفت اور کفر کی مذمت	۲۴۷	فائدہ دانی
۲۴۹	اللہ تعالیٰ کی مذمت سے آپ کو کتاب دی گئی اہل مہر پر انصاف	۲۴۸	فائدہ دانی
۲۵۰	تسویۃ الشکوک	۲۴۹	فائدہ دانی
۲۵۱	دعاؤں ایمان کے بعد امتحان بھی ہوتا ہے	۲۵۰	فائدہ دانی
۲۵۲	ہر شخص کا ایمان اس کے اپنے نفس کیلئے ہے اور اللہ تعالیٰ سارے جہانوں سے بے نیاز ہے۔	۲۵۱	فائدہ دانی
۲۵۳		۲۵۲	فائدہ دانی
۲۵۴		۲۵۳	فائدہ دانی
۲۵۵		۲۵۴	فائدہ دانی
۲۵۶		۲۵۵	فائدہ دانی
۲۵۷		۲۵۶	فائدہ دانی
۲۵۸		۲۵۷	فائدہ دانی
۲۵۹		۲۵۸	فائدہ دانی
۲۶۰		۲۵۹	فائدہ دانی
۲۶۱		۲۶۰	فائدہ دانی
۲۶۲		۲۶۱	فائدہ دانی
۲۶۳		۲۶۲	فائدہ دانی
۲۶۴		۲۶۳	فائدہ دانی
۲۶۵		۲۶۴	فائدہ دانی
۲۶۶		۲۶۵	فائدہ دانی
۲۶۷		۲۶۶	فائدہ دانی
۲۶۸		۲۶۷	فائدہ دانی
۲۶۹		۲۶۸	فائدہ دانی
۲۷۰		۲۶۹	فائدہ دانی
۲۷۱		۲۷۰	فائدہ دانی
۲۷۲		۲۷۱	فائدہ دانی
۲۷۳		۲۷۲	فائدہ دانی
۲۷۴		۲۷۳	فائدہ دانی
۲۷۵		۲۷۴	فائدہ دانی
۲۷۶		۲۷۵	فائدہ دانی
۲۷۷		۲۷۶	فائدہ دانی
۲۷۸		۲۷۷	فائدہ دانی
۲۷۹		۲۷۸	فائدہ دانی
۲۸۰		۲۷۹	فائدہ دانی
۲۸۱		۲۸۰	فائدہ دانی
۲۸۲		۲۸۱	فائدہ دانی
۲۸۳		۲۸۲	فائدہ دانی
۲۸۴		۲۸۳	فائدہ دانی
۲۸۵		۲۸۴	فائدہ دانی
۲۸۶		۲۸۵	فائدہ دانی
۲۸۷		۲۸۶	فائدہ دانی
۲۸۸		۲۸۷	فائدہ دانی
۲۸۹		۲۸۸	فائدہ دانی
۲۹۰		۲۸۹	فائدہ دانی
۲۹۱		۲۹۰	فائدہ دانی
۲۹۲		۲۹۱	فائدہ دانی
۲۹۳		۲۹۲	فائدہ دانی
۲۹۴		۲۹۳	فائدہ دانی
۲۹۵		۲۹۴	فائدہ دانی
۲۹۶		۲۹۵	فائدہ دانی
۲۹۷		۲۹۶	فائدہ دانی
۲۹۸		۲۹۷	فائدہ دانی
۲۹۹		۲۹۸	فائدہ دانی
۳۰۰		۲۹۹	فائدہ دانی

نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین
۲۸۷	لہذا بے حیائی ہے، واقعی ہے	۲۷۰	دلیل ہی کے ساتھ میں سوچ کر سنا کا حکم
۲۸۸	اکڑا کر کہنے کی	۲۷۲	ہر مہم کا نیکو کار کا حکم ہی خود ہے
۲۹۰	اس کتاب سے کمال اور وسعت کرنے کا طریقہ	۲۷۳	قیامت کے دن کسی کوئی کے کلاموں کا پتہ نہیں ملے گا
۲۹۲	رسالت کو یہ حکم پر ایمان، اللہ تعالیٰ		حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغ اور ان کی قوم کی نجات
۲۹۳	فائدہ	۲۷۵	برائے کام کا کردار
۲۹۴	اس میں ہی کلمہ حب و رختہ حب پر تقدیر		حضرت زکریا علیہ السلام کا اپنی قوم کو توحید کی دعوت دینا
۲۹۵	حجرت کی اہمیت اور ضرورت		اور انہی میں سے ماریت حسب کر کے مہمان کا شہرہ
۲۹۶	یہ جان و موت کا حق ہے	۲۷۶	کرتے کی تفسیر فرما
۲۹۷	روشنی کا رشتہ اور اس کا		ثابت قیامت پر دلیل کافی اور مکررین قیامت کے لیے
۲۹۷	توحید کے ادلی	۲۷۷	نذر
	ادنیٰ کوئی زندگی اور دھب ہے حقیقی زندگی آخرت ہی کی		حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کا جواب کہ ان اگلی کر دیا
۲۹۸	زندگی سے	۲۷۸	آگ میں جلا
۲۹۹	مشرکین کی ہتھکڑی ہر جہاں		حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہم کو بھلا کر قہر، پناہ دیتی کی
۳۰۰	اس کی پر امن دلیان کا قصہ بھی انعام		جہ سے بت پرستی میں لگے اور قیامت کے دن ایک
	الغیر سورۃ المائدہ	۲۷۸	دوسرے پہنچتے کر دے
۳۰۳	تفسیر فرقۃ المسلمین		حضرت لوط علیہ السلام کا رشتہ ابراہیم کی کو قبول کرنا اور دونوں
	اسی کا رشتہ پر دو میں کے غالب ہونے کی تفسیر کوئی	۲۷۹	حضرت کا فلسفین کے لیے عبارت کرنا
	اور حضرت ابوکر صدیق علیہ السلام کا اہل بنی خلف سے بار	۲۸۰	پہنچے اور پست کی رسالت اور محبت
۳۰۳	نبوت کی پانی کا		حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سلسلہ نبوت جاری
	جنہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں اور اہل علم کے	۲۸۰	فرما
۳۰۵	پانچواں چال چلنا	۲۸۰	ذکر خیر کی رو اور نوبت
۳۰۷	آج کل دار میں کی تحقیق میں فکر کرنے کی تفسیر		حضرت لوط علیہ السلام کا اپنی قوم کو تبلیغ کرنا اور برے اعمال
	زمین پر پہلے پھرنے کی تفسیر اور انعام سادہ سے صبر		سے دکان پر قوم کا نافرمانی کی جہ سے پاک کیے جانے
۳۰۷	حاصل کرنے کا حکم	۲۸۱	کار
	قیامت کے دن خلف ہر امتیں ہوگی، مومنین ہوں	۲۸۳	اس میں نے اور فرماں پانچواں قیامت کی جا کھٹ کا کر
۳۰۸	میں سرور ہو گئے مگر میں یہ حال ہو گئے		مشرکین اپنے معبودوں سے خواہش یہ لگائے بیٹھے ہیں
	میں مقام اور ان کے پہلے لوگات میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح	۲۸۵	ان کی مثال بخیر کے جانے کی طرح سے
۳۰۹	کرتے کا حکم	۲۸۷	پہاؤ و سبب ۲۱
۳۱۰	فائدہ	۲۸۷	قرآن مجید کی سادہ کرنے اور اہل اسلام کے کام کرنے کا حکم

نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین
۳۳۷	آسمان و زمین پر پہاڑ سب اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اس کے سامنے سب ہونگے جیسے ایک تار	۳۴۱	اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر ہر جہ کے ہونگے
۳۳۸	حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نصاب	۳۴۲	ایک خاص مثال کے شرک کی تردید اور حق تعالیٰ کا کچھ
۳۳۹	حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا تہذیب	۳۴۳	فَاللَّهُ وَجْهَهُ لَلْعَالَمِينَ خَلِيفًا
۳۴۰	شرک علم عظیم ہے	۳۴۴	دست اور دست کے بارے میں انسان کا ایک خاص مزاج
۳۴۱	اللہ تعالیٰ کے ساتھ منسوب لوگوں کی بصیرت	۳۴۵	رشتہ دار نہیں ہر مہار کو دینے کا علم اللہ کی رضا میں
۳۴۲	نہاں کرتے ہو، ہمارے دینی میں ہمارے کی تائید	۳۴۶	فرج کرنے کی نصیحت
۳۴۳	عبر کرنے کی بصیرت، ہمارے اور اللہ تعالیٰ سے عشق ہے	۳۴۷	لوگوں کے افعال پر کی حد سے اور دین میں ان کا ہونا
۳۴۴	کی تائید	۳۴۸	اللہ تعالیٰ ہر انسان کو بھیجتا ہے اور دین میں رہنا ہے وہی
۳۴۵	تجربہ کی خدمت	۳۴۹	خود ان کو خدا دہرانے کا
۳۴۶	آواز کو پسند کرنے کا قسم	۳۵۰	آپ خدایا ہر مہار کو بھیجتا ہے اور ان کو ہونا
۳۴۷	اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہر چیز پر غلبہ دیا اور ہر جہ سے	۳۵۱	نکسہ دے سکے
۳۴۸	نواز دینے مگر یہ آواز اللہ تعالیٰ کی تائید میں نہ ہونے	۳۵۲	انسان ضعف و قوت کے مختلف احوال سے گزر رہا ہے
۳۴۹	انسان سے مضبوطی دے دے دیکھو	۳۵۳	جو صرف اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے رہتا ہے
۳۵۰	اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور تجزیہ اور تعارفات عربیہ کا تذکرہ	۳۵۴	قیامت کے دن ہر مہار کی جہولیت و سوادہری اور اہل ایمان
۳۵۱	تکلیف اللہ تعالیٰ پر	۳۵۵	کی حق جاننا
۳۵۲	سند دین کتبیں کا چہاں اللہ تعالیٰ کی خدمت ہے	۳۵۶	قرآن مجید مضامین پر مشتمل ہے ہمارے کو حق کا کچھ
۳۵۳	دین میں ہر جہ کی تائید اور ان سے ہر جہ سے	۳۵۷	ہے آپ میرے کام میں اللہ کا وعدہ حق ہے
۳۵۴	اللہ تعالیٰ سے ذرا قیامت کے دن کی حد بندی کا تذکرہ	۳۵۸	اللہ تعالیٰ ہر مہار
۳۵۵	شیطان ہر جہ کا تجزیہ ہونا نہ دے	۳۵۹	تسبیح و تہلیل
۳۵۶	پاکیزگیوں کا ہر صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے	۳۶۰	قرآن مجید مفسرین کے لیے جامع اور دست ہے
۳۵۷	اللہ تعالیٰ ہر جہ سے	۳۶۱	قرآن کے دشمنوں کی ترغیب ان کے لیے مذہب میں کی
۳۵۸	تسبیح و تہلیل	۳۶۲	دین
۳۵۹	قرآن مجید حق ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونا ہے	۳۶۳	گائے جانے کی خدمت اور دست
۳۶۰	آسمان اور زمین اور ہر جہ سے ہر جہ سے ہونا ہے	۳۶۴	ارشاد نبوی (علیہ السلام) کہ میں گائے جانے کی چیز میں ہونا ہے
۳۶۱	میں ہر جہ سے	۳۶۵	کے لیے ایمان
۳۶۲	اللہ تعالیٰ آسمان سے زمین تک ہر جہ سے ہونا ہے	۳۶۶	جہولیت میں ہونا
۳۶۳	کے حضور میں اپنے دین میں ہونا کی مقدار ایک ہزار	۳۶۷	لہذا تہلیل (ہر جہ میں گائے)
۳۶۴	مہار ہے	۳۶۸	تہلیل و تہلیل کا تذکرہ



صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
۳۶۸	مسئلہ (۸)	۳۵۳	انسان کی تخلیق اور قصہ کہانہ کہ اور مگر جس بہت کی قزوح
۳۶۸	مؤمنین کے لیے اللہ کا فضل اس سے بڑا ہے جو ایمان لائے	۳۵۶	قیامت کے دن مگر جس کی بد حالی اور دنیا میں دامن ہوئے تو درخواست کرے
۳۶۹	مفسرین سے بڑا آپ کی دنیا میں ایمان کی دنیا میں	۳۵۷	اگر ایمان کی صفات مؤمنین کا جنت میں داخلہ کفر کا
۳۷۰	ازواج مطہرات بھی ان میں شامل ہیں کہ اگر مہاجرین	۳۵۸	اور دنیا میں برائیوں کا
۳۷۰	رشتہ داری کے اصول مقررہ کے مطابق میراث تقسیم کی جائے	۳۵۹	خداوند کی تعریف
۳۷۱	حضرت انبیا اگر امام ہیں اسلام سے قبل	۳۶۰	مؤمن اور کافر کے درمیان
۳۷۲	فرمانِ احزاب کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہی	۳۶۱	جن چیزوں میں اختلاف کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں قیامت کے دن فیصلہ فرما دے گا
۳۷۳	ایمان کی بناء اور کفر کی بناء کی بد حالی اور بد حالی	۳۶۲	بنا کر اللہ تعالیٰ کے سامنے سے میراث حاصل کرنے کی تاکید کیسے ایمان اللہ تعالیٰ کی نعمت میں ان سے نفی آدم اور موسیٰ لکھاتے ہیں
۳۷۴	فرمانِ احزاب کا مفسر اللہ	۳۶۳	خلف کے ان کا فرمان کا ایمان لکھنے سے گا
۳۷۵	مؤمنوں سے حفاظت کے لیے لڑائی مجاہد	۳۶۴	اللہ مہر اور کفر
۳۷۵	مؤمنوں کا کفر کی پادار کرنے سے عاجز ہوگا	۳۶۵	تفسیر فی الاحزاب
۳۷۶	بعض کفریوں کا مفسر اللہ	۳۶۵	اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اس پر توکل کیجئے
۳۷۶	جہاد کی مشوریت میں بعض علماء اس کا قصا ہو جائے	۳۶۵	کافروں اور منافقوں کی بات نہ مانے
۳۷۷	رسول اللہ کی دعا	۳۶۶	ان کے سامنے جنت تھامے مگر جسے نہیں ہیں ان کی قیامت
۳۷۷	دعا کی قبولیت اور مفسرین کی حریت	۳۶۶	ان کے ایمان کی طرف کہ
۳۷۸	بعض ائمہ والہات کا کہہ کر جو لڑائی کھاتے وقت پیش آئے	۳۶۷	تکبار کیا ہے
۳۷۸	ختمِ نبوت اور رسالت کا ثبوت	۳۶۷	جنگِ خلیفہ
۳۷۹	رسول اللہ کی وفات میں کوفی کر مسلمان کوفیوں	۳۶۷	شہرہ دی مسائیں
۳۷۹	ملاحظوں پر گاہیں ہوں گے	۳۶۷	مسئلہ (۱)
۳۷۹	حضرت جابر علیہ کے ہاں سفارت عامہ	۳۶۸	مسئلہ (۲)
۳۸۰	مناقبوں کی بدعتی اور زہری	۳۶۸	مسئلہ (۳)
۳۸۱	مؤمنین کیلئے رسول اللہ کی ذات گرامی اس سے الہی	۳۶۸	مسئلہ (۴)
۳۸۱	ایمان لے اللہ سے چاہو کہ اور اس پر چاہو کرے	۳۶۸	مسئلہ (۵)
۳۸۲	فائدہ	۳۶۸	مسئلہ (۶)
۳۸۲	اہل کتاب کو کفر داری کی سزا ملنی اور اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ نے عذاب عطا فرما دیا	۳۶۸	مسئلہ (۷)

نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین
۳۲۳	عہدہ کے بعض مسائل	۳۹۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات، رضی اللہ عنہن کا خضار
۳۲۶	کھانج کے بعض مسائل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض خصوصیات	۳۹۶	خضار سے خطاب نہ آپ کا خضار
	ازواج مطہرات، رضی اللہ عنہن کے بارے میں آپ کا		
	اعتقاد ہے کہ جسے چاہتا ہے اسے اس دیکھیں اور جسے چاہیں	۳۹۷	چاند کی سورج سے ۳۲
۳۲۸	دور گردی	۳۹۸	ازواج مطہرات، رضی اللہ عنہن کی غلیظت
	انکے بعد آپ کیلئے جو تیس محال ہیں چاہئے آپ ان	۳۹۸	ذکر رسول سے بات کرنے کا طریقہ
۳۳۰	خارجوں کے ہر مسئلہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کر سکتے ہیں۔	۳۹۸	مردوں میں غصہ سے بچنے کا حکم
	سردار، عالم حق کے لیے سکھاتے ازواج کی سخت		
۳۳۱	اور صحت		
۳۳۲	غلام	۳۹۹	اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہو جائے تو اس پر عمل
۳۳۳	نہاں آئندہ چاہ کا دائرہ	۳۹۹	کرنا لازم ہے خلاف روایت کرنا جائز نہیں
۳۳۴	مردوں کو اپنے تئیں اس کے سامنے آنے کی اجازت ہے	۳۹۹	نہیں میں عارف کا خضار
	اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوات بھیجتے	۳۹۹	نہیں میں عارف سے منسوب بدعت نہیں کا کھانج اور طلاق
	ہیں، اسے مسلمانوں ائمہ بھی کی صلوات پر صلوات و سلام بھیجا		
۳۳۸	کرے۔	۳۹۹	نہیں بدعت نہیں رضی اللہ عنہا کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانج
۳۳۹	دور و شریف کے خضار		
۳۴۱	خضار کی سخت	۳۹۹	صحیح کی سبب سے بات سے کھانج کرنے کا حکم
۳۴۱	سخت	۳۹۹	قرآن خضار ہے
۳۴۲	دور و شریف چنے کی کھیتیں	۳۹۹	محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں
۳۴۳	ایک نوبتے والوں اور جست لگانے والوں کا یہ انجام	۳۹۹	ختم نبوت کے معنی قرآن کے معنی ہیں اسلام سے خارج
۳۴۵	بیشمار اور چوٹی پر ہے		
	ازواج مطہرات، رضی اللہ عنہن اور عاتقہ عاتقہ اور		
	عام مسلمانوں کو یہود کا انجام کرنے کا حکم اور مسلمانین		
۳۴۶	کے لیے دیکھ		
	کا فرماؤں پر اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے وہ بھی اور اس میں اپنے		
	سورہوں پر نعمت کریں گے انہوں کے لیے ۱۱ برے		
۳۴۸	خدا کی درخواست کریں گے		
	ایمان والوں کو خطاب کہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو چاہا		
۳۵۰	جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی		
۳۵۱	اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں کامیابی ہے		

صفحہ	نمبر شمار	صفحہ	نمبر شمار
خدا کی حمد سے کافروں کی بددعا کی تلافی اور ایک دوسرے پر برم کرنے کی تحفہ	۳۷۵	آسمان اور زمینوں اور پرانوں نے ابرام کو امانت سے انکار کر دیا اور انسان نے اسے اٹھایا	۳۵۲
کافروں کا حق اور ان کا خطاب والہام ہوا	۳۷۸	انیت کی تحریک اور وہی شیخ تعلیم	۳۵۳
انفرادی اور اجتماعی طور پر خود مختار کرنے کی دعوت	۳۷۹	نہج مسوومہ خطاب	
حق مسوومہ		تشریح و تفسیر	۳۵۷
تشریح و تفسیر	۳۸۱	خدا تعالیٰ تعالیٰ کہ ہے اسے ہر چیز کا محمد ہے اہل ایمان کے لیے مغفرت اور زندگی کر رہا ہے	۳۵۸
انہ تعالیٰ خالق مریض ۲۰۲۰ ہے ہر چیز پر قادر ہے اس کے سوا کوئی چیز کرنے والا نہیں اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں	۳۸۲	کافروں کی طرف سے قرآن قیامت کا انکار اور ان کے لیجے خطاب کی وجہ	۳۵۹
ہرے گل کو چھایا کھینچ دیا اچھے گل والے کے برابر نہیں ہو سکتا خدا تعالیٰ سب کے مالک کو کہتا ہے	۳۸۳	حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام والے انعامات کا ذکر	۳۶۰
ماری فرات انہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے نکلات طہارت اس کی طرف جاتے ہیں اسے بندوں کی غمراں میں کی جانی کا طم ہے	۳۸۵	پہ دریاں اور چاند اس کی تسبیح میں مشغول ہوا لوہے کوڑھ مل رہا	۳۶۱
سمندر کے سطر کے فواد اور چاند سورج کی تسبیح کا چاند مشرقیں کو حسین کی قبر سے معبود اعلیٰ کے چھپنے پر راہ گئی کے چاند کے مالک نہیں	۳۸۷	ہوا کی تسبیح آسمان کا چشمہ بہا رہا	۳۶۲
سب اللہ کے کائنات ہیں قیامت کے دن کوئی کسی کا بھوت الہائے کافرا اور بتاؤ کافروں کو اور بتاؤ حق حاکم اور مرد پر راہ گئی ہر امت میں تیرا کھایا گیا ہے	۳۸۹	عمریب اور تامل کا ذکر جہان اللہ قلندر و عسکرات	۳۶۳
پارل کے مضافی ٹپک بندوں کی صفات اور ان کا اجر ثواب	۳۹۲	فرشتے کہ چہ میں تامل اور تہذیب کا حرام ہوا بذات قریب کو نہیں جانتے وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات سے پہلے تھے	۳۶۴
وزیرین کو کہہ دو کہ آئے کی شان کا خطاب کیا گیا ہے گناہ میں سے کی نہیں کے	۳۹۵	قوم سہ چاند خدا تعالیٰ کے انعامات پھر ہر شکر کی حمد سے فتوں کا مصوب ہوا	۳۶۶
کفر کا دہائی اہل کفر ہی پر ہے کہ کافر نہیں ہیں ایک دوسرے کو کہہ دو کہ جیسے ہیں آسمان اور زمین کو انہ تعالیٰ ہی دو کہہ دے	۳۹۶	مشرقیں نے جن کو شریک قرار دیا ہے نہ انہیں دیکھا اختیار ہے خدا جانے زمین میں ان کا کوئی سا بھابہ	۳۷۰
قریش کہ نے قسم کھا کر کہا کہ ہمارے پاس کوئی اور اسے دیا آگیا تو ہم دوسروں سے نہ کہہ کر جانتے والے ہوں کے نام پر ہمارے دیا آگیا تو کھنجران کھنجران سے مخالف ہو گئے	۳۹۷	قیامت کے دن کچھ اٹھیں ہوں گے انہ تعالیٰ مزید بخیم ہے رسول اللہ ص کی پشت عامہ کا بیان	۳۷۲
		قیامت کا وقت مقرر ہے اس میں تقدیم تاخیر نہیں ہو سکتی ہے	۳۷۳

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
۵۱۷	خجھوڑ کے وقت تھوڑی اور بچتی	۵۱۷	زمین میں جل کر رہ گئے ہیں بلکہ کھجور کے وقت تھوڑی اور بچتی
۵۱۸	اٹل جتنے تو ختم ہو گا تکرار واپسی پر جوں کے ساتھ	۵۱۸	انہم سے ہر جہت حاصل نہیں کرتے تو ان کے احوال کی
۵۱۹	ساجوں میں جھکے گئے ہیں سوں کے	۵۱۹	ہوئے اندھ تھوڑے موندہ فرما تو زمین کی پشت پر بھی
۵۲۰	نہ زمین سے خوب ایران کے خط اب کا تکرار	۵۲۰	لکھی نہ لکھنا
۵۲۱	نہ زمین کے خلاف ان کے امت کی کوئی	۵۲۱	ان کے ساتھ
۵۲۲	انسان قوت کے بعد بارہ ہفت کی طرف لوں واپس	۵۲۲	ان کے ساتھ
۵۲۳	نہ زمین کی طرف ان کے امت کی کوئی	۵۲۳	آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں قرآن اللہ تعالیٰ کی
۵۲۴	قرآن کریم کے بعد توبہ کیلئے نصیحت ہے اور کاروبار کیلئے	۵۲۴	طرف سے ہزار کیا گیا ہے تاکہ آپ ان لوگوں کو تکلیف
۵۲۵	جنت ہے	۵۲۵	کریں جن کے باپ باپوں کے پاس دارائے واسعے ہیں
۵۲۶	چاندروں میں اللہ تعالیٰ کی نصیحتیں ہیں ان میں صوفی اور	۵۲۶	آئے
۵۲۷	مشارب ہیں	۵۲۷	آیات والا کا شان نزول
۵۲۸	مشرقی کی یہ توفیق	۵۲۸	ایک کلمہ میں یا میراں کا بچنا اور کلمہ والوں کا موندنا
۵۲۹	انسان قیامت کا منکر ہے وہ اپنی خلقت کو بھول گیا	۵۲۹	طرف پر مشتمل
۵۳۰	اللہ پاک قادر مطلق ہے سب کو اس کی طرف لوٹ کر	۵۳۰	نہ زمین کی طرف اس میں سے ایک شخص کا چاہوں
۵۳۱	چاہے	۵۳۱	کی تفسیر کی کہ وہ بھی والوں کو توبہ کی نصیحت کرے
۵۳۲	اللہ مہربان نہیں	۵۳۲	پیارے دشمن
۵۳۳	تسلی و التسلط	۵۳۳	نہ زمین کو نہ فرما اور اس میں سے کھیتی اور بھل
۵۳۴	صرف اللہ تعالیٰ ہی معبود ہے آسمان زمین اور مٹا دے	۵۳۴	پیدا فرمائے چاند تعالیٰ کی قدرت کے بعض مظاہرے ہیں
۵۳۵	مطرب کا رہ ہے	۵۳۵	دلت ان اور کس اور اللہ تعالیٰ کے مظاہر قدرت میں
۵۳۶	مشارب مشرق کی بھی ہے	۵۳۶	ہے ہیں
۵۳۷	مشارب آسمان و دنیا کے لیے رحمت ہیں اور شاہین	۵۳۷	سورج کی رفتار میں مظاہر قدرت ہے
۵۳۸	سے جھوڑا ہے کافر یہ ہیں	۵۳۸	سورج کا کھمبہ دیکھنا
۵۳۹	مکروں کا استیلا کر لے والوں اور قیامت کے	۵۳۹	فائدہ
۵۴۰	منکر ہی کی قیامت اور ان کے لیے اچھے شر	۵۴۰	مجازی قیامت کے
۵۴۱	قیامت کے دن ہر گزین کا ایک دوسرے پر ہاتھ لگنا	۵۴۱	سورج کا چاند نہیں بڑھتا
۵۴۲	پھولوں کا دن کا دن کا دن	۵۴۲	تسلی نہ تو فست ہے اللہ تعالیٰ نہ فرما ہے
۵۴۳	نہ زمین کا قیامت کا دن کا دن کا دن	۵۴۳	نہ زمین کا دن کا دن
۵۴۴	مشارب اور شاہین سب مذہب میں مشنک سوں کے	۵۴۴	نہ زمین کا دن کا دن

صفحہ	نمبر شمار	صفحہ	نمبر شمار
۵۵۳	مشرکین کی توحید پر ایمان کے لیے ۱۰۰ توجہ دے رہے تھے	۵۳۳	کاظمیہ کے مذاہب میں ہوں گے اور اللہ کے مخلص
۵۵۵	فرشتوں کی اصلیت کا تذکرہ	۵۳۵	مذہب کے ساتھ کھولیں ہر جنت کی خشتوں میں
۵۵۶	عظیموں کی مدد کی جائے گی اللہ کے فضل و عباد میں	۵۳۶	مشتعل ہوں گے
۵۵۷	انجیل اور تورات کی خبر دے	۵۳۷	ایک جتنی اور ایک روزی کا حکم
۵۵۸	اللہ رب العزت ہے ان باتوں سے پاک ہے جو لوگ	۵۳۸	غیر اللہ کو مہاکو کہتے ہیں جہنم کھاتے ہیں
۵۵۹	جان کرتے ہیں	۵۳۹	اہل جہنم آجہاد کی تحقیر کے کر رہے ہیں
۵۵۹	سب قرآن اللہ ہی کے لیے ہے	۵۴۰	حضرت نوح علیہ السلام کا کہنا کہ اللہ کی قوم کا پاک ہے
۵۵۹	افغانیہ اور فلسطین	۵۴۱	اور ان کی بارگاہ کا کھاتہ ہے
۵۵۹	تشریف آفرین	۵۴۲	کیا طوفان نوح سارے عالم کو بھینچا؟
۵۶۰	مشرکین تو عید نکھت میں رسالت کے لئے ہیں	۵۴۳	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم کو توحید کی دعوت دینا
۵۶۰	فائدہ	۵۴۴	اور ان کو توڑ دینا پھر ان کے میں ڈالا جاتا اور کچے سالم
۵۶۱	گزشتہ پاک شدہ اقوام کا ذکر	۵۴۵	مکھوڑ دینا
۵۶۱	ذوالفقار و خانہ کاظمی	۵۴۶	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے حلقہ سے ہجرت کرنا پھر
۵۶۱	حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے اور حضرت داؤد	۵۴۷	بچنے کے دینا کرنے کا حکم ملتا اور فرما رہی ہیں کہ سب
۵۶۱	علیہ السلام کا ذکر	۵۴۸	ہوگا
۵۶۱	حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں دو شخصوں کا حاضر	۵۴۹	نیک بچے بنو اب
۵۶۱	ہو کر لیبل چاہتا ہے آپ کا لیبل دینا	۵۵۰	استغفر اللہ کے لیے قرآنی کا حکم
۵۶۱	حضرت داؤد کا بھائی احماد ہونا پھر مستحضر کرنا	۵۵۱	حضرت احماد علیہ السلام کی بشارت
۵۶۱	شر کا مالیت کا حکم	۵۵۲	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کون سا روز نماز کا تھا
۵۶۱	حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک دعا	۵۵۳	حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہ السلام کا ذکر
۵۶۱	سورۃ الن کا چھوڑنا	۵۵۴	حضرت یحییٰ علیہ السلام کا اپنی قوم کو توحید کی دعوت دینا
۵۶۱	ایک مشہور قصہ کی ترویج	۵۵۵	اور بت پرستی چھوڑنے کی تلقین فرمنا
۵۶۱	حضرت داؤد علیہ السلام کی مخالفت کا اعلان	۵۵۶	حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر اور قوم کا پاک ہونا اور
۵۶۱	اجتہاد کی ایک خدمت	۵۵۷	یہی کے علاوہ ان کے تمام اہل و عیال کا نجات دینا
۵۶۱	غواہوں کا اجتماع کرنا کہہ رہا ہے	۵۵۸	اہل مکہ کو ہجرت دلانا
۵۶۱	کہہ رہا ہے کہ اللہ کے مخلص ہیں	۵۵۹	حضرت یحییٰ علیہ السلام کا کشتی سے مستند میں کودنا
۵۶۱	مصدقین اور اہل ایمان والے مسلمانین اور حقین اور پکار	۵۶۰	پھر اہل کے ہوتے ہیں جنت میں مشغول رہنا
۵۶۱	براہین میں ہو سکتے؟	۵۶۱	ایک جیلدار اللہ کا سب دینا
۵۶۱		۵۶۲	اجتناب کی نصیحت

نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین
۵۹۱	فتویٰ فی الذیض	۵۷۴	حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر و دعا کی جگہ تھے
۵۹۲	اقتدارِ واحد ہے فقہاء کے مزین ہے، فقہاء جہان نے چاند، سورج کو نظر فرمایا نہ ان کو، نہ جبریں میں بوجہ اہل ایمان	۴۷۴	گھوڑوں کا لٹیں کیا جاتا؟ غرض متنب ہونا
۵۹۳	اللہ تعالیٰ ہے تبار ہے کلمہ سے شامی نہیں شکر اسے محبوب ہے تکلیف پہنچتی ہے تو انسان اپنے رب کو توجہ کے ساتھ	۵۷۳	حضرت سلیمان علیہ السلام کا انتقال اور دعا شیا ملین کا مکر ہونا کا ۳۱ میں گنبد اور زنجیروں میں یاد مانا جانا
۵۹۵	پاکارت ہے اور رحمت کے زمانہ میں، ماؤں کو بھول جا ۴ ہے	۵۷۵	فائدہ
۵۹۶	سالمین کی صفات	۵۷۶	حضرت اے ب علیہ السلام کی بیماری اور دعا اور شفایابی کا تذکرہ
۵۹۶	لنا زنجو کی غلیظیات	۵۷۸	فائدہ دعا کی قبولیت اور برکات
۵۹۸	اللہ سے اس نے اور غاصب کی مہارت کرنے کا علم	۵۷۹	سب بگو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے سوا حق نہیں ہے
۶۰۰	فائدہ	۵۸۰	تخیل تہ کہ حضرت اے ب علیہ السلام
۶۰۲	اللہ تعالیٰ نے اسلام کیلئے جس کا یہ کھول دیا وہ صاحب نور ہے جن کے محبوب اللہ کے ذکر کی جانب سے سخت	۵۸۱	حضرت ابراہیمؑ حضرت ائین اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر
۶۰۳	چسپان کے لئے دعا کت ہے	۵۸۲	حضرت اسماعیلؑ حضرت اسماعیلؑ اور ذوالکفلؑ علیہم السلام کا ذکر
۶۰۳	شرح صمد کی دعا گاہاں	۵۸۲	تفلی حضرت کی خدمت کی دعا
۶۰۳	ذکر اللہ کی غلیظیات اور اہمیت	۵۸۳	سرکشوں کا براہ انجام مذکور ماسی ایک دوسرے سے بڑا کرنا
۶۰۳	مشفایا بچا شفایں کی شریعت	۵۸۳	اٹل دوزخ کو حیرت ہوگی جب مل جائیں گواہنے ساتھ نہ دیکھیں گے
۶۰۳	ذاکرین کی صفات	۵۸۳	صرف اللہ تعالیٰ ہی معبود ہے اور واحد و قادر ہے پاک
۶۰۵	شرک و موصد کی مثال	۵۸۳	ارض و سما ہے عزیز و فقار ہے
۶۰۶	قیامت کے دن ادا دعا اور انتقام	۵۸۳	انہی کی علم ہدی اور سر تالی، حضرت آدم علیہ السلام کو جہد کرنے سے انکار کر کے خلق کائنات ہونا اور نبی آدم کو اور نئے کی قسم کھانا
۶۰۷	چسپان و شفایں	۵۸۸	انہی اور ان کے شفیقین سے دوزخ کو بھرا یا جائے گا
۶۰۷	جہنوں سے بڑھ کر کھانم کون ہے	۵۸۸	فائدہ
۶۰۸	بندہ کو اللہ کا ہی ہے، اللہ کے سوا تکلیف کو کوئی اور نہیں کر سکتا اور اس کی رحمت کو کوئی دیکھ نہیں سکتا	۵۸۸	دوست حق پر کسی مصلحت کا مطالعہ نہیں
۶۱۰	اللہ تعالیٰ جانوں کو بخش فرماتا ہے، سلامتی کے بارے میں صرف ایسی کو اقتدار ہے، دشمنین کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو نگہ دل متقبل ہوتے ہیں	۵۸۹	فائدہ
۶۱۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خاص دعا کی تلقین		
۶۱۳	انسان کی بدعتی اور بدعتی کا ذکر		

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
۶۳۳	اللہ تعالیٰ انھوں کی خطیانت کو اور دونوں کی پشیمند و جنتیوں کو جانتا ہے	۶۱۵	اللہ تعالیٰ کی رحمت عامہ کا اعلان اناست الی اللہ کا حکم
۶۳۵	کھانہ کی گرفت لڑائی	۶۲۰	تھوڑے میں اور سیکڑے میں کب جانی
۶۳۶	ہم نے موسیٰ کو فرعون یا مان کا دونوں کی طرف بھیجا انہوں نے ان کو سارا اور کذاب قاتل فرعون کے برے فرائض کا تذکرہ اور حضرت موسیٰ کا اپنے رب کی دعا مانگنا	۶۲۱	آپ نے فرماتے کہ اسے جاننا میں اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہیں کر سکتا
۶۳۷	آل فرعون میں سے ایک شخص نے اللہ کی حق کوئی نظر نہیں اور تہذیب	۶۲۱	وَمَا لَكُمْ لَوْلَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَ الْفُلْهُوَ
۶۳۹	بندہ سوسن کا سابقہ اسحق کی نہ بادی کو یاد دلاؤ اور قیامت کے دن کی بد حالی سے ڈکاؤ کرنا	۶۲۲	قیامت کے دن صور پھونکنے والے کا ذکر
۶۴۰	شرف مرتاب کا گروہ اور ہمارے ہر حکیم جہاد کے دل پر اللہ کی طرف سے شرف لگ جاتا	۶۲۲	إِنَّمَا خَلَقَ اللَّهُ مَا كَانَتْ
۶۴۰	قائد	۶۲۳	دل بھر کر اہل ایمان کی عبادتوں کا گروہ کرو اور اپنے اپنے کاموں تک پہنچنا
۶۴۱	فرعون کا نام چڑھنے کیلئے نو پچاس لاکھ لاکھ ہزار اور اس کی تدبیر کا بد بادی کا سبب بننا	۶۲۴	الْحَقُّ مَوْجِدٌ لِّمَنْ يَشَاءُ
۶۴۲	مرد سوسن کا لاکھ ہزار اور اللہ کی رحمت کی طرف متوجہ کرنا اور معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا	۶۲۵	اللہ تعالیٰ کہہ چکے ہیں اور یہ قول کرتے ہیں ہے غفلت
۶۴۳	فرعون کا نہ یاد دہانا	۶۲۵	خدا پ وہا ہے انکے سوا کوئی معبود نہیں
۶۴۳	خدا پر قربا کا ذکر	۶۲۸	کاروں کو اللہ کی آیات کے بارے میں غمنا کرتے ہیں
۶۴۵	دوڑیوں کا آپس میں جھگڑنا چھوڑنا کا یہاں پر اہل مہربان دوڑیوں کا فرشتوں سے تجلیات خدا کے لئے عرض د	۶۲۹	شہروں میں اپنا چکر بڑھ کر میں ڈالے سابقہ اسحق اور برائتوں نے چھوڑا جس کی وجہ سے ان کی گرفت کر لی گئی
۶۴۵	سرمہش کرنا	۶۲۹	حاکمین عرفی کا سوسن میں کے لئے دعا کرنا اہل ایمان اور ان کی انوار اور ذاتیات کے لئے جنت میں داخل ہونے کا سوال
۶۴۵	اللہ تعالیٰ کا اپنے رسولوں اور اہل ایمان سے نصرت کا وعدہ کرنا اور حاکمین کے ملعون ہونے کا اعلان فرما	۶۳۱	کاروں کا اقرار جرم کرنا اور دوزخ سے نکلنے کا سوال کرنا یہ اب ملتا کہ تم سے قویہ کا ناپائیدار کیا ہو شرک کی دولت پہنچانا لائے
۶۴۶	میر کرنے اور اشتہار کرنے اور تصدیق و تہذیب میں مشغول رہنے کا حکم	۶۳۲	اللہ تعالیٰ ربیع لہرہات ہے اور عرض ہے جس کی طرف چاہتا ہے وہی بھیجتا ہے قیامت کے دن سب حاضر ہوں گے اللہ سے کوئی بھی پشیمند نہ ہو کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی پادشاهی ہوگی
		۶۳۳	انہیں قیامت کے دن سے مارا جائے جس دن اہل ملعون میں ہو گئے خالوں کیلئے کوئی دوست یا سفارش کرنے والا نہ ہوگا

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
۶۶۳	حق سے اعراض کرنے والوں کو بھی ہر جہد و جان و ثروت کی قربانی کا حکم	۶۳۶	اللہ کی آیات میں جھڑا کرنا ان کے چہنچہ میں گہرے
۶۶۵	اللہ کے دشمنوں کا دوزخ کی طرف متوجہ کیا جانے کے	۶۳۷	جہاد اور جہاد، مؤمن صحابین اور برے لوگوں کے درمیان
۶۶۷	اصحاب کا ان کے خلاف کوئی وجہ اور خطاب سے بھی	۶۳۸	اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعا کرنے کا حکم اور قول فرماتے
۶۶۸	چنگیز خان کا	۶۳۹	کا
۶۶۹	کاروں کو ان کے گمان بننے کا حکم	۶۴۰	آپ کی ضرورت اور غلبہ
۶۷۰	مشرکین اور کافرین پر نہ سے مہمیں مسلط کر دینے کے	۶۴۱	اللہ تعالیٰ پر حج کا حقائق ہے، بلکہ انہما دارض و سار اسی
۶۷۱	کاروں کا قرآن سننے سے روکا اور شور و شغب کرنے کا	۶۴۲	بے پروا کرنا
۶۷۲	ممنوعہ کرنا	۶۴۳	میں تمہارے ممبروں کی مہارت نہیں کر سکتا کچھ علم ہوا
۶۷۳	مکرر لوگ اور خواہش کریں گے کہ انہما سے	۶۴۴	بے کربانہا ان کی فرمانبرداری کرنا
۶۷۴	ساتھ لایا جائے کہ قہقہوں سے روکا جائے	۶۴۵	مذہب کی گفتگو اور ان کی زندگی کے مختلف اظہار و نمودار
۶۷۵	اہل اسلام کو بشارت	۶۴۶	دو زبانوں کا مطالعہ اور انہما میں میں سمجھنا ہوا دوزخ میں
۶۷۶	مؤمنوں کا اہل ایمان سے خطاب	۶۴۷	داخل ہونا اور ان سے سوال ہونا کہ تمہارے باہل ممبر
۶۷۷	مؤمنوں کو ان کی طرف سے مہم	۶۴۸	کہاں ہیں؟
۶۷۸	وہابی اہل اللہ کی غلطیاں، اختلافی مہم کی تحقیق و شہادت	۶۴۹	ہم نے آپ سے بعض رسولوں کا ذکر کر دیا ہے اور
۶۷۹	مؤمنوں کو ان کی غلطیاں، اختلافی مہم کی تحقیق و شہادت	۶۵۰	بعض کا نہیں کیا، کسی کی کو اختیار تھا کہ ان انہما کے
۶۸۰	مؤمنوں کو ان کی غلطیاں، اختلافی مہم کی تحقیق و شہادت	۶۵۱	بعض کوئی کہتی ہے
۶۸۱	مؤمنوں کو ان کی غلطیاں، اختلافی مہم کی تحقیق و شہادت	۶۵۲	پہلے ہی اور کتبیں ان کی خدمت کا ذکر
۶۸۲	مؤمنوں کو ان کی غلطیاں، اختلافی مہم کی تحقیق و شہادت	۶۵۳	گزشتہ قوسوں کی قربانی کا ذکر
۶۸۳	مؤمنوں کو ان کی غلطیاں، اختلافی مہم کی تحقیق و شہادت	۶۵۴	اللہ مہم سہم
۶۸۴	مؤمنوں کو ان کی غلطیاں، اختلافی مہم کی تحقیق و شہادت	۶۵۵	مؤمنوں کو ان کی غلطیاں، اختلافی مہم کی تحقیق و شہادت
۶۸۵	مؤمنوں کو ان کی غلطیاں، اختلافی مہم کی تحقیق و شہادت	۶۵۶	مؤمنوں کو ان کی غلطیاں، اختلافی مہم کی تحقیق و شہادت
۶۸۶	مؤمنوں کو ان کی غلطیاں، اختلافی مہم کی تحقیق و شہادت	۶۵۷	مؤمنوں کو ان کی غلطیاں، اختلافی مہم کی تحقیق و شہادت
۶۸۷	مؤمنوں کو ان کی غلطیاں، اختلافی مہم کی تحقیق و شہادت	۶۵۸	مؤمنوں کو ان کی غلطیاں، اختلافی مہم کی تحقیق و شہادت
۶۸۸	مؤمنوں کو ان کی غلطیاں، اختلافی مہم کی تحقیق و شہادت	۶۵۹	مؤمنوں کو ان کی غلطیاں، اختلافی مہم کی تحقیق و شہادت
۶۸۹	مؤمنوں کو ان کی غلطیاں، اختلافی مہم کی تحقیق و شہادت	۶۶۰	مؤمنوں کو ان کی غلطیاں، اختلافی مہم کی تحقیق و شہادت
۶۹۰	مؤمنوں کو ان کی غلطیاں، اختلافی مہم کی تحقیق و شہادت	۶۶۱	مؤمنوں کو ان کی غلطیاں، اختلافی مہم کی تحقیق و شہادت









کی طوطی ہے اس کی بات سکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اسے جس کی طوطی دے دے یہ ہو ہو سکتا ہے کہ اس نے کوئی ایسی بات کی ہو یا کسی ایسی چیز کے فروغ کرنے میں نکل گیا جو فروغ کرنے سے نکلی نہیں۔ (مسلم و ترمذی ص ۳۳۳)

(جیسے علم کا انھوں نے اساتذہ دین کا کھانا پکانے کے لئے کسی کو آگ دیا یا جس کی قیادہ چاہو وہ غیرہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں حسن الاسلام العروہ تر کھانا یعنی (انسان کے اسلام کے ٹوٹی میں سے ایک ہے یا تہ ہے کہ جو چیز اس کے کام کی ہو اسے چھوڑ دے) حضرت لقمان سے کہی گئی کہ آپ کی جو یہ فضیلت حاصل ہوئی ہے کیسے حاصل ہوئی ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ سچی بات کرنے سے اور امانت ادا کرتے سے اور انھیں کے چھوڑنے سے مجھے یہ سہ مل گیا۔ (امام احمد ص ۱۸۱)

اہل ایمان کا یہ تصور نصف ایمان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا يُولُوا السُّفْهَانَ خُمْمًا لِّمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (اور جو لوگ ان کو قہر کرنے والے ہیں انھوں نے ان کو اپنے لغوی معنی کے اعتبار سے پاک صاف کرنے کے معنی پر دلالت کرتا ہے) اور اسی لیے ہاں کا ایک حصہ بطور فرض قرار دیا اور مساکین کو اسے کام دینا ان کو قہر کیا گیا ہے کیونکہ اس سے جس کی نکل بھی سے پاک ہوتا ہے اور مال میں بھی پاکیزگی آ جاتی ہے لافوی معنی کے اعتبار سے بعض مفسرین کا یہ کہ یہ مطلب بھی بتا رہا ہے کہ اپنے نفس کو برے اخلاق سے پاک رکھنے والے ہیں انسان کے اندر داخل حصہ حب و غضب مال، پاک کے جذبہ استغناء کرتے ہیں اور مال سے پاک ہونا اور نفس کو پاک بنائے جس کی اصلاح کرتا ہے بھی لغوی کو يُولُوا السُّفْهَانَ کا صحابی ہے اس کی صورت اہل میں فرمایا يُولُوا السُّفْهَانَ خُمْمًا لِّمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (وہ شخص کا حساب ہو گیا ہو پاک صاف ہو)۔

اہل ایمان کا یہ تصور نصف ایمان میں بیان فرمایا يُولُوا السُّفْهَانَ خُمْمًا لِّمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (الامانات اللغات) اور جو لوگ اپنی شرم کی جگہوں کی حفاظت کرتے ہیں یہ لوگ اپنی ایمان اور لوطیوں سے شرعی اصول کے مطابق ثبوت پوری کر لیتے ہیں ان کے علاوہ اس اور جگہ اپنی شرم کی جگہوں کو استعمال نہیں کرتے، یہ جو ایمان اور لوطیوں سے ثبوت پوری کرتا ہو چکے مثال ہے اس لئے اس پر انھیں کوئی حلاوت نہیں ان کے علاوہ اور کسی جگہ اپنی شرم کی جگہ کو استعمال کیا تو یہ شرعی سے آگے نہ بڑھانے والی بات ہوگی جس کی مراد یہاں نہیں آتی ہے اور آخرت میں بھی۔

آیت کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ جس کو بھی حرام ہے (جس کا وہ داخل میں رہا ہے) کیونکہ جس صورت سے جس کا کیا جائے اور جوئی نہیں ہوتی اسی طرح جانوروں سے ثبوت پوری کرنا یا کسی طرح ثبوت کے ساتھ کسی خاتون کرنا یہ سب ممنوع ہے کیونکہ ان سب صورتوں میں شرم کی جگہ کا استعمال نہ ہوئی ہے۔ یہ صورت باندی سے باندیوں سے ثقافت ثبوت کرنے کے کچھ کام ہیں جو کتب خود میں مذکور ہیں، ہمارے یہ کہہ رہے ہیں کہ کام کرنے والی کو اگر ایمان یا عبادت میں ہیں اگر ان سے کوئی شخص ثبوت پوری کرے گا تو حرام نہ ہوگا کسی بھی آزاد صورت کو اگر کسی شخص سے لے کر اسے اس کا چھوڑ دینا اور وہ حرام میں اور اس کی قیمت بھی حرام ہے اگر کوئی شخص لے لے گا اور اس فریاد ہوئی صورت سے ثبوت والا کام کرے گا تو آزاد ہوگا۔

مسئلہ جن امور میں سے نکاح کرنا حرام ہے اگر ان سے نکاح نہ بھی کر لیا جائے ان سے ثبوت پوری کرنا حرام ہی رہے گا۔

مسئلہ بعض لغوی کی حالت میں اپنی بیوی اور شرعی لوطی سے بھی ثبوت والا کام کرنا حرام ہے اور یہ بھی فساد و اختلاف ختم مضافاتی میں شامل ہے۔

اہل ایمان کا پانچواں اور چھٹا نصف بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا يُولُوا السُّفْهَانَ خُمْمًا لِّمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (اور جو لوگ اپنی ایمانوں اور عبادت کی رعایت کرنے والے ہیں اس میں انھوں نے حفاظت کا اور جو کوئی عہد کر لیا جائے اس کی حفاظت کا ذکر فرمایا ہے اور ان دونوں کی رعایت اور حفاظت کو تو نہیں کی حفاظت خاصہ میں شمار فرمایا ہے۔ حضرت انس نے بیان کیا ہے کہ بہت کم ہیں یہ وہ ہے کہ رسول اللہ

سہمی اندھ علیہ السلام نے غلطی نہ ہو اور میں نہ فرماؤں کہ لا انا محمد بن النعمان لا اعداء له ولا دين لعن لا عہد له ثم داراں کا کوئی ایسا نہیں جو امانت نہ رکھیں اور اس کا کوئی دین نہیں جو ہمہ گیر ہو۔ (مشکوٰۃ و تصانیح مسلم)

اللہ تعالیٰ شیعہ کے جو اہل علم و فہم ہیں ان کے متعلق جو شرعی ذمہ داریاں ہیں ان کا پورا کرنا قرآن و احادیث کا احاطہ و سرچرچہ بہت زیادہ ہوتا ہے چنانچہ سب ملاحظ کی حفاظت میں داخل ہے اسی طرح بدو کی بدنامی میں جو اہل امانت ہو ان کی بدنامی کی امانت نہ رکھیں مگر دین کی امانت ہر ان سب کی روایت کرنا لازم ہے ہاں کی ہاں کی کہ جو لوگ امانت داری سمجھتے ہیں لیکن یہ معصوم سے دوسری چیز میں امانت داری نہیں سمجھتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہمیں امانت کے ساتھ ہی ہے۔ (یعنی مجلس کی بات آئے نہ بدعتی جانتے) پس اگر کسی مجلس میں جو اس طریقہ پر کسی کا خون کرنے یا زکریا کا قتل یا کسی کا مال لینے کا مشورہ دے تو ان میں تو اُن سے بدعتی ہیں۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جب کوئی شخص بات کہدے پھر اصرار صحابہ ہو (کہ کسی نے نہ تو نہیں) تو یہ بات امانت ہے۔ (ترمذی ۲۵۰۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ اپنے بھائی سے کوئی بات کہے میں نہ کہنے کا پھر بدعتی ہو تو اسے جھوٹ بول رہا ہو۔ (مشکوٰۃ و تصانیح)

ایک حدیث میں ارشاد ہے ان المستشار مؤمنین (با مشائخ) سے مشورہ لیا جائے اور امانت دار ہے یعنی مشورہ لینے والا کوئی مشورہ دے جس کے حق میں شک نہ ہو۔ (بخاری ۲۵۰۰)

امانت داری بہت بڑی عظمت ہے خلیفہ متنازعوں کا کام ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حق کی بات کہیں نہ لیاں ہیں اگرچہ وہ ہزاروں کھے اور اگرچہ اسے اور سلطان ہوئے کہ چڑھائی کرے۔ (۱) جب کہ ترک تو جھوٹ بولے۔ (۲) جب اصرار کرے تو خلاف کرے۔ (۳) اور اگر اس کے پاس امانت دیکھائی جائے تو خیانت کرے۔ (۴) (مسلم)

لاحظ کی حفاظت کے ساتھ عہد کی حفاظت کو بھی مومنین کی حفاظت خاصہ میں شمار فرمایا ہے مومن بدو کا اللہ تعالیٰ سے عہد ہے کہ اس کے فرمان کے مطابق مجلس کے تمام احوال و احوال میں اس کا خیال رکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان بردار ہو کر ہیں اور فرمانی نہ کریں اور بدو سے کوئی معاہدہ ہو جائے کسی بات کا وعدہ کر لیں تو اس کو پورا کریں بشرطیکہ معاہدہ کا معاہدہ نہ ہو۔ بہت سے لوگ قرض سے لیتے ہیں اور ادائیگی کی تاریخ مقرر کر دیتے ہیں پھر تاریخ آ جانے پر ادائیگی کا انتظام نہیں کرتے بلکہ انتقام دیتے ہوئے بھی دیتے ہیں یہ سب بدعتی ہیں تاہم اور اس کے علاوہ بہت سی صورتیں ہیں جہاں ذمہ داریاں آتی رہتی ہیں جن لوگوں کا کوئی حرام نہیں ہو کہ وعدہ اور وعدہ کی خلاف ورزی کو کوئی ذن نہیں دیتے حضرت عہد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس میں چار چیزیں ہوں گی خاصہ مضاف ہو گا اور جس کے اندر ان میں سے ایک غلطی ہوگی اس کے اندر غفلت کی غلطی شمار ہوگی اور چار غلطیاں یہ ہیں۔ (۱) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ (۲) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (۳) جب معاہدہ کرے تو جھوٹ کرے۔ (۴) جب ٹھکار کرے تو گھبراہٹ کرے۔ (۵) (بخاری ۲۵۰۰)

حضرت عہد بن حسان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم مجھے چھ چیزوں کی حفاظت دے دو میں تمہیں جنت کی حفاظت دے گا ہیں۔ (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (۲) وعدہ کرے تو پورا کرے۔ (۳) جب معاہدہ کرے تو جھوٹ بولے۔ (۴) جب قرض لے کرے تو اس کو واپس کرے۔ (۵) اپنی شرم کی چیزوں کا کھلو اور کھو۔ (۶) اپنی آنکھوں کو بچے رکھو (یعنی کسی جگہ ہمارا نظر نہ لالو)۔ (۷) اور اپنے ہاتھوں کو (بے ہوشی کر کے) روکے رکھو۔ (مشکوٰۃ و تصانیح مسلم ۲۵۰۰)





## بِالدُّهْنِ وَصُنِيعِ اللَّذَائِكِیْنَ ۝

بے ادھکھائے دھن کے لئے ماریں کے لکڑیاں۔

آسمان کی تخلیق، خاص مقدار کے موائع بارش ہونا اور اس کے ذریعہ پانچوں میں پیو اوار ہونا ان آیات میں اندھل ٹٹنے نے آسمانوں کو پیدافرما نے اور آسمان سے پانی برسنے اور اس کے ذریعہ درخت لگانے کا ذکر فرمایا ہے یہ سب انسانوں کے لیے بڑی بڑی نعمتیں ہیں۔

اول میں فرمایا ہے کہ تم نے تمہارے ہر صنیع طبع آئیں یعنی سات سات دانے میں پھرین سے فرمایا ہے کہ اس سے سات آسمان ہوا ہیں ان کو کچھ طرائق کا واسطے فرمایا ہے کہ سات آسمان ہر چھ دانے میں اور پانچ آسمان سے کچھ طرائق فرمایا کہ ان میں فرشتوں کے آنے ہونے کے واسطے حیر پر فرمایا وہاں اعلیٰ اعلیٰ (اور اہم مخلوق سے غافل نہیں ہیں) یعنی بے خبر نہیں اندھوئی اپنی مخلوق سے نہ پہلے غافل تھا اور اب غافل ہے کوئی بڑی مخلوق ہو یا چھوٹی اس نے اپنی نعمت کے موائع جس کو چاہا چاہا اور جب چاہا پیدافرمایا۔

دانیالوں فرمایا کہ تم نے آسمان سے ایک مقدار کے موائع پانی نازل فرمایا پانی اگر ضرورت سے نادر اور اس ہائے قیاس آہستہ آہستہ اس سے نکلے اور پانی کو کھینچ کر اٹھائیں کھینچ جاتا ہے اور اگر پانی گہر سے نکلے اس سے ضرور نکلے پانی نہیں نکلتا۔ ہوا اندھوئی مناسب مقدار میں پانی پیدا فرماتا ہے یہ پانی سمیتوں میں اور پانیوں میں پھینکا ہے جس کی وجہ سے سبزی اور شادابی آتی ہے ہر پانی کا ایک بہت بڑا حصہ دانیالوں میں گڑھوں میں اور نہریں میں گھر جاتا ہے اس پانی سے انسان پیتے بھی ہیں اور نہاتے بھی ہیں اور دوسری ضرورتوں میں بھی استعمال کرتے ہیں۔ نیز جانور بھی پانی پیتے ہیں۔ ہر پانی ایک درجہ برتر کر چلا جائے اور اندھوئی اسے زمین میں نہ ختم اسے تو ذخیرہ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتے زمین میں ختم ہونے سے پہلے یا بعد میں اس پانی کو معدوم کرنے پر اندھوئی کو قدرت ہے ہر پانی کو فرمایا ہے واما علیٰ ذلک لافراؤن (اور بادشہ اس کو معدوم کرنے پر ضرور قادر ہیں)

دانیالوں فرمایا کہ پانی کے ذریعہ گھوڑوں اور اونٹوں کے ہاتھ پیرا لگائے جان گھوڑوں اور اونٹوں میں تھپارے لئے مائع ہیں۔ ایک مائع تو یہ ہے کہ تھپارہ دھال ہے درخت سے تو زہر کھاتا دھال بھی ہے اور حیرے اور بھی قوت صحت کے لئے بھی مفید ہے نہ پکانے کی ضرورت نہ صاف نہک لانے کی حاجت اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس کو کھلا کر رکھ لیتے ہیں جو سب سے نپ ہوتے ہیں اور ان میں کوئی فصل تک کھاتے ہیں لگور سے مٹی اور شیش چار لیتے ہیں اور گھوڑوں سے چھارے لیتے ہیں اور اس کو باریک حکم فرمایا کھنڈر کھنڈر فاعلمہا تا کلون (اور اس میں تمہارے لئے سب سے نپ وہاں میں سے تم کھاتے ہو)

پھر فرمایا وھوذا فاعلمہا من طون سبکات (اور ہم سے تمہارے لئے ایک درخت کو پیدائی جو طون پینا سے نکلتا ہے وہ جس لگور کھائے دھانوں کے لئے سان لگراتا ہے اس سے زہن کا درخت مرہو ہے۔ اسکو سورج اور مٹی میں غمر و مہارک (برکت والا درخت) فرمایا ہے ہر سورج و آسمان میں اندھوئی نے اس کی قسم کھائی ہے یہ درخت بڑے مائع اور فائدہ کا درخت ہے اس کے اوپر دانے تو یہاں ہی آیت میں بیان فرمایا ہے۔ اول تو یہ کہ اس کا شکل بہت مائع ہے بہت سے کاموں میں آتا ہے اور فائدہ دینے کے کہ اس میں دھالی اور کرکھتے ہیں ہر سان کی جگہ استعمال کرتے ہیں اور خود زمین کے دانے بھی دھالی سے اور علیہ دھالی کے کھائے جاتے ہیں زمینوں کا













فرما دیا کہ تم نے ان کے بعد اور بہت سی جماعتیں پیدا کیں، ان سے حضرت ابوطالب علیہ السلام اور حضرت شعیب علیہ السلام کی قومیں اور ان کے علاوہ جو قومیں جنہیں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی تکذیب کے باعث ہلاک کر دی گئی۔ اللہ تعالیٰ کے قصاص و قدر میں جس امت کے ہلاک ہونے کا وقت مقرر تھا برہمت انکی اسی وقت میں ہلاک کی گئی۔ وہ اپنے مقررہ وقت سے پہلے ہلاک ہوئی اور نہ اس وقت سے تاخر ہوئی۔

قوله تعالى ترا من الموحدة وهو التبع مع فصل ومهلة والهاء الاولى بدل من الواو كما في تراوت وجمعوا القراء والعرب على عدم توبه فانك لتدركه كالف دحوى وذكرى ومعاذكم اولسلا وسلا معاقرين وقر ابن كثير وابو عمر وترا بالعين وهو لغة كناية ارايع روح المعاني ج ۱ ص ۳۳

لَا تَخْلُقْنَهُمْ فَنفخا (سویم پھیل کو پھنک دے) بعد از جود میں آتے رہے، یعنی ایک قوم تھی اور اس کے بعد دوسری قوم آگئی یا رہا یا ہی ہوتا رہا جسے دوسری آیت کے دلچسپ تھائی طرح ہلاک ہونے میں بھی آگے پیچھے تھے، ایک قوم تھی رسول کو پہنچا دیا، ہلاک ہوئی دوسری قوم تھی اس نے بھی اپنے رسول کو پہنچا دیا، وہی ہلاک ہو گئی اسی طرح سلسلہ جاری رہا، و خلعنا نفعہ اعوانہ (اور ہم نے انہیں کیا تباہی یاد دلائی) یعنی وہ لوگ رسولوں کی تکذیب کی وجہ سے اپنے رہا ہونے اور اپنے گمے کے بعد کٹے ہوئے تھے صرف کیا انہوں کے طور پر ان کا ذکر کرتے ہیں کہ اس نامی بھی کوئی قوم تھی اور اس علاقے میں بھی کبھی لوگ آباد تھے، کیا ان کے بڑے بڑے گھر تھے اور کیا ان کا انجام ہوا کہ اس کی باتوں کی طرح لوگ ان کا ذکر کرتے ہیں۔ فَنفخا بالقوم لَا يَنْبُوْا مَسْجُوْنًا (سورہی ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان نہیں لاتے) ایک اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہیں کیونکہ غیر مومن کا ان کی رحمت شامل نہ ہوگی وہ ہمیشہ لعنت میں رہیں گے۔ قسم اوستفسرنا مؤمنی وساعدا (الانہات الاوابع) یعنی مذکورہ قوم کے بعد ہم نے مومن علیہ السلام اور ان کے ہمراہی باندہن علیہ السلام کو اپنی آیت اور سلطان مبین سے اس کا کچھ مفسرین نے فرمایا ہے کیا آیت سے وہ آیت مراد ہیں جو سورہ انفال کی آیت وَلَقَدْ اٰمَنَّا اِلٰهَ فِرْعَوْنَ اور اس کی بعد اہل آیت میں مذکور ہیں اور سلطان مبین (صحة وصحة) سے حضرت مومن علیہ السلام کا قصاص مراد ہے۔ حضرت مومن اور ان کے ہمراہی باندہن شیعہ اسلام کو اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کے سرداروں کی طرف کچھ بیان لوگوں نے تکبر اختیار کیا انہیں دیا جس جو برتری حاصل تھی اس کی وجہ سے اپنے کو بڑا سمجھتے تھے یہ تکبر انہیں ملے اور انہیں آدھی جو کہہ رہے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف توجہ دیا کر کچھ پایا ہے کیا ہم ان پر ایمان لے آئیں حلاکت یہ دونوں جس قوم کے افراد ہیں یعنی بنی اسرائیل وہ تو ہمارے فرمانبردار ہیں، یہ آگاہی پوری قوم مومن میں ہی بھی شامل ہیں ہم سے بہت زیادہ کمتر ہیں ہم خود ہم میں سے کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم اس قوم کے سرداروں کو اپنا نظیر بنائیں جو ہمارے ناحق ہیں جو لوگ ہم سے سب کے سب ہیں ان کو اپنے سے برتر کیسے کہیں گے اس کو لوگ انہیں دیکھ کر کہتے رہے اللہ تعالیٰ کے دونوں نظیروں کو پہنچا دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہلاک کر دیئے گئے یعنی مسجد میں ڈال دیئے گئے۔ اس کے بعد فرمایا وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُؤْمِنِي الْكِتَابِ لِيَقْتُلُوْا الْكَافِرِيْنَ (اور یہ اہل کتاب تھے کہ ہم نے مومن کو کتاب دی تاکہ وہ لوگ جاننا پانچا جائیں) جب فرعون اور اس کی قوم مفرق ہو کر ہلاک ہو گئی اور حضرت مومن علیہ السلام اپنی قوم بنی اسرائیل کو لے کر رہا ہوا ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی جاہلیت کے لیے حضرت مومن علیہ السلام کو راہ شریف عطا فرمائی۔ جب تک بنی اسرائیل فرعون کی غلامی میں تھے ان کا شرمیدہ پر لٹل کرنے سے عاجز تھے اس لیے انہیں تقبیل انکام اس وقت دے دیے جب فرعون کی گرفت سے نکل گئے یہ انکام تو راہ شریف کے ذریعہ دے گئے جب حضرت مومن علیہ السلام پر نازل ہوئی تو رات شریف کے بارے میں سورہ انعام میں فرمایا ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنَا نُوْحًا نِّسْرًا نِّسْرًا لِّئَلَّا يَكُنْ مِنَ الْكَافِرِيْنَ کہیں ان کا ذکر سورہ فرقہ میں اور سورہ نمل میں گنہگار ہے۔

### حضرت مریم علیہا السلام کا تذکرہ

آخر میں فرمایا: وَنَحْمَدُكَ اِنَّ عَزَمْتَ وَآلَہُ الْاَزْمِ نے ان مریم کو انکی والدہ کو نکالی دیا ان مریم مبینہ حضرت مبینہ علیہا السلام کی اپنی والدہ کے گھر سے پیدا ہوئے جبکہ کسی بھرنے انکی والدہ کو کچھ اور تک نہ تھا یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ایک عظیم نشانی ہے پھر حضرت مبینہ علیہا السلام کے گھر سے (نہ سو سال قبل) عمران اور سوراہہ مادہ میں جان بچ گئے ہیں ان میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی نشانی ہیں وار ہے کہ قرآن کریم میں حضرت مبینہ علیہا السلام کے علاوہ کسی کی کا انی ملاں کہہ کر تذکرہ نہیں فرمایا اور سیدہ حضرت عیسیٰ علیہا السلام کے نام کے ساتھ جگہ جگہ ان مریم فرمایا ہے اور سورہ مریم میں واضح طور پر فرمایا کہ وہ الخیر باب کے پیدا ہوئے لیکن اب بعض علماء اور ذہناتی ہیں کہتے ہیں کہ حضرت مبینہ علیہا السلام کے باپ کا نام یوسف تھا اس طرف سے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو سمجھتے ہیں اور حضرت مریم علیہا السلام پر بھی ہر کردار کی تہمت دھرتے ہیں۔ **لَعَلَّہُمُ اللہُ تَعَالٰی**

مریم فرماد: **وَاَوَّلُ نَسَبٍ لِّہَا زَوْجٌ ذَا مِرَّةٍ وَاعْنٰی** (اور ہم نے ان دونوں کو کوئی ایک پرستگار نہ کیا جو بھرنے کی جگہ تھی اور ہم میں پانی جاری تھا) مطلب یہ ہے کہ ہم نے انہیں دینے کے لئے بلند جگہ دیا (جہاں اچھی طرف) دے سکتے تھے وہاں تھیں انھیں جس پھول سے (ایز پانی بھی جاری تھا پانی جو پھولوں کو پور پور پاتا کویر اب کر تھا اور اس کے دھبے سے دل ٹوٹا ہوا اس جگہ سے کون ہی جگہ مراد ہے اس کے بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں حضرت عبداللہ بن سلام صحابی (جو پہلے یہودیوں سے تھے) انہیں نے فرمایا کہ اس سے واضح مراد ہے حضرت سعید بن المسیبؒ کا بھی یہ قول ہے حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ اس سے مراد حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اس سے بہت القدر مراد ہے۔ (ماہنامہ المیزان ص ۳۷)

یہ تذکرہ کے اقوال ہیں جن میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ بھی ہیں اب دور حاضر کے بعض ذہناتیوں کی بات سنو وہ کہتے ہیں کہ حضرت مبینہ علیہا السلام اور ہم انکی والدہ کی قبر تکبیر میں ہے یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہا السلام کی حیات کے قائل نہیں تھے اور سوراہہ مادہ میں جو **وَمَعْلُوْلَةٌ یَدِیْنِہَا** ہل **وَالْعَصۃُ اللہُ اَلہُ** فرمایا ہے اس کے منکر ہیں۔ **فَلَعَلَّہُ اللہُ عَلٰی الْکَافِیۃِ**۔ جان القرآن میں لکھتے ہیں کہ ایک عالم بادشاہ یہودیوں تھا جو لوگوں سے یہ کہہ کر کہ مبینہ علیہا السلام کو سرداری ہوئی تھی مگر میں اس کا دشمن ہو گیا تھا البتہ مرہانی سے حضرت مریم علیہا السلام ان کو لے کر مصر بھی گئیں اور اس عالم کے مرنے کے بعد پھر شام میں پہنچی آئیں۔ (لکھنا فی المروج وفتح الباری عن صحیح احمدی وروی فی الصحیح المسطور بحسب الرواۃ عن ابن عباس ورواہ عن زید بن مسلم ولا ینسکتون بہ لیسوا بمصر اور مصر کا نام یہودی بادشاہ روم کیل کے بہت سے فرقہ جو ہمارا جو بادشاہین روم کیل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب)

**يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُّوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۚ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝ وَإِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْا ۝ فَتَقَطُّعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۚ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ فَذَرْنَهُمْ عَمَلَهُمْ ۚ هُمْ عَمَلُكُمْ ۚ إِنَّمَا نَبْذُكُم بِہِ مِنْ قَالٍ وَبَيْنَیْ ۝ تُسَارِعُ لَکُمْ فِي الْغُرُوبِ ۝ إِنَّمَا نَبْذُکُمْ بِہِ مِنْ قَالٍ وَبَيْنَیْ ۝ تُسَارِعُ لَکُمْ فِي الْغُرُوبِ ۝ إِنَّمَا نَبْذُکُمْ بِہِ مِنْ قَالٍ وَبَيْنَیْ ۝ تُسَارِعُ لَکُمْ فِي الْغُرُوبِ ۝**

© 2007 Pearson Education, Inc. All rights reserved.

100

طیبات کھانے کا حکم، متفرق ادویان بنا کر مختلف جماعتیں بنانے والوں کا تذکرہ، مال اور اولاد کا خیر، ہونا ضروری نہیں ہے

[illegible]



پوچھی آجیت میں یہ فرمایا کہ اسے سوال: (سلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے انہیں تخلیق کرائی ہے تو واضح کر دیا کہ وہ اب یہ آپ کی امت پر ایہد نہیں کہتے تو انہیں ایک خاص وقت تک انکی جہالت پر مجبور دیتے جب یہ لوگ مریں گے تو انہیں حقیقت حال معلوم ہو جائے گی۔

پانچویں اور گھنٹی آجیت میں یہ بتایا کہ یہ جو عمریں اور کنڈہیں آپ پر ایمان نہیں لائے اور انہوں نے اپنی اعتبار سے ہم انہیں بدھار ہے ہیں اور ترقی دے رہے ہیں اس میں بھی بدھار ہے ہیں اور ان کی بھی عقل نہیں ہے یہ ان لوگوں کو یہ خیال ہے کہ ہم انہیں فائدہ پہنچانے میں جھڑی کر رہے ہیں ان کا یہ سمجھتا تھا ہے یہ تو ہماری طرف سے استدراں یعنی اہل ہے یہ لوگ غلاموں میں جتا ہیں انہیں معلوم نہیں کہ ہم کمرے کے ساتھ جو سوال ادا دیکھ ترقی دیتے ہیں چاہئے ہوتی ہے کہ لوگ ان چیزوں سے مفرور نہ ہو کہ وہ زیادہ سرگئی اختیار کریں اور پھر بہت زیادہ عذاب میں مبتلا ہوں۔

فائدہ... تَحْلُوتُ مِنَ الْعُقُبِ وَأَعْمَلُوا صَلَاتِنَا مِمَّا اس طرف اشارہ ہے کہ حال غذا اہل صالح میں بد اہل ہے وہ غذا حلال ہوتی ہے تو خود بخود اعمال صالح کی رغبت ہوتی ہے اور غذا حرام ہوتی اعمال صالح کی طرف طبیعت نہیں مائل ہر عام حرام کی طرف کھینچ ہے اور اگر نہ کرتا ہے مومن اس کا مشاہدہ کرتا رہتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ تُشْفِقُونَ ۖ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ۖ وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ

خائف ہو لوگ اپنے رب کی رحمت سے لڑتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنے رب کے ساتھ

لَا يُشْرِكُونَ ۖ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقَلُوبُهُمْ وَجَلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ۖ أُولَٰئِكَ

ترک نہیں کرتے اور جو لوگ کہہ جاتے ہیں تو اس حال میں جیتے ہیں کہ ان کی اس بات سے خوف نہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے پاس لوٹنے والے ہیں یہ لوگ ہیں

يُسْرِعُونَ فِي الْغَزَا ۖ وَهُمْ لَهَا سِبْغُونَ ۖ وَلَا تَكُفُّ نَفْسًا إِلَّا وَشَعْبًا ۖ وَالَّذِينَ لَا يُغْنِي

جو لوگ کاموں میں جھڑی کرتے ہیں اور انکی طرف دھڑ رہے ہیں۔ ہم کہی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلف نہیں دالتے اور ان سے اس کتاب ہے

بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۖ

حق کے ساتھ ہے جان کہ انکی اور ان پر ظلم نہیں ہوگا۔

نیک بندوں کی صفات

ان آیات میں نیک بندوں کی حریہ صفات بیان فرمائی ہیں۔ اولاً تو یہ فرمایا کہ یہ لوگ اپنے رب کی رحمت سے لڑتے ہیں دوسرے یہ فرمایا کہ وہ اپنے رب کی آیات پر ایمان رکھتے ہیں۔ تیسرے یہ فرمایا کہ اپنے رب کے ساتھ شریک نہیں سمجھتے چوتھے یہ فرمایا کہ جو لوگ اللہ کے دہ میں خرچ کرتے ہیں اس خرچ کرنے سے انہیں کوئی شکوت کا سمجھتا اور غور نہیں ہوتا بلکہ وہ اس بات سے لڑتے ہیں کہ میں اللہ کی بارگاہ میں جاتا ہوں یہ مال خرچ کرنا تو اللہ ہوتا ہے یہ انہیں دہاں تک کرنا صورت حال بد یہاں تک نہیں کہہ سکتے مال ہماری طرف حلال تھا یا نہیں بہت خاص اللہ کی رضا کے لیے جسے یا اس میں کھد یا کاری ملی ہوئی تھی اور دوسرے یہ ان حضرات کی مذکورہ بالا صفات بیان فرما کر ان کی تعریف فرمائی کہ یہ لوگ غیرت یعنی نیک کاموں کی طرف جلدی جلدی بدھتے ہیں اور نیک کاموں میں سبقت لے جاتے

ہیں۔ اہل ایمان میں سوال کا نام سے اجتناب کرنے یعنی ایک دوسرے سے آگے نہ بڑھنے کے جذبات ہوتے ہیں اور ان لوگوں میں ایسے کا سوال مبرا کے نہ بڑھنے کے جذبات ہیں جن کی وجہ سے وہ خدا و رسول سے زیادہ شہرتیں ملیں۔

یہ جو فرمایا کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہوئے اس بات سے ڈرتے ہیں کہ انہیں اپنے رب کے پاس جانا ہے اس سے ہارے ہیں حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ جن لوگوں کے دل بڑھ رہے ہیں کیا ان سے دو لوگ مراد ہیں جو شراب پیتے ہیں یا چوری کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس سے یہ لوگ مراد نہیں ہیں بلکہ دو لوگ مراد ہیں جو خود سے کہتے ہیں اور نماز میں نہ جھٹکتے ہیں اور صدقہ دیتے ہیں اور اس بات سے ڈرتے ہیں کہ یہ (عبادات) ان سے قبول نہیں یہ دو لوگ ہیں جو خیرات یعنی اعمال صالحہ میں جھڑپ کرتے ہیں۔ (ابو داؤد ذیہدین، سنن ابی داؤد، ج ۱، صفحہ ۲۵۹) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سارے اعمال اپنے طور پر اخلاص و نیت کے ساتھ ٹھیک طریق پر ادا کرنے کے باوجود بھی ڈرتے رہتا ہے کہ ہمارے اعمال قبول ہوتے ہیں یا نہیں، مال تو ضروری نہیں ہے کہ ہر کام اپنی طرح درست ہی ہو گیا ہے۔ مگر کوئی بھی کام اور نیت کی قربانی کا کیونکہ کیا احتمال بر عمل کے ساتھ ادا ہوا ہے کوئی شخص کیسے یقین کر سکتا ہے کہ ہر سب کچھ درست ہے اور اسی قول ہے اللہ تعالیٰ نے ایمان کی دولت سے بھی مالا مال فرمایا اور اعمال صالحہ کی بھی توفیق دی، اور اس کا مزہ یہ کہ یہ اس کا مال کو قبول فرما کر جڑواں بھی عطا فرماتا ہے، اگر وہ چاہتا تو اس کا عظیم بھی دے دیا، مال کرنے کے بعد کچھ بھی نہ دیتا اور مالک ہے حاکم ہے حقیقت میں اس کے سامنے کسی کا کوئی حق نہیں اور وہ سب عطا کر بخشش اور فضل ہی فضل ہے۔

جو حضرت اس حقیقت کو چاہتے ہیں وہ انھیں سے اچھا عمل بھی کرتے ہیں اور سادھی ڈرتے بھی رہتے ہیں کہ کچھ قبول ہوتا ہے یا نہیں؟ حضرت ابو کریم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ رسول اللہ! مجھے نماز میں پڑھنے کے لیے کوئی دعا عطا فرمائیے آپ نے فرمایا کہ یوں دعا کیا کرو۔ اللھم انی ظلمت نفسی ظلماً کثیراً ولا یغفر الذنوب الا انت فاعف عني ربی عذک و ارحم الراحمین انت العفو الذی رحمہ (اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور آپ کے سوا کوئی تم کو نہیں بخش سکتا سو آپ اپنے پاس سے میری بڑی مغفرت فرمائیے اور مجھ پر رحم فرمائیے بلاشبہ آپ بخشے والے اور رحم فرماتے والے ہیں) اور کرنے کی بات ہے چڑکی سے جنازہ اور بھی ابو کریم رضی اللہ عنہ نے اور خود دعا پڑھائی جادو ہے اس کی ابتداء یہاں سے ہے کہ اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا سہی لیے مار لیجئے نے فرمایا کہ ہر دفعہ عمل کے آخر میں بھی استغفار کر لینا چاہیے، استغفار جہاں گناہوں کے معاف ہونے کا ذریعہ ہے وہاں اعمال کی کمی اور کوتاہی کی معافی کا ذریعہ بھی بن جاتا ہے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی کو بھی اس کا عمل نہایت نہیں دلائے گا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کیا آپ کا عمل بھی آپ کو نہایت نہیں دلائے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں میرا بھی یہ حال ہے اگر یہ آپ کو میرا رب مجھے اپنی رحمت میں دعا ہے اس سے عرض فرمائیے لا تکلف لنفسک الا و سہلاً (ہم کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلف نہیں دیتے) جس شخص کو جو کچھ دیا ہے وہ اس کی طاقت سے باہر نہیں ہے اور ہر شخص کا عمل مختص ہے کتاب میں لکھا ہوا ہے قیامت کے دن وہ کتاب حق کے ساتھ ہو لے گی سب کو ظاہر کر دے گی۔ جب جبرائیلؑ کی توکھی ہو دے گا اس کو فرمائیے لیلنا کتاباً یجئ بالحق ونعم لا یظلمون (اور ہمارے پاس کتاب ہے جو حق کے ساتھ جان و کئی اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا)۔

بَلْ قَاتِلْهُمْ فِی غَمَرَاتٍ مِّنْ هَٰذَا ۖ وَلَٰكِنَّمَا اَعْتَالَ قَدْحُ دُونِ ذَٰلِكَ ۖ هُمْ لَهَا عِلَٰلُونَ ۖ حَتّٰی لَآ اَخَذْنَا مِمَّنْ فِیْہُمْ

بلکہ ان کے دل اس دین کی طرف سے جہالت میں ہیں اور وہ بھی ان کے اعمال میں نہیں دہکتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ہم میں سے کوئی مال لوگوں کو



محم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت اور رسالت کا سلسلہ جاری رہا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جانتے مانتے تھے حج ایسی کرتے تھے کہ انہوں نے ٹھکانا اور تاقا تھا۔

مزید فرمایا کہ یہ قرآن کی اس سکتے ٹھکانہ کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے رسول کو نہیں پہچانے؟ مطلب یہ ہے کہ یہ بات بھی نہیں ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہچانا اور انہیں سے ٹکرائی تک بھر جاتی سے ٹکرائی سے سرفراز ہونے تک بھرنے سے سرفراز ہونے سے ٹکرائی تک انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہچانا نہ آیا ہے آپ کے صفات کریں اور احادیث علیہ سے واقف ہیں آپ کو صاف اور انہیں جانتے ہوں کیوں بھلا رہے ہیں؟ اگر آپ کو نہ جانتے ہوں تو یہ بھی ایک بہانہ بن سکتا تھا لیکن اس بہانہ کا بھی کوئی بہانہ نہیں ہے۔

پھر فرمایا کہ کیا وہ یوں کہتے ہیں کہ رسول دیا آگ سے سحر ہے حالانکہ یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ عقل و فہم کے اعتبار سے بلند مقام پر ہیں تو پھر آپ کی نبوت کے منکر کون ہیں؟ بات یہ ہے کہ آپ کی ذات اور آپکی دعوت کوئی تعجب کی چیز نہیں ہے نہ آپ کی بات نئی ہے نہ آپ کی سچائی اور ادب میں کام ہے اور آپکی طرف جو دیباغی کی سبست کرتے ہیں وہ بھی غلط ہے لہذا ان کا جھٹلانا کسی دلیل اور حجت کے باعث نہیں۔ پس جَاءَ هُمْ بِالْحَقِّ وَالْكَذِبِ هُم بِالْحَقِّ كَاذِبُونَ بلکہ یہ بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق بات نہ کہتے اور ان میں سے اکثر لوگ حق سے نفرت کرتے ہیں اصل جو ٹھکانہ یہ ہے کہ انہیں حق سے نفرت اور نفرت ہے اور انہیں وہاں سے ہٹا کر ان میں سے بعض کا اسلام قبول کرنا مقدر تھا۔

لَفَاظِ عَمْرٍا وَحَالِئِہِ کے معنی میں آتا ہے اور ایسے گمراہ پائی کو بھی کہتے ہیں جس میں آئی وہی ذاب جائے یہاں اس کا حاصل معنی یعنی جہالت کا یہ کیا ہے مطلب یہ ہے کہ ان کے دلوں پر ایسا پردہ پڑا ہے کہ کسی طرف سے بھی علم و فہم کا ٹکرائی نہیں ہے اور معصوم فہم صحیح ہے جو ہم صحیح کی طرف متصف ہے مگر میں جو عقل آئی کہ معصوم کیا جاتا ہے جب خطاب آتا ہے تو بکڑے بھی جانتے ہیں لیکن ان لوگوں اور ان کا ذکر خاص کر اس لئے فرمایا کہ یہ لوگ نہ خود حق قبول کرتے ہیں نہ عام کو قبول کرنے دیتے ہیں اور اس لئے کہ ان کے پاس مصائب سے بچنے کا انتظام ہوتا ہے اور چونکہ انہیں صرف عقل کی عادت نہیں ہوتی اس سے پہلے کہ لوگ جھٹلاتے ہیں، علامہ طبری اسلام باشرط میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آیت پڑھی میں گرفت کا ذکر ہے اس سے مشرکین کہہ کا خود وہ بددش متکول ہوتا مراد ہے۔

قوله تعالى به ساموا تهجرون قال البغوي في معالم التنزيل اختلفوا في هذه الكناية فاطهر الاقوال انها تعود الى البيت المحرم كناية عن غير مذکور، ای مسجدکبرین منعطفین بالبيت المحرم و تعطلمهم به انهم كانوا يقولون نحن اهل حرم الله و جيران بيته فلا يظهر علينا احد ولا لخلاف احد فقاموا فيه و سائر الناس في الخوف، هذا قول ابن عباس و مجاهد و جماعة و قيل مسجدکبرین به ای بالقرآن فلم يؤمنوا به و الاول اظهر والمراد منه المحرم (ساموا) نصب على الحال ای انهم يسلمون بالليل في مجالسهم حول البيت و وحده ساموا هو بمعنى السمار لانه وضع موضع الوقت، از ان تہجرون الیلا و قيل و حده ساموا بمعنى الجمع كقولہ (ثم نخرجكم طلقاء) (تہجرون) قرأنا نافع (تہجرون) بضم التاء و كسر الحيم من الالهجار وهو الانحاش في القول ای تفسحون و تقولون الخنا و ذكر انهم كانوا يسبون النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه و قرأ الآخرون (تہجرون) بفتح التاء و ضم الحيم ای تعرضون عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم

وعن الايمان والفران وانقضوا بها وقيل هو الهجر وهو القول القبيح يقال هجر بهجر هجر اذا قال غير الحق وقيل تهزأون وتقولون مالا تعلمون من قولهم هجر الرجل فلان ساءه اذا هذى

وَلَوْ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ بِذُنُوبِهِمْ

اور اگر حق ہی کی خواہش کے تابع ہو جاتے تو آسمان اور زمین اور جو اس کے اندر ہیں سب برباد ہوتے۔ ہر گز ان کی نصیحت سچی ہے

لَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُعْرِضُونَ ۚ أَمْ تَسْأَلُهُمْ خُرُوجَ الْخَرَجِ رَبِّكَ خَيْرٌ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الزَّمَرِ ۚ قُلْ

سوہا الی نصیحت سے انہی کو روکتے ہیں۔ کیا آپ ان سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ ان کے لیے سب سے بہتر آدمی کون ہے اور سب سے زیادہ سچی بات کون ہے۔

وَإِنَّكَ لَتَذْعُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۚ وَإِنَّ الدِّينَ لَهٗ يَوْمَئِذٍ بِالْإِسْرَافِ ۚ عَنِ الصِّرَاطِ

اور بلاشبہ آپ انہیں صراطِ مستقیم کی طرف بلا رہے ہیں۔ اور بلاشبہ ہر گز آخرت میں ایمان نہیں لاتے۔ وہ راستے

لَيَكُونُونَ ۚ وَلَوْ رَزَقْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِنْ ظُلُمَاتِهِمْ لَأَعْلَوْا فِي ظُلُمَاتٍ لَّهُمْ يَعْمَهُونَ ۚ وَلَقَدْ أَخَذْنَا

سے بڑے ہوتے ہیں۔ اور اگر ہم ان پر روزی بھی بھیجتے اور ان کی تاریکیوں کو ہٹا دیتے تو وہ ابھی بھی گمراہ رہتے۔ اور سب سے زیادہ سچی بات

بِالْعَذَابِ ۚ فَمَا اسْتَغَاثُوا رَبَّهُمْ وَمَا يَتَذَكَّرُونَ ۚ حَتَّىٰ إِذَا أَفْتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ

کہ ہم نے انہیں عذاب میں گرفتار کیا سو وہ اپنا آپ کے سامنے نہ رکھتے اور نہ ہی ان کی یہ بات سمجھتے کہ جب ہم سے اس پر عذاب طلب کیا

إِذَا هُمْ فِيهِ مُبَسِطُونَ ۚ

اور وہ کھول دینے کے لیے ہاتھ پیریں اور ان میں سے ہر ایک کو کھینچ لیتے ہیں۔

مکرمین کی خواہشوں کا اتباع کیا جائے تو آسمان و زمین میں فساد آ جائے گا فرما حق سے بڑے ہوئے ہیں

یہ بات آیت میں ان میں پہلی آیت میں یہ فرمایا کہ حق کو ان کے خواہشات اور ان کی خواہشوں کے تابع نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ بڑے

تو آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے اندر ہے سب جگہ جگہ پر بار بار ہائے کیونکہ جب حق کو ان کے خواہشوں کے تابع ہونا تو حق ہی نہیں

ہے گا کہ ان کو ان کو کھلی چھٹی دے دی جائے کہ اپنی اپنی مرضی کے مطابق جو چاہیں کریں تو وہ اپنی طبیعتوں کے مطابق کلمہ و شرک کا اختیار کریں

کے اور برے اعمال کی طرف پھٹیں گے جب اس ہونا تو سب کچھ الٹی کے سخت ہونا چاہیں گے اور غضب الہی کا نزول ہوگا تو خود بھی

ہلاک ہو گئے اور آسمان و زمین بھی اور ان میں جو کچھ ہے وہ بھی۔ کیونکہ سارے عالم کا بھلا بھلا ان کے ہاتھ سے ہے ہی لئے حد سے

شراب میں فرمایا ہے کہ اس حد تک کہ قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک زمین میں اللہ کا کہا جا رہا ہے۔ (دعا سطر)

بَلْ أَكْثَرُهُمْ بِهِ مُعْرِضُونَ ۚ قُلْ رَبِّكَ خَيْرٌ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الزَّمَرِ ۚ قُلْ

انہی نصیحت سے روگردانی کرتے ہیں۔ (نصیحت رہائی سے مدد نہ کر اپنی جہالتوں سے غلطیوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔

اور یہی اور تیسری آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے اور اشارہ فرمایا کہ آپ ان سے کچھ نہ کہنے کا مطالبہ کرتے ہیں کہ

جو ہے یہ ایمان قبول نہیں کرتے یہاں تک کہ آپ نے یہ مطلب یہ ہے کہ آپ ان سے کوئی چیز کوئی مطلب نہیں کرتے تاکہ یہ یوں نہیں کہ یہ نبوت و رسالت والی بات اسلئے چلائی ہے کہ لوگ آپ پر ایمان لائیں اور آپ کو کچھ یا کریں جب آپ کی طرف سے دعوت ایمان کی ساری محنت بالکل اللہ ہی کے ہوا سامی شایہ کسی طرح کی دیا علی کا نہیں ہے پھر انہیں کلمہ دینے کے لئے اس بات کو بہانہ بنانے کا بھی موقع نہیں ہے کہ جانے کا لای کے لئے سب کچھ کر رہے ہیں اور آپ کو کوئی حقوں سے کچھ جاننے کی ضرورت ہی کیا ہے اللہ تعالیٰ نے جو کچھ آپ کو دیا ہے اور جو کچھ عطا فرمائے گا وہ سبتر ہے اور اللہ تعالیٰ سب دینے والوں سے سبتر عطا فرمائے والا ہے پھر ارشاد فرمایا کہ آپ انہیں سیدھے رسالت کی طرف بلائے ہیں آپ اپنے کام میں لگے تھے ہیں۔ چنانچہ آیت میں فرمایا کہ جو لوگ آسمت پر ایمان نہیں لاتے وہ سیدھے رسالت سے بچے ہوئے ہیں جن واضح ہو جانے پر بھی صرف مستقیم نہیں آتے یا نہ چاہتے ہیں آیت میں فرمایا کہ اگر ہم ان پر صبر نہ کریں اور وہ ہمیں انہیں میں جھکا دیں تو اس کی وجہ سے عذر گزار نہ ہو گئے اور ایمان کی رسالت اختیار نہ کریں گے بلکہ براہ سرکشی کرتے رہیں گے یہ انسان کا حراج ہے کہ خود تعالیٰ میں اور آسمت و رسالت میں صرف مستقیم ہے سب سے بہتر ہے اور جو یہ دعوت پر کمر باندھ لیتا ہے جیسا کہ سورہ زمر میں فرمایا الْمُتَّقِينَ الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنذَرْتُهُمْ يَوْمَ الْمُلَاقَاةِ إِذْ يُنْفَخُ الصُّورُ فَذَلِكَ يَوْمَئِذٍ يَكُونُ لِلَّهِ عِندَهُ عِلْمٌ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ اور آئی کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کی طرف ہوجا کر اس کو پکارنے لگتا ہے پھر جب اللہ تعالیٰ اس کو اپنے پاس سے نعمت عطا فرماتا ہے تو جس کے لئے پہلے سے پکارا ہوا تھا اس کو بھول جاتا ہے اور خدا کے شریک بنانے لگتا ہے جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے دوسروں کو گمراہ کرتا ہے۔

پچھلی اور ساتویں آیت میں یہ فرمایا کہ ہم نے ان لوگوں کو بعض اوقات خطاب میں گرفتار کیا لیکن اس وقت بھی ان لوگوں نے اپنے رب کے حضور میں توبہ کی اور دعا کی اختیار نہ کی۔

معاہم اختر میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی سرکشی پر ان کے لئے جدوجہد فرمادی کہ ایمان ان پر قیام کے ایسے سال بھیجے کہ جیسے یوسف علیہ السلام کے عہد میں بھیجے تھے جب قیام کو بہت ہی بد حالی کا سامنا ہوا تو یہ مسلمان (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) اللہ مجد عالی میں حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ یہ نہیں فرماتے کہ میں یہ جانوں کہ لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں؟ آپ نے فرمایا میں یہ بات ضرور کہتا ہوں اس پر یہ مسلمان نے کیا ہمارے بڑوں کو تو آپ نے (وہ میں) مات قی کر یا اور اب ہمارے بچوں کو بھوک سے مار رہے ہیں اللہ سے دعا کہ وہ بھیجے کہ ہمارے قیام کی مصیبت کو دور فرما دے، آپ نے دعا فرمادی جس سے ان کی مصیبت دور ہو گئی اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ وَقُلْنَا يَا مَعْشَرَ الْفَالِغِ (۲) غَرَبَ (اور اللہ تعالیٰ میں میں یہ بتایا کہ ان لوگوں پر مصیبت آجکی ہے پھر بھی اپنے رب کے سامنے نہ ٹھکے یعنی حسب سائلین کفر قائم رہے ہیں ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ میں خطاب کے وقت بھی اپنے رب کی طرف سجدہ نہیں دوا آسمت و رسالت اور عافیت کے دہانے میں تو وہ بھی زیادہ بدعات اور سرکشی اختیار کریں گے۔ خَتَمُوا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ یہاں تک کہ جب ہم ان پر سخت خطاب کا اور انہیں بھول دیں تو وہ اپنا تک حیرت زدہ ہو کر رہ جائیں گے (اور وہ اس وقت بھی بگڑ کر نہیں گئے اس میں حیرت ہے اور یہ بھی ہے کہ اپنا تک سخت خطاب میں گرفتار کئے جاتے ہیں چنانچہ اس سے بچنے کے لئے ہمارے بھیجے ہوئے نبی پر ہدایت کی ہوئی کتاب پر ایمان لائیں۔

معاہم اختر میں بعض حضرات ان مہاشاں سے نقل کیا ہے کہ سخت خطاب سے شریکین کا غرور اور ہمدردی میں گل ہونا مراد ہے اور بعض حضرات نے اس سے مراد یہ بعض حضرات نے قیامت قائم ہونا مراد لیا ہے اور قبیلوں کا زمرہ انہوں میں کمال صبر کیا ہے یعنی جب سخت



کا شکر ہے لیکن اللہ کے نبی اور اس کی کتاب پر ایمان نہیں لاتے، اس کی عبادت میں نہیں آتے اس کے ساتھ شریک کرتے ہو، پھر فرمایا کہ ان سے فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے تمہیں زمین میں پیدا کیا وہاں ہے یعنی زمین میں رہتے تھے وہ اس میں تہجد کی نہیں پڑھیں حال ہی میں اس سے فائدہ اٹھاتے ہو جس نے تمہیں زمین پر پہنچا دیا وہی موت و حیات کے بعد زندہ کر کے اٹھائے گا کہ اللہ کی طرف متوجہ کئے گا کہ حق فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی زندگی بخلا ہے وہی موت دیتا ہے اور رات دن کا خلقت ہو سکتی ایک دوسرے کے بعد آج وہاں پہنچے اسی کے حکم سے ہوتا ہے تم اس بات کو سمجھو اگر سمجھتے ہو تو اس کی قید اور عبادت سے کیوں دور بھاگتے ہو۔

اس کے بعد فرمایا کہ مردہ کو زندہ کرنا یا زندہ ہونے کے بارے میں مکر یہی بعثت وہی بات کہ پہلے بھی جان سے پہلے لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا ہے کہ مردہ اپنے لئے بعد جب مٹی ہو جائیگی گے اور گوشت پرست فتح ہو کر دنیا میں ہی دنیاں رہ جائیگی کی تو کیا ہم پھر زندہ ہو کر اٹھنے پر نہیں گئے یہ بات کہ کر ان کا مقصد یہاں زندہ ہونے سے انکار کرنا ہے جنہوں نے اپنی اپنی بات پر اسی نہیں کیا بلکہ میں بھی کہہ کہ اس طرح نبی یا تم پہلے بھی کہی تھی پھر سے باپ دادا سے بھی اسی طرح کا وعدہ کیا گیا ہے پھر ان کو سال گزر گئے آج خدا تو قیامت کی نہیں مانی ہوئی تو اب کب آتی ہو پر اسے لوگوں کی باتیں نقل و نقل پہلی آ رہی ہیں، اللہ ہی سمجھ میں نہیں آتی ہیں۔

بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سوا حق جو قیامت کا وقت مقرر ہے اس وقت پر قیامت آ جائے گی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور پورا ہو کر ہے کہ لوگوں کے کہنے سے وقت سے پہلے قیامت نہیں آئے گی، دوسرے آدھ لکھ اس بات کی نہیں کہ آتی ہی نہیں ہے مگر یہ کہہ کر کہ چن چن اب تک نہیں آتی اس لئے آتی ہی نہیں محض جہالت کی بات ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ شانہ نے نبی کریم ﷺ کا حکم دیا کہ آپ ان سے پوچھ لیجئے کہ زمین اور جو کچھ زمین میں ہے وہ اس کی ملکیت ہے اس کے جواب میں وہ یوں ہی کہیں گے کہ اللہ ہی کے لئے ہے ان کی طرف سے یہ جواب مل جائے پوچھ لیا کہ پھر تم کیوں سمجھتے حاصل نہیں کرتے؟ پھر فرمایا کہ آپ ان سے پوچھ لیجئے کہ ساتواں آسمان کا اور عرض فہم کا کون ہے؟ وہ اس کا جواب بھی سیدہ زین کے کسب ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے ان کے اس جواب پر ان سے سوال فرمائیے کہ تم اس سب کا اقتدار کرتے ہو پھر اللہ سے کیوں نہیں ڈرتے؟ نہ نئے اور پائے کے باوجود اس کی قدرت کا اور قیامت کا نہیں انکار کرتے ہو۔

اس کے بعد فرمایا کہ آپ ان سے دریافت فرمائیے کہ وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے اور وہی پتلا دیتا ہے (امس کو ہا جتا ہے) اور اس کے ساتھ میں کوئی کی کوئی نہیں دے سکتا؟ اس کے جواب میں بھی وہ یہی کہیں گے کہ یہ منہ اللہ تعالیٰ کی ہیں، اس کے اس جواب پر سوال فرمائیے پھر تم کیوں ہو رہے ہو یعنی تہجد میں آدھ لکھ ہے جیسے تم پر جاؤ کر دیا گیا ہو حق اور حقیقت واضح ہو جانے کے باوجود پھر اللہ کو اس سے ہوتے ہو۔

حق اور حقیقت واضح ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی قدرت علیہ کا اقتدار کرتے ہوئے پھر بھی حق کے منکر ہیں اسلئے اس فرمایا ﴿لَا تَتَّبِعُوا الْاَیْمَانَ بِالْغَیْبِ وَهُمْ لَمْ يَرَوْا﴾ بلکہ یہ ہے کہ ہم نے انہیں حق بتلایا اور پتہ دیا وہ سوائے جہلے ہیں۔

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَلَدٍ ۚ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ اِلٰهٍ ۚ اِذَا لَدَّهَبَ كُلُّ اِلٰهٍ بِمَا خَلَقَ ۚ وَلَعَلَّ بَعْضُهُمْ

اللہ نے کسی کو اپنا خدا قرار نہیں دیا اور اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے، اگر یہ بات تو پر مبنی دینی الٰہی مخلوق کو خدا کہہ کر دیا ہو، یہ دوسرے پر

عَنِ بَعْضٍ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُصِفُوْنَ ۚ عَلَیْمُ الْغَیْبِ ۚ وَالشَّهَادَةُ لَتَعْلَمُنَّ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۷﴾

چھوٹی کریمہ اللہ تعالیٰ سے پاک ہے جو یہ کہہ جانے کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اللہ پر حق کا جانے والا ہے اور وہی لوگوں کے شرک سے آگاہ ہے۔



اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد نہیں اور نہ کوئی اسکا شریک ہے اور وہ مشرکوں کی شریک باتوں سے پاک ہے  
 مشرکین اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد کو جوہر کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبود بھی مانتے تھے ان کی بھی وہ باتیں مانگیں ایسے ظلم  
 ہیں جو اللہ کیلئے اولاد کو جوہر کرتے ہیں اور غاص کر تصدیق اس میں بہت آگے ہیں یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا مانتے  
 ہیں اللہ تعالیٰ شانہ نے ان سب کو ان کی تردید فرمادی جو قرآن کریم میں ان کی جگہ مذکور ہے، یہاں یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا  
 اور یہی فرمایا کہ صرف وہی معبود حقیقی ہے اس کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں ہے، جو لوگ اس کے علاوہ معبود مانتے ہیں اس کو کھانے کے  
 لئے فرمایا کہ اگر بالفرض اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور اس لائق ہوتا کہ اس کی عبادت کی جائے تو خالق بھی ہوتا خود کسی کی مخلوق نہ ہوتا کیونکہ  
 جس میں خالق ہونے کی اہلیت نہیں وہ معبود ہونے کا اہل نہیں ہو بالفرض اگر کوئی دوسرا معبود ہوتا تو اپنی پیدا کردہ اور پروردگار کے لئے  
 رکھتا اور اپنی مخلوق کو دوسرے خالق کی مخلوق سے علیحدہ رکھتا اور اپنی مخلوق پر کسی کا اختیار نہ چلنے دیتا اور خود اس سے ہوتا کہ جو معبود دوسرے  
 معبود پر چڑھائی کرتا اور دوسرے کی مخلوق پر بھی قبضہ کرنے کا نظام بناتا، لیکن سب جانتے ہیں جو کچھ جوہر میں ہے ساری اللہ تعالیٰ ہی کی  
 مخلوق ہے جس کا سب کو اثر اور بھی ہے اور یہی جانتے اور مانتے ہیں کہ پورے عالم کا نظام یکسانیت کے ساتھ چل رہا ہے اور اس میں نہ  
 کوئی کچھ کھانے ہے نہ کوئی سوا دوسرے کے متقابل اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت و اولاد کے سوائے ساری مخلوق کا نظام چل رہا ہے جس کو اس نے  
 جس طرح مقرر فرمایا ہر ایک اپنے اپنے کام میں اپنی طرح کا کھانا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اولاد کے سوائے اس کو کچھ نہیں اور  
 جانتے ہیں ہر گھر کی شریک کرتے ہیں، یہ سب راہ گزشتہ ہے۔ **سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ** (اللہ ان باتوں سے پاک ہے جو وہ اس کی نسبت  
 بیان کرتے ہیں) یعنی ان کے اولاد ہے اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا معبود ہے **غَالِبُ ظُلُمَاتٍ وَنَهَارٍ** (برہمچی ہوئی اور برہم خیز ہو کر)  
 چلتا ہے اس صفت میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں **فَلْيَسْمَعْ غُفْلًا قَلْبُهُمْ** (سوائے تعالیٰ لوگوں کے شرک سے بالاتر ہے) **سَاطِئُ تَعَالَى**  
 اس سے پاک ہے جو لوگ شرک کرتے ہیں) یعنی لوگوں کی شریک باتوں سے پاک ہے۔

**قُلْ رَبِّ إِنَّمَا شَرِكْتَ بَنِيَّ مَا يُوْعَدُونَ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْ لِي فِي الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَإِنَّا عَلَىٰ أَنْ تَرْيَا**

آپ بیان دیا کہ کہہ دیجئے کہ میں نے اپنے بچوں کو اپنے شرک کا شریک بنایا ہے اور آپ لکھ کر فرمادے کہ یہ سب لکھی باتوں میں شامل نہ رہے اور ظالموں سے ہم

**لَا نُؤَدُّهُمْ لَنَدَرُؤُنَّ ۝ اذْقَعْ بِالْبَنِيَّ مِنْ أَحْسَنُ السَّيِّئَةِ ۝ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَ ۝ وَقُلْ**

میں نے اپنے بچوں کو اپنے شرک کا شریک بنایا ہے اور آپ لکھ کر فرمادے کہ یہ سب لکھی باتوں میں شامل نہ رہے اور ظالموں سے ہم

**رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَٰذَا رَبِّ الشَّيْطَانِ ۝ وَالْقَوْدُ بِكَ رَبِّ أَنْ يَخْفَىٰ مِنْ**

یہ تھا کہ کہہ دیجئے کہ میں نے اپنے بچوں کو اپنے شرک کا شریک بنایا ہے اور آپ لکھ کر فرمادے کہ یہ سب لکھی باتوں میں شامل نہ رہے اور ظالموں سے ہم

برائی کو اچھے طریقہ پر دفع کرنا اور شیاطین کے آنے اور وسوسوں ڈالنے سے اللہ کی پناہ لینا  
 قرآن مجید میں بہت سی جگہ کفر اور بدعت کی مذمت ہے اور اس کے علاوہ کفر کا کذب میں داخل ہونا بدعت نامی بھی  
 بھی لکھی گئی ہے کہ کتب اللہ تعالیٰ میں جو حدیثیں ہیں ان میں چھٹک کوئی تاریخ مقرر کر کے نہیں بتائی گئی اور یہ بھی نہیں بتایا

کے خطاب نے گاؤں رسول اندلسیہ و سلم کی موجودگی میں آنے کا آپ کے دیا سے تحریف لے جانے کے بعد نازل ہو گا اس لئے رسول اندلسیہ و سلم کا حق تعالیٰ شانہ نے تعین فرمائی کہ آپ ہیں دعا کریں اسے سب اگر مجھے وہ خطاب دکھائیں جس کا ان لوگوں سے وعدہ کیا ہوا ہے مجھے ان لوگوں کے ساتھ نہ کیجئے مگر میں مجھے خطاب میں جتنا دفرما ہے دیا میں جب کہ تو میرا خطاب ۲۰ ہے تو حق کے آس پاس بڑا لوگ ہوتے ہیں وہ بھی جتنا کے خطاب ہو جاتے ہیں یہ بڑی ماحول ہے۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر غضب نازل فرماتا ہے تو وہیں جو لوگ بھی موجود ہوں سب پر غضب نازل ہوتا ہے ہر طرح سے کھانا پینے اچھے اعمال کے باوجود اٹھائے جائیں گے۔ (ابن ماجہ بخاری)

آیت بالا کا مطلب یہ ہے کہ اسے اللہ عزوجل کی موجودگی میں ان لوگوں پر عذاب آجائے اور میرے دیکھنے سے عذاب آجائے تو مجھے غالموں کے ساتھ نہ دیکھئے۔ آپ اللہ کے مہموم نبی تھے جب تکذیب کرنے والی آیتوں پر عذاب آتا تھا تو حضرات انبیاء و کرام علیہم السلام اور ان حضرات کے شیعیان عذاب سے محفوظ رہتے تھے، مگر جس اللہ تعالیٰ نے آپ کو ذکر و پروردگار کی تعین فرمائی اس میں ایک قہر آپ کو اس طرف متوجہ فرمایا کہ میرے اللہ تعالیٰ کی طرف رہبت اور خوف و ناشیت کی شان ہونی چاہیے اور ساتھ ہی دیگر مؤمنین کو بھی تعین ہوگئی کہ چاہا کیا کریں، اس میں حضرت علیؓ صحابہؓ کو بھی عذاب ہو گیا اور میرے دیکھنے سے واسطے اہل ایمان کو بھی۔

پھر اگر دیکھنا چاہیں تو کسی ملک میں غلبہ کونسا ہو گا؟ (اور ہم اس بات پر ضرور غور کریں کہ ان سے جو وعدہ کر رہے ہیں وہ آپ کو دکھائیں گے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ ہم آپ کی موجودگی میں انہیں غلاب میں مبتلا نہ کریں گے یعنی ایسا غلاب نہ بھیجیں گے جس سے یہ سب جاوہر ہوا جو انہیں اور انہیں لوگوں پر خاص حالات میں دیا جائے غلاب کا آج ان سے کوئی منافی نہیں آپ کے وجود کا کوئی منافی ہے غلاب غلاب نہ آئے یہ موجود تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی بدولت حاصل ہے کہ جب جائے میں لوگوں پر جائے غلاب بھیج دے۔

پھر یَا فَاطِمَةُ بِأَلْسِنٍ هِيَ أَفْخَسُ (اے فاطمہ! اس طرح کہ ان کی زبانوں سے اس کی بد معاشکی کو دفع کیجے جو بہت ہی اچھا طریقہ ہے کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کا تعظیم فرمائی ہے کہ آپ پر ملی کوئی کافر نہ کی ایذا نہ ملے گی کو دفع کرتے ہیں اور ان کے شر کا دھویا دھوے سے اچھے طریقہ پر کرتے ہیں اور ان کے مقابلہ میں لوگوں کو اخلاقی اعتبار اور مذکرہ سے کام لینا صحابی طرف سے اچھا ہوتا ہے کہ اس سے انھوں کی ایذا ختم یا کم ہو جائے ہے پھر إِطَاعًا لِّمَا كَانَتْ تَأْمُرُ بِهِ (جو وہ تم پر ہمہ گیر فرماتا ہے کہ أَفْخَسُ وَلَا الشُّبُهَاتُ فَاطِمَةُ هِيَ أَفْخَسُ (افضل والوں کی نسبت سے اچھے سے اچھا طریقہ ہے جو جب ایسا کرے تو وہ شخص جس کے اوپر ایسے دوسروں کے ہوا جائے) بعض معجزات نے فرمایا کہ یہ عجمی امت جہاد سے منسوب ہو گیا حالانکہ منسوب ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہاں مقام اطاعت کا استعمال تو پیش ہی ضروری ہے۔

مکارہ بالحقن اعظمیٰ بنما بعلوذا (مخوب ہاتھ میں جو کوہ لگا کی است کہتے ہیں) ہم اپنے علم کے مطابق انہیں مردے  
دیں گے۔

اس کے بعد کو ایک اور دعا تھیں فرمائی اور یہ ہے رَبِّ اَنْفُوسِ طَيِّبَاتٍ مِنْ خُضْرَاتِ الشَّيْبَانِيَّيْنِ۔ وَ اَنْفُوسِ طَيِّبَاتٍ رَبِّ اَنْفُوسِ طَيِّبَاتٍ (اے میرے رب سب میں طہیّان کے دوسروں سے آپ کی پانچواں اور اس بات سے آگے پہنچا دینا کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں) ایدہ عابدت اور ضروری ہے ہر مسلمان کو یاد کرنی چاہئے۔ ہر باطنی میں چاہئے شیائیں بھیجے نگہ کرتے ہیں دوسرے کو لائے ہیں ان سے محفوظ رہنے میں یہ عابدت اہم ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شیائیں سے محفوظ رہنے کے لئے تلقین فرمائی تو اور ان میں





باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اپنی اولاد سے جدا کئے گا اس میں ہر شخص کو ایسا مصلحت ہو گا جو اس کو اور کسی کی طرف متوجہ نہ ہونے دے گا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب دوسری بار صومر پھونک دیا جائے گا تو مرد اور عورت جو بھی ہو اور لیکن وہ غریب سب کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا اور ایک ہمارے وہاں پکار دیا کہ یہ فلاں کا بیٹا فلاں ہے جس کسی کا اس پر حق ہو یا باحق لیئے کیلئے آجائے یہ اعلان بن کر انسان کا یہ حال ہو گا کہ اس بات سے خوش ہو گا کہ اچھا ہے کہ میرے باپ یا میری اولاد یا میری بیوی یا میرے باپ سے پہلے پر کچھ حق اٹل آئے تو وصول کر لوں (وہاں بھی برائیوں کے ذریعہ ہیں، یہی ہو گا) اس کے بعد حضرت ابن مسعود نے آیت کریمہ قُلَّا نَسَبُ الْفِتْنَمُ كِي مَلَاہ سے فرمائی۔

اور حضرت ابن مسعود نے قُلَّا نَسَبُ الْفِتْنَمُ كِي ایک تفسیر میں نقل کی تھی ہے کہ اس دن آہیں میں سب پر غرور کریں گے جیسا کہ دنیا میں کرتے ہیں اور نہ آہیں میں یہ سوال کریں گے کہ تم ہمارے دشمن اور تمہارے حق دشمن داری یہاں تکھد کر دو۔

یہ افعال یہ ہے کہ یہاں وَلَا يَنْتَهِ لَوْ نَرَاہِمْ دوسری آیت میں وَقِيلَ تَضَعُہُمْ عَلٰی نَبْضِہٖمْ لَا تَزِنُ کر دیا ہے اس میں ہتھ پڑھنا دینا سا ہے اگر وَلَا يَنْتَهِ لَوْ نَرَاہِمْ کی تفسیر کی جائے کہ آہیں میں ایک دوسرے سے جدا اور صلہ بھی کا سوال نہیں کر چکے جو سب کی دنیا پر اور وعدے کے لئے کوئی کسی کو نہ پوچھے گا کہ کوئی قمار نہیں دیتا کیونکہ دوسری آیت میں جس سوال کا ذکر ہے وہاں دشمن داری دنیا پر نہیں ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے احوال مختلف ہونگے کسی وقت بہت زیادہ خوف کی شدت ہوگی تو آہیں میں کوئی سوال نہ کریں گے اور بعض مواقع میں جب ہوش دھاس ٹھیک ہونگے تو آہیں میں کہیں گے چہ پوچھ کر لیں گے۔ (سماہات میں ج ۱ ص ۳۸۳-۳۸۴)

اس کے بعد قیامت کے دن کی قول کا ذکر فرمایا اَلْحَسَنُ نَفْسُکَ تَزَوَّدُ مِنْهُ فَلَا يُكَفِّکَ عَمَّا تَتَّبِعُونَ (سو جس کی تو نہیں بدداری ہو تجھے یعنی نیکیاں دوزخ دار ہو تجھے سو یہ لوگ کامیاب ہونگے) وَ مَنْ خُلِفَتْ تَزَوَّدُ مِنْهُ فَلَا يُكَفِّکَ الْفُتُنُ خَسِرُوا اَنْفُسَہُمْ فَاَنْ تَعْلَمُ خَسِرَ الْفِتْنُونَ (اور جس کی تو نہیں ملے ہوگی سو یہ وہ لوگ ہونگے جنہوں نے اپنی جانوں کا نقصان کر لیا وہ دوزخ میں ہمیشہ ہیں گے اور ان اعمال کے بارے میں ضروری تفصیل اور تحقیق سورۃ اعراف کے پہلے دو رکع کی تفسیر میں مکرر ملے گی اس کو دیکھ لیا جائے۔ انوار الہدای ص ۳۵۰)

اس کے بعد اکیل ہنم کے خطاب اور اس کی بد صورتی کا ذکر فرمایا اور شاعر نے تَلْفِیْخٌ وَ حُجْرُہُمْ ظُلُوْمٌ وَ لَعْنُہُمْ اَلْاَلْبُخُوْنُ (دور بخ کی آگ میں ان کے چہروں کو گھلای ہوئی اور ان کے کندھوں سے ہونے ہو گئے) یعنی ان کے چہرے بد صورت ہو گئے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وَلَعْنُہُمْ اَلْبُخُوْنُ کی تفسیر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ دوزخی کو آگ جھونکے اس کی جس سے اس کا اور کاحولت مگر کمر کے درمیان تک پہنچ جائے گا اور بچے گا اور نہ لنگ کر اٹھ پڑے گا۔ (رواہ الترمذی)

اس کے بعد ایک سوال کے جواب کا ذکر فرمایا اللہ تعالیٰ کا سوال ہو گا اَلَمْ تَسْئَلُوْا عَنْ اَنْتَی عَلٰیہُمْ فَتَحْنُوْہُمْ یٰۤاَیُّهَا الْبُخُوْنُ (کیا تمہارے پاس میری آیات نہیں آتی جس پر حتم پر پوری پائی جس پر حتم نہیں ہوتا ہے تم) فَلَا تُوَاوِیْہُمْ وَ لَیْسَ لَہُمْ اَصْحَابٌ فَاُولٰٓئِکَ اَلْبُخُوْنُ (وہ جواب دیں گے کہ اسے ہمارے سب ہم پر ہمارے حق غالب آگے اور ہم کو ادا ہو گئے)

یہ لوگ اپنی بدعتی اور گمراہی کا فخر کرتے ہوئے ہیں بھی مرض کریں گے وَ نَسَبْنَا اَنْفُہُمْ خُتٰبًا مِّنْہُمْ اُولٰٓئِکَ اَلْبُخُوْنُ فَاِنَّ اَلْبُخُوْنُ (اے

ہمارے سب میں روزِ آخر سے نکال دیجئے گا اگر تم ہماری طور طریقہ کا اختیار کریں تو جانشینِ علم کرنے والے ہو گئے۔

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَلَا تُطِيعُوا النَّاسَ (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہو گا کہ اس میں پہنکار سے ہوئے اور نہ ہوا اور نہ کھوے بہت نہ کرو) اس میں قرآنی میں ہے کہ اس کے بعد ذیلی برہمنی سے تا سید ہو جائیں گے اور کہ جس کی طرف چلنے چلائے اور مسرت اور ہوا کرنے میں لگ جائیں گے۔ تفسیر میں کثیر میں ہے کہ ان کے چہرے دل جائیں گے، صورتیں نکاح ہو جائیں گی حتیٰ کہ بعض عورتیں شکایت لکھنے میں لگیں اور ان میں سے کسی کو پہچانیں گے نہیں۔ اور ان کی کو کچھ کر نہیں گے کہ میں ملاں ہوں مگر وہ کہیں گے کہ خدا کہتے ہو تم کو نہیں پہچانتے۔ (تفسیر میں ۲۵ ص ۲۵)

إِطِيعُوا اللَّهَ کے جواب سے بعد روزِ آخر کے دہارے بند کر دیے جائیں گے اور ای میں چلے رہیں گے۔ (ایضاً)

اللہ تعالیٰ کا حریف قرآن ہو گا ایسا کہ ان فریقین میں جہنمی (جانشین میرے بندوں میں سے ایک کرو اور تاجر میں دعا کرتے تھے کہ اسے ہمارے سب ہم ایمان لائے اور ہماری عظمت فرمادیتے اور ہم پر تم فرمائیے اور آپ دہم کرنے والوں میں سب سے بھلا تم فرمانے والے ہیں اس رعایت کو تم نے خالق اور مخلوق اور کس اور میں کا نشان بنالیا تھا اور تم اس رعایت کے پیچھے نہ سے کہ انہوں نے تمہیں میری بار بھلائی مگر تم ان کی خلاق بنائے میں ایسے لگے کہ میری یاد کی تمہیں فرصت ہی نہیں رہی۔ تم ان کا مذاق بھی نہ کرتے تھے اور ان سے ہٹتے بھی تھے تم نے اپنے کئے کا نتیجہ نکلتا لیا اور ہمیشہ کے لئے روزِ آخر میں چلے گئے اور انہوں نے اپنے ایمان اور اعمال صالحہ کا مکمل پالنا آج میں نے انہیں ان کے سبب کرنے کی وجہ سے یہ بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہیں (اور ہمیشہ کے لئے جنت میں چلے گئے) سورہ آل عمران میں فرمایا لَقَدْ أَخْرَجَ عَنْ قُلُوبِهِمُ الْحَقْلَ فَلَا يَأْمُرُ بِالسَّوْغَاتِ (اور ان سے ہٹا دیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہی کامیاب ہیں)۔

قُلْ كَفَر لِّبُشْمٌ فِي الْأَرْضِ عَدَدُ سِنِينَ ۝ قَالُوا لَيْسَ بِيَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسَلِّ الْعَادَاتِ ۝

اللہ تعالیٰ کا سوال ہو گا کہ تم لوگوں کی کجی کے شمار عدد میں میں کتنے دن رہے۔ اور کتنے کے ایک ایک دن سے کئی کم، بے سوچ گئے، دلوں سے سوال کر لیجئے۔

قُلْ إِنْ لِّبُشْمٌ إِلَّا قَلِيلٌ لَّوْ أَتَاكُمْ كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ ۝ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ

اللہ تعالیٰ کا قرآن ہو گا کہ تم کو کجی کی حد سے اگر تم جانتے ہو کہ کیا تم نے یہ سوال کیا کہ تم نے تمہیں بھروسہ کیا یا نہ ہو کہ تم

إِلَيْنَا لَه تَرْجِعُونَ ۝ فَتَعَلَى اللَّهُ الْمَالِكُ الْحَقُّ، لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ۝

جہاں طرف لوٹنے اور چلنے کے روز ہے اللہ جو بادشاہ ہے حق ہے لگے جا کئی سو برس اور مالِ کریم کا سب ہے

وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ ۚ فَوَاقِحًا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُغْلِبُ

اور جو کئی کئی اللہ کے ساتھ دوسرے معبود کہہ دے جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے اس کا حساب اس کے حساب کے ہاں ہے جہاں بہت سے لگے کہ ان کا حساب

الْكُفْرُونَ ۝ وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۝

کفر ہو گئے۔ اور آپ ہیں اللہ کے سب سے بڑے رحیم اور بخشنے والے اور ان کے حساب میں سب سے بخشنے والے ہیں۔



۶۳ آیتیں اور ۹ رکوع

سورۃ النور

عَلٰی

﴿۱۳﴾ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا ۖ اِنَّا كُنَّا مِنَ الْغَافِلِينَ ﴿۱۴﴾

”سبحانک یا اللہ! ہم نے اپنی غفلت سے اپنے رب سے غافل ہو کر رہ گئے۔“

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿۱﴾

فروع اللہ کے نام سے شروع فرمان لیا کرتے ہوئے ہے۔

سُورَةٌ اُنْزِلَتْهَا وَفُرِضَتْهَا وَ اُنْزِلْنَا فِيْهَا الْيُسْرَ بِمَنْتَ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَلْزَايِيَةُ

یوں کہ سورۃ کے نزول کی وجہ اور حکم نے اس کی ادائیگی کا اسرار بخلا ہے اور ہم نے اس میں واضح آیات نزول کی چیز تاکہ تم سمجھ سکو۔

وَالْزَايِي فَاجْلِدُوْهُ اَوْ اَحَدٍ مِّنْهُمَا بِاَفْءِ جَلْدَةٍ ۚ وَلَا تَاْخُذْ كُمْ فِيْهَا رَافِعَةٌ ۚ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ

کہ یہ نہ ہو تو جلد دو یا ایک کو اور سے یا دو دانت کے نیچے میں ہاتھوں کے بار سے بھی نہیں دھت کرے اور تم

كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابُهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

ایمان لائے ہو اور آخرت کے دن پر اور ان کی سزا کے وقت حاضرین کی ایک جماعت حاضر رہے۔

احکام شرعیہ پر عمل کرنا لازمی ہے زانیہ اور زانی کی سزا سو کوڑے ہیں

اس سورۃ کا نام اس کو اللہ تعالیٰ نازل فرمایا اور اس سے شروع ہے اس لیے یہ سورۃ سورۃ النور کے نام سے موسوم ہوا۔

معروف ہے اس کے شروع میں مفت اور مصمت کی حفاظت کا بیان ہے اور نہ کرنے والوں اور جسٹ گائے والوں کی سزا کہ ہے۔

تو یہ فرمایا کہ ہم نے یہ سورۃ نازل کی اور اس میں جو احکام ہیں ان پر عمل کرنے کی نصیحتی والی ہے۔ (فَرَضْنَاهَا) کا پترہ اس لیے

کیا گیا کہ اس سورۃ میں جو احکام مذکور ہیں وہ سب فرض نہیں ہیں بلکہ تو سب عبادوں کو سب پر عمل کرنا چاہیے اس میں فرض بھی ہیں اور

غیر فرض بھی ہیں۔ پھر فرمایا وَ اُنْزِلْنَا فِيْهَا اٰيَاتٍ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ (اور ہم نے اس میں واضح آیات نازل کی ہیں) ان آیات میں جو احکام ہیں ان

پر عمل کریں لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (تا کہ نصیحت حاصل کرو)۔

شرعی حدود میں سختی کیوں ہے

اس کے بعد نہ کرنے والے مرد اور نہ کرنے والی عورت کی سزا بیان فرمائی اور فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور ساتھ



حق یہی فرمایا کہ سزا پہنچا کر نے میں قسمیں ان پر رحم نہ آئے۔

اللہ کے قانون کے ساتھ کسی کی دواعیت اور کسی پر کوئی رحم کرنا سزا کا درست نہیں ہے اللہ تعالیٰ رحم اہل زمین ہے جب اس نے سزا کا حکم دیا یا گویہ سزا امتحانی نظروں میں منت ہے تو اسے نافذ کرنا ہی کرنا ہے اس نے انسان کو پیدا کیا وہ انسان کے حوائج عادت و فطرت کو ہی طرح جانتا ہے اسے معلوم ہے کہ انسان اپنی طبیعت اور حوائج کے اعتبار سے کوئی سزا سے ذرا ناکاری کے جرم سے روک سکتا ہے چنانچہ اس میں ذاتی اور مردارانہ صورت کی سزا کے ساتھ دوسروں کو عبرت دلانا مقصود ہے اس لیے یہ بھی حکم آیا کہ جب ان کو سزا کی سزا دی جائے تو اس وقت مومنوں کی ایک جماعت حاضر رہے بہت سے لوگ حاضر ہونگے تو انہیں بھی عبرت حاصل ہوگی اور سزا کا اقتدار انہیں انہیں اور قیلولوں میں اور باہر سے آنے والے مسافروں کی ملاقاتوں میں ذکر کریں گے سب سے عبرت تاکہ سزا کا بچہ نہ ہوگا جس سے عمومی طور پر سزا سے ملک میں عفت و عصمت کی فضا بنے گی اور لوگ ذرا ناکاری سے باز رہیں گے۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دو اور بڑا ایک اللہ کی حدود قائم کرو اور انہی حدود قائم کرنے والے کی ملامت اللہ کے حکم کے بارے میں قسمیں نہ بکڑو۔ (ابن ماجہ) انہیں کسی کی ملامت نہ بکڑو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو نافذ کیا کرو دشمن اعتراض کریں گے اس کو نہ سمجھو اس کی کلی کی کوشش حقوق کے علم و تحقیق سے آ رہی ہیں اور دشمنوں کے اعتراضات کا طیال کر کے شرعی حدود قائم نہیں کریں۔ شرعی حدود قائم کرنے میں بہت بڑی خبر ہے حدود قائم ہوگئی تو کنا و فتنہ ہو گئے یا کم ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوگی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں میں ایک حد قائم کی جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ چالیس دن بارش برتی رہے۔ (ابن ماجہ) یعنی چالیس دن بارش ہونے کا جو نفع ہے اس سے کہیں زیادہ خیرات و برکات کا نزول ہوگا جبکہ اللہ کی ایک حد قائم کر دی جائے گی۔

موجودہ حکومتوں نے رضامندی سے نہ کرنے کو تو قانونی طور پر جواز ہی کر رکھا ہے اور فاضل محرموں کو یہ پیشہ اختیار کرنے پر لائسنس دیتی ہیں اور حکومتی بہت جرقہ قانونی گرفت ہے ہونے باوجود یہ ہے لیکن بالآخر نہ کرنے والا بھی بکڑا نہیں جاتا اور اگر بکڑا تو مختصری مثال میں رہنے کی سزا دے دی جاتی ہے اس سزا سے بھلا نہ کارائی عادت بد کیوں چھوڑ سکتے ہیں جو کوشش ان لوگوں کے ہاتھ میں ہیں جو سلطان ہونے کے مدعی ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ہم میں ہر شرعی سزائیں نافذ کرو۔ (اذا کوئی کوئی کرو چوروں کا ہاتھ کاٹو نہ سزا کا مرد اور صورت کو ذرا ناکاری کی سزا دو۔) غیر ممکن ہیں تو سو کوڑے لگاؤ اگر ممکن ہیں تو سنگسار کرو) تو اس پر تو کوئی کہ چوروں اور ادا کو اس صورت کا کارڈ پر دم آ جاتا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی فرمایا ہے۔ وَلَا تَجِدُ أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّأَنَّهُ

لَقَدْ دَفَعْنَا لَكَ ذَٰلِكُمْ يَوْمَ الْأُتُورِ (اور قسمیں اللہ کے دین کے بارے میں ان دنوں کے ساتھ رحم کے ساتھ نہ بکڑو) اور اس سے بڑا عظیم ہے جس پر آپ کفر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی چارہ فرمودہ حدود کو خلاف سزائیں نہ دیتے ہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ ہر بھی مسلمان کے دعویدار ہیں مگر میں کو شرعی سزائیں نہیں دی جاتی ہیں اس کی وجہ سے ادا کو مردانہ کی کثرت ہے چوروں کی بھی بہت اور عیسیٰ ذرا ناکاری کے آدے بھی کئے ہوئے ہیں اور ان دنوں کے علاوہ جگہ جگہ ذرا ناکاری ہوتی رہتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکومتوں کے نزدیک ذرا ناکاری کوئی جرم ہے ہی نہیں اور چوری اور دہشت گردی یا نا امانی ان کی مصیبتوں کے خلاف ہے۔ قرآن انہیں دیکھتے اس کے احکام پر چلتا نہیں چاہتے اپنے عوام کو اور دشمنان اسلام کو راضی رکھنا چاہتے ہیں۔ اور صرف حکومت باقی رکھنے کے جذبات لیے بکڑتے ہیں جب یہ صورت حال ہے تو اللہ تعالیٰ کی مدد کیسے آئے۔ فلاح کفر و اچالوں الایلاب۔

### چند مسائل متعلقہ حدیث زنا

مسئلہ..... جو مرد عورت آزاد ہو یعنی کسی کا ملک نہیں مائل ہو، بالغ ہو، مسلمان ہو اس کا نکاح شرعی ہوا ہو پھر انہیں میں سے کسی سے زانیہ کا کام بھی کیا ہو تو ایسے مرد عورت کو گھٹن کہتے ہیں اگر ان میں سے کوئی زنا کرے تو انکی سزا جہم یعنی سنگسار کرنا (یعنی پتھر بار بار کر لپٹاکر دینا ہے اور جو مرد عورت گھٹن نہ ہو اگر وہ زنا کرے تو ان کی سزا سو کوڑے ہیں۔

مسئلہ..... کوڑے لگاتے وقت یہ خیال کر لیا جائے کہ اگر مرد کو کوڑے لگائے جا رہے ہیں تو عورت کے لیے جتنے کپڑے کی ضرورت ہے وہ اس پر باقی رہے باقی کپڑے اتار دیئے جائیں اور اگر عورت کو کوڑے لگائے جائیں تو اس کے عام کپڑے نہ اتارے جائیں ہاں اگر اس نے لحاف کو زبردستی ہٹا دیا تو اسکی چیز ممکن رہی ہے جو بارے کی تکلیف سے بچا سکتی ہے تو وہ بدن سے نکال لی جائے گی۔

مسئلہ..... مرد کو کوڑا کر کے اور عورت کو گھٹا کر کوڑے لگائے جائیں۔

مسئلہ..... ایسا کوڑا مارا جائے جس کے آخر میں گرہ لگی ہوئی نہ ہو اور چار بار تار مہمانہ و بے کاہ اور ایک ہی جگہ کوڑے نہ مارے جائیں بلکہ متفرق طور پر اعضاء پر جسم پر مارے جائیں ہلتہ سر چہرہ اور شرم چاہے کوئی کوڑا نہ مارا جائے۔

مسئلہ..... جس زنا کار مرد یا عورت کو جہم یعنی سنگسار کرنا ہے اسے باہر میدان میں لے جائیں جہاں لوگوں نے زنا کی گواہی دی تھی پہلے وہ پتھر ماریں پھر امیر المؤمنین پتھر مارے اور اس کے بعد دوسرے لوگ ماریں اگر گواہ اقرار کرنے سے انکاری ہو جائیں تو جہم ساتھ ہوجائے گا اگر زانیہ کے اقرار کی وجہ سے سنگسار کیا جائے لگاتار پہلے امیر المؤمنین پتھر مارے اس کے بعد دوسرے لوگ اور عورت کو جہم کر کے لٹکے تو اس کے لیے گڑھا کھود کر اس میں کھڑی کر کے جہم کریں تو یہ جہنم ہوگا۔

مسئلہ..... جب کسی مرد یا عورت کے بارے میں چار شخص گواہی دیں یہی کہ اس نے زنا کیا ہے اور یوں کہیں کہ ہم نے ان کو یہ عمل کرتے اس طرح دیکھا جیسے مرد وانی میں سلامتی ہو تو امیر المؤمنین یا قاضی ان چاروں کو انہوں کے بارے میں تحقیق اور تحقیق کر چکا اگر ان کا سزا اور عطا یہ عادل اور صالح تھا ہونا ثابت ہوجائے تو امیر المؤمنین یا قاضی زنا کرنے والے پر حد شرعی حسب قانون (کوڑے یا سنگسار) نافذ کرے اگر چار گواہ نہ ہوں یا چار تو ہوں لیکن ان کا قاضی ہونا ثابت ہوجائے تو اس پر حد جاری نہ ہوگی جس کے بارے میں ان لوگوں نے زنا کی گواہی دی۔ بلکہ ان لوگوں کو حد قذف لگائی جائے گی جنہوں نے گواہی دی۔ (حد قذف سے مراد جہت لگانے کی سزا ہے جہاں ۸۰ کوڑے ہیں) پھر اوراق کے بعد اس میں انکو علی ما تھبتوا فی اس کا ذکر آئے گا۔

مسئلہ..... زانیہ کے اقرار سے بھی زنا کا ثبوت ہو جاتا ہے (مرد و عورت) جب اقرار کرنے والا مائل ہو اور چار مصلوب میں چار مرد یا عورت کہے تو قاضی اس سے اور ثابت کرے کہ زنا کیا ہوتا ہے اور تو نے کس سے زنا کیا تھا رکبان زنا کیا اقرار کرنے والا جب یہ باتیں بتا دے تو قاضی اس پر بھی حسب قواعد شرعیہ حد نافذ کرے گا۔

### دور حاضر کے مدعیان علم کی جاہلانہ باتیں

آنکھ بہت سے مدعیان علم ایسے لنگے ہیں جہاں جہالت کے زور پر شریعت اسلام میں تحریف کرنے کے پیچھے نہ سے ہوئے ہیں۔ دشمنان اسلام اور بہت سے اصحاب اقتدار ان کی سرپرستی کرتے ہیں اور ان کو دشنت دے کر ان سے ایسی باتیں کھواتے ہیں جو



اپنا اعلیٰ معاملہ جس کا جس سے چاہے جلتہ حاصل کر لے ان لوگوں کی یہ بات چہالت خلافت اور غیبت پر مبنی ہے یہ کہنا کہ انہوں کو اختیار ہے جو چاہیں کرینے بہت بڑی گمراہی ہے جب خالق کا خلقت عمل محدود ہے تو انہوں اور سب ہی کی مخلوق اور ملکات ہیں تو کسی کو بھی اختیار نہیں ہے کہ وہ خالق اور ملک کے بنائے ہوئے قانون کے خلاف زندگی گزارے۔ کوئی انسان خود اپنا نہیں ہے نہ اس کے اعضاء اپنے ہیں وہ خالق محدود کی حکمت ہے جان اعطاء کو قانون الہی کے خلاف استعمال کرنا جہالت ہے۔

اللہ جل شانہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا پھر ان کی طبعی خواہشات کے لیے حضرت عواصم علیہم السلام کو پیدا فرمایا پھر ان سے انسانوں کی نسل کو جاری فرمایا اور حکومت میں جو ایک دوسرے کی طرف فطری اور طبعی میلان ہے اس کے لیے کائنات کو مشروع فرمایا اور کائنات کے اصول قوانین مقرر فرمائے جب مرد و عورت کا کائنات ہو جائے تو آپس میں ایک دوسرے سے قانون شریعت کے مطابق استعمال اور اعتدال دیا جاتا ہے۔ اس میں جہاں نفسانی اہمال کا انتظام ہے وہاں ہی آدمی کی نسل چلنے اور نسل زب کے پاک رکھنے اور اس میں رست اور شفقت باقی رکھنے کا اور عورت کو گھر میں عزت و آبرو کے ساتھ رہنے اور گھر بیٹھے ہونے ضرور بات زندگی پوری ہونے اور عفت و صمت سے رہنے کا انتظام ہے مرد و عورت کو اپنے عورت گھر میں بیٹھے اور کھانے لباس بھی شوہر کے ذمہ اور بچے کا گھر بھی عورت کا ہے اور عورتیں باپ کی شفقت میں بنے ہیں۔ کوئی بچہ ہو کوئی لڑکا ہوں کو کوئی داد ہو کوئی رانی ہو کوئی خال ہو کوئی بھوہی، ہر ایک بچے کو پال کر بڑے گھر میں لے کر ہر ایک اس کو پانا ایگے صلہ رحمی کے اصول پر سب رشتہ داروں کے ہاں باقرب سکا آپس میں ایک دوسرے سے محبت بھی کریں مایں ادا ہوگی کریں نکاحوں کی مجلسوں میں بیٹھ ہوں تو کسی دعوے کو نہیں کھائیں، حقیقتہً ہوں جب کوئی مر جائے کفن، اٹھان میں شریک ہوں یہ سب امور کائنات سے متعلق ہیں اگر کائنات نہ ہو اور عورت مردوں سے آپس میں اپنی انسانی خواہشات پوری کرتے۔ ہیں تو توہم اور آدمی کو کسی باپ کی طرف منسوب نہیں ہوئی اور جب عورت نہ ہو تو یہ نہ کہہ سکتے تھے کہ اس مرد کے خلع سے صلہ قرار پایا جب کوئی باپ ہی نہیں ہے تو کون بچہ کی پرورش کرے گا، بچہ کو کچھ معلوم نہیں میں کس سے پیدا ہوا میرے ماں باپ کون ہیں، چونکہ باپ ہی نہیں اس لیے انکھینہ وغیرہ میں بچوں کی والدہ ماں کے نام سے نکھوئی جاتی ہے رشتہ داروں کی جو شخصیتیں جیسے باپ کی جانب سے ہوں یا ماں کی جانب سے بچان سے محرم رہتا ہے نہ کار عورتوں کے بھائی، بہن بھی اپنی بہن کی اولاد کو اس نظر سے نہیں دیکھتے جو شفقت بھری کائنات دانی یاں کی اولاد پر ہے تاہم دانی اور خلع حاصل کی ہوتی ہے، ہر گھرانہ آدمی کو کر سکتا ہے کہ کائنات کی صورت میں جو اولاد اس کی شفقت نہ تربیت اور ماں باپ کی آغوش میں پرورش ہوئے انسانیت کے اگر اس کا سبب ہے کیا رزاکاروں کی اولاد کی شکوہ دانی پرورش انکے مقابلہ میں کوئی حیثیت رکھتی ہے؟

پھر جب کائنات کا سلسلہ ہوتا ہے تو اس باپ لگا کر آدمی کے لئے جوڑا مقرر کرتے ہیں اور آوازوں کے اور لڑکوں انسانی خواہشات پورا کرنے کے لیے دوست (فرخندہ) تلاش کرتے پھر مرنے ہیں یہ عورت کی کتنی بڑی ذلت اور حقارت ہے کہ وہ بچی کو چوں میں کچھ سے اتارے کمزری رہے اور مردوں کو اپنی طرف لہجائے اور جو شخص اس کی طرف جھکے اس کو کھوان کے لیے دوست بنالے پھر جب چاہے یہ چھوڑ دے اور جب چاہے وہ چھوڑ دے باپ پھر دونوں عداوت میں لگے ہیں کیا اس میں انسانیت کی نئی پامی نہیں ہوتی پھر چونکہ عورت کو کوئی شوہر نہیں ہوتا اور جن کو دوست بنایا جاتا ہے وہ وہ تو اس کے فریج کے ذمہ دار نہیں ہوتے اس لیے عورتیں خود کمانے پر مجبور ہوتی ہیں خود دوسروں پر کمزری ہوئی مایں پڑتی کرتی ہیں وہاں پر بیٹھ کر آنے جانے والے لوگوں کے جوتوں پر پاؤں کرتی ہیں جب بات ہے کہ عورتوں کو یہ ذلت اور سوائی شکوہ ہے اور کائنات کے گھر میں ملکدان کر بچوں کی ماں ہو کر عفت و صمت کے ساتھ زندگی گزارنے کو تیار نہ کرتی ہیں۔ اسلام نے عورت کو بڑا مقام دیا ہے اور کائنات کے صفت و صمت کی حفاظت کے ساتھ گھر کی چادر پہاری میں رہے اور اس کا کائنات

بھی اس کی مرضی سے جو جس میں مہر بھی اس کی مرضی سے مقرر ہو پھر اسے اس باپ اور والدہ اور بہن بھائی سے میراث ملے۔ یہ زندگی ابھی ہے یہ وہ بدایہ صوفی بھریں اور ذکاوت بھریں یہ بکتر ہے؟ کچھ سوچنا چاہیے، فطرتاً و عیناً اولی الاصلہ اس تہذیب کے بعد اب ایک سمجھدار آدمی کے ذہن میں ذکاوت و شجاعت اور قہامت جیسی طرح آجاتی ہے اسلام کو یہ گوارا نہیں ہے کہ نسب کا اختلاف ہو پیدا ہوئے والے بچوں کے باپ کا پتہ نہ چلے یا کسی شخص کا پتہ نہ ہو جائے کہ یہ بچے میرے غلط سے ہے۔

جو مرد و عورت ذکاوت کی زندگی گزارتے ہیں ان سے خدائی بچے پیدا ہوتے ہیں انسانیت کی اس سے زیادہ مٹی پیدا ہوئی کہ بچہ ہو اور اس کا باپ کوئی نہ ہو اہل خمار اسے خدائی کہتے ہوں یا کم از کم یہیں سمجھتے ہوں کہ بچہ وہ خدائی آ رہا ہے یہ بات شرابیوں کے لیے موت سے بہتر ہے لیکن اگر عقلی شرافت والی نہ رہے ہوں میں انسانیت کا احترام نہ ہو تو معاشرہ میں خدائی طمانی ہونے کی حیثیت باقی نہیں رہتی جن لوگوں میں ذکاوت کی عام بات ہے ان کے یہاں خدائی ہونا کوئی عیب اور طمانی ہونا کوئی بخر نہیں۔ اب یہ لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمان بھی خدائی ہوں میں اہل طمانی ہو اور ان کے باقی ہو کہ خدائی طرح ذکاوت ہو جائے اور ذکاوت کی یہ مرضی صریح کر دیں بھلا مسلمان یہ کیسے کر سکتا ہے اگر کوئی مسلمان ایسا کرے تو اسی وقت کا ٹر ہو جائیگا۔

اسلام جو عفت و مصمت کا دین ہے اس کے ماننے والے شہوت پرستوں کا ساتھ کہاں دے سکتے ہیں ذکاوتی میں چونکہ خرابیہ شہوت پرستی ہے اس لیے شہوت پرست اسے چھوڑنے والے نہیں ہیں معاشرہ اسلام نے ذکاوت کی مزاحمت رکھی ہے پھر اس میں فرق رکھا گیا ہے غیر خدائی شدہ مرد و عورت ذکاوت لے تو سکاڑے لگانے پر اتفاق کیا گیا اور خدائی شدہ شخص ذکاوت لے کر تو اس کی سزا و جرم مقرر کی گئی ہے مرد ہو یا عورت، جو لوگ شہوت پرست ہیں ان کے غرضوں پر کاغذوں کی پارہنوں نے نہ صرف یہ کہ مرد و عورت کے لیے باہمی رضا مندی سے ذکاوت کو نافذ کرنا ضروری ہے یا سہجہ مرد کو بھی اجازت دیدی ہے کہ وہ کسی مرد کی بیوی میں کرے وہاں لوگوں کو نہ انسانیت کی ضرورت ہے نہ شرافت کی نہ نسب محفوظ رکھنے کی نہ عفت و مصمت کی نہ عفت کی گوارا چاہتا ہے نہ دینے کی شہوت پرست ہیں شہوت کے بندے ہیں اس شہوت پرستی کے نتیجے میں جو ایذا و غیرہ کی فتنی بیخیاں پیدا ہو رہی ہیں جن سے سارا معاشرہ متاثر ہوتا ہے، وہاں ہے اور جس کی روک تھام سے ممکن نہیں، جو چیزیں ان پر نظر نہیں، بس شہوت پرستی ہوئی چاہیے، یہاں لوگوں کا حراج بن گیا ہے۔

یہ ذکاوت، کثرت، کثرت اسات کا بھی سبب ہے، حضرت انسؓ نے فرمایا کہ تم قوم میں خدائیت ظاہر ہو جائے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں رعب ڈال دے ہیں اور جس کسی قوم میں ذکاوت پھیل جائے اس میں موت کی کثرت ہوگی اور جو لوگ باپ تول میں کی کر سکتے ہیں ان کا ذکاوت کثرت دیا جائے گا یعنی روزی تم کو ملے گا اور اس کی رکت ختم کر دی جائے گی اور جو قوم باحق فیصلے کرے گی ان میں عقل کی کثرت ہوگی اور جو قوم پر عہد کی گئی ہے وہ دشمن مسلما کر دیا جائیگا۔ (رواہ ابی داؤد) اور حضرت انسؓ نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی آبادی میں زیادہ سوداگری کا رواج ہو جائے تو ان لوگوں نے اپنی جانوں پر اللہ کا عذاب ڈال کر لیا۔ (تاریخ الترمذی ۱: ۳۷۷)

حضرت یحییٰ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت برابر خیر پر ہے گی جب تک کہ ان میں خدائی بچوں کی آخرت نہ ہو جائے سو جب میں دلا اور ان کی کثرت ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ ان پر عذاب کا عذاب بھیجے گی۔ (رواہ مسلم ۵۰۰۰)

مسلم، کنز الدرب، ج ۱، ص ۳۷

مجھ بخدائی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک خواب بیان فرمایا اس میں بہت سی چیزیں دیکھیں ان میں ایک یہ بھی





یہ پانڈی ہے، ان حضراتوں سے پردہ ہے، کرم ہے، جس سے بھی پردہ، تاہم ان سب امور کے باوجود اسے احادیث اور اس کی سزا کے لیے اس کی شریعتیں لکھائی ہیں، بلکہ وہ خود بھی آدھی مشکل ہے، اگر چاہے وہ گواہی دے، یہ کہ میں نے فلاں مرد کو حد سے اس طرح زندہ کرتے ہوئے دیکھا جیسے مرد صالح میں ملتا ہے، وہ بت نہ کرنا کہ خود اس کا خبر ہے یا نہیں، چاہے وہ ملتا ملتا دیکھ لیں، یہ ہے، اس کی حد کوئی مرد کو حد سے زندہ کرنا کہ اس کے سزا جہادی ہوگی لیکن اس میں بھی اس امر کو نہیں اور قاضی کو علم، یا کیا کہ معمولی سے شہادت ہے، حد کو سنا دیا کہ میں قصود لوگوں کی چٹائی کرنا اور سنگسار کرنا نہیں بلکہ نہ اسے چاہا، قصود ہے اس سب کے باوجود یہ بھی کوئی شخص زندہ کر کے جرم میں پکڑا جائے اور اصول شریعت کے مطابق اس کا زندہ کرنا بت نہ ہو جائے تو اس میں اور قاضی کا حال اس پر حد جاری کر دے گا کیونکہ یہ شخص مسلمانوں کے معاشرہ کا ایک اہم حصہ ہے جو باطل کی سزا چاہے جسے کالے بغیر جسم کی اصلاح ممکن نہیں رہتی۔ لوگ نہ کی سزا بھی کوئی دیکھتے ہیں اس سزا کی سختی کو نہیں دیکھتے۔

الْزَّانِيَةُ وَالزَّانِيَةُ لَا تَنْكِحُهُمَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرْمٌ

زانیہ زانیہ کی ساتھ نہیں کرنا، زانیہ زانیہ کے ساتھ بھی کرنا، کوئی نکاح نہیں کرنا، بجز زانیہ یا مشرک کے، و حرم

ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ

مسلمانوں پر لازم کیا گیا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرات طبرانی، کرم کے لفظ قبول ہیں اور پھر ترجمہ جو مطلب ظاہر ہے، ہے صاحب جان القرآن نے اسی کو اختیار کیا، جو نقلہ صاحب الروح عن السیاحی، قال قال السیاحی: انه احسن الوجوه فی الایات قولہ سبحانه (الزانی لا ینکح) حکم مؤسس علی الغالب المعتاد، جنی بہ لزوم المؤمنین عن نکاح الزانی بعد زوجه عن ثروا، وذلك ان الفاسق البصیت الذی من شأنه ثروا والطبع لا يرغب غایا فی نکاح الفاسق من النساء الا علی خلل صفة، والمنا یوغب فی فاسقة عیبة من شکله، او فی مشرکة و الفاسقة العیبة المباحة کذا لک لا یوغب فی نکاحها المصلحاء من الرجال ویفرون عنها والمنا یوغب فیها من هو من شکله من الفسقة والمشرکین، ونظیر هذا الکلام لا یفعل البصیر الا نفی فانه جاز محرمی الغالب، ومعنی المحرم علی المؤمنین علی هذا قبل التزویہ وعبرہ عہ للتعلیل (یعنی الزانی لا ینکح البصیر) ایہا حکم ہے جس کی بنیاد انگریزی عدالت پر رکھی گئی ہے، اور اس کا مقصد یہ ہے کہ نہ اسے دیکھنے کے بعد اس بات سے بھی روکا جائے کہ وہ زانیہ مردوں سے نکاح کرے، کیونکہ فاسق یا غیر زانی آدمی کو یا کہ اس مردوں سے نکاح کی دہشت نہیں ہوتی بلکہ وہ عورت یا بھی فاسق دہشت زانیہ یا مشرک عورت میں ہی دہشت دیکھتا ہے، اس طرح فاسق یا غیر زانیہ مردوں سے نکاح کی عورت یا کہ مردوں کو دہشت نہیں ہوتی بلکہ اس سے نکاح کی دہشت عورت یا بھی جیسے فاسق دہشت زانیہ یا مشرک مردوں کو ہی ہوتی ہے۔ مذکورہ بالا حکام کی تفسیر میں یہ عکس ہے کہ لا یفعل البصیر الا نفی (یعنی کیونکہ یہ بھی انگریزی عدالت پر رکھی ہے کہ عدالت کے کام عورت یا بھی آدمی کرنا ہے)

اور بعض حضرات نے خبر کو معنی ایسی لیا ہے، اور یہ مطلب بتایا کہ کسی زانیہ یا مشرک کے علاوہ کسی عورت سے نکاح کرنے کی اجازت نہیں اسی طرح زندہ کرنا کہ عورت کو کسی غیر زانیہ اور غیر مشرک سے نکاح کرنے کی اجازت نہیں اور مسلمان کے لئے حرام ہے کہ کسی زانیہ یا مشرک سے نکاح کرے۔ جن حضرات نے یہ مطلب بتایا ہے، ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ یہ حکم ہجرت کے ابتدائی دور میں تھا، عورتیں زانیہ اور زانیہ کے بارے میں تو یہ حکم منسوخ ہو گیا اور مشرک اور مشرک کے بارے میں باقی رہا، یعنی زانیہ اور غیر زانیہ عورت سے نکاح کر سکتا ہے جبکہ





لئے محرم ہو گیا۔

وَالَّذِينَ يَزْمُونَ اَرْوَاحَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شَهَادَةٌ اِلَّا اَنفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعٌ شَهَادَاتٌ

اور جو لوگ اپنی بیویوں کو جہت نکالیں مگر جس کے پاس اس کی کوئی شہادت نہ ہو تو یہ جہت نکالنے والے خود کی قسم سے سو

پاٹتے، اِنَّ لِّمَنِ الصِّدِّیْقِیْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنْ لَّعَنَ اللّٰهُ عَلَیْہِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۝

موت ہو گئے۔ پانچواں یہ ہے کہ اگر چار مرد جہت نکالیں کہے کہ گھر پر جہت کی قسم تو اگر میں جہت نکالوں

وَيَذَرُوْا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْہَدَ اَرْبَعٌ شَہِدَاتٍ بِاَللّٰہِ اِنَّ لِّمَنِ الْکٰذِبِیْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ

اور جس کو سوچا کہ اس طرح کی قسم کو چار مرد جہت نکالیں کہے کہ گھر پر جہت کی قسم تو اگر میں جہت نکالوں

اَنْ غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہَا اِنْ كَانَ مِنَ الصِّدِّیْقِیْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ وَاَنْ

کہ جو یہ لفظ کا مطلب ہو اگر چار مرد جہت نکالیں کہے کہ گھر پر جہت کی قسم تو اگر میں جہت نکالوں

### اللہ ثوابِ حکیمؐ

قرآن ہی معجزوں میں چاہئے۔

جو لوگ اپنی بیویوں کو جہت نکالیں ان کے لئے لعان کا حکم

کوئی مرد موت اگر کسی مرد موت کو نہا کی جہت نکالے اور اپنی بات کے چار شہادت کرنے کے لئے چار گواہوں سے نہ کر سکے تو اس جہت

نکالنے والے پر حد قذف جاری ہوگی لیکن اسے اس کی کوڑے لگانے چاہیں گے (جس کی تحصیل اور گزری) لیکن اگر کوئی مرد اپنی بیوی کے

بارے میں یوں کہے کہ اس نے زنا کیا ہے اور اسے اس کا چھٹا ہر کے پاس چار گواہوں سے نہ کر سکے تو اس جہت نکالنے والے پر حد قذف جاری ہوگی

حد قذف نہیں لگائی جائے گی بلکہ اسے اٹھائیں یا قاضی لعان کا حکم ہے گا یہ حد قذف سے لیا گیا ہے اور مطلب یہ ہے کہ مرد موت دونوں

تأیید میں جہت نکالیں اور ہر ایک ایسے الفاظ کہے جس سے خود اس کی اپنی ذات پر لعنت پڑتی ہو جب کسی مرد نے اپنی بیوی کے بارے

میں یوں کہا کہ اس نے زنا کیا ہے یا یوں کہا کہ یہ بوجھ پیدا ہوا ہے مجھ سے جس سے اب اس پر لازم ہے کہ چار گواہوں سے نہ کر سکے تو اس جہت

نکالنے سے عاجز ہو (اور موت نہیں ملتی ہوتا ہے کیونکہ نہ گواہوں کے سامنے نہیں کیا جاتا اور موت یوں کہے کہ اس نے مجھے جہت نکالی

ہے تو میرا خون منی یا قاضی شوہر سے کہے گا کہ لعان کر یا یہ قرار کر کہ اس نے جہت نکالی ہے اگر وہ دونوں میں سے کسی بات پر راضی

نہ ہو تو قاضی اسے ہر کر کے گواہوں تک کہ لعان کرنے پر راضی ہو جائے یوں کہے کہ میں نے جہت نکالی ہے اگر اس دوسری بات

کا قرار کرتے تو چار اسے حد قذف لگائی جائے گی، اگر وہ اپنے شمس کو نہیں چھٹا تاہم اسے برابر اس بات پر راضی ہو جائے کہ میری بیوی نے زنا

کیا ہے تو قاضی دونوں کے درمیان لعان کرنے کا حکم دے گا۔

لعان کا طریقہ - - - - - لعان کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے مرد نکلا اور چار مرد یوں کہے گا اَشْہَدُ بِاللّٰہِ اَنِّیْ لَعْنُ الصَّادِقِیْنَ فَمَعَا

رخصت فلیس من الزّٰنات (میں اٹھتا ہوں کہ تم گناہوں کو کسم کسم اس موت کے بارے میں جو کہہ رہا ہوں کہ اس نے زنا کیا ہے میں اس

ہست میں چاہوں پھر پانچویں مرتبہ میں کہے لعنت اللہ علیہ ان کائن من الکاذبین لیما ومن ہذہ من الزنا (اس عورت کے بارے میں جو شک ہے کیا ہے کہ اس نے زنا کیا اس بارے میں اگر میں سمجھتا ہوں تو مجھے یہ انداز کہتے ہو) پانچویں مرتبہ یہ الفاظ سن کر (اس عورت) کے الفاظ اور کہنے پر مرتبہ موت کی طرف اشارہ کرے جب مرد پانچویں مرتبہ مذکورہ الفاظ کہہ چکے تو اس کے بعد عورت چار مرتبہ کے الشہد باللہ اللہ لعن الکاذبین لیما ومعنی یہ من الزنا (میں خدا کو گواہ کرتا ہوں کہ تم کھانی ہوں کہ اس مرد نے جو سمجھنے کی جست گائی ہے اس بارے میں یہ سمجھتا ہے) پھر پانچویں مرتبہ میں کہے ان لعن اللہ علیہ ان کائن من الصادقین لیما ومعنی یہ من الزنا (مجھ پر خدا کا غضب نازل ہوا کہ یہ پانی اس بات میں چاہا جو اس نے میری طرف زنا کی جست کی ہے)

جب وہوں اعلان کر لیں تو اب قاضی ان دونوں کے درمیان تفریق کرے گا۔ اور یہ تفریق کرنا عاقل بائیں کے حکم میں ہوگا۔ اور اگر اعلان اس لئے تھا کہ مولود بچے کے بارے میں شہرے میں یہ کہتا تھا کہ یہ میرا بچہ نہیں ہے تو اعلان کے بعد تفریق کرنے کے ساتھ ساتھ قاضی اس بچہ کا نسب اس مرد سے قائم کر دے گا اور یہ حکم نافذ کرے گا کہ یہ بچہ پانی میں کا ہے اس عورت کے شہر کا نہیں ہے۔ اعلان کرنے کے بعد اگر شہر پر پانی ٹپک رہا ہے کہ سے پانی یوں کہہ کر کہ میں نے جھوٹی جست گائی تھی تو میرا قاضی اسے حدائق میں لے کر آئے گا۔ ۹۹ء میں ۹۰۰ اور کچھ بخاری کتاب التفسیر میں ۶۶۹ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بلال بن اسلم نے بخاری میں سے بارے میں یوں کہا کہ اس نے اعلان شخص سے کیا ہے آیات اعلان وَالَّذِينَ يَزُفُونَ لَوَاۤءِجَہِہُمْ (لواجہ) اتنا بڑا ہو گیا کہ ان کی کاکھڑا نہ ہو جس قدر کہ انہوں میں کسی یوں میں سے ایک یہ ہے کہ یہی آیت نافذ ہو رہی ہے نہ وہ شہر پر پانی پڑا اور وہاں نہ وہ اور اگر کوئی شہر پر اشارہاں سے پانی نہ ہو جست لگا کر سے تو اس کی وجہ سے قاضی اعلان کا حکم نہیں دے گا وہ شہر قطعاً غریب۔

إِنَّ الَّذِينَ يَدَّٰءُو بِالْإِلَٰهَاتِ غُصْبَةً وَمُنَافَرَةً لَا يَحْسِبُوہُ شَرًّا لَّکُمْ ۚ بَلْ هُوَ خَبْرٌ لَّکُمْ ۚ لَٰكِنِ امْرِئٌ مِّنْهُمْ

یاد رہے جو لوگ جست لے کر اپنے ہم سے ایک عداوت ہے تم اسے اپنے لئے شر نہ سمجھو بلکہ وہ عداوت ہے جو میں سے ہر شخص کے لئے تھا کہ

مَا اَتَّخَبَ مِنَ الْإِلَٰهِ ۚ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۱۰۰﴾ لَوْلَآ اِذَا سَمِعْتُوہُ قُلْنَ

۱۰۰ صعد ہے ہر ایک نے کوئی دعویٰ میں سے جس شخص نے یہ صعد کیا اس کے لئے یہ خطاب ہے جب تم نے اس کو یہ دعویٰ میں سے ہر ایک

الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ الْفَاسِقَاتُ الْفَاسِقُونَ ۚ وَقَالُوا هٰذَا اِفْكٌ مُّبِينٌ ﴿۱۰۱﴾ لَوْلَآ جَاءَ وَعَلَيْہِمْ يَارَٰجِعُو

میں سے ہر ایک نے اپنے آپ کی باتوں کے ساتھ ایسا کہیں کہیں نہ کیا اور یوں کہیں نہ کیا کہ یہ میری جست ہے ۱۰۱ آیت پر یاد رکھو

شَہِدَآءَ ۚ فَاِذَا لَمْ يَأْتُوْا بِالشَّہِدَآءِ فَلَوْلَکَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْکٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَوْلَآ فَضَّلَ اللّٰهُ عَلَیْکُمْ

کہیں نہ آئے ۱۰۲ جب وہ گواہ نہ آئے تو تم کے نزدیک جھوٹے ہیں۔ اور اگر دیا اور آخرت میں تم پر اللہ کا فضل

وَرَحْمَتُهُ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ لَسَکُمْ فِی مَا اَقْسَمْتُ فِیْہِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۱۰۳﴾ اِذْ تَلَقَّوْہُ بِالْیَسَنِکُمْ

اور اس کی رحمت نہ ہوئی تو میں بات میں تم کے لئے اس کی وجہ سے تم پر یہ خطاب دالے گا، جب تم اس بات کو کہی انہوں نے اصل میں کہ



حضرت عائشہؓ نے یہ کہہ کر غصہ کیا تو دیکھا کہ قاصد جو رئیس ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو کھدائی دیا ہوا ہوا اور ادا کر دیا ہے۔ یہ خیال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دیکھیں گے کہ میں ہودج میں نہیں ہوں تو مجھے حوائج کرنے کے لئے نہیں دلیں آئیں گے۔ اور اگر کہیں جانے میں غلطی ہے کہ آپ کو تلاش میں دشواری ہو یا کسی شخص کی آفت کھنگالی ہو تو میں اس کو نہیں۔

صفوان بن محرزؓ نے ایک صحابی سے کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام پر مقرر کیا تھا کہ لشکر کی روانگی کے بعد پیچھے آ یا کریں (اسی میں یہ معلومت تھی کہ کسی کی چیز گری ہوئی ہو یا اٹھا کر لیتے آئیں) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب وہاں پہنچے جہاں میں سوری تھی تو انہیں ایک انسان نظر آیا انہوں نے دیکھا کہ مجھے یہ بیان کیا کہ انہوں نے زوالِ عجب سے پہلے دیکھا تھا انہوں نے دیکھا دیکھا تو اللہ و اہل بیت و اصحاب و اصحاب کی اسے دلائے پوری آنکھ کھلی گئی اور میں نے اپنی چادر سے چہرہ حاکم کیا (اس سے ان ہاتھوں کی بات کی تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ چہرہ کا پردہ نہیں ہے اور قریب آئے اور اپنی داغی کو غصہ یا میں داغی کے گنگے پاؤں پر اپنے قدم سے کھڑکھڑا دی گئی اس کے بعد داغی کی ہمار پکار سے ہونے آگئے کہ یہ دل پٹنے دے۔ جو دہرے وقت میں لشکر کے پاس پہنچ گئے اس وقت لشکر پر زوال پڑا تھا۔ لشکر کے ساتھیوں میں مہاجر بن ابی بن سلول کی حق پر مبالغوں کا سہارا تھا اس نے حسرت لگادی کہ یہ دونوں قصداً پیچھے رہ گئے تھے اور ان دونوں نے تمہاری میں کہہ کیا ہے کہ یہ بات کو چھوٹے اور لئے لئے بھرتے اور چھپا کر نے میں اس مہاجر کا بڑا ہاتھ تھا اس کے ساتھ دوسرے صحابی بھی تھے اور سچے مسلمانوں میں سے اور وہ ایک عورت تھی اس بات میں شریک ہو گئے مروتہ صبیحہ بن جابرؓ میں سب سے پہلے اس عورت نے جھوٹا شہادہ دیا میں یہ سنا تو میں حضرت عائشہؓ کی اس میں۔

حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا کہ ہم یہ منہ بولنا چاہتے تھے لیکن مجھے بات کا پتہ نہیں چلا میں چار ہوئی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دھرمائی محسوس نہیں کرتی تھی جو پہلے تھی آپ تشریف لاتے تھے تو گھر کے دوسرے افراد سے پوچھ لیتے تھے کہ اس کا کیا حال ہے۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ باہر کیا تھا میں چل رہی تھی اسے شام میں یہ ہوا کہ میں سب کے ساتھ رات کو کھاناے حاجت کے لئے نکلی اس وقت گھر میں سے قریب بیٹا لگا نہیں دیکھا مجھے گئے تھے کھاناے حاجت کے لئے آ رہی تھی باہر رات کے وقت جا رہا کرتے تھے۔ میں سب کی والدہ کے ساتھ چار ہوئی تھی کہ ان کی چادر میں اس کا ہاتھ پھنس گیا کی زبان سے یہ فقہ کل گیا کہ کس جاک ہو میں نے کہا یہ تو آپ نے ایسے شخص کے لئے رہے اتفاقاً کہہ رہے جو غزوہ بدر میں شریک ہوا تھا اور یہ سن کر کہنے لگیں کیا تو نے سنا ہے جو لوگ کہہ رہے ہیں (ان کہنے والوں میں سب سے پہلے میں تھی کہ اس کے بعد انہوں نے مجھے حسرت لگائے ہاتھوں کی دائیں دائیں جس سے میرے عرض میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا جب میں اپنے گھر واپس آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور سب عورتیں اس طرح دوسرے افراد سے دریافت فرمایا کہ اس کا کیا حال ہے میں سے عرض کیا مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنے ہاتھ کے یہاں چلی جاؤں آپ نے اجازت دی تو میں اپنے ہاتھ چلی آئی، والدہ سے میں نے پوچھا کہ انہوں میں کیا تھا میں چل رہی تھی انہوں نے کہا کہ چنانچہ تم نے ان کو محسوس عورت کی باتیں ہوتی ہیں اس کے ساتھ (حدیثیں) ایسی ہی ہوا کرتے ہیں کہ یہ سب خلیفہ اللہ واپس آیا اور باہر سے یہ باتیں سنائی جا رہی ہیں اس کے بعد میں رات بھر رہی اور وہ کو آؤ نہ تھے اور مجھے وہاں بھی خلیفہؓ کی عورتوں کے بعد سے رہتے یہ حال ہو گیا کہ میں نے سمجھا کہ میرا جگر پھٹ جائے گا یہی پرچہ میں رات دن کرتے رہے اور ایک مہینہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ہار سے میں کوئی وقت نہ مل سکتی تھی، میں سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے ضروری چیزیں فرما دے گا، خیال ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب دیکھ نہیں گئے میں میں اللہ تعالیٰ مجھے ضروری چیزیں فرما دیں گے میں اپنے گھر کو اس میں نہیں سمجھتی تھی کہ میرے یہ سے قرآن مجید

میں کوئی آیت نازل ہو گی۔

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف رکھتے تھے کہ آپ پر وہی نازل ہو گئی اور آپ کو یقیناً کیا جو وہی کے وقت یقیناً پڑا کرتا تھا یہ یقیناً یہاں تھا کہ مروی کے ہاں میں بھی اپنے کے قطرے ایک جاتے تھے جو موتیوں کی طرح ہوتے تھے جب آپ کی یہ حالت ہو گئی تو آپ نے سہرے تھے آپ نے سب سے پہلے پوچھ فرمایا کہ اے عائشہ! اللہ کی تعریف کرنا اللہ تعالیٰ نے تیری رات نازل فرمائی اس وقت جہاں میں نازل ہو گیا ان کی ابتداء ابن ابی لیلیٰ جاتا، و بالاولیٰ غلبۃً یبکونم سے تھی۔

مسح جو تہمت لگانے والوں میں شریک ہو گئے تھے یہ حضرت ابو بکر کے دشمن تھے (مسح کی راہدہ علمی حضرت ابو بکر کی خانہ زادہ امین حمیرا اس ابتداء سے مسلمان کے ہونے ہوئے) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کا خیال رکھتے تھے اور میں یہ بل خرچ کیا کرتے تھے جب حضرت عائشہ کی رات کی آیات نازل ہو گئیں تو حضرت ابو بکر نے تم کو اللہ کی قسم میں اب مسح پر بھی مبنی طرح نہ کرنا گناہ اس پر آیت شریفہ وَلَا یَا لَیْلُ اَلْوَلُ الْفَضْلِ یَبْکُونُ وَ الشَّعْبُ (۱) نازل ہوئی اس پر حضرت ابو بکر نے کہا کہ اللہ کی قسم میں بھی مبنی اس کا طریق نہیں رکھوں گا۔ (بکھجوری ج ۱ ص ۱۲، ص ۱۴۵ ج ۱ ص ۱۴۶، ص ۱۴۷ ج ۱ ص ۱۴۸)

جہاں بات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رات میں نازل ہو گئی ان کی ابتداء ابن ابی لیلیٰ جاتا، و بالاولیٰ غلبۃً سے ہے جن میں یہ بتایا کہ جو لوگ جست لکراتے ہیں یہ تم ہی میں کا ایک گروہ ہے وہ آیات حدیث میں اس بارے میں مہذبہ میں ابی ریحان الدانی کا اور مخلص مسلمانوں میں حضرت حسان بن ثابت حضرت مسیح بن ابی ذر حضرت عذہ بن قیس کے نام ذکر ہیں۔ ان کو غلبۃً یبکونم فرمایا کہ تم میں سے ایک جماعت نے جست لگائی ہے مہذبہ میں ابی ریحان الدانی کا کہ اس سے مسلمان نہیں تھا لیکن چونکہ ظاہر اسلام کا دعویٰ کرنے والوں میں سے تھا اس لئے لفظ محکم میں اسے بھی شامل کر لیا گیا۔ (دانی بنی ظہری پر اسلام کے احکام جاری ہوتے تھے اور وہ بھی اپنے کو اہل ایمان میں شمار کرتے تھے) آیات کے الفاظ اور پیمانے میں وہ مہذبہ میں ابی کے آگے تھا اور ماہر ابی کی وجہ سے مذکور ہوا لیکن مخلص مسلمان بھی جست لگانے والی بات میں شریک ہو گئے تھے۔ بعد میں تین مخلصین تو ثابت ہو گئے تھے لیکن مہذبہ میں ابی اور دوسرے دانی بنی بات پر مشدہ ہے انہوں نے تو نہیں کی۔

لَا تَحْسَبُوْهُ خَسْرًا لَّکُمْ نَبَلٌ فَوْزًا خَوْرًا لَّکُمْ (تم اس جست والی بات کا اپنے لئے شرم سمجھو بلکہ تمہارے لئے بھڑ ہے) یہ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حضرت عائشہؓ کو اور ان کے والدین کو حضرت صفوان کو اور امام نوٹین کو شامل ہے مطلب یہ ہے کہ یہ جو مہذبہ پیش آیا ہے اسے اپنے لئے رات سمجھو بلکہ اپنے حق میں اسے اچھا سمجھو ظاہر واقعہ سے صمدتہ پہنچا لیکن اس صمد پر مہر کرنے سے جو اجڑا آپ ظاہر جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاہلیت میں ان سب میں تمہارے لئے خیر ہے اور اس میں حضرت صدیقہ اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہما کے لئے بہت بڑا اجر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کی رات نازل فرمائی یہ آیات قیامت آنے تک دوسروں میں بڑھائی جاتی رہیں گی اور بار بار نازل میں ان کی علامت ہوتی رہے گی۔

لیکن انفسہ فیہم خدا تعالیٰ نے اولیٰم (پہلے) کے لئے گناہ کا وہ حصہ جس نے کلمہ (ایمان) اس بارے میں جتنا جس نے حاصل ہوا وہی قدر گناہ کا حصہ رکھ کر اور اسے تاب سے عذاب کا مستحق نہ رہا ہے جس نے اس پر جان کوڑا اور اس کو آگے بڑھانے میں جہنم میں رہا۔ بعض مہذبہ میں اس کے ساتھ میں لکھے اور بعض ان کے خاصوں رہ گئے انہیں خاصوں رہ جانے کے بجائے نورانہ ویکرنا اور تہمت۔







کرے گا وہ نہ ہوں تو وہ قانون شرعی میں سمجھاتا جائے گا۔ اور اس پر حد و طرف لگنے کی جس کا پہلے ذکر کیا میں ذکر ہو چکا ہے اس میں حکام اور قضاہ کو توجہ دیا کہ جو شخص کسی پر تہمت دھرے اس سے چار گواہ طلب کریں اگر وہ چار گواہ نہ لایا تو اس کو جہاد بھیجیں اور اس پر حد کا قیام کر دیں چنانکہ یہاں ہر دو گواہ معاملہ ہے اس لئے اس کے ثبوت کے لئے چار گواہوں کی ضرورت تھی جی ہے اور ہر دو حقوق کے ثابت کرنے کے لئے دو گواہوں پر تکفیر کی گئی ہے۔

یہاں یہ شبہ ہوتا ہے جب یہ قانون شرعی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تہمت لگانے والوں سے کیوں گواہ طلب نہ فرمائے۔ گواہ طلب فرماتے اور چونکہ وہ گواہ طلب کرنے سے عاجز تھے اس لئے دن کے دن تہمت لگانے والوں پر حد جاری فرماتے ایک عہد تک یہ بیٹائی میں جتنا راستہ کی کیا ضرورت تھی اصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللہ علیہ لیکن تھے آپ کو یہ گوارا نہ تھا کہ ایمان لانے کے باوجود کوئی شخص آپ کی طرف سے بدگمان ہو کر اور کوئی ایسا دنیا گھنڈہ بان سے نکال کر کاروبار ہائے بات کا اٹھائے اور بچاوانے والا تو منافقوں کا سردار تھا لیکن محض مسلمان بھی اس کے ہمراہ ہو گئے تھے اور بعض مسلمان خاموش تھے بعض متروک تھے اگر بات سنتے ہی وہی وقت چٹ پٹ حد لگائی جاتی تو اور بیڑھا کہ کوئی یوں خیال کر لیتے یا زہابی کہہ دیتے کہ دیکھا تو یہ ایک ایسا معاملہ تھا اس لئے بات کہنے والوں کو بیٹائی کر کے باز آ کر کوئی یہاں کوئی کاروبار ہائے بات کو اس میں سب طرح کے آدمی ہوتے ہیں ضعیف ایمان بھی ہائے جانتے ہیں اور اس وقت منافق و اھلکوب بھی تھے اس لئے آپ نے ضعیف ایمان والوں کو ایمان پاتی رکھنے کے لئے اپنی جان پر تکلیف برداشت فرمائی اور معاملہ کی تحقیق فرمائی پھر جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے برائیت نازل ہو گئی تو سب کو ماننا پڑا اور آپ نے بھی حد جاری فرمادی۔

یہ بات ہر جگہ آدمی سمجھ سکتا ہے کہ جب کسی کی بیوی کا تہمت لگائی جائے وہ لعلطی ثابت ہو جائے تو وہ اسے اپنی کتاب میں ذکر نہیں کرتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کا تہمت لگائی گئی تو اس کا ذکر قرآن مجید میں ہزاروں بار کیا قرآن مجید اللہ کی کتاب نہ ہوتی یا آپ کی کسی بیوی ہوتی یا آپ کو کسی عت یا مضمون کے چھپانے کا اختیار ہوتا تو آپ تہمت والے مضمون کو باقی نہ رکھتے اس سے عظیم ہوا کہ قرآن مجید نہ آپ کی کسی بیوی کتاب ہے اور نہ آپ کو کسی عت یا مضمون کے چھپانے کا اختیار تھا اللہ تعالیٰ نے جو کچھ نازل فرمایا ہم انہی کے مطابق اللہ کے بندوں تک پہنچایا۔ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْنَا لَمُنَّ اللَّهُ نَارًا وَالْآخِرَةُ لَمُنَّتْ لَكُمْ لَمُنَّا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْنَا عَظِيمٌ یا عت یا مضمون کے بندوں میں نازل ہوئی جو یہ امتیازی کی وجہ سے اس تہمت میں کسی قسم کی شرکت کر بیٹھے تھے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ان پر رحم فرمایا کہ تو یہی تو قیاس دینی اور اُمرات کی صفائی کا بھی وعدہ فرمایا کہ اللہ کی طرف سے تو یہی تو قیاس نہ ہوتی تو جس فضل میں گئے تھے اس کی وجہ سے بڑا عذاب آجائے۔

إِنَّمَا تَقْوَاهُ يَالَيْسَ لَكُمْ وَمَنْ تَقْوَاهُ يَالَيْسَ لَكُمْ بِهِ جَلْمٌ وَتَقْوَاهُ يَالَيْسَ لَكُمْ بِهِ جَلْمٌ وَتَقْوَاهُ يَالَيْسَ لَكُمْ بِهِ جَلْمٌ (تجوید میں اس بات کو ایک دوسرے کے منہ سے سنتے تھے اور اپنے منہ سے نہ کہتے تھے اور اس بات کو کہ ہے تھے کہ نہ کہتے تھے اس میں عظیم اللہ رحم فرمایا کہ ہے تھے کہ یہ نکی بات ہے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک جڑی بات ہے ایمانی جو کوئی کسی پر تہمت نہ لگی جائے اسے شتا لے گا دوسروں تک پہنچا دیا اگر وہ ہے اس بات کو چکا کھٹا سخت فعلی کی بات ہے اس میں اس بات پر صحیح ہے کہ جب کسی کے بارے میں کوئی تہمت کی بات کہی جائے تو اسے نقل کر کے اپنی ذات کو یوں کہہ کر یہ تصور قرار دینا کہ ہم نے تو تہمت نہیں کر لی تم نے تو سنی ہوئی بات نقل کی ہے یہ بھی ایمانی شخصوں کی خلاف ہے تہمت دہانی بات کو نقل کرنا ہی کتاب ہے اور بڑا گناہ ہے۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْنَا لَمُنَّ اللَّهُ نَارًا وَإِنَّمَا تَقْوَاهُ يَالَيْسَ لَكُمْ بِهِ جَلْمٌ وَتَقْوَاهُ يَالَيْسَ لَكُمْ بِهِ جَلْمٌ (تجوید میں اس بات کو کہتا تو تم نے یوں کیوں نہ کیا کہ ہم اس بات کا اپنی زبان پر

نہیں لائے۔ مَسْبُوحَاتُ هَذَا لِهَٰذَا عَظِيمٌ (یعنی تمہیں اس بات کو سننے ہی قیوب سے ہوں کہتا جا ہے کہ یہاں اللہ یہ جزا بہتان ہے) اس میں مسلمانوں کو یہ بتانا کہ جسے وہی خیر سننے ہی صاف کہیں کہ تم اسے نہ پاؤں پر نہیں لائے یہ بہتان عظیم ہے۔ لَعَلَّكُمْ اللَّهُ أَنْ تَعُوذُوا بِالْحَيَةِ هَذَا مِنْ كَيْفَ تَمُوتُونَ (اے تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اگر تم ایمان والے ہو تو تمہاری حرکت مت کرنا)

وَتَجِبَنَّ اللَّهُ لَكُمُ الْإِيمَانُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (اور اللہ تمہارے لئے واضح طور پر آیات بیان فرماتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے) اس میں حد تک قول تو یہ نصیحت مصلحت سب داخل ہیں۔ جن کو نہایت بھی ان کی کہ قول فرمایا اور حد جاری کرنے میں حکمت بھی اس لئے مدد بھی جاری کر دی۔ اِنَّ الْمُنْفِقِينَ يُجِئُونَ اَنْ تُفْشِيَ السَّيِّئَاتُ هِيَ الْفُتْنُ اَمْوًا لَهُمْ عَذَابُ النَّارِ هِيَ السَّيِّئَاتُ وَالْآخِرَةُ (بادشاہ جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ ایمان والوں میں بدکاری کا چرچا ہوں کے لئے دنیا اور آخرت میں ناک ظراب ہے) وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (اور اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے) اس آیت میں بطور قاعدہ دیکھا ایک بات بتادی اور یہ فرمایا کہ جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ کل ایمان میں بے حیائی کا چرچا ہوں کے لئے دنیا اور آخرت میں ناک ظراب ہے جن لوگوں نے حضرت عائشہؓ کو بہت لگانے میں حصہ لیا اس میں ان کو بھی سب سے اور بعد میں آئے والے لوگوں کو بھی سب سے بہت لگاتا کہ تم کہتا ہے ہی اگر کوئی شخص کسی کو بہت لگتا ہے اس کی شخص سے بے حیائی کا لگنا و سارا ہو جی جاتے اور اس کا کسی کو پتہ چل جائے تب بھی اس بات کو نہ چھپائے کہ وہ بدکاری پر دوامی کرے ہاں بھانے کا کل یہ وہ اصلاح کی نیت سے اس طریق پر بھانے اگر بدکاری شری سے بہت ہو جائے کہ فلاں شخص نے بے حیائی کا کام کیا ہے تو امیر المؤمنین یا قاضی سب قانون شری حد جاری کر دے اس حد جاری کرنے میں بھی بے حیائی کی راک تمام ہے بے حیائی کا کل طور پر پھیلا دیا کسی بے حیائی والے کا کام کا چرچا کرنا اور شریعت پر یہ سب مُجْتَمِعُونَ اَنْ تُفْشِيَ السَّيِّئَاتُ هِيَ الْفُتْنُ اَمْوًا لَهُمْ عَذَابُ النَّارِ (اے تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اگر تم ایمان والے ہو تو تمہاری حرکت مت کرنا)۔

آج کل فرائض اور منکرات کا زور ہے یہود و نصاریٰ مسلمانوں میں بے حیائی کا رواج دیتے ہوئے ہیں اور مسلمان خود بھی ایسی لڑکی ہمیں دیکھتے اور دیکھتے ہیں اور ایسی لڑکی اخبار و سائے شائع کرتے ہیں اور ایسے ایسے مال اور فساد لکھتے ہیں جن سے مسلمانوں میں بے حیائی کا چرچا ہوتا ہے ان سب کو لَعَلَّكُمْ اللَّهُ أَنْ تَعُوذُوا بِالْحَيَةِ هَذَا مِنْ كَيْفَ تَمُوتُونَ (اے تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اگر تم ایمان والے ہو تو تمہاری حرکت مت کرنا)۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ زَوَّيْتُ وَجْهَهُمْ لَافْتَحَتْ أَبْصَارُهُمْ فَبِأَبْصَارِهِمْ لَفَنَافِلُ وَأَنَّهُمْ لَفِي سَبِيلٍ مَّا يَكْفُرُونَ (اور اگر تم نہ ہو تو ان کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کسی بھی کوئی شخص پاک نہ ہوتا جسے اللہ پاک کرنا ہے مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ تَجْمَعُ عَلَيْهِمْ وَلَهُ يَأْتِلُ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعْيُ أَنْ يُوَفَّقُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ (جس کو چاہے اور اللہ جانتا ہے اور جو لوگ تم میں سے لڑے اور ہے اسے اور رحمت والے ہیں اور دشمن دار ہیں)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا طُغْيَانِ الشَّيْطَانِ ۚ وَمَنْ يَتَّبِعْ طُغْيَانِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ

اے ایمان والو شیطان کے طغیان کا اتباع نہ کرو۔ اور جو شخص شیطان کے طغیان کے پیچھے چلا ہے وہ اسے بے حیائی کے کاموں کا

وَالْبُغْيُ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ أَبَدًا وَلَكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي

اور برائیوں کا حکم دیتا ہے اور اگر تم نہ ہو تو ان کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کسی بھی کوئی شخص پاک نہ ہوتا جسے اللہ پاک کرنا ہے

مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ تَجْمَعُ عَلَيْهِمْ وَلَهُ يَأْتِلُ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعْيُ أَنْ يُوَفَّقُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ

(جس کو چاہے اور اللہ جانتا ہے اور جو لوگ تم میں سے لڑے اور ہے اسے اور رحمت والے ہیں اور دشمن دار ہیں)

وَالسَّكِينِ وَالْمُهْمِرِينَ فِي سِتْرِهِ اللَّهُ وَلْيَعْلَمُوا وَلْيَنْصَحُوا ۖ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ

اور مستحسن و سادگی، دلچسپی و جرات کرنے والوں کو اس حدیث سے اپنی حرکتوں میں اصلاح کرنے اور ان کو اس حدیث سے نصیحت کرنے میں اپنی

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَزْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْفَاحِشَاتِ السُّوءَاتِ يُعَذِّبُنَّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

اور جو عورتوں کو بدنامی کے ساتھ بدنامی کرتے ہیں، ان کو دنیا و آخرت میں سزا دے گا۔ اور ان کو اس حدیث سے نصیحت کرنے میں اپنی

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تُنْفَذُ عَلَيْهِمُ الْبَسِطَةُ وَالْيَدِيَّةُ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

اور ان کو عذاب عظیم دیا جائے گا۔ جس دن ان کے غنیمتوں کی پیمائش میں ان کے ہاتھ، پاؤں اور سر کی پیمائش کی جائے گی۔ اور ان کو اس حدیث سے نصیحت کرنے میں اپنی

يَوْمَ يُنْفَذُ عَلَيْهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقُّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ۝ أَلَمْ يَعْلَمُوا

ان دنوں اللہ ان کی پوری سزا دے گا۔ اور ان کی پیمائش میں ان کے ہاتھ، پاؤں اور سر کی پیمائش کی جائے گی۔ اور ان کو اس حدیث سے نصیحت کرنے میں اپنی

لِلْمُحْصَنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتِ لِلْمُبْتَغَاتِ ۖ وَالْمُبْتَغَاتُ لِلطَّالِبِينَ وَالطَّالِبُونَ لِلطَّالِبَاتِ ۖ أُولَٰئِكَ مُبْتَغَاوُنَ

مستحسن و سادگی، دلچسپی و جرات کرنے والوں کو اس حدیث سے اپنی حرکتوں میں اصلاح کرنے اور ان کو اس حدیث سے نصیحت کرنے میں اپنی

مِمَّا يَقُولُونَ ۚ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ ۖ وَ زِيَادَةٌ ۝

اور ان کو عذاب عظیم دیا جائے گا۔ جس دن ان کے غنیمتوں کی پیمائش میں ان کے ہاتھ، پاؤں اور سر کی پیمائش کی جائے گی۔ اور ان کو اس حدیث سے نصیحت کرنے میں اپنی

شیطان کے اجارے سے بچو، خیر کے کام سے بچنے کی قسم نہ کھاؤ، بہتان لگانے والوں کے لئے

عذاب عظیم ہے پاکیزہ لوگوں کے لئے مغفرت اور روزی کریم ہے

جو چاہے۔ آیت میں ان کا تعلق بھی انہی مضامین سے ہے جو صورت کے شراب سے لکر اب تک بیان کیے گئے۔

پہلی آیت میں اہل ایمان کو متنبہ فرمائی اور شہر فرمایا کہ شیطان کے قدموں کا اجارہ نہ کرو۔ یعنی اس کے بتائے ہوئے طریقوں پر نہ

جو جو شخص شیطان کا اجارہ کرے گا یعنی اس کے بتائے ہوئے راستے چلے گا شیطان اسے ہر کام سے گناہ تک واپس پھرتی کے کاہنوں

کا اور طرح طرح کی برائیوں کا علم دیتا ہے جس نے اس کی بات مانی وہ گمراہی کے گڑھے میں گر جائیگا اور اگرچہ بدلتی تو پاک ہوا پھر فرمایا کہ

اگر تم پر ایسا فعل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی پاک نہ ہوتا۔ تعالیٰ کی طرف سے تو یہی تو فیض ہی نہ ہوتی۔ اور

مناہین خلق پر بھی لا رہا ہے۔ ہے حضرت صدیق اکبرؓ کا کہنا کہ اس پر بھی شہر ہے۔ وَلَكِنْ اللَّهُ تَعَالَىٰ مَنْ يَشَاءُ (اور لیکن اللہ جس کو

چاہتا ہے پاکیزہ بنا دیتا ہے) کما و گداؤں کو تو یہی تو فیض دے دیتا ہے اور جس پاک دامن کو تبت لگا دی جائے اس کی برکت کا راستہ نکال

دیتا ہے وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (اور اللہ سنے والا جاننے والا ہے) پھر شخص کی اچھی برائی بات کو سنتا ہے اور ہر ایک کے بر غل کو جانتا ہے۔

دوسری آیت وَلَا تَأْخُذْ أُولُو الْإِفْكِ عُصْبَتَهُمْ وَالشَّعْطُ مِمَّا يَفْرِقُونَ مِمَّا بَيْنَ يَدَيْهِمْ وَآخِرُهَا دُخَانٌ مِمَّا بَيْنَ يَدَيْهِمْ

تمہیں نہ کھائیں کہ دشمن داروں اور مسکینوں اور نبی اکمل اللہ ہجرت کرنے والوں پر فرج نہ کریں گے، پہلے گمراہ پکارتے کہ حضرت ابوبکرؓ

اپنے دوست و رشتہ دار مسیح بنی اسرائیل پر مال خرچ کیا کرتے تھے جب مسیح نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جست لگانے والوں کا ساتھ دیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت نازل فرمادی کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اپنے قسم کھائی کہ اب تم پر خرچ نہ کروں گا۔ اس بات کو یہ نہ سمجھا کہ یہ مسیح بنی اسرائیل کو لہو لعل و فضیل مستحکم (آزاد ملک) بنال ہوئی تھی جو حضرت عائشہ سے نہیں کیا ہے جب یہ بات نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے غصہ اور رنج نہ کا عمر ہو اور اللہ نے اس کی فرمایا اَلَا تَحْشُرُوْنَ اَنْ يَنْفَعَهُمُ اللّٰهُ لَكُمْ (کیا تم یہ نہ چاہتے ہو کہ اللہ ان کے لئے نفع دے؟) اللہ تعالیٰ نے فرمائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر کو یاد دلایا کہ میں یہ بات سنائی اور فرمایا اَلَا تَحْشُرُوْنَ اَنْ يَنْفَعَهُمُ اللّٰهُ لَكُمْ (کیا تم یہ نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے نفع دے؟) حضرت ابو بکر نے عرض کیا میں تو ضرور یہ چاہتا ہوں کہ اللہ میری مظلومت فرمائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لہذا تم معاف کرو اور گزرو کہ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ کی قسم اب تو یہ ضروری بات ہوئی کہ آج سے پہلے میں جو کچھ مسیح پر خرچ کیا کرتا تھا اسے تمیں روکوں گا اور بدستور جاری رہے گا ۲ حضور میں ایک روایت ہے بھی تھی کہ ہے کہ آیت نازل ہوئے کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت مسیحؑ پر اس سے وہ مال خرچ فرمایا کرتے تھے جو پہلے فریفتی کرتے تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ اگر میں کوئی قسم کھاؤں پھر قسم کی خلاف ورزی کرنے میں خیر نہ رکھوں ۳ قسم کا کاروبار وہ اس کا اور جو بکتر کام ہے ہی ذکر کرنا گا۔

۲ و منہ میں حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کے علاوہ اور بھی بعض صحابہؓ تھے جن کو ان کے اپنے ان رشتہ داروں کا خرچہ بند کرنے کی قسم کھانی تھی جنہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جست لگانے میں ہاتھ دیا تھا اللہ تعالیٰ شانہ نے سب کو صحیحہ کی عمر آیت نازل فرمائی۔ اَلَا تَحْشُرُوْنَ اَنْ يَنْفَعَهُمُ اللّٰهُ لَكُمْ (۳۳)

تیسری اور چوتھی اور پانچویں آیت میں چار کاموں اور ان کو جست لگانے والوں کی سزا اور یاد اور آخرت کی بددعا کا ذکر فرمایا ہوا ہے تو یہ فرمایا کہ جو لوگ ان عمروں کو جست لگاتے ہیں جو پاک جان ہیں اور برے کاموں سے غافل ہیں اور مومن ہیں ایسے لوگوں پر انج اور آخرت میں لعنت ہے ان پر اللہ کی پٹکار ہے اور ان کے لئے برا عذاب ہے اور پھر فرمایا کہ ان کی بد حرکتوں کا ثبوت قیامت کے دن خواہ ان کے اپنے اعصاب کی کوئی سے ہوگا۔ قیامت کے دن ان کی زبانیں اور ہاتھ پاؤں ان کے خلاف ان کاموں کی گواہی دیں گے جو کام وہ لوگ دنیا میں کیا کرتے تھے زبان کہے گی اس نے مجھے کھانا نکالا ہے یہی کیا توں میں استعمال کیا اور ہاتھ پاؤں کہیں گے کہ اس نے مجھے کھانا گاری کے کھانا نکالا میں استعمال کیا۔

یہاں جو یہ افکار ہوا ہے کہ سورۃ نساء میں اَلْقَوْمُ فَسَقُوْهُمُ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ فرمایا (کہ تم ان کے منہوں پر میرا لکھو) کے بارے میں اور میں فرمایا ہے يَوْمَ نَنْفَعُهُمْ عَلٰی نَفْسِهِمْ فرمایا (کہ ان کی زبانیں کوئی دین کے پاس میں اظہار توبہ دے گا) اس افکار کا جواب یہ ہے کہ یہ مختلف اوقات میں ہوگا بعض اوقات میں زبانیں کوئی ہو جائیں گی ان پر میرا لکھ دیا جائے گی کچھ بول نہ سکیں گے پھر بعد میں زبان کو بولنے کی طاقت دے دی جائے گی اور جس کی زبان تھی خود زبان اس کے خلاف گواہی دے گی۔

يَوْمَ نَنْفَعُهُمْ عَلٰی نَفْسِهِمْ اللہ (لا الہ الا اللہ) اس روز اللہ تعالیٰ ان کا پیرا پر اہل سے گاجوان کا واقعی بدلہ کرے۔ یہ بد عذاب کی صورت میں سامنے آئے گا اور اس دن ان کو معلوم ہو جائے گا کہ واقعی اللہ تعالیٰ کچھ اور کچھ فیصلہ دے رہا ہے اور وہ حقیقت کو ظاہر کرنے والا ہے۔ یہاں دنیا میں اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ میرے اعمال کا کاسہ نہیں ہوگا یہ اس کی جہالت اور غفلت کی بات ہے قیامت کے دن جب کاسہ میرا کھائے گا اللہ تعالیٰ کے فیصلے سامنے آ جائیں گے جو بالکل حق اور سچ ہو گئے، مگر میں یہ جان نہیں گے کہ میرا یہ کھانا کبھی کو کھانے کو چلے گا غلام

کتابتِ عثمانیہ نے سب کا دل جیت لیا۔

یہ آیات ان لوگوں کے بارے میں ہیں جنہوں نے آیاتِ براتِ ہزار سالہ کے بعد بھی توبہ نہ کی اور تہمتِ اہلِ بات سے باز نہ آئے۔

مجلسیۃ دینت میں یہ فرمایا کہ طہیث عورتیں طہیث مردوں کے لائق ہیں اور طہیث مردہ طہیث عورتوں کے لائق ہیں اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لائق ہیں اور پاکیزہ مردہ پاکیزہ عورتوں کے لائق ہیں۔ انھیں اول تو یہ بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے طہیثوں میں جو رکھ رکھا ہے سبھی اور پاکیزہ مردہ طہیث عورتوں کی طرف اور گندہ سے پاکیزہ مردہ طہیث عورتوں کی طرف بائیں جوتے ہیں اس طرف پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کی طرف اور پاکیزہ مردہ پاکیزہ عورتوں کی طرف مایں جوتے ہیں اور اسی طہیث اور طہیث کی مناسبت کی وجہ سے انھوں کو چھانچا بوزا طہیث جاتا ہے اور مردوں کو بچا بوزا حاصل ہوتا ہے اس سے معلوم ہو گیا حضرت انبیاء کرام علیہم السلام کو جو اللہ تعالیٰ نے پیچ پاس عطا فرمائیں وہ پاکیزہ بچہ ہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو حق تھا نبیاً و کرام علیہم السلام کے سردار ہیں ان کی ازواج بھی حاکمات اور مطہرات اور پاکیزہ ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ انھیں سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت کا شرف عطا فرمایا تو سب ان کے بارے میں بری بات کا خیال کرتا اور زبان پر لانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس پر حملہ کرنے کے حروف ہوا۔ اسی لئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر جسے لگاتے دلوں کے بارے میں (عنینوں نے بری بات کا خیال یا سارے کے بارے میں اور کھلیا اور پھرتا یہ جہاں ہونے پر بھی تو بہت ہی)۔ (لَعْنُوا اٰہِلَ الْاَسْحٰوۃِ) فرمایا (اَوَلَاَیْکُمْ غِیۡرَہُ وَہُنَّ مِثْلُ بَقُوۡلِہُنَّ) (یہ پاکیزہ مردہ اور پاکیزہ عورتیں اس چیز سے بری ہیں جو لوگ ان کے بارے میں کہتے ہیں یعنی جسے لگاتے ہیں)۔ (لَعْنُہُمْ لَغْنُفَۃً وَّ اُوۡرَاقِ کُھْرِہُمْ) (ان کے لئے گناہوں کی مطہرت ہے اور لڑتے اور ذوق ہے) یعنی ان کے لئے جنت سے جس میں لڑتے کے ساتھ رکھائیں گے۔

مفسرہ ذی مشافہہ کونوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برکت کی تصریح کے ساتھ حضرت مہدیوں علیہ السلام رضی اللہ عنہم کی برکت کی بھی تصریح آگئی۔ (سوانح اربعہ ج ۱ ص ۳۳۵)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ مجھے چھ چیزوں پر فخر ہے پہلا اس کا اس مرتبہ بیان فرمائی تھیں (۱) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے علاوہ کسی اور کبھی کوئی کھانا کھا کر صحت سے نکلاں نہیں فرمایا۔ (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ وفات ہوئی تو آپ میری گود میں تھے۔ (۳) اور آپ میرے گھر میں دفن ہوئے۔ (۴) اور آپ کے گویا (بعض مرتبہ) ایسی حالت میں وفاتی تھی کہ آپ میرے ساتھ ایک ہی طرف میں ہوتے تھے۔ (۵) اور آسمان سے میری زیارت نازل ہوئی۔ (۶) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور دست (واریس) کی بنی ہوئی۔ (۷) اور میں پاکیزہ پیدا کی گئی۔ (۸) اور مجھے سے سفارت اور ذوق کریم کا وعدہ فرمایا گیا۔

اور اس صاپ میں بحال طوفاًت میں بعد حضرت مائتہ رضی اللہ عنہا سے اس نقل کیا ہے کہ مجھے چھائی نوٹیں عطا کی گئی ہیں جو میرے علاوہ کسی اور صورت کا کھسب نہیں ہوئیں۔ (۱) میں سات سال کی تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا ہے۔ (۲) لڑکتہ میری صورت آپ کے پاس ایک دہشمن پہلے میں لنگر آیا تاکہ آپ مجھے دیکھ لیں۔ (۳) میں نو سال کی تھی جب زکاف ہوا۔ (۴) میں نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا۔ (۵) میں یہاں میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب تھی۔ (۶) میں نے آپ کی آخری حیات میں آپ کی حجاز دار کی میرے پاس آپ کی وفات ہوئی آپ کی وفات کے وقت میرے اور لڑکتوں کے علاوہ کوئی موجود نہیں تھا۔ (انھیں کو) جامع الترمذی ص ۳۶۔

بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام پر جسٹ لکائی گئی تو اللہ تعالیٰ نے ایک چھوٹے بچہ کو قاتل کر دیا اور اس نے ان کی برائت ظاہر کی اور حضرت مریم علیہا السلام پر جسٹ لکائی گئی تو ان کے فرزند حضرت عیسیٰ علیہا السلام (جنگو، گوری میں تھے) ان کی برائت ظاہر کی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جسٹ لکائی گئی تو ان کی برائت ظاہر فرمانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد آیات نازل فرمائیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جو جسٹ لکائی گئی تھی قرآن مجید میں ان کی برائت نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے جسٹ لگانے والوں کو جہنم قرار دیا اور جنہوں نے آیت نازل ہونے کے بعد بھی استغاثہ سے توبہ نہ کی ان کے لئے فرمایا کہ یہ آہ آخرت میں باطنی تیرا اور یہ بھی فرمایا کہ ان کے لئے عذاب عظیم ہے اور یہ بھی فرمایا ان کی حرکت کا اللہ تعالیٰ انہیں پورا پورا بدلہ دے گا سب کے باوجود مدعیان اسلام میں جو شیعوہ فرقہ ہے وہ یہی کہتا ہے کہ حضرت عائشہؓ پر جو جسٹ لکائی گئی تھی وہ ساری ہی لوگ ہیں مگر کہتے ہیں کہ جب امام مہدیؑ عترتِ انبیاؑ کے تو حضرت عائشہؓ کو قہر سے نکال کر مدعا لکھیں گے۔ (امایا ہات) یہ لوگ آیت قرآنیہ کے منکر اور مذبذب ہونے کی وجہ سے کافر ہیں اور لَعَنُوا اٰلَی الْاٰلِیْنَ وَالْاَیْبَرَةَ کا مصداق ہیں فَلَعَنَهُمُ اللّٰہُ تَعٰی وَفَلَعَنُوْا۔

یٰۤاَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرِ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْأَلُوْا وَتَسَلِّمُوْا عَلٰی اٰہْلِہَا ذٰلِکُمْ

اے ایمان والو! اپنے گھر والوں کے ساتھ گھر میں اپنی جگہ تک داخل نہ ہو جب تک اسیت حاصل نہ کرو اور ان گھروں کے رہنے والوں کو سلام نہ کرو اور کہو:

غَیْرِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَدْکُوْنُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْہَا اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْہَا حَتّٰی یُذِنَ لَکُمْ

یہ تا کہ تم صیحت حاصل کرو۔ سو اگر تم ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ تو اس وقت تک اس میں داخل نہ ہو جب تک انہیں اجازت نہ دی جائے

وَاِنْ قِیلَ لَکُمْ اَرْجِعُوْا فَاَرْجِعُوْا مَوْ اٰزَلْ لَکُمْ ۝ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ۝ لَیْسَ

سو اگر تم سے کہ جائے کہ وہیں نہ جاؤ تو اگرت چلا جاؤ۔ یہ لئے غیب نہاں کیا کہ کسی کی چیز ہے جو حکم کرتے ہو اسے اللہ جانتا ہے۔ یہ جس میں تم رہا ہو

عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرِ مَسْکُوْنَةٍ فِیْہَا مَتَاعٌ لَّکُمْ ۝ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ

گناہ لگے کہ ایسے گھروں میں داخل ہو جاؤ جہاں کسی نے رہا نہیں ہے جس میں خیرات استعمال کرنے کی کوئی چیز ہو۔ اور اللہ جانتا ہے جو حکم ظاہر کرتے ہو

وَمَا تَلَکُمْ ۝

اور نہ کیا تمہارے ہو۔

دوسروں کے گھر جانے میں اندر آ جانے کی اجازت لینے کی ضرورت

اور اہمیت استئذان کے احکام و آداب

یہاں سے سورۃ نور کا تیسرا اور چارواں شروع ہوا ہے شروع سورۃ سے فراموش ہو کر عیالی کی روک تھام اور بے حیائی والے کام کی سزا اور جسٹ لگانے والے کی سزا کا اور جسٹ لگانے کی مذمت کا بیان ہوا۔ جو فاضل اور محکمات تفسیر پر مبنی ہے جس میں وہیں ہی آن واحد میں سورہ نکاح میں آجائے ان سے پہلے کچھ ایسے اسباب اور دوا کی بات ہے جس پر قریب کرتے کرتے ایک دن بے حیائی کے کام پر ڈال دیتے













صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمہیں کا زنا دیکھتا ہے اور کانوں کا زنا سنا ہے اور زبان کا زنا کہتا ہے اور ہاتھ کا زنا بکارتا ہے اور پاؤں کا زنا چل کر چاہتا ہے اور دل خواہش کرتا ہے اور آنکھ انداز کرتا ہے اور شرم کا کھسکاہٹ کرتی ہے۔ (رواہ مسلم ج ۱ ص ۱۳۲)

مطلب یہ ہے کہ زنا سے پہلے جو زانیہ مرد اور زانیہ عورت کی طرف سے نظر بازی اور گفتگو اور چون اور بیکار صورتیں کر رہا ہوتا ہے یہ سب نامشروع ہے اور یہ جتنی سے جتنی زانیہ عورت دیکھتا ہے وہاں ہوتا ہے اور عورت اس کے بارے میں فرمایا کہ شرم کا وہ قسم دیتی ہو جتنی ہے اور بعض مرتبہ اصلی زنا وہ ہوتا ہے جو عورت اسے نہیں کر پاتے (جس کو ہیں بیان فرمایا کہ شرم کا وہ چھوڑا دیتی ہے۔ یعنی اصل سے زنا کا مصدوق ہوتا یا لیکن اس کے بعد اصلی زنا کا موقع نہیں ملتا) حالت نظر کا عہد ہر دوں کو بھی ہے اور جو رتوں کو بھی ہے۔

نظر سے وہ جس شریعت مطہرہ میں بہت سے احکام میں عورت عورت کے کسی حصے پر نظر ادا نہ کرتی ہے اور مرد عورت کے کسی حصہ کو دیکھتا ہے اس کو بھی قوا میں ہیں اور شہوت کی نکتہ کو جو یہاں ہونے کے کسی کے لئے حلال نہیں۔ جس نظر سے کسی کو حرام ہے اور شہوت کی نظر سے آزاد عورت پر ہوتی ہے۔ مردوں کو اب بھی نظر ادا ہونا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ راستوں میں مت چلیں کہ صحابہ نے عرض کیا کہ ہمارے اس کے بغیر کوئی چار دیکھیں گے ہم راستوں میں چلے کر باتیں کرتے ہیں آپ نے فرمایا اگر تمہیں یہ کہنا ہی ہے تو دانتوں کو اس کا حق دیا کرو عرض کیا یا رسول اللہ اسات کا حق کیا ہے؟ فرمایا

نظر پر دست رکھنا کسی تکلیف تو دینا اسلام کا جواب دینا بعد ازاں کا حکم کرنا کہنا سے رکھنا۔ (رواہ البخاری) اپنے غرموں سے پردہ نہیں ہے لیکن اگر وہاں بھی شہوت کی نظر نہ دے لگے تو یہ وہاں دم ہے۔ اگر کوئی عورت یہ سمجھتی ہو کہ میرا ہاتھ حرم مجھ پر ہی نظر ادا ہے تو یہ وہ کہہ سار کہ بعد ازاں یہ کہیں اس کی نظر نہ جاسے جو حلال نہیں ہے تو نظر ادا کرنا نہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے جان کیا کہ میں نے

صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ جواب دیا کہ نظر نہ جاسے تو کیا کروں آپ نے فرمایا کہ نظر کا کھسکاہٹ۔ (رواہ مسلم)

[illegible]

حضرت خضرؑ اور حضرت شرمؑ کا حکم دینے کے بعد ارشاد فرمایا۔ **وَلَا تَقْسِمُ عَلٰی نَفْسِكَ اَنْ لَا يَخْلُقَ مَا يَشَاءُ** اور اپنے اہانت کو کاہل نہ کریں مگر جو اس میں سے ظاہر ہو جائے اس حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے آپ کی چادر مراد ہے۔ جب حورت بھی طرح کیڑوں میں پسٹ کر چڑتی یا قائل چادر کا زحمت چھپا کر کسی نہ روت ہے۔ یہ لفظی تواریخ کی پوری مرادوں کی نظر نہ کی ہوگا کہ حورت گھوڑی سے لگی ہے اور آپ کی چادر پر شہوت کی نظر بھی نہیں پڑتی اس لئے اس طرح کا حجتاً متعجب نہیں ہے۔ اس پر لکھ کر جائے آپا علیہما زنت میں شامل نہیں ہے جو مکتوب ہے۔ اگہما زنت کی مراد ہے جو فریاد و تبصروں میں مجبور ہیں علیٰ غلو جنہاں اور چاہیے کہ مؤرخین اور بھی اپنے دو نظروں کو اپنے گرجاؤں پر ڈالے یا کریں اس میں سب سے بڑے کا خضرؑ کا ہے کیونکہ گرجاؤں میں عموماً ستلے پر ہی ہوتا ہے زمانہ جاہلیت میں گھوڑی میں پر دینے والی کڑوں کنارے پشت کی طرف کھڑا یا کرتی تھیں جس سے گرجاؤں

اور لگا کر یہ دو ارکان کھلے جتے تھے۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے سو سن عورتوں کو کھلم ہا کھلم یا کھن یا کھن کو چھڑا کر رکھا۔

گنج بخاری (جلد ۱ ص ۴۰) میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں دو کتب خسران سن بسکھرو ہن غسلی غنڈھون کا حکم نازل فرمایا تو صحابی عورتوں نے اپنی چادروں کو چھا کر دوپے ڈالنے، یہ حدیث سن اہل داؤد (کتاب ص ۱۰۳ ص ۱۰۴) میں بھی ہے اس میں یہ لفظ ہے کہ خلقی اکھف مروطنھن فاعصمن بھاگ انھوں نے اپنی سوتلی سوتلی چادروں کو کات کر دوپے ڈالنے۔ (اس سے معلوم ہوا کہ مردوں کے دوپے ایسے ہوتے جن میں بالی نظر نہ آئیں اور انھیں اس طرح اڑھا جائے کہ سر گردن اور ارکان اور سینہ سب اچھارے۔ یاد رہے کہ یہ عام حالات میں گھروں میں رہتے ہوئے عمل کرنے کا حکم ہے باہر نکلنے کا اس میں ذکر نہیں ہے باہر نکلنے میں چہرہ ڈھانکنا بھی لازم ہے جبکہ عورتوں کی نظر میں نہ آنے کا اندیشہ ہو۔ وہ حاضرین کی نظر میں نہ آئیں اور جس جنس پر قرآن وحدیث کے احکام کا ردیا انھیں نہیں ہے اول تو انھوں نے ہر ایک دوپے ڈالنے میں جن میں بالی نظر آتے ہیں انھیں اڑھ کر کرنا بھی نہیں ہوتی دوسرے ارادہ خاصہ سر پر ال کر رکھ دیتی ہیں ذرات جالیبت کی عورت کی طرح آدھے آدھے سینے تک سب بچھو کھار جتا ہے۔ ان کو گری کھائے جاتی ہے اسلام کے تقاضوں کی کچھ پرواہ نہیں کرتی ہیں۔

اس کے بعد ان مردوں کا ذکر فرمایا جن کے سامنے زینت کا اظہار جائز ہے۔ یہ مرد ہیں جو شرعاً محرم مانے جاتے ہیں ان سے نکلنے کا شرط نہیں کیونکہ محرم خود ان عورتوں کی عصمت و عفت کے خلاف ہوتے ہیں، مگر ان کا رشتہ ایسا ہے کہ ان کو سن میں ان سے پردہ کا احترام کرنا ضروری ہے۔ اب اس کی تفسیر سننے والا جوں فرمایا لا یستجینون ولا یستغویہن (اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر) یہاں یہی آیت کی جگہ کا کوئی پردہ نہیں لیکن اصلاً خصوصاً کہ نہ دیکھا بھی جاسکتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا صاف ظہر و جرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لطف میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرم کی جگہ کو نہیں دیکھا۔ بلکہ یہی کہنے لگے تھے والا جو خاص کام ہے اس جگہ بھی ہر طرف نظر نہ ہونے سے منع فرمایا ہے۔

لَوْ اَنَّہُنَّ یَعْلَمُوْنَ (یا اپنے باپوں پر)

لَوْ اَنَّہُمْ یَعْلَمُوْنَ (یا اپنے شوہروں کے باپوں پر)

لَوْ اَنَّہُنَّ یَعْلَمُوْنَ (یا اپنے بھائیوں پر)

لَوْ اَنَّہُمْ یَعْلَمُوْنَ (یا اپنے شوہروں کے بھائیوں پر) یا دوسری یہی سے ہیں۔

لَوْ اَنَّہُمْ یَعْلَمُوْنَ (یا اپنے بھائیوں پر)

لَوْ اَنَّہُنَّ یَعْلَمُوْنَ (یا اپنے بھائیوں کے بھائیوں پر)

لَوْ اَنَّہُنَّ یَعْلَمُوْنَ (یا اپنی بہنوں کے بھائیوں پر)

آیت کریمہ کے مستند ہاں الفاظ سے معلوم ہوا کہ محرم کا اپنا باپ (جس میں دادا بھی شامل ہے اور شوہر کا باپ اور اپنے شوہر کے شوہر کے شوہر کے شوہر کی دوسری یہی سے ہیں) اور اپنے بھائی (خواہ حقیقی بھائی ہیں خواہ باپ شریک بھائی ہیں خواہ باپ شریک) اور اپنے بھائیوں کے لڑکے اور اپنی بہنوں کے لڑکے (اس میں جنہوں قسم کے سکن بھائی داخل ہیں جن کا ذکر لوہو ہوا ان لوگوں کے سامنے محرمات زہیب وزینت کے ساتھ آئیں ہے اور یہ لوگ محرمات کے محرم کہلاتے ہیں لیکن ان لوگوں کا کوئی اپنی محرم عورتوں کا یہ باپ نہ دیکھا جائے انھیں ہے یہ لوگ اپنی محرمات کے شوہر اور شوہر دادا اور پندلیاں و کچے بھتیجے ہیں بشرطیکہ محرمات کو اور دیکھنے والے مرد کو اپنے گھس پر اٹھائیں اور حقیقی

جائیں جس سے کسی کو شہوت کا اندیشہ نہ ہو اور اپنی عورت کی پشت اور پیٹ اور ان کا دیکھنا جائز نہیں ہے جا کر چڑھتے کا اندیشہ ہو۔  
عمر اس کو کہتے ہیں جس سے کسی بھی نکاح کا احتمال نہ ہو جن لوگوں کا ذکر ہوا ان کے علاوہ چھ ناسوں کی حرام ہیں۔ اور حد شریک  
بھائی۔ بہن اور رضاعی بیٹا (جسے دودھ پلایا ہو) بھی حرم ہیں۔ ان لوگوں کے بھی وہی احکام ہیں جو مرد مذکور ہیں۔ غلام اور چھوٹی اور  
بچہ یا کتلا کے اور۔ جنہوں کی عورتیں ہیں۔ ان کا وہی حکم ہے جو غیر حرم کا حکم ہے۔

اسکے بعد فرمایا تو نساۓہن (ایہ اپنی عورتوں کے سامنے) یعنی مسلمان عورتیں مسلمان عورتوں کے سامنے اپنی رخصت کا پر کھتی ہیں۔  
موجب دہانے لکھا ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد کے سارے بدن کو دیکھ سکتا ہے البتہ ناف سے لے کر گھٹنے تک مرد بھی مرد کو نہیں دیکھ سکتا۔  
اسی طرح عورت بھی دوسری عورت کے سارے بدن کو دیکھ سکتی ہے البتہ ناف سے لے کر گھٹنے تک کے حصہ کو نہیں دیکھ سکتی اور ان دونوں  
مستثنیٰ میں بھی یہی قید ہے کہ شہوت کی نظر نہ ہو۔ بہت سی عورتیں اداوت کے وقت بہت زیادہ بے احتیاطی کرتی ہیں۔ دلی اور سر کو بچہ  
بچہ کرانے کے لئے جلد ضرورت صرف پیدائش کی جگہ دیکھنا چاہئے اس سے زیادہ دیکھنا منع ہے۔ آس پاس جو عورتیں موجود ہوں اگر  
ہاں بہن ہی ہوں وہ بھی ناف سے لے کر گھٹنے تک کے حصہ کو نہ دیکھیں کیونکہ ان کا دیکھنا ضرورت ہے۔ دس اور دلی کو مجبوراً غصہ اپنی پائی  
ہے دوسری عورتوں کو کوئی مجبوری نہیں ہے لہذا انہیں دیکھنے کی اجازت نہیں۔ یہ جو دستور ہے کہ اداوت کے وقت عورت کو کھانے کے داخل  
دیتی ہیں اور عورتیں دیکھتی رہتی ہیں یہ حرام ہے۔

آیت شریفہ میں جو نساۓہن فرمایا ہے (اپنی عورتیں) اس میں فقہاء اپنی سے حضرات فخرین عظام اور فقہاء اکرام نے یہ مسئلہ  
جارت کیا ہے کہ جو کافر عورتیں ہیں جن کے سامنے مسلمان عورتیں بے پردہ ہو کر نہ آئیں کیونکہ وہ اپنی عورتیں نہیں ہیں۔ فخران کثیر نے  
حضرت امام ربانی سے نقل کیا ہے کہ لا تنصع المسلمۃ عماما عائد مشرکۃ لان اللہ تعالیٰ یقول او نساۓہن فلیست من  
نساۓہن (یعنی مسلمان عورت اپنا پردہ کسی مشرک عورت کے سامنے ادا کر دے گئے کیونکہ خدا تعالیٰ نے نساۓہن فرمایا ہے ہر مشرک  
عورتیں مسلمان عورتوں میں سے نہیں ہیں) اور کافر عورت مشرک یا غیر مشرک سب کا یہی حکم ہے۔ معالیم الفصول میں ہے: والکھولۃ  
لیست من نساۓہن لانہا اجیبۃ فی الدین، کتب عمر بن الخطاب الی ابی عبیدۃ ابن الجراح وحسب اللہ علیہما ان  
یصلح لہما اھل الکتاب ان یدخلن الحمام مع المسلمات (کافر عورت ہماری عورتوں میں سے نہیں ہیں۔ حضرت عمرؓ نے  
ابو عبیدہ بن جراحؓ کو لکھا تھا کہ اہل کتاب عورتوں کا مسلمان عورتوں کے ساتھ حمامات میں داخل ہونے سے منع کریں۔

دوسرا کتاب الخمر (احادیث) ہے۔ الطبعۃ کافرا جل الاجسی فلا یظفر الی بدن المسلمۃ (اگر عورت کافر عورت جو  
مسلمانوں کی غسل ہماری میں رہتی ہو وہ مسلمان عورت کے بدن کو نہ دیکھے) اس کے بدل میں صاحب دہانے لکھا ہے کہ لا یصلح  
للمسلمۃ ان تمشکشف بین یدی یھودیۃ او نصرانیۃ او مشرکۃ الا ان تكون امۃ لھا کما فی السراج و نصاب  
الاحتساب ولا ینھی للمرءۃ الصالحۃ ان تظفر الیہا الشرکۃ الفاجرۃ لانہا تلصقھا عند الرجال فلا تنصع جلیبہا ولا  
عمامہا کما فی السراج (مسلمان عورت کے لئے یہ حال نہیں ہے کہ یہودیہ یا نصرانیہ یا مشرک عورت کے سامنے بے پردہ ہو یاں  
اگر اس کی اپنی ملوک باہری ہو تو اس کے سامنے آنا مشکلی ہے اور کسی ایک عورت کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ کافر عورت کے سامنے بے  
پردہ ہو جائے کیونکہ وہ عورتوں کے سامنے اس کا حال بیان کر گئی لہذا اس کے سامنے اپنی چادر اور پردہ پہنے کو تیار ہے۔ (امامنا)

مسلمان عورت کافر عورت کے سامنے چہرہ اور تنہائیاں کھول سکتی ہے تمام غیر مسلم عورتیں جتنیں دوسری مذہب کی ڈاکٹر اور غیرہ جو

بھی ہوں ان سب کے حقائق وہی حکم ہے جو اوپر بیان ہوا۔ چنے پیدا کرانے کے لئے مسلمان دنیا میں اور انہیں جانیں اور یہی بقدر ضرورت سے ان کی جگہ نظر ڈال سکتی ہیں اور اگر کسی غیر مسلم عورت کو پختہ کرنے کے لئے ملائیں تو اس کے سامنے کوئی عورت سزا کو لے اور جہاں تک ممکن ہو کہ عورت کو دبانے سے پرہیز کریں۔ مذکورہ ابن کثیر علی تفسیرہ عن مشکوٰۃ و عبادۃ بن نسی انہما کہو ہا ان تغیل لا تکن فاہلت ای حاضرة عندہ لادۃ العمل عمل الاستیلاء حیث اقلد المرأة المسلمة البصریة و الیہ دینہ و المحرمۃ المسلمة۔

نو حاضرت الیہ فہن (یا ان کے سامنے جو ان کی ملکوت میں لا بھی ہو نہ کہ بیان چاہی ہے جب مسلمان شری جہا کرتے تھے تو غلاموں یا عورتوں کے ملکوت ہوتے تھے جب سے شری جہا کو چھوڑا ہے اور کافروں کے ساتھ معاہدوں میں بندھے ہیں بہت دور ہے۔ جب باغی عورت غلام ہوتے تھے عورتیں بھی ان کی ملکوت ہوتی تھیں اس وقت یہ سوال بھی درپیش ہوتا تھا کہ عورت کا اپنے غلام سے اور اپنی باغی سے کیا پردہ ہے۔ نو حاضرت الیہ فہن میں ای کو بیان فرمایا ہے حضرت امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ اس سے صرف باغیاں مرد اور عورتیں غلام مرد نہیں ہیں۔ حضرت امام شافعی کا بھی یہی قول ہے۔ صاحب روح المعانی نے لکھا ہے کہ حضرت سعید بن مسیب پہلے یوں کہتے تھے کہ غلام اور باغی کا ایک ہی حکم ہے۔ (یعنی کسی مسلمان عورت کا اس کے اپنے ملکوت غلام یا باغی سے وہ پردہ نہیں جو عورت سے ہے بلکہ میں انہوں نے رد فرمایا اور فرمایا بغیر نسکم ایۃ النور فلانہا فی الاماۃ دون الذکور (یعنی تم سوا ذریعہ آیت کی وجہ سے ذکور میں مت نہ پڑنا کیونکہ وہ ملکوت عورتوں کے بارے میں ہے ملکوت مردوں کے بارے میں نہیں ہے) صاحب جرائد فرماتے ہیں کہ عورت کا غلام اگر چہ اس کا ملکوت ہے لیکن وہ مرد سے نہ عورت ہے اور شوہر سے نہ عورت ہے لہذا ملکوت غلام کا وہی حکم ہے جو عورتیں مردوں کا حکم ہے۔ علامہ قرطبی نے ان کا مقررۃ جلد ۱۴ ص ۲۳۳ میں حضرت ابن عباس اور حضرت عامر شنی اور حضرت جابر اور حضرت عطاء سے نقل کیا ہے کہ غلام ملکوت اپنی آقا کا عورت کے ہاتھوں پر نظر نہ آئے۔

مگر میں میں کام کرنے والے جو عورت کا چاکر ہیں ان کا حکم بھی بالکل وہی ہے جو انہی مردوں کا ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں اس طرح جو عورتیں مردوں میں کام کرتی ہیں وہ ملکوت اور باغیاں نہیں ہیں یہی پرہیز لازم ہے کہ مردوں سے پردہ کریں جن کے گھر میں کام کرتی ہیں اور مردوں پر بھی لازم ہے کہ ان پر نظر نہ لگیں۔

لو النساء من غیر اولیٰ الا زینہ من غیر جمال (یا ان مردوں کے سامنے جو عورتوں کے طور پر ہوں جنہیں حاضرت نہیں ہے) مطلب یہ ہے کہ جو عورتیں اور مغفل جسم کے لوگ ہوں جن کو شوہر سے کوئی واسطہ نہیں عورتوں کے احوال اور اوصاف سے کوئی دلچسپی نہیں انہیں بس کھانے پینے کو چاہیے غفلت میں کر پڑے رہتے ہیں ایسے لوگوں کے سامنے عورتیں اگر نہ عورت خاہر کر دیں تو یہ بھی جائز ہے لیکن یہ لوگ بھی لازم ہے کہ جن میں آیت کا یہ مطلب حضرت ابن عباس سے منقول ہے انہوں نے فرمایا ینظر الرجل بجمع العلوم وهو مغفل فی عقلہ لا ینکثر النساء ولا یشہی عن النساء ذکوری ۳۳۳)۔

حضرت طاہر بن زبیری سے بھی اسی طرح کے الفاظ منقول ہیں انہوں نے فرمایا هو الاحسن الذی لا حاجۃ لہ فی النساء۔ (۳۳۴)

پردہ ہے کہ اگر مذکورہ مردوں کے سامنے عورت مگر پردہ کا اہتمام نہ کرے (عزموں کی طرح سمجھو تو اس کی اہمیت تو ہے لیکن عورتوں کو ان پر شوہر کی نظر ڈالنا ہائز نہیں ہے۔





مکان ہوں سے توجہ کریں اور نفسِ داکٹر سے جو کام سارا ہو گئے ہوں ان سے خاص طور سے توجہ کریں نفسِ داکٹر کا کیا کام ہے جس پر دوسروں کو کھنکھار نہیں ہوتی اور غصوں کو اور غصوں کے دواؤں کا اندازہ دیتی ہی جانتا ہے یا وہ پتا چلتا ہے جو جتنا اسے سمجھتا ہے۔ کسی مرد نے کسی مرد یا عورت کو بری نظر سے دیکھا یا کسی عورت نے کسی مرد پر نفسانیت دلی نظر ڈالی تو اس کا اس شخص کو کچھ نہیں چلتا جس پر نظر ڈالی ہے اور نہ کسی دوسرے شخص کو کچھ چلتا ہے اپنے نفسِ داکٹر کی خودی مگرانی کرتے رہیں اور ہر گناہ سے توجہ کریں۔

### بے پروگی کے حامیوں کی جاہلانہ باتیں اور ان کی تردید

جب سے لوگوں میں صرف اسلام کا دعویٰ رہ گیا ہے اور اسلام پر چلنے کی صحت نہیں کرتے اور یہ جانتے ہیں کہ چند اور بھی ہیں جو اسی راہ بھی دیکھ رہے ہیں۔ ایسے لوگ بے پروگی کے حامی ہیں یہ لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمان عورتیں کا غرض و قوت کی طرح لگی کو چوں میں بھریں اور ہزاروں میں اشد لگائیں ان آفرینش جہازوں کی جہالت کا ساتھ دینے والے بعض مغربی عقیم کارکنوں کی فکر مصر کے ان مامیہاؤں زاد خیال لوگوں کا اجتماع ہند پاک کے اندر اس مضمون کا بھی کرنے لگے۔ ان لوگوں کو اور کچھ نہ کہتے مگر لامتناہی صاف نظر منہا مل گیا اور ان مغربی تفسیر پر حضرت ابن مسعودؓ نے کہا ہے کہ اس سے اپنی چادر مٹو یہ چونک رہے لوگوں کے لئے جذباتِ نفسانیت کے خلاف قحی اس لئے اس سے تو عرض کیا اور حضرت ابن عباسؓ سے جو ان کی تفسیر میں وجہ اور حکم نقل کیا ہے اس سے کہتا ہے کہ یہاں ہے حضرت ابن مسعودؓ کی تفسیر کو چھوڑا اور کہہ دیا کہ ہمارے صحابی ہیں سنا جنھیں انھیں میں سے ہیں ان کے ہاں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تمسکوا بحبلہ ابن عبد اللہ کہام عبد کے بیٹے (ابن مسعودؓ کی طرف سے جو اپنی حکم لئے اس کو ضعیفی سے بکڑا کر) (مشکوٰۃ ص ۸۷)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید جو ہے عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اللہ علیہ السلام علیہ السلام کی دین بھی دلی قحی اگر ان کی اس تفسیر کو لیا جائے تو انہوں نے الوحۃ و الکفان سے کہی ہے۔ تب بھی اس سے عورتوں کو بے پردہ ہو کر باہر نکلنے کا جواز دیتے ہیں جو ان کی ایک حد میں الآ حاطہ فرمایا ہے الآ حاطہ لفظی نہیں فرمایا (یعنی یہ نہیں فرمایا کہ عورتیں باہر کیا کریں بلکہ میں فرمایا کہ جو باہر جائے گا یہ کچھ نہیں جب عورت چہرہ و کمر کر باہر نکلے گی تو اعتبار ہوگا یا عقوبت ہوگا؟ کیا اس کو یوں کہیں گے کہ بلا اختیار باہر ہو گیا ہے؟ پھر یہ بھی واضح رہے کہ آیت میں تاخرم کے ساتھ ظاہر ہونے کا ذکر نہیں ہے، عورتوں کی پردہ داری کے حامی یہاں تاخرم کو نصیحت کر خود سے لے آئے۔ حضرت ابن عباسؓ کے کلام میں تاخرم کے ساتھ عورت کے چہرہ اور انکس کے ظاہر ہونے اور ظاہر کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ انکی بات کا سیدھا مادہ مطلب یہ ہے کہ عورت کو عام حالات میں جبکہ داکٹر میں کام کاج میں لگی ہوئی ہو سارے کپڑے پہنے رہنا چاہیے اگر چہ وہ اور ہاتھ نکلا رہے اور مگر کی عورتیں اور باپ بیٹے اور دوسرے عورتوں کی نظر نہ جاسکے یہ جائز ہے۔

لوگوں میں ہیں ہی بدعتی ہے اور ملت و صحت سے دشمنی ہے اور ہر سے انھیں یہ مفت کے مفتی بھی مل گئے جنہوں نے کہہ دیا کہ چہرہ کا پردہ نہیں ہے اگر سے تو وہاں احتجاب میں ہے ہاں جہل مفتیوں نے آیات اور احادیث کو دیکھنا نہ سوچا کہ عورت ہے پرہیزگاری کو صرف چہرہ تک محدود نہ رکھے گی۔ عورت کا حجاب تو بننے لگنے اور دکھانے کا حجاب دیکھو کہ بے پردہ باہر نکلنے والی عورتوں کا کیا حال ہے کیا صرف چہرہ ہی نکلا رہتا ہے؟ ان لوگوں نے حضرت ابن عباسؓ کے قول کو دیکھا اور اس کا مطلب غلط لے لیا پھر اپنی دلی رائے کو عورتوں میں پھیلا دیا اور ان من العلم جھلا کا صداق بن گئے۔



اور انہوں نے فوراً اپنا چہرہ ڈھانپ لیا وہ مل رہی تھیں کہ منہوں نے مجھے پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے دیکھا تھا، اسی سے کھانا ہوا ہے کہ پردہ کا جو حکم نازل ہوا تھا وہ چہرہ سے بھی حقیقتاً تھا ورنہ انہیں چہرہ ڈھانپنے کی اور یہ جان کرنے کی ضرورت نہ تھی کہ انہوں نے دیکھے نازل کتاب کے حکم سے پہلے دیکھا تھا۔

نیز چند صفحات پہلے یہ تھا عواذ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اہلیہ محترمہ ام سلمہ کے پاس تھے وہیں ایک بھوکھ بھی تھا اس نے حضرت ام سلمہ کے بھائی سے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے طائفہ کو حج کرنا تو میں تمہیں نیلان کی بیٹی بنا دوں گا جو کسی ایسی ہے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر شاندار کیا کہ یہ لوگ ہر گز شہداء کے گروہوں میں داخل نہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضرت فرماتے ہیں کہ کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے پاس (انہوں) خانہ کا مجھے رہے لوگ آتے جاتے ہیں۔ (وہیں) صحبت انہوں میں بھی ہوتی ہیں) اگر آپ صحبت انہوں میں کو پردہ کرنے کا حکم دیتے تو ایسا ہوتا کہ اس پر اللہ تعالیٰ نے پردہ مل آیت نازل فرمائی۔ (حجۃ بکری ص ۱۰۷) اس سے صاف ظہر ہے کہ پردہ کی آیت میں ان حضرات کے سامنے چہرہ سے ڈھانپنے کا حکم نازل ہوا۔ کیونکہ اس سے پہلے بھی کپڑے پہنے ہوئے ہی تھے۔ جی نہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ ایک روایت اور سننے دے رہا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عتبہ بن ابی رباحہ کے گھر کو گھر کرنا تو خوب بڑی محنت کی لوگ آتے رہے کھاتے رہے اور جاتے رہے کھاتے رہے فارغ ہوا کہ سب لوگ چلے گئے لیکن تین اصحاب رہے وہ گھر میں کھاتے رہے آپ کے حواج میں تھے بہت تھی آپ نے ان سے نہیں فرمایا کہ تم چلے جاؤ بلکہ خود حضرت عائشہ کے گھر کی طرف چلے گئے۔ جب میں نے آپ کو خبر دی کہ وہ لوگ چلے گئے تو آپ (ابن ابی نعیر) نے آئے میں آپ کے ساتھ (صحابہ و امت) داخل ہونے لگا تو آپ نے میرے گھر اپنے درمیان پردہ ڈال دیا اور آیت کتاب یعنی آیت کریمہ لَا تَدْخُلُوا بَنَاتِ النَّبِيِّ (آفریقہ) اللہ تعالیٰ نے نازل فرمادی۔ (حجۃ بکری ص ۱۰۷) (۷۰۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عام میں تھے جس تک انہوں نے آپ کی خدمت کی جب پردہ کا حکم نازل ہوا تو آپ نے پردہ ڈال دیا اور حضرت انس کا اندازہ ہے کہ جس دن آپ صول پہنچے کہ اس سے پہلے حضرت انس اندر گھروں میں آتے جاتے تھے کیا ازواج مطہرات کپڑے نہیں پہنتی تھیں، کیا چہرہ کے سوا کسی اور جگہ بھی ان کی نگرانی تھی؟ اگر چہ پردہ میں نہیں تو ان کا اندازہ ہے کہ کبھی نہ کبھی۔ ازواج مطہرات نے فرمایا ہے کہ اس کو آئے جانے اور صرف چہرہ کھلے گا کہ وہ ان میں مستقل داخل ہونے پر پابندی لگا دی گئی۔ اسی سے کھانا یا جانے کہ پردہ کا جو حکم نازل ہوا اس میں اصل چہرہ ہی کا چھپانا ہے ورنہ قسم کے دوسرے مجھے پیسے بھی باغروں کے سامنے ظاہر نہیں کئے جاتے تھے۔

نہیں اور اگر کتاب ابھی اس سے کہ حضرت ام غلا کا صاحبزادہ ایک چہرہ کے ساتھ پر شہید ہو گیا تو وہ چہرہ پر نقب ڈالے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان کا یہ حال دیکھ کر کسی صحابی نے کہا کہ تم اپنے بیٹے کا حال معلوم کرنے کے لئے آئی ہو اور نقب ڈالے ہوئے ہو؟ حضرت ام غلا نے جواب دیا اگر اپنے بیٹے کے بارے میں مصیبت زدہ ہو گئی ہوں تو اپنی شرم و حیا نکھر کر ہرگز مصیبت زدہ نہ ہوں گی (یعنی سنا، کچھ جانا ایسی مصیبت زدہ کہ بیٹے والی چیز ہے جیسے بیٹے کا قتل ہو جانا) حضرت ام غلا کے ہاں چہرے پر حضور نے جواب دیا کہ تمہارے بیٹے کے لئے وہ شہیدوں کا ثواب ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیوں؟ ارشاد فرمایا اس لئے کہ اسے اہل کتاب نے قتل کیا ہے۔ (نہیں اور ابن ص ۳۳۷)

اس واقعہ سے بھی میں مغربیت زدہ سمجھتی ہیں کی تردید ہوتی ہے جو چروکھارہ سے خارج کرتے ہیں اور یہ بھی جاہل ہوتا ہے کہ چروہا در حال میں لازم ہے رنج ہو یا خوشی تاہم کے سامنے ہے چروہا کو آنا منع ہے، بہت سے مرد اور عورت ایسا طرز اختیار کرتے ہیں کہ گواہ مصیبت کے وقت شریعت کا کوئی قانون ان کو نہیں ہے، جب کہ میں کوئی صحت ہو جانے کی تو اس بات کو کہتے ہوئے کہ خود کو رنج و غم متبع ہے اور خوشی و ناز و نہ سے نواز کرتی ہیں جتنا وہ مگر سے باہر نکلا جاتا ہے تو صورتیں اور اواز کے ساتھ باہر نکلتے اس کے پیچھے چلی آتی ہیں اور چروہا کو کچھ خیال نہیں کہ میں خوب باہر نکلوں، بلکہ وہ باہر سے آسانی خوشی ہو یا مصیبت، وہ در حال میں ادا کا مشریت کی پابندی کی لازم ہے۔

دلیل اصل صلی اللہ علیہ وسلم نے حج و عمرہ کے مسائل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ لا تشقوا شعرة منہ (شعرة بمعنویہ صراحۃً) یعنی احرام اہل عورت ٹھاپ نہ اٹالے اس سے حلقہ ظاہر ہے کہ مذات نبوت میں کوئی چیزوں پر ٹھاپ اٹال کر ہر کلمتی قصص و ہادیت کے حکم پر ہے کہ کمرہ حالت احرام میں چہرہ پر کچرا اندازے سے مطلب نہیں ہے کہ کافر محرموں کے سامنے چہرہ کو لے کر ہے نہ ہاتھوں میں مشہور ہے کہ حالت احرام میں پردہ نہیں ہے اس خطا بھی کو حضرت عائشہؓ کی ایک حدیث سے دور کر لیں انہیں نے فرمایا کہ ہم حالت احرام میں حضورؐ کے ساتھ تھے کہ رزق والے اپنی حویلی پر ہمارے پاس سے گزرتے تھے تو ہم اپنی چادر کو اپنے سر سے آگے بڑھا کر چہرہ کے سامنے لٹکا لیتے تھے۔ جب وہ لوگ آگے بڑھ جاتے تھے تو ہم چہرہ کو ہل لیتے تھے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۳۶)

مسئلہ یہ ہے کہ احرام اہل محرمت اپنے چہرہ کو کپڑا لگا کر یہ مطلب نہیں ہے کہ باخبروں کے سامنے چہرہ دکھائے رہے اس فرق کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے واضح فرما دیا جیسا کہ ادا کا شریف کی روایت میں مذکور ہے۔

یہ پردہ کی کے حاکم اپنی دلیل میں ایک حدیث بھی پیش کرتے ہیں اور یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زیدؓ سے فرمایا کہ اسامہ! جب صورت کو شیش آجائے یعنی بالغ ہو جائے تو اس کے لئے یہ ٹھیک نہیں ہے کہ چہرہ اور جھٹھلیوں کے علاوہ کوہ نظرات آجائے، بالوں تو یہ حدیثی منقطع القاعہ ہے۔ حضرت امام ابو داؤد نے اس کی روایت کی ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمادہ کہ حسانہ بن علیؓ نے ایک بار اسامہؓ کو دیکھا تو اس نے کہا کہ اسامہؓ کے بالوں کو تو کٹا کر لے کر آجائے۔

۱۰۰ سے کم خاتونوں کو یہ منظور ہے کہ ان کی ماں سسٹمز، اسی طرح اس سے ۱۰۰ سے کم ہر ایک باہر تھیں، ان کو دے شرم جس میں اپنی خواہش کو بھی شرم کے حدود سے پار کرنا چاہتے ہیں۔ ۱۰۰ بھی کی، کیل کے لئے کچھ بھی تو نہ تو حضرت اس مہمان کے قول کو جیت چکا ہو اور اسے قرآن کریم کے منہ لگا کر جاننا کہ قرآن مجید میں ہے ہر سسٹمز کا کہیں ذکر نہیں ہے ان لوگوں کی، اسی مثال ہے کہ جو ہے کہ ہندی کی ایک گرہل مٹی تو جلدی سے چسپا رہی ہیں نہ ہوا۔

تمہارے مسئلہ سے دھوکہ کھانے والوں کی فکر اسی

بعض لوگوں نے نماز کے مسئلہ سے دھوکہ کھایا ہے یا خود سے دھوکہ کھانے کا بہانہ بنایا ہے یہ لوگ کہتے ہیں کہ نماز کے بیان میں اصل لکھا ہے کہ اورت کا چہرہ اور اخیلی سحر میں داخل نہیں ہے، اس سے اہلکار خرموں کے سامنے چہرہ کھولنا کیسے ثابت ہوا؟ نماز میں جسم کا کھینچنا مسئلہ ہے اور اہلکاروں کے سامنے چہرہ کھولنا یہ دوسری بات ہے۔ دیکھئے صاحب روزگار شروء و فصولاۃ کے بیان میں حواۃ ثانی آزاد اورت کی نماز میں پردہ پوشی کا حکم بتاتے ہوئے لکھتے ہیں۔ وللحرفۃ جمیع بدنھا حتی شعراھا النازلی لھی الاصح علو الوجہ والکلیف والقلمین علی المحدث الی میں یہ بتایا کہ نماز میں آزاد اورت کے لئے چہرہ اور اخیلی اور دونوں قدم کے علاوہ سارے بدن کا اٹھنا لازم ہے یہاں تک کہ جو بال سر سے لگے ہوئے ہوں انکا اٹھنا بھی ضروری ہے تاکہ بعد لکھتے ہیں۔ ونسجم العرقۃ



کے حصہ کو گنتوں کے قسم تک پہنچ نہیں سکتی۔ اسی وجہ سے حدیث بالا میں مردوں کو ایک کپڑے میں لپیٹنے کی ممانعت فرمائی ہے اور  
یہی ممانعت عورتوں کے لئے بھی ہے۔ یعنی وہ عورتیں ایک کپڑے میں نہ ٹھہریں۔

یہ جو کچھ جاننا ضرورت اور مجبوری کے مواقع اس سے مستثنیٰ ہیں، مجبوری صرف وہ جگہ پیش آتی ہے جہاں قریح پیدا کرانے کے وقت  
اس میں کمی دینی جاتی ہے۔ نیز ایسی ذات اکثر صرف جتنی ضرورت ہے اور کسی کچھنے کی اجازت نہیں ہے۔

دوسری مجبوری طالع کے مواقع میں پیش آتی ہے اس میں بھی الضرورة بقدر الضرورة قائم رکھنا ضروری ہے جس کا مطلب  
یہ ہے کہ مجبوراً جتنے بدن کا وہ کچھ ضروری ہو، طالع میں اسی قدر دیکھ سکتا ہے۔ مثلاً اگر ان میں دلم ہو تو حکیم یا اکثر صرف اتنی جگہ کچھ سکا  
ہے جس کا وہ کچھ ضروری ہے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ پاتا کپڑا ان کی زخم کے اوپر کا حصہ کاٹ دیا جائے پھر اسے صرف صاف کر دیکھ لے  
(جیسے مثلاً آدنہ پر کٹا ہے یا کونے میں کسی مجبوری سے انگلیشن لگاتا ہے تو صرف انگلیشن لگانے کے لئے اور ایسی جگہ کھولی جائے جس کا  
طریقہ اوپر مذکور ہے اور جس جگہ کو طالع کی مجبوری سے ڈاکٹر یا حکیم کو دیکھنا پڑتا ہے دوسرے لوگوں کو دیکھنا جائز نہیں جو اس میں موجود ہوتے  
ہیں۔ کیونکہ ان کا دیکھنا ضرورت ہے۔ اگر کسی حکیم کو ایسی صورت کی نظر دکھائی ہو جو حکیم کی حرمت سے ہو تو انہیں کی جگہ پر انگلی رکھ سکتا ہے اس  
سے زیادہ مہینے کے جسم کو کچھ ہاتھ لگانے۔ ان باتوں کو خوب سمجھ لیا جائے۔

تذہیبی ..... اگر کوئی یا عزم صورت یا فیہ رشتہ دار یا غیر رشتہ دار سے پردہ کرے تو نا عزم مردوں کو اس کی طرف دیکھنا جائز نہیں ہو جاتا  
پردہ عزم شرعی ہے نہ عورت کی اجازت سے یا اس کے شوہر کی اجازت سے یا کسی بھی شخص کے کہنے یا اجازت دینے سے نا عزموں کو اس پر  
نظر ڈالنا حلال نہیں ہو جاتا، اس طرح ملازمت کے کام خواہم اپنے کی وجہ سے پردہ کرے اور نا عزموں کے سامنے آجائے گا وہ ہے نا عزم  
مستم فرائض کو ہے حیاء بصری لپٹ ہوں کے روپ میں دیکھنا پڑتا ہے ہیں ایک مسلمان عورت کسی کا فرعونیت کی نقل کیوں کرتا ہے؟ ہمارا یہی  
کامل ہے جس کا اپنے دینی امور یا دنیاوی مسائل میں کارروائی کی تاکید کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

یاد رہے کہ جیسے نا عزم عورتوں کو دیکھنا جائز نہیں ہے اسی طرح بے ریش لڑکوں پر یا باریشوں جو انہوں پر یا ہاتھ مڑنے سے خواہم صورت  
مردوں پر شوہر کی نظر ڈالنا جائز نہیں ہے۔ شوہر کی نظر وہ ہے جس میں نفس اور نظر کو حرام آئے اور آجکل لڑکوں اور مردوں کی کسی ہوئی  
باتوں نے۔ جو نا عزم ہونے کے برابر ہے۔ بد نظری کے مواقع بہت زیادہ فراہم کر دیئے ہیں۔ ہر مومن بد نظری سے بچے بد نظری کرنا اور بھی  
ہے اور اس سے دل کا اس ہو جاتا ہے نہ تازہ اور کدورت میں دل نہیں لگتا اور اس کے برخلاف تازہ نظر پر جانے پر نظر بھیر لینے سے  
ایسی مہارت کے غضب ہونے کا وعدہ ہے جس کی تلاوت یعنی خلاص محسوس ہوگی۔ (یہ دعا بھی کافی مفید ہے)

حضرت حسن سے (عمر ملا مردی) ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی لعنت ہے دیکھنے والے پر اور جس کی  
طرف دیکھا جائے اس پر بھی۔ (مسند ابی یوسف ج ۱ ص ۱۷۷) اور ابی یوسف (رحمہ اللہ)

یہ حدیث بہت ہی نزاکت پر حاوی ہے جس میں بطور تاکید یہ نظر حرام کو سب لعنت بتایا ہے بلکہ اس پر بھی لعنت بھیجی ہے جو اپنی  
خوشی اور اختیار سے ایسی جگہ کھڑا ہو جائے جہاں دیکھنے والے ایسی نظر ڈال سکیں جو شریعت میں حلال نہ ہو بلکہ ان کے جو غضب ہیں ان کے  
ممبر بنانا چاہئے والی عورتوں کا اور اپنے والے مردوں کا کھانا کرنے والے سب لعنت کے مستحق ہیں۔

اگر کوئی عورت بغیر پردہ کے بازار میں یا میلہ میں یا پارک میں چلی گئی جس کی وجہ سے غیر مردوں نے اسے دیکھ لیا تو وہ مرد اور  
عورت لعنت کے مستحق ہوتے۔ اسی طرح کوئی عورت دروازہ دیا کھڑکی سے یا ہر آدھ سے یا ہر تکی بٹھا کر جتنے عورت بد نظری کی وجہ

سے مستحق لعنت ہے اور غیر مردوں کو دیکھنے کا موقع دینے کی وجہ سے بھی لعنت کی مستحق ہوئی ہے اسی طرح شادی کے موقع پر سہمی کے لئے جب وہ لہا اندر مگر میں یا لہا اندر عمر مورتوں کو دیکھنے کا موقع دیا تو یہ وہ لہا مورتوں کے درمیان بیٹھنے کی وجہ سے اور مورتوں میں کو دیکھنے کی وجہ سے لعنت کی مستحق ہو گئیں۔ کسی عورت نے کسی عورت کو اگر ناف سے لے کر گھٹنوں کے ختم تک کا حصہ پر لایا یا کچھ دکھلا دیا تو دیکھنے والی اور دکھانے والی دونوں لعنت کی مستحق ہو گئیں۔ اسی طرح اگر کسی مرد نے کسی مرد کے سامنے ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں کے ختم تک کا حصہ پر لایا یا کچھ دکھلا دیا تو دیکھنے والا اور دکھانے والا دونوں لعنت کے مستحق ہوئے۔ کسی عورت نے اپنے عزم یعنی باپ بھتیجی وغیرہ کے سامنے اپنا پیٹ یا پیچ یا ران یا گھٹنا کھول دیا تو دیکھنے والا اور دکھانے والا دونوں لعنت کا کام کر لیا اور بہت سے مغربیت ذراہ گھراؤں میں یہ بات ہے کہ اگرچہ عمر مورتوں کی دیکھا دیکھی صرف ایک لڑاکا بچے ہوئے گھروں میں رہتی ہیں اور انچاہلوں یا سادہائی کی جگہ ذرا سی لنگڑی یا چانگیا بچے رہتی ہیں جس کی وجہ سے رانیں کھول دیکھنے گھر کے مردوں کے سامنے بلکہ گھر کے (جنس کو) گھروں میں رکھنا حرام ہے) کھلے بیٹے ہیں۔ اس طرز عمل سے گھر کے سب مرد عورت لعنت کے مستحق ہو جاتے ہیں۔

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۖ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ

اور تم میں سے جو بے نکاح ہو اور تمہارے نکاح سے نکاح دار یا نکاح میں سے جو نیک ہوں ان کا نکاح کرو اگر وہ گھروں سے بے نیاز ہوں تو اللہ انہیں اپنے

اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝

اپنے فضل سے لکھ دے گا اور اللہ وسعت والا ہے جاننے والا ہے۔

نکاح کی ضرورت اور رغبت و محبت محفوظ رکھنے کی اہمیت

ان آیات میں ان لوگوں کا نکاح کر دینے کا حکم فرمایا ہے جو بے نکاح نہ ہوں جس کی کوئی صورت نہیں جس ایک یہ کہ اب نکاح ہو اسی نہ ہو۔ دوسری یہ کہ نکاح ہو کر چھوٹ بچہ نہ ہو گیا ہو یا سہمی جی میں سے کسی کی وفات ہو گئی ہو یا بہت شریفہ میں جو لفظ خاص اور وہاں ہے یہ بھی کی منع ہے۔ عربی میں ایچ اس مرد کو کہتے ہیں جس کا جوڑا نہ ہو چونکہ نکاح ہو جانے سے مرد اور عورت کے نفسانی ایوار کا انتظام ہو جاتا ہے اور نکاح پاکہاں دینے کا ذریعہ بن جاتا ہے اس لئے شریعت اسلام میں ایسا نکاح کر کے اور مردوں کا نکاح کر دینے کی بڑی اہمیت اور فضیلت ہے۔ نکاح ہو جانے سے نفس و فکر پاک رہتے ہیں کناد کی طرف جھکیں چلا بھی جاتے تو اپنے پاس نفس کی خواہش پر مار کرنے کے لئے انتظام ہوتا ہے۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب بندہ نے نکاح کر لیا تو اس نے آدھے دین نکال کر لیا نہادو عبادی آدھے دین کے بارے میں اللہ سے ڈرے۔ (مشکوٰۃ اصحاب ص ۲۱۸)

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسے جو انوائم میں سے جسے نکاح کرنے کا مقصد ہو وہ نکاح کرنے کی جگہ نکاح نظر میں نہ رکھئے اور شرم نگاہ کو پاک رکھئے کاسب سے بڑا اور ہے۔ اور جسے نکاح کرنے کا مقصد نہ ہو وہ روزے رکھے۔ کیونکہ روزہ رکھنے سے اس کی ثبوت اب جائے گی۔ (رد المحتار ص ۸۹ ع ۲)

مستقل طور پر تو ہم مردانہ رائل کرنے کی عبادت نہیں ہے کیونکہ نسل بڑھانا مقصود ہے اور مسلمان کی جڑ والا ہوتی ہے جو عموماً مسلمان ہی ہوتی ہے اور اس طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بڑھتی ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایسی عورت سے نکاح کرو جس سے





یا کاری کے جذبات ساور شادی نہیں کرتے دیتے ہیں تو سید صاحب اپنی ماں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مطابق بیٹائی کے انکار کرنے و عداوت رکھتے ہیں اگر کوئی تہہ ۱۵۳ بتا دیتے کہتے ہیں کہ آج کل کا دور سی ایسا ہے لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ اس دور کو اللہ نے انکار ہے خود ہی۔ کاری کا وہاں ذرا سا ب کھدے ہیں کہ بڑے بڑے اخراجات نہ ہوں تو لڑکی کا نکاح کیسے کریں اور کس سے کریں؟ مسلمان لڑکی یا جس چھوڑا سہاکی شہ آج کا حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام شامہؓ فرمایا کہ بلاشبہ ہر نکاح سے زیادہ سب سے بڑا نکاح وہ ہے جس میں لڑچکم سے کم ہو۔ (مسند ابی یوسف ج ۱ ص ۲۶۸)

غیر شادی شدہ زوجہ وہاں اور جوڑی کے نکاح کا ٹکڑا کرتے ہیں کہ بعد فرمایا وَالصَّالِحِينَ مِنْ عَمَلِهِمْ وَهَذَا يَكُونُ مَعْنَى اپنے نام میں سے ان نکاحوں اور باندھوں کا نکاح کرنا یا کہ جو صالح ہو بعض مفسرین نے فرمایا کہ صالحین سے وہ نکاح اور باندھیں اور وہ ہیں جن میں نکاح کی صورت میں اور بعض خطرات نے فرمایا کہ اس سے صالح کے معنی صرف مطلق یعنی نیک ہونا مراد ہے۔ جو مطلق بھی مراد لیا جائے تمام اور باندھ کے ساتھ لے کر مستحب ہے کہ ان میں صلاح اور صلاحیت دیکھتے ہیں کہ نکاح کر دے۔ قال فی روح المعانی والأمر هنا قليل للوجوب واليه ذهب أهل الظاهر وقيل للندب واليه ذهب الجمهور خلاصا من مراد باندھوں کے نکاح اور ان سے پیدا شدہ اولاد کے مسائل کتب فقہ میں مذکور ہیں۔

آزاد مراد اور مستحب اور محکم کہ مراد عورت کے نکاح کا محکم ہونے کے بعد فرمایا اِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ (اگر یہ لوگ مفلس ہو گئے تو اللہ انہیں اپنی فضل سے نفعی فرما دے گا) وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (اور اللہ وسع و وسعت والا ہے جاننے والا ہے) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نکاح کرنے والوں کی مالی مدد فرمائے گا اور اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے نکاح کرنے سے بڑا نفع ہے اگر کوئی مناسب عورت مل جائے تو نکاح کر لیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جس کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ نے اپنے دل سے کر لیا ہے۔

(۱) وہ صاحبِ دار اور انہی کی نیت دھرتا ہے (مترجم سی۔ صاحب کا مافی معلوم ہو جائے گا اللہ تعالیٰ)

(۲) وہ نکاح کرنے والا ہو یا کہ اس کی نیت سے نکاح کرے۔

(۳) وہ عیال پرانہ کی دوشیں جہاد کرے۔ (یعنی اصل میں کتاب نکاح)

پھر فرمایا وَلْيَسْتَغْفِرِ الَّذِينَ لَا يَحْذَرُونَ الْبُكَاءَ حَتَّى يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ کہ جو لوگ نکاح پر تردد نہ رکھتے ہوں ان کے پاس مال و اسباب نہیں گھر اور نہیں تو وہ اس کو بکھڑکا کر اپنی عفت اور مصرت کو بکھڑکا کر لیں۔ فقر اور شرم کا وہی خاتمہ کا انجام کریں۔ ہاں نہ کھش کہ جب میں نکاح نہیں کر سکتا تو تمہیں کے ایہا درخواست کو نہ کرنا کہے اور یہ پورا کروں۔ نہ تاہم یہ مال حرام ہے اس کے خلاف ہونے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کا لکھ کر کریں۔ جب مقدمہ ہو جائے نکاح کریں اور میرے کام لیں اور تمہیں کے جذبات کو ہانے کی توجہ دینے شریف میں گز رہی ہے کہ وہ سے کھا کریں۔

وَلْيَسْتَغْفِرِ الَّذِينَ لَا يَحْذَرُونَ الْبُكَاءَ حَتَّى يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَالَّذِينَ يَبْتَعْثُونَ

اور انہی کا یہی ہے کہ جس سے کہ وہ اپنے بے باک و بکھڑکا کر لیں۔ فقر اور شرم کا وہی خاتمہ کا انجام کریں۔ ہاں نہ کھش کہ جب میں نکاح نہیں کر سکتا تو تمہیں کے ایہا درخواست کو نہ کرنا کہے اور یہ پورا کروں۔ نہ تاہم یہ مال حرام ہے اس کے خلاف ہونے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کا لکھ کر کریں۔ جب مقدمہ ہو جائے نکاح کریں اور میرے کام لیں اور تمہیں کے جذبات کو ہانے کی توجہ دینے شریف میں گز رہی ہے کہ وہ سے کھا کریں۔

الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَلَا بُدَّ لَهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا ۚ وَالَّذِي هُمْ مِنَ اللَّهِ

مکتاب میں سے جو کتاب ہونے کی گواہی دے سکتے ہوں انہیں مکاتب کا درجہ دے دو اور تم انہیں اللہ کے کتاب میں سے یاد

الَّذِي اَشْكُرُ وَلَا تُكْرِهُوا فَسِيحْتُمْ عَلَى الْيَحْيَا ۚ اِنْ اَرَدْتُمْ تَحْصِيًا فَاْتَبِعُوا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

جو اس نے تمہیں دیا ہے اور اپنی پادشاهی کو فنا کرنے پر مجبور نہ کرو بلکہ پاکر اس کو رہنا چاہیں تاکہ تم کو وہ پادشاهی زندگی کا کوئی بدلہ مل جائے۔

وَمَنْ يُّكْرِهْهُمْ فَاِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ اِغْوَائِهِمْ عَنِ الْيَحْيَا ۚ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ اَيُّهَا النَّبِيُّ

اور جو تمہیں ان پر زبردستی کرے سو اللہ انہیں مجبور کرنے کے بعد ان کے دل سے مہرمان ہے۔ اور ہم نے تمہاری طرف کھینچ کھینچ کر ان کا بدلہ نازل کیا ہے۔

وَمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

اور جو لوگ تم سے پہلے تھے ان کی بعض حکایات اور متقیوں کے لئے نصیحت نازل کی ہیں۔

### غلاموں اور پادشاهیوں کو مکاتب بنانے کا حکم

غلام اور پادشاهیوں کے بارے میں شریعت مطہرہ میں بہت سے احکام ہیں جو حدیث و روایت کی کتابوں میں مذکور ہیں انہیں احکام میں سے ایک کتاب بھی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آقاؐ اپنے غلام یا پادشاهی سے کہے کہ اگر تم مجھے اپنی رقم دیوے تو آزاد ہے اگر غلام یا پادشاهی اسے منظور کر لے تو گوارہ دہا کی خدمت سے آزاد ہو جاتا ہے غلام تو رہتا ہے لیکن اپنے کسب میں آزاد ہو جاتا ہے۔ جب بھی مقررہ پوری رقم دیوے گا آزاد ہو جائے گا۔ جب غلام کا آقا سے مکاتب کا معاملہ ہو جائے تو مکاتب بھی کہتے ہیں تو غلام کتاب ہو گیا اگر غلام سے یہ طے ہوا ہے کہ ابھی نقد کا رقم دیوے تو آزاد ہے اور وہ کسی سے معاوضہ قرض کر کے اپنے آقا کو رقم دیوے تو اسی وقت آزاد ہو جائے گا۔ اور اگر یہ طے ہوا کہ اسے عرصہ میں اپنی تسطوں میں رقم ادا کرتے رہتا ہے جب آخری قسط ادا کر دے گا تو آزاد ہو جائے گا۔ اگر وہ کسب سے عاجز ہو جائے یا اس کو کسے کسے نقد نہیں دے سکتا تو دوبارہ اسی طرح سے غلام ہو جائے گا جیسے غلام ہوا کرتے ہیں۔ یعنی دوبارہ پوری طرح آقا کے اختیار مات اس پر محکم و مسلط ہو جائیں گے۔

تفسیر روز مشرق ص ۴۵ ج ۵ میں کتاب معرکہ الصحابہ۔۔۔ نقل کیا ہے کہ صحیح نامی ایک غلام نے اپنے آقا صلیب بن عبد العزیٰ سے کہا مجھے مکاتب بنانا چاہوں نے انکار کر دیا تو آیت کریمہ وَالَّذِيْنَ يَشْتَرُوا فَتًى يَّكْفُتْ نازل ہوئی، معاملہ آخر میں ص ۴۴ ج ۳ میں بھی یہ واقعہ لکھا ہے اس میں یہ بھی اضافہ ہے کہ آیت نازل ہونے کے بعد صحیح کھڑے ہوا اور اس میں سے تیس روپے اپنے مکاتب کو بخش دیے یہ مکاتب بھی مسلمان تھا جو ہندو تھیں میں شہید ہو ارضی اللہ تعالیٰ مناس کے آقا حضرت صلیب رضی اللہ عنہ بھی صحابی تھے۔

چونکہ آیت میں فَتًى يَّكْفُتْ (مرا کا مبلغ) وارد ہوا ہے اس لئے حضرت عطارد و عمرو بن وہب نے فرمایا ہے کہ اگر غلام اپنی قیمت یا اس سے زیادہ پر مکاتب کا معاملہ کرنا چاہے اور اپنے آقا سے درخواست کرے تو آقا پر واجب ہے کہ اسے مکاتب بنادے اور اپنی قیمت سے کم پر مکاتب بنانے کا مطالبہ کرے تو آقا کو مکاتب بنانا واجب نہیں ہے۔ لیکن اکثر اہل علم نے یوں فرمایا ہے کہ یہ حکم ایجابی نہیں

بے احتساب کیلئے ہے۔ یعنی کلام کے کہنے پر اگر آقا سے کتاب بناوے تو ہجر ہے کہ نہ جانے گا تو کلام نہ ہوگا۔ (آزادی معاشی، ص ۱۷۱)  
 لَنْ يَخْشَوْهُمْ فِي سَاحَتِهِ اِنَّ عِلْفَهُمْ لَبُيْهٌ خِزْرًا اِكْفَرْنَا بِهٖ اَكْفَرْنَا اَنْفُسَ مَكَاثِبِ بِنَاوِ، خَيْرٌ سَے کیا معصرا  
 ہے اس کے بارے میں دو مشورے ہیں اور دوسرا اس شخص سے کہی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص اپنی کتاب  
 نہ منگے نہ بخیرہ انہیں مکتب بنادو اور انہیں اس حال میں نہ چھوڑ دو کہ لوگوں پر بوجھ بن جائیں اور مطلب یہ ہے کہ اس کے اندر اگر مال  
 کا نہ کی حالت اور طریقہ کار محسوس کر دو تو مکتب بنادو یا نہ ہو کہ لوگوں سے مالکے کہ مال بچا کرتے ہیں اور اس سے تمہیں بدل  
 کتابت ادا کریں۔

دو مشورے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کسی کلام کو مکتب نہیں بناتے تھے۔ جب تک یہ نہ کہچہ پڑھتے تھے کہ یہ  
 کیا کر دے تھے اور اس فرماتے تھے کہ اگر یہ کائنات کا اہل نہ ہوتا تو مجھے لوگوں کے سبیل کیلئے لکھانے کا یہی مالک۔ مالک کرنا گناہ۔  
 جب آقا کی کلام کو مکتب بنادے تو اب دو حلال طریقوں پر مال کسب کر کے اپنے آقا کو تحفیں دینا ہے اور انہیں صفات پہلے  
 حدیث گزرا چکی ہے کہ ان تحفوں کی مدد اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لی ہے۔ ان میں سے ایک دو مکتب بھی ہے جس کا ادا بھی کا  
 ادا ہو۔

بعض حضرات نے خیر سے نماز قائم کرنا اور لایا ہے۔ یعنی اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ عبادۃ قائم کریں گے تو تم انہیں مکتب بنادو (دوسرہ معنی  
 معادیم العزیز علی عہدہ) لیکن اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اگر تم کو مکتب بنانا جائز نہ ہو، حالانکہ وہ بھی جائز ہے اور بعض حضرات نے  
 فرمایا ہے کہ خیر سے یہ عبادہ ہے کیا زاد ہو جانے کے بعد وہ مسلمانوں کے لئے معصیت اور ضرر کا باعث نہ بنے اگر کسی کلام کے بارے میں  
 یہ محسوس ہو کہ زاد ہونے کے بعد مسلمانوں کو تکلیف دے گا تو ایسے غیر مسلم کو مکتب نہ بنانا افضل ہے۔ (ازدہنی، ص ۱۵۷، ص ۱۵۸)  
 اس کے بعد فرمایا وَتَوْفُوهُمْ مِنْ شَالِی اللّٰہِ الْغَلْبَیْ تَحَاقُّمٌ (اور انہیں اس مال میں سے دینا جو اللہ نے تمہیں عطا فرمایا ہے اس کے  
 بارے میں صاحب معاشی انکریل نے حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہم اور حضرت امام شافعیؒ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا  
 ہے کہ یہ آقا کو خطاب ہے کہ جسے مکتب بنایا ہے اس کے بدل کتابت میں سے ایک حصہ عطا کر دے اور یہ ان حضرات کے ذریعہ  
 دایب ہے بعض حضرات نے فرمایا ہے اس عطا کر دے یہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے  
 کہ اس عطا کر دے۔ حضرت امام شافعیؒ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے فرمایا ہے کہ اس کی کوئی حد نہیں ہے جتنا چاہے عطا  
 کر دے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک کلام کو تین سو بار اور ہم کے کوفی مکتب بنایا پھر اس کی پانچ سو بار اور ہم چھوڑ دینے  
 حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما یہ طریقہ تھا کہ جب کسی کلام کو مکتب بناتے تھے تو شروع  
 کی کتابوں میں سے ایک عطا نہیں کرتے پھر آخری خط میں سے جتنا چاہتے تھے چھوڑ دیتے تھے۔

آیت بآئی تیسرے میں دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا خطاب عام مسلمانوں کو ہے اور مطلب یہ ہے کہ عبادۃ المسلمین مکتب کی مدد کریں،  
 اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مکتب کو کوئی رقم دینا ضروری ہے کیونکہ سورۃ توبہ میں مصارف ذکر کیا کرتے ہوئے وہی الزام بھی  
 فرمایا ہے۔ (وہذا مکلہ من معادیم العزیز ص ۳۳۳ ص ۳۳۴)

حضرت براد بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دیہات کا آدمی آیا اور اس نے  
 عرض کیا کہ مجھے ایسا عمل بتا دیجئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے آپ نے فرمایا کہ چاہا تو آؤ اور کر دے اور گردن کو چھوڑ دے، اس نے

مرض کیا کہ کیا یہ دونوں ایک شخص ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں! (پھر فرمایا کہ) یہاں کا آؤ اور کہنا ہے کہ تو کسی جان کو (حکام سے) دیا غلی (یا) برا  
 اور اپنی ملکیت سے آؤ اور کہے اور ایک وفد (اور گزراں کا پھڑکانا) یہ ہے کہ تو اس کی قیمت میں دے کرے۔ (متفقہ تصدیق ص ۳۴۳،  
 از تفتی علی شعبہ دین)

علامہ مکرہ صام نے انکس القرآن ص ۳۴۲ ج ۳ میں لکھا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف امام زکریا امام محمد امام مالک  
 امام شافعی نے فرمایا ہے کہ آؤ کہ ہم یہ واجب نہیں ہے کہ مال نکالت میں سے لکھو شیخ کہ اس سے اس پر مجبور نہیں کیا جائے گا بلکہ اگر وہ  
 بکھڑم خود سے کم کر دے تو یہ مستحسن ہے پھر چند وجہ سے ان حضرت کی قول کی تردید کی ہے جنہوں نے اسے فرمایا ہے کہ آؤ کہ ہاں  
 کتابت کا بکھڑم حال کر دیا واجب ہے۔

اس کے بعد فرمایا وَلَا تُحْکِمُوا فِیْہِمْ عَلٰی الْبَغَاۃِ اِنَّ اِزْلٰی تَخْطُبُ اِلَیْہِمْ اُحْرٰضُ الْخَیْرَۃِ اَللّٰہُ (اور اپنی بات میں کوڑا  
 کرنے پر مجبور نہ کرو جبکہ وہ پاکدامن رہتا چاہے تاکہ تم کو یہودی زندگی کا کوئی مال مل جائے) ازمانہ جاہلیت میں لوگ زنا کاری کے جوکر  
 تھے جو میں اس پیش کو اختیار کر کے بدمعاشی کرتی تھیں زنا کاری کے انہوں پر جھڑپے کئے رہتے تھے جس سے لوگ بچنے لیتے تھے کہ  
 یہاں کوئی زنا کار صورت دیتی ہے۔ (مسلم غزالی) جب آؤ اور میں ہی زنا کاری کے پیش سے مال حاصل کرتی تھیں تو اس کے لئے  
 باتیں اور زیادہ استعمال کی جاتی تھیں۔ لوگوں کا یہ طریقہ تھا کہ اپنی بات میں سے کہتے تھے چاہا نہ کہہ پیسے کا کرنا اور زنا کار مردوں کو  
 اصولی پھرتی تھیں اور زنا کاری کی اجازت میں جو پیسے ملتے تھے وہ اپنے آقاؤں کو کر دیتے تھے، جب اسلام کا حکام نازل ہوئے تو  
 زنا کاری کو امر قرار دیا۔ اور زنا کی اجازت کو بھی امر قرار دیا۔ (تفسیر داروہ مسلم عن دفع عن حلیج عن انس رضی اللہ عنہ وسلم  
 قال لمن فکک حبیت ومہر اللہ حبیت وحسب المسلم حبیت) لیکن جن لوگوں کو باتیں کوڑا کاری کے لئے بھیج کر دے مکانے کی  
 عادت تھی انہیں اسلام کا فیصلہ چھانٹنا کہ تفسیر درمنثور ص ۳۶ ج ۵ میں کتب حدیث سے اسکی تصدیق دلیات نقل کی ہیں جن میں یہ بیان کیا  
 ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہاں سے اس کے لئے کہہ دیا کہ اس سے زنا کرنا کہ پیسے کا تھا وہ اب اسلام کا زنا تھا یا  
 تو انہیں زنا کرنے پر مجبور کیا جب انہوں نے انکار کیا تو بعض کو اس نے مارا بھی اور قادی شائد نے آیت پڑھا اور فرمایا وَلَا تُحْکِمُوا  
فِیْہِمْ عَلٰی الْبَغَاۃِ اِنَّ اِزْلٰی تَخْطُبُ اِلَیْہِمْ اُحْرٰضُ الْخَیْرَۃِ اَللّٰہُ (کہ یہودی مال حاصل کرنے کے لئے اپنی بات میں کوڑا پر  
 مجبور نہ کرو اگر وہ پاکدامن رہے گا اور دے کرے۔

اس میں جڑا ٹری الفاظ ہیں کہ اگر وہ پاکدامن رہے گا اور دے کرے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ باتیں پاکدامن نہ رہتا چاہے تو  
 انہیں زنا پر مجبور کرنا چاہئے بلکہ آقاؤں کو زنا پر مجبور اور غیرت والا کا قصود ہے کہ باغی تو پاکدامن رہتا چاہتا ہے اور تم بے غیرتی کے  
 ساتھ انہیں زنا کے لئے مجبور کر دے تاکہ اجرت لینا چاہئے وہ اب جاہلیت والی بات نہیں رہی اب تو ناگہی حرام ہے غوثی اور ضامدی  
 سے ہو یا کسی کی زبردستی سے اور زنا کا حکم بنا اور اس پر مجبور کرنا بھی حرام ہے اور اس کی اجرت بھی حرام ہے۔ چونکہ عبداللہ بن ابی مسلمان  
 نے کاہرہ دارقاسم کے لئے آیت شریفہ میں اِنَّ اِزْلٰی تَخْطُبُ اِلَیْہِمْ اُحْرٰضُ الْخَیْرَۃِ یا کہ باغی زنا سے لگاری ہے اور تو اسے زنا کے لئے مجبور کر دیا  
 ہے۔ یہ کہہ کر اس نے مسلمان بنے۔

پھر فرمایا وَمَنْ یُحْکِمْ فِیْہِمْ فَاِنَّ اللّٰہَ مِنْ مُّتَبِعِیْہِمْ اَحْکَمُھُمْ اُحْکَمُوْا فَاَحْکَمُوْا وَجَنِّمُ (اور جو شخص میں پر زہری کرے تو انہیں مجبور کرنے کے بعد  
 اللہ جہنم والا ہر بیان ہے) مطلب یہ ہے کہ کوڑا میں کوڑا پر مجبور کرنا حرام ہے اگر کسی نے ایسا کیا اور وہ آقا کے جبراً کر دے تو اسے مطلوب ہو کر



یہتدون و یهدوا من الضلالۃ یحون (ایک عالم آخر میں ۳۳۵ سورۃ النور میں ۱۸)

پھر نور، یہ مقل نورہ کھٹکتوۃ قہما مضیخ (اللہ کے نور کی ایسی مثال ہے جیسا یک ماتی ہے جس میں ایک چراغ دکھا ہوا ہے اور وہ چراغ ایسے قندیل میں ہے جو شیش کا بنایا ہوا ہے اور وہ قندیل ایسا صاف شفاف ہے جیسے چمک دار ستارہ ہو۔ چراغ تو خود ہی روشن ہوتا ہے مگر وہ ایسے قندیل میں مل رہا ہے جو شیش کا ہے اور شیش بھی معمولی نہیں اپنی چمک تک میں ایک چمکدار ستارہ کی طرح ہے۔ مگر وہ چراغ میں گل رہا ہے ایک بار سے دھرت کے تیل سے جسے دھن کہا جا ہے۔ دھن کے کس دھرت سے جس تیل کا گیا ہے وہ دھرت گئی ہوئی ایسا عام دھرت نہیں بلکہ وہاں دھرت ہے جو مشرق کے دریا پر ہے نہ مغرب کے دریا پر یعنی اس پر وہ پھر دھوپ پڑتی ہے نہ مشرق کی جانب کوئی آواز ہے نہ اس کی دھوپ کو روکے اور نہ مغرب کی طرف کوئی آواز ہے جو اس جانب سے آئے والی دھوپ کو روکے یہ دھرت کھلے میدان میں ہے جہاں اس پر وہ پھر دھوپ پڑتی رہتی ہے ایسے دھرت کا تیل بہت صاف روشن اور طیف ہوتا ہے کہ لہجے کا گستاخ نہ گئی چھوٹے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایسی نور اور دھوپ مل گئے گا۔ چراغ روشن ہے کہ اس میں کی طرح سے روشنی پھیلنے کے اسباب موجود ہیں۔ یہ سب چیزیں جمع ہو کر نور، نور (روشنی پر روشنی) کی مثال پیدا ہو گئی پتھیر اور ایک مثال صاب سے سوال پیدا ہوتا ہے کہ لکڑے کے جس نور کو مثال نہ کر میں بیان فرمایا ہے اس سے کیا مراد ہے؟ حضرت حسن اور زید بن اسلم نے فرمایا کہ اس سے قرآن کریم مراد ہے اور حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا ہے کہ اس سے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی مراد ہے اور حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس سے دو خود مراد ہے جو مومن بندوں کے دلوں میں ہے وہی نور کے ذریعہ جاہلیت پاتے ہیں جسے سورۃ مزمل میں بیان فرمایا۔ الحسن شرح اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم فہو علی نور فمن رآہ میں بیان فرمایا ہے۔ اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ نور سے مراد نورانی مراد ہے۔ وهو واجبع السی قول ابن مسعود و ابن عباس و اجمع معالم التزیل

صاحب بیان القرآن نے اس مقام پر تفسیر کو واضح کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس طرح مومن کے قلب میں اللہ تعالیٰ جب نور جاہلیت و انہماق سے نور ہوا اس کا خراج قول حق کے لئے دھتلا چلا جاتا ہے اور ہر وقت احکام پر عمل کرنے کے لئے تیار رہتا ہے کہ ہر عمل بعض احکام کا نظم بھی نہ ہو اور۔ کیونکہ ہم تہرجا حاصل ہوتا ہے جیسے وہاں دھن آگ لگنے سے پہلے ہی روشنی کے لئے مستعد ہوتا مومن بھی احکام سے پہلے ہی ان پر عمل کے لئے مستعد ہوتا ہے اور جب اس کو حکم حاصل ہوتا ہے تو نور میں عمل کے لئے تیار ہوا کہ ساتھ نور ہم بھی مل جاتا ہے جسے وہ نورانی قول کہتا ہے جس میں علم صحیح اور کفر و غیور علی نور صادق آجاتا ہے اور جو شخص احکام کا نظم احکام کے بعد اس کو کھٹکا مل جاتا ہے تو وہ کہہ سکتا ہے کہ اس میں علم صحیح کے پایا قول کر لیا اور نہ کہ وہ ایسی خیر اور نہ کہ وہ ایسی آیت میں اس طرح بیان فرمایا ہے الحسن شرح اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم فہو علی نور فمن رآہ (یعنی جس شخص کا یہ نور نے اسلام کے لئے قبول یا قبول اپنے رب کی طرف سے ایک نور پر ہوتا ہے اور ایک جگہ فرمایا قل من نور اللہ ان یتدینہ یشرخ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کہ یرفع من نور اللہ ان یتدینہ یشرخ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم فرمائی، پھر فرمایا شہر جب نور میں داخل کر دیا جاتا ہے تو گھل جاتا ہے عرض کیا کیا رسول اللہ اس کی کوئی نشانی ہے جس کے ذریعہ اس کو پہچان لیا جائے آپ نے فرمایا ہاں دار المسرور (دھوکے کے گھر یعنی دیا) سے نور پتلا اور دار الخلود (عقلانی والے گھر) کی طرف متوجہ ہوا اور موت آنے سے پہلے اس کے لئے تیار کر دیا اس نور کی علامت ہے۔ (مسرحہ)

الہی علیٰ شعب الامعان کما علیٰ المشکو (ص ۳۳۶)

پھر فرما یا ہدی اللہ لکورہ من یشاء (اللہ قصہ چاہتا ہے اپنے نوکر کی بات نہ بتا ہے) اللہ کی جانت ہی سے ایمان بھی خوب ہو ہے اور اہل صالحی بھی توفیق ہوتی ہے۔ اور جس کو کرم معامات اور اہل صالحی اختیار کرنے کی آسانی ہو جاتی ہے جس بھی دل کے ایک جذبات کا تابع ہو چاہے اردووں اور اہل صالحی میں لذت محسوس ہونے لگتی ہے۔

وینضرب اللہ الاضلال للناس (اور اللہ لوگوں کے لئے خطائیں پھان فرما دیتا ہے) تاکہ ان کے دلوں میں مہلک محسوس چیزوں کی طرح کچھ محسوس آجائیں۔

واللہ یحکم فی شئی وعلینہ (اور اللہ ہر چیز کا جائز و ناجائز ہے) سب کے اعمال و احوال اسے معلوم ہیں اپنے علم و قدرت کے موافق ہر امر اسرارے گا۔

فَیُبَیِّنْ اِذْنَ اللّٰهِ اَنْ تُزْفَعَ وَیُذْکَرَفِیْہَا اِسْمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْہَا بِالْعُدُوِّ وَالْاَصَالِ ۝

ایسے احوال میں جس کے بارے میں اللہ نے حکم (اے کون کا آپ کیا ہے اور ان میں اللہ کا کیا نام ہے) اپنے نام کی شان اللہ کی ذاتی جان کرتے ہیں یہاں لفظ تلمیذہم تجارت و لا بیع عن ذکر اللہ و اقامہ الصلوٰۃ و ایتاء الزکوٰۃ یعنی فہون انہیں اللہ کی یاد ہے اور اللہ جانتے سے ہر ذکوٰۃ دینے سے، ہر آدمی ہر فریضہ و عید کرنا غلط نہیں سمجھتا، وہ اس دن سے

یَوْمًا تَشْتَقِبُ فِیْہِ الْغُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ لِیُخْرِجَہُمْ اللّٰہُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ یَزِیْدَہُمْ مِنْ فَضْلِہٖ ۝

دوست ہیں جس دن اور آنکھیں بند ہو گئی۔ تاکہ اللہ ان کے اعمال کا اللہ سے عطا ہوا ہے اور سبھ شخص سے نہیں دوسری

فَضْلِہٖ ۝ وَاللّٰہُ یَزِدُّکَ مِنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝

لہا دے اور اللہ قصہ چاہتا ہے (اسما) بزرگی دے۔

نیک بندے قیامت کے دن دُرتے ہیں بیخ اور تجارت کے اشغال انہیں اللہ کے ذکر سے اور اقامت صلوٰۃ و ادا کی زکوٰۃ سے غافل نہیں کرتے

ان آیات میں مساجد اور اہل مساجد کی فضیلت بیان فرمائی ہے فقط یعنی قوت و جادہ کہ وہ جس سے متعلق ہے جس میں مختلف اقوال ہیں مگر ہر ملین میں ہے کہ یہ صبح سے متعلق ہے جو اس سے متاثر ہے اور مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگ جنہیں اللہ کے ذکر سے ہر نمازہ تم کرنے سے اور ذکوٰۃ کرنے سے تجارت اور مال کی فروختی غفلت میں نہیں آتی ایسے گھروں میں صبح شام اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں جن کے بارے میں اللہ نے عہد دیا ہے کہ ان کا آپ کیا جائے اور ان میں اللہ کا ذکر کیا جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان گھروں سے کہہ دیں کہ وہ (کما صلیع عند مسلم وما اجتماع قوم فی بیت من بیوت اللہ یظنون بحسب اللہ الحدیث) اللہ تعالیٰ رحمۃ اللہ علیہ معاملہ احوال میں لکھتے ہیں کہ صبح و شام اللہ کا ذکر کرنے سے پانچوں نمازیں مرو ہیں۔ کیونکہ نماز فجر صبح کے وقت ادا کی جاتی ہے اور رات کی نمازیں دن و رات کے بعد ادا کی جاتی ہیں لہذا اصحابی اہل کی جمع ہیں بلکہ مصر مغرب اور وسط

چاندن نمازوں پر صدق آتا ہے اور بعض علماء نے فرمایا اس سے قرآن و مصرکی نمازیں مراد ہے۔ (اسی طرح معاصم القبول) تحریر جلالین نے پہلے قرآن کو ایسا ثابت نہیں کرتے کہ یہ اس سے ہوئے لکھا ہے کہ العشاء یامن بعد الطور والی۔

خود اپنی نماز میں مراد یہ کہ صرف قرآن و مصر مراد لی جائے ہر صورت آیت کہ میں میں نمازوں کی تعریف فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ مسجد میں وہ لوگ اندکی صحیح بیان کرتے ہیں جنہیں جہالت اور طریقہ فروخت اندکی یاد سے دوری زکاۃ قائم کرنے سے دور کو قاردا کرنے سے نہیں دیتی وہ ان کی ضرورت کے لئے جہالت میں مشغول تھے جو جانتے ہیں لیکن ہزار میں ہوتے ہوئے جہالت کی مشغولیت کو پیچھے رکھ کر ان کے لئے مسجد میں حاضر ہو جاتے ہیں۔ معاملہ اشرا علی میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ ہزار میں موجود تھے نماز کا وقت ہو گیا تو لوگ کھڑے ہوئے اور اپنی اپنی دکانیں بند کر کے مسجد میں داخل ہو گئے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا کہ انہیں لوگوں کے بارے میں آیت کریمہ وَمَا لَئِيْلٰہُمْ تَجَاوَزُوْا وَلَا يَمِيْعُ عَنْ ذٰکُو اللّٰہِ وَالْہٰمُ الطُّلُوْۃُ نازل ہوئی۔

جہالت اور فرقہ وارانہ وقت کے اوقات میں نمازوں کے اوقات آ جی جاتے ہیں اس موقع پر خصوصاً عصر سے وقت میں جبکہ کسی حالت روزہ نماز اور نیکو اور یا خوب چاند مارکت میں پیچھے ہوں اور گاہیک پر گاہیک آ رہے ہوں گا وہ یا چھوڑ کر نماز کے لئے انھیں اور پھر مسجد میں جا کر نہ صحت کے ساتھ اور اگر کچھ آ کر کے لئے نہ تھے انتقام کا وقت ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو مال کی محبت سے مضروب نہ ہوں اور نماز کی محبت انھیں دکان سے اٹھا کر مسجد میں حاضر کر دے۔

اَقَامَ الطُّلُوْۃُ کے ساتھ وَاَقَامَ الزَّكٰوۃُ بھی فرمایا ہے اس میں ایک تا جزیں کی دوسری صفت بیان فرمائی اور وہ یہ کہ لوگ جہالت و کفر سے جس سے دل حاصل ہوتا ہے اور عوامی مال کا ہونا ہے کہ اس پر زکاۃ کا فرض ہو جاتا ہے۔ مال کی محبت انھیں زکاۃ کی ادا کی سے باز نہیں کرتی، جتنی بھی زکاۃ قرض ہو جائے حساب کر کے ہر سال اصول شریعت کے مطابق مصارف زکاۃ میں خرچ کر دیتے ہیں۔

اور حقیقت یہی طرح صحیح حساب کر کے زکاۃ ادا کرتا بہت اہم کام ہے جس میں اکٹرا پیسے والے مل جاتے ہیں۔ یہاں سے لوگ تو زکاۃ دیتے ہی نہیں اور بعض لوگ دیتے ہیں لیکن حساب کر کے چوری نہیں دیتے اور بہت سے لوگ اس وقت تک تو زکاۃ دیتے ہیں جب تک تصور مال واجب ہو۔ لیکن جب یہ مال کی زکاۃ قرض ہو جائے تو چوری زکاۃ دینے پر جس کو تادہ کرنے سے صبر ہوتا ہے جس ایک ہزار میں سے کچھ سو روپیہ نکال دیں چار ہزار میں سے ۳۳ روپیہ لے سکیں۔ جس کو نہیں کھتا لیکن جب انھوں ہو جاتے ہیں تو جس سے مطلب ہو جاتے ہیں اس وقت سوچتے ہیں کہ اسے احتیاجیادہ کیسے نکالوں؟ مگر یہ نہیں سوچتے کہ جس ذات پاک نے یہ مال دیا ہے اس نے زکاۃ دینے کا حکم دیا ہے اور یہ بھی کہ اگر ۱۰۰ روپیہ میں اصالۃ روپیہ جس نے تنہا یا وہ خالق اور پاک ہے اور اسے یہ بھی اختیار ہے کہ چوری مال خرچ کر دینے کا حکم فرمادے اور وہ بھیجے کہ ہر مال کو پاک کرنے پر بھی قادر ہے بلکہ زکاۃ ادا کرنے میں ثواب بھی ہے اور مال کی حفاظت بھی ہے یہ سب باتیں مومنین غفلتیں کی جی بھٹس آتی ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْا اَطِيعُوْا فِیْہِ الطُّلُوْۃَ وَالْاَقِیْمُوْا (یہ لوگ اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن دل اور انھیں امت پلٹ ہو گئے) اور جن حضرات کی تعریف فرمائی کہ انہیں جہالت اور فرقہ وارانہ وقت اندکی یاد سے دور نماز قائم کرنے اور زکاۃ ادا کرنے سے نہیں دیتی ان کا ایک اور صفت بیان فرمایا جس پر تمام اہل صالحیہ کا اور منکرات و مکررات کے چھوڑنے کا دوا ہے۔ بات یہ ہے کہ جن لوگوں کا آخرت پر ایمان ہے اور وہ ان کے حساب کی خوش گواہیتیں ہے اور لوگ نیکیاں بھی اختیار کرتے ہیں مگر انہوں سے بھی بچتے ہیں اور انہیں اپنے اعمال پر





[illegible]

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَصَابَهُمُ الْبَغْضَاءُ فَتَقَبَّلُوهُمْ يُخَسِّبُهُ السَّلاَمُ مَا هِيَ إِلَّا إِنْفِاسٌ مِنْ عَمَلٍ قَاتِلٍ يُقْتَلُ فِيهَا نِسَاءٌ مُؤْمِنَاتٌ لَمْ يَبْغُوا زِينًا فَهَرَسْنَ لَهُمْ فِي أَسْرِهِمْ هُنَّ رِجَالٌ لَمْ تَحْزَنْنَ وَالْوَالِدَاتُ كَانَتْ هُنَّ آيَةً لِلْعَالَمِينَ

وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْجُو فَلْيَنْجُو إِلَى اللَّهِ إِنَّهُ لَظَوْرٌ قَبَالَهُ مِنْ نُورِهِ

2010-2011

کافروں کے اعمال و ریت کی طرف سے ہیں جو دور سے پانی معلوم ہوتا ہے

اہل ایمان کے اہل حق کی جڑا جانے کے بعد ان فہم کے اہل کا تذکرہ درج ذیل صورت میں ان کے منافع سے محرومی کا تجربہ کرنے کے لئے دو مثالیں دی جا رہی ہیں۔ ایک طرف ان میں سے اہل حق کے ہیں۔ دوسری طرف ان میں سے ہیں۔ جو ان کو نکالتے ہیں۔ یہ دونوں ہی کے میں میں آتا: اگلے میں مسافر خانے کے حالات ہیں۔ آئینہ کھدائی میں اور پانی کی سٹینڈنگ دکھاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اس سے ہمیں موت کے بعد کو کوئی فائدہ نہیں کہ اس ملائی کو کوئی کام کرنے کے لئے دو مثالیں دی جا رہی ہیں۔ پہلی مثال یہ ہے کہ ایک شخص بیاسا ہو اور اس سے مراد یعنی ریت کو دیکھنے اور اسے پکچھے پانی ہے (ختم و پیر کے وقت انگوٹوں کے پتھریں میں انہوں میں سے اس سے ریت پانی معلوم ہوتا ہے) اب دوسری جہد میں پانی کی طرف چلا جائے گا تو اس کا خیال تھا اس کے مطابق کچھ بھی نہ ہو جائے تو ریت نکلا (جو ختم و پیر میں اس کے ساتھ ہے) اس طرف اس بیاسا کے گمان جھوٹ نکلا اسی طرح ان کا خیال کہ پانی کی صورت میں وہ اگلے اہل کرتے ہیں یہ موت کے بعد ان کو نکالتا ہے۔ اگلے غلام ہے کہ اس اہل صالحہ کے طریقہ

مذہب کے لئے ایمان شرا ہے اور یہ سچیں کے کوئی عمل کاٹے ایک کھجور کا پتہ کہو کی مانند نہ پہنچا۔ کھسکا حال تعالیٰ وقہ فضائی  
 سامعہ غلوا اور غفل فعلہا عیا ذہا غلوا (اور یہاں کے اہل کی طرف متوجہ ہوئے سوچا دیا کریں گے، جیسے یہ بیان غلہ)

تین اہل حق کی طرف سے اقبال کا (جو بظاہر ایک ہوں) مانگنا نہ کیجیں فرمایا کہ اہل باغی میں وہ ہے۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بادشاہ کو کسی مومن پر ایک سگ کے بارے میں بھی غصہ نہیں فرمائے گا دنیا میں بھی اس کا بدلہ دے گا پھر آخرت میں بھی اس کی جزا دے گا لیکن کافر جو نیکیاں اللہ کے لئے کرتا ہے دنیا میں اس کا بدلہ دے دیا جاتا ہے یہاں تک کہ دنیا پر اسے ملے گا تو اس کی کوئی بھی نیکی نہ رہے گی جو کسی شخص کا اسے بدلہ دیا جائے۔ (۱۰۰/۱)

وَوَحَّدَ اللَّهُ عَدُوَّهُ فَوَفَّاهُ حَسْبُهُ (اور اس نے اللہ اپنے گمراہوں کے پاس پڑا ہوا اس نے اس کا حساب چار کر دیا) یعنی اپنے میں اس کے اہل کفر کا بدلہ دیا پھر ان کا کفار صاحب معاملہ القرباں ص ۳۳۹ ج ۳ و وجد اللہ عَدُوَّهُ اِی عَدُوَّهُ عَدُوَّهُ فَوَفَّاهُ حَسْبُهُ اِی جَزَاءَهُ عَمَلُهُ اور

وَقَالَ صَاحِبُ الشُّرُوحِ ص ۸۹ ج ۱۸ و قیل و وحَّد اللہ تعالیٰ محاسباً اِیہ الا ان العَدُوَّیَہَ مَعْنٰی الحَسَابَ الذِّکْرُ الشُّوْبِہَ بعدہ بقولہ سبحانه فَوَفَّاهُ حَسْبُهُ اِی اَعْطَاهُ و اِیَّاہُ کَامَلًا حَسَابَ عَمَلِهِ و جَزَاءَهُ اِی اَوَّلَہِ حَسَابِہُ بَعْرُ صِ الْکِتَابِ مَالِہِ۔

وَاللَّهُ سَرَّیْعُ الْحِسَابِ اور اللہ جلدی حساب لینے والا ہے یعنی اسے حساب لینے میں دیر نہیں لگتی اور ایک کا حساب کرنا دوسرے کا حساب لینے سے مبالغہ نہیں ہے۔

کافروں کے اقبال کی دوسری مثال بیان کرتے ہوئے اور شاندار مایاؤں کے غلط حساب طعن مغیرہ لکھنؤ میں کچھ جیسے بہت سی اندھیروں پر ہے کہ گمراہوں کے اندھروں کی حوصلہ میں ہیں اور اس سلسلہ کو ایک بڑی سوچ نے ڈھانک لیا ہے پھر اس سوچ کے اوپر دوسری سوچ ہو پھر اس کے اوپر بادل ہو نیچے ہو پھر اندھیریاں ہی اندھیریاں ہیں۔ اگر کوئی شخص ادراک کی تہ میں ہو جہاں مذکورہ اندھیریاں اور اندھیریاں ہوں اور اپنا ہاتھ نکال کر دیکھنا چاہے تو وہاں اس کے اپنے ہاتھ کے دیکھنے کا ذرا بھی اقبال نہیں۔ اسی طرح کافر بھی خدا کو پکب اندھیریاں میں ہیں وہ سمجھ رہے ہیں کہ ہمارے اقبال کا چہرہ نکلا گا مگر اس کا کچھ بھی اچھا نہ نکلتا ہے۔

مفسر ابن کثیر (ص ۶۹۹ ج ۳) فرماتے ہیں کہ پہلی مثال ان کافروں کی ہے جو جمل مرکب میں مبتلا ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے اقبال ہمارے لئے اللہ ہے مگر اور دوسری مثال ان لوگوں کی ہے جو جمل امیدا میں مبتلا ہیں۔ یہ دونوں ہیں جو کفر کے سرخشاں کے عقیدہ ہونے کی وجہ سے کافر ہیں انہیں کچھ پتہ نہیں کہ ہمارے خدا کا کیا حال ہے اور وہ کس کہاں ہے جانتے گا۔ اب اس سے پتا چھا جائے کہ کون کہاں ہار بیٹھتا ہے کہ کون اپنے سر ہاروں کے ساتھ ہیں پھر اب پتا چھا جاتا ہے کہ وہ انوکھ کہاں جا رہے ہیں تو کہتے ہیں کہ کس پتہ نہیں۔ اور بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ پہلی مثال ان لوگوں کی ہے جو صوفیہ کے بعد وہ اب نئے سے کافر ہیں اور وہیں سمجھتے ہیں کہ ہمارے یہ اقبال ہمارے لئے اللہ ہے مگر اور دوسری مثال ان کافروں کی جو حقیت و آراء غلط کو مانتے ہیں کہیں اور وہ اقبال کی بارگاہ کے منکر ہیں۔ ان کے پاس وہی نور بھی نہیں (جبکہ پہلے قسم کے کافروں کے پاس ایک وہی اور خیالی نور تھا) سو جن لوگوں نے آخرت کے لئے کوئی عمل نہ کیا ان کے لئے تو اس غلطی کی غلطی ہے۔

مفسران کثیر نے غلطاً "بعضہا لائق بعضی" کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت امی بن کعب رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ کافر کوئی اندھیریاں میں ہے اس کی بات غلط ہے اس کا عمل غلط ہے اس کا اندھ ہانا (ظہور میں داخل ہونا) غلط ہے اور اس کا کچھ غلط ہے اور حقیت کے اندھ اندھ میں داخل کر دیا جائے گا۔

[illegible]

الْمُرْتَدَّانِ اللَّهُ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرِ صَلَّيْ كُلُّ قَدْرٍ

اسے طلب یہ تو نہیں، بلکہ وہ سب اعلیٰ اچھے ہیں کرتے ہیں اور انہوں میں ہرگز نہیں ملے جیسا کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک نے اعلیٰ

عِلْمَ صَلَاحَةٍ وَتَسْبِيحَةٍ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَتَعَلَّلُونَ ﴿٢٠﴾ وَيَسْأَلُكَ الْمَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَإِلَى

نہ نہ، آج وہ نہیں رہا ہے، اور جن کاموں کو انہوں نے کرتے ہیں انہیں وہ بنا ہے۔ اور اللہ ہی کے لئے ملک ہے۔ انہوں نے کاموں میں ان کے لئے کی طرف

اللَّهُ الْمُبْدِي ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُرْسِلُ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ

لوگوں کو یہ کہنا ہے کہ صاحبِ ہاتھ نہیں، لیکن ان کا قول کوہِ قاف ہے۔ میری زبانوں کو اچھا لگتا ہے کہ میں اس کتاب پر توجہ دے رہا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ وہ

يَخْرُجُ مِنْ خَلْقِهِ، وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ

وہ اپنے آپ کو سچا مومن سمجھتا ہے۔ لیکن اس کے دل میں تو کفر کا بیج بکھرا ہوا ہے۔

الماء واليابس والحيوان والنبات والجمادى الأولى والثانية

1. 2. 3. 4. 5. 6. 7. 8. 9. 10. 11. 12. 13. 14. 15. 16. 17. 18. 19. 20. 21. 22. 23. 24. 25. 26. 27. 28. 29. 30. 31. 32. 33. 34. 35. 36. 37. 38. 39. 40. 41. 42. 43. 44. 45. 46. 47. 48. 49. 50. 51. 52. 53. 54. 55. 56. 57. 58. 59. 60. 61. 62. 63. 64. 65. 66. 67. 68. 69. 70. 71. 72. 73. 74. 75. 76. 77. 78. 79. 80. 81. 82. 83. 84. 85. 86. 87. 88. 89. 90. 91. 92. 93. 94. 95. 96. 97. 98. 99. 100. 101. 102. 103. 104. 105. 106. 107. 108. 109. 110. 111. 112. 113. 114. 115. 116. 117. 118. 119. 120. 121. 122. 123. 124. 125. 126. 127. 128. 129. 130. 131. 132. 133. 134. 135. 136. 137. 138. 139. 140. 141. 142. 143. 144. 145. 146. 147. 148. 149. 150. 151. 152. 153. 154. 155. 156. 157. 158. 159. 160. 161. 162. 163. 164. 165. 166. 167. 168. 169. 170. 171. 172. 173. 174. 175. 176. 177. 178. 179. 180. 181. 182. 183. 184. 185. 186. 187. 188. 189. 190. 191. 192. 193. 194. 195. 196. 197. 198. 199. 200. 201. 202. 203. 204. 205. 206. 207. 208. 209. 210. 211. 212. 213. 214. 215. 216. 217. 218. 219. 220. 221. 222. 223. 224. 225. 226. 227. 228. 229. 230. 231. 232. 233. 234. 235. 236. 237. 238. 239. 240. 241. 242. 243. 244. 245. 246. 247. 248. 249. 250. 251. 252. 253. 254. 255. 256. 257. 258. 259. 260. 261. 262. 263. 264. 265. 266. 267. 268. 269. 270. 271. 272. 273. 274. 275. 276. 277. 278. 279. 280. 281. 282. 283. 284. 285. 286. 287. 288. 289. 290. 291. 292. 293. 294. 295. 296. 297. 298. 299. 300. 301. 302. 303. 304. 305. 306. 307. 308. 309. 310. 311. 312. 313. 314. 315. 316. 317. 318. 319. 320. 321. 322. 323. 324. 325. 326. 327. 328. 329. 330. 331. 332. 333. 334. 335. 336. 337. 338. 339. 340. 341. 342. 343. 344. 345. 346. 347. 348. 349. 350. 351. 352. 353. 354. 355. 356. 357. 358. 359. 360. 361. 362. 363. 364. 365. 366. 367. 368. 369. 370. 371. 372. 373. 374. 375. 376. 377. 378. 379. 380. 381. 382. 383. 384. 385. 386. 387. 388. 389. 390. 391. 392. 393. 394. 395. 396. 397. 398. 399. 400. 401. 402. 403. 404. 405. 406. 407. 408. 409. 410. 411. 412. 413. 414. 415. 416. 417. 418. 419. 420. 421. 422. 423. 424. 425. 426. 427. 428. 429. 430. 431. 432. 433. 434. 435. 436. 437. 438. 439. 440. 441. 442. 443. 444. 445. 446. 447. 448. 449. 450. 451. 452. 453. 454. 455. 456. 457. 458. 459. 460. 461. 462. 463. 464. 465. 466. 467. 468. 469. 470. 471. 472. 473. 474. 475. 476. 477. 478. 479. 480. 481. 482. 483. 484. 485. 486. 487. 488. 489. 490. 491. 492. 493. 494. 495. 496. 497. 498. 499. 500. 501. 502. 503. 504. 505. 506. 507. 508. 509. 510. 511. 512. 513. 514. 515. 516. 517. 518. 519. 520. 521. 522. 523. 524. 525. 526. 527. 528. 529. 530. 531. 532. 533. 534. 535. 536. 537. 538. 539. 540. 541. 542. 543. 544. 545. 546. 547. 548. 549. 550. 551. 552. 553. 554. 555. 556. 557. 558. 559. 560. 561. 562. 563. 564. 565. 566. 567. 568. 569. 570. 571. 572. 573. 574. 575. 576. 577. 578. 579. 580. 581. 582. 583. 584. 585. 586. 587. 588. 589. 590. 591. 592. 593. 594. 595. 596. 597. 598. 599. 600. 601. 602. 603. 604. 605. 606. 607. 608. 609. 610. 611. 612. 613. 614. 615. 616. 617. 618. 619. 620. 621. 622. 623. 624. 625. 626. 627. 628. 629. 630. 631. 632. 633. 634. 635. 636. 637. 638. 639. 640. 641. 642. 643. 644. 645. 646. 647. 648. 649. 650. 651. 652. 653. 654. 655. 656. 657. 658. 659. 660. 661. 662. 663. 664. 665. 666. 667. 668. 669. 670. 671. 672. 673. 674. 675. 676. 677. 678. 679. 680. 681. 682. 683. 684. 685. 686. 687. 688. 689. 690. 691. 692. 693. 694. 695. 696. 697. 698. 699. 700. 701. 702. 703. 704. 705. 706. 707. 708. 709. 710. 711. 712. 713. 714. 715. 716. 717. 718. 719. 720. 721. 722. 723. 724. 725. 726. 727. 728. 729. 730. 731. 732. 733. 734. 735. 736. 737. 738. 739. 740. 741. 742. 743. 744. 745. 746. 747. 748. 749. 750. 751. 752. 753. 754. 755. 756. 757. 758. 759. 760. 761. 762. 763. 764. 765. 766. 767. 768. 769. 770. 771. 772. 773. 774. 775. 776. 777. 778. 779. 780. 781. 782. 783. 784. 785. 786. 787. 788. 789. 790. 791. 792. 793. 794. 795. 796. 797. 798. 799. 800. 801. 802. 803. 804. 805. 806. 807. 808. 809. 810. 811. 812. 813. 814. 815. 816. 817. 818. 819. 820. 821. 822. 823. 824. 825. 826. 827. 828. 829. 830. 831. 832. 833. 834. 835. 836. 837. 838. 839. 840. 84

ہے۔ اور ان سے کہا جائے کہ جو کچھ ہے، اس کی بی بی یا باپ کی اکلوتی قوم کے لئے دے دیں۔ اور وہ لوگ ہرگز نہیں مانیں گے۔

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ۝ وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِنْ مَّاءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي

میری خیریت ہے آگاہوں کے لئے۔ لکھنے والے چاند، رانی سے پورا غلطی بھر میں جس شخص کا تیرا جو

عَلَيْكُمْ وَسَلَّمَ وَآلِهِمْ وَأَزْوَاجُهُمْ وَأَهْلِيهِمْ أَجْمَعِينَ

١٠٠٠

اے کی ہے وہی کہ جس میں وہی ہے

إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٥٠﴾

برای مشاهده جزئیات بیشتر، لطفاً به صفحه ۱ مراجعه کنید.

آپ کا نام: \_\_\_\_\_

[illegible]

برایک واپسی اپنی مارتہ ساریفہ علوم ہے

ان آیات میں اللہ اس مقام کی قدرت کے اس مظاہرہ کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جس نے ان لوگوں کو جو اس کے قہر سے ہیں ان میں سے کس

سروے کا نام: **پاکستان کے نوجوانوں کی رائے**۔



اس کے بعد اشارہ فرمایا اللہ تعالیٰ ان اللہ یزید حقاً صحابہ (آئینہ) اس میں عالمی ہستی کے بعض شرائط کا ذکر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک یاں اور دوسری یاں کی طرف چلا جائے پھر اس سب کو آہ میں ملا دیتا ہے پھر اس کو تہہ پر تہہ جمانے کے بعد اس میں سے بارش نازل فرماتا ہے اس لئے کہ تہہ تو زمین ہے اس کے درمیان سے بارش نکل رہی ہے اور جب اس کی حیثیت ہوتی ہے تو انہیں یاںوں کے ذریعے سے حصوں میں سے جو چہ زمین کے ماتھ میں اوپر سے ملتا ہے۔ یہ سب کے سب خدا کا کرم ہوتا ہے جس کی یاں یاں کو محفوظ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہائی نفسان پہنچاتا ہے تو ان یاںوں کو آہی ہا سہ یا کثیرہ تکمیل شرائط سب بنا دیتا ہے۔

لَمَّا رَأَىٰ صَاحِبُ الرُّوحِ الْمُنِيِّ تَفْسِيرَهُ قَوْلَهُ تَعَالَىٰ: ﴿وَمِنْ أَمْرٍ مِّنَ الْأَمْرِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾ قَالَ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ»

تنبیہ الحجاب فی العظم و المراد بها قطع الحساب

بعض مرتبہ ہاتھوں میں نکل پڑا ہوتا ہے جس کی ہلک بہت تیز ہوتی ہے یہاں مطلق ہوتا ہے کہ ابھی تو کھوس کی دیوالی کا چمکے لے لی۔ اس کا یہ امر مانا ابھی اتنے تھک لی کے شرط تہ میں سے ہے۔ اس کے ذریعہ اسوات بھی ہو پائی ہیں اتنے تھک لی ہی جس کو چاہتا ہے ہو جاتا ہے۔

انہی حیرتوں میں سے ایک اور یہ کہ ان کا پتلا بھی ہے جو صرف اندہ قلبی کی مشیت سے رہتا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ بے شک حلقہ اللہ  
والہندوار (اندہ قلبی) اس طرح کو پہنچاتا ہے کہ اس کا دل اس کا حلقہ خود ہی اختیار کرتا ہے اور وہ اس کے طبع کو ابھار دیتا ہے کہ وہ اس کے  
آپ کی اندہ قلبی کی تحقیق سے اندہ کے جو طبع کو ابھار دیتا ہے کہ اس کا دل اس کا حلقہ خود ہی اختیار کرتا ہے۔

ان میں ثالث لطیفہ لاولی الانصار (پادشاہ میں آنکھوں والوں کے لئے صبر ہے) اور شخص ثالثی مقلد الجمال (بیسے سے کام لے کر اللہ تعالیٰ کی تخلیق و تدبیر کے مطابق اپنے آپ کو لے کر اللہ تعالیٰ کی تعظیم و تہلیل طور سے سمجھیں) آپ نے کی اور میں نے اپنے لئے ہے کہ آپ کو شکر و تحسین کرنا اور حق تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہی رہے گا۔

[illegible]

ان اللہ علیٰ نکتی شیء و فیہ (ہر شے اللہ ہی پر مبنی ہے) جس کو یہاں چاہی اللہ و ما شاء اللہ کلی و عالی بشارت ہوگی۔ یہاں جو انسان یہ سمجھتا ہے کہ بعض چیزوں کے بارے میں سمجھا جائے کہ ان کو اللہ و اس کے نفع سے دور حضرت آدم علیہ السلام کو شی سے بچا دیا گیا تو کوئی ماں باپ بھی نہیں ان کا ایک جواب تو ہے کہ یہ یہاں اللہ تعالیٰ و اعلیٰ حضرت علیہ السلام کے استیصال فرمایا ہے مطلب ہے کہ عام طور سے جو انسان اور چاروں کو سمجھتا ہے وہاں کی تخلیق اللہ سے ہے مگر بعض حضرات نے دوسرا

جواب دے اور وہ ایک دفعہ تو نے پانی کو پیرا فرمایا کہ اس میں سے کھنکھ کو آگ بنا دیا جس سے جنت پیرا کر کے کھنکھ کو بھی جلا دیا اور اس سے انسان کو پیرا فرمایا اور کھنکھ کو حصہ بنا دیا اس سے فرشتے پیرا کر کے اور جنتی مخلوق کو جلا دیا آئی ہے اس کے بعد میں کسی نے کسی طرح پانی کے جوہر کا جوہر ہے۔ (میں) حاملہ عریض میں ۳۴ دن ۳۵ روز تک دعا کرتی رہی (۱۸)

لَقَدْ اَنْزَلْنَا اٰیٰتٍ مُّبٰیِّنٰتٍ ۚ وَ اللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ ۝ وَيَقُولُوْنَ

ہم نے ان کو آیتوں کی جو ہماری ہدایت کرنے میں ہیں، اور اللہ جس کو چاہے صراطِ مستقیم پر ہدایت فرماتا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالرُّسُوْلِ ۚ وَ اطَعْنَا سَمَّ يَتَوَلٰۤى فِرْقٰنٌ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ وَ مَا اُولٰٓئِكَ

کہ ہم اللہ پر اور رسول پر ایمان لائے اور ہم نے اطاعت فرمائی جو اس نے ہمارے لیے ہدایت فرمائی ہے۔ لیکن ان میں سے ایک فرقہ نے گمراہی کر لی ہے اور وہ کہتے ہیں

بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَ اِذَا دُعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَ رُسُوْلِهِ لِيَحْكَمْ بَيْنَهُمْ اِذَا فِرْقٰنٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝

مومنوں کی طرف۔ جب ان کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے حکم دیا جائے کہ ان میں سے کون سا فرقہ درست ہے تو ان میں سے ایک فرقہ الٹ جاتا ہے۔

وَ اِنْ يَكُنْ لَّهٗمُ الْحَقُّ يَنْفَرُوْا اِلَيْهِ مُذْعِبِيْنَ ۝ اَفِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمْ اَرٰنَاۤ اَنْۢ نَّحْكُمَ

اور اگر ان کا کوئی حق ہو تو ان کی طرف فرما دیا کرتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں۔ آئیے۔ کیا ان کے دل میں مرض ہے یا ہمیں کتب ہے جس میں اللہ کا قول ہے

اَنْ يَّحْكُمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرُسُوْلُهُۥ ۚ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ ۝

کہ ان کو اللہ اور اس کے رسول پر حکم کرنا چاہیے۔ اللہ کا قول ہے کہ ان کو سزا دینا چاہیے۔

مناقضوں کی دنیا طبعی، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ

کی اطاعت سے انحراف اور قبول حق سے اعراض

یہ بات آیت میں سے پہلی آیت میں یہ ارشاد فرمایا کہ ہم نے واضح آیات اور کلمہ کلمہ کی کتابیں نازل فرمائی ہیں جو حق اور حقیقت کو واضح کرنے والی ہیں جو عقل و فہم سے کام نہیں لیتا۔ وہ بالکل سے غلط فہمیوں اور غلط فہمیوں کی سادہ سی اختیار رکھتے ہیں، جتنا ہے اور اللہ جسے چاہے سیدھے راستہ کی جانب سے دیتا ہے۔ اس کے بعد جو چار آیات ہیں ان کو سمجھنے کے لئے مفسرین کے بعض واقعات کو سمجھنا چاہیے ایک اور واقعہ ہم سورہ نساء کی آیت اللہ تعالیٰ یوسف علیہ السلام کی تفسیر کے اہل میں بیان کر چکے ہیں، دوسرے نام مرفوع کا قصہ ہے۔ ایک اور واقعہ مفسرین نے ان آیات کے اہل میں لکھا ہے۔ صاحب روح المعانی سمجھتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ دہن اہل سے ایک زمین کے بارے میں بحث فرمادیا تو انہوں نے آپ کی طرف سے زمین کو تقسیم کر لینے کے بعد مضبوطی سے کہہ کر اپنی زمین لے لی، حضرت علی پر راضی ہو گئے بیچ کر لیں ہو گئی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قیمت پر لا مضبوطی سے زمین پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد کسی نے علی کو کہہ دیا کہ تو نے یہ نقصان کا سودا کیا ہے۔ یہ سود زمین ہے اور اس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ دہن سے کہا کہ آپ اپنی زمین دیکھیں اس لیے کہ ایک زمین اس سود سے پر راضی نہیں تھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ دہن فرمایا کہ تو نے اپنی حق سے یہ معاملہ کیا ہے اور اس زمین کا حال جانتے ہوئے تو نے خرید لیا ہے۔ مجھے اس کا ادب نہیں کہ حضور نہیں ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ میں ہم دونوں رسول اللہ

کسی اللہ سے کہ جس کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا قصہ عرض کریں، اس پر وہ کہنے لگا کہ میں تم (ایہ اسلام) کے پاس نہیں جا سکتا، میری خدمت میں آؤ اور مجھے دے دو، کہ وہ فیصلہ کرنے میں بھی پر غم نہ رہیں، اس پر آیت ہلا نازل ہوئی، چنانچہ وہ شخص منہ لپی تھا اس لئے اس نے نہ دیا، اب وہ منہ لپی کی حالت میں رہا، اور چونکہ وہ یقیناً آپس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ہی تھے اور عمل کی طرف سے تھے، لہذا ایک دوسرے کا تھا، انہی کو کہتے تھے اس لئے آیت شریفہ میں طرز بیان اس طرح اختیار فرمایا کہ سب منافقین کو شامل فرمایا، مشرکین کثیر نے حضرت مسیح (ع) اللہ علیہ سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ جب منافقین میں سے کسی سے گفتگو نہ ہو، چنانچہ انہوں نے اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست کی کہ وہ اسے یقیناً ہوتا کہ آپ یہ سے ہی حق میں فیصلہ فرمائیں، سچا حاضر خدمت ہو جائے اور اگر اس کا رویہ ہوتا کہ کسی پر غم نہ کرے، اور اسے نصیحت کا فیصلہ کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضری کے لئے کہا جاتا تو اعتراض کرتا تھا، اور کسی دوسرے شخص سے کہ میں اپنے کو کچھ حق منافقین نے اپنا یہ طریقہ کار دیکھا تھا، اس پر اللہ تعالیٰ شامہ نے آیت ہلا نازل فرمائی۔ سب نازل کئے گئے، بعد اب آیت کا ترجمہ اور مطلب سمجھئے۔ اور ادا فرمایا کہ یہ لوگ (یعنی منافقین) اللہ تعالیٰ کی طرف سے زبان سے چل کر کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے، رسول پر ایمان لائے اور ہم فرما دیں کہ میں اس حکام کی قیادت قرار کے بعد ملکی طور پر ان میں سے ایک جماعت صرف ہو جاتی ہے، چونکہ حقیقت میں ان میں سے کسی ایک نہیں ہیں اس لئے انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا، یہ کہنا ہے جب اس سے کہا جائے کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف آؤ تاکہ تمہارے درمیان فیصلہ کر دیا جائے تو ان کی ایک جماعت اس سے عرض کرتی ہے۔ (کیونکہ انہیں معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے غم نہ کرنا کہ اللہ کے رسول کی خدمت میں حاضر ہو جائے تو فیصلہ ہو جائے۔ خلاف چاہے گا کہ اگر ان میں کا حق کسی پر آتا تو اس حق کے حصول کرنے کے لئے آپ انھیں صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاتی ہی فرمایا، اور ان کے ساتھ حاضر ہو جاتے ہیں۔ قصداً ان کا صرف دیکھنا ہے ایمان کا اقرار اور فراموشی، اور ان کا قول اقرار ایمان ہی میں غلطی کے لئے ہے۔ خدمتِ عالی میں حاضر ہونے کی صورت میں بھی طالبِ دنیا ہی نہیں اور حاضری دینے سے عرض کرنے میں بھی گدائی کا شائبہ نظر ہوتی ہے۔

اَقْسَىٰ لِلْعَالَمِينَ مَرَضٌ (کیا ان کے دلوں میں مرض ہے) یعنی منافقین یہ کہتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول نہیں ہیں۔ اَمْ اَرْكَوْنَا (ہائیں لگ ہے) کہ آپ نبی ہیں یا نہیں اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنْ يَنْصَلِفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهُ (یا وہ یہ فرق کھاتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان پر غم نہ ہوگا، مطلب یہ ہے کہ ان میں باتوں میں سے کوئی چیز نہیں ہے انہیں یہ بھی یقین ہے کہ آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر جو فیصلہ ہوگا اس میں غم نہیں ہوگا۔ جب یہ بات ہے تو عرض کا سبب صرف یہی رہ جاتا ہے کہ خود وہ ظالم ہیں۔ اَمْ لَوْ كُنْتُمْ خُلَمًا لَّفَظْتُمْ لِّلْعَالَمِيْنَ (وہ جانتے ہیں کہ دوسروں کا دل تو ہمیں مل جائے لیکن ہم پر جو کسی کا حق ہے وہ دیکھنا نہ دیتے۔ اگر انہیں ارادہ ہوتا کہ آپ کا فیصلہ انصاف کے لحاظ سے ہوگا تو جب اپنا حق کسی پر دیتا اس کے لئے بھی دیتے ہوئے خدا تعالیٰ سے کہتے تھے کہ آپ کا فیصلہ صاحبِ حق کے حق میں ہوگا۔ لیکن جب یہ سمجھتے تھے کہ ہمارے خلاف ہوگا تو عرض کرتے تھے ان کا قصود انصاف کرنا نہیں بلکہ دوسروں کا دل مارنا ہے۔

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ يَخْتَصِمُ بَيْنَهُمْ اَنْ يَقُوْلُوْا سَمِعْنَا

جب مومنین کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلا جاسے تاکہ ان کے درمیان فیصلہ ملے تو ان کا کہنا یہی ہوتا ہے کہ ہم نے سنی لیا



وَأَطِيعُوا أَوْلِيَّكُمْ هُمْ الْمُنَافِقُونَ ۖ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشِ اللَّهَ وَيَتَّقْهُ فَأُولَٰئِكَ

مومن ہیں۔ خدا پر ایمان رکھنے والے، اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے، اللہ سے ڈرتے ہوئے، اللہ کی باتوں سے ڈرتے ہوئے۔

هُمُ الْغَافِرُونَ ۝

انہی کو اللہ بڑا مہربان کرے گا۔

ایمان والوں کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی فصل کی طرف بلا یا جاتا ہے تو

سمعتوا اطعنا کہہ کر رضا مندی ظاہر کر دیتے ہیں اور یہ لوگ کامیاب ہیں

ایمان والوں کا اصل بیان فرمایا کہ وہ صرف زبان سے ایمان اور اطاعت کا اقرار اور اعلان کر دیتے ہیں بلکہ اللہ کے لئے اللہ کے لئے

فصل کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلا یا جاتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلا یا جاتا ہے تو

اطعنا میں سماعت ہے۔ ان دونوں آیتوں میں کچھ نوٹیں کرنے کی ضرورت ہے کہ جب اللہ کی فصل کے لئے اللہ اور اس کے رسول

کی طرف بلا یا جاتا ہے تو یہ سماعت و اطاعت ہے۔ یہ اللہ کی طرف بلا یا جاتا ہے تو یہ سماعت و اطاعت ہے۔ یہ اللہ کی طرف بلا یا جاتا ہے تو یہ سماعت و اطاعت ہے۔

یہ اللہ کی طرف بلا یا جاتا ہے تو یہ سماعت و اطاعت ہے۔ یہ اللہ کی طرف بلا یا جاتا ہے تو یہ سماعت و اطاعت ہے۔ یہ اللہ کی طرف بلا یا جاتا ہے تو یہ سماعت و اطاعت ہے۔

فصل کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلا یا جاتا ہے تو یہ سماعت و اطاعت ہے۔ یہ اللہ کی طرف بلا یا جاتا ہے تو یہ سماعت و اطاعت ہے۔ یہ اللہ کی طرف بلا یا جاتا ہے تو یہ سماعت و اطاعت ہے۔

وَأَطِيعُوا أَوْلِيَّكُمْ هُمْ الْمُنَافِقُونَ ۖ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشِ اللَّهَ وَيَتَّقْهُ فَأُولَٰئِكَ

مومن ہیں۔ خدا پر ایمان رکھنے والے، اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے، اللہ سے ڈرتے ہوئے، اللہ کی باتوں سے ڈرتے ہوئے۔

وَأَطِيعُوا أَوْلِيَّكُمْ هُمْ الْمُنَافِقُونَ ۖ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشِ اللَّهَ وَيَتَّقْهُ فَأُولَٰئِكَ

مومن ہیں۔ خدا پر ایمان رکھنے والے، اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے، اللہ سے ڈرتے ہوئے، اللہ کی باتوں سے ڈرتے ہوئے۔

وَأَطِيعُوا أَوْلِيَّكُمْ هُمْ الْمُنَافِقُونَ ۖ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشِ اللَّهَ وَيَتَّقْهُ فَأُولَٰئِكَ

مومن ہیں۔ خدا پر ایمان رکھنے والے، اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے، اللہ سے ڈرتے ہوئے، اللہ کی باتوں سے ڈرتے ہوئے۔

وَأَطِيعُوا أَوْلِيَّكُمْ هُمْ الْمُنَافِقُونَ ۖ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشِ اللَّهَ وَيَتَّقْهُ فَأُولَٰئِكَ

مومن ہیں۔ خدا پر ایمان رکھنے والے، اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے، اللہ سے ڈرتے ہوئے، اللہ کی باتوں سے ڈرتے ہوئے۔

وَأَطِيعُوا أَوْلِيَّكُمْ هُمْ الْمُنَافِقُونَ ۖ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشِ اللَّهَ وَيَتَّقْهُ فَأُولَٰئِكَ

مومن ہیں۔ خدا پر ایمان رکھنے والے، اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے، اللہ سے ڈرتے ہوئے، اللہ کی باتوں سے ڈرتے ہوئے۔

وَأَطِيعُوا أَوْلِيَّكُمْ هُمْ الْمُنَافِقُونَ ۖ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشِ اللَّهَ وَيَتَّقْهُ فَأُولَٰئِكَ

مومن ہیں۔ خدا پر ایمان رکھنے والے، اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے، اللہ سے ڈرتے ہوئے، اللہ کی باتوں سے ڈرتے ہوئے۔

وَأَطِيعُوا أَوْلِيَّكُمْ هُمْ الْمُنَافِقُونَ ۖ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشِ اللَّهَ وَيَتَّقْهُ فَأُولَٰئِكَ

مومن ہیں۔ خدا پر ایمان رکھنے والے، اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے، اللہ سے ڈرتے ہوئے، اللہ کی باتوں سے ڈرتے ہوئے۔

وَأَطِيعُوا أَوْلِيَّكُمْ هُمْ الْمُنَافِقُونَ ۖ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشِ اللَّهَ وَيَتَّقْهُ فَأُولَٰئِكَ

مومن ہیں۔ خدا پر ایمان رکھنے والے، اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے، اللہ سے ڈرتے ہوئے، اللہ کی باتوں سے ڈرتے ہوئے۔

تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حَبِئْتُمْ ۖ وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ۚ وَمَا عَلَى

[illegible]

الرَّسُولُ إِذَا بَلَغَ الْهُبُوبَ ۖ

[illegible]

مناقصوں کا جھوٹی قسمیں کھا کر فرمانبرداری کا عہد کرتا

ان آیات میں بھی مد نے سخن منافقین کی طرف ہے اور وہ اور طریق پر ائمہ قدوسی کی تفسیریں لکھا کر کہتے تھے کہ ہم تو سراپا طاقت ہیں آپ کا حکم ماننے کو چاہر ہیں اگر آپ کا حکم ہوتا تو ہم گمراہ چھوڑ کر نکل جا سکتے تو ہم اس کے لئے حاضر ہیں یہ تفسیر حضرت ابن عباس سے منقول ہے اور بعض مفسرین نے اس کا یہ مطلب بتایا ہے کہ آپ جب بھی جہاد کے لئے باہر نکلے گا حکم فرمائیں گے تو ہم ضرور نکل کھڑے ہونگے۔ اس کی تردید میں فرمایا کہ آپ ان سے فرما دیجئے کہ تمہیں نہ حکم امتدادی فرما جاوادی چاہی پہنچی ہوئی ہے تمہیں کھانے کے پانچ رو رو بھی تم اپنے وعدہ پر چرے نہیں اتر سکتے۔ حکم کی کہ بھر عطف اللہ ہی کہو گے اور حقیقت میں یہ بات ہے کہ جو شخص شخص ہوا اسے اپنی فرمانبرداری ظاہر کرنے کے لئے تمہیں کھانے کی ضرورت نہیں ہوتی اور وہ خود کو مانتا چلا جاتا ہے اس کا مل اور طرہ عمل ہی بتا دے کہ وہ کھانے سے اور جس کا فرمانبرداری کا صرف دعوای بود و باد ہے دعویٰ کا حکم نہ کئے کے لئے بار بار تمہیں کھاتا ہے اور یقین دلاتا ہے کہ میں آپ کا فرمانبردار ہوں اور ہر حکم کے لئے حاضر ہوں۔ منافقین کا یہی طریق تھا کہ فرمانبرداری کا دعویٰ کرتے تھے تو اس پر تمہیں کھاتے تھے پھر جب حکم ہوتا تھا تو نہ سوازیہ لیتے تھے اور نہ یمنین اٹھانے کے ساتھ فرمانبرداری میں نکلتے تھے تاہم تمہیں حکم کھانے کی ضرورت نہ تھی۔ ہر شخص کو آخرت میں بھی بخش ہوتا ہے مدینہ ان قیامت میں جب حساب ہو گا تو وہ نہ پانی دے گا اور نہ جھوٹی تفسیریں اور دعوے کہنے کے ارادے اور شرمساری کی تفسیریں سب ہی کا انجام ہو یکھیں اگر بندوں کو چہ نہ چلائے ائمہ قدوسی کو سب کو کفر ہے وہ اپنے علم و حکمت کے مطابق سزا دے گا۔ **اِنَّ اللہَ خَبِيرُ الْمُتَنَفِّلُوْنَ** میں اس مضمون کو صحیح فرمایا ہے۔

عزیز لڑکایا کہے متاقلو اگر تم فرماہو رہی ہے سچ ہو وہ دگر دانی کہ تو اس میں رسول اللہ کا کچھ نقصان نہیں آپ کے سامنے جو بارگاہ کبیرا ہے (یعنی علیہ السلام) آپ اس کے کڑے مدار میں ہر قسم کا جتنے ہوگا آپ نے اسے اپنا کر لیا اور تم پر جو بارگاہ کا کیا قسم اس کے سامنے اور ہوشیاری فرمانبردار فرماہو رہی ہے تم فرماہو رہی ہے کہ دے گئے ان پتار کو دے گئے۔

عزیز فریاد! ان تپتھوڑا تھنٹھوڑا اور اگر تم بچہ دل سے ان خاص کے ساتھ اعات کر کے دلو میں چھاؤ گے۔ و ما علی الرسول الا البلاغ السببیں اور رسول کے لئے مسائل تعالیٰ کا نظام صریح طور پر پہنچانے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ (انہوں نے بچہ دل کا ہاتھ اپنی ابرو دہری چڑھ کر دیا) اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ کے جو نائب ہیں وہ امت کو کچھ بھی کوئی بات نہیں تا کہ صریح طور پر تا کہیں جو صاف طور پر کچھ سمجھا جائے اس کے عمل کرنے والے کی ذمہ داری ہے۔

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ

۱۰۔ فریسی سے جو لوگ ایمان لائے اور ایک نیک عمل کے لئے اٹھ گئے ان سے وعدہ کیا گیا ہے کہ انہیں ضرور ضرور جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ ان لوگوں کو گنہگار نہ کہتے ہیں۔



ہاں انہیں چار اختیار تھے کیا ہے وہی چار چلیں اور ان کو چاہا کریں۔ اسلام کی دعوت دین اور اسلام کو پھیلانے کی۔ وَلْيَصْطَلِبْنَ ذَنْبَهُمْ اللہ تعالیٰ کے پاس اپنی رائے اور اپنے حق پرانے سکون الہیہ میں اور اس دہان کے ساتھ رہتے تھے۔ کتبہ طبری کی زندگی میں پڑا تھا۔ اس کی ترجمہ یہ ہے: خود میں چار چار سال خوف و خطر سے گذرے۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے اس سے بدل دیا اور وَلْيَصْطَلِبْنَ ذَنْبَهُمْ حق اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہا اور وہ بھی کبھی آگاہوں پر ادا نہ کیا۔ اس وعدہ کے پورا کرنے کے ساتھ وَلْيَصْطَلِبْنَ ذَنْبَهُمْ لا یفسد کلون بنی حنیفا بھی فرمایا تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ ایساں اور اعمال صالحہ پر مشابہی سے رہے۔ میں اللہ کی عبادت کرتے رہیں اور کسی طرح کا شرک بھی باقی نہ (اعمل للہ) اختیار نہ کریں۔

### مسلمانوں کا شرط کی خلاف ورزی کرنا اور اقتدار سے محروم ہونا

پھر ہوا یہ کہ مسلمانوں نے شرط کی خلاف ورزی کی۔ ایمان بھی کمزور ہو گیا اعمال صالحہ بھی چھوڑ دیئے۔ عہدت اٹھانے سے بھی پہلو ہٹا کر نہ لگے۔ ہذا بہت سے لوگوں سے شکایتیں قائم ہو گئیں۔ اور بہت ہی جگہ خوف و ہراس میں مبتلا ہو گئے۔ امن و امان نہ ہو گیا۔ اور دشمنوں سے امن و امان کی اور اپنی حکومتیں باقی رکھنے کی بجائے ہاتھ لگے۔ یہی وہی شکایتیں مچانے کے بعد اب بھی افریقہ اور ایشیا میں مسلمانوں کی حکومتیں قائم ہیں اور زمین کے بہت بڑے حصہ پر اب بھی انہیں اقتدار حاصل ہے۔ لیکن اسباب اقتدار و مومنوں کے مسلمان ہیں۔ کہیں شیعیت کو اباد کر دیا گیا ہے۔ اب اسے اور کہیں شیعیت کو اباد نہ کیا جا رہا ہے کہیں طبری جمہوریت پر ایمان لائے ہوئے ہیں کہیں اہل اور مذہب کو اپنے دھماکے کو ان سے تہذیب و تمدن کا اور وضع قطع ہے تو تصدیق کی۔ پھر دشمن سے بدلتے ہیں اور اس کے کچلنے کے مطالبہ کرتے ہیں۔ آج میں جنگ ہے۔ دشمنوں سے ساز باز داری ہے قرآن مجید میں وَلَا تَصْلَحُوا عِلْفَةً مِّنْ ذُولِ لُحْمٍ یا لَا تُولُوكُمْ حِلًّا فرمایا ہے اس کی صریح خلاف ورزی ہے۔ اور وقت خوف نہ ہو کہ دشمنیں انہیں اقتدار سے نہ خوار ہیں یا خائف نہ کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے اور میں دشمنان اسلام کی فرمانبرداری میں لگے ہوئے ہیں۔ ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے اپنا جرم اور مضبوطی تسلط کہاں باقی ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے انکار اور تمکین کے وعدہ کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا تھا وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَا تِلْكَ لَہُمْ الْعَاقِبَةُ (جو اس کے بعد نہ ہوگی کرے گا تو یہی لوگ ہمارے ہیں) ہم نے لفظ کفر کا ترجمہ انگریزی سے کیا ہے کہ اس کا لغوی معنی ہے اور شریعت کی اصطلاح میں ایمان کے مقابلہ میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یہاں دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں جو انہیں کفر اختیار کر لے پورا اظہار ہے ایسے شخص کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں رہا۔

اگر کوئی شخص کافر تو نہیں ہوا لیکن اعمال صالحہ سے دور ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری سے دست موزے ہوئے ہے اسے گواہ نہ کیا جائے کہ انہیں کافر اور باقی ضرور ہے۔ جب ایسے لوگوں کی اکثریت ہوگی اور مومنین کا چلچل اور ملے نہ ملے ہو کر رہا کر جائے گا اور عین الان قرآن وعدہ کی تعمیل سے دور رہا کریں گے تو ان کی حد نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے عدا اعلیٰ ہے اس لئے شکوکں ہوتے ہوئے بھی دشمنوں سے خائف ہیں اور ان کے دروازہ پہل اور اقتدار کی دروازہ کھلی کر رہے ہیں نہ ہٹکے ہیں۔ ذرا سے رہتے ہیں کہ دشمن کی ہار مانی کر لی تو کرسی چلتی رہے گی۔ کاش مسلمانوں کے جتنے ملک ہیں سب متحد ہوتے۔ بلکہ ایک ہی امیر ائمہ مبین ہوتا سب کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق لے کر چلا کر آں کہ شیخ تو دشمن نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتے تھے۔ لیکن اب تو مسلمانوں کی خواہشیں نے مسلمانوں کے حقوں کو اور ان کے اصحاب اقتدار کو دشمنوں کا تسلط مانا رکھا ہے۔



کے بھی منکر ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عقیم حرج کے بھی (جہاں کے عقیدہ میں امام باطل ہیں اور مصمم ہیں مگر ان کو بدل دیتا ہے) ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنی خلافت کا اعلان نہیں کیا جس کے دو طریقے تھے اور جس کی ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے وصیت تھی ان لوگوں کے عقیدہ میں امام اول نے حق کو چھپا دیا اپنے سے پہلے تینوں خلفاء کے ساتھ مل کر ہے اور اس میں انہوں نے تفریق کر رکھا تھا۔ سب کو معلوم ہے کہ حضرت حسنؑ کے بعد داخل جن حضرات کو امام مانتے ہیں ان میں سے کسی کی خلافت قائم نہیں ہوئی۔ اگر ان لوگوں کی بات مان لی جائے کہ حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، عہدہ عقیدہ نہیں تھے جن کی آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے قرآن مجید کا وعدہ بھی عورت کیس ہوتا۔ (اصحاب اہل بیت) شیعوں کے سامنے جب یہ بات آتی ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ یہ وعدہ امام مہدیؑ پر پورا ہو گا جو مجھے کلام نبوت ہی سے چٹا ہے۔ آیت شریفہ میں تو منکم حکم وارد ہوا ہے جس میں حضرت اصحاب کرامؓ کا خطاب فرمایا ہے یہ لوگ منکم کوئیں دیکھتا ہوں تمہاری پرستش میں اور ہے قرآن مجید میں اور کسی جگہ الفیض المثلوا اور عملوا الفیضات کے درمیان الفاظ منکم وارد نہیں ہوئے وہ الفاظ کے بیان میں یہ الفاظ آج ہے وعدہ الفاظ کے ساتھ ہی اسی وقت اللہ تعالیٰ نے داخل کی توجہ فرمادی قلعة الله علی من کذب بالقرآن۔

فائدہ۔ آخر میں یہ جو فرمایا ہے کہ کافروں کے بارے میں یہ خیال نہ کرو کہ وہ اللہ کی گرفت سے بچ کر ہر گز ہانکیں گے اس کے عزم میں وہ سب کافر داخل ہیں جو زمانہ نبوی قرآن کے حکمرانی تک اسلام اور اہل اسلام کے خلاف سازشیں کرتے ہیں اور ان کے محن کو توڑتے ہیں اور اپنی برتری کے لئے تحریروں کرتے ہیں۔ وہ اس دنیا میں بھی تباہ ہو گئے اور آخرت میں داخل ہو گئے۔ فلیفکروا الکافرون وسبهم المروءات المسلمون۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنَكُمْ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۖ

اے ایمان والو! تمہارے ملک میں اور تم میں سے وہ لوگ جو بڑا ہو گئے ہیں تین دفعوں میں اجازت ہو کر رہیں۔

مِنْ قَبْلِ صَلَوةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهْرِ ۖ وَمِنْ بَعْدِ صَلَوةِ الْعِشَاءِ ۚ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ

تین دفعوں سے پہلے اور جس وقت تم دوپہر میں اپنے کپڑے اتار کر دیکھتے ہو اور نماز صبح کے بعد یہ تین دفعہ تمہارے

لَكُمْ ۖ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَ هُنَّ ۚ طَوَّفُوهُنَّ عَلَيْكُمْ بِعُضُكُمُ عَلَى بُغْضٍ ۚ كَذَلِكَ

ہو گئے ہیں ان آلات کے طواف میں اور ان پر کئی گناہیں ہیں۔ وہ مکڑی جہاد سے پاس آتے ہاتھ ہیں کئی گناہیں کے پاس اور کئی گناہیں کے پاس اللہ تعالیٰ طرف

يُحِبُّنَ اللَّهُ لَكُمْ الْأُيُوبَ ۖ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَإِذَا بَلَغَ الْإِنْفَالُ مِنْكُمْ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا

تمہارے لئے انعام بیان فرماتا ہے اور اللہ علیہ السلام ہے۔ تمہارے لئے جب یہ بڑا ہو گئے ہیں تو وہ بھی اجازت میں

كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ ۖ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝

جیسے ان لوگوں نے اجازت لی جو ان سے پہلے ہیں۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے ایہ آیات بیان فرماتا ہے اور اللہ علیہ السلام ہے۔

گھروں میں داخل ہونے کے لئے خصوصی طور پر تین اوقات میں اجازت لینے کا اہتمام کیا جائے

اسی سورت نور کے چوتھے رکوع میں کسی کے پاس اندر جانے کے لئے اجازت لینے اور اجازت نہ ملنے پر واپس ہو جانے کا حکم مذکور ہے اور حکم جانب کے لئے ہے جن کا اس گھر سے جینے کا تعلق نہ ہو جس میں اندر جانے کی اجازت طلب کرنا چاہتے ہوں۔

ان وقتوں میں ان افراد پر اور کام کا حکم فرمایا ہے جو عموماً ایک گھر میں رہتے ہیں اور وقت آتے جاتے رہتے ہیں اور ان سے مراد تو کوہنہ کرنا بھی واجب نہیں ہے ان میں ان لوگوں کا حکم بیان فرمایا جو بلا غرض اور غرضوں کا ذکر ہے۔ (یعنییں کام کا کرنے کے لئے اپنے آقا کی خدمت کے لئے بار بار اندر آنا چاہتا ہے یا کہ ان کے بارے میں فرمایا کہ یہ لوگ تین اوقات میں تہارے پاس اندر آنے کے سلسلے میں اجازت لینے کا خاص دھیان رکھیں۔ مطلب یہ ہے کہ تم انہیں یہ تعلیم دو اور انہیں سمجھا دو کہ وہ اوقات میں اجازت لینے کا اہتمام کریں ان اوقات میں سے پہلا وقت نماز فجر سے پہلے اور دوسرا پیر کا وقت ہے جب عام طور سے زائد کپڑے اتار کر رکھتے ہیں اور تیسرا وقت نماز عشاء کے بعد کا ہے۔ ان تین اوقات کے بارے میں فرمایا کہ: لَنْتَ غُزُوبَ لَكُمْ کہ تم ان سے تہارے پر ان کے اوقات میں کیونکہ ان اوقات میں عام عبادت کے سوا کچھ ہوتا ہے اور انسان بے تکلفی کے ساتھ آرام سے رہنا چاہتا ہے۔ تجاہد میں کسی وقت وہ اعضا بھی مکمل جاتے ہیں جن کا احاطہ رکھنا ضروری ہے اور سوتے وقت غیر ضروری کپڑے اتار دیتے ہیں اور کھانا کھا کر باقی کا موقع پاکر بعض مرتبہ میاں بی بی بھی بے تکلفی کے ساتھ ایک دوسرے سے متعلق ہوتے ہیں۔ اگر آئے وقت اور ان کا وہ انجام دلاؤ فرمائی ہو اور اندر آنے کی اجازت نہ ملے تو بعض مرتبہ ممکن ہے کہ ان کی نظر کسی ایسی حالت یا کسی ایسے عضو پر پڑ جائے جس کا دیکھنا جائز نہیں ہے بلکہ غلام سراپہ آقا کے پاس ان اوقات میں جانے تو وہ بھی اجازت لے۔ گھر کا دوسرے پر وہ نہیں ہے لیکن ان اوقات میں کپڑے تہارے سے ہوتے ہوئے نہ کھانچ کر رہتا ہے۔ اور بعض مرتبہ بے دھیانی میں اپنے دھواں مکمل جاتے ہیں جن کا دوسرے کے سامنے بھی کھانا پانا نہیں ہے اس لئے مذکورہ اوقات میں اجازت لینے کا اہتمام کریں۔ معاملہ آخر میں حضرت عائشہؓ سے بھی اسی طرح تمہارے لئے کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے ایک انصاری لڑکے کو جس کا نام دُحْی تھا حضرت عمرؓ کو بولنے کے لئے بھیجا یہ دوسرا وقت تھا اس نے حضرت عمرؓ کو ایسی حالت میں دیکھ لیا جو انہیں ناگوار ہو اس پر آیت بالا نازل ہوئی۔

مضمون بیان فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ ان اوقات کے علاوہ اگر یہ لوگ بلا اجازت آ جائیں تو اس میں تہرہ یا من پر کوئی الزام نہیں ہے۔ مگر اس کی وجہ تاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ طَوَّافُونَ عَلَیْکُمْ بَغْضَکُمْ عَلَیْ بَغْضِی (یہ لوگ تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں) چونکہ ہر وقت اجازت لینے میں دشواری ہے اس لئے مذکورہ بالا اوقات کے علاوہ بلا اجازت داخل ہونے کے لئے گھر کے لوگوں اور غلاموں کو اجازت دے دی گئی اگر میں فرمایا: لَمْ یَنْتَهِ لَکُمْ لَیْسَ لَکُمْ اَللّٰہُ اِلٰہُہُ (اللہ ہی اس طرح تمہارے لئے صاف صاف احکام بیان فرماتا ہے)۔ وَاللّٰہُ عَلَیْکُمْ حَکِیْمٌ (اور اللہ جانتے والا ہے حکمت والا ہے)۔

یہ پہلی آیت کا مضمون تھا دوسری آیت میں یہ فرمایا کہ جب لڑکے بالغ ہو جائیں انہیں بلا غرض سے پہلے مذکورہ تین وقتوں کے علاوہ بلا اجازت اندر آنے کی اجازت بھی اب بالغ ہونے کے بعد اسی طرح اجازت لیں جیسے ان سے پہلے لوگ اجازت لینے سے پہلے نہ کریں کہ کل تک تو ہمیں ہی پتہ چلتے تھے اب اجازت کیوں لیں۔ لَمْ یَنْتَهِ لَکُمْ لَیْسَ لَکُمْ اَللّٰہُ اِلٰہُہُ (اللہ ہی اس طرح تمہارے لئے صاف صاف احکام بیان فرماتا ہے)۔ وَاللّٰہُ عَلَیْکُمْ حَکِیْمٌ (اور اللہ جانتے والا ہے)۔

فاکدہ ... پہلی آیت میں جو تین احکامات ہیں اہانت لینے کا حکم فرمایا ہے اس کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تم نے آیت میں جن چیزوں کے لئے عمل چھوڑ رکھا ہے کیا یہ بھی آیت يَسْأَلُهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لِمَ لَا تُحَرِّسُونَ بِهِ خُصْمَكُمْ اور دوسرے سورۃ نساء کی آیت وَالَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَانُوا يَكْفُرُونَ اور تیسری سورۃ بقرہ کی آیت إِنَّ أَكْثَرَكُمْ مُّكَذِّبُونَ جیسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی فرمایا کہ (اکثر لوگ اس آیت پر عمل نہیں کرتے) (گویا کہ اس پر ایمان نہیں لگے) اور میں تو اپنی اس بات کی کوئی عمدہ باتوں کے بغیر پاس اجازت نہ کرتا ہے۔ (ابن کثیر ص ۲۳۳)

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي لَا يَرْجُونَ بُلْغًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ

اور جو عورتیں بے بطنی کا علاج کرنے کی امید نہیں ہے اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے کپڑے اتار کر دکھائی بھر چکر نہ دے کہ

مَكَرَّرًا بِزِينَةٍ وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۚ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

تکرار کے بغیر بے بطنی کا علاج کرنے کی امید نہیں ہے اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے کپڑے اتار کر دکھائی بھر چکر نہ دے کہ

یہ بھی عورتیں پردہ کا زیادہ اہتمام نہ کریں تو گنجائش ہے

القواعد: القاعدة کی مثل ہے اس سے بڑی عورتیں مرد ہیں جو گھر میں بیٹھ چکی ہیں نہ نکاح کے لائق ہیں نہ انہیں نکاح کی رغبت ہے نہ کسی مرد کو ان سے نکاح کرنے کی طلب ہے ان عورتوں کے بارے میں فرمایا کہ ان کو اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے زانہ کپڑے من سے چھوڑ پھینک دے، ہمارا دوسرا یہ کہ عورتیں عورتوں کے سامنے چہرہ دکھول کر یا انہیں بھر چکر نہ دے نہ نکاح کا اہتمام نہ کریں۔ مطلب یہ ہے کہ ان کا حکم وہاں عورتوں کا سامعہ نہیں ہے کہ چہرہ اور ہتھیلیاں غیر عرم کے سامنے دکھول دیں تو اس میں گناہ نہیں ہے البتہ عرم کے دوسرے حصوں کو نہ دکھولیں اور یہ جو انہیں چہرہ اور ہتھیلیاں دکھولنے کی اجازت دی گئی ہے یہ جائزہ دینے کی حد تک ہے۔ بھروسہ کرنے کے بھی یہی ہے کہ احتیاط کریں اور عرموں کے سامنے چہرہ دکھولنے سے بھی احتیاط کریں۔

جب بڑی عورتوں کو بھی اجازت دینے کے باوجود یہ فرمایا کہ ان کو بھی احتیاط کرنا ہے کہ چہرہ دکھول کر غیر عرم کے سامنے نہ آئیں تو اسی سے گھایا جانے کہ جو ان عورتوں کو غیر عرموں کے سامنے چہرہ دکھول کر آئیے جائز ہو گا۔ خدا ہی القواعد فکیف ہی انکو احب (روح المعانی ص ۱۸) وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (اور اللہ بخبردار ہے اور جانتا ہے)۔

لَيْسَ عَلَى الْاِغْنَى حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْاِعْزَاجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرْيُوسِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى

نہ ہر گناہی کے لئے کوئی مضائقہ ہے اور نہ عجز و ادنیٰ کے لئے کوئی مضائقہ ہے اور نہ عریضی کے لئے کوئی مضائقہ ہے اور نہ عجز و ادنیٰ کے لئے

أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ

کوئی مضائقہ ہے کہ تم اپنے گھروں سے اپنے باپوں کے گھروں سے، اپنی بیویوں کے گھروں سے، اپنے بھائیوں کے گھروں سے

أَوْ بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمَّاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ

اپنی بہنوں کے گھروں سے، اپنے بھائیوں کے گھروں سے، اپنی بہنوں کے گھروں سے، اپنے بھائیوں کے گھروں سے، اپنی بہنوں کے گھروں سے



خَلْقِكُمْ أَوْ مَا مَلَكَتْكُمْ قَفَايَحَهُ أَوْ صَدِيْقِكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا

تمہاری سے یا ان گھروں سے جس کی ایجاد سے تم ملک ہو، یا اپنے دوستوں کے گھروں سے کھانا خرچ، اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ سب مل کر کھا لیا۔ **فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ تَجْبِيَةً ۚ قَوْلٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُبَارَكٌ**

کہہ دینا یا جب تم گھر میں داخل ہوئے تو کہو اپنے گھروں کو سلام کہ جس کی طرف سے حق ہے۔ یہ کہنے سے سورج، ہجوم، ملک ہے

**طَيِّبَةٌ ۚ كَذَلِكَ يَبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝**

یا کھڑا ہے۔ اے اسی طریقہ جس میں اہل ایمان بتاتے ہیں تاکہ تم سمجھ لو۔

اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کے گھروں میں کھانے پینے کی اجازت

علامہ بغوی رحمہ اللہ علیہ نے معاملہ انقریل میں ۳۵۸ میں آیت کا سبب نزول بتاتے ہوئے مختلف قول بھیجے ہیں۔ حضرت سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے کہ تکرز سے اور دینارہ چار لوگ مسجد آدمیوں کے ساتھ کھانے سے پہنچے ہوئے پر پیر کرتے تھے کہ لوگ ہم سے تمہیں کرتے ہیں اور یہ کہ کوئی شخص یوں کھوے کہ تا دینارہ یا داکا گیا یا یہ کہ تکرز کے بارے میں یہ خیال کرنے لگے کہ اس نے آدمیوں کی جگہ گھری اس پر آیت نازل ہوئی۔ اور حضرت عباد نے یوں فرمایا کہ اس آیت میں جن لوگوں کا ذکر ہے ان کے یہاں کھانے کی اجازت دینے کے لئے آیت کا نزول اور سبب نزول جو بھی ہو آیت کے مرید اس میں سے نفکشی کی فہم ایک دوسرے کے گھر میں شرعی اصول کے مطابق کھانے کی اجازت دی ہے چونکہ اس میں قرابت اور دوستی کی وجہ سے ایک دوسرے کا کھانا کھانا اور کھانا دینا یا کھانا نہیں ہوتا دل کی خوشی سے سب کھاتے پیتے ہیں بلکہ اس میں ایک دوسرے کے پاس نہ کہ کسی تو اس سے ناگوار ہی ہوتی ہے اس لئے آیت کے مرید میں سے کثیف اس میں کھانے کی اجازت حرمت فرمادی۔ جب ہر شخص دل سے چاہتا ہے اور حالات و معاملات اس بات کو دیکھتے ہیں کہ اپنے عزیز کی کوئی چیز کھالی اگرچہ ظاہر اجازت نہیں لی تب بھی اسے ناگوار نہیں تو بلا اجازت بھی کھا سکتے ہیں۔ اپنے گھروں سے کھانے میں اور جن مفروضوں کا ذکر ہے ان کو ساتھ کھانے میں کوئی حرج اور تنگی کی بات نہیں ہے اور ان مفروضوں کا بھی ساتھ کھانے میں کوئی تنگی محسوس نہیں کرتی چاہے۔ اور بعض مفسرین نے من "يَتَوَسَّلُكُمْ" سے ادا کے گھر مراد لئے ہیں اور مطلب یہ بتایا ہے کہ تمام اہل اسلام کے گھروں سے کھانا اس میں کوئی حرج نہیں۔ (کتابی اربعین)

اگر قرآن اپنے باپوں یا بیویوں یا بھائیوں یا بہنوں اور بیٹوں یا پھر بھائیوں یا بہنوں یا خالو اس کے گھروں سے کھانا تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے (اگر کہ بہن یا پھر بھی یا خالو کو اپنی ماں سے کھانا اس میں سے یا کثیف کھا لینے میں کوئی مضائقہ نہیں پس اگر ان کے شوہروں کا مال ہو اور وہ مال سے دشمنی نہ ہوں تو اس کے کھانے میں احتیاط کی جائے۔

رشتہ داروں کو یہاں فرمانے کے بعد "فَوَصَّيْنَاكُم مِّمَّا جَعَلْنَا قُرْبَىٰ يَاسَ" کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے دو لوگ مراد ہیں جو کسی کے مال کی حفاظت کے کیل اور مددگار ہیں۔ کسی مالک کے مویشی پرانے والے اور بالوں کی دیکھ بھال کرنے والے اگر متعلقہ مال میں سے کھائیں تو اس کی اجازت ہے البتہ ساتھ نہ لے جائیں اور ذخیرہ نہ رکھیں پھر حادثات اور حسب ضرورت کھائیں۔ بعض حضرات نے فرمایا ہے اس سے ملکوک نام مراد ہیں کیونکہ ملکوک کے پاس جو مال ہے وہ آسانی کی ملکیت ہے اس

کے وہاں میں سے کھا سکتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا اَوْ صَدَقْتُمْ؟ (یعنی اپنے بے تکلف دوستوں کے گھر سے بھی کھانی کھینے ہو، اوتنی ہی اور کئی دوسرے اپنے ہی کا دوست نہ دوست کے کھانے پر بھی دل سے خوش ہو، یہاں قتیل صاحب الروح و روح الصرح میں بیت الصلح لایہ اوصی بالوسط و امر بہ من کلور من ذوی القربۃ پھر فرمایا لیس علیکم جناح ان تاکھڑا جھنڈا (تم پر اس بات میں کوئی کنوڑ نہیں کرنا کہتے ہو کہ کھانا پکانا لگ کر اس کے بارے میں عالم الغیب میں کھانا کھانا میں سے بعض حضرت اپنے تھے جنہوں نے یہ سنے کر لیا تھا کہ جب کوئی مہمان ساتھ ہو گا تب ہی کھانے کے مہمان نہیں مگر حق تعالیٰ تکلیف اٹھاتے تھے جو کہہ رہے تھے اہل ان کا اجازت دے دینی تھی کہ چاہتا کھٹے کھانا (مہمان میں جاسے تو اس کے ساتھ کھا لو، چاہے تیار کھا لو)

اس کے بعد فرمایا لَافَاذِ عَظَمَ یُؤْتَا فَاَسْلَمُوا عَلٰی اَنفُسِکُمْ نَحْبَہُ فَنَزَلَ اللہُ عَلَیْہِ کِتَابَہُ (سو جب تم گھر اس میں داخل ہو تو اپنے شخصوں کو سلام کرو جو ان کی طرف سے مقرر ہے۔ دعا مانگنے کے طور پر جو ہر ایک ہے یا کیرا ہے اس میں پادشاهانہ ہے کہ جب تم اس گھر میں داخل ہو تو ان کا اوپر ذکر ہو تو اپنے شخصوں کو سلام کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں جولوگ سوچیں، جن کو سلام کرو چنانچہ افریقہ فرما، سلام سے سب مل کر گواہ ایک ہی جان ہیں اس لئے علی علیہا کے بہانے علی انفسکم فرمایا اور اس میں ایک یہ نکتہ بھی ہے کہ جب تم سلام کرو گے تو حاضرین جواب دیں گے اس طرح تمہارا سلام کرتا ہے لے سلامتی کی دعا کرنا کا ذریعہ ہی جائے گا۔ وہ بخیر و صاحب الروح و روح الصرح کی طرف سے مقرر ہے دعا کرنا کے طور پر شروع کیا گیا ہے پھر یہ ہر ایک لگتی ہے۔ یہ تو کھانا میں اس اور بھی ہے یہ کہیں بھی ہیں۔ اور یہ فصلت چھپ بھی ہے جس سے شے والا خوش ہوتا ہے اور پھل بھی خوش ہوتا ہے۔ جب کہیں ہا نہیں جہاں کہیں مسلمان موجود ہو یا راستہ میں کوئی مسلمان مل جائے تو اسلام علیکم کہے اور شے سلام کیا وہ بھی جواب دے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو اپنے گھر والوں پر داخل ہو تو سلام کر اس میں ترجمہ لے اور ترجمہ گھر والوں کے لئے ثابت ہوئی۔ (مشکوٰۃ جلد ۳ ص ۳۹۹)

اور حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی گھر میں داخل ہو تو اس گھر کے بڑے والوں کو سلام کرو اور جب وہاں سے نکلتو گھر والوں کو سلام کے ساتھ رخصت کرو۔ (مشکوٰۃ جلد ۳ ص ۳۹۹)

سلام کے مسائل میں ہر مسئلہ کی آیت کریمہ وَالَا تَحْنَمُ نَحْبَہُ کے ذیل میں بیان کرتا ہے جن آٹھ میں فرمایا کَلِمَ لَکَ نَبِیِّنَا اَللّٰہُ لَکُمُ الْاٰمَاتُ لَکُمُ نَفْسُکُمْ نَفْسُکُمْ (اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے اپنے احکام بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھ پاؤ۔)

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَاِذَا كَانُوا مَعًا عَلٰی اَمْرٍ جَامِعٍ لَّارْیَءَ بَیْنَهُمْ

ایمان والے ایسے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور جب وہ رسول کے ساتھ کسی چیز کے متعلق کیا یا نہ کیا کرتے

حَتّٰی یَسْأَلُوْکَ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْأَلُوْکَ اُولَئِکَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ :

تک کہ جس بات پر جب جماعت سے اہواز نہ ہو کسی بات پر جماعت آپ سے اہواز نہ ہے یہ وہی لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے تھے۔

فَاِذَا السَّآءُ نَزَلَ بِرِغْصِیْنِ شَازِبِیْنِمْ فَاَذِنَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرَ لَہُمْ اللّٰہُ۔ اِنَّ اللّٰہَ

سو جب وہ آگ سے آگے آئے تو ان کے لئے اہواز نہ ہو کہ وہ اس میں سے آپ سے نصیب ہیں جو اللہ پر ایمان لائے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ وہ بھی

عَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۰﴾ لَجَّعُوا دُعَاءَ الرُّسُولِ بَيْنَكُمْ دُعَاءَ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۖ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ

یاد رہے کہ یہ ہے، ہم نے اپنے درمیان رسول اللہ کے واسطے کیا یہ سب کچھ جسے تم آپس میں ایک دوسرے کو دیتے ہو ہے تاکہ ان کو جانے

يَسْتَلُونَكُمْ لِوَادَاءٍ فَلْيُعَذِّرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرٍ أَنْ يُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ

پر نہیں ہے، انہیں جو کہ تم تک پہنچنے پر جو لوگ رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں وہ ان بات سے ڈارے کہ ان پر کوئی مصیبت آجائے یا انہیں

## عَذَابُ الْبَیِّنَةِ ﴿۱۱﴾

کوئی حد کا عذاب بھیجے گا۔

اہل ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر جاتے ہیں

اور غرض ۱۰ جگہ میں لکھا ہے کہ فرما، اگر اب (جسے فرما، عشق بھی کہتے ہیں) کے موقع پر قریش مکہ ایمان کی قیادت میں مدینہ

منورہ کی آبادی کے قریب درود کے پاس ٹھہر گئے اور قبیلہ بنی غطفان کے لوگ آئے تو یہ لوگ اس کی طرف آ کر ٹھہر گئے۔ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کو ان کی آمد کی خبر ہوئی اس موقع پر عشق پہلے ہی سے نکھڑی جا چکی تھی۔ جس میں مسلمانوں نے خوب خوشی سے حصہ لیا۔ لیکن

مناہضین اہل قورہ میں آتے تھے اور جب آتے تھے تو فوراً بہت کام کر دیتے تھے پھر جب جانا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم دور

اجازت کے بغیر پیچھے سے نکھک جاتے تھے اور مسلمانوں کا یہ حال تھا کہ جب کوئی ضرورت پیش آتی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

اجازت لے کر جاتے تھے پھر جب ضرورت پوری ہو جاتی تھی تو واپس آ جاتے تھے۔ اللہ جل شانہ نے آیت واما میں اہل ایمان کی توصیف

فرمائی اور منافقین کی، ایمان سازی اور یہ دانی کا ذکر فرمایا، چونکہ منافقین کے دلوں میں ایمان ہی نہیں تھا، ایمان سازی اور ایمان کی کئی کئی

ایمان سازی ہونا ظاہر کرتے تھے اس لئے ان سے انکی چیزیں ظاہر ہوتی، دینی نہیں جو یہ بتا دیتا تھا کہ یہ لوگ منافق ہیں یہ لوگ نماز بھی

صحت سے نہ پڑھتے تھے اور عشاء اور فجر کی نمازوں میں حاضر ہونے میں جہاں چاہتے تھے، پھر نماز بھی اور بھی، یا کاری کی نماز بھی، اور جہاں

جاتے تھے تو وہاں بھی شراکت کرتے تھے جس کا ذکر سورہ توبہ میں کر، چاہے جس کا ظاہر باطن ایک نہ ہو وہ کہیں تک ظاہر دینی قائم نہ

سکے، یہ ممکن نہ تھا کہ یہ بات مکمل ہی جاتی ہے کہ یہ ال سے منافق نہیں ہے۔ قال صاحب السراج والنسب الخروج من

البيت على الصريح والخطبة وقد للتطويق وقوله لعاني لو افاض اى ملاو ذفا بان يستمر بعضهم ببعض حتى يخرج سورة

توبہ میں بھی منافقین کی اس حرکت کو بیان فرمایا ہے۔ وَافَاءَ مَا قُرْبَطُ سَوْءَ مَا نَقْطَرُ يَنْفَعُهُمْ اِلٰى بَعْضِ غُلٰى يُزَاحِمُهُمْ فَرٰ اَعْدٰهُمْ

تَضَرَّعُوا اَصْرَافَ اللّٰهِ فَلَوْ لَٰهُمْ بِهَٰكُمْ قَوْمٌ لَا يَخْلِفُوْنَ (اور جب کوئی صورت نازل ہوتی ہے تو منافقین آپس میں ایک دوسرے کو کہتے

ہیں کہ کسی نے دیکھا تو ہمیں بھر پلے جاتے ہیں اللہ نے ان کے دلوں کو بھرا یا اس سب سے کہ وہ جھگڑے نہیں)۔

حضرت امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ جب معمرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں حاضر ہوتے تو کسی کو گھیر پھرنے کی ضرورت سے جانا ہوتا تو آؤ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گھرے کی پاس والی

انگی سے اشارہ کر دیتا تھا آپ بھی ہاتھ کے اشارہ سے اجازت دے دیتے تھے اور منافقین کا یہ حال تھا کہ اپنے ساتھ ہر مجلس میں چنانچہ

کے لئے ہماری کام تھا جب مسلمانوں میں سے کوئی شخص باہر جانے کے لئے آپ سے اجازت طلب کرتا تو منافق یہ کرتے تھے کہ اس

مسلمان کی مجلس کے پاس کھڑے ہو کر اسے آواز دے کر گل جاتے تھے اس پر اللہ جل شانہ نے آیت کریمہ **لَا يَغْلِبُكَ اللَّهُ الْقَبِيحُ يَنْتَقِلُونَ** (آخر تک) نازل فرمائی۔ میں نے ذوال کو خاص ہو لیکن آیت کا مفہیم عام ہوتا ہے مسلمانوں کی طرف سے بھی فرمائی اور اس کے لڑائی میں یہ بھی فرما دیا کہ اہل ایمان کا یہ طریقہ ہونا چاہیے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ضرورت یا کسی مشورہ کے لئے بلائیں تو حاضر ہوجائیں اور اس کے رسول کے بلاؤں کو ایسا نہ سمجھیں جیسا کہ انہوں نے کے بلاؤں کو سمجھتے ہیں (چاہے گئے چاہے نہ گئے) آپ کے بلائے پر فوراً آجائیں اور جب تک آپ مجلس پر غاصت نہ کریں، جم کر بیٹھے رہیں اگر مجلس کے درمیان سے جانا ہو تو آپ سے اجازت منگ کر جائیں۔ ساتھیوں کی طرف سے چپکے سے نہ جائیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ جب اہل ایمان آپ سے چلے جانے کی اجازت مانگیں تو آپ جیسے جہاں اجازت دے دیں ضروری نہیں کہ کھوں کو اجازت دیں لیکن ہے کہ جس ضرورت کے پیش نظر اجازت مانگ رہے ہیں وہ واقعی ضروری نہ ہو یا ضروری تو ہو لیکن مجلس کو چھوڑ کر چلے جانے سے اس سے زیادہ کسی ضرر کا خطرہ ہو اس لئے اجازت دینا نہ دینا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چھوڑ دیا گیا۔ ساتھ ہی **وَأَسْتَفْظِرُ لَهْمُ اللَّهِ** بھی فرمایا کہ آپ ان کے لئے استغفار بھی کریں۔ کیونکہ میں اپنی ضرورت کے لئے منع کیا گیا تھا ہے اسے چھوڑ کر جانا اگرچہ ضروری ہی ہو اس میں اپنی اپنی ضرورت کو دین پر مقدمہ کئے کی ایک صورت تھی ہے اس میں اگرچہ گناہ ہو مگر کوئی کثافت ضرور ہے اور یہی ممکن ہے کہ جس ضرورت کوئی سمجھ کر اجازت لی اسے قوی سمجھنے میں ہی خطا اچھڑائی ہو گئی ہو لہذا آپ اجازت دینے کے ساتھ ان کے لئے استغفار بھی کریں۔ **إِنْ هَكَذَا ظَنَرْتُمْ وَرَجِمْتُمْ** (اے اللہ جیسے وہاں سے ہیں ہے) **لَا تَضَعُوا لَهُ أَعْقَابَ الْوَسْوَاسِ** **يَنْتَقِلُونَ** **كَلِمَاتُهُ** **يَنْتَقِلُونَ** قطعاً کو ایک مطلب تو مفسرین کرام نے یہ پایا ہے جو اوپر مذکور ہوا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلائیں تو حکم دینا واجب ہے ضرور حاضر ملت ہونا چاہیے بلکہ بلاؤں کو ایسا نہ سمجھو جیسا کہ انہوں نے کیا ہے بلکہ بلاؤں کو جس بلاؤں کے کچھ اجازت دیں اور جس کو کچھ نظر انداز کر دیا (اگرچہ اس میں بھی حقوق مسلم میں یہ بتایا کہ **وَجِبَ عَلَيْهِ** دعا دینا اس وجہ کی تاکید نہیں ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلاؤں کی اہمیت ہے جس کی خلاف ورزی حرام ہے اور بعض حضرات نے اس پر فرمایا ہے کہ دعا اور رسول میں صدر کی اضافت مقول کی طرف ہے اور مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ عرض کرنا ہو کوئی بات کرنی ہو تو اب کوئی دعا نہ کہ۔ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کو یا محمد کو یا محمد کی بات کرنے میں ایسا طرز اختیار نہ کرو جس سے آپ کو تکلیف پہنچے اس کو سورۃ بقرہ میں **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَابَكُمْ فَوَاقُوا نُصُوتَ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ تَكْفُرُونَ** (اے ایمان والو! اپنی آواز میں نہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز پر بلند مت کرو اور بات کرنے میں اس طرح زور کی آواز نہ دےو جو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کی بات پر زور سے آواز لاتے ہو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں پتہ نہ چلے۔)

پھر فرمایا **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَابَكُمْ فَوَاقُوا نُصُوتَ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ تَكْفُرُونَ** (جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں وہ اس بات سے ڈاریں کہ انہیں کوئی سختی یا درد کا عذاب پہنچ جائے) **وَالْمَدِينَةُ** سے دنیا میں مصیبت اور مشقت میں نہ جا سزا ہے اور درد کا عذاب سے آخری عذاب مراد ہے اس میں منافقین کو سختی فرمائی ہے کہ تم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرتے ہو اور پیچھے سے مجلسوں سے کھٹک جاتے ہو اس کو معمولی بات نہ سمجھو۔ اس کی وجہ سے دنیا میں بھی جتنا عذاب ہو سکتا ہو اور آخرت میں تو ہر کافر کے لئے درد کا عذاب ہے ہی۔ سورہ کی ضمیر میں دونوں احوال ہیں لفظ اللہ کی طرف مبالغہ ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لیکن ہر



کی

سورۃ الفرقان

۷۷ آیتیں اور ۶ رکوع

(۱۸) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (۲۱) وَنَزَّلْنَاهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْنَا نَزْلًا مُّجْتَمِعًا ۚ لَقَدْ كُنَّا مِنْ فِطْرِهِمْ خَصْمًا ۙ

سورۃ فرقان کہ میں نازل ہوئی اس میں شرفات اور جو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو ۱۵ حیران اور لہارت دہم ہے

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ۝ الَّذِي لَهُ مَلِكُ

السموات والأرض ولم يَـخْزُذْ وَلَهُ الْكُتُبُ وَهُوَ الَّذِي يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَكُونُ فِي عِلْدَانِ

فَقَدَرَهُ تَفْدِيرًا ۝ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَّهُ يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ

يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مُوتًا وَلَا حَيًّا وَلَا

تَشْعُرُونَ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ هَٰذَا إِلَّا فِتْنَةٌ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ

قَوْمٌ آخَرُونَ ۚ فَقَدْ جَاءَ وَظُلُمًا ذُورًا ۝ قَالُوا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۚ كَتَبْنَا

فِي سُبْحَتِ السَّجْدَةِ وَبِأَمْرِ الْمَلَكِ مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۚ قُلْ أَسْأَلُكُمْ فِي الْكُفْرِ

فِي سُبْحَتِ السَّجْدَةِ وَبِأَمْرِ الْمَلَكِ مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۚ قُلْ أَسْأَلُكُمْ فِي الْكُفْرِ

فِي سُبْحَتِ السَّجْدَةِ وَبِأَمْرِ الْمَلَكِ مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۚ قُلْ أَسْأَلُكُمْ فِي الْكُفْرِ

فِي سُبْحَتِ السَّجْدَةِ وَبِأَمْرِ الْمَلَكِ مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۚ قُلْ أَسْأَلُكُمْ فِي الْكُفْرِ

فِي سُبْحَتِ السَّجْدَةِ وَبِأَمْرِ الْمَلَكِ مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۚ قُلْ أَسْأَلُكُمْ فِي الْكُفْرِ

فِي سُبْحَتِ السَّجْدَةِ وَبِأَمْرِ الْمَلَكِ مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۚ قُلْ أَسْأَلُكُمْ فِي الْكُفْرِ

فِي سُبْحَتِ السَّجْدَةِ وَبِأَمْرِ الْمَلَكِ مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۚ قُلْ أَسْأَلُكُمْ فِي الْكُفْرِ

فِي سُبْحَتِ السَّجْدَةِ وَبِأَمْرِ الْمَلَكِ مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۚ قُلْ أَسْأَلُكُمْ فِي الْكُفْرِ

فِي سُبْحَتِ السَّجْدَةِ وَبِأَمْرِ الْمَلَكِ مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۚ قُلْ أَسْأَلُكُمْ فِي الْكُفْرِ

فِي سُبْحَتِ السَّجْدَةِ وَبِأَمْرِ الْمَلَكِ مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۚ قُلْ أَسْأَلُكُمْ فِي الْكُفْرِ

فِي سُبْحَتِ السَّجْدَةِ وَبِأَمْرِ الْمَلَكِ مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۚ قُلْ أَسْأَلُكُمْ فِي الْكُفْرِ

وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخْفَوْا يَسْخَرُونَ ۚ وَقَالُوا مَالِ هَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ

یادیں میں ۔ بخشنے وہ بخشنے والا ہے۔ اور ان کو کہیں نے کہا ان رسول کو پہچاننا ہے

وَيَنْشِئُونَ فِي الْأَسْوَاقِ ۚ لَوْلَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونُ مَعَهُ نَذِيرًا ۚ أَوْ يُلْقَى

اور بازاروں میں چلتا ہے ۔ اس پر کہیں نہیں نازل ہوا ایک فرشتہ جو اس کے ساتھ دہانتے والا ہو ۔ اس کی طرف کوئی

إِلَيْهِ كُفْرًا ۚ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا ۚ وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنْ تَشِيعُونَ إِلَّا نَجَلًا

نہایت اہل دیوانہ ۔ اس کے پاس کوئی باغ ہوتا جس میں سے کھاتا ہو کہ تمہیں نے کہا کہ تم ایسے ہی آدمی کا جہنم کرتے ہو جس پر

تَسْخَرُونَ ۚ أَنْظِرْكُمْ يَوْمَ الْآفَافِ ۚ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۚ

جانا کہو کہ تمہیں یہ ہے ۔ آپ کو دیکھتے ہیں اے آپ کے لئے کئی عذاب عظیم ہیں کی ہیں ۔ سوہ کرلو جو کہتے ہو کہ کوئی دوا نہیں دے گی کہ

### اثبات توحید و رسالت، مشرکین کی حماقت اور عناد کا تذکرہ

یہاں سے سورہ فرقان شروع ہو رہی ہے اور پہلے کون کا ذکر ہوا تھا کہ اس پر اس میں قرآن مجید کی صفت بیان فرمائی ہے اور اس کے ساتھ ہی صاحب قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بھی بیان فرمائی، اور شواہد فراہم کر دیے ہیں کہ جس نے اپنے بندہ پر فرقہ بندی فیصلہ کرنے والی کتاب یعنی قرآن مجید نازل فرمایا یعنی اور باہل میں فرقہ کرنے والا ہے اور واضح طور پر بات اور علامات کو متنبہ کر کے بتانے والا ہے یہ قرآن اپنے بندہ پر اس لئے نازل فرمایا کہ وہ جہانوں کے لئے ڈرانے والا ہو جائے اس میں رسول اللہ کی بشارت عطا کی گئی ہے، قرآن سے انکے چہرے بھی بدلتے ہیں اور ان میں آپ سب کی طرف مہموت ہیں، آپ کو پوری حق دے کر اللہ تعالیٰ نے بھیجے آپ نے حق کی تبلیغ فرمائی قول کرنے والوں کو بشارتیں دیں اور جو قول حق سے منکر ہوئے انہیں دہا دہا بھرتا ہوا کرتا کرتا میں منکر کا برا انجام ہے جس نے اللہ کے کہنے کو نہ سنا اور نہ اس کا انکسار کیا اس کے لئے ناراہم ہے قال الطیسی فی اختصاص السیر دون السیر سلوک طریقہ براۃ الاستہلال والا بلان بان ہلہ السورۃ مشتملۃ علی ذکر المعاندین الیہ (ذکر صاحب السیر ج ۱ ص ۴۳)

پھر قرآن نازل فرمائے والی اہل اہل کات کی حماقت بیان فرمائی، جس کی طرف سے ہر طرح کی برکت اور کثیر برکتی ہے فرمایا فَلَمَّا لَمْ يَنْفَلِكْ فَلَمَّا وَافَقَ وَنَزَحَ (جس کے لئے ملک جتا ہواں کا ہوا زمین کا) وَتَمَّ يَجْعَلُونَ لَكَ (اور اس نے اپنے لئے کوئی اور اور جو نہیں کی) وَتَمَّ يَجْعَلُونَ لَكَ خَيْرًا لَكَ فِي الْمَنَافِكِ (اور ملک میں اس کا کوئی شریک نہیں) وَخَلَقَ مَخْنُوعًا (اور اس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا) فَلَمَّا وَفَّقَ طَبِيعًا (یعنی جس چیز کو پیدا فرمایا اس کی ساخت اور شکل صورت کا ایک خاص انداز ہے اور اس کے انداز خاص بھی پیدا فرمائے اور ہر چیز کو اپنی حکمت کے مطابق احوال و افعال میں لگا دیا) انسان کی ساخت اس کے اعضاء کی اس کی حیثیت اس کے حال کے مناسبت ہے اس طرح یہاں اور حدیثوں کی تعلیم میں وہ چیزیں درج تھیں جو ان کے احوال کے مناسبت ہیں زمین اور اس کے پانی میں پیدا ہونے والی جس چیز پر نظر دلو ہر ایک کی ساخت، شکل و صورت، ذرا بڑی و ذرا چھوٹی و غیرہ ہر حالت اور ہر صفت اس کام کے مناسبت

جائی ہے جس کے لئے اس کو یہاں فرمایا زمین کو تاجدار قیام دیا گیا کہ جو کچھ اس پر رکھا جائے وہ اس کے اندر ڈوب جائے اور نہ پھراور  
 اوسے کی طرح ایسا تخت بنایا کہ اس کو کھو نہ سکیں، چنانچہ اس سے یہ ضرور جس بھی متعلق جس کو اس کو کھنکھار پانی نکال جائے اور یہ بھی کھنکھار  
 بڑی بڑی عمارت کھڑی کی کہ جس میں اس نے اس کو اس کی بھینٹ کڑا دیے پر رکھا گیا، پانی کو یہاں بنایا جس میں بڑا دھنکھٹیں ہیں، وہاں بھی  
 سیال مادہ کی طرح ہے مگر پانی سے مختلف ہے پانی ہر جگہ گودلوں میں پہنچتا اس میں انسان کو کچھ بھینٹ بھی کرتی پتی ہے، وہاں کوہ و درمطلق نے  
 اپنا ایسا بحر ال عام بنایا کہ بغیر کسی سخت اہل کے یہ جگہ کھلی جاتی ہے بلکہ کوئی شخص ہوا سے چھوٹا ہے تو اس کو اس کے لئے بڑی بھینٹ کرتی  
 پتی ہے۔ قل صاحب الروح قللوہ ان ہاء لہا ازادہ من العشاء والاعمال اللاتلفہ بہ لتظہرا مدحہا لا یظہر لہا  
 ولا یصلح کتبہہ کلہما الانسان لہم والادوارک والنظر والتبصر فی امور المعاد والمعادش واستباط الصانع  
 المعصومہ ومزاولة الاعمال المختلفۃ الی غیر ذلک۔

اس کے بعد مشرکین کا گروہ کی تہ کر فرمایا کہ ان لوگوں نے اس ذات پاک کو چھوڑ کر جو آسمان اور زمین کا خالق ہے اور جس کا ملک  
 میں کوئی شریک نہیں اور جس کی کوئی اولاد نہیں بہت سے معبود بنائے یہ معبود کسی بھی چیز کو کہیں انہیں کرتے وہ خود ہی اللہ تعالیٰ کی تعلق ہیں  
 اور ان کی تہ بڑی کا یہ عالم ہے کہ وہ اپنی جانوں کے لئے کسی بھی ضرر اور فتنے کے، ہنگام اور فتنہ نہیں ہیں نہ اپنی ذات سے کسی ضرر کو روخ  
 کر سکتے ہیں اور نہ اپنی جانوں کو کوئی فتنہ پہنچا سکتے ہیں، نیز وہ موت و حیات کے بھی مالک نہیں، ان زندوں کو موت دے سکتے ہیں اور نہ  
 مردوں کو زندہ کر سکتے ہیں، بلکہ جب قیامت کا دن ہوگا اس وقت ان کو بھی اللہ تعالیٰ ہی زندہ فرمائے گا مردوں کو یہ اصل معبود اور پادشاہ زندہ  
 نہیں کر سکتے۔

اہل فکر کا خرک اختیار کرنے کی علامات اور سہاوت بیان کرنے کے بعد ان کا ایک اور عقیدہ کفر یہ بیان فرمایا اور وہ یہ کہ یہ لوگ قرآن  
 کے بارے میں یوں کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کہہ کر یہ کتاب جو میں پڑھ کر کہتا ہوں اس اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل فرمائی ہے یہ ایک  
 افتراء ہے نہ نازل تو کچھ بھی نہیں یہاں انہوں نے اپنے پاس سے ہمارے بنائے ہیں اور اس بارے میں دوسرے لوگوں نے بھی ان کی مدد کی  
 ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تردید کرتے ہوئے فرمایا قل لہ جلالہ واکملنا ووزوزا کہ ان لوگوں نے بڑی جھلمکی دست کی ہے اور نہ  
 بڑے بھوت کا دستکب کہ ہے۔ (اللہ تعالیٰ کی نازل فرمادہ کتاب کو کفر کی تہ اٹھادیا ہے بات بتا دیا)

ان لوگوں نے جہاں کہہ کر دوسرے لوگوں نے ہمارے بنائے ہیں ان کی مدد کی ہے اس کے بارے میں بعض مشرکین نے فرمایا کہ  
 اس سے مشرکین کا اشارہ یہودی کی طرف تھا وہ کہتے تھے کہ انہیں یہودی پرانی امتوں کے واقعات سنا رہے ہیں اور یہ انہیں یوں کہہ رہے ہیں  
 اور بعض مشرکات نے فرمایا کہ ان لوگوں کا اشارہ اہل کتاب کی طرف تھا جو پہلے سے تورات پر چڑھتے تھے پھر مسلمان ہو گئے تھے، وہ  
 انکار کے لئے ان لوگوں کو کھٹکھٹا دیا اور قرآن بھی چیز بنا کر ان سے بنا کر ہو گئے تو انی مختلف منائے کے لئے انہیں بائیں کرنے لگے۔

پھر مشرکین کے ایک باطل دعویٰ کا ذکر فرمایا وقلوا آتھنا بطیر الاولین اختلفوا ولا یذہبوا ان لوگوں نے کہہ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 جو میں کہتے ہیں کہ میرے اوپر اللہ کا کلام نازل ہوتا ہے اس میں نازل ہونے والی کوئی بات نہیں ہے یہ اپنی بھی ہوئی تھی میں جو پہلے  
 سے سخن ہوتی چلی آ رہی ہیں انہیں کو انہوں نے ٹھکرایا ہے یہ سچ شام بار بار ان کے اوپر پڑھی جاتی ہیں جس کی وجہ سے انہیں یاد ہو جاتی ہیں  
 انہی کو پڑھ کر نہ دیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں یہ کچھ بات کا کلام نہ نازل ہوا ہے ان لوگوں کی اس بات کی تردید کرتے ہوئے فرمایا قل لہ  
 البقیہ یغفلہ البقیہ فی الشغوات والآذہن (آپ فرمادے تھے کہ اس قرآن کو اس ذات پاک نے نازل فرمایا ہے جسے ہر جگہ ہوئی



بات کا حصہ آسمانوں میں ہو یا زمین میں (تم جو کچھ مشورے کرتے ہو اور باتوں میں جو چاہے چاہے ہیں کہے ہو کہ قرآن مجید صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے نہ لیا ہے یہ وہی رسول ہے جسکو اللہ تعالیٰ قرآن نازل فرمائے گا اسے کفر بتا دیں گی سب باتوں کا یہ ہے کہ جس میں کسی مرد سے کہے کہ تم غیور اور شجاع ہو (بشر و مصلحت) یہاں سے کہ اس میں یہ بتایا کہ تم نے جو باتیں کہیں ہیں یہ غیور و شجاع ہیں ان کی وجہ سے تم عذاب کے مستحق ہو گئے ہو لیکن جس نے یہ قرآن نازل فرمایا ہے وہ بہت بڑا کریم ہے اگرچہ اسے کفر بتا دیں کہ یہ باتوں سے تو بڑا کریم اور ایمان لے گا تو اسے تو وہ اپنی اقسام و قوتوں کو کافی قرار دے گا۔

اس کے بعد حضرت عیسیٰ مکی انکار رسالت والی باتوں کا ذکر فرمایا و قالوا مال هذا المرسلون (الایہ) لاکو ان لوگوں نے میں کہا کہ اس رسول کو یہ بول رہا تھا کہ تیرے اور ہزاروں میں چلتا پھرتا ہے ان لوگوں نے اپنی طرف سے نبوت اور رسالت کا ایک معیار نہ لیا تھا اور وہ یہ تھا کہ رسول کی کوئی ایسی شخصیت ہونی چاہیے جو اپنے اقوال و احوال میں دوسرے انسانوں سے ممتاز ہو جو شخص ہماری طرف سے نہ نکلتا ہے اور اپنی ضرورتوں کے لئے ہزاروں میں جاتا ہے نہ کہ یہ شخص ہمارے ہی جیسا ہے اس لئے یہ رسول نہیں ہو سکتا یہ ان لوگوں کی حماقت کی بات ہے اور انرا شدید معیار ہے جس کی بات یہ ہے کہ انسانوں کی طرف جو شخص پہنچے ہو وہ انسان ہی ہوتا ہے جو ان کے عقول سے بھی ہائے اور میں کہے کہ انکی دماغ سے نکلتا نکلتا ہے کہ ان کا کام بھی بتانے اور غرض یہ نبوت کے طریقے بھی سمجھائے۔

مگر نبی رسالت سے رسالت و نبوت کا معیار بیان کرتے ہوئے اور بھی بعض باتیں کہیں۔

اولاً ان کے قولاً قولی اللہ علیک فیکون معك نظیراً (اس کی کوئی فرشتہ نہیں کہیں یہاں کیا ہے جس کے کام میں شریک ہوتا اور نہ ہی ہوتا) یعنی وہ بھی ان لوگوں کو ان کے عذاب سے ڈرانا۔

دوم قولہ فیکون معک ان کی طرف کی گزارش (ایہا ان)

سوم قولہ فیکون معک حصۃ منکم علیہا (یاس کے لئے کوئی باغ ہو جس میں سے کھا تو چاہے) انہوں نے جو ان کو کہا کہ رسول میں کوئی امتیازی شان ہونی چاہیے اس امتیازی شان انہوں نے غلطی کر کے کہا کہ ان کے ساتھ کوئی فرشتہ ہوتا ہو گا جو رسالت میں ان کا شریک ہوتا ہے ان کے پاس گڑاں ہو جائے گا کوئی باغ ہو تب ان میں سے کوئی چاہے جس کو چاہے وہ باغ ہو جسے ان کے ہاں رسالت کو چاہیے ان میں باغ و قوت کے ساتھ انہوں نے ایک اور غلطی کر دی اور ان ایمان سے ان کو کہا کہ ان کے معقول اور عقل فاضل ہوں (کہتے تو آپ اپنے ہی دلی کا جو ان کو کہتے ہیں جس پر ہمارا گروہ لگایا ہے) کسی نے اس پر ہمارا گروہ لگایا ہے جس کی وجہ سے انکی باتیں کہتا ہے جب قرآن میں کوئی ایسا نکلا اور انکی اور غزوات کے ساتھ ان کا جواب ہو گئے تو آپ فرمیں یہ بات کافی کہ تم جسے رسول بن رہے ہو اور صحابہ اس پر کسی نے ہمارا گروہ لگایا ہے جس کی وجہ سے انکی باتیں کہتا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا مفسر کتب حضور نزلت الاشارة لفضلنا افضلنا افضلنا لفضلنا افضلنا (ایہا آپ کو چاہیے کہ یہ لوگ آپ کے لئے کبھی کسی بات میں جان کر رہے ہیں اور گروہ ہو گئے پھر وہ راہ میں پا لیں گے) (اور گروہ کرتے اور اصل سے کام لینے تو کسی قرآن اور نبی رسول جن پر اعتراض کر رہے ہیں ان کی چاہت کا سبب بن جاتے اب تو وہ اعتراض کر کے اور ہوا سبب اور اذیت پر نہ آئیں گے)۔

كَذَلِكَ الَّذِي إِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِنْ ذَلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

(اور کہتے ہیں وہ ان بات پر حیران رہا ہے تو آپ کے لئے اس سے بہتر نعمتی عطا فرما دے یعنی ایسے باغ میں کے جسے نہریں جاری ہیں)

وَيَجْعَلْ لَكَ قَصُورًا ۝ بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ ۖ وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ

اور آپ کے لئے مگر جگہ۔ لیکن ان لوگوں نے قیامت کو جھٹلایا اور میری قیامت کو جھٹلایا۔ ہم نے ان کے لئے آگلی ہوئی

سُورِيًّا ۚ إِذَا رَأَوْهُمُ فَقَالُوا سَبِيحُوا لَهُمْ سُبْحَاتُهَا تَعْمُوتُ ۚ وَارْثُوا الْغُلَا

ات کی جگہ کر لیں گے۔ جب وہ ان کو دیکھیں تو کہیں گے اے خدا کے بندوں! ان کے لئے سبوحات کی دعا کی جائے اور ان کے لئے

وَبْنَاهَا مَكَانًا ضَرِيفًا ۚ دَعُوا هَٰؤُلَاءِ لَكُمْ سُبُورًا ۚ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ سُورًا وَاحِدًا ۚ وَأَدْعُوا

ان کے لئے بنو اور ان کے لئے جگہ۔ کہو ان کو کہ تمہارے لئے سبوحات کی دعا کی جائے اور ان کے لئے سبوحات کی دعا کی جائے اور ان کے لئے

سُبُورًا كَثِيرًا ۚ قُلْ أُولَٰئِكَ خَيْرٌ أَمْرُهُمُ الْخُلْدُ الَّذِي وَعَدْنَا الْمُتَّقُونَ ۚ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءُ

اور سبوحات کی دعا کی جائے اور ان کے لئے سبوحات کی دعا کی جائے اور ان کے لئے سبوحات کی دعا کی جائے اور ان کے لئے

وَمَصِيرًا ۚ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ خَالِدِينَ ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ وَعْدًا مَسْئُولًا ۝

اور ان کے لئے سبوحات کی دعا کی جائے اور ان کے لئے سبوحات کی دعا کی جائے اور ان کے لئے سبوحات کی دعا کی جائے اور ان کے لئے

قیامت کے دن کافروں پر دوزخ کا غیظ و غضب، دوزخ کی تک جگہوں میں ڈالا جائے،

اہل جنت کا جنت میں داخل ہونا اور ہمیشہ ہمیشہ جی چاہی زندگی میں رہنا

مشرکین جو طر طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے تھے جس میں قرآنی تحفہ کا طلب کرنا بھی تھا اور یہ

کہنا بھی تھا کہ آپ کی طرف خزانہ کیوں نہیں آئی؟ کیا اور آپ کے پاس کوئی مال کیوں نہیں ہے جس میں سے آپ کھاتے پیتے اس کے

جواب میں فرمایا کہ اللہ پاک جو کثیر المہر کات اور کثیر الخیرات ہے اور جو بڑے قادر ہے۔

اگر وہ چاہے تو آپ کو اس سے بجز عطا فرمادے جن کا انہوں نے تو کر دیا ہے اور چاہے تو آپ کو ایسے مال عطا فرمادے جن کے

لیے نہ صرف چاہی ہوں اور آپ کو مل عطا فرمادے، لیکن وہ کسی کا پانچ نہیں ہے کہ لوگوں کے اعتراضات کی وجہ سے کسی کو اس میں

عطا فرمائے اور جو چاہتا ہے اپنی حکمت کے مطابق دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اس کو دیتا ہے اس کے بعد معافین کی ایک اور تکذیب کا

ذکر فرمایا بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ یعنی یہ لوگ نہ صرف آپ کی رسالت کے منکر ہیں بلکہ قیامت کے بھی منکر ہیں۔ اور یہ جو شہادت

قرآن کرتے ہیں ان کا سب یہ ہے کہ ان کو قیامت کی گڑبگ نہیں ہے، قیامت کی بے غری نے ان کو شرارت میں پھنسا دیا کہ وہ کہتا ہے جس کی وجہ

سے طلب حق سے ہمید اور ہے چرنا ہے کہ شرارت میں غلط ملال کیا گیا ہے اس سے یہ مضمون واضح ہو رہا ہے۔ وَالْغُلَا لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ

بِالسَّاعَةِ ضَعِيفًا (اور جو شخص قیامت کو جھٹلائے ہم نے اس کے لئے دھنکی ہوئی آگ کا مذاب چار کر دیا ہے)۔

قیامت کے دن جب یہ لوگ حاضر ہو گئے تو دوزخ سے ان کی دوری ہو گئی کہ دوزخ پہنچے گی اور جہان کی اس کی صیحت نامک ضرر

بھری آواز اس کے اندر آگے آگے قیامت کے دن اور اس کا غیظ و غضب اس کی کڑی اور سخت آواز سے ظاہر ہوگا جیسے کوئی اونٹ کسی کی دشمنی میں جھگڑ جائے اور اس کا بدلہ لینے میں آواز نکالے اور جیسے ہی موقع ملے تو کچھنا کھڑکتا رہے۔

اول تو مکہ میں ہر مسلمان کو دوزخ کا ٹھکانہ غضب ہی پر چٹان کر دے گا مگر جب اس میں داخلے جائیں گے تو ٹھکانہ میں پہنچ گئے جائیں گے۔

دوزخ اگر چہ جہنم سے بہتر ہے لیکن عذاب کیلئے دوزخ میں کوٹھ گھوٹوں میں رکھا جائیگا بعض روایات میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسرا عقول ہے کہ جس طرح دوزخ میں کئی گاڑی چلتی ہے اسی طرح دوزخ میں عذاب دیا جائے گا۔ (اگر اس کی جڑیں ۳۱) دوزخ میں داخلے جانے والوں کی مسرت و مسرور پس پانچ فرمائی جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ہاتھ پاؤں جڑوں میں بکڑے ہوئے ہوتے۔

سورہ میں فرمایا وَجَعَلُوا فِيهَا قُلُوبًا فَهُمْ لَا يَهْتَفُونَ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (اور ہم کافروں کی قلوبوں میں عذاب ڈال دیں گے ان کو انہیں اعمال کی سزا دی جائے گی جودہ کرتے تھے) جب کہ دوزخ میں داخل دینے جائیں گے اور وہاں کا عذاب انہیں سمجھنے کے قابل نہ ہوگا کہ ان کی موت کو پہچانیں گے اور یہ یاد کریں گے کہ کاش موت آ جاتی اور اس عذاب سے بچ سکتا۔

لَا يَخْلَوُ الْيَوْمَ الْيَوْمَ دُوزُؤُهُمْ وَأَخْفَوْا أَخْفَوْا أَخْفَوْا آج ایک موت کو نہ پکارے بلکہ بہت سی موتوں کو پکارے۔ یعنی یہ آواز دے گا کہ موت آج آئے تو عذاب سے بچ سکتا ہو جائے ایک موت نہیں بلکہ بہت کثیر تعداد میں موتوں کو پکارے ہر حال موت آنے والی نہیں ہے اس عذاب میں ہمیشہ ہمیشہ ہو گے اور کافروں میں فرمایا لَا يَخْفِضُ عَنْهُمْ غَضَبُنَا (اور ہم ان کو نہ ڈالیں گے) وَلَا يَخْلُصُونَ مِنْ عَذَابِنَا (ان کو نہ بچائیں گے) كُلُّ كَافٍ (ہر کافر اپنے کی کسر ہی جائیں اور ان سے دوزخ کا عذاب ہلکا کیا جائے گا۔ ہم ہر کافر کو اس میں سزا دیں گے۔)

قُلْ اِنَّ لَكُمْ حَسْرَةً (الایہ) یعنی آپ فرمائیجئے کیا یہ دوزخ اور اس کا عذاب بھڑ ہے یا وہ دنت بھڑ ہے جو ہمیشہ جہنم کی جگہ ہے جس کا حشر ہے وعدہ کیا گیا ہے۔ یہ جنت حشریوں کو ان کے اعمال کی جزا کے طور پر دی جائے گی اور یہ لوگ انجام کے طور پر اس میں جائیں گے اور ان کا مقام ہوگا اور ان میں رہیں گے صرف رہنا ہی نہیں بلکہ اس میں بڑی بڑی نعمتوں سے سرفراز کئے جائیں گے وہاں جو جائیں گے وہ وہاں ہی انہیں کی طرائق کے مطابق زندگی گزاریں گے اور زندگی بھی ایسی اور ان کی ہوگی اس کے برعکس کسی دوزخی کی کوئی بھی خواہش پوری نہیں کی جائے گی اور وہاں ہر کام فرمایا:

وَجِئِلْ نَجْمُهُمْ (وہیں شہنشاہوں کی جگہ لعل یافتہ جہنم قتل نَجْمُهُمْ کُلُّوا) فی ضلک شرب (اور ان کے اور ان کی خواہش کے اور یہاں ذکر دی جائے گی جیسا کہ ان سے پہلے ان کے ہم شرب کافروں کے ساتھ کیا گیا ہے وہ وہاں شرب سے شک میں تھے جس نے ان کو توبہ میں ڈال رکھا تھا)۔

فرمایا اِنَّ كَذِبًا عَلٰی زَيْنَاتٍ (غذا منسوب لا یہ جنت کی نعمتیں بلکہ قتل کوئی کوئی جائیں گی انہیں تعالیٰ نے ان سے اس کا وعدہ فرمایا ہے اور اس کا وعدہ کرتا ہے) ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے رہیں کہ وہ اپنے وعدے کے مطابق آئیں اپنے انعام سے نادم ہے جیسا کہ سورہ آل عمران میں اللہ العالیہ (مکملہاں) کی دعا نقل فرمائی ہے۔ وَتَذَرُنَا غَدًا عَذَابًا وَتَذَلُّنَا (اور تم غلامانہ تمہیں غلامانہ) اِنَّ لَكُمْ لَا تَخْلِفُ الْبَيْعَاتُ (اے ہمارے سب اپنے رسولوں کی ذہنی ہر آپ نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے اس کے مطابق آئیں دعا فرما دیجئے اور قیامت کے دن ہمیں رسوا فرمائیے بلکہ آپ وعدہ کے خلاف نہیں فرماتے۔)

اللہ تعالیٰ نے جو وہ ضروری چیزیں پیدا کر دی ہیں کہ ان کے بغیر انسان کی حیات ناممکن ہوگی، ان کی تعظیم و تکریم اور ان کی عبادت کا حکم دیا ہے۔ اور ان کی فطریات پر عمل کرنا اور ان کی عبادت کی لذت حاصل کرنے کے لئے ہے۔

وَيَوْمَرُ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ يَقِيقُونَ ؕ أَأَنْتُمْ أَضَلُّكُمْ

اور پھر ہم ان کو فتنہ کریں گے کہ ان کو بتایا جائے گا کہ ان کی عبادت کو چھوڑ کر عبادت کرنے والے اللہ تعالیٰ کا سوال ہوگا کیا تم نے میرے حق میں خدا کو

عبادہ کی مخلوق آزمائے گا کہ وہ اللہ کے سوا کون سے الٰہ کے لئے عبادت کریں گے؟ اور کہیں گے کہ آپ کی ذات پاک ہے اور اس لئے یہ درست نہیں ہے کہ ہم آپ کے علاوہ

میں دُوبن کے اولیاء والکن متعنتھنم و آباءہم حتی نسوا الذکر و کانوا

دوسروں کو اولیاء جانیں لیکن ذات یہ ہے کہ آپ ان کے باپ و ماں کو فتنیں دیں گے یہاں تک کہ وہ ذکر کو بھول جائیں گے اور وہ لوگ

قوماً بوراً ؕ فَقَدْ كَذَّبُوكُمْ بِمَا تَعُولُونَ ؕ أَلَمْ تَكُنْ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ أَمْ كُنْتَ تُدْعَىٰ فَمَنْ يَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنَ الْكَافِرِينَ

پاک ہونے والے تھے۔ سو انہوں نے تمہاری بات کو جھٹلایا کہ تم بھی مرنے والے ہو۔ کیا تم نے مرنے والے کو حیات بخشی ہے اور نہ کسی طرح کی مدد دیتے ہو

وَمَنْ يَظْلِمْ نَفْسًا مِّنْ نَّفْسٍ لَّا يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

اور جو کسی سے ظلم کرے گا اس سے اس کی نفس بچ جائے گی۔

مشرکین جن کی عبادت کرتے تھے ان سے سوال و جواب، یہ لوگ مال و متاع کی وجہ سے

ذکر کو بھول گئے، روز قیامت عذاب میں داخل ہوں گے، وہاں کوئی مددگار نہ ہوگا

قیامت کے دن مشرکین بھی مشرک ہو گئے اور یہودی بھی یہودی ہو گئے جن کی عبادت کر کے مشرک بنے۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت چھوڑ کر ان کی عبادت کی ان میں فرشتے بھی ہیں اور حضرت یحییٰ اور حضرت عزیر علیہما السلام بھی اور ابراہیم اور اسماعیل

علیہم السلام بھی ہیں ان سے اللہ تعالیٰ کا سوال ہوگا کہ یہ میرے بندے جنہوں نے شرک کیا اور تمہاری عبادت کی کیا تم نے انہیں گمراہ کیا یا یہ

خود ہی گمراہ ہو گئے؟ اور اس کے جواب میں کہیں گے کہ اسے اللہ آپ کی ذات پاک ہے ہمیں یہ قریب نہیں رہا کہ ہم آپ کو چھوڑ کر

دوسروں کو الٰہ مانیں ہم ان مشرکین سے بدعتی رہ گئے اور عقل جوڑنے والے نہیں تھے ان سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔

بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ جن سے مذکورہ بالا سوال و جواب ہوگا ان سے مانگے اور دیگر عقائد، مراء ہیں اور جن حضرات نے

ان عقائد کے مومس میں انصاف کو بھی شامل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس دن انصاف کو بھی زبان دی جائے گی اور وہ بھی اپنے معبودوں سے

برامت ظاہر کریں گے۔

جواب دینے والے کہیں گے کہ ہم نے ان کو گمراہ نہیں کیا آپ نے انہیں اور ان کے باپ و ماں اور اولاد کو مراء مراء کیا یہ لوگ

شیعوں اور خوارجوں میں چڑ کر آپ کی یاد بھول گئے، ان خود حیات کے لئے فکر مند ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف دھیان دیا

تنبہ لیا کہ ہونے والے ہیں گئے۔

قوله تعالى: ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا إِبْرَاهِيمَ﴾ أي هالكنس علي أن يورأ مصدراً وصف به الفاعل مبالغة أو جمع ياتر كمؤد جمع حائد، قال ابن عباس: هلكنى فى لغة عمان وهم من اليمن، وأقبل يورأ فاسدين فى لغة الأزد ويقولون امرأتى أى فالد وباتت البطاعة إذا فسدت وقال الحسن: يورأ أخير إليهم من قولهم أرض يورأ متعظمة لا يبات فيها وأقبل يورأ عمياً عن الحق والجملة اعتراض تذييل مقرر لمضمون ما قبله على ما قاله ابن السكيت.

ان کو چھوڑ کر جن کی مہارت کی کمی تھی ان سے مذکورہ بالا سوال ہو گئے کہ جواب نقل فرما کر اور شا فرمایا۔ فقط حفظ تو حکم بننا حفظ کوئی فضا  
نہیں محفوظ ضرور حفظ والا بغیر اس میں اس خطاب کا ذکر ہے جو عورت کی مہارت کرنے والوں سے ہو گا کہ تم جن کی مہارت کرتے تھے  
اور ان کے معیار ہونے کا دعویٰ کرتے تھے اسے تمہارے معیار میں لے آئے پھر ان کو اب تمہیں خطاب ہی میں جانا ہے خطاب دینے کرنے کی  
تمہارے پاس کوئی حق نہیں ہے اور کوئی حد دکھانے کی نہیں ہے یہ تم خود اپنی کوئی حد رکھ سکتے ہو نہ کوئی تمہاری حد رکھ سکتا ہے۔  
مذکورہ سوال نہ جواب سے مشرکین کی یہ باتی اور مخالفت ظاہر ہو جائے گی کہ انہیں جن لوگوں کی مہارت کرتے تھے وہ ان سے بڑا رہی  
ظاہر کر رہے گئے۔ ان سے جو غلطی کی امید تھی وہ منتقل ہو جائے گی۔

وَمَنْ يُظْلَمْ فَلْيُطْلِقْ غَلَاظَ كَيْدِهِ اِسْمَانِ اَوَّلُكَسْ سَیْ قَطَابِ بَیْ جَوْدِ نَیَاكُسْ مَوْجُوْدِیْنِ كِرْمُوتِ سَیْ بَیْطِ اِیْمَانِ كَلَا  
عَلَمِ نَبِیِّ كِرْمُوتِ جَوْدِ قُضُوصِ كِرْمُوتِ مَحَالِ اِسْمَا سَیْ خُزْمِیْنِ اِذَا غَظَبِ بَیْطَحَاوِیْنِ كَلَا

قال صاحب الروح و تفسير العقلم بالكفر هو المروى عن ابن عباس ر.ه. والحسن ر.ه. وابن جريج ر.ه. والبيان المقام بضمه لان الكلام في الكفر و وعده من مقتضى سورة.

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا أَنَّهُمْ لِيَأْكُلُوا الْقَطَامَ وَيَنْشُورُوا

ہر بات کی ہے کہ آپ سے پہلے ہر حکمران ہم نے کبھی "کھانے کھانے تھے ہر انسان میں

فِي الْأَسْوَاقِ، وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً، أَتَصْبِرُونَ، وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ۝

پتے تھے اور ہم نے تم سے پہلے کو پہلے کے لئے اعلان کیا ہے کیا تم صبر کرتے ہو؟ اور آپ کا رب دیکھنے والا ہے۔

انجیاء کرام اللہ علیہ السلام: کھانا کھاتے تھے، اور بازاروں میں چلتے تھے، تم میں بعض بعض کیلئے آزمائش ہیں چند بات سے کیلئے مشرقیوں کا حال گزارے کہ: کیا رسول میں جھکاؤ تھا؟ اور بازاروں میں چلا کرتا ہے۔

یہاں ان کی باتوں کا جواب دے دیا کہ کھانا کھانا اور اناڑوں میں چٹنا چھڑنا نبوت و رسالت کے خلاف نہیں ہے، آپ سے پہلے جو منجبر اللہ صلی علیہ وسلم نے کھانا کھانے والے تھے اور اناڑوں میں اگلی آتے جاتے اور پلٹے پھرتے تھے، اللہ تعالیٰ علی شامہ نے رسول کیجئے اور ان میں صفات سے متصف فرمایا جو رسول کی شان کے لائق تھیں اور جن کا صاحب رسالت کے لئے ہونا ضروری تھا ان صفات کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے کسی کو اپنے پاس سے یہ ملے کہ اسے کافق نہیں کہ صاحب نبوت میں لگائیں وہل ہوتا چاہیے جب اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسی کی صفات و شرائط میں سے کسی ہے کہ کھانا کھانے اور اناڑ میں نہ جائے تو ہم اپنے پاس سے نبوت کی صفات کیجئے ملے کہ ہو اور اس بنیاد پر کیسے تکذیب کرتے ہو کہ کھانا کھانے ہیں اور اناڑ میں جاتے ہیں، انبیاء علیہم السلام بشر خلیفۃ اللہ تبارک و تعالیٰ

اندھ علیہ السلام بھی بشر ہیں۔ کھانا پینا پازار چاہا بشریت کے کٹھنوں میں سے ہے ان کا حضور کو چارہ اگر نہ ہوتا اور رسالت کی شان کے خلاف نہیں ہے۔

ان کے بعد فرمایا: وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً (اور ہم نے تم میں سے بعض کو بعض کے لئے فتنہ یعنی امتحان کا ذریعہ بنایا ہے) اس فقرہ میں شک نہ ہی بھی ہے اور والداری بھی بغیر بچوں کو کہ والداری میں کہتے ہیں کہ اگر یہ فقرہ کے مقبول نہ ہوتے تو طرح پر کیوں ہوتے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہتے ہیں کہ چار سال ہوتے تو ان کے پاس خزانہ ہوتا یا باغ ہوتا اس میں سے کھاتے پیتے، یہ سب باتیں والداری کے کبر اور نفوذ کی وجہ سے زبان سے نکلتی ہیں ان باتوں کو یہاں نہ کرنا نہ نبوت کے مخالفین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے تھے، تکذیب کرنے والوں کا والداری ہو اور ان میں ان کا والداری نہ ہونا چاہیے امتحان ہے ایمان لانے کے لئے رسول کے والداری ہونے کی شرٹ لگانا اپنے والداری ہونے کی وجہ سے ہے، خود فریب ہوتے ہوئے تو ایمان نہ کیجئے۔ یہ مضمون سورہ الاحکام کی آیت وَكَلَّلْتُ فِتْنًا بَعْضَهُمْ مِّنْ بَعْضٍ لِّفَعْلُوْا اَعْقُوْا لَا مِنْ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ فِتْنًا کے مضمون کے ہم معنی ہیں، جیسے فقراء والداریوں کے لئے فتنہ ہیں ایسے ہی والداری بھی فقراء کے لئے فتنہ ہیں صاحب دین العالی نے آیت کی یہی تفسیر کی ہے وہ لکھتے ہیں وجعلنا الفقاء حکم ایہہ الساس اہلہاء لفقراکم لسنظرہل بصیرون اس تفسیر کی بناء پر التصویرون کا مطلق بالکل سے زیادہ واضح ہو جاتا ہے اور مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں کو مال نہیں دیا گیا ان کے لئے والداری کا جو فتنہ ہے یہی آزمائش ہے فقراء سے خطاب فرمایا التصویرون (کیا تم صبر کرتے ہو) یہی نہیں صبر کرنا چاہیے۔ فالا مستفہام ببعض الامر۔

و کان و ثلاث بصیرۃ (اور آپ کا رب دیکھنے والا ہے) فتنہ میں نہ سنے والوں کو بھی دیکھتا ہے اور صبر کرنے والوں کو بھی جانتا ہے ہر ایک کو اس کی ہیئت اور اعمال کے مطابق جزا دے گا۔

☆☆☆ ..... پارہ ختم ..... ☆☆☆

## (پارہ نمبر ۱۹)

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَ نَارِ اللَّهِ أَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ الْكَذَّابِ أَوْ تَرَىٰ رَبَّنَا لَقَدْ

اس میں لوگوں نے کہا کہ جو ناری جہنم کی بات کی ہے یہ سچ ہے یا جھوٹ؟ کیا تم اللہ کو سب کو تو مانتے ہو؟

أَسْكَتُوهُمْ فِي آفْسِهِمْ وَعَتَوْهُ عُتُوًّا كَبِيرًا ۝ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلَائِكَةَ لَا بُشْرَىٰ يَوْمَئِذٍ

لوگوں نے اپنے غم کو بڑا کر دیا اور انہوں نے بڑی سرکشی اختیار کی۔ میں ان وہ فرشتوں کو انہیں کے اس وہی کریم کے سے کوئی بشارت ہی

لِلْمُجْرِمِينَ وَيَقُولُونَ حَسْرًا عَجُوزًا ۝ وَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى النَّاسِ إِذْ أَنشَأَ مِنْ نَحْلِهِ

میں کوئی اور دیکھیں گے چاند اور چاند اور انہوں نے جو بھی مل کے تھے یہاں کی طرف سے ہر طرف سے انہوں نے اسے مل کے بارے

هَبَاءً مُّثَلًّوًا ۝ أَضْحَبُ الْبَنَاتِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا ۝

اور اسے پھینکے گا۔ اس میں ان جنت والے بچہ ہو گئے پھر نے کی جگہ کے اختیار سے اور آراء کے کی جگہ کے اختیار سے۔

معاذین اور مکذبین کے لئے وعید و اسباب جنت کیلئے خوشخبری

معاذین و مکذبین کی جاننا باتوں میں سے ایک یہ بات بھی تھی کہ ہم رسالت کا دعویٰ کرنے والے کو اس وقت رسول مانیں گے

جب فرشتوں کو انہوں نے کہہ دے گا کہ ہمارے سامنے لے آئے، بلکہ اللہ تعالیٰ کو کہیں رکھا دے گا کہ یہاں ہوا ہے تو ہم ایمان لے آئیں گے، یہ لوگ

آخرت کے قائل نہیں تھے اس لئے انہیں باتیں کرنے تھے جس کا آخرت پر ایمان نہ ہو سچے کا کہہ کر ان کی بات کو بدل دیا ہے جس کی

باتوں پر غور کرنا چاہیے اور جو عزت فتن کے میں رکھتے کہ ایمان نہ آتا ہے، جو لوگ آخرت کو مانتے ہیں نہیں وہ لوگ ایسی ہے گی

معاذات اللہ کہ اسے کہتے ہیں اس لئے وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَ نَارِ اللَّهِ كَذِبًا ۝ یہاں لوگوں کی ہیں جنہیں یہاں یہ نہیں ہے کہ تو مس

کے کہ فتنی ہوئی اور حق و باطل کے فیصلے ہو گئے، اور کفر کی سزا ملے گی اور ان ایمان کا اعلان نہیں کے، یہاں معاذین کی وہاں میں فتن

فرمایاں ہیں یہ کہ محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو فتنی رسول ہیں کہ ہمارے سامنے فرشتوں کو لے آئیں جو ان کی تصدیق کر دیں ان کے

جواب میں فرمایا لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى النَّاسِ إِذْ أَنشَأَ مِنْ نَحْلِهِ هَبَاءً مُّثَلًّوًا ۝ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے سامنے فرشتوں کو لے آئیں گے اور

انہوں نے انہیں ایمان سے لے آئے اور انہوں نے بڑی سرکشی اختیار کی (مکذبین) انہوں نے اپنے کو اس ان کی کہا کہ

فرشتے آ کر ہمارے سامنے جان دیں ہمارے کو اس ان کی کہا کہ اس دیکھو کہ وہ کچھ نہیں یہ بھروسہ بہت آگے بڑھ گئے اور

اپنے لئے وہ بات جو بڑی جس کے اہل نہیں ہیں۔

یہ فرمایا يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلَائِكَةَ (الایہ) اس کا مطلب یہ ہے کہ وقت بھی تے والے ہے جو فرشتوں کو کہیں گے حضرت مہدی





الَّذِينَ ظَنُّوا أَنَّهُم مُّلاقُوا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَهُاتٌ دُونَ رَبِّهِمْ ۖ وَقَالَ الرَّسُولُ يَرْبُّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ۖ

یہ لوگ انہوں نے کہے ہیں کہ ہم اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ قرآن کو نظر انداز کر کے کھاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ آپ میری قوم نے اس قرآن کو نظر انداز کر کے کھاتے ہیں۔

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْجُمُوعِ ۚ يُتَوَكَّلُ عَلَىٰ بَرِّكَ هَٰؤُلَاءِ وَنُصِیْرًا ۖ

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن بنائے ہیں اور جو لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں اور ان کے نصیر بن جاتے ہیں۔

قیامت کے دن ہوں گا کہ مظہر کافر کی حسرت کہ کاش فلاں شخص کو دوست نہ بناتا

ان آیات میں قیامت کے دن کی نفی اور ہولناکی اور مصیبت کو بیان فرمایا ہے اول تو یہ فرمایا کہ آسمان یا اہل سے چھٹ جاتے گا قیامت کے دن آسمان کا چھٹنا دوسری آیت میں بھی ذکر ہے کھٹا ہی قولہ تعالیٰ اِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ وَقَوْلُهَا نَعْلَمُ اِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ اور یہاں فقیر العدم کا بھی اضافہ ہے صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ چھٹنا آسمان سے نیچے آسمان مراد ہے جس طرح سورہ سائے لکھن ہے اور المقصود سے صاحب معروف یعنی پانی مراد ہیں اور یہاں سورہ سے کہنے کے لئے ہے مطلب یہ ہے کہ اس دن آسمان یا اہل کے طور پر ہونے کے سبب چھٹ جائے گا اور اس میں کوئی عجز نہیں، اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ آسمان کو بادل کی وجہ سے اس طرح چھڑ دے جیسے ہفت کے پانی کو چھری سے شق کر دیا جاتا ہے اور یہ بتاتے ہوئے کہ یہ صرف طاقت کے لئے بھی ہو سکتی ہے اس کا یہ معنی بتایا ہے کہ جس وقت آسمان چھٹ جائے گا اس وقت وہ اس حالت میں ہوگا جیسے اس پر بادل چھائے ہوئے ہوں۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عباس سے نقل کیا ہے کہ السعادت منصرف السماء الدنيا بلکہ منصرف آسمان مراد ہیں۔

وَنُزُلًا لِّلْمُتَنَبِّئِينَ ۚ يُرْسِلُ فِيهِمْ رُوحَنَا ۖ فَتُؤْتُواهُنَّ بَيِّنَاتٍ مِّنْ رَبِّكَ ۚ فَتَنبِئُنَّ بِلِقَاءِ رَبِّكَ ۚ فَتَنبِئُنَّ بِمَا كُنْتُمْ تُفْعَلُونَ ۚ (روح المعانی ۱۹ ص ۱)

صاحب بیان القرآن لکھتے ہیں کہ یہ (آسمان کا چھٹنا) مناسب شروع ہونے کے وقت ہوگا اور اس وقت آسمان کا چھٹنا صرف کھٹنے کے طور پر ہوگا یہ وہ چھٹنا ہوگا جس طرح اول کے وقت اس کے افلاک کے لئے ہوگا کیونکہ ذوال قیام کا وقت بعد نصف شعبہ ۱۱ھ کے ہے جس وقت سب آسمان زمین و ہوا و درخت ہوا جائیں گے۔

الْمَلَائِكَةُ يُوقِفُونَهُ فَاُخْبِرَ كُلُّ رُوحٍ مِّنْ رُّوحِ الْمَلَائِكَةِ مَا لَمْ يَكُنْ فِي السَّامِ ۖ فَتَنبِئُنَّ بِمَا كُنْتُمْ تُفْعَلُونَ ۚ (روح المعانی ۱۹ ص ۱)

یعنی الملائکۃ یوقفونہ فاعلموا انہم فی السام ۖ فاعلموا انہم فی السام ۖ فاعلموا انہم فی السام ۖ فاعلموا انہم فی السام ۖ

وَنُزُلًا لِّلْمُتَنَبِّئِينَ ۚ يُرْسِلُ فِيهِمْ رُوحَنَا ۖ فَتُؤْتُواهُنَّ بَيِّنَاتٍ مِّنْ رَبِّكَ ۚ فَتَنبِئُنَّ بِلِقَاءِ رَبِّكَ ۚ فَتَنبِئُنَّ بِمَا كُنْتُمْ تُفْعَلُونَ ۚ

وَنُزُلًا لِّلْمُتَنَبِّئِينَ ۚ يُرْسِلُ فِيهِمْ رُوحَنَا ۖ فَتُؤْتُواهُنَّ بَيِّنَاتٍ مِّنْ رَبِّكَ ۚ فَتَنبِئُنَّ بِلِقَاءِ رَبِّكَ ۚ فَتَنبِئُنَّ بِمَا كُنْتُمْ تُفْعَلُونَ ۚ

صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ روح الہی معی اللہ علیہ جب بھی طرے آتا تھا پکا اور اہل مکہ کی رحمت کرتا تھا اور نبی اکرم کے ساتھ ہوا اور اللہ تعالیٰ تعالیٰ آپ کی یا تمہارے پسند آتی تھیں ایک مرتبہ جب دوسرے آج آتا تھا تیار کیا اور حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



ہاتھ کرنے والے اور چھٹی اسلام میں مکرانے اقبال خداوندی کی جو دعا سلام سے ختم ہیں۔

بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے موم بھی وہ لوگ بھی داخل ہیں جو قرآن کو پڑھتے ہی نہیں اور وہ لوگ بھی داخل ہیں جو نہ پڑھتے ہیں لیکن کمال کر بھی ہاتھ نہیں لگاتے۔ و کذلک جعلنا لكل نبي خلفا من نبيه فلو ان من الفخر من (اور اسی طرح ہم نے ہر موم کو اس میں سے بڑی کے لئے دشمن بنائے ہیں) لیکن یہ لوگ جو آپ کی خلافت کو ہے ہیں کوئی نئی بات نہیں جس کا علم کیا ہے، و کفينا برزخات هذا الدنيا ونصرا (جس کو بدعت و منظور اس کے لئے آپ کا رب کافی ہے اور وہ بدعت سے ہمراہ وہ اس کے مقابلہ میں آپ کی دعا کرنے کے لئے بھی آپ کا رب کافی ہے۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا تَوَلَّاهُمْ وَلَوْلَا تَوَلَّاهُمْ لَفَزَّاهُمْ وَأَجْلَاهُمْ كَذَلِكَ إِنَّمَا يَنْتَظِرُ بِهِ قَوْمٌ آذَانَ  
اور کافروں نے کہا کہ تم ان پر مہربانی کر رہے ہو، لیکن ہم نے ان طرح نازل کیا ہے کہ تم ان سے اور ہم آپ سے ان کو قوی بھیجیں  
وَرَزَّلْنَاهُ كُتُبًا ۖ وَلَوْ يَا قَوْمَانِكَ بِمِثْلِ الرِّجْلَيْنِ وَأَحْسَنُ تَفْسِيرًا ۚ الَّذِينَ يُخْشَوْنَ  
اور ہم نے ان کو قلم کر دیا ہے اور اسے دوسرے قلم کے ساتھ بھیج دیا ہے کہ تم ان سے اور ہم آپ سے ان کو قوی بھیجیں اور ان کے خلاف اپنے

عَلَىٰ وَجْهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا ۝

ہوئے ان کی جہنم کی طرف ان کے ہاتھ کے ہاتھ جاتے ہیں۔ اور یہ سب اس کی جہنم کی طرف ہے۔

قرآن کریم کو روئے نازل نہ فرمانے میں کیا حکمت ہے

مشرکین کے اپنے اصرار سے اس طرح کے اعتراض درآتے رہتے تھے انہیں اعتراضات میں سے ایک یہ اعتراض تھا کہ محمد رسول اللہ جو یہ کہتے ہیں کہ کچھ پرمانہ کی طرف سے اہل آبی ہے اور یہ کلام جو تمہیں حکایتا ہوں اللہ کا کلام ہے اور اللہ کی کتاب ہے اور اس نے یہ قرآن ایمان لانے کے لئے بھیجا ہے تو یہ قرآن تمہارا تمہارا کیا ہے نازل ہوتا ہے ایک انتہائی ہی سادہ کلام کیا ہے نازل نہیں ہوا؟ ان سوال کا یہ اعتراض جو وقت پہلی تھا جس کی کتاب ہے وہ اس طرح بھی نازل فرماتے اسے یہ اختیار ہے کذلک ہی سرسبز کذلک تفسیر بلا مغلوہ اللہ تعالیٰ لکھتے یہ ہوا دلالت (ہاں کہ اس کے ساتھ آپ کے دل کو تقویت دینے میں اس میں تمہارا تمہارا نازل فرمانے کی حکمت جان فرمائی اور وہ یہ کہ تمہارا تمہارا نازل کر آپ کے کتاب مبارک کو تقویت دینے کا سبب ہے۔ صاحب روح المعانی ج ۱۸ ص ۴۱۰ لکھتے ہیں کہ تمہارا تمہارا نازل فرمانے میں حکمت کی آسانی ہے اور فہم معانی ہے اور ان حکمتوں اور مصلحتوں کی معرفت ہے جن کی رعایت نازل قرآن میں ملحوظ رکھی گئی ہے ہر جہر کل حیل اسلام کا بار بار آتا اور جو بھی کوئی چھوٹی یا بڑی صورت نازل ہوا اس کا ساتھ دیکھنے سے مسخرین کا ہوا اور پانا اور سب سے اہم خصوصیات کو پہچاننا اور یہ سب آپ کے قلب کی تقویت کا سبب ہے۔

جب مسخرین کوئی اعتراض اٹھاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی ناگوار معاملہ کرتے تو اسی وقت آپ کی قلم کے لئے آیت نازل ہوا کرتی تھی اس سے آپ کو ہر بدعت سے حاصل ہوتی تھی۔ اسی طرح قرآن ایک ہی دفعہ نازل ہوا کہ ہوا ہے۔ اور یہ قلم کا قلم حاصل نہ ہوا۔ اور یہ کہ یہاں تقریباً قرآن مجید نازل فرمانے کی ایک حکمت بتائی ہے اس کے علاوہ ۱۱۱ سری حکمتیں بھی ہیں۔ و رزقنا فی الدنیا والآخرۃ (اور ہم نے اس کو آخر عمر کا رزق دیا ہے) اور صاحب روح المعانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر







اور داری نہیں ادا کی لہذا آپ ان کے گھر میں نہیں ہیں آپ کا کاح صرف واضح طور پر پہنچا رہا ہے۔ سورہ النور میں فرمایا اِنَّمَا تُحَرِّكُ لِلْكِتَابِ الْمُدَبِّرِينَ لِمَنْ فَتَقْدِرُ فَلَئِنْ قَضَيْتَ عَلَيْنَا وَمَنْ حَتَّىٰ لَقَدْ قَضَيْتَ عَلَيْنَا وَمَنْ حَتَّىٰ لَقَدْ قَضَيْتَ عَلَيْنَا (تم نے ان کو اس کے لئے آپ پر جو کتاب حق کے ساتھ اتاری ہے جو تمہیں اور راست پر آئے گا تو آپ نے فتح کے واسطے اور جو تمہیں ہے اور ہے اس کا سبب اور بنا اس پر ہے کہ وہ آپ پر ان پر مسلط نہیں کئے گئے) آپ کے یہ مخاطب گھر میں بہت آگے جا چکے ہیں حق کی طرف معجزہ بھی نہیں ہوتے۔ نبیوں نے تو خواہش نہیں کی کہ وہ معجزہ دیکھا جائے جو حق میں آتا ہے وہ کہتے ہیں جو تمہیں خواہش کرتا ہے اس کی فرمائش داری کرتے ہیں جیسے مسمومی فرما کر داری کی جاتی ہے ایسے لوگوں سے یہ اہمیت کی توقع نہ رکھئے۔ آپ یہ قبول نہ کریں کہ ان میں اکثر شے ہیں وہ کہتے ہیں۔ یہ تو امان سے امان اور چاہتے ہیں کہ جس پر چاہوں کی طرف نہ ہو گئے ہیں، بلکہ ان سے بھی زیادہ دور سے ہلکے گئے ہیں کیونکہ بن چکے۔ تکلف نہیں ہیں، وہ سمجھیں تو ان کی طرف کوئی نہ مت متنبہ نہیں ہوتی اور یہ تکلف ہیں بلکہ ان کی طرف سے ان میں نہیں شے اور کھنڈی کی طرف نہیں سمجھتے۔ صاحب روح المعانی سمجھتے ہیں کہ یہ تو اپنے چھاری مالک کی فرمائش داری کرتے ہیں جس میں اور طریق میں کو پہنچاتے ہیں اپنے کھانے پینے کے مواقع کو ہاتھ میں لیتے ہیں اپنے تھمرے اور بیجھنے کے ٹوکناؤں کو سمجھتے ہیں اپنے فتح کے مخاطب، جیتے ہیں اور ضرر سے بچتے ہیں، اور طواف ان لوگوں کے جنہیں اللہ نے عقل دی اور کھدی ہے یہ لوگ اپنے خالق اور رازق کی فرمائش داری نہیں کرتے اور اس کے احسان مند نہیں ہوتے خواہشوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں نہ تو آپ کی طلب ہے نہ مخاطب کا خوف، حق سامنے آ گیا مگر اسے دیکھ گئے اور اہل عقاب سے اور جواب ہو گئے لیکن ان سب کے باوجود ان میں ان کو قبول نہیں کرتے اور حال جانوروں سے بھی زیادہ نرم کر دیا ہوا ہے۔

یہ فرقہ، یا اہم تخصیص ان المتحرکات (الایۃ) اس کے بارے میں صاحب روح المعانی سمجھتے ہیں کہ چونکہ ان میں سے بعض کا ایمان ان کی حقارت میں سے نکلا انکار یا کیا، آیت شریفہ سے خواہشات نفس کے پیچھے چھپنے کی قہر اور شاعت معلوم ہوئی یہ خواہشات نفس کا اتباع انسان کو اکثر و بیشتر ہے بھی والا ہے اور گناہ بھی کرنا ہے جو لوگ نفس کے پابند ہوتے ہیں نفس کی یہ خواہشوں کا اتباع کرتے ہیں اور اس طرح چھپتے ہیں جیسے نفس ہی ان کا معبود ہو یہ ان کو حرجان چاہ کر کے رکھ دیتا ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ کھنڈی اپنی اہمیت پر سب سے زیادہ خوف خواہشات نفس کے پیچھے چلے گا یہ جو کئی امیدیں آخرت کو بھڑکتی ہیں۔ (حدیث مطبوعہ دارالعلوم دیوبند ص ۱۲۳)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جاہک کرنے والی یہ جی ہیں (۱) نفس کی خواہش میں کا اتباع کیا ہے۔ (۲) اور کھدی جس کی اللہ عزت کی ہے۔ (۳) انسان کا اپنے نفس پر اثر اتنا اور یہ ان میں سب سے زیادہ سخت ہے۔ (مستخرج من ص ۱۲۳)

جو لوگ مسلمان نہیں ہیں ان کا یہی خواہشات کا تابع ہونا ظاہر ہے کہ وہ کئی دھرت پر کھنڈی دھرت اور اکثر و بیشتر کی خواہشات کے جیتے ہیں نفس نہیں چاہتا کہ اللہ کے رسول اللہ کا اتباع کریں لہذا نفس ہی کے حکم سے رہتے ہیں۔ ان کے حق واضح ہو جانے پر بھی حق کی طرف نہیں آتے اور ان نفس کا عرض بہت سے وہ ایمان اسلام میں بھی قرآن حدیث کی صاف صریح تفسیرات کو کھنڈی کے اشارے اور اشارے احوال قرآن میں جن میں بعض تو کھنڈی کے حکم پہنچا دیتے ہیں مثلاً کہ لوگ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو نہ قبول کر کے حکم کے بارے میں جیتے ہیں اور کھنڈی آپ کے حکم ہونے کے منکر ہیں۔

یہ دونوں کفر یہ تفسیر قرآن حدیث کے خلاف ہیں بعض فرماتے قرآن قرآن کے کمال ہیں ان میں اور لوگ بھی ہیں جو ان میں دھرت سے دور دھرت بھی ہو گا کہ کہتے ہیں یہ بھی کفر یہ عقیدہ ہے کہ یہ اور یہ سب نفس کا اتباع یعنی خواہشات نفس کی پابندی ہے۔





## فَلَا تُطَاعُ الْكُفْرُوفُ وَجَاهِدْهُمْ بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا ۝

مکالمہ کی بات نہ کیجئے، یہاں سے کہہ جان سے لوگ نہ متوہم کیجئے۔

سایہ اور آفتاب، رات اور دن، ہوا میں اور پانی میں سب تصرفات الہیہ کا مظہر ہیں

اور ان کو دیکھ کر یہ کہنے کی جگہ نہیں دیکھا کہ تمہارے رب نے سایہ کو کس طرح پیدا کیا ہے جب سورج طلوع ہوتا ہے تو جی کا سایہ خوب نمایاں ہوتا ہے اور آسمان چاہتا تو اس کا آپہ حالت میں ظہر ہوا کرتا جو آفتاب کے بلند ہونے پہ بھی نہ ٹھٹھا، لیکن یہ بھی فرما دیا کہ تم نے آفتاب کو سایہ کی مدد سے اور کوئی بھی نہ دیکھا کہ اس کی مدد سے مقرر کر دیا کہ آفتاب طلوع ہوا تو جی میں کس کا سایہ بنایا ہو اور پھر آفتاب چاہتا کہ تو سایہ تھا کیا بھی کہ جس دن دل کے اقتدار اس پر ہو گیا وہ پھر سب آفتاب نے نہ ماحول کا سایہ کہ رخ مشرق کی طرف ہو یا دُور ال کے وقت تک مغرب کی طرف تھا۔

گو اظہار آفتاب کی رفتار ان چیزوں کی علامت ہے جنہیں حقیقت میں سب یکجہان فی کائنات میں متحدہ ہی حیثیت اور ارادہ سے

ہوتا ہے۔

پہنچنے پر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے رات کو کہاں پیدا کیا تمہارے لئے پردہ ہے جیسے تمہیں لباس پہناتا ہے رات بھی تمہیں پوشیدہ رکھتی ہے اور چونکہ عموماً نیند رات میں ہوتی ہے اس لئے ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ نیند کو تم نے رات کی جیج بنایا، دن میں محنت کرتے ہیں کام کا دن میں ہے تو یہ جہاد رات کا بننے لگانا پڑا جاتے ہیں تو کھانسی کو سہاتے ہیں وہ بھی محنت مشقت کی وجہ سے جو غصہ ملے ہوئے ہے اور دن میں جو کوہری آگئی تھی سو نے کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہے اور صبح کو گواہی بخشتی ہے کہ جیج جاتی ہے رات میں چونکہ ساری کی ہے اس لئے اس میں خوب حرکات و خفیات آتی ہے دن میں سو نے کی کوشش کی جائے تو کھڑکیں بند کر دینے والے کہہ سکتے ہیں کہ رات کی غفلت ہو گئی ہے۔

پھر چونکہ نیند ایک طرح کی موت ہے لہذا حدیث شریف میں الصوم احوال الموت فرمایا ہے اس لئے دن کی فست کا تذکرہ فرماتے ہوئے وجعل الیھذا نضورا فرمایا قرآن وحدیث میں فتنہ و تشویر قبریں سے بچنے کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اور یہاں بھی کو یہ ہے جو کہ دن میں مختلف کاموں کے لئے کھینچا جاتا ہے تشویر سے تعبیر فرمایا، صوم و انقاص میں فرمایا ومن زحمت جعل لکم فکلاً والیھذا لتسبحنوا اللہ والضعف من قلیلہ والعلکم لتسبحنوا (اور اس کی رحمت میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لئے رات کو دن کی جگہ پر آجائے کہ تم رات میں آرام کرنا اور دن میں اس کا فضل یعنی روزی تلاش کرو اور کہ تم شکر کرو) کہ رات کا سونا سوت کے متواضع ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے قویہ مانچتے الیھم بلسک الموت و احیی (اے اللہ کہ ہم نیک مرے اور جیجے ہیں) اور جب سو کر اٹھتے تو یہ مانچتے الحمد للہ الذی احیانا بعد ما مالنا والیھ التشویر (سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے موت دینے کے بعد زندہ فرما دیا، یہاں کی طرف اشارہ کر رہا ہے)۔

جائے رات کی فست کا تذکرہ فرمایا، رات سے پہلے جو کچھ کہیں بات کی خوشخبری دیتی ہوئی آتی ہیں ان کا فست ہوتا ہے اور فرمایا، دن میں سو کر اٹھنے کو بات کہنے کی خوشخبری بھی مل جاتی ہے اور دن جیجوں کو بات سے محفوظ رکھتا ہے تو یہ (تاکہ ایک طرف بات نہ ہو بلکہ ان کے محفوظ کرنے کا وقت بھی مل جاتا ہے)۔

یہاں ہارٹ کے تھیں مبالغہ کرتے ہیں کہ اس پانی سے طہارت اور پاکیزگی حاصل کی جاتی ہے سو پانی نہاں اور نہروں میں بھی آتا۔ تاہم میں متح ۱۰۲ ہے پھر اس پانی سے غسل بھی کرتے ہیں وضو کے استعمال میں بھی لاتے ہیں اور مکمل کھیل بھی صاف کرتے ہیں کپڑوں کی دھوئے ہیں خاص کر طہارت حکم پر پانی کے بغیر کسی اور سی سیال چیز سے حاصل ہوتی نہیں تھی۔

۱۰۳ یہ کہ ہم اس کے اور دوسرے زمین کوڑا کرتے ہیں اس کی وجہ سے زمین سے بڑھ چکی آتا ہے کھیتوں اور باغوں میں جان چڑھتی ہے جس سے پھل میوے نکلے پودے پھرتے ہیں۔ شہرے پھریاں کہ ہارٹ کے پانی کو ہم اپنی مخلوق سے چھپا دیں اور بہت سے انسانوں کو پاتے ہیں ہارٹ کے پانی سے انسان اور ان کے مویشی بھی مر رہے ہیں اس سے انسانوں کی بھی بڑاس اور ہوتی ہے اور جانوروں کی بھی۔

پھر فرمایا کہ ہم نے پانی کو لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیا یعنی اس پانی کو خلعت اور مصلحت کے مطابق مختلف مواقع میں پہنچاتے ہیں۔

ابھی کہیں ہارٹ ہوتی ہے ابھی کہیں ابھی تھوڑی سی طوب و نواہ اس میں بہت ہے اور طبیعت ہے لیکن لوگ اس سے طبیعت حاصل نہیں کرتے۔ اکثر لوگ اس کی کام ہے کہ ہٹھری ہی میں گھر ہے ہیں یہ ہٹھری انسانوں میں مودا کھڑی حد تک ہے کھاتے ہیں اور پیتے ہیں انہ کی پودا کھڑی ہیں اور مہارت کرتے ہیں اور وہ کی اور بہت سے لوگوں کی ہٹھری کھڑی حد تک تو نہیں لیکن ہارٹ کی اور مہارت میں گھر ہے ہیں یہی ہٹھری ہے دونوں قسم کی ہٹھری کے بارے میں فرمایا فَانَسُوا الْخَيْضَ الْمُنْسُورَ (سوا کھڑا کھڑا ہٹھری کے بغیر نہ ہے)۔

پھر فرمایا وَالْمُنْزِلَاتِ الْغَافِقِ کھڑی قریباً بظہور (اور اگر ہم چاہتے تو ہر جگہ میں ایک نہر بھیجتے) ہم سے آئی کہ نہ ہادی کم ہو جاتی ہر نہی ہادی اپنی جگہ میں دولت کا کام کرتا رہا آپ صرف ہم القوی (مکہ صغیر) میں دیکھتے ہیں اس کی چند بستیوں کی طرف مہووت ہوتے لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا تھا آپ کو عظیم عظیم بنا دیا اور سارے عالم کے انسانوں کی طرف اپنی دیا جانکے کے لئے مہووت فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر بہت بڑا انعام ہے اس انعام کی شکر گزار ہی بھی لازم ہے اور دولت الہی آپ کا کام ہے یہ دیکھا گیا ہے اس میں بھی محنت اور کوشش کے ساتھ لگا ہوا ضروری ہے جب آپ محنت کریں گے تو اہل کرا آپ کو اس کام سے بڑھانے کی کوشش کریں گے وہ چاہیں گے کہ آپ اپنا کام پھوڑ دیں یا بعض باتوں میں مصلحت اختیار کر لیں آپ ان کی بات بالکل نامیں بلکہ خوب محنت اور محنت سے کام لیں اور زور دہرے پر قرآن کے ذریعہ ان کا مقابلہ کریں، جو خود بہت بڑا انعام ہے اور اس میں جو توبہ پر دلائل قہر و جانکے ہیں ان کو کوشش کرتے رہنے ان کی طرف سے جو مصلحت اور بزرگ تنگی کی اور سوائے ماضی کے اس میں ان کی بات نہ ماننے کی کو فرمایا فَلَا تَطْلُغْ الْكَاثِرِينَ وَخَبِيلُهُمْ وہ چھائی مجھیزا۔

وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا

اور وہ ایسا ہے جس نے دو دریاؤں کو دیا جن میں یہ چھایا ہے جان، بھانے والا ہے اور یہ شور ہے کڑا ہے ان کے درمیان میں ایک حجاب

مَخْجُورًا ۝ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۝ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ۝

پیدا کیا۔ اور وہ ایسا ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا پھر اس کو خاندان والا اور سرسبز والا بنا دیا اور نسل و نسل کا راز ہی قدرت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مقابلہ میں بیٹھے اور کھارے سمندر میں اعتراض، خلفہ سے انسان کی تخلیق

ان دونوں آئینوں میں بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے بعض مظاہر بیان فرمائے ہیں، جو لوگوں کی نظر کے سامنے ہیں مگر ان سے بچ کر ان کو گم جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں ان میں سے ایک تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے دونوں کو اس طرح ملا دیا کہ دونوں ساتھ چلتے ہیں ان میں سے ایک ختم ہو جاتا ہے جس سے خوب اچھی طرح پتہ چلتا ہے ہر ایک خوب زیادہ شور سے کہتا ہے جان دونوں کے درمیان اللہ تعالیٰ نے ایک آزاد کردیا ہے اور رکھتے رکھاتی ہے جس کی وجہ سے دونوں ایک دوسرے میں ٹھٹھکتے ملتے جلتے ہیں ساتھ ساتھ چلتے ہیں، ہے ہیں خواہ بری کوئی آزاد نہیں ہیں اس اللہ تعالیٰ کی قدرت ہی نے ان کو اس طرح جاری کر رکھا ہے کہ ٹھٹھکے اور اپنی خودی کے پانی میں نہیں ملتا اور شور و غما کا پانی نہیں ٹھٹھکتا، یہ نہیں ٹھٹھکتا اور زمین میں فرمایا مروج البحرین یطبخان فیہما نوری الخ (آپ نے دونوں ایک کو اس طرح ملا دیا کہ وہ ہم سے ہو گئے ہیں ان دونوں کے درمیان ایک حجاب ہے جو دونوں اپنی مقررہ جگہ سے تھوڑا نہیں کر سکتے بلکہ ہر ایک کھینچے میں کوئی آزاد نہیں بن سکتا ان میں سے کوئی ایک دوسرے میں ملتا چلتا نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ان دونوں کو اس حال میں رکھا ہے کہ ایک دوسرے میں نہیں ملتے بلکہ اپنی قدرت ہی کے آزاد ہونے اور حکام کی کوئی آڑ نہیں ہے۔

خمس نے اپنی مخلوق کو یہ طریقہ بتایا ہے کہ ہر اختیار ہے کہ جس مخلوق کو جس طرح چاہے، کچھ جو چاہیں ہیں، اور جس اس کی نافرمانی ہوگی، میں ممانعت کے مطابق اپنی طبیعت کے مطابق اپنی ذاتی ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کی مشیت ہوئی ہے تو طبیعت کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا ہے، جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے نہیں جلا دیا، پانی کا حراص نہ ہے کہ ایک پانی دوسرے پانی میں گھل جائے لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادہ سے وہ منہور نہ ہو سکتا تھا جو چاہتے ہیں۔ دونوں میں سے کوئی بھی ایک دوسرے میں نہیں گھلتا۔

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عثمانی میں تحریر فرماتے ہیں۔

یونہی قرآن میں اور معتبر بحالی حوالہ کی شہادت نقل کی ہے کہ لوگوں سے جو ان کا نام تکبر اور پاک نشانی جو ہے کہ اس کی دو چوب ب باقی  
انک انک لوہیت کے اور ہر نظر آتے ہیں ایک کا پانی طیب ہے ایک کا سیاہ سیاہ میں سمندر کی طرح طوفانی ظالم اور جنون ہوتا ہے اور  
طیب و کل ساکن رہتا ہے کشتی طیب میں پھرتی ہے اور دونوں کے بیچ میں ایک دھاری سی بارش پڑتی گئی ہے جو دونوں کا مل جلنے سے لوگ کہتے  
ہیں کہ طیب پانی صاف ہے اور سیاہ کڑا ہے۔ اے۔ اور مجھ سے ہار یہاں کے بعض طلبہ نے بیان کیا کہ طیب و سیاہ میں دو نہاں ہیں جو ایک  
سیہ و نہاں ہے۔ ایک کا پانی کھار دیا اکل کر دھوا ایک کا تھوڑے شیریں اور لذت ہے۔ یہاں انکھوت میں درم الخروف جس جگہ آج کل  
مقیم ہے۔ (ابن اعلیٰ سلک ضلع صوبہ) سمندر و تفریباں بارہ میل کے فاصلہ پر ہے اور کئی نواح میں بارہ و در و در (جہاں بھانہ) اور دھار  
ہے۔ کثرت گات نے بیان کیا کہ کے وقت جب سمندر کا پانی غری شربہ جاتا ہے تو طے پانی کی سطح کھڑی پانی بہت دور ہے چنانچہ  
جو تا بہ کتب اس وقت بھی دونوں پانی مصلط نہیں ہوتے۔ اور کھڑی رہتا ہے۔ پہلے صاف اور کے وقت صوبے سے کھاری اترتا ہے اور  
مقاموں کا توں جاتی۔ دو چوب سے۔ و انتظام۔ ان شواہد کو دیکھتے ہوئے آیت کا مطلب بالکل واضح ہے یعنی خدا کی قدرت و حکم کو کھاری  
اور طے دونوں دیاں کے پانی نہیں نہ کھیں نہ جانے کے اور جو بھی کسی طرح ایک اور سے سے ممتاز رہتے ہیں۔ یہ یہ مطلب ہو کہ اللہ  
تعالیٰ نے دونوں دیاں ایک ایک اپنے اپنے کھری میں چلائے اور دونوں کے بیچ میں بہت جگہ زمین حائل کر دی جس طرح آواز و صوت پہنچانے  
دونوں دور کا اور میدان سے زمین کو بنا ہے اور اس کی سختی کو چاہے کہ چاہے بھگتوں میں جو ایک کا جزو جدوہای کے لئے لازم ہے۔  
نہیں کہ تھوڑے کھری اور کھری میں ٹھکانا ہمارے گویا بہتار اور صاف کے ہر ایک دوسرے سے بالکل گھبر رہتا ہے۔ و فیصلہ غیر

ذلك والراجع عندي هو الاول، والله اعلم.

قدرت کا مکمل ایک بہت بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اس نے غلطی سے انسانوں کی تخلیق فرمائی، ان میں شہوت، دھوکا اس شہوت کی جہ سے زیادہ شادی کی ضرورت پیش آتی ہے، نالغ ہوتے ہیں تو میں جی کا اختلاط ہوتا ہے اس سے علاوہ ہوتی ہے اور اس طرح سے خاندان بچتا چلا جاتا ہے اور آپ کی میں سلسلہ نسب چلتا ہے، مریہ ہونے والے کے خاندان ہوتے ہیں ایک باپ کی طرف کا خاندان دوسرا اس کی طرف سے، اگر شادی ایک خاندان کی دوسرے خاندان میں ہوتی ہیں اور غیر خاندانوں میں بھی ہوتی ہیں یہ سسرالی رشتے بھی نعمت مفید ہیں ان کے ذریعہ مختلف خاندانوں میں بخشش ہوا جاتی ہیں۔ وگرنہ ایک فقیر، امیر، دربار، دربار کے قدرت والا ہے کہ اس نے جو کچھ فرمایا ہے قدرت سے یہ پورا فرمایا اور اس کے علاوہ کچھ دیا جاتا ہے کہ پورا فرمائے گا۔

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ. وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَى رَبِّهِ ظَهِيرًا ۖ وَمَا  
أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۚ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَشْجِدَ إِلَىٰ رَبِّهِ  
أَكْبَرُ كُلًّا أَتَىٰ عَلَى الْبَشَرِ ۖ لِيُجِيبَ عَنْكُمْ رَبِّي مُسَوِّدَاتٍ ۚ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُشْرِكْ بِرَبِّي ۚ إِنَّ رَبِّيَ  
سَبِيلًا ۖ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْيَقِينِ ۚ لَا تَتَّبِعِ الْفِتْنَةَ ۚ وَتَكْفِي بِهِ يَدُنَا عَمَّا يُشْرِكُونَ ۚ وَالَّذِينَ  
يَدْعُونَ إِلَى الْفِتْنَةِ أُولَٰئِكَ يَكُونُ لَكَ أَعْيُنُ النَّاسِ عَلَىٰ يَدَيْهِمْ ۚ فَتَعْلَمُ أَلَمُ تَعْلَمُ ۚ

[illegible]

اللہ تعالیٰ نے جہودن میں آسمانوں کی اور زمین کی تخلیق فرمائی اور رات اور دن کو ایک دوسرے کے بعد آنے جانے والا بنایا۔  
اس آیت میں اول تم مشرکین کی ہے قرآنی اور نبوی حکایت کا یہ فرق ہے کہ لوگ اپنے خالق کو چھوڑ کر جس کی صفات اور جلال

کی گئی ہیں جن چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو اپنے ان پرستاروں کو نفع دے سکیں اور نہ کوئی ضرر پہنچا سکیں، پھر ان کی طرح سرکشی بیان کرتے ہوئے فریاد و کہان (الکافکاز علی وہبہ کھنڈرا اور) کا فریاد (دب کاٹا لے) یعنی اپنے مصلحت سے پیچھے ہٹنے کو ان شخصوں کو کاغذ پر غالب ہو اور اس کی مخالفت میں لگ کر اپنے کام کرتے رہا ہے، ان گنواروں میں کسی کی مخالفت نہ تھا۔

[illegible]

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرمایا کہ تم نے آپ کو صرف بشارت دینے والا اور ذرا دانے والا بنا کر بھیجا ہے، آپ اپنے کام کریں جن کی دعوت دینے پر میں خود قول نہ کرے اس کی طرف سے تمہیں دعا نہیں ملے گی اور میرے یہ فرمایا کہ آپ ان سے فرما دیجئے کہ میں دعوت دینے کی جست پر تم سے کوئی کسی قسم کا معاوضہ طلب نہیں کرتا ہوں یہ ضرور دیکھنا چاہتا ہوں کہ کوئی شخص اپنے رب کی طرف راستہ نہ لے لیتا اس کا دین قبول کر لے اور اس کی رحمت و رضا سے کوئی اپنا مقصود نہ لے گا کہ دعوت میں میرا کوئی دین ہی فائدہ نہیں کہتا دینی ہی جو رہی مطلوب ہے جب میں طالب دنیا نہیں اور تمہارے طریقے کے لئے جدوجہد کرتا ہوں تو تمہیں میری دعوت پر کان نہ دینا چاہیے اگر تمہک سے سونے سوچو گے مجھ سے تو میں شاید اتنا حق ہی بات ضرور دل میں لاتا رہے گی۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ اس ذات پاک پر توکل کریں جو ہمیشہ سے زندہ ہے اسے کبھی موت نہیں آئے گی دینی آجکا جڑا آب دینے کا عہد وہی دشمنوں کے شر سے محفوظ رہے گا۔ عفو کھلی کے ساتھ اس کی تسبیح و تہلیل میں بھی مشغول رہئے (کیونکہ اس کا ذکر حضرت النبی ادریس عصاب اور شیخ بلالہ کے لئے بہت بڑا معاملہ ہے)۔

و کھلی یہ بد مذہب جہادہ سمجھنا (۱۹۱۱ء) اپنے بندوں کے گناہوں سے شرم و ہرمانے کے لئے کافی ہے) جو لوگ کفر و شرک پر تھے ہوئے ہیں آپ کی دعوت قبول نہیں کرتے آپ کو کھٹکتا نہیں دیتے ہیں ان کا حال ذلت و پاک حسی لا بصوت کو معلوم ہے وہاں سب کو برا سمجھا جائے گا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ شانہ کی شانِ عاقبت بیان فرماتے ہوئے آسمان و زمین کی تخلیق کا تذکرہ فرمایا اور وہ یہ کہ اس نے آسمانوں کو اور زمین کو اور چار چار دن کے اندر جس سب کو چھ دن میں پیدا فرمایا ان چاروں کی تعمیر و ترمیم چھ دن میں مکمل کر دی ہے اس کے بارے میں وہیں عرض کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ

اس کے بعد فرمایا افسوس علی العزیز پھر اس نے عرش پر استواء فرمایا الاستواء قائم ہوئے اور عرش تختہ شاهی کو کہا تا جا ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنے بارے میں علی العزیز فرمایا ہے اور اللہ عزوجل نے علی العزیز افسوس بھی فرمایا ہے اس کو کہنے کے لئے بعض لوگوں نے تعلق نہ دیکھیں کی ہیں اس کے بارے میں حضرت سلف صالحین صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جو بات حصول ہے وہ یہ ہے کہ انسانی عقل اعلیٰ شانہ کی ذات و صفات کو چاروں طرف جھگھکا اور احاطہ کرنے سے عاجز رہتا ہے لہذا جو کچھ فرمایا ہے اس سب پر ایمان لائیں اور جھگھکنے کے لئے کھنچیں کریدیں نہ چڑھیں۔

یہی مسلک ہے غبارِ صاف صحیح ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے اس مسئلہ پر کسی نے استحقاق علیٰ اعراض کا معنی یہ کہا تو اس کو ہیبت کیا



وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا ۖ وَالَّذِينَ لَا يَعِدُونَ مَعَ اللَّهِ هَٰؤُلَاءِ خَرَوْا وَيَقْتُلُونَ الْفُتَىٰ الَّتِي هَمَزَ

۱۰۔ یہی کاروبار کہ اس کے وہاں مقبول رہا ہے۔ یہ وہی کاروبار ہے جسے وہ کسی بھی دکان میں دیکھ کر کھانسی لگتی تھی۔ اس کے لئے اس نے تمام تر وجوہ

اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزُنُوكَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ۖ يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ

گرج کے ساتھ ساتھ کئی دیگر ممالک بھی اپنے ممالک میں ایسی ہی ایجنسیوں کی قیام کے لیے قیادت کے ان طلباء پر

يَوْمَ التَّيْمَةِ وَيَخْلُذُ فِيهِمْ مُهْلًا ۖ إِنَّهُ مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ

چاہتے گا کہ وہ اس میں ذلیل ہو کر بیٹھ رہے گا۔ چاہتے ہیں کہ تم نے قہر کی صورت میں ان کا سر جھکے بغیر اس کے سر پر وہ ٹک رہی ہو۔

يُبْدِلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ خَيْرًا ۖ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ

کی طرح کوئی چیزوں سے دل نہ لے گا، اور نہ ہی اسے ہر چیز سے اور ہر کام سے دل لگنے کی طرف

إِنَّ اللَّهَ مَنَّكَ وَالَّذِينَ يُعَذِّبُهُنَّ وَيُوَكِّدُ لَهُنَّ الْعَذَابَ ۚ وَاللَّهُ مَنَّكَ وَالَّذِينَ

$\frac{d}{dt} \left( \frac{1}{2} m v^2 + U(r) \right) = 0$

|  | 1 | 2 | 3 | 4 | 5 | 6 | 7 | 8 | 9 | 10 | 11 | 12 | 13 | 14 | 15 | 16 | 17 | 18 | 19 | 20 | 21 | 22 | 23 | 24 | 25 | 26 | 27 | 28 | 29 | 30 | 31 | 32 | 33 | 34 | 35 | 36 | 37 | 38 | 39 | 40 | 41 | 42 | 43 | 44 | 45 | 46 | 47 | 48 | 49 | 50 | 51 | 52 | 53 | 54 | 55 | 56 | 57 | 58 | 59 | 60 | 61 | 62 | 63 | 64 | 65 | 66 | 67 | 68 | 69 | 70 | 71 | 72 | 73 | 74 | 75 | 76 | 77 | 78 | 79 | 80 | 81 | 82 | 83 | 84 | 85 | 86 | 87 | 88 | 89 | 90 | 91 | 92 | 93 | 94 | 95 | 96 | 97 | 98 | 99 | 100 | 101 | 102 | 103 | 104 | 105 | 106 | 107 | 108 | 109 | 110 | 111 | 112 | 113 | 114 | 115 | 116 | 117 | 118 | 119 | 120 | 121 | 122 | 123 | 124 | 125 | 126 | 127 | 128 | 129 | 130 | 131 | 132 | 133 | 134 | 135 | 136 | 137 | 138 | 139 | 140 | 141 | 142 | 143 | 144 | 145 | 146 | 147 | 148 | 149 | 150 | 151 | 152 | 153 | 154 | 155 | 156 | 157 | 158 | 159 | 160 | 161 | 162 | 163 | 164 | 165 | 166 | 167 | 168 | 169 | 170 | 171 | 172 | 173 | 174 | 175 | 176 | 177 | 178 | 179 | 180 | 181 | 182 | 183 | 184 | 185 | 186 | 187 | 188 | 189 | 190 | 191 | 192 | 193 | 194 | 195 | 196 | 197 | 198 | 199 | 200 | 201 | 202 | 203 | 204 | 205 | 206 | 207 | 208 | 209 | 210 | 211 | 212 | 213 | 214 | 215 | 216 | 217 | 218 | 219 | 220 | 221 | 222 | 223 | 224 | 225 | 226 | 227 | 228 | 229 | 230 | 231 | 232 | 233 | 234 | 235 | 236 | 237 | 238 | 239 | 240 | 241 | 242 | 243 | 244 | 245 | 246 | 247 | 248 | 249 | 250 | 251 | 252 | 253 | 254 | 255 | 256 | 257 | 258 | 259 | 260 | 261 | 262 | 263 | 264 | 265 | 266 | 267 | 268 | 269 | 270 | 271 | 272 | 273 | 274 | 275 | 276 | 277 | 278 | 279 | 280 | 281 | 282 | 283 | 284 | 285 | 286 | 287 | 288 | 289 | 290 | 291 | 292 | 293 | 294 | 295 | 296 | 297 | 298 | 299 | 300 | 301 | 302 | 303 | 304 | 305 | 306 | 307 | 308 | 309 | 310 | 311 | 312 | 313 | 314 | 315 | 316 | 317 | 318 | 319 | 320 | 321 | 322 | 323 | 324 | 325 | 326 | 327 | 328 | 329 | 330 | 331 | 332 | 333 | 334 | 335 | 336 | 337 | 338 | 339 | 340 | 341 | 342 | 343 | 344 | 345 | 346 | 347 | 348 | 349 | 350 | 351 | 352 | 353 | 354 | 355 | 356 | 357 | 358 | 359 | 360 | 361 | 362 | 363 | 364 | 365 | 366 | 367 | 368 | 369 | 370 | 371 | 372 | 373 | 374 | 375 | 376 | 377 | 378 | 379 | 380 | 381 | 382 | 383 | 384 | 385 | 386 | 387 | 388 | 389 | 390 | 391 | 392 | 393 | 394 | 395 | 396 | 397 | 398 | 399 | 400 | 401 | 402 | 403 | 404 | 405 | 406 | 407 | 408 | 409 | 410 | 411 | 412 | 413 | 414 | 415 | 416 | 417 | 418 | 419 | 420 | 421 | 422 | 423 | 424 | 425 | 426 | 427 | 428 | 429 | 430 | 431 | 432 | 433 | 434 | 435 | 436 | 437 | 438 | 439 | 440 | 441 | 442 | 443 | 444 | 445 | 446 | 447 | 448 | 449 | 450 | 451 | 452 | 453 | 454 | 455 | 456 | 457 | 458 | 459 | 460 | 461 | 462 | 463 | 464 | 465 | 466 | 467 | 468 | 469 | 470 | 471 | 472 | 473 | 474 | 475 | 476 | 477 | 478 | 479 | 480 | 481 | 482 | 483 | 484 | 485 | 486 | 487 | 488 | 489 | 490 | 491 | 492 | 493 | 494 | 495 | 496 | 497 | 498 | 499 | 500 | 501 | 502 | 503 | 504 | 505 | 506 | 507 | 508 | 509 | 510 | 511 | 512 | 513 | 514 | 515 | 516 | 517 | 518 | 519 | 520 | 521 | 522 | 523 | 52 |
|--|---|---|---|---|---|---|---|---|---|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|----|
|--|---|---|---|---|---|---|---|---|---|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|----|

|   |   |   |   |   |   |   |   |   |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|
| 1 | 2 | 3 | 4 | 5 | 6 | 7 | 8 | 9 | 10 | 11 | 12 | 13 | 14 | 15 | 16 | 17 | 18 | 19 | 20 | 21 | 22 | 23 | 24 | 25 | 26 | 27 | 28 | 29 | 30 | 31 | 32 | 33 | 34 | 35 | 36 | 37 | 38 | 39 | 40 | 41 | 42 | 43 | 44 | 45 | 46 | 47 | 48 | 49 | 50 | 51 | 52 | 53 | 54 | 55 | 56 | 57 | 58 | 59 | 60 | 61 | 62 | 63 | 64 | 65 | 66 | 67 | 68 | 69 | 70 | 71 | 72 | 73 | 74 | 75 | 76 | 77 | 78 | 79 | 80 | 81 | 82 | 83 | 84 | 85 | 86 | 87 | 88 | 89 | 90 | 91 | 92 | 93 | 94 | 95 | 96 | 97 | 98 | 99 | 100 | 101 | 102 | 103 | 104 | 105 | 106 | 107 | 108 | 109 | 110 | 111 | 112 | 113 | 114 | 115 | 116 | 117 | 118 | 119 | 120 | 121 | 122 | 123 | 124 | 125 | 126 | 127 | 128 | 129 | 130 | 131 | 132 | 133 | 134 | 135 | 136 | 137 | 138 | 139 | 140 | 141 | 142 | 143 | 144 | 145 | 146 | 147 | 148 | 149 | 150 | 151 | 152 | 153 | 154 | 155 | 156 | 157 | 158 | 159 | 160 | 161 | 162 | 163 | 164 | 165 | 166 | 167 | 168 | 169 | 170 | 171 | 172 | 173 | 174 | 175 | 176 | 177 | 178 | 179 | 180 | 181 | 182 | 183 | 184 | 185 | 186 | 187 | 188 | 189 | 190 | 191 | 192 | 193 | 194 | 195 | 196 | 197 | 198 | 199 | 200 | 201 | 202 | 203 | 204 | 205 | 206 | 207 | 208 | 209 | 210 | 211 | 212 | 213 | 214 | 215 | 216 | 217 | 218 | 219 | 220 | 221 | 222 | 223 | 224 | 225 | 226 | 227 | 228 | 229 | 230 | 231 | 232 | 233 | 234 | 235 | 236 | 237 | 238 | 239 | 240 | 241 | 242 | 243 | 244 | 245 | 246 | 247 | 248 | 249 | 250 | 251 | 252 | 253 | 254 | 255 | 256 | 257 | 258 | 259 | 260 | 261 | 262 | 263 | 264 | 265 | 266 | 267 | 268 | 269 | 270 | 271 | 272 | 273 | 274 | 275 | 276 | 277 | 278 | 279 | 280 | 281 | 282 | 283 | 284 | 285 | 286 | 287 | 288 | 289 | 290 | 291 | 292 | 293 | 294 | 295 | 296 | 297 | 298 | 299 | 300 | 301 | 302 | 303 | 304 | 305 | 306 | 307 | 308 | 309 | 310 | 311 | 312 | 313 | 314 | 315 | 316 | 317 | 318 | 319 | 320 | 321 | 322 | 323 | 324 | 325 | 326 | 327 | 328 | 329 | 330 | 331 | 332 | 333 | 334 | 335 | 336 | 337 | 338 | 339 | 340 | 341 | 342 | 343 | 344 | 345 | 346 | 347 | 348 | 349 | 350 | 351 | 352 | 353 | 354 | 355 | 356 | 357 | 358 | 359 | 360 | 361 | 362 | 363 | 364 | 365 | 366 | 367 | 368 | 369 | 370 | 371 | 372 | 373 | 374 | 375 | 376 | 377 | 378 | 379 | 380 | 381 | 382 | 383 | 384 | 385 | 386 | 387 | 388 | 389 | 390 | 391 | 392 | 393 | 394 | 395 | 396 | 397 | 398 | 399 | 400 | 401 | 402 | 403 | 404 | 405 | 406 | 407 | 408 | 409 | 410 | 411 | 412 | 413 | 414 | 415 | 416 | 417 | 418 | 419 | 420 | 421 | 422 | 423 | 424 | 425 | 426 | 427 | 428 | 429 | 430 | 431 | 432 | 433 | 434 | 435 | 436 | 437 | 438 | 439 | 440 | 441 | 442 | 443 | 444 | 445 | 446 | 447 | 448 | 449 | 450 | 451 | 452 | 453 | 454 | 455 | 456 | 457 | 458 | 459 | 460 | 461 | 462 | 463 | 464 | 465 | 466 |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|

[illegible]

کتابتیں اور تصانیف کے بارے میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔

مجلس شورای اسلامی - تهران - ۱۳۸۵

البركة لله وحده ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم

مَا يَتَّبِعُونَ أَكْثَرَهُنَّ لَوْ أَنَّ أَكْثَرَهُنَّ فَهِمُوا لَفَقَدُوا كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُبْعَثُونَ ﴿١٠٠﴾

کے لیے اس پر عمل نہ کرنا اگر تہمید کا باعث ہو تو اسے قبول کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

عباد الرحمن کی صفات اور ان کے اخلاق و اعمال

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے نیک بندوں کی صفات بیان فرمائی ہیں اور انہیں عباد الرحمن کا معزز لقب دیا ہے ان حضرات کی جو چند

صفات ذکر فرمائیں۔ پہلی صفت یہ ہے کہ انہیں وطن کا بندہ بنایا۔ یہ بہت بڑا واسطہ ہے اور بہت بڑا لقب ہے۔ یوں انگوٹھی طور پر سب ہی

خمن کے بندے ہیں لیکن اپنے اعتقاد سے اور اختیار سے اور اخلاص سے جس نے اپنی ذات کو سچے امتداد اور اخلاص کے ساتھ خمن بن لیا

مجیدہ کی مہر تھیں گانیا اور گنجل مجیدہ نے اس کے بارے میں پوچھا تو کیا کہ یہ گانا پڑھو چہاں سے پڑھ کر پتھر کا کوئی اعزاز نہیں یہ

بند سے کاسب ہے یہ صحران زلب ہے مانتو قلی نے معراج کا تذکرہ شروع فرماتے ہوئے مستحقان الخیر انسوری عقیدہ فرمایا ہے جو شانِ عہدِ نبویؐ سے قبل تھا کہ حضرت قلی کا مغرب جاتی ہے اور آخرت میں بدوہات نصیب ہونے کا ارادہ ہے۔

دوسری صفت یہ بیان فرمائی کہ وہ زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں یعنی قرور اور ٹکمر کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے نہیں چلتے سورۃ اسراء میں فرمایا ہے: وَلَا تَسْخَسْ فِي الْأَرْضِ فَرْحًا ۚ إِنَّكَ لَنِ تَخْرُقُ الْأَرْضَ ۖ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طَوًّا (اور زمین میں آگے بڑھنا اس وقت چلے گا جب کہ تو زمین کو نہیں چیر سکتا اور پہاڑوں کی پہاڑیوں کو نہیں چٹکی سکتا) جب کسی شخص میں تہذیب کی شان ہوتی ہے اور ٹکمر کے مرض میں مبتلا نہیں ہوتا تو وہ اپنی رفتار میں بھی عاجزی اختیار کرتا ہے۔

تیسری صفت یہ بیان فرمائی کہ جب وہ چل لوگ ان سے خطاب کرتے ہیں تو ان سے اچھے نہیں دیکھیں جواب دیتے ہیں اور ان سے ٹھکرا کرتے ہیں اس بات کو یہاں سورۃ فرقان میں دو جگہ بیان فرمایا ہے پہلے تو میں فرمایا: حَاطَاطُهُمْ لِلْجَاهِلُونَ قَوْلًا اسْتَوْفَا (کہ جب وہ چل ان سے خطاب کرتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں اسلام نہیں ہے کیونکہ اسلام تو انہیں ہے جو حقائق کے لئے کیا جاتا ہے) بعد میں چہارے کے لئے یہ لفظ کہہ کر چلے جاتے ہیں: اٰی کُورَہِ اَفْهَسْ میں فرمایا: اَنْتُمْ سَفَحَا الْمَقْوُوهُ حُطُوْا اَعْمَہُ وَقَالُوْا اَلَا اَعْمَا لَنَا وَلَکُمْ اَلْحَمْدُ لَکُمْ مَدَامُ عَلَیْکُمْ اَلَا تَنْهَوْنِی الْمَخَاطِلِ دوسری جگہ اس کو میں فرمایا: مَرْوَا بِهَ الْفَلُوْ مَرْوَا بِهَ الْفَلُوْ (اور جب یہ لوگ بے سوچہ کاموں کے پاس سے گزرتے ہیں تو شرافت کے ساتھ گزر جاتے ہیں) اب یہ ہے کہ شریر اور کینہ خیز لوگ شریفین کو تکلیف دینے پر تے رہتے ہیں انہیں سے تکلیف دینا ان کی شان میں برے ٹھکانے کہنا یعنی دغا دینا اور انہیں سے ان کی برائی کرنا اس سے نہیں بچتے وہ یہ لوگ بے سوچہ کاموں میں گھبرہ رہتے ہیں جب حضرت قلی کے ایک بندہ ان کے پاس سے گزرے ہیں تو ان کی طرف دیکھتے ہی نہیں شرافت کے ساتھ انھیں ٹپکی کر کے گزر جاتے ہیں۔ اور اگر کسی نے بھڑکی دیا تو یہ کہہ کر چلے جاتے ہیں کہ ہمارا سلام ہے وہ دیکھتے ہیں کہ اگر ہم نے جواب دیا تو ان سے بہت لوگوں کے وہاں آج وہ محفوظ نہ رہے گی۔

رُحْمٰن کے بندوں کی چونکی صفت یہ بیان فرمائی کہ وہ اس طرح راست گزرتے ہیں کہ اپنے رب کی عبادت میں گھبرہ رہتے ہیں کبھی سجدے میں ہیں کبھی قیام میں ان کا ادق عبادت نہیں زیادہ دامن نہیں کرنے دیتا سورۃ والدہیات میں فرمایا: اِنَّ الْمُسْتَخْفِنَ لَفِیْ جَنَابٍ وَالْمُخْفِنِ اَعْلٰیٰنَ مَا تَعْلَمُ وَلَهُمْ اَنْهَمُ کَمَا تُوْا اَقْلٰی ذٰلِکَ فَخَیْبٰنِ کَمَا تُوْا اَقْلٰی اَنْ تَلِیٰلَ فَاَنْتُمْ حَافِظُوْنَ وَبَا لَا سَخٰوْ لَهُمْ یَسْتَفْضِرُوْنَ (جاہل قلی لوگ ہاتھوں میں اور چہنوں میں ہونگے ان کے کعب نے انہیں جو کچھ حفظ فرمایا ہے لینے والے ہونگے) جاہل وہ اس سے پہلے اچھے کام کرنے والے تھے یہ لوگ راست کو کم سوتے تھے اور بحر کے لہروں میں استغفر کرتے تھے اگر عباد الرحمن کی پانچویں صفت یہ بیان فرمائی کہ وہ روزِ شرف کے خطاب سے پناہ مانگتے رہتے ہیں وہاں دعا کرتے ہیں کہ اسے ہمارے رب ہم سے روزِ شرف کے خطاب کہنا نہ رکھنا کیونکہ اس کا خطاب ہر اکل جاہل کرتا ہے اور یہ دعا وہاں کا شرف ہے ہمارا ہمارا روم کے مہتمم میں آتا ہے اور جب خطاب کی کو لازم ہوگا تو وہ ہماری طرح جاہل ہوگا اس کے لئے چھٹکارہ کا کوئی راستہ نہیں اس سے اہل کفر کا خطاب ہمارے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا: اَلَا تَنْهَوْنِی الْمَخَاطِلِ (جاہل روزِ شرف نے اور دین کی بری جگہ ہے) حضرت قلی اس بری جگہ سے محفوظ رہا ہے یہ نو مہینے تک عجمی عابدین قاضین کا طریقہ ہے کہ وہ عبادت بھی خوب کرتے ہیں اور ساتھ ہی راستے میں اور خطاب سے بچنے کی وہ بھی کبھی کرتے رہتے ہیں سورۃ المؤمنین میں فرمایا ہے: وَالْمُؤْمِنُ یُؤْتُوْا نَفْسًا مَّا حَافُوْا اَوْ اَمَلُوْا لَهُمْ وَجَلَتْ اَنْفُسُهُمْ ۚ وَهُمْ رَاجِعُوْنَ (اور) کہہ دیتے ہیں ان کے دل اس سے طرفہ زور رہتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں) یعنی انہیں یہ کھانا لگا رہتا ہے کہ



ہم نے جو کچھ دیا ہے وہ قول اللہ ہے یا نہیں؟ ایک عمل کر کے بے فکر ہو جاتا تو نہیں کی شان نہیں ٹھیک عمل بھی کرتا ہے اور نافرمان بھی رہتا ہے کہ کچھ میرے اعمال کو بدقولیت حسبِ ہمت ہے یا نہیں؟

پچھنی صفت یہ ہے کہ یہاں فرمائی کہ حسبِ دہن کے بندے خرچ کرتے ہیں تو خدا مافوق اور ماضی فرماتی کرتے ہیں اور خرچ کرنے میں کبھی اختیار کرتے ہیں بلکہ دینیاتی دوا پٹھتے ہیں۔ صاحبِ روح المعانی لکھتے ہیں کہ دینیاتی دوا پٹھتے کو قسوا کہا جاتا ہے کہ کبھی اس میں اور اس باب اختتام دیتی ہے کھان کھانچھٹھا بلانوم الاخر یہ مینا بندی شرعاً محمود ہے کتاہوں میں قبول خرچ کرنا جائز نہیں حلال کا مفسر میں بھی مینا بندی اختیار کرے یہ مینا بندی مالی امور پر کاربائے کا کامیاب اور یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا الاقتصاد فی المظنة نصف المعیشتہ کر لڑ چس مینا بندی اختیار کرنے میں معیشت کا آدھا نظام ہے یعنی کتاہ اور معیشت کرتا اس میں معیشت کا آدھا نظام ہے اور آدھا نظام مینا بندی سے خرچ کرنے میں پہلی ذات پر اور دینی آل و اولاد پر والدین و اقرباء پر خرچ کرنے میں مینا بندی اختیار کرے۔ پس جن کتاہو کھل بہت بڑا ہوا ہے اور لنگیوں میں ایک وقت پر دیا آدھا حلال خرچ کرنے میں اس کی اپنے ذات کو بھی تکلیف محسوس نہ ہو اور نکالت مفروضہ اور دین کا کسی طرح حلال نظام ہو سکتا ہو تو ایسے حضرات اللہ کی دوا میں پر ہاں بھی خرچ کر سکتے ہیں جیسا کہ فرمودہ انوک کے موقوفہ پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پر ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کر دیا تھا جب آپ نے ان سے پوچھا کہ تم دواؤں کے لئے کیا چھوڑا ہے تو انہوں نے جواب میں عرض کیا کہ ان کے لئے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑا ہے۔ یعنی ان کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی خوشنودی ہی کافی ہے۔ (مکملہ تصانیح ص ۱۵۷)

مبادا خرمن کی ساتویں صفت یہ ہے کہ یہاں فرمائی کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے یعنی وہ مشرک نہیں ہیں تو یہ خاص اختیار رکھتے ہوئے ہیں۔ اور آٹھویں صفت یہ ہے کہ یہاں فرمائی کہ کسی جان کو قتل نہیں کرتے جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ پس اگر قتل باقی ہے شریعت کے اصول کے مطابق ہے مثلاً کسی کو تھام میں قتل کیا جائے یا کسی زانی کو قتل کر دے تو اس کی جگہ سے قتل کر دیتے ہیں تو یہ صفت یہ ہے کہ یہاں فرمائی کہ وہ نہ انہیں کرتے اس کے بعد فرمایا وَتَنْزِيلُ لِكُلِّ قَوْمٍ لِقَاءُ رَبِّهِمْ (اور جو شخص ایسے کام کرے گا تو وہ بڑی سزا سے ملے گا کہ اس کے بعد صاحبِ روح المعانی لکھتے ہیں کہ اللہ کی یہ تفسیر حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے فرمائی ہے کہ یہ حضرت عثمان ماس خطہ سے اس کی تفسیر جڑا ہے کہ یہ اور مسلم کا قول ہے کہ اللہ کا گناہ کے سنی میں ہے اور مضاف خدا ہے یعنی بطن جزاء اللہ اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ اللہ جہنم کا ساتویں ہے۔ بِضَاعُ حَلْفِ لِقَاءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (اس کے لئے قیامت کے دن وہ عذاب پر جڑا ہے) لکھنی خطاب پر خطاب بڑھتا ہے کہ کھٹا فسی ابہ اخسری (دعا لہم عذابا فوق العذاب) مزہ فرمایا وَتَنْزِيلُ لِكُلِّ قَوْمٍ لِقَاءُ رَبِّهِمْ (اور وہ عذاب میں جہنم ہے گا ذلیل کیا ہوا) یعنی خطاب بھی دوائی ہو گا جو اس کے ساتھ ذلیل بھی ہو گا اس خطاب سے کافروں کا خطاب مراد ہے کیونکہ انہیں کو دوائی خطاب ہو گا۔ حضرت مہدافین سموتہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا یہ کہ کسی کو اللہ کے برابر جو بڑا کرے مثلاً کہ اللہ نے تجھے پیدا کیا۔ سوال کرنے والے نے پوچھا کہ اس کے بعد کونسا گناہ ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس ذرے سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے (اہل عرب تلک دینی کے بارے میں دوا کو قتل کر دیتے تھے) سائل نے سوال کیا اس کے بعد کونسا گناہ ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہ اپنے بڑے کی بڑی کی سزا کرے (تو تو اس بھی گناہ کبیرہ ہے لیکن بڑے کی بڑی کے ساتھ نہ کرنے سے اولاد بڑا گناہ گاری بڑھ جاتی ہے) اس پر اللہ تعالیٰ شانہ نے آیت کریمہ وَطِئْتُمْ لَا تَفْخَحُونَ مَعَ الْفُلُوحِ الْفَخْرُ وَلَا تَفْخَحُونَ

النفس التي غرِم الله الإيقاع ولا يُقَرَّن (الركب) كمال لربنا (صلى الله عليه وسلم).

اَلَا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَلَا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ سَبَبِيْعَهُمْ حَسْبَابٌ مَّا كَانُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَجِيْهًا (سورۃ  
اس کے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کے سوا یہ لوگ ہیں جن کی برائیوں کا کوئی نیکوں سے بدلہ دینے کا اور اللہ جیسے ہلا ہے  
میراث ہے) اس اشتکا سے معلوم ہوا کہ کافر اور مشرک کے لئے یہ حق توبہ کا دروازہ کھلا ہے، جو بھی کوئی کافر توبہ سے توبہ کرے اس کی  
سابقہ تمام برائیاں معاف فرمادی جائیں گی، حضرت عمر و بن العاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں تیرا کرم عمل اللہ علیہ وسلم کی خدمت  
میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپ سے ایستہ ہونا چاہتا ہوں اور شرط یہ ہے میری معفرت ہو جائے آپ نے فرمایا: یا معصیت ہا  
عمر و بن الاسلام یہ ہم ماکان قبلہ (اے عمر و کیا تجھے معلوم نہیں کہ اسلام میں چڑوں کا کوئی قسم کرنا ہے جس سے پہلے تھیں)۔ (مسلم)

[illegible]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میراث کو حسدات سے بدلنے کا یہ مطلب ہے کہ گناہوں کو معاف کر دیا جائے اور ہر گناہ کی جگہ ایک ایک نئی کٹی کو اب دیا جائے۔ مطلب نہیں کہ گناہوں کو ٹیکیا یا جادو یا جادو یا جادو۔ کیونکہ برائی کی بجائے نیکی اور بعض حضرات نے تبدیل المسلمات بالمحسنات کا یہ مطلب لیا ہے کہ گزشتہ معاصی کو بدل کر اچھے اعمال کر دینے جائیں گے اور ان کی جگہ بد اعمالی آئے والی طاعات کو گزشتہ برائیوں کی کما بیشیر الیہ کلام کثیر من السلف۔ (ذکر صاحب الروا)

وَقَدْ قَامَ وَاعْمَلْ خَدِيْعًا لِّمَا كُنْتَ فِيهِ مِنَ الْمُنَافِقَاتِ (اور جو شخص کہ کرتا ہے اور ایک کام کرتا ہے وہ اس کی طرف خاص طور پر رجوع کرتا ہے) لیکن اللہ تعالیٰ کے خطاب سے اترتا ہے اور اطمینان سے کہہ دیتا ہے اور انکو نہ کرنے کا عہد کرتا ہے اور سچی بات کہتا ہے اور اور کہتا ہے۔

فان صاحب نروح ای وجو عا عظیم الشان مرضیا عندہ تعالیٰ ماحیا للعقاب محصلا للواب اس آیت شریفہ مزید قاطریت تاراکا پناہ م کے ساتھ کہے کہ ہوا دھن کی دشا کے کاموں میں گئے، انہوں نے خاص ناموں پر پوز کرے۔

عبدالرحمن کی دوسری صفت یہاں کرتے ہوئے درج فرمایا: وَالْمُؤْمِنُونَ لَا يَسْتَهْزِئُونَ بِالَّذِينَ هُمْ يَأْتُونَ بِالْبَاطِلِ حَذِرًا مُّؤْتِمِرًا (اور یہ لوگ ہیں جو جھوٹ کے کاموں میں حاضر نہیں ہوتے) جھوٹ کے کاموں سے وہ کام کا مکرر ہیں جو شریعت مطہرہ کے خلاف ہوں، مگر انھیں گناہ کا کام کرے اس کی ممانعت سب عقلا کو معلوم ہے جن مواقع میں گناہ ہو۔ یہ اس مواقع میں جانا بھی ممنوع ہے، شریعت میں ان اعمال کا جہاں میں ان

کے تہذیب میں اور ان کے مجلسوں میں نہ جائیں۔ جہاں گانا بھانا ہو رہا ہو، مٹائی رنگ کی محفل ہو، شراب پیتے چائے کی مجلس ہو، ان سب مواقع میں اند کے بندے نہیں جاتے۔ گواہی ملے سے گناہ میں شریک نہ ہوں لیکن جب اپنے جسم سے جو ضرر ہو گئے تو کمال تو اہل باہلی کی مجلس میں اپنی ذات سے ایک شخص کا اضافہ کر دیا، جبکہ برائی کی مجلسوں میں اضافہ نہ کرنا بھی ممنوع ہے۔ دوسرے ان مجالس میں شریک ہونے سے دل میں سیڑی اور قساوت آجاتی ہے اور نگاہوں کی طرف جہول کا بھار پڑتا ہے اس میں کمی آجاتی ہے، اگر بارہا ایسی مجلسوں میں حاضر ہوتا لیکن اس کی اذیت ختم ہو جاتی ہے اور نفس برا نہیں سے ہاتھں ہوتا چلا جاتا ہے جاوٹا دیں میں آگئی ہیں بڑے بڑے منکرات ہوتے ہیں بی بی وی بی سی آر، بے قصور کشتی بے غلیں رہا ہے، اور بھی طرح طرح کے معاصی ہیں ان میں شریک ہونے سے بچیں اور اپنے نفس اور روح کی حفاظت کریں، یورپ اور امریکہ میں مسلمان روز روز کر جا رہے ہیں اور وہاں، بھوکوں میں کاٹوں کی مجلسوں میں دھتور کی مجلسوں میں طرح طرح کے گناہ ہوتے ہیں شراب کا اور بھی پیتا ہے، ٹنگے لگا رہی گئی ہوتے ہیں ان سب میں حاضر ہونے سے اپنی جان کو بچاؤ، ازم سے دور نہ چلنا ان میں انہی جیسے ہو جائیں گے۔ اَعَاذَ اللہ تعالیٰ من ذلک

بعض حضرات نے: اَلْمُتَشَبِّهُونَ بِالْزُّوَرِ کا مطلب یہ لیا ہے کہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے یہ مطلب بھی افسانہ قرآن سے ہے یہ نہیں ہے، جھوٹی گواہی دینا تو گناہ ہوں میں سے ہے بلکہ بعض روایات میں اسے "کھسٹھکھٹور" میں شمار فرمایا ہے حضرت قریم بن نافع ثانی اند حضرت بیان کیا کہ ایک دن نماز فجر سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوڑے ہوئے اور تین بار بار یا کہ جھوٹی گواہی اند کے ساتھ شریک کرنے کے بارے میں پچھا آپ نے سورہ حج کی آیت پڑھی لَا تَجْعَلُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاتَّقُوا أَلْوَالَ الزُّوَرِ خُفَاءَ لِلَّهِ غُيُورٍ فَتُخْشَىٰ (سورہ ہاجہ) اس سے یعنی ان سے بچو اور جھوٹی بات سے بچو اس حال میں کہ اللہ کی طرف رجوع کرتے والے ہو، اس کے ساتھ شریک کرنے والے نہ ہو۔ (ابو داؤد)

عبدالرحمن کی کیا بارہویں صفت ایساں کرتے ہوئے ارشاد فرمایا وَالْعَاصِرُونَ وَالْمُتَشَبِّهُونَ بِالْزُّوَرِ انھوں نے کہا کہ میں نے ان کا گناہ کرتے ہیں تو شریعت کے ساتھ گناہ کرتے ہیں، یعنی برائی کی مجلسوں میں شریک ہونا تو درکنہ اگر کسی انوار ہے، ہر وہ مجلس برائتوں سے ان کا گناہ ہو جائے تو بھلے خاص ہو کر گناہ کرتے ہیں یعنی جو لوگ انوار ہے، ہر وہ کاموں میں مشغول ہیں ان کے گناہوں کی چیز جانتے ہوئے ان پر کفر اے انھیں آگے بڑھا دیتے ہیں، بھلے آدمیوں کو ایسا ہی ہونا چاہیے، جو وہاں کوڑا اند کیا، تو شریک ہو گیا اور اس کے ساتھ یہ بھی ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی شراب دہی مجلس میں اندر جانے لگے یا وہاں خواتین کو کسی وجہ میں اپنے چہرے، حضرت اسی میں ہے کہ دوسرے معاصی کرتے ہوئے گناہ کرتے ہیں ان میں سے کوئی شخص چلتے ہوئے گناہ کرتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ۔

عبدالرحمن کی بارہویں صفت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَالْمُتَشَبِّهُونَ بِالْزُّوَرِ انھیں لہو بھڑواؤ علیہا فاضلاً وَخُفَاءً

یعنی ان بھڑوں کی شان یہ ہے کہ جب انہیں ان کے رب کی آیات کے اور ایہ تذکیر کی جاتی ہے یعنی آیات چاہے کتنی جاتی ہیں اور ان کے گناہ سے دور کرنے کے لئے کہا جاتا ہے تو ان پر گناہ ہوئے ہو کر نہیں گناہ کرتے۔ مطلب یہ ہے کہ ان آیات پر انہی طرح متوجہ ہوتے ہیں ان کے سمجھنے اور دیکھنے جانتے کے لئے صمیع و بصیر کا استعمال کرتے ہیں یا طرزا استعمال نہیں کرتے جیسے سنا نہیں اور دیکھا ہی نہیں اس سے معذور ہوا قرآن کی معافی اور غنائیم کو انہی طرح سمجھا جائے اور ان کے قصوں پر پوری طرح عمل کیا جائے یہی اہل ایمان کی شان ہے۔



کر میں گئے، اب جنت میں داخل ہونے لگیں گے فرشتے ہیں کہیں گے کہ سلام علیکم جنتم فاذلکواھا حال الدین (تم پر سلام ہو خوش باش رہو اس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ)۔

حال الدین فیہا حسنات فشرقا و مغربا (یہ لوگ اس میں ہمیشہ ہیں گے یا ابھی تک نے غمیرنے اور بچنے کے لئے)۔  
مؤمنین تکلمیں کا اہتمام و اکرام بتانے کے بعد فرمایا کہ لعل شہیدنا بکم و تمی لولا ذلک انکم (آپ فرمائیے کہ میرا رب تمہاری پرہیزگار کرتا اگر تمہارا پکارنا نہ ہوتا) پھر میں کرام نے اس کے متعدد ملائیم بتائے ہیں جن میں سے ایک مطلب یہ ہے کہ اسد ایمان والوں کو جو اند کو پکارتے ہو اور اس کی عبادت کرتے ہو اس کی جہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہاری قدر و قیمت ہے اگر تم اس کی عبادت نہ کرتے تو تمہاری کوئی قدر و قیمت نہ تھی ای لولا ذلک انکم لہذا تعددت بکم ، ولذا ابیان الحال المؤمنین من المصطفیٰ (الہی)۔

لقد کلمنکم (مواہبہ کفر و تم نے تکذیب کی) فسوف ینکون لزاما (سوف قریب حصیں مزاحمت کر رہے گی)۔  
یعنی تم پر اس کا وبال ضرور چلے گا جو دروغ کی آگ میں داخل ہونے کی صورت میں سامنے آ جائے گا۔ عہد اللہ ہی مسعود رضی اللہ عنہ سے دیت ہے کہ کرام سے کفار قریش کا غزوہ و فساد میں مقتول ہونا مراد ہے۔

والقدام تفسیر سورۃ الفرقان بحمدہ سبحانہ وتعالیٰ فی الاسبوع الاخیر من شہر صفر الحیر ۱۳۱۶  
والحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ومن تبعہم باحسان الی یوم الدین۔

☆☆☆.....☆☆☆





فَوَهَّبَ لِي زَيْنًا حُكْمًا وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ وَبَلَكَ بَعْثُهُا عَلَيَّ أَنْ عِبْدَتَكَ

سورہ شہد نے مجھے دیکھ کر زین کو فرمایا اور مجھے مسلمانوں میں شامل فرما دیا اور وہ جو تھوڑے عرصے پر اپنا ایمان دیتا، اسے سوائے نبی سے کسی کو

يَبْنِي إِسْرَآءِيلَ ۝ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا

بی بنا کر رکھتا ہے۔ کہ تو فرما میں نے کہا کہ وہ سب کچھ نہیں کہ ہے موسیٰ نے جواب دیا کہ وہ کون ہیں وہی ہے جو آسمانوں کا پروردگار ہے اور جس کے ہاں

يَبْنِيْهُمَا ۚ اِنْ كُنْتُمْ مُّوَقِنِينَ ۝ قَالَ لِمَنْ حَوْلَةٌ اَلَا تَسْتَبْشِرُونَ ۝ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمْ

بی بنا کر رکھتا ہے۔ اگر تم یقین کرنا چاہو تو ان سے پوچھو کہ ان کے بچنے والوں سے کہنے کا کیا نتیجہ ہے موسیٰ نے کہا کہ تمہارا رب ہے جو تمہارے رب کے ہاں

اَلَا وَلِيْنَ ۝ قَالَ اِنْ رَّسُوْلُكُمْ الَّذِيْ اَرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَخَبْرٌ لَّجُونٍ ۝ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

کا کبھی ہے۔ فرعون نے کہا یا تمہارا رب اسے تمہاری طرف بھیجا کیا ہے ضرور ایمان ہے۔ موسیٰ نے کہا کہ اگر مشرقی اور مغربی دونوں کے

وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ قَالَ لَمِنْ اَخَذْتُ اِلَيْهَا غَيْرِيْ لَفَجَعَلْتَنِي مِنَ الْمُسْجُوْنِيْنَ ۝

انہوں میں سے ہے جس کا رب ہے اگر تم سمجھو۔ فرعون نے کہا کہ تو نے میرے ساتھ اپنی بیوی اور بیٹے کو بھی ضرور لے کر مجھے قیدیوں میں شامل کر دیا تو

قَالَ اَوْلَوْجِلَّتْكَ شَيْءٌ مُّهَيِّبٌ ۝ قَالَ فَاَبْ يٰۤاِنْ كُنْتُ مِنَ الضَّٰلِقِيْنَ ۝ فَالْتَفَى عَصَاهُ

موسیٰ نے کہا کہ اگرچہ میں نے اسے اپنے ہاتھ میں رکھا تھا اور اسے اپنی طرف سے لے کر آیا تھا تو میں نے اسے اپنی طرف سے لے کر آیا تھا تو میں نے اسے اپنی طرف سے

فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ۝ وَنَزَعَ يَدَهُ فَازَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلْظَّالِمِيْنَ ۝

۱۲۳۔ اسی لمحہ اسے ایک بلیغ طور پر دکھائی دی کہ وہ اپنا ہاتھ نکالا تو اسے ایک کھجور کی طرح دکھائی دی کہ اسے اپنے ہاتھ سے

حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کا فرعون کے پاس پہنچنا اور گفتگو کرنا

یہاں تک کہ ایک روایت کا ترجمہ ہے جو بہت سی آیات پر مشتمل ہے ان میں حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے فرعون کے پاس جانے اور اس سے گفتگو کرنے کا تذکرہ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے ایک گھرانے میں پیدا ہوئے۔ فرعون نے اسرائیل کا دشمن قرار دیا۔ ان کے ملاکوں کو قتل کر دیا تھا اور ان کی بیویاں بھی بے رحمی سے قتل کر دی تھیں۔ جب موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو قہر نے ان کی والدہ کے دل میں ڈالا کہ اس بچہ کو ایک طاقتور میں رکھ کر مستعد میں ڈال دو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اہل فرعون نے اس طاقت کو بگاڑ دیا۔ کچھ اس میں ایک بچہ ہے۔ بچہ کو اٹھا لیا اور فرعون کی بیوی نے فرعون سے کہا کہ قتل نہ کرو مگر اسے کہہ دیں کہ کچھ فائدہ پہنچے۔ یہ اس بات سے بڑی باتیں تھیں۔ جب فرعون اس پر راضی ہو گیا تو اسے چاروں طرف سے اہل فرعون کی حمایت ہوئی موسیٰ علیہ السلام کی صورت کا دورانیس پہنچے تھے جب ان کی والدہ نے طاقت میں رکھ کر انہیں مستعد میں ڈالا تو ان کی بہن کو بھیجے گا اور باقیہ کہ یہ طاقت کو مٹا دیتا ہے۔ جب طاقت فرعون کے گل میں پہنچ گیا اور موسیٰ علیہ السلام نے کسی صورت کا دورانیس پہنچا تو ان کی بہن بول اٹھی کہ میں تمہیں یہ طاقت دے دیتی ہوں جو ان کی طاقت کرے گا۔ ان لوگوں نے حضور کی والدہ کی چھٹی سے اپنی والدہ کو لے آئیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی





فرعون چونکہ اپنے ہی کوسب سے بڑا رہا کہتا تھا اور اپنی قوم کے لوگوں سے ملوث تھا اور یہ لوگ خالق حقیقی جل مجدہ کے منکر تھے اس لئے موسیٰ و ہارون میں یہاں اسلام کا فرمایا کہ **اَنۡتَاۤ اِذَا ضَلَلۡتَا فَاِتٰتَا بِاُتَاۤ اِچھان** لگا۔ اس نے سوال جواب کے ذریعہ ان کی بات کو رد کرنے اور اپنے دربار میں کو مطمئن رکھنے کے لئے سوالات شروع کر دیے اس میں سے بعض سوال یہ تھے کہ جواب سورہ طہ کے دوسرے دو کور میں مذکور ہیں اور کچھ یہاں سورہ اشعرا میں ذکر فرمائے ہیں فرعون کہنے لگا کہ یہ جو تم کہہ رہے ہو کہ ہم رب العالمین کے رسول ہیں تو یہ بتاؤ کہ رب العالمین کون ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ سب ذکر کر دیا کہ جواب دیا کہ رب العالمین جل مجدہ وہ ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا پروردگار ہے ان کے درمیان ہے ان سب کا رب ہے اس میں یہ بتاؤ کہ اسے فرعون تو اور میرے کیا؟ اس کے پیچھے والے اور میری ملکیت کے سوا ہے اور اور میری مملکت اور ساری دنیا اور اس کے رہنے بسنے والے رب العالمین ان سب کا رب ہے فرعون اور اس کے دربار میں نے یہ بات بھی نہ سنی تھی وہ اٹھنے کے طور پر اپنے دربار میں سے کہنے لگا **اَلَا تَتَذَكَّرُ** (کیا آپ لوگ میرے ہیں کہ یہ شخص کیا کہہ رہا ہے) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بات کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا **وَاِذۡنَحْنُ وَرَثَۃُ اٰیۡتِکُمُ الْاَوَّلٰیۡنَ** (رب العالمین تمہارا بھی رب ہے اور تم سے پہلے جتنے آپ اسے ذکر کرے ہیں ان سب کا بھی رب ہے) ایسی ہے بات کہ سن کر فرعون سے کچھ یوں نہ پڑا اور اپنے دربار میں سے اس طرح فرعون نے بھی یہ جڑبہ استعمال کر لیا) موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بات مزید آگے بڑھائی اور فرمایا کہ میں جس ذات پاک کو رب العالمین بتا رہا ہوں وہ مشرق کا بھی رب ہے اور مغرب کا بھی اور جو کھان کے درمیان میں ہے ان سب کا رب ہے اگر تم عقل رکھتے ہو تو اسے مان لو سب تو فرعون ظالم اور کافر تھے یہ آگیا جو کھانوں کا شمار ہے اور کہنے لگا کہ اسے موسیٰ میرے سوا کرتے کسی کو سزا دینا تو میں تجھے قیدیوں میں شامل کروں گا تو نبیل کا ہے گا اور وہاں کے مصائب میں مبتلا رہے گا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں دلیل سے بات کرتا ہوں میرے پاس اللہ کی طرف سے اس بات کی نشانی ہے کہ میں اس کا پیغمبر ہوں اگر میں اللہ کی فی جہش کروں تو پھر بھی نبیل جانے کا مستحق ہوں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرمانے پر فرعون نے کہا اگر تم سچے ہو تو لانا لکھنی جہش کرو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو نشان دی تھے ان میں سے ایک تو لکھی کوڑ میں پر ڈالنا کہ سب بتا دیتا تھا پھر ان کے بکڑے سے لے کر لکھی میں گئی تھی جیسا کہ سورہ طہ میں بیان ہو چکا ہے دوسرے ان سے فرمایا تھا کہ تم اپنے گریبان میں اپنا ہاتھ داخل کرو انہوں نے ہاتھ داخل کر لیا تو وہ علیحدہ ہو کر نکل آئے اور سفیدی اس کوڑے پر نہ لگی تھا زیادہ تھی جو عام طور سے کوڑے آدھوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے یہ دونوں نشان تھے اسے کہ فرعون کے پاس بھیجا تھا اور فرمایا تھا کہ **فَلَا تَلۡتَمِصْ مِنْۢ مَّوۡاۡیِکَ اِنَّکَ لَمِنَ الْاٰخِیۡنَ** (اپنی بڑھنوں وغیرہ نہ) سو یہ تمہارے رب کی طرف سے دو دلائل ہیں فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف سے کہ ہاتھ (فرعون نے لکھی طلب کی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لکھی داخل دی وہ فوراً ڈھانچ گئی اور گریبان میں ہاتھ داخل کر لیا تو طوب زیادہ سفید ہو کر نکلا دیکھنے والے سے دیکھا کہ رنگ وہ گئے تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۳۳ میں لکھا ہے کہ اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ چاند کے گلوں کی طرح چمک رہا تھا اس کے بعد فرعون نے مقابلہ کے لئے چارہ گروں کو بلا دیا جیسا کہ آگے ذکر ہو گا اور اس میں مذکور ہے۔

قَالَ لِلْمَلَائِكَةِ إِن هَذَا لَشَجَرٌ عَلِيمٌ ۖ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ بِسَحَرِهِ ۖ

اگر تم نے اس درخت کو اس کی برکتوں سے ان کے لیے ایک درخت بنادیا تو ان کے لیے یہ ایک درخت بنادیا۔

فَإِذَا تَأَمَّرُونَ ۖ قَالُوا أَرْجِهْ وَأَعَاهْ ۖ وَابْتَغْ فِي الْمَدَائِنِ حَشِيرِينَ ۖ يَا ثَوَكُ بِحُلِّ

پھر جب تم ہٹو گے تو ان کے لیے یہ ایک درخت بنادیا۔

سَحَرٍ عَلِيمٌ ۖ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِبَيْعَاتِ يَوْمٍ مَعَاوِمٍ ۖ وَقِيلَ لِلْمَائِسِ هَلْ أَنْتُمْ مُجْتَبِعُونَ ۖ

پھر جب تم ہٹو گے تو ان کے لیے یہ ایک درخت بنادیا۔

لَعَلَّكَ تَتَّبِعُ السَّحَرَةَ إِنْ كَانُوا هُمْ الْعَالِيُونَ ۖ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالُوا لِفِرْعَوْنَ أَهَلْ لَنَا

پھر جب تم ہٹو گے تو ان کے لیے یہ ایک درخت بنادیا۔

لِنَجْعَزَ إِنْ كُنَّا نَخُنُّ الْعَالِيِينَ ۖ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذَا لَبِثَ الْمُقَرَّبِينَ ۖ قَالَ لَهُمْ مُوسَى أَلْقُوا

پھر جب تم ہٹو گے تو ان کے لیے یہ ایک درخت بنادیا۔

مَا أَنْتُمْ مُقْلِقُونَ ۖ فَالْقَوَا حِبَالَهُمْ وَعَصِيَّتَهُمْ ۖ قَالُوا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَخُنُّ الْعَالِيُونَ ۖ

پھر جب تم ہٹو گے تو ان کے لیے یہ ایک درخت بنادیا۔

وَأَلْقَى مُوسَى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ۖ فَالْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ ۖ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ

پھر جب تم ہٹو گے تو ان کے لیے یہ ایک درخت بنادیا۔

الْعَالِيِينَ ۖ رَبِّ مُوسَى وَهَارُونَ ۖ قَالَ آمَنْتُمْ لَدُنْ قَبْلَ أَنْ أَدْنَى لَكُمْ ۖ إِنَّكُمْ لَكَايِرُكُمْ

پھر جب تم ہٹو گے تو ان کے لیے یہ ایک درخت بنادیا۔

الَّذِي عَلَيْكُمْ الْبَحْرَ ۖ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۖ لَا قَطْعَ لَكُمْ ۖ وَأَرْجُلُكُمْ مِنْ خِلَافِ

پھر جب تم ہٹو گے تو ان کے لیے یہ ایک درخت بنادیا۔

وَلَا وَصَلَتْكُمْ أَجْمَعِينَ ۖ قَالُوا لَا ضَيْرَ ۖ إِنَّا إِلَى رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ ۖ إِنَّا

پھر جب تم ہٹو گے تو ان کے لیے یہ ایک درخت بنادیا۔

نُظِيعُ أَنْ يَعْلَمَ لَنَا رَبُّنَا عَظِيمًا ۖ أَنْ كُنَّا أَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ ۖ

پھر جب تم ہٹو گے تو ان کے لیے یہ ایک درخت بنادیا۔

کے لیے یہ ایک درخت بنادیا۔

کے لیے یہ ایک درخت بنادیا۔

کے لیے یہ ایک درخت بنادیا۔

## حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ کے لئے فرعون کا جادو گروں کو بلانا، مقابلہ ہونا اور جادو گروں کا شکست کھا کر ایمان قبول کرنا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جواب وصال سے عاجز ہو کر ہار دینے کے بعد فرعون کی شکست تو اسی وقت ہوئی لیکن اس نے اپنی خلعت مٹانے سے اور بارہوں کو مطمئن رکھنے اور ان کے دل پر ساری قوم کو اپنی فرمانبرداری پر جانے رکھنے کے لئے سر داروں سے کہا جو اس وقت وہاں رہا رہیں موجود تھے کہ کچھ شے آگیا یہ تو ایک بڑا مایہ جادوگر ہے یہ چاہتا ہے کہ تمہیں مصر کی سرزمین سے نکال دے اور اپنی قوم کا باطن کران کو ساتھ لے کر حکمت کرنے لگے۔ تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو؟ سر داروں میں سے کہ یہ بات تو ہماروں کے سر داروں نے بھی چھی ہو یہاں اس بات کو فرعون کی طرف منسوب فرمایا۔ بات یہ ہے کہ ہمارا وہ جو بگڑ چکے ہوں ان کے درباری خوشامد کی بھی اس بات کو براتے ہوئے تانہیں میں وہی الفاظ کہہ دیتے ہیں جو ہمارا وہاں سے تے ہوں۔

جب مشورہ میں بات ڈالی گئی تو آپس میں یہ طے پایا کہ تہذیبی قسم رہ میں جتنے بھی بڑے بڑے مایہ جادوگر ہیں ان میں سب کو جمع کرنا اور اس مقصد کے لئے اپنے سارے شہروں میں کارندے بھیجا دو جو ہر طرف سے ہادوگران کو جمع کر کے لے آئیں اور اس شخص کو جو جادو لے کر سامنے آئے یا ہے اور اس کے بھائی کو درست مہلت دو۔ جب ہادوگر آجائیں گے تو مقابلہ کر لایا جائے گا۔

شہروں میں ملے وہی پیچھے گئے انہوں نے بڑے بڑے مایہ جادوگران کو سینہ نشین کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ کا دن اور وقت طے کرنے کی بات کی گئی انہوں نے فرمایا **مَوْجِدُكُمْ يَوْمَ الزَّلْزَلَةِ وَأَنتِ الْخَاسِرَةُ** جسکی تہذیب سے لئے یوم الزلزلہ یعنی پہلے کا دن مقرر کرنا ہوں چاشت کے وقت مقابلہ ہوگا۔

جادوگر آئے اور جیسے اٹل دغا کا طریقہ ہوتا ہے انہوں نے وہی دنیا داری کی باتیں شروع کر دیں اور فرعون سے کہنے لگے کہ اگر ہم غالب آگئے تو کیا تمہیں اس کی وجہ سے کوئی بڑا انعام تو کوئی عظیم صلہ ملے گی؟ فرعون نے کہا کیوں جس کی تم تو چوری طرح نواز سے جاؤ گے۔ نہ صرف یہ کہ تمہیں بڑے انعام سے سرفراز کیا جائے گا بلکہ تم میرے مقررین میں سے ہو جاؤ گے۔

مقررہ دن اور مقررہ وقت میں ایک بڑے کھلے میدان میں مصر کے تمام اور خواص جمع ہوئے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام بھی پہنچے، جادوگر بھی اپنی اپنی رسیاں اور اٹھیاں لے کر آئے، مصر کے لوگوں میں دین و شرک مشہور مرد و عورت تو قادی لیکن ساتھ ہی حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کی دعوت تو خد کا بھی چرچا ہو چلا تھا اب لوگوں میں یہ بات چلی کہ کون کون غالب ہوتا ہے۔ اگر جادوگر غالب ہو گئے تو ہم انہیں کی دوا پر یعنی شرک پر چلتے رہیں گے جس کا دانی فرعون ہے اس کے ساتھ ہوں بھی کیا بنائے تھا کہ یہ دونوں بھائی موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) غالب ہو گئے تو ان کا وہی قول کر لیں گے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فرعون کی صورت کی وجہ سے یہ بات نہ ہواں نہ آئے تھے لفظ **لَعَلَّكُمْ** سے اس طرف اشارہ ہوتا ہے انہوں نے یقین کے ساتھ نہیں کہ کہ ہم جادوگران کا اچھا کر لیں گے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حالت انہیں اس کو اس بات کا اندازہ ہو گیا تھا کہ جادوگر غالب ہوئے تو وہ نہیں ہیں۔

جادوگروں نے کہا کہ اے موسیٰ اور ہارون! تمہارا ہے تم پہلے اپنی داغی ڈال کر سامنے جا کر دکھاتے ہو یا تم پہلے اپنی رسیاں اور اٹھیاں ڈالیں؟ (جادوگروں کا یہ سوال سورۃ میں مذکور ہے) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ پہلے تم ہی ڈالو۔ میں بعد میں ڈالوں گا۔ لہذا جادوگروں نے اپنی رسیاں اور اٹھیاں ڈال دیں۔ رب العالمین! مل مجھ کے سامنے والوں میں تو مجھے نہیں اتنا

انہوں نے فرعون کی عزت کی قسم کھا کر کہا کہ ہماری ہی فتح ہے اور ہم غالب ہوئے واسطے ہیں۔ اس کے بعد سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا اُلا وہ عصا اُڑھا دیں کیا اور صرف یہ کہ اڑا دیا تو ان کی ہلک جادو کروں نے جو اپنی دھنوں اور انھیں کے منہ پہ جاسے تھا ان سب کو ٹھکانا شروع کر دیا اب تو جادو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معتقد ہو گئے انہوں نے یقین کر لیا کہ موسیٰ اور ان کا بھائی ہارون صحیحاً اسلام جادو کر رہے ہیں ہم اتنے زیادہ جادو کر ہیں اور جادو میں باہر بھی ہیں ان کے مقابلہ میں ہم سب کا بددھرارہ کیا ان کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا جب یہ اپنی بات میں بچے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اور ان کا بھائی ہم پر واضح ہو گئی تو ان پر ایمان لانا ضروری ہے ان کے دلوں میں حق قبول کرنے کا جذبہ یا بے خود سے ابھرا کہ بے اختیار سجدہ میں گر گئے جیسے کہ کوئی کئی کو بکڑ کر سجدہ میں ڈال دے اور کہتے تھے کہ ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے جو موسیٰ و ہارون کا رب ہے۔ (اس وقت ان کا ایمانی ایمان ہی کافی تھا)

اب تو فرعون کی غلت اور ذلت کی انتہا درہی جن لوگوں کو حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کے مقابلہ کے لئے دیا تھا وہی ہارون گئے اور ان دونوں پر ایسی لے آئے لہذا اپنی غلت مٹانے کے لئے فرعون نے وہی دھنگی دلی چال چلی جو بادشاہوں کا طریقہ رہا ہے اول تو اس نے یوں کیا کہ تم میری اجازت کے بغیر ان پر ایمان لے آئے (حالانکہ ان ایمان پر انھیں کافر ٹھکانا تھا) یہ دونوں پر اللہ تعالیٰ ہی کا قیود ہے کسی حقوی کا قیود نہیں ہے گو بادشاہ اپنی سرکشی اور غلطی میں یہ خیال کرتے رہے ہیں کہ انوں پر بھی ہمارا قیود رہتا ہے اور ہمارے تمام اسی دین کو قبول کریں جس کے ہم دہائی ہیں، جب حق دلوں میں اپنی جگہ کر لیتے ہے تو کسی بھی صاحبِ اقتدار اور صاحبِ تسلط سے نہیں ڈرتا اور صرف معبودِ حقیقی علیحدہ سے ڈرتا ہے اور اسی سے امید رکھتا ہے۔

فرعون نے دوسری بات یہ بھی کہ تم نے ہارون، ہانی بنی اسرائیلی اور یہ بے رحم لوگوں کو اسی شخص نے جادو سکھایا ہے اور یہی تمہارا دین ہے تم نے یہ ٹی بھگت کی ہے کہ ہار جیت کا معصومی سوانگ دکھا کر لوگوں کو اپنی طرف راہی کروا دیگی دیکھو تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹ ڈالوں گا اور تم کو سولی پر لٹکا دوں گا، چونکہ یہ جادو کروں پر ہماری طرح حق واضح ہو چکا تھا اس لئے انہوں نے فرعون کی دھنگی کا کچھ بھی اثر نہ لیا بلکہ فرعون کو مستقر جواب دیا اور یوں کہا کہ کوئی حرج کی بات نہیں بلاشبہ ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے واسطے ہیں (جو درکار عالم کی طرف سے جو ایمان پر صلہ لے گا اس کے مقابلہ میں دنیا کی ذرا سی تکلیف کی کوئی حیثیت نہیں) بلاشبہ ہم اللہ سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ہماری غلطی کو اس حد سے معاف فرما دے کہ ہم سب سے پہلے ایمان لانے واسطے ہیں میدانِ مقابلہ میں جو لوگ حاضر تھے ان میں سب سے پہلے جادو کر ایمان لانے اس اعتبار سے انہوں نے اپنے کو بول المومنین سے تعبیر کیا۔

وَاَوْحَيْنَا اِلٰی مُوسٰی اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْ اِنْ کُمْ مُّتَّبِعُوْنَ ۝ فَاَرْسَلْنَا فِرْعَوْنَ بِی الْمَدَآئِنِ حَاشِرِیْنَ ۝

اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ میرے بندوں کو ہاتھ سے لے کر ان کی طرف چلے جاؤ اور فریاد پہنچا دیا کہ ان کے گھر اور زمینوں سے لوٹ کر پہنچا دینا۔

اِنَّ هٰؤُلَاءِ لَشُرُومَةٌ ۭ قَلِیْلُوْنَ ۝ وَاِنَّهُمْ لَآلِغَآءٌ یُّفْلُوْنَ ۝ وَاِنَّا لَجَمِیْعٌ خٰذِرُوْنَ ۝ فَاَخْرَجْنٰهُمْ

بلاشبہ یہ تمہاری ہی حماقت ہے اور انہوں نے ہم کو ضرر نہ پہنچا۔ اور بلاشبہ ہم سب غمرہ رکھے والے ہیں۔ سو ہم نے









وَأَجْعَلْ لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ۝ وَأَجْعَلْ بَيْنِي وَبَيْنَهُ جَنَّةَ النَّوْمِ ۝ وَأَعِزَّنِي فِي

اور جو میں نے اسے دیا کہ میں اپنی کس قوم پر اگر ہادی رکھوں گے جنت انہم کے انگوٹوں میں رہا جیتے۔ اور میرے باپ کی عزت کر دے

لَئِنْ كَانَ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ۝ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۝ إِلَّا مَنْ

جو میرا ہم نوا ہو میں سے ہے۔ اور مجھے ان دنوں نہ ہونے دے کہ جس دن لوگ اٹھائے جائیں گے جس دن نہ کوئی بل بلیع، نہ کھانہ نہ پیے۔ مگر اس

أَنِّي اللَّهُ يَقْلِبُ سُلُوكَ

میں نے جو قلب سلیم کے ساتھ لڑنے کے واسطے کہ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم کو توحید کی دعوت دینا، اللہ کی شان و ربوبیت بیان کرنا اور بارگاہِ خداوندی میں دعائیں پیش کرنا

یہاں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس کی دعوت تو میرا قوم کی تبلیغ کا بیان شروع ہوا ہے آفریں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا نقل فرمائی ہے جو انہوں نے اللہ جل شانہ سے اپنی دعاؤں اور خست کی کامیابی کے لئے کی تھی، انہوں نے اپنے باپ کو اپنی قوم کو توحید کی دعوت دینی اور شرک سے روکا ان لوگوں نے جب تک جواب دے اس کا ذکر قرآن مجید میں متعدد مواقع میں کیا گیا ہے یہاں جو مکالمہ کر رہے تھے اس طرح کی گفتگو سورہ انعام (۱۶) میں گزر چکی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے اپنی قوم سے کہا کہ تم لوگ کس چیزوں کی عبادت کرتے ہو؟ (حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہلے سے معلوم تھا کہ یہ لوگ بتوں کے پجاری ہیں لہذا اس سوال کی حاجت تو تھی لیکن انہوں نے سوال اس لئے فرمایا کہ جواب دیتے وقت ان کے منہ سے ان کی پرستش کا اقرار ہو جائے اور مجروحہ ان کے اقرار کو نبھادنا کہ اللہ سوال کر رہیں) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جواب میں وہ لوگ کہنے لگے ہم تو ان کو پوجتے ہیں اور انہی پر دھڑا رہے بیٹھے جتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا یہ جو تم ان کی عبادت کرتے ہو اس میں تمہیں کیا فائدہ نظر آئے؟ تم جب ان کو پکارتے ہو اور ان سے کسی حاجت کے پورا ہونے کا سوال کرتے ہو تو کیا وہ تمہاری بات سننے میں آمور کیا تمہارے عبادت کرنے کی وجہ سے تمہیں کوئی نفع پہنچتا ہے؟ اور کیا ان کی عبادت ترک کر دینے سے کوئی ضرر پہنچا رہے ہیں؟ وہ لوگ یہ جواب دے نہ سکے کہ وہ بات سننے میں یا کوئی نفع یا ضرر پہنچا سکتے ہیں اور اس طرح ان کوئی جواب ان کے پاس تھا بھی نہیں، لہذا انہوں نے ہر گز وہی بات کہہ دی جو شرک کا طریقہ ہوتا ہے کہ ہم تو اپنے باپ دادوں کی تقلید کرتے ہیں یعنی دلیل اور حجت کوئی جگہ سے پاس ہے نہیں باپ دادوں کو جو کہہ کرے، دیکھا ہم بھی وہ کرنے لگے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اور تمہارے پرانے باپ دادوں جن چیزوں کی عبادت کرتے ہیں ان کے بارے میں کچھ نہ کہو کہنا ہوتا ہے کسی ناگہنی کی بات ہے کہ جو چیز نہ سنے اور نہ دیکھے نہ سنے نہ سیکھے ضرر پہنچا سکتا اس کو معبود بنا لیجئے، وہ کیسے معبود ہو سکتا ہے جو اپنی عبادت کرنے والے سے بھی کمتر ہو۔ یہ تو ہی تمہاری بات، اب میں تو میرے نزدیک یہ بات ہے کہ یہ میرے دشمن ہیں اگر میں ان کی عبادت کرنے لگوں تو ان کی عبادت کی وجہ سے مجھے سخت نقصان پہنچے گا اور آخرت کے عذاب میں مبتلا ہونا پڑے گا لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا جو بھی رب بنا رکھے ہیں وہ انہیں ہمہ بھی فائدہ نہیں دے سکتے اور سب ان کے دشمن ہیں، پہلی جگہ کہ مراد سب اہل عالمین اہل تہذیب کی عبادت میں مشغول ہیں وہی نفع میں ہیں،

رب العالمین جل مجدہ ان کا ولی ہے اور وہ اپنے رب کے اولیاء ہیں۔ (یہ تو فرمایا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ یا یوں نے اپنے لوح رکھا کہ ہمارے مقصود یہ تھا کہ یہ باطل سمجھو تمہارے دشمن ہیں مہلت کو تلف کا کام کرنے والے کلف ماریپ وہاں اعتبار کرتے رہتے ہیں)۔  
اس کے بعد رب العالمین جل مجدہ کی صفات جلیلہ بیان فرمائیں اور مشرکین کو بتادیا کہ انکو جس جس کی مہادت کرتا ہوں تم بھی اسی کی مہادت کرو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَلْقِیْتُ حَقِیْقَتِیْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (جس نے مجھے پیرا کیا اور وہی سچ کا واسطہ ہے)

جَانِبًا وَ اَلْقِیْتُ خَوْفِیْ فَعَطَفْتِیْ وَ نَسِیْتُ (اور مجھے کھٹکتا ہے اور پلاتا ہے)

جَدًّا وَ اَلْقِیْتُ خَشْیَتِیْ فَعَطَفْتِیْ (اور جب میں مر رہا ہوں تو مجھے شلواتا ہے)

رَابِعًا وَ اَلْقِیْتُ نِعْمَتِیْ لَمْ یَنْحُسِرْ (اور مجھے موت کا بچا بچا نہ فرمائے گا)

خَمْسًا وَ اَلْقِیْتُ اَطْفَاعِیْ اَنْ یَغْفِرَ لَیْ خَطِیْئَتِیْ یَوْمَ الْقِيَامِ (اور جس سے میں اس بات کی امید رکھتا ہوں کہ وہ انصاف کے دان میرے قصور کو معاف فرمائے گا)۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رب العالمین جل مجدہ کی صفات جلیلہ بیان فرما کر بتادیا کہ انکو میں ایسی عقیم ذات کی مہادت کرتا ہوں تمہارے سمجھو میں ان میں سے ایک صفت بھی نہیں ہے مگر تم انہیں کیسے پاتے ہو؟ نیز یہ بھی بتادیا کہ میں کاغذ کا ٹکڑا ہے اس کے بعد موت بھی ہے اور موت کے بعد زندہ ہونا بھی ہے اور انصاف کے دان کی کوئی کمی بھی ہے وہاں رب العالمین کے منکر میں اور بائیس کوذاب ہوگا اگر اسی دنیا میں تو بے گناہی ہے تو رب العالمین جل مجدہ وہ ظالماں کو معاف فرمائے گا۔ سب سے بڑا گناہ کفر و شرک ہے اس سے بڑا جانتا کہ انصاف کے دان گرفت نہ ہو، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ بات اپنے لوح رکھا کہ ان لوگوں کو بتادیا اور سمجھا دیا اس سے اقل ایمان کو بھی سچ لینا چاہیے کہ جب علیل اللہ رحیمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے کو خطا وار سمجھ رہے ہیں اور رب العالمین جل مجدہ سے بخشش کی دعا گئے ہوئے ہیں تو عام سوشلزم کو تو اور زیادہ اپنے کو قصور وار سمجھتا اور ہم سے اپنے کو خطا کار بھی سمجھیں اور مغفرت کی دعا نہیں بھی کرتے رہیں اور بخشش کی امید بھی نہ رکھیں۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی چند دعائیں کا ذکر فرمایا و زب فہب لہنَّ خُفْیَا (اے میرے رب مجھے علم عطا فرما) اللہ تعالیٰ کی تفصیل میں کئی قول ہیں بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ اس سے حکمت مراد ہے یعنی قوتِ ملیحہ کا کمال مراد ہے اور مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر طرح کی خیر کا علم عطا فرمائے اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ رحم سے اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کا اور اس کے تمام احکام کا علم مراد ہے کہ ان پر عمل کیا جائے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ رحم سے نہایت مراد ہے لیکن یہ بات اس صورت میں تسلیم کی جاسکتی ہے جبکہ دعا کے تذکرہ کے بعد نبوت سے مراد ان ہوتے ہوں۔ (الفتح روح المعانی ج ۱ ص ۶۸)

وَالْجَلِیْلِ بِالضَّالِحِیْنِ (اور مجھے صالحین میں شامل فرما) یعنی مجھے ان حضرات میں شامل فرما جس کے صوم اور افعال آپ کے نزدیک قبول ہوں کیونکہ کتنا ہی علم ہو اور کتنا ہی عمل ہو ضرورت مند اللہ کے بغیر اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ وَ اَجْعَلْ لِّیْ اِبْرَہِیْمَ صِدْقِیْ (اور بعد میں آنے والے لوگوں میں چھائی کے ساتھ میرا ذکر باقی رکھئے) یعنی حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام جو میرے بعد آئیں گے اور ان کی جو احسن ہوگی ان میں میرا ذکر چھائی سے ہوتا رہے یہ شرف مجھے ہمیشہ عطا فرمائے اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا بھی قبول فرمائی ان کے بعد جتنے بھی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے سب انہی کی ذریت میں سے تھے



کرنے اور اپنے پیچھے اولاد کو باوجود بڑا کر چھڑنے کے جذبات میں رہ جاتے ہیں اور حرام حلال کا یکوئیال نہیں کرتے حرام مال تو ہاں ہے ہی وہ حلال مال بھی آخرت میں ہاں ہوگا جس سے فرائض اور واجبات ادا نہ کئے گئے اور جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں غرق کیا گیا ہو یہ نافرمانیاں بچوں کی فرائضیں پوری کرنے کے سلسلہ میں بھی ہوتی ہیں، خوب سمجھ لیتا ہوں کہ تو قسمت کے دان مال اور دولت کا مہیا نہیں ہے ہاں اگر کسی نے مال کو حلال طریق سے کمایا اور شرعی طریقوں پر خرچ کیا اور لاوارثہ تعالیٰ کے دین پر اور اقربہ تک کام لگایا ہو گئے۔ اس کو فرمایا کہ **اَلَا فَرْقٌ بَيْنَ الَّذِي يَتَّقُ اللَّهَ وَالَّذِي لَا يَتَّقُ** (کہ جو شخص خدایہ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو گا اس کے اسوئہ اور اس کی اولاد اس کے لئے فائدہ مند ہو گئے) یعنی قلب سلیم کا وہ خاص نیک اولاد اور اہل مال صالح اسوئہ چھپی ہوئی بات ہو گئے۔

والسلام علی من اتبع الهدی لا یضع علیہم اللہ الا یسرا ولا یؤن الا مالاً و یؤن من امر اللہ یطلبہ سلیم حیث استغفر اللہ فی سبیل اللہ و لوشہیدہ فی الحقل و حشہم علی الخیر و القصدہم ان یتکونوا عباداً للہ تعالیٰ مطیعین شفعاء لہ یوم القیامۃ۔ (۱۰۰) (المائدہ ۱۰۰)

فائدہ۔۔۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو یہ دعائی کر بعد کے آنے والوں میں میرا ذکر اچھا کر کے ساتھ ہوا اس سے معلوم ہوا کہ لوگوں میں اپنے بارے میں سمجھا کر کہہ ہونے کی آرزو رکھنا سو من کے بلکہ مقام کے خلاف نہیں ہے اہل خیر کرتا رہے اور صرف اللہ کی رضا کے لئے اہل مال صالح میں مشغول ہو رہا ہو گا کہ جسے جذبات نہ ہوں اور یہ بھی نہ ہو کہ لوگ میرے اہل کو دیکھ کر میری تعریف کریں اہل صرف اللہ کے لئے ہوں اور یہ دعا اس کے علاوہ کہ لوگوں میں میرا ذکر خوبی کے ساتھ ہو یہ دلوں باتیں جمع ہو سکتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کوئی شخص نہیں آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعائی التھم اجمعین فی عینی صعبہ وافی عین الدن صعبہ (اے اللہ مجھے اپنی نگاہ میں چھوڑ دینا ہے اور لوگوں کی نظروں میں نہ دینا ہے)۔

اس میں کبر نفس کا طعن ہے جب اپنے چھوٹا ہونے کا خیال ہے تو لوگوں کے تعریف کرنے سے کبر میں جلتا ہوگا ہاں ان کا خیال رہتا بھی ضرور ہے کہ وہ اس کا تعریف چاہتے اور چھوٹی تعریف کا بھی قسمی نہ ہو۔

اپنے لئے ناکہ سے حسن کی آرزو رکھنا جبکہ (شرانہ کے ساتھ ہو) چاہتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی سمجھتے ہیں کہ اپنی ذات کو برائی کے ساتھ مشہور کرنا بھی کوئی ضرر اور کمال کی بات نہیں ہے بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ ایک بھی ہوتے ہیں اور انہوں سے بھی بچتے ہیں لیکن اگر کسی غلط فہمی سے بدنامی ہونے لگے تو اس کی پروا نہیں کرتے اگر کوئی شخص خود دے گا اپنی صفاتی غش کریں تو کہہ دیتے ہیں کہ میں اپنی ہر ایک بات میں جو میری طرف برائی منسوب کرے گا خود غیبت میں مبتلا ہوں گا اس کا پورا ہونا ہوگا اور مجھے غیبت کرنے والوں کی نیچائی نہیں کی میں کیوں صفاتی دوں؟ یہ طریقہ کب تک نہیں ہے اپنی آبرو کی حفاظت کرنا بھی اچھا کام ہے اور لوگوں کو غیبت اور جہت سے بچانا ان کی خیر خواہی ہے بعض حضرات نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا یہ مطلب بتایا ہے کہ اے اللہ مجھے اہل مال سے شغف فرما دے اور ان اہل مال کو میرے بعد کے آنے والوں میں باقی رکھنے جو میرا جناح کریں اس سے لوگ مجھے چھائی سے یاد کریں گے اور ان کے اہل مال کا ثواب بھی ملے گا جبکہ ان کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

وَاَزَلَّتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ وَبُزِغَتْ الْجَحِيمُ لِلْغَافِلِينَ ۝ وَقِيلَ لَهُمْ اَيُّكُمْ كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۝

اور جہنم کے لئے متصرف کیا جائے گا کہ لوگوں کے لئے اور دنیا فائدہ کوئی جائے گی۔ اور ان سے کہا گیا کہ ان کو باوجود ان کی قسم کی موت کیا کرتے تھے وہ کون تھے؟

مِنْ ذُنُوبِ اللَّهِ ۖ مَنْ يَنْصُرْكُمْ أَوْ يَنْصُرُونَ ۖ لَكُمْ يَوْمَئِذٍ هُمْ وَالضَّالُّونَ ۚ وَجُنُودُ ابْلِيسَ

کہا کہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں یا نہ چاہ کر سکتے ہیں۔ لوگ جو تم کو مدد کریں گے اور جس کے اللہ میں میں مدد سے مدد ملے گا جس کے لئے۔ اور لوگ جو مدد

اجتمعون ۚ قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ۚ تَاللَّهِ إِنَّ كُنَّا لَمِنَ الضَّالِّينَ فَمِنْهُمْ ۚ إِذْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَابُ

میں ہوتے ہوئے آپس میں جھگڑی گئی۔ انہی کی قسم اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم مڑنا گمراہی میں تھے جبکہ ہم تمہیں رب تعالیٰ کے

الْعَالَمِينَ ۚ وَمَا أَهْلْنَا إِلَّا الْبُخْرِيُّونَ ۚ قَالُوا لَنَا مِنْ شَالِحِينَ ۚ وَلَا صَدِيقِي حَبِيبِي ۚ

اور ہمارے تھے۔ اور ہمیں گمراہ نہیں کیا مگر تمہیں نے۔ سو تمہارے لئے نہ سارا کرنے والے ہیں اور نہ کوئی شخص دوست ہے۔

فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةٌ فَلَتَنْوُنَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ۚ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۚ

سو کیا چاہے وہاں کوئی کمرہ ہو جس کو ہم دوبارہ دیکھ سکیں اور ہم اپنی ایمان میں سے ہوتے۔ یا نہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ

اور ہاں آپ کا رب عزت والا ہے رحم والا ہے۔

دو رخ میں گمراہوں کا چھپتا نا اور آپس میں جھگڑنا، نیز دنیا میں واپس آنے کی آرزو کرنا

ان آیات میں ولواتے قنات کے دن کا ایک سفر چار فرمایا ہے اور وہ یہ کہ اس دن حقین کے لئے جنت قریب کر دی جائے گی اور

گمراہوں کے لئے دو رخ کا خبر کر دی جائے گی جس کی وجہ سے اہل ایمان خوش ہو جائیں گے اور اہل کفر و رجاہی کے لئے اندھا بن کر رہا

کہ ان میں سے سوال کیا نہ کیا کہ اللہ کے سوا جو حق نے معبود قرار کئے تھے وہ کہاں ہیں؟ انہیں تو ان سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں اور یہاں

تمہاری مدد نہیں کر سکتے تمہاری قوت کیا دہا کرتے عذاب میں خود چلا ہونے والے ہیں اس سے اپنے کو نہیں بچا سکتے اس مشکوک کے بعد ان

مشرکوں کو ان کے معبودوں سے تمام گمراہوں کو ان سے مدد کر کے دو رخ میں ڈال دیا جائے گا۔ لہذا یہ فرمایا کہ جب وہ لوگ دو رخ میں

ڈال دیئے جائیں گے تو آپس میں جھگڑا کریں گے غیر اللہ کی عبادت کرنے والے مشرکین اولیٰ حق اس بات کو تسلیم کریں گے کہ واقعی ہم مکمل

گمراہی میں تھے اور اس بات کو ان کی قسم تھا کہ یہاں کریں گے اور اپنے معبودوں سے کہیں گے ہم نے جو تمہیں رب تعالیٰ کے برابر قرار

دیا یہ تمہاری مدد نہ کر سکتے تھے جو تمہاری بات مانستے تھے جو تمہاری بات ماننے والی اور ان کی تھی حق معلوم ہوا کہ انہیں ہم میں نے ہمارا

تاس گھو اور انہیں یہاں عذاب میں گرفتار ہو گئے عذاب سے بچنا کہ کوئی راستہ نہیں، یہاں نہ کوئی سارا ہے نہ شخص

دوست سے بچانے والوں نے ہمیں بچا اور ہمارا اس گھوڑا کافی گریں، انہیں وہاں جانا نصیب ہو جاتا تو ہم ایمان والوں میں شامل

ہو جاتے اور کسی کے بچانے بچانے سے کفر و شرک اختیار نہ کرتے۔ (یعنی وہاں سے وہیں آنے کا کوئی راستہ نہیں ہے ہمیشہ کے لئے

عذاب الی عذاب ہے۔)

إِنَّ لِمَنْ ذَلِكِ الْآيَةُ (ایسا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ میں اور مشرکین کے بچانے عذاب ہونے کی بھی خبر میں ایک بڑی

مہرت ہے، کوئی شخص انہیں نہ بچا سکتا تھا۔ مؤمنین (اور ان مہرت کی باتوں کے باوجود مشرکین میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں ہیں) وَإِنَّ



حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی، شرک سے روکا اور انہیں طرح طرح سے سکھایا اور ان لوگوں سے کہا کہ تم ظہر شرک کیوں نہیں چھوڑتے اللہ کا ایک ماننے کے لئے تو عقل کی کافی ہے ہر مہرگی اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور اہل دار ہوں جو کہ جو کہتا ہوں اسی کے حکم سے کرتا ہوں۔ لہذا تم اللہ سے ڈرو میری فرمانبرداری کرو کیونکہ میری فرمانبرداری کرنا خالق اور مالک ہی کی فرمانبرداری کرنا ہے اور تم یہ بھی کھلاؤ کہ میں جو تمہیں توحید کی دعوت دے رہا ہوں اور تمہیں راہ حق پر لانے کی محنت کر رہا ہوں اس میں میرا کوئی دنیاوی فائدہ نہیں ہے تم سے اپنی اس محنت پر کوئی اجر نہ آئے یا عرض یا صلہ طلب نہیں کرتا میں تو اپنا اجر تو اب وہی جملہ دے لے لوں گا تمہیں یہ سوچنا چاہیے کہ جب یہ شخص ہم سے کسی چیز کا طالب نہیں تو اسی محنت کیوں کرتا ہے تم غور کرو کہ اور کچھ اور اللہ سے ڈرو اور میری فرمانبرداری کرو۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے ہدایت قبول نہ کی انہ سے جبر سے جواب دیتے رہے حضرت نوح علیہ السلام سارے نو سو سال تک لوگوں کے درمیان رہے لیکن چھوڑنے ہی سے ان کی مسلمان ہو گئے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے جو کتنی بھی کی اور ایمان نہ لانے کا بہانہ بنایا اس میں ایک یہ بات بھی تھی کہ تمہارے ساتھ راہیل لوگ لگے ہوئے ہیں اگر تم ہم پر ایمان لاتے نہیں تو ہمیں ان چھوٹے لوگوں کے ساتھ اٹھنا مضبوط ہے گا (اس میں گو اس طرف اشارہ تھا اگر یہ لوگ ہمت نہ کریں تو ہم ایمان نہ لائیں اور آپ سے دین چھینے لگیں) یہ ایسی ہی ہے جیسے عرب کے لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تھا کہ ہمیں اس بات سے شرم آتی ہے کہ عرب کے لوگ ہمیں ان لوگوں کے پاس بیٹھا دیکھیں (یعنی ہلال مہسبہ اور مہسبہ ہمارا مہسبہ اور غیر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا سب ہم آپ کے پاس آیا کریں تو آپ ان کو اٹھا یا کریں۔ لال الفوطی و کانہم طلبوا منه طرد الغنفاء کما طلبہ الفیث۔

حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے تو دین و ایمان سے مطلب ہے مجھے اس سے کوئی بحث نہیں کرانی دنیاوی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے کوئی شخص ضرور پیش اختیار کر لے یا کوئی کام اختیار کر لے جسے دنیا بدلے لے لیا جگتہ جگتہ میں مثلاً مراکوں پر بھارت اور پنا جوتے کاغذ وغیرہ حاصل چیز ایمان اور اہل صالح ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک انہیں وہ چیزوں کے دار ہیں بلکہ مہسبہ ہمارے اور ہر سب کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے حساب فرمائے گا۔ (یہ بات فرما کر ان لوگوں کو متوجہ فرمایا کہ کچھ تمہارا بھی حساب ہوگا) کاش تم کچھ دہو گے تو انہیں بے گناہ نہیں نہ کرتے ہیں تو قبول نہ کرنے کے لئے ایسے بہانے کرتا کہ تمہارے پاس یہ لوگ پیٹھے ہیں وہ دنیاوی اعتبار سے ٹھیک ہیں تاہم کی بات ہے، یہ جو تمہاری خواہش ہے کہ میں انہیں بتا دوں تو میں یہ نہیں کر سکتا میں لوگوں نے حق کو قبول کر لیا تو یہ کہ ان کو ایمان نہیں بندے میں ملے بھلا میں ان کو کیسے جاسکتا ہوں اور میں تو یہ کہ تم یہ زبردستی تو نہیں ملکا، میں تو واضح طور پر ڈرانے والا ہوں میں نے سمجھانے میں اور صاف صاف کہنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ بعض مشرین نے لکھا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا یہ مطلب تھا کہ یہ لوگ جو تمہارے ساتھ آگئے ہیں میں ہی ظاہر میں تمہارا دین قبول کر لیا ہے بدل سے مؤمن نہیں ہیں جواب میں حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا وَخَالِفُوا بَيْنَهُمْ لِقَاءَ فِئْتَانٍ مِّنْهُمْ لَنَبْقَىٰ کہ لکھنے کا مکلف ہوں۔ کسی نے ایمان قبول کر لیا میرا ساتھی ہو گیا میں وہ میرے نزدیک مؤمن ہے، یہ باطن کا معاملہ سو وہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے وہ ان کا حساب لے گا کاش تم قانون شرعی کو جانتے ہو تو انہیں یہ باتیں نہ کہتے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے آدمی کہنے لگے کہ اپنی بات چھوڑ کر اگر تم باز آئے تو کچھ لو کہ قبیلہ ہی خیر نہیں ہم تم پر بار بار کر چکے ہیں جان سے مار دیں گے۔ سورہ ہود اور سورہ نوح میں ان لوگوں کی اور باتیں بھی ذکر فرمائی ہیں جن میں سے یہ بھی ہے کہ انہوں نے مذہب کا مطالبہ کیا (جس کا ذکر سورہ ہود میں ہے) سارا سارا سو سال تک کسی قوم کو دعوت دینے کی معمولی مدت نہیں ہے ان لوگوں نے بھی مذہب مانگا اور حضرت نوح علیہ السلام بھی بہت زیادہ دل برداشتہ ہو گئے جنہا انہوں نے بارگاہِ خداوندی میں ادا کیا کہ اے اللہ پاک میرے اور میرے قوم کے درمیان فیصلہ فرما۔ یہی ان کو بلا کر مہیجے اور کھجے اور میرے ساتھیوں کو چھوڑ دیا ان واسطے ہیں اجابت اے خدا جیکے۔

اللہ تعالیٰ شانہ نے حضرت نوح علیہ السلام کو بخشی جانے کا حکم فرمایا چنانچہ انہوں نے بخشی جانے اپنے اہل و عیال مؤمنین اور دیگر اہل ایمان کو ساتھ لے کر ہنسے اللہ بخیر ہڈوں فرستاد چنانچہ کہ اس میں حیرت ہو گئے۔ آسمان سے پانی برسا زمین سے بھی پانی اُبھار راست سیلاب آیا اس میں پوری قوم فرق ہو گئی اور حضرت نوح علیہ السلام اپنے ساتھیوں سمیت جو بخشی جانے میں سوار تھے نہایت ہانگے تحصیل کے ساتھ سورہ اعراف اور سورہ ہود میں واقعہ ذکر دیکھتے اور سورہ نوح کا بھی مطالعہ کر لیا جانے۔

فائدہ: حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کا مکمل شروع فرماتے ہوئے کھلتی قوم نوح و طغیوں سنیں فرمایا جس میں یہ مشکل پیدا ہوتی ہے کہ ان کی طرف ایک ہی کی دعوت ہوتی ہے۔ پھر ان میں ملحق کر ایمان حاصل وہ اسلام کا چھلکا جائیے لازم آتا ہے اس کے جواب میں حضراتِ مطہرین نے فرمایا ہے کہ چنگ نام انبیائے کرام میں ہم اصلوہ و اسلام کی دعوت ایک ہی تھی اس لئے جب کسی ایک نبی کو چھلایا تو اس سے سب کی تلخیص لازم آگئی، خصوصاً جبکہ پوری نے تمام نبیوں کی تصدیق کا حکم بھی فرمایا اور یہ بتایا ہو کہ اللہ کے تمام نبیوں پر ایمان لانا۔

كَذَٰلِكَ عَادَ الْمُتَرَسِّلِينَ ﴿١﴾ إِذَا قَالُوا لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَرَاكُمْ تَتَّبِعُونَ ﴿٢﴾ إِنْ لَكُمْ رُسُلٌ أَمِينٌ ﴿٣﴾

قوم عاد نے متسللین کو چھوڑا، جبکہ ان کے بھائی نوح کی باتیں کہتے تھے۔ اگر تم میں ایسے ایسے رسول ہیں۔

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا أَمْرَهُ ﴿٤﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٥﴾ أَتُكْفَرُونَ ﴿٦﴾

سو تم اللہ سے ڈرو اور میری امر پوری کرو۔ اور میں اس پر تم سے کسی چیز کا سوا نہیں کرتا۔ میرا ثواب تو بس اللہ ہی کے ہاں ہے۔ کیا تم مجھ سے

بکلی بیچ آیت غیبیوں ﴿٧﴾ وَتَجِدُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٨﴾ وَإِذَا بَطِشْتُمْ بَطِشْتُمْ

خاتم پر کھیل کے طور پر ہانکا جاتے ہو۔ اور جے جے لگے جاتے ہو تو تم جیتو گے۔ اور جب تم جیتو گے تو جے جے جیتو گے

جَبَّارِينَ ﴿٩﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا أَمْرَهُ ﴿١٠﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُونَ ﴿١١﴾ أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامِهِ

گردنے کے دو ستم ستارہ اور میری آیتوں پر لکھ کر کہ اس واقعہ سے خدا جس نے ان پر دی کہ اس پر ایمان لائی انہیں تم جانتے ہو۔ اس نے ان کے

وَبَيْنَينَ ﴿١٢﴾ وَغِيْوِيْنَ ﴿١٣﴾ إِنْ أَنْفَأَ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يُؤْهِرُ عُمْرَكُمْ ﴿١٤﴾ قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا

اور بیچے ہوئے انہیں کے اور میری دعا پر لکھ کر کہ اس واقعہ سے خدا جس نے ان پر دی کہ اس پر ایمان لائی انہیں تم جانتے ہو۔ اس نے ان کے



أَوْ عَظَّتْ أَمْرَهُمْ تَكُنْ قَبْلَ الْوَاعِظِينَ ۝ إِنَّ هَذَا إِلَّا خُلُقِي الْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذِّبِينَ ۝

فرشتے کو یا شخص کو کہنے والوں میں سے جو اس کے سوا کوئی بات نہیں ہے کہ یہ پہلے لوگوں کی عادت ہے۔ اور ہم عذاب میں سے ہمارے والے نہیں ہیں۔

فَلَقَدْ بَوَّأْنَا لَهُمْ أَهْلَكَ لَا يَكْفِيهِ ۝ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَبَوَّءُ الْعِزِّ الرَّحِيمِ ۝

سو یہ لوگوں سے جو ان کو ملے گا ہم نے تجھے بھی دیا کہ اگر ان لوگوں میں سے وہ جس میں سے ان کو ایسا لانے والے نہیں ہیں، تو یہ ایک آپ کا بڑا آرام ہے۔

حضرت ہو علیہ السلام کی بعثت، قوم یادی کی تکذیب اور برہاد کی

ذکر وہاں آیات میں حضرت ہو علیہ السلام کی قوم کا اقرا کر فرمایا ہے۔ آپ قوم یادی طرف مہوٹ ہوئے تھے آپ نے بھی ان سے وہاں نہیں گئیں جن کا حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ میں ذکر ہوا۔

آپ نے فرمایا کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں امانت دار ہوں تم اللہ سے اور میری فراہم رادی کرو مجھے تم سے کچھ لینا نہیں ہے میرا اللہ ڈاں صرف اللہ کے ذمہ ہے قوم یادی کی سرکش قوم تھی ان کے ذلیل اول بھی بڑے تھے جس کو سورہ اعراف میں وَزَالَتْهُمْ فَوْقَ السَّحَابِ بِسَفْحَةٍ تَبْرِيقَةٍ فرمایا ہے اور سورہ النجم میں ان کے بارے میں اَقْبَىٰ لَمْ يُغْلَبْ وَيَغْلِبْهُ الْجِبَرُ فرمایا ہے ان جیسے لوگ زمین کے حصوں میں پیدا ہوئے تھے (یہ لوگ کوئی بھی نہیں پر یادگار کے طور پر بڑی بڑی عمارتیں بناتے تھے جو ایک مہر اور فضل کا مرقعہ تھیں جو ان کی ضرورت اہل تہمتی محل فرشتوں میں اس طرح کی عمارتیں بناتے تھے۔ اَتَقْنُونَ بَعْضُ الْاَنْفُسُ كَمَا تَقْنُونَ كَمَا تَقْنُونَ ان کا ذکر فرمایا، ان کا ایک مطلب تو یہی ہے کہ بلا ضرورت تعمیر کے فضل کا کام کرتے اور بلا عمارت تھی نے ایک مطلب یہ لکھا ہے کہ تم لوگ اوپر پہنچنے کو اگر ان کے دل کا لائق بناتے ہو اور ان کے ساتھ سحر و جادو کرتے ہو۔

اپنے رہنے کے لئے بھی یہ لوگ بڑے بڑے مضبوطی بناتے تھے اور ان کا عجب ایسا تھا کہ گویا نہیں ہمیشہ ان میں ہی رہتا ہے اس کو فرمایا: وَتَقْلَبُونَ مَضَاجِعَ اَعْلَانِكُمْ تَقْلَبُونَ لعل مرید زبان میں تری کے لئے ہے مطلب یہ ہے کہ تم بیا رزق لئے بیٹھے ہو کہ نا میں ہمیشہ ہو گے اسی لئے تو ان کی پختہ عمارتوں کے اندر ادبے ہوئے ہو بعض حضرات نے لعل کو حق کی بتایا ہے ہی کسی ماضی مخلوق لا تفسد کسروں فی السموات (یعنی تم اسی لئے مضبوطی بناتے ہو کہ نا میں ہمیشہ ہو اسی لئے موت کے بارے میں فکر مند نہیں ہوئے اور حضرت ابن عباس اور ابی ذر نے کان کے حق میں ایسا ہی بتایا ہے مگر بات ہے ہو گیا کہ تم ان میں ہمیشہ ہو گے۔

وَالَّذِينَ يَنْتَقِبُونَ ذُرِّيَّتَهُمْ ذُرِّيَّتَهُمْ (اور جب تم بکرتے ہو تو بڑے باہر میں کرنا کرتے ہو) کچھ لوگ بڑے ذلیل اول والے تھے اور ان میں اپنی قوم پر بڑا گھمنا تھا کہ اسی لئے انہوں نے ازراہ تکبر یہاں تک کہ یہاں سے اللہ ماحولہ (کائنات میں ہم سے بڑا ہو کہ ان کو ہوا) اپنے اسی گھمنا اور طرہ کی وجہ سے جب کسی کو بکرتے تھے تو بہت علم زیادتی کرتے تھے بلکہ کسی رحم کے دس کھانے بغیر داتے کاتے اور رحم کرتے چلے جاتے تھے صاحب روح العالی لکھتے ہیں۔ مسلطین غاشمین بالارفا والا لصد تالاب ولا نظر فی العالہ۔

حضرت ہو علیہ السلام نے ان کو جہاد کھایا اور فرمایا: فَتَقْوِ السَّلَہَ وَتَقْوِ السَّلَہَ (اور اللہ سے ڈرو اور میری فراہم رادی کرو) وَتَقْوِ السَّلَہَ فَتَقْوِ السَّلَہَ (اور اس ذات سے اور جس نے ان چیزوں کے ذمہ ہے تمہاری ادا و اطرائی جنہیں تم جانتے ہو) یعنی



لَا تَأْخُذْكُمْ عَذَابٌ يَوْمَ عَظِيمٍ ﴿۱۰۰﴾ تَعْلَقُ رُءُوسُهُمْ فِي الْآصْفَادِ ﴿۱۰۱﴾ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ إِنَّ فِي ذَلِكَ

لَاٰیۃً لِّمَن كَانَ لَهُ عِلْمٌ يَوْمَ تَأْخُذُ السُّنُورُ ﴿۱۰۲﴾ اِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ ﴿۱۰۳﴾

لَاۡیۡۃٌ ۙ وَ مَا كَانَ اَکْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیۡنَ ﴿۱۰۰﴾ وَاِنَّ رَبَّکَ لَہٗوَ الْعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ﴿۱۰۱﴾

اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ اور ہے شک آپ کا رب عز ہے دیکھ ہے۔

قوم مشرکوں کا حضرت صالح علیہ السلام کو بھڑانا اور تکذیب و انکار کے جرم میں ہلاک ہونا

اس روایت میں قوم مشرکوں کی سرکشی اور برہادی کا ذکر فرمایا ہے، یہ لوگ قوم عاد کے بعد تھے ان کی طرف حضرت صالح علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے انہیں نے ان لوگوں کو قتل کیے کی بات دی بھلا بھلا کیا قوم عاد کی طرح ان لوگوں نے بھی خدا و خدا اور سرکشی پر کراہت لی حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں یہ بتایا کہ میں خدا کا رسول ہوں میں ہوں تم خدا سے ڈرو اور میری فرمانبرداری کرو اور یہ فرمایا کہ بھلا خدا تعالیٰ نے تمہیں طلبِ نفیس دی ہیں ان کو یاد کرو یا مگر سے تم لوگوں نے تمہیں باغ دینے کیلئے مصلحت فرمائی کھیتوں کیلئے فرمایا کھجوروں کے باغ دینے ان کھجوروں کے گھسے گوندھے ہوئے ہیں جو خوب پھل لانے والے ہیں اور خدا تعالیٰ نے حرم یہ کہ تم فرمایا کہ تمہیں پیادوں کے لئے دشمنی کی قوت اور رحمت مصلحت کی قوت پر پڑاؤں کو تراشتے ہو اور فخر کرتے ہوئے اور اتراتے ہوئے ان میں گمراہ پڑتے ہو کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ بیش از حد دین و ایمان میں دو گے اگر تمہارا یہ خیال ہے تو غلط ہے نہ کہ تمہیں مرنا بھی ہے خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں خوش ہونا بھی ہے تم خدا سے ڈرو اور میری فرمانبرداری کرو، جن لوگوں نے تمہاری راہ مار رکھی ہے جو وہ سے آگے نکل چکے ہیں زمین میں لٹا کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے تم ان کی باتوں میں آ کر اپنی جانوں کو ہلاکت میں ڈالو تمہارا یہ جو دے ہے میں تمہارا پاس رکھ رہا ہوں۔ یہ وہ تمہیں حق قبول کرے نہیں دیتے۔

قوم مشرکوں نے حضرت صالح علیہ السلام کو جواب دیا کہ ہمارے خیال میں تو صرف یہ بات ہے کہ تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے یا ہے جس سے تم اسکی بات نہیں کر رہے ہو اور یہ بات بھی ہے کہ تم ہمارے ہی جیسے آدمی ہو تمہارا خدا وہ تو کسی بڑائی سے محسوس کیجے تم رسولِ خدا سے گئے؟ سورۃ القمر میں ہے کہ ان لوگوں نے کہا اَنۡفُثُوۡا فَاَیۡکُنُوۡا عِجۡلَۃً ۙ اِنَّاۤ اِنۡدَآءُ لِّلۡعِیۡنِ حٰضِلَہٗ ۙ وَ نَسۡفَعُ ؕ اَلۡلَہِیۡنَ اَلۡہٰکُمُوۡا عَلَیۡہِ مِنْۢ مُّشٰوۡرَۃِہِیۡ ۙ لَہُوۡا حٰکِمَۃً ۙ اَنۡفُثُوۡا ۙ سُوۡرَہٗ کہنے لگے کیا ہم ایسے شخص کا اتباع کریں جو ہم ہی میں سے ایک شخص ہے اگر ہم یہاں کریم ضرور بڑی گمراہی ہو دی جاگی میں چڑ جائیں گے کیا ہم سب کے درمیان سے اسی کی طرف دلی لگی ہے، بلکہ بات یہ ہے کہ وہ جھوٹا ہے یا غلطی خود ہے، ابو نہیں کرتے، وہ لوگ یہاں تک آگے نہ بڑھے کہ انہوں نے یوں کہہ دیا کہ اچھا کوئی خاص مجروحہ نقل کر اگر تم ہے ہو۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ بھلا یہ تو غلطی کی طرف سے بلور مجروحہ بھی لگی ہے یا محض منہ میں نے فرمایا ہے کہ ان لوگوں نے خود ہی کیا تھا کہ ہمہ تمہیں اس وقت کی دامن کے جب تم پیادوں سے دشمنی نکال کر دکھاؤ ان کو پر چند بھلاؤں کا پھانٹا اور کچھ لوگوں کو جلا سے اگرتماہارے مطالب پر پیادوں سے تو غلطی نکل آئی اور تم ایمان نہ لائے تو کچھ لوگ جلدی عذاب آ جائے گا لیکن وہ نہ لانے والا ہے کہ تم سے پرہیز سے تو غلطی برآمد ہوئی یہ تو غلطی عام لوگوں کی طرح نہ تھی اللہ کی بھیجی ہوئی تو غلطی تھی اس کو بہت زیادہ پانی پینے کی ضرورت تھی ان لوگوں کو واضح طور پر بتا دیا تھا لہذا جزب و فتنہ جزب یوم مغلغلوں (اس کے لئے پانی پینے کا وقت مقرر ہے اور تمہارا سے لئے ایک دن کا پانی مقرر ہے) ایہ تو غلطی میں نہ لگا کر اپنی کنوئیں کا پانی پی جاتی تھی پھر وہ قوم مشرکوں کے لوگ روزانہ پانی نہیں پلا سکتے تھے تو ان کے لئے پانی بھرنے کا اور



حضرت لوط علیہ السلام کا اپنی قوم کو تبلیغ کرنا اور برے کاموں سے روکنا قوم کا دھمکی دینا کہ ہم تمہیں نکال دیں گے، پھر پتھروں کی بارش سے ہلاک ہونا

سیدہ حضرت لوط علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے، جنی نبیوں کی طرف مبعوث ہوئے وہ لوہو اہل کے قریب تھے، یہ لوگ قس کام کرنے والے تھے یعنی مردوں کے ساتھ شوہت رانی کیا کرتے تھے، جیسا کہ سورۃ احزاب اور سورۃ نوہ اور یہاں سورۃ شعراء میں بیان فرمایا ہے۔ ان سے پہلے یہ عمل کسی قوم نے نہیں کیا تھا، نیز یہ لوگ (اکثر ذی) بھی کرتے تھے جیسا کہ سورۃ صافات (۳۷) میں مذکور ہے۔  
وَالْمُطَفِّلُونَ الْمُسْتَهْزِئُونَ (اور قوم باغی کرتے ہو)۔

حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو اچھی طرح سے سکھایا اور برے کام سے روکا لیکن انہوں نے ایک زمانہ اپنی اور بیواہ جواب دینے لگے کہنے لگے کہ ابھی ان لوگوں کو کسی سے نکال دو یہ لوگ پاک باز بنتے ہیں۔ مطلب یہ تھا کہ یہ لوگ خود پاک باز بنتے ہیں اور ہمیں گندھتا ہے جس گندھ میں پاکوں کا کیا کام؟ یہ بات انہوں نے لڑکھٹھکی کر کہی۔

یہاں سورۃ شعراء میں یہ بھی ہے فَلَوْلَا لَيْسَ لَكُمْ لِقَآؤُ الْفَٰكِرِیْنَ (اگر لوگوں نے حضرت لوط علیہ السلام کو جواب دینے ہوئے کہا کہ اسے لودا اگر تو باز نہ آؤ ضرور ان لوگوں میں سے ہو جائے گا جنہیں نکال دیا جائے گا)۔ قَالَ قَبَسُ لَعْنَتُكُمُ یٰٰمُطَفِّلِیْنَ (حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا میں تمہارے اعمال سے نفی کر دیتا ہوں کہ وہ لوگ برا بھلائی سے ہونگے اور یہ بھلائی پر از ہے، یہ کہ نکال ہے ہونگے اور ضرور صحتی کے ساتھ انہوں نے کہا کہ اگر تو سچا ہے تو خدا کا عذاب لے آئے ان پر عذاب آگیا اور انہیں مذہم کی مصیبت مل گئی سورۃ النجم اور سورۃ شعراء اور سورۃ نمل میں وَأَنصَبْنَاهُمْ أَفْئِدَةً (کرم نے ان پر خاص قسم کی بارش برسا دی اور سورۃ ہود اور سورۃ حجر میں فرمایا ہے کہ کرم نے ان کی ذہن کے کواہر والے حصہ کو بے پناہ حصہ کر دیا یعنی ذہن کا کھنڈن کیا اور ان پر ننگر کے پتھر برسا دیے سورۃ حجر میں یہ بھی ہے کہ سورج نکلے نکلے گئے کو بیچ نے پکڑا اور خلاصہ یہ ہے کہ ان پر قس طرح کا عذاب آیا اور پاک اور برادر کہہ دینے لگے لوط علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کو نکالتی گئی ہاں ایک جو صحابہ جو حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی تھی انہیں لوگوں میں سے دھمکی جو عذاب میں مبتلا ہوئے اور وہ بھی ان کے ساتھ پاک ہو گئی تفصیل کے ساتھ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا واقعہ سورۃ احزاب اور سورۃ ہود اور سورۃ حجر میں مذکور ہے۔ إِنَّ هَٰذِهِ ذٰلِكُ لَآئِنَآ (یاد رہے) میں ہادی جبریت ہے۔ وَمَا كَانَ أَفْئِدَتُهُمْ مُّوَعِّدُیْنَ اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں ہیں وَأَوَّلَ ذٰلِكَ لَقِیْنَا الْقَوْمَ الَّذِیْنَ كَذَبُوا آپ کا رب مزید رحم ہے کہ

كَذَّبَ أَصْحَابُ الذِّكْرِ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۰﴾ قَالِ لَهُمْ شَعَبٌ آلَ تُثَقْلَوْنَ ﴿۱۱﴾ إِنْ لَكُمْ رُسُلٌ أٰمِنُونَ ﴿۱۲﴾

ایک دن ان کے پیغمبروں کو بھیجا یا جب ان سے نصیب لفظ لے لیا کہ تم نہیں آتے۔ یہ کتب میں تمہارے لئے رسول آئیں اور

فَاٰتُوا اللّٰهَ وَأَطِیْعُوْیْ ﴿۱۳﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ أَجْرٍ اِنْ اٰجَرْتُمْ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۴﴾ اَوْفُوا الْكَيْلَ

سو تم سے زیادہ پوری فراخ دہی کر دو۔ اور تم سے اس کی اجرت کا سوال نہیں کرتا میرا رب کہ میں تمہیں اس کے واسطے تمہارا دینا کر دو۔

وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۱۵﴾ وَیَوْمَآ هَآؤُلَیْکُمُ الْبَیْسُ السَّیْفِیْمُ ﴿۱۶﴾ وَلَا تَبْخُسُوا الْاَنْشِیَآءَ فَهُمْ وَلَا تَغْلُوْا فِی

اور تمہیں میں ڈالنے والے مت جو۔ اور تمہارے طرح سے اذان کیا کر دو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں نکال کر مت دیا کر دو۔ اور انہیں میں



اور مت دینے والے ہیں۔ (صاحب زادہ) لوگوں کی سرکشی یا جھڑپ کو اور اس پر نڈا آنے اور ان پر خطاب آتی کہ اور العطفہ (سہاگن) کے خطاب سے پاک ہوئے مفسر قرطبی نے لکھا ہے کہ جب خطاب آنے کا وقت قریب قریب آئی کہ تو ان پر اللہ تعالیٰ نے سخت کرنی بھیج دی لہذا وہ گمراہ کو چھوڑ کر درشتوں اور جھڑپوں کے پاس جمع ہو گئے پھر اللہ تعالیٰ نے ہادل بھیجا جس کے سایہ میں بندہ لیٹنے کے لئے ایک جگہ جمع ہو گئے جب سب اکٹھے ہو گئے تو وہ جیں پر جمادیاے گئے۔ روح المعانی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر آگ بھیج دی جو ان سب کو کھانکی پران کا مادہ اللہ خطاب تھا انہیں نے کہا کہ ہم پر آسمان سے نکل کر اور اللہ آسمان ہی کی طرف سے ہادل نظر آیا اور اسی کے سایہ میں مل کر ہم ہو گئے ائمہ کبار غلط فہم غلط فہم (یا شبیر) بڑے بڑے علما کا خطاب تھا۔

فائدہ۔۔۔ ایک جھڑپوں والے جنگل کو کہا جاتا ہے یہ لوگ ایسے جنگل میں رہتے تھے جس میں جھڑپاں تھیں اور گھنے درخت تھے، علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ اَلْعَفْصَالُ لَهْمُ طَعْنٍ قَرِيبٍ اور اصحواہم نہیں فرمایا کیونکہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں سے نہ تھے ہاں اصحاب مدین کے بارے میں اَصْفَافُ طَعْنٍ فرمایا ہے کیونکہ حضرت شعیب علیہ السلام مدین اور قاصدان کے اعتبار سے انہی میں سے تھے۔ (کما مر فی سورۃ الاعراف و فی سورۃ ہود علیہ السلام و فی سورۃ الصافات ان شاء اللہ تعالیٰ)

اِنْ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیۃٌ لِّاُولِیْۤ اَلْبَاسِ اَمِیْ نَبِیِّۤ اٰیۃٌ مِّمَّنْ یُّزِیْرُ (اور ان میں سے انکار کیا جانے والے نہیں ہیں) اَوَّانٌ وَثَلَّثَ لَهٗوَ طَعْنٍ فِیْ الرَّحْمٰنِ (اور پہلے آپ کا رب عزیز ہے ہم سے کہ

وَ اِنَّہٗ لَتَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰﴾ نَزَلَ بِہِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ﴿۱۱﴾ عَلٰی قَلْبِکَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنذِرِیْنَ ﴿۱۲﴾

اور یہ سب اہم ترین کلمات اور آیتیں ہیں۔ اس کو آپ کے قلب پر امانت اور فرشتہ نازل ہوا تاکہ آپ واضح طور پر امانت دہاں میں سے ہو جائیں۔

بَلِیْسَانَ عَرَفَرٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۳﴾ وَ اِنَّہٗ لَیِّنٰی رُسُلٍ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۴﴾ اَوَّلَہُمْ یَکُنْ لَّہُمْ اٰیۃٌ اَنْ یَّعْلَمَہٗ عَلٰتُوْا ﴿۱۵﴾

ابلیس مرنے والوں میں ہے۔ اور بلاشبہ اس کا ذکر پہلی آیتوں کی کتاب میں ہے۔ کیا ان لوگوں کے لئے یہ بات دیکھ نہیں ہے کہ اسے جانے

بَنٰیۤ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۱۶﴾ وَ نُوْثِرْ لَّہٗ عَلٰی بَغْضِ الْاَعْجَبِیْنَ ﴿۱۷﴾ فَقَرَأَ عَلَیْہُمْ مَا کَانُوْا بِہِ مُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۸﴾

بنی اسرائیل جانے ہیں۔ خدا کہ ہمیں کوئی بھی یہ نازل کرتے پھر وہاں ان کے سامنے یہ چاکر کرنا چاہا اب بھی یہ لوگ ایمان لانے والے نہ تھے۔

کَذٰلِکَ سَلَطْنٰہُ فِیْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۹﴾ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِہِ حَتّٰی یَزُوْا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ﴿۲۰﴾ فَاِیْنِیْہُمْ

یہ سب اسی طرح بنی اسرائیل جیسے خدا نے ان کو کفر میں کے لوگوں میں اہل الکفر سے یہ لوگ اہل ایمان بنا دیے گئے جب تک کہ وہ پاک خطاب نہ کر لیں سورہ ۱۰۰ کے

بَعَثْنَا وَہُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۲۱﴾ فَعِیْثُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿۲۲﴾ اَفَعِیْذُا بِہَا یَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۲۳﴾

ہاں اسے تک آجائے گا اور انہیں کفر بھی نہ ہوگی۔ پھر تمہیں کے کیا ہمیں بہت ہی سخت ہے۔ کیا یہ لوگ اللہ سے خطاب کو جھڑپ جانتے ہیں۔

اَفَرٰہُمْ یَتَّۢ اِنْ فَعَّلْنٰہُمْ سِیْئَیْنِ ﴿۲۴﴾ ثُمَّ جَآءَہُمْ مَا کَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ﴿۲۵﴾ مَا اَعْطٰی عَنْہُمْ مَا کَانُوْا یَسْتَعُوْنَ ﴿۲۶﴾

اے خدا انہیں کی اگر ہم انہیں چند سال قبل میں سے دی ہر قسم کی نعمت دیتے ہیں کہ ہر پانچ سے دو دن کا وہ ان کو کچھ کھانے دے سکتا ہے۔

وَمَا أَمَلْنَا مِنْ قَرْنٍ إِلَّا لَهَا مُنْذِرُونَ ﴿٦٠﴾ وَنُرَىٰ شَوْمَاكَ غَالِبِينَ ﴿٦١﴾ وَمَا نَزَّلَ بِهِ الشَّاطِلِينَ ﴿٦٢﴾ وَمَا

[illegible]

يُفِيئُ لَهُمْ وَمَا يُطِيعُونَ ۝ إِنَّهُمْ عَنِ السَّبْحِ لَغَرُؤُونَ ۝

$$\frac{d}{dt} \int_{\Omega} \rho \, dx = \int_{\Omega} \rho \, dx = 1 \quad \text{for } t \in [0, \infty).$$

قرآن عربی زبان میں ہے اسے روح الامیں لے کر نازل ہوئے

ان آیات میں نزول قرآن ہیچ نہ کر فرمایا مگر یہی کی تھی یہ دور تھا کہ زبان فرمایا اور یہ بتایا کہ وہ لوگ خواب آنے کے لئے جہنم پہنچتے ہیں۔ اول تو یہ فرمایا کہ قرآن ہیچ نہ کر رہا میں بلکہ اللہ کا حکم ہے جسے اللہ اور فرشتے مقرر کرنا چاہتے ہیں یعنی حضرت جبریل علیہ السلام اس فرشتے کے امتداد کی صورت پر پورا رہی طرح آپ تک پہنچا دیتے جس طرح ان کے سپرد کیا گیا تھا السورج الامیں یعنی جبریل علیہ السلام اس قرآن کو آپ کے قلب پر اتارنا چاہتا تھا کہ ان کے دماغ میں سے جو باتیں یعنی اس قرآن کے ذریعہ اولین مخلوق کو اور ان کے آں پاس کے لوگوں کو اور بعد میں آنے والے لوگوں کو ارشاد کیا جائیں یعنی اللہ کی توہید اور اس کی عبودیت کی دعوت دینے پر آمادہ ہونے سے پہلے کہ ان کی جہنم میں جہنم کا حکم تھا۔

ومن نفع ولعل تعالیٰ فی سورۃ الشوریٰ وکذلک ان نوحاً اذ قال لغریبا یستقر فی القریٰ ومن خولجہا فاستقر یوم الخسف لا ریب فیہ لہم فرما کیا قرآن مجید واضح عربی زبان میں ہزاروں ہجرتوں کی غصا امتداد پر غصت سب کا مسلم ہے جب ال عرب کا کھنچ گیا کیا قرآن بھی ایک صورت کا کراؤ تھا تاہم زور کئے اور آج تک ماہر ہیں۔ ہمارے ایک ثقہ دست نے بتایا کہ امریکہ میں وہ کچھ ہزار ہات کے لئے لگا رکھے ہیں کہ قرآن کی ایک آیات کے متبادل میں کچھ نہ کریں اور اس سلسلہ میں ان کچھ ہزاروں کی جب کوئی آیت ہے جس کا اس کے متبادل نہ کر دیا جائے کہہ دیتے ہیں اس کے متبادل میں کوئی کچھ نہیں بن سکتی۔

فرمایا کہ قرآن مجید پہلی آیتوں کی آسانی کتابوں میں بھی ہے یعنی قرآن سے اور انجیل میں یہ بتایا ہے کہ ایک ایسی شان کا مختصر ہر ایک  
 اس پر ایسا کلام نازل ہوگا اہل کتاب نے گویا پہلی کتابوں میں قرآن کی ہے لیکن اس کے باوجود ان کی کتابوں میں یہ باتیں موجود  
 ہیں بعض مفسرین نے اس کا یہ مطلب بتایا ہے کہ قرآن مجید کے مضامین ساتھ کتبِ مطہرہ میں بھی ہیں جیسا کہ سورۃ الاحقاف کے ختم پر فرمایا آئی  
 ﴿هَذَا لِقَاءُ الْمُضْحَفِ الْأَوَّلِيِّ مُضْحَفٌ بَرَزَ مَوْجِسُ﴾ (یا شبیر) ہائے جہنم میں ہے اور انکم کے چھپنے اور موسیٰ کے چھپنے) حضرت  
 معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے سورۃ فرقہ کراول سے دی گئی ہے اور سورۃ  
 طہ طہاس (جن کے شروع میں طس آتا ہے) اور عراکم (جنی سورۃ کے شروع میں حستہ ہے) یہ دو حق مجھے انوارِ موسیٰ سے دی گئی  
 ہیں۔ سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کی آخری آیت (اٰمَنَ السُّرُورُ) سے لگ کر ختم سورۃ تک (عرش کے پہنچنے سے دی گئی ہیں اور مفصل (سورۃ  
 حجرات سے سورۃ الناس تک جو سورتیں ہیں) مجھے لکھ دی گئی ہیں (جو کہ انجیل و بیہم اصولہ و اسلام کا نہیں دی گئیں) ذکر فی الجامع  
 الصغیر و رمز الہ بالضعف۔

پھر فرمایا کہ اعلیٰ نے نبیؐ کو اس طرح قرآن مجید کے حامل ہونے کے وقت موجود ہونا چاہا کہ اسے اپنے حق میں اور اپنے حق میں کہ خاتم الانبیاء



اصلی نقطہ علم کی طرف سے کتاب ہزلی ہوگئی، جن علماء میں سے بعض تو مسلمان ہو گئے اور جو مسلمان نہیں ہوئے انہوں نے بھی اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ وہ تو مسلمان نہ ہوئے لیکن اپنے تمام کوجہاں میں تار یا ایمان کے ساتھ اقربا ہی ہو گئے، علماء فنی سرانسل کا وہ نیز قرآن مجید و اٹلی اللہ کی کتاب ہے یہودیوں پر تو جنت ہے ہی شریکین عرب پر بھی جنت ہے جو یہود کو دل مم مانتے ہیں اور جانتے تھے، مخصوص مسائل کے جنہوں نے یہودیوں سے جا کر یہ پوچھا کہ تم دل علم ہو اور دل کتاب ہو، کچھ ایسے سوال بتاؤ جن سے تمہارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان کیا جائے اور ان کا جواب پا کر ان کے دلوں کی جوت کی تصدیق کی جا سکے جس پر یہودیوں نے کہا کہ کدو کے بارے میں اور اصحاب کہف کے بارے میں اور زوال و افریقہ کے بارے میں سوال کر، اگر بیش کرنے واپس آ کر سوالات کے لیکن جواب ملے پر بھی ایمان نہ لائے پھر فرمایا کہ اس قرآن کو ہم نے ایسے شخص پر ہزلی کیا ہے جو عربی ہے اگر ہم جنت میں لیں تو یہی کسی غیر عرب انسان پر نازل کر دیتے اور وہ ان کو پڑھ کر خدا کا جواب بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے حالانکہ اس میں ٹکڑا دکھو اور زیادہ جانتا کیونکہ جس غیر عربی شخص پر قرآن نازل ہوتا اس کا عربی زبان پر لکھا اور نہ ہوتا اس بات کی واضح دلیل ہوتی کہ یہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے لیکن جن بہت عربوں کو مانا نہیں ہوتا وہ کسی طرح بھی نہیں مانتے۔

اس کے بعد فرمایا **تَحْمِلُكُم مِّنْ تَحْتِهَا فِئَ تَمَثَّلُوا لَمْ يُغْنِ عَنْكَ الْفُلُوبُ الْفُجُورُ** (اگر ہم نے ایمان نہ لائے تو کبر میں کے دلوں میں نازل دیا ہے) یہ لوگ انکار اور انکار پر اصرار کی وجہ سے قرآن پر ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ سخت عذاب کو نہ دیکھ لیں گے جن کے سامنے آپ تک آ کر اٹھو گا اور ان کو پہلے سے خبر بھی نہ ہوگی، وہ جب یہ تصور قبول ہوگی تو ان کہیں گے کہ کیا ہمیں یہ کوجہالت مل سکتی ہے لیکن وہ وقت نہ جانتا کا ہو گا اور اس وقت ایمان قبول کیا جائے گا کہ عذاب الہم سے وہ عذاب بھی مراد ہو سکتا ہے جو کدو کے پتوں کی طرح ٹھنڈی ہو کر آتا رہا ہے اور موت کے وقت کا عذاب اور بزرگ کا عذاب اور قیامت کے دن کا عذاب بھی مراد ہو سکتا ہے جن عذابوں میں سے کسی بھی عذاب کے آ جانے پر جہالت دینے جانے کا اور ایمان قبول کرنے کا قانون نہیں ہے۔

پھر فرمایا **الْبَحْلُ لَا يَنْفَعُ جَلُونُ** (کیا اور ہمارے عذاب کے آنے کے لئے ہمدی چڑا رہے ہیں) چونکہ انہیں عذاب آج نہ لگتا تھا انہیں نہیں ہے اس لئے انہیں باتیں کرتے ہیں اور ان کا یہ کہنا کہ جو قلیل ہی جا رہی ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عذاب خدا کے گا اور ان کی سخت فطرتی ہے دنیا کی ذرا سی جہل و کلمہ کہ جو وہاں کچھ ہے وہاں کچھ ہے اور اسی زندگی کو سب کچھ ہے جس پر جہالت بڑی ناگہمی ہے جب عذاب آچھنگا گا جس سے پہچانگا وہ نہ ہو سکے گا اور سخت بھی ہوگا اس وقت پر قوم ہی زندگی کا کیف اور بل و ستار کچھ بھی کام نہ لگے گا۔ یہ انسانوں کی نہایت ہی حماقت کی بات ہے کہ لائی دنیا میں تھوڑے سے دن کی جہل و کلمہ میں مشغول ہو کر موت کے بعد کی زندگی کو بھول جائیں اور اس کے بڑے اور وہاں کی عذاب کا پتے سر لے لیں اسی کو فرمایا **ظُرِيفَتِ اِنْ مِّنْ نَّفْسٍ تَعْلَمُ مِمَّنْ لَّمْ يَجِدْ جَاءَتْ مِمَّنْ مَّا كَانَتْ اَوْ غُلُوبًا ۝ مَا الْاَنفُسُ مَّا كَانَتْ اَوْ غُلُوبًا ۝** (اسے غلبہ تھا کہ اگر ہم ان کو چند سال تک پیش میں رہتے وہی پھر جس عذاب کا وہ سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ ان کے سر آج سے ان کا پیش کیا کام رہے سکتا ہے؟ یعنی یہ جہالت کی جہالت دہی کی ہے اس سے آنے والا عذاب تو کیا تم اس کی جہالت سے اس میں کوئی کی تحریف بھی نہ ہوگی) **اقال صاحب ارواح ص ۱۳۱ ح ۱۰ اقل سب حلقہ ان هذا العذاب الصور عودون ناصر ايمان لامل لعل لعل لا حق بهم لا محالة و هالک لا نفهم ما كانوا عليه من الاشرار المفسر لعلم الامعان۔**

اس کے بعد فرمایا **وَضَالِفُكُم مِّنْ قُرْبَىٰ ۚ اِنَّ لَهَا تِلْكَ زُوْنًا تَحْمُرُ** (اور ہم نے جتنی بھی ہستیاں ہلاک کی ہیں ان سب میں جہالت

کے طور پر ادا نہ دے والے تھے، لیکن قرآن کے مخالفین سے پہلے بھی انہیں گزری ہیں کسی بہت کٹنگ اور انداز کے بغیر نہیں ہاک کیا گیا ان کی طرف ادا نہ دے والے جیسے تھے انہوں نے فرمایا اے محمد صحت کے طور پر خوب ابھی طرح تو حید کی دعوت دی، حق کو واضح کیا مگر یہ کہ جہل دی گئی ان پر جھٹ پھری ہوئی اور جہل دینے سے بھی انہوں نے فائدہ نہ اٹھایا تو ان کو ہلاک کر دیا گیا۔ جو لوگ قرآن مجید کے طالب ہیں ان لوگوں پر بھی پوری طرح حق واضح کر دیا گیا ہے اور انہیں جہل بھی دی چاہی ہے لہذا مذہب کی طرف سے مطمئن ہو کر نہ جھوٹا کریں۔ وضاحت کا خلاصہ (اور ہم علم کرنے والے نہیں ہیں) یعنی جہت تو اللہ تعالیٰ سے علم کا ظہور ہو ہی نہیں سکتا صورت بھی اللہ تعالیٰ سے علم کا صدور نہیں ہو سکتا اقبال صاحب الروح اے ایسے شائقانِ بصیرت خدا ہی مفصلی الحکمۃ ماعرفی صورۃ الظلم لو صدر من غیرنا بان تھلک احد اقل اقدارہ لو بان تعالیٰ من لم یظلم۔

اس کے بعد پھر قرآن مجید کی مخالفت کا ذکر فرمایا **وَلَقَدْ فَتَنَّا آلَ بَدَا شَاطِرًا** (کس قرآن کو شیطاں نے لنگر ہڑائی نہیں ہوئے) **وَمَا يَشْعُرُ أَفَظِلُّمٌ** (اور یہ ان کے لئے درست بھی نہیں ہے) **وَمَا يَنْصَبِفُونِ** (اور وہ اس پر قہر دیت بھی نہیں رکھتے) **أَفَلَمْ يَنْصَبِفُوا** (بیشک وہ اس کے سننے سے دھک پئے گئے ہیں) یعنی یہ لوگ وہی آسمانی کو سن بھی نہیں سکتے اس پر انہیں بالکل ہی قہر نہیں ہے۔ صاحب روح اللہ تعالیٰ سمجھتے ہیں کہ میں مشرکین قریش کی اس بات کی تردید سے جو انہوں نے کہا تھا کہ ایک ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہے اور آپ کو قرآن عطا ہے اور آپ ہی کو نقل فرماتے ہیں۔ ان لوگوں کی تردید میں فرمایا کہ اس قرآن کو شیطاں نے لنگر نہیں آئے اور شان لوگوں کو اس پر قہر دیت ہے کیونکہ قرآن تو سب دایمیت ہے اور شیطاں کا کام مگر کرنا ہے وہ دایمیت کی چیز کو کس میں تو حید ہی تو حید ہے مشرکین کے پاس پہنچانے کا ذریعہ تو لنگر نہیں سکتے ہیں، مگر حریہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کی قہر دیت بھی نہیں دی کہ وہی آسمانی کو سن نہیں سکتے۔ وہی سے لانا اور آپ تک پہنچا کر وہی بات ہے۔

**فَلَا تَنْدُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا غَيْرَ فَتَكُونُ مِنَ الْمُعَذِّبِينَ ۝ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۝**

سو آپ اللہ کے ساتھ کسی معبود کو نہ پکارے اور نہ سزا دے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ اور اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈرانے۔

**وَأَخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ ۝**

دھن دھن کے ساتھ حق کے ساتھ چلی آئے حال میں آپ کا جان کرنے والے ہیں۔ جا کر ہلکے آپ کی طرف لڑی کریں تو آپ نہ بچے کہ یہ اللہ ہی ہمارے

**وَمَا تَعْمَلُونَ ۝ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۝ الَّذِي يَرْزُقُكَ جِئِن تَقُومُ ۝ وَتَقْلُبُ ۝**

اللہ سے رہی ہوں۔ اور آپ عزت والے دم والے پر توکل کیجئے۔ جو آپ کو دیکھا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں۔ اور جھکے کرتے

**فِي السَّجْدِ ۝ إِنَّهُ فَوَ الشَّيْخِ الْعَلِيمِ ۝**

دوران میں الجھتے بیٹھتے ہیں۔ بالآخر وہ کئے والا جائے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مؤمنین کے ساتھ تواضع سے پیش آنے اور عزیز و درجیم پر توکل کرنے کا حکم

حق بات میں اذاریہ فرمایا کہ اللہ کے علاوہ کسی کو معبود نہ مانیں یا کریں گے تو مذہب میں جھکا ہوں گے پھر یہ مذہب رسول اللہ



اول سے چاروں کے ساتھ کسی مدد سے اور صحت کی گنجائش نہیں۔

خاصاً یہ فرمایا کہ اتنی قوتی پر ہمارے کچھ اور عزیز ہے اور ہم ہے، جب آپ ہلاک کے لئے کھڑے ہوتے ہیں راست کرتے وقت  
بہرہ کرنے والوں کے درمیان آپ کی پشت اور برسات ہوتی ہے وہ آپ کو دیکھتا ہے وہ آپ کی باتوں کو سنتا ہے اور تمام احوال کو جان  
ہے، مگر مخالفین کی طرف سے تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے آپ غمزدہ ہوں اس ذات پاک پر ہمارے سر کریں جو عزیز ہے اور ہم ہے اور سخی  
ہے شیم ہے۔

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن تَتَوَكَّلُ الشَّيْطَانُ ۖ تَتَوَكَّلُ عَلَىٰ كُلِّ الْفَاسِقِ ۖ يَقُولُونَ الشَّعْ وَالْكُتْرُومُ

کہ میں تمہیں بتاؤں کہ کیا تمہیں کس پر اتارنے ہیں۔ وہ ہر جھوٹے و کذاب پر اتارتے ہیں۔ جو کان کا کرتے ہیں اور اس کا ان میں جھوٹ

کذبوں ۖ وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ۚ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَظُنُّونَ ۖ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ

اے اے اے ہیں۔ وہ ان لوگوں کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں۔ اسے غالب کہلاتے ہیں، ان کا وہ وہاں میں ہر طرف ہوتا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ

مَا لَا يَفْعَلُونَ ۚ إِلَّا الَّذِينَ أَمْنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۚ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَذِكْرٍ وَأَنصَرُوا

ہیں جو کرتے ہیں۔ جانتے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور ایک عمل کے اور ان کی کلمات سے یاد کیا اور عقلمندانے کے

مِن بَعْدٍ ۚ مَا ظَلَمُوا ۚ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۚ

بعد انہیں سے یاد کیا اور ان لوگوں نے ظلم کیا اور حق پر جان نہیں کے کہ وہ کبھی بدلے دیتے ہیں یا نہیں گے۔

شیاطین ہر جھوٹے پر نازل ہوتے ہیں اور شعراء کے پیچھے کراؤ لوگ چلتے ہیں

شریکین کہا کرتے ہیں کہ ایک جن کو (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کھانا اور پانی دیا ہے وہی آپ میں بتا دیتے ہیں کہ جواب میں

فرمایا هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن تَتَوَكَّلُ الشَّيْطَانُ (کہ میں تمہیں بتاؤں کہ شیاطین کس پر اتارتے ہیں) تَتَوَكَّلُ عَلَىٰ كُلِّ الْفَاسِقِ (وہ

جھوٹے و کذاب پر اتارتے ہیں) يَقُولُونَ الشَّعْ وَالْكُتْرُومُ (جو کان کا کرتے ہیں اور اس کا ان میں جھوٹ، اے اے اے ہیں)۔

یعنی ان جھوٹے لوگوں کے کانوں میں جو شیاطین باتیں دالتے ہیں یہ ان کی طرف خوب کان کا کرتے ہیں اور شیاطین سے ان کو جو

باتیں نقل کرتے ہیں ان میں بھی کچھ جھوٹ ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے شیاطین ایچ جا کر فرشتوں کی باتیں

سننے تھے اور کانوں کے کان میں ادا دیتے تھے وہ وہ سننے والی خبریں ان کی طرف سے بہت سا جھوٹ ملا دیتے تھے اور ان میں سے

بڑی بات کچھ نقل جاتی تھی جو آسمان سے نازل ہوتی تھی وہ اس سے کانوں کے متعلق ہو جاتے تھے۔ شیاطین کانوں کے پاس آتے

تھے۔ یہ کانوں کو دیا اور جھوٹے لگے ہوتے تھے اور بہت بڑے بڑے کذاب شیاطین کا کام جھوٹے اور بڑے کذابوں کے پاس آنے کا

ہے۔ ان سے وہی نہیں رکھتے اور اس کے پاس نہیں آ سکتے۔

اس کے بعد شعراء کی درست فرمائی۔ وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ کہ شعراء کے پیچھے کراؤ لوگ چلا کرتے ہیں (لہذا شرکین کہیں

کہنا چاہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شاعر ہیں) آپ تو حقائق کی دعوت دیتے ہیں اور شاعر جھوٹ باتیں کہتے ہیں آسمان اور زمین

کے خلاف مانتے ہیں اور جو لوگ ان کے پیچھے چلتے ہیں وہ گمراہ ہو کر گمراہی میں پڑ جاتے ہیں۔

اس کے بعد شاعروں کی یہ حوالہ دینا کہ کذب بانی کا حال بتایا کہ لَمْ يَنْزِلْ عَلَيْهِمْ مِنْ سَمَاءٍ وَهُمْ يَنْفَعُونَ (اسے طلب کیا تو انہیں دیکھا کہ شاعر ہر ہوائی میں ملتی ہر میدان میں حیران ہوا کرتے ہیں) بھولی باتیں حاشا کرنے کے لئے کہیں مارتے ہیں اور انکی بیچ لکھ کر دیتے ہیں جو ان کے عقیدے کو پختہ ہوں وَهُمْ يَقُولُونَ حَالًا لَا يَنْفَعُونَ (اور وہ انکی باتیں کرتے ہیں جن پر عمل نہیں کرتے اور ان کے لئے ص ۱۹۶ ج ۱۹ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آیت کریمہ شاعرانہ شریکیں کے بارے میں بتا دی ہوئی انہوں نے کہ کہ جو جس طرح باتیں کرتے ہیں ہم بھی اسی طرح کہہ سکتے ہیں یہ لوگ فریاد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جھگڑیں دیکھتے ہیں ان کے سامنے شاعر کہتے تھے وہ لوگ خوش ہوتے تھے ان دیکھتے ہیں کہ لَا يَنْفَعُونَ بتایا ہے۔

شعر ان کی بے گئی باتیں۔ بھولی تقریریں اور غلط تشبیہات اور دھم دھم میں کذب بانی تو معروف ہی ہے، عارف گویا نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کیا ہی اچھی بات کی کہ کتب و احسن دوست بعض اہل علم نے اور اس میں کا مضمون یوں دیا کیا ہے۔

حسن شعر کا گرس لو یہ آج تم بتاؤ بھوت اس میں اتنی بھڑکی ہے  
گرنی کا یہ شعر بھی سنا ہوگا

لَا تَعْبُرُوا مِنْ بِلَاسِ عِلَالَةٍ قَسْوَرُ الزُّرَّاءِ عَلَى الطَّمَرِ  
فارسی کے شاعر بھی سیکھیں۔

اے آنکہ جزو لافقوی وہاں تو  
طولے کہ بچ عرض نہ داد میان تو  
مطلق کردہ نقطہ معلوم راہ نم  
اے آنکہ بودہ است مجاز نما بیان تو

اس کے بعد نو مبین صالحین کا اشتہار فرمایا إِلَّا الطَّيِّبِينَ أَهْبَسُوا وَعَجِلُوا الصَّالِحِينَ و ذَكَرُوا لِلَّهِ كَثِيرًا وَانصَرَوْا میں 'بعد ذَكَرُوا لِلَّهِ (یعنی جو لوگ اللہ پر یاد کرتے ہیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتے ہیں اور مظلوم ہونے کے بعد بدلے لیتے ہیں یہ لوگ شاعر ان کی ذکر وہاں تمامت سے خارج ہیں) چونکہ ان میں ایمان ہے اعمال صالحہ میں گندہ ہے ہیں اور اللہ کے ذکر میں کثرت سے مشغول رہتے ہیں اس لئے اگر شعر بھی کہتے ہیں تو بھولی بے گئی بھلی بھکی، توں سے بچ کر رہتے ہیں ان کے شاعر بھی ایمان اور اعمال صالحہ کی اوجہ دیتے ہیں اللہ کے اذکار کے لئے کہ تو فہم دیتے ہیں اشعار میں اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرتے ہیں اور اعمال صالحہ کی طرف متوجہ کرتے ہیں اور کبھی ایسا کام بھی ہوتا ہے کہ جب کسی مشرک کو کارنے ان کی بھلا کر دی یا یہی کسی بات پر اعتراض کر یا جو میں پر ایک طرح کا غلط ہے تو وہ بدل لینے کے لئے کارنوں کی بھلا کر دیتے ہیں اور اس جھگڑ میں تو اب بتا ہے کیونکہ یہ کام بھی اللہ کے لئے ہوتا ہے، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ کی طرف سے دفاع کرتے ہو جو ہر نیک علیہ السلام برابر تمہاری تائید میں لگے رہتے ہیں حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے شریکیں کی خوب بھکی (کیونکہ وہ لوگ ظالم تھے) حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے شاعر کی وجہ سے دلوں میں یہ آواز نہ رہی کاش کوئی شخص شریکیں کی بے گئی کا جواب

وہا کی تک یہاں پر حیروں سے بھی زیادہ سخت ہے۔ (اللہ سلم) جب جہاں میں ثابت دینی اللہ عزوجل اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دفاع کرنے کے لئے لشعار کیجئے تھے تو آپ ﷺ ان کے لئے مسجد میں خبر بھرا دیتے تھے تاکہ اس پر کھڑے ہو کر لشعار پڑھیں۔ (اللہ اللہ) (انجاری) معلوم ہوا کہ اگر شعر اچھا ہوا تو اس کو پڑھنا ہمارا ہے بلکہ بعض مرتبہ ثواب ہے۔ مؤرخین کے ہر کام میں ایک نئی ہوتی چاہیے حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی ایک کلام ہے اس میں ہر اچھا ہے وہ اچھا ہے اور جو برا ہے وہ برا ہے) جس شاعری میں محبوبت ہو کر ان کی باتیں ہوں شہین ہوں چہنیش ہوں اور اس کی وجہ سے غلاموں سے شفقتیں ہوں اور وہ شاعر نے ان میں باتیں بھی جموتی ہوں اور نازیں بھی اٹھائیں یہ سب حرام ہیں تاکہ کوئی شخص چاہے اور چاہے شعر پڑھ لے لے تو اس کی ممانعت نہیں ہے۔

سورۃ کے شعر پڑھنا وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْصَلِبُونَ (کہ ان لوگوں نے ظلم کیا یہ منکر یہ جان لیں گے کہ انہیں کیسی بری جگہ لوٹ کر جاتا ہے) اس میں ان لوگوں کے لئے دہمید ہے جو موت کے منکر رہے اور قرآن کی تکذیب کرتے رہے اور آنحضرت ﷺ کو ایذا پہنچاتے رہے، یہ لوگ جب اورش میں داخل ہو گئے تو انہیں اپنا ٹھکانہ معلوم ہو جائے گا جہاں انہیں بیٹھ دینا ہوگا۔

وهذا آخر تفسير سورة الشعراء، والحمد لله ذي الجبروت والكبرياء والصلوة على سيد المرسل والاتباء  
وعلى اله وصحبه الطهرة الاصفياء.

☆☆☆☆ ..... ☆☆☆☆



کی

سورۃ نمل

۹۳ آیاتیں اور ۷۷ رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (۱) سُوْرَةُ النَّامِلِ مَكِّيَّةٌ (۱۸۱) وَفَتْحَتْهَا

سورۃ نمل کے سطر میں ازل سے اس میں قرآن مجید آج تک نہ آتا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع کلمہ کے ہم سے جو ۷۷ سورہاں نہایت قیمتی ہیں

طَسَّ سِتْلَتَ اَيْتِ الْقُرْآنِ وَكِتَابِ مُبِينٍ ۝ هُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيمُوْنَ

طس یہ بات ہے قرآن کی۔ سورہ داغ علم پر جان کرنے والی کتاب کی۔ اور بشارتی ہیں ان کے لئے۔ جو ازل سے

الْقُلُوْبُ وَيُؤْتُوْنَ الرِّزْقَ ۝ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْآخِرَةِ زُتًى لَّهُمْ

کرتے ہیں اور رکوع ادا کرتے ہیں اور آیت پر یقین رکھتے ہیں۔ بلاشبہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لائے۔ ہم نے ان کے

اَعْيَالَهُمْ فَهُمْ يَصْغَبُوْنَ ۝ اُولَٰئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمْ

اول کو حزن کرنا ہے۔ وہ لوگ جھگڑتے ہیں۔ وہ لوگ ہیں جن کے لئے عذاب ہے۔ اور یہ لوگ آخرت میں بہت توبہ کرنے

الْمُخْسِرُوْنَ ۝ وَاِنَّكَ لَتَنَقِي الْقُرْآنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝

پھر جو تجھے۔ سورہ انھیں آپ کو کلمت دے گا۔ علم والے کی طرف سے قرآن آجائے گا۔

یہ کتاب ہمیں کی آیات ہیں جو مؤمنین کے لئے ہدایت اور بشارت ہیں

کافروں کے لئے ان کے اعمال حزن کر دیئے گئے ہیں

یہاں سے سورۃ النمل شروع ہو رہی ہے۔ قبل ہی کو کہتے ہیں اس سورت کے دوسرے رکوع میں ایک قصہ بیان فرمایا ہے جس

میں اس بات کا ذکر ہے کہ ایک مرتبہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کا نظرتا رہا تو ایک چوٹی نے اپنی اہم میں جو خیل سے کہ کرتی

لوگ اپنے بلوں میں کس جادہ کیا نہ ہو کہ سلیمان اور ان کا نظرتا رہا پورا کر دیا۔ اسی مناسبت سے اس سورت کا نام سورۃ النمل

معرول ہوا۔

اول تو یہ فرمایا کہ یہ قرآن کی اور داغ علم پر جان کرنے والی کتاب کی آیات ہیں کسب میں سے گی قرآن مجید ہی مراد ہے۔

جیسا کہ سورہ بکرت میں طَلَّتْ اَيْتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ فرمایا ہے۔





الرَّسُولُونَ ۝ إِنْ مِنْكُمْ ظَالِمٌ ثُمَّ يَدُلُّ حَسَنًا بَعْدَ سُوءٍ فَإِنِّي غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ وَأَدْخِلْ يَدَكَ

میں نے کبھی نہیں دانتے، مگر جس نے عظیمی بھاری نے کھانا کے بعد اسے کھلی سے بدل دی تو میں مفلحت کرنے والا ہوں۔ نعمت والا ہوں۔ اور اسے کوئی تم اپنا کھانا نہیں دے گا۔

فِي جَيْبِكَ تَخْرُجُ بَيْضَاءُ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ إِنِّي أَنُتَبِّئُكَ إِلَى اقْرَعُونَ وَقُوْهُ إِنَّهُمْ كَانُوا

میں دھڑکی کر رہی تھی۔ وہاں کی سب کے ہاتھ ہر کہانے کا۔ ہر دھڑکی چربی میں ڈال دیتے تھے۔ میں سے ہی جنہیں لڑکھنوی فرعون کی طرف چہرہ سے چٹائی

قَوْمًا فَيَقِينُ ۝ فَلَمَّا جَاءَ تِهِمْ أَيُّنَا تُبْجِرَةٌ قَالُوا هَذَا بِسِحْرِ مُبِينٍ ۝ وَجَعَلُوا بَيْنَهَا

[illegible]

وَأَسْتَقْبَلَتْهُمَا أَنْفُسُهُمْ فَلَمَّا رَأَوْهُمَا طَبَعَا أَعْنَاقَهُمَا وَخَافُوا عَلَيْهِمَا فَكَرِهَ لَهُمَا تَكَلُّمَ بَعْضُهُمَا لِبَعْضٍ أَنزِلَ قَوْلُ اللَّهِ تَكَلَّمَا نَارًا بَوَّاهًا مُخْتَلِفًا ذَاتَ آفَاءٍ ۖ وَتُفَاهَتُمَا مُضِيًّا وَصُرَّتُمَا عِشِينَ نَارًا مُتْكِئَتَا كَافَّةٍ ۖ وَكَانَ وَجْهُ الْقُبُورِيِّ ۖ

اور ظہر کی وجہ سے ان کا اندازہ کیا جاتا ہے ان کے غصوں نے غیبی کر لیا تھا۔ سو دیکھو کہ کون سے اہل ان کا انجام کیا ہوا۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رات کے وقت سفر میں کوہ طور پر

آگ کے لئے جانا اور نبوت سے سرفراز ہونا

سورۃ کے پہلے اور دوسرے دو کوں کی تفسیر میں اور سورۃ شعراء کے دوسرے دو کوں کی تفسیر میں حضرت مولیٰ علیہ السلام کا واقعہ تفصیل

کے ساتھ ہم نے بیان کر دیا ہے۔ حضرت مولیٰ علیہ السلام نے اسرائیل میں سے تھے مصر میں رہے تھے فرعون کے بیٹے بنے ہوئے تھے ان

کے ہاتھ سے لڑعوں کی قوم کا ایک شخص نقل ہو گیا ایک شخص نے رائے دی کہ دیکھو لڑعوں کی لوگ تمہارے بارے میں منظرہ کر رہے ہیں ہذا ختم

یہاں سے نکل چاہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چھوڑ کر یہ چلے گئے، ہاں کے شیخ کی لڑکی سے نکاح ہو گیا اور وہی سال وہاں رہے۔

آگ نھرا آ رہی ہے یا آگ نہیں لگی نورانی تھا اے نہیں نے آگ سمجھ لیا تھا بی بی بوی سے کہا کہ قسم یہاں غمخوار نہ تھا آگ نھرا آ رہی ہے

میں یہ ہیں چاہتا ہوں کہ وہاں سے لڑائی میں لے کر آکے گا کوئی شخص لے آئے گا کہ تم اس سے تپ کوئی جتنی کرے جاؤ گی اور پھر

مکان ہے کہ ہاں کوئی راستہ نکالے گا۔ وہاں پہنچے خواہ پاکستان کی طرف سے یا وارانہ کی کہ وہاں میں مہاراج ہے جو کہ میں ہے

اور وہی مہدک ہیں جو اس کے درگزر میں۔ مسکریں گے کہ کیا ہے کہ من فی ظہور سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور من حو لہا سے

میں نے کہا: "جہاں تک اس کی طرف سے اس کے لیے کیا گیا ہے، وہ اس کے لیے کیا گیا ہے۔"

اسی کے بارے میں ایسی چابکدازی کی، جس کی بنا پر اسے جہاد کے لیے بھیجا گیا۔

سرگرمیوں میں مصروف رہنے کے لیے کھیلوں کی کڑی نگرانی کی ضرورت ہے۔

پہلے سے یہی بات کہہ رہے تھے کہ اگرچہ ان کے پاس اس وقت بھی وہی پرانے کیڑے بگڑے لباس تھا مگر ان کی آنکھوں میں اب ایک نیا جواں جواں نور تھا۔

[illegible]

Figure 1. The proposed model for the effect of the perceived social support on the perceived stress and the perceived quality of life. The model shows that perceived social support (PSS) has a direct positive effect on perceived quality of life (PQL) and a direct negative effect on perceived stress (PSt). Additionally, PSt has a negative effect on PQL. The model is represented by the following equations:  $PQL = \beta_1 PSS + \beta_2 PSt + \epsilon_1$  and  $PSt = \beta_3 PSS + \epsilon_2$ , where  $\beta_1$  and  $\beta_2$  are the regression coefficients for the first equation,  $\beta_3$  is the regression coefficient for the second equation, and  $\epsilon_1$  and  $\epsilon_2$  are the error terms.





جنہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے مسخر فرما دیا تھا۔ یہ سب آپ کے حکم کے تابع تھے۔ چاندوں اور پہاڑوں میں انکا شعور ہے کہ وہ جس کے لئے مسخر کر دیئے جائیں اس کے حکم کو سمجھیں اور اس کی فرمانبرداری کریں۔ ہر ایک کو اس کے احوال کے مطابق اللہ تعالیٰ نے شعور عطا فرمایا ہے۔ ہاں اس کو سمجھنے میں کچھ عداوین دشمنیت آتی پھر اٹھائے تو کواور ککڑ کی طرح بھاگ جاتے ہیں۔ پھیلنے پھرنے پر سب جاتی ہے۔ حیوان کی قوت شنید و بکھو جہاں دارما یا کچھ بھانپا ہو گا اور اس میں دشمنی حاضر ہو جائے گی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اسے کوا کہیں یہ بندوں کی بولی سمجھائی گئی ہے زبان تو دوسرے معائنات کی بھی سمجھائی گئی تھی لیکن یہ کبوتر کے جوہر اختصار پر ہے اس نے خصوصیت کے ساتھ جانوروں کی بولی کا ذکر فرمایا ہے انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ "وَأَنذَرْتَنِي نَارَ سِجِّينَ" (اور میں ہر چیز کی آگ سے کہ اس سے اس زمانہ کی ضرورت کے مطابق ہر چیز مرد ہے جو حیثیت اور حکومت میں کام آئے اس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس کی نعمتوں کا قرا کرتے ہوئے یوں کہا کہ میں ہر چیز کی آگ سے۔ حسن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہو مابعدہ علیہ السلام من امور الدنيا والاخرة ولفیقال انه مابعد حاج الملک من الامت الحرب وغيره لاروح المعاني من ۳۴ ج ۱ ص ۱۹۹ ہذاکھو هو الفصل المسین (یکلما ہوا افضل ہے)۔

فکر کرنا کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ اللہ نے ہمیں بہت سے نعمتیں بندوں پر فضیلت دی ہے اس میں یہ بتا دیا کہ تم سے افضل بھی اللہ تعالیٰ کے مومن بندے ہیں۔ ان سے وہ حضرات انبیائے کرام مثلاً پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن دنوں سے افضل تھے اور اس سے ایک یہ بات معلوم ہوئی کہ اس فضیلت وہی ہے جو ایمان کے ساتھ ہو اور اہل ایمان میں ہاں ہی ایمان اور اعمال کے اعتبار سے تفاضل ہے کافران قتل کیسے ہے کہ اسے فضیلت ملے تو ادا ہو جائے۔ یعنی وہ اس قاتل بھی نہیں کو کوئی مومن بندہ کہے کہ میں فلاں کافر سے افضل ہوں۔ فضیلت تانے کے لئے کوئی وجہ ہو کافر میں تو خیر ہے ہی نہیں۔ پھر کہے کہیں کہ تم اس سے افضل ہیں۔

اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کے فکرم کا ذکر فرمایا اور وہ یہ کہ ان کے فکرم میں دنیا بھی تھے اور انسان بھی اور بندے بھی۔ جنہیں چلنے کے وقت دھکا چایا کہ قاتل روکے کہانے کا مطلب یہ ہے کہ بڑی بھاری قندوس فکرم ہونے کی وجہ سے متفرق ہو جانے کا اندیشہ تھا لہذا ان کو روک روک کر چلایا جاتا تھا کہ کچھ فکرم دالے گی آگے فکرم تک پہنچ جائیں یہ نہ ہو کہ اگلے دالے آگے نکل جائیں اور پھولوں کو بڑھ گئی نہ ہو۔ قال القوطی معہا بردا اولہم ابی احرہم ویکتون قال لفاذہ کان لکل صلف وزعہ فی رتبہم ومن السکوسی ومن الارض اذا مشوا فیہا یقال وزعہ لوزعہ وزعہ ای کففتہ والوزع فی الحرب الموکل بالصلوف یزع من تقدمہم۔

اس کے بعد ایک واقعہ بیان فرمایا اور وہ یہ کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے فکرم کو بیکار رہے تھے ایک جوانی کو ان کا پتہ چل گیا اس نے بیخ بنیوں سے کہا تم اپنے دہنے کے ٹکڑوں میں تمہیں چاہا سمجھنا ہو کہ سلیمان اور ان کا فکرم بے غمی میں نہیں ہوتا انہیں جس سے تم نہیں کہو چاہو اور انہیں پتہ چلے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی بات سن لی اور سمجھا کہ اس کی بات حکیمانہ سے نہ کرنا کسی ایک نوبت پہنچی گئی۔ اور اللہ پاک کے حضور میں اس دعا کی کہ سب مجھے آپ اس کام میں لگا دے کہ میں آپ نے جو کچھ پروردگار سے طلب کیا ہے پورا فرمادے۔ اس کا شکر ادا کرتا رہوں اور اپنی رحمت سے بھرا ہوا رہوں۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ سمجھتی ہیں اور بات بھی کریں گے ان کی ہونے کو نہ سن سکیں اور نہ سمجھ سکیں ایک جوانی نے جو اپنی جملہ کوشاں کر کے کہہ دے حضرت سلیمان علیہ السلام نے سمجھ لیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ اللہ کے نبیوں میں سے ایک نبی اپنے اصحاب کو لنگر (آپری سے باہر) لڑائی کا دعا کرنے کے لئے

لنگھنا چاہا کہ یہ دیکھتے ہیں کہ ایک خونی آسمان کی طرف اپنی ایک انگ اٹھائے ہوئے ہے، یہ کچھ کرنا میں نے فرمایا کہ چلو ابھی ہو چکا اس خونی کی جہ سے ہمارے حق میں دعا قبول ہوگئی۔ (روادار، نقلی کوئی اسطورہ ص ۳۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے کمراس میں سے ایک کی لٹکائی کو ایک خونی نے کاٹ لیا انہوں نے عجب دیکھ کر خونی کی آہ پائی کہ کھار دیا جائے، چنانچہ وہ لڑائی گئی اس پر اللہ تعالیٰ مشتہ نے وہی بھیجی کہ تمہیں ایک خونی نے کاٹا تھا اس کی جہ سے تم نے تسبیح پڑھنے والی آیتوں میں سے ایک است کو چھڑا دیا۔ (روادار، ص ۳۶)

مسئلہ شریعت میں یہ اپنے دینی خونی کو مار دینا جائز تو ہے چاہے کہ ہلاک کرنا چاہو نہیں۔  
منہن ابوداؤد شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خونیوں کی ایک آبادی کو دیکھا جسے حضرت صحابہ رضی اللہ عنہم نے جلا دیا تھا آپ نے فرمایا کہ اسے کس نے جلایا؟ حاضرین نے کہا کہ ہم نے جان بچا پ نے فرمایا لا یضعی ابن عذاب بالدار الا رب السلاطین بل جہنمی بنی فکفر کرنے کی ممانعت دیا ہوئی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار ہندوں کے قتل کرنے سے منع فرمایا (۱) خونی (۲) شہید کی لہجی (۳) چوہ (۴) مرد۔ (روادار، ص ۳۷)

حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں جو قصہ خضاب جسکا من قول لکھا فرمایا اس میں لفظ قسم (سکرا) اور خضاب کا (جنت) دونوں کو جمع فرمایا ہے جب کسی کو انسی آتی ہے تو عموماً سکراہت سے شروع ہوتی ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ان سکراہت کی جڑوں تک پہنچ گئی اس میں طرف اشارہ ہوتا ہے کہ جنت ٹھوکر کا نہیں ہے کبھی کبھار آئی جاتے تو دوسری بات ہے زیادہ زخمی کرنے سے کام چلانا چاہیے۔ حضرت عاشر رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی اس طرح چستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ چوری طرح چستے ہوں اور آپ کے گلے کا کوا کھینچے میں آگیا ہوتا ہے تو اس سکراہی کرتے تھے۔ (روادار، ص ۳۸)

حضرت چہارین سرور رضی اللہ عنہ نے آپ کی صفت بیان کی و کمان لا یضحک الا بسما (آپ نہیں چستے تھے مگر سکرا کر)۔ (روادار، ص ۳۹)

بہت کم ایہ ہوتا تھا کہ کسی آئی اور آپ کی مبارک ازحمیں ظاہر ہوگئی ہوں مثال قرآنی میں ہے لقصرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضحک يوم الصدف حتی بدت نواجلہ (اور بھی بعض روایات میں لیلہ اور دہے آپ نے زیادہ چستے سے منع فرمایا ہے حضرت ابوداؤد رضی اللہ عنہ کو چستہ نہیں ایک ہی مجلس میں فرمائی تھیں جن میں ایک یہ بھی تھا لہاک و کھو لاضحک لاناہ بصیت القلب و یطع بلور الوجه کذا یہ چستے سے پرہیز کرنا کہ وہ دل کو مرد کر دیتا ہے اور چہرہ کے نور کو ختم کرتا ہے۔ اسطورہ الصالح ص ۴۱)

حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا میں یہ بھی ہے کہ اسے پھر دعا کر آپ نے لکھا اور میرے والدین کو جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں لکھا اس حال پر باقی رکھنے کہ میں ان کا شکر ادا کر رہا ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ والدین پر جو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہوں۔ ان کا بھی شکر ادا کرنا چاہیے، بات یہ ہے بہت سی نعمتیں والدین کے ذریعہ اللہ کی طرف منتقل ہوتی ہیں اور وہ نعمتوں کا ذریعہ بنتے ہیں۔ علوم دینی اور اہل صالحہ پر ڈالنے میں عموماً والدین ہی کا دخل ہوتا ہے والدین میں جو چنداری کے جذبات ہوتے ہیں یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے یہ نعمت اللہ کی چنداری کا سبب بن جاتی ہے لہذا اللہ کو اس نعمت کا بھی شکر ادا کرنا ضروری ہوا، نیز والدین سے جو میراث ملتی ہے وہ اپنے ماں باپ کو ملتی ہے پھر اللہ کو پہنچتی ہے لہذا اس کا بھی شکر ادا کیا جائے۔



وَكَذَلِكَ يَفْعَلُونَ ۝ وَإِنَّ مَرْسِلَةَ الْإِنَّمِ بِهَدْيَةٍ قَنُظَرَةٍ يَرْجِعُ

یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے اور میں ان کی طرف ایک ہدیہ بھیجوں گا جس سے ان کو کچھ ہونے لگے گا

الْمُرْسَلُونَ ۝ فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَنُ قَالَ أَتَيْتُكُمْ بِمَالٍ فَاتَّقُوا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَأَنْتُمْ كُنْتُمْ

میرے پاس آئے ہو۔ سو جب سلیمان نے آیا تو ان کو بتایا کہ میں نے تم کو کچھ ہدیہ لایا ہے۔ سو ان کو اللہ کا خوف کرو اور تم

أَنْتُمْ بِهَدْيِكُمْ تَفْرَحُونَ ۝ اِرْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَمَّا بَيَّنَّ لَهُمْ بِخُذُوا لَهُمْ بِمَا وَلَيْسَ بِهَدْيِهِمْ

اور تم خود اپنے ہدیہ سے خوش ہو رہے ہو۔ واپس لوٹ کر ان کو بتاؤ کہ میں نے تم کو کچھ ہدیہ لایا ہے۔ سو ان کو اللہ کا خوف کرو اور تم

بِمَنْهَا إِذْ لَكُمْ وَهُمْ ضِعُفُونَ ۝

اور ان کے ہدیہ سے تم کو کچھ ہدیہ لایا ہے۔ سو ان کو اللہ کا خوف کرو اور تم

حضرت سلیمان علیہ السلام کا پرندوں کی حاضری لینا، ہر دو کا غائب ہونا اور ملک سہا سے ایک ملک کی

خبر لانا اور اس کے نام حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط لینا اور ملک کا ہر یہ بھیجنا

حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت انسان جنات پر نہ رہے۔ ہر قسم کی جادو اور جادو کے اثر کا اثر

جس ایک بادشاہوں کی حاضری لینا تو جادو و جادو کے اثر کا اثر ہو گا۔ لیکن ان میں ہر دو حاضریں ہوں (لیکن یہ نہیں ہوں) نے ہر قسم کے جادو کو بھلا دیا

ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کو جادو و جادو کے اثر کا اثر ہو گا۔ لیکن ان میں ہر دو حاضریں ہوں (لیکن یہ نہیں ہوں) نے ہر قسم کے جادو کو بھلا دیا

جب ہر دو حاضریں نے حاضریں دیا تو فرمائے لے کیا بات ہے مجھے ہر دو حاضریں آ رہے ہیں۔ کیا کسی ایسے گوشہ میں ہے جس میں ان کی

نہیں؟ تاہم موجود ہی نہیں ہے۔ تاہم وہی صورت ہے کہ وہ موجود ہی نہیں تو اسے باوجود نہ ہوں گا یا اسے باوجود نہ ہوں گا یا اسے باوجود نہ ہوں گا

پھر حاضری کا تذکرہ دیکھ کر اس کے ساتھ جان کرے۔ ان کی ذرا سی دیر کو ہی جی کہ ہر دو حاضریں ہو گیا اور اس نے کہا کہ میں ملک سہا میں

چلا گیا تھا اور میں ان کی چیز لایا ہوں۔ جس کا آپ کو علم نہیں ہے (مہمان کی سی چیز ہے جس سے بات کرنے کا حوصلہ ہو جاتا ہے)۔

میں ملک سہا سے ان کی خبر لایا ہوں جو بالکل جتنی ہے اور وہ خبر یہ ہے کہ وہاں ایک عورت کی بادشاہت چلی ہے اس عورت کے پاس

شاید ضرورت کی ہر چیز موجود ہے اور ایک بڑا تخت ہے جس پر وہ بیٹھتی ہے۔ یہ عورت اور اس کے قوم کے لوگ مشرک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو

چھوڑ کر جو تھا ہے اور موجود جتنی ہے اور سو کو چھوڑ کر ہے جس میں شیطان ان کے پیچھے لگا ہوا ہے اس نے ان کے اعمال شرک کو مرنے کر رہا ہے

اور ان کے راہ حق سے ہٹا رکھا ہے۔ راہ حق تو یہ ہے کہ وہ اللہ کو سجدہ کریں جو آسمانوں اور زمینوں کی پرستش ہے اور ان کا کلام ہے اور ان سب

چیزوں کو کہنا ہے۔ ان کے چہانے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں۔ شیطان نے راہ حق سے ہٹا کر ان کو مشرک پر لگا دیا۔ جب وہ راہی

پر گئے ہوئے ہیں۔ ان کے ساری حقوق پر لازم ہے کہ اللہ ہی کی عبادت کریں اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

جب ہر دو نے اپنا بیان دے دیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا تم ان کی یہ چلا لیتے ہیں کہ تو اپنی بات میں کچھ ہے

یا جیوٹا ہے جس ایک خدا رکھتا ہوں اور میرے ہی ذریعہ بھیجتا ہوں میرا یہ خدا بظاہر یہاں ملک سہا اور اس کے دور ہری لوگ اکٹھے بیٹھے ہیں



وہاں جا کر اس کو اسی دیکھ کر وہاں سے بہت جلد نکل کر وہاں سے چھین اور آجکی میں گفتگو اور مشورہ کریں۔ وہاں سے بہت توپ نہ لگن آتی وہ لگتی نہ ہو جاتا کہ ان کی باتوں اور مشوروں کا چہ نہ چلے حضرت علیہ السلام نے یہ لکھا جس کے الفاظ یہ تھے اِنَّهُ مِنْ صَلَیْہِیْن وَاِنَّہٗ بِسَمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلَّا تَعْلَمُوْا عَلٰی وَاَنْتَہٰی فَنَسْلُبُہِیْن (پیشہ وہ علیہ السلام کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو جس میں ہے تم لوگ میرے مقابلہ میں بڑائی نہ جتاؤ اور میرے پاس فرما رہا ہو کہ آ جاؤ۔

اس سے خدا کیسے کیا وہ اب معطوم ہوا کہ خدا کیسے والا پہلے اپنا نام لکھتا تا کہ کتاب الیہ کو معلوم ہو جائے کہ جو خط میں چند ہندوں وہ کسی کی طرف سے ہے۔ اور وہ اب یہ معطوم ہوا کہ خدا کی ابتدا میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا جائے گا کہ کسی کا فرقہ نام لکھا لکھا ہوا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شاہدوں میں برقی کو دعوت اسلام کیا لکھا تھا اس کی ابتدا بھی اسی طرح ہے کہ پہلے آپ نے اپنا نام لکھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد عبد اللہ ورسولہ الی ہر قل عظیم الروم سلام علی من تبع البھدلی۔ تحریر فرمایا اس میں سلام کا خلاف ہے لیکن اسلام علیکم نہیں ہے بلکہ یہاں ہے کہ اس پر سلام ہو جو ہدایت کا اتباع کرے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماؤں کہ دربار میں تشریف لے گئے تھے تو انہوں نے بھی والسلام علی من تبع البھدی فرمایا تھا۔ معلوم ہوا کہ بانی یا تحریری طور پر کا فرقہ کو سلام کیا جائے اگر ان کو سلام کرتا ہو تو سلام علی من تبع البھدی وہاں کے ہم مقلی اتفاق کہیں یہ یا لکھ دیں چونکہ سلام لکھنے کوئی فرض واجب نہیں ہے اس لئے حضرت علیہ السلام نے اپنے یہ کتاب لکھی اس میں تحریر نہیں فرمایا۔

یہ معطوم ہو چکا تھا کہ جس صورت کو لکھا تھا، باجہ وہ اس کی قوم سورج کو کھود کر تے ہیں اس لئے اللہ کا نام شروع میں لکھ دیا اور یہ بھی بتا دیا کہ وہ وحی و حجت و رحیم ہے اس کی طرف رجوع کریں گے تو اس کی رحمت سے نوازے جائیں گے، پھر بڑی جرات اور دلیری کے ساتھ تحریر فرمایا کہ تم لوگ میرے مقابلہ میں نہ آؤ۔ لیکن نہ کہ اور ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا کہ تم میرے پاس فرما رہا ہو کہ آ جاؤ خدا گھر کر دے کہ خواہ کر دے۔

حسب اہم جو دے نہ خدا لیا کہ اس مجلس میں ڈال دیا جس میں ملک بہادر اس کے ارکان دولت موجود تھے وہاں خدا ڈال کر بد ذرا دور بہت گیا ملک نے خدا کو بلا چند عاصروں کا معطوم اپنے دربار میں کو نہ لیا خط بہت جاندار تھا کسی صاحب اقتدار کو یہ لکھا جائے کہ تم میرے مقابلہ میں نہ آؤ اور فرما رہا ہو کہ آ جاؤ یہ کوئی معمول بات نہیں ہے ملک سہانے لکھ لیا کہ خدا کیسے والا تم سے بڑا کہ صاحب اقتدار معطوم ہوتا ہے اگر ہم کوئی اناسیدہ صاحب لکھ دی تو یہ پائی بڑائی جتنا ہو گا اگر صاحب کتاب نے ہم پر حملہ کر یا تو لکھن ہے کہ ہم معطوب ہو جائیں جس سے ہماری حکومت بھی تاد ہو جائے اور رحمت کو بھی ناگوار احوال سے وہ چار ہندوں نے لکھا ہمیں بھیج دے سے ہمیرت کے ساتھ اس مسئلہ سے بڑھنا چاہیے۔

خدا نہ کہ ملک سہانے اپنے دربار میں سے کہا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ میں اہم معاملات میں تمہارے مشورے کے بغیر بھی کوئی اقدام نہیں کرتی اس لئے آپ تم مشورہ وہ کہ لکھ کو کیا کرنا چاہیے؟ ارکان دولت نے کہا جہاں تک مرعوب ہونے کا تعلق ہے تو اس کی قطعاً ضرورت نہیں کیونکہ ہم زبردست طاقت اور جنگی قوت کے مالک ہیں۔ با مشورہ کا استعمال فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے جو مناسب ہو اس کے لئے حکم کیجئے۔

ملکہ نے کہا ہے ملک ہم طاقتور اور صاحب شوکت ہیں لیکن علیہ السلام کے معاملہ میں ہم کو اہلیت نہیں کرنی چاہیے پہلے ہم کو اس کی قوت و طاقت کا اندازہ کرنا ضروری ہے کیونکہ جس کی طرف طریقہ سے ہم تک یہ پیغام پہنچا ہے وہ اس کا منتقلی دیتا ہے کہ سوچی سمجھ کر قدم





رب کے نعومات میں سے یہ بھی ایک نعمت عام ہے اس نے جو یہ نعمات عطا فرمائے ہیں ان میں اللہ کی طرف سے میری آزمائش ہے کہ میں اپنے رب کا شکر ادا کر رہا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں۔ اور جو شخص اپنے رب کا شکر گزار ہو اس کی یہ شکر گزاری اس کے اپنے ہی لئے نفع مند ہے نہ کہ میں بھی اس کا نفع ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ شکر گزار اسی پر اور زیادہ عطا فرماتا ہے اور آخرت میں بھی اس کا کافہہ ہے کیونکہ شکر گزار بندوں کو ان کے شکر کے عوض وہاں عرے نعمتیں ملیں گی ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ جو شخص ناشکری کرے تو اس سے رب اللہ ایسے جل جہلہ کا کوئی نقصان نہیں ہے وہ بے نیاز ہے کریم ہے اسے کسی شکر کی کوئی ضرورت نہیں ہے، کسی کے ناشکر ہونے سے اسے کوئی ضرر نہیں پہنچتا اور کسی کے شکر گزار ہونے سے اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

یہ صاحب کون تھے جو چلک چھپکے سے نقل مختصر واثق میں ملکہ سہا کا عرض لے آئے اس کے بارے میں مشہور ترین قول یہ ہے کہ یہ حضرت آصف بن برخیا تھے جس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے خاندان کا بھائی تھے۔ اس کے بارے میں اور بھی مختلف اقوال ہیں مگر انہیں علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے، علامہ قرطبی نے یہ بھی لکھا ہے۔ آصف بن برخیا نے دو رکعت نماز پڑھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کیا کہ اسے اللہ کے پی آپ دو ماہان کی طرف اپنی نظر جو حد میں انہوں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو آپ ایک وقت وہیں موجود تھا۔

جَلَسْتُ مِنَ الْكُتُبِ سے کیا مراد ہے؟ بعض حضرات نے اس سے اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم مروا دیا ہے اس کے بعد یہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے تو ضرور قبول فرماتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ الکتب سے زبور شریف مراد ہو، ظاہر ہے کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ہوگی جو ان کے والدہ حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی، ان کے مصاحفیں اور انوں اہل مجلس سے ضرور پڑھتے ہو گئے۔ مشہور ہے کہ زبور شریف الاکر اور اویس پر مشتمل تھی۔ یہ بات اس قدر کہ ان میں آئی ہے ابھی تک کہیں لکھی ہوئی نہیں دیکھی۔ متعدد اقوال میں سے ایک قول یہ بھی ہے کہ ملکہ سہا کے تحت کو لانے والے خود حضرت سلیمان علیہ السلام تھے جب مغرب نے یہ کہا کہ میں آپ کے اس مقام سے کھڑے ہونے سے پہلے لے آؤں گا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بطور تحقیر اسے خطاب کر کے فرمایا کہ میں تیری آنکھ چھپکے سے پہلے لاسکتا ہوں، چنانچہ اسی وقت آن والدہ میں اس کا تحت وہیں موجود ہو گیا اور ایک یہ قول بھی ہے کہ حضرت نضر علیہ السلام تحت مذکور لے آئے اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام تحت مذکور کے لانے والے تھے۔

بہر حال اگر حضرت سلیمان علیہ السلام لے آئے تو ان کا جہرہ تھا اور دوسرے کوئی شخص اپنا تو یہاں کی کرامت تھی۔

یاد رہے قرآن مجید میں عرض کے لے آئے کہ یہ اس کے لانے کے لئے سڑک کرنے کا ذکر نہیں ہے جس سے معلوم ہوا کہ وقت وہیں پہنچے پہنچے حاضر ہو گیا، کس طرح آیا؟ حضرت کا ہدایہ کہ قول ہے کہ وہ انکار آئی (جب اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے جلد سے جلد لے آئی ہیں ابھی حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کرتی تھی جس کے بارے میں فرمایا عَلَفُوا نَاقَتَهُمْ وَرَزَوْنَهَا فَانْهَضُوا) اس کا معنی کا چننا ایک ہوا کی مسافت تھا اور اس کا شام کا چننا ایک میوہ کی مسافت کا تھا، علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ حضرت سلیمان اور تحت مذکور کے درمیان اتنا فرق تھا جتنا کوئلہ اور حیر کے درمیان ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ یہ بجز وہی ارض کے طور پر ظاہر ہوا ہے، اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کے اندر خلق یعنی سرگ پیدا فرمادی جس کے اندر وہ وقت چلا آیا اور بعض حضرات نے فرمایا کہ تعریف کے ذریعہ یہ اللہ تعالیٰ آیا، واللہ اعلم بالصواب۔

جب ملکہ سہا کا تحت پہنچا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ اس کو بدل دو، یعنی اس میں کوئی تغیر نہ ہو کہ وہاں کہ ہم دیکھیں کہ

[illegible]

فاضل حضرات نے اس کا عرض منگوانے اور پھر اس سے سوال کرنے میں کبھی عرض اسی طرح کا ہے؟ یہ سخت بیان کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملکہ سبا کو یہ بتانا مقصود تھا کہ جنات میرے مطرین تاکہ وہ سلطنت اور مملکت کو بھی کھلے اور آپ کی نبوت کی بھی توثیق ہو جائے اور ایمان قبول کرے۔

وَأَوْنَيْتُ لَكُمْ مِنْ قِبَلِهِمُ مَخْلَصًا مُسْتَعِينًا بعض مسخرین نے فرمایا ہے کہ یہ حکم سہا کا قول ہے اس نے اپنا تختہ دیکھ کر کہا کہ میرے عرض کا آج حضرت سلیمان علیہ السلام کی شرکت کی ایک نشانی ہے اس نشانی کے ظاہر ہونے سے پہلے ہی ہم نے جان لیا تھا کہ وہ بڑی سلطنت اور بڑے بادشاہ ہیں اور ہم پہلے ہیستان کے فرمانروا رہیں گئے تھے اور بعض حضرات کا قول ہے کہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا قول ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں تو پہلے ہی معلوم تھا کہ فرمانروا ہو کر آنے والے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کے فرمانروا ہیں اور انکی عمارتوں پر تمہارا صوبہ بن کر رکھ دو گئے۔

وَصَلَّاهَا كَأَنَّكَ تَفْعَلُ مِنْ فَرْقٍ ۚ وَلَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوا أَمْرَهُ ۖ وَتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَخْتَارُ مَا يَشَاءُ لِمَنْ يَرْغَبُ ۚ وَلَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوا أَمْرَهُ ۖ وَتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَخْتَارُ مَا يَشَاءُ لِمَنْ يَرْغَبُ ۚ وَلَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوا أَمْرَهُ ۖ وَتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَخْتَارُ مَا يَشَاءُ لِمَنْ يَرْغَبُ ۚ

انہیں کانٹ من غلام کھلے رہیں (راشدہ وافر قاسم) میں سے تھی، ایک بچہ وہ ملک سہا کی رہنے والی تھی اور وہاں کے لوگ کافر تھے اس لئے وہ بھی اس کی دیکھ کر کھینک کر فرار اختیار کر کے ہوئی تھی کیونکہ ان کا رواج تھا کہ قومی اور ذاتی معاملات کو اپنے گلے کے ور سے رکھتے ہیں جاتے ہیں، ان کے دور و صورت عادت تھی اس لئے جب اسے حبس کیا گیا تو کچھ ٹی کی کڑواہی میں مبتلا رہے، یہاں میرا وہاں میں شریک خطا سے بچنے کے لئے اس شخص کا نام بدل دیا جس نے مجھے یہ دکھایا۔

فَقِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصُّورَ (اس سے کہا کہ تو گھر میں داخل ہو جا) فَلَمَّا وَهَبَ خِيَامَهُ لُحْيَةً (سو جب اس گھر کو دیکھ تو اس نے غیبی ہی کہہ کر یہ گھر پائی ہے) وَكَشَفَتْ عَنْهَا غِطَاءُهَا (اور اپنی دھڑلیاں کھول دیں تاکہ گھر میں پائی سے گزرتے ہوئے پتھر نہ تھرتے ہو جا سکے)۔

فقال بله فخرج مفعوفاً من قلوبهم (سليمان نے کہا کہ یہ تو مفلج ہے جسے شیعوں سے جوڑ کر مار دیا گیا ہے) حضرت سلیمان علیہ السلام نے مناسب جا کر اپنی رحمت کے ساتھ ملک ہار کو کھجری سلطنت اور شہادت لگی دکھا دی ہے۔ تاکہ ان کو حضرت دینی کے اعتبار سے بھی اور شہادت اور سلطنت کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے مقابلہ میں بڑی کم لگے اس کے آنے سے پہلے انھوں نے ایک شیعوں محل جہاں

اس کے گھن میں حوض بخارہ تھا پھر اس حوض میں پانی بھر دیا تھا پھر اس کو شیٹوں ہی سے پالت دیا اور وہ شیٹیں ایسے شفاف تھے کہ پیچھے کا پانی اس طرح نظر آتا تھا کہ گویا ہی پانی ہے سو کر گزرتا ہو گا جب حکم سامنے کرنے کے لئے پڑ لیاں کھول دیں تو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تو شیٹیں کھل گئے پڑ لیاں کھولنے کی حاجت نہیں، پانی بونا نظر آ رہا ہے وہ شیٹ کے پیچھے ہے اس سے ملکہ سب کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی عظمت اور سلطنت کا مزید پتہ چل گیا اور کچھ مشائخ کیا کہ جیسی صنعت کاری یہاں ہے وہ تو میں نے کبھی دیکھی ہی نہیں ہے۔

فَالَّذِیْ رَآَتْ مِنْهُ ظِلْمَ لِّنَفْسِیْ وَاسْتَغْلَیْتُ مِنْ مَّاءٍ مَّاءٍ لِّذَاتِیْ فَالْعَالَمِیْنَ۔

(اے رب میں نے اب تک اپنی جان پر ظلم کیا کہ غیر اللہ کی عبادت کرتی رہی، اب تو میں سلیمان کے ساتھ رب العالمین کی فرمائیدار بنی ہوں۔ یعنی سلیمان کا جودین سے اب میرا بھی وہی ہے)۔

### فوائد

(۱) قرآن مجید میں حکم سہا کا اور اس کے اقتدار کا اور آقا کی پرستش کا پھر سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرنے کا ذکر ہے لیکن اس حکم کا نام کیا تھا قرآن مجید میں اس کا ذکر نہیں ہے عام طور پر مشہور ہے کہ اس حکم کا نام تقيس تھا۔

(۲) جب تقيس نے اسلام قبول کر لیا تو آگے کیا ہوا قرآن مجید اس سے بھی سادگت ہے، جب تقيس نے اسلام قبول کر لیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی ہمت میں اہل ہوئی تو اب ان کے ملک میں بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کا حکم جاری ہو گیا۔

(۳) علامہ قرطبی نے لکھا ہے کہ جب تقيس نے یہ سمجھ کر کہ پانی میں گزرتا ہو گا پانی پڑ لیاں کھول دیں تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی آنکھیں پھیر کر فرمایا کہ یہ تو شیٹوں کا ڈھانچا ہوا گل ہے۔ اور ایک لہی کی بلکہ بر صانع مومن کی ہی شان ہے کہ وہ لہی جبکہ نظر نہ اسے جہاں نظر آئے لے کی حاجت نہیں۔ اگر نظر نہ جائے تو اس وقت نظر کو پھیر لے۔ حضرت جو پر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ سے بھانپا نظر نہ لے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے غم دیا کہ نظر پھیر لو اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ پہلی نظر کے بعد دوسری نظر باقی نہ کھو کیونکہ یا اختیار جو پہلی نظر نہ جائے اس پر تہہ دار اسوائف نہیں ہو گا اور دوسری نظر ہوا تہہ دار ہو گا۔ (مشکوٰۃ و تفسیر ج)

(۴) حکم سامنے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے جو یہ بھی تھا قصات انہوں نے دیکھ کر فرمایا کیونکہ انہیں کرنے میں مصونت تھی اور اسے یہ بتا تھا کہ میرے پاس اقتدار کیا ہوا بہت ہے اس نے جو کچھ تقيس دیا ہے مجھے اس سے بہتر عطا فرمایا ہے۔ اس میں بھی ایک طرح سے اپنے اقتدار کی شان و شوکت کو اس کے اقتدار سے اعلیٰ درجہ تک مقصود تھا تا کہ اس پر مزید حیرت قائم ہو جائے اور اسے بات کے سمجھنے میں ٹوہرہ بخارہ یاد ہو کر آنے میں داخل کرنے کا ذرا بھی موقع نہ رہے، اس میں ایک نکتہ اور بھی ہے جسے علامہ قرطبی نے بیان کیا ہے اور وہ یہ کہ اگر یہ قبول کر لیتے تو یہ جو یہ شہادت عن جاہلہ و گواہ کا نتیجہ یہ ہوتا کہ تقيس اپنے ملک اور اپنے دین ترک ہو کر قائم رہے اور اس سے کوئی تعرض نہ کیا جائے اس طرح سے حق کو باطل کے عوض بیچنے کی ایک صورت بن جاتی لہذا حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کا بدلہ بھی دیکھ کر فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ دیتے بھی تھا وہ یہ قبول بھی فرماتے تھے اور جو شخص بدیدہ تھا اس کا بدلہ بھی دیتے تھے اور آج بھی

میں چہ یہ لینے دینے کا حکم بھی فرماتے تھے سو خدا، ملک میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قصص احمقوں پر منع ہے المغفل و الجہل و الاحمق و الغلب الشجواء (آپس میں مصافحہ کیا کرو اس سے کہ نہ تار سے گاہ اور نہ بال میں چہ یہ لپٹا کر اس سے آپس میں محبت ہوگی اور دشمنی چلی جائے گی) آپس میں مسلمانوں کے لئے یہی حکم ہے کہ چہ یہ لپٹا کر کریں اور اگر کسی شرابی خذری جیسے چہ یہ نہ لپٹا جائے مثلاً رشتہ مصروف چہ یہ نہ لپٹا جائے ہو کوئی شخص بل جرم سے چہ یہ نہ لپٹا جائے اور کوئی خذری صوفیہ دوسری بات ہے سری چہ بات کہ اگر کو چہ یہ قول کرے ہا کر چہ نہیں اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مختلف رہا ہے آپ نے ان کا چہ یہ قول بھی فرمایا اور رہا بھی کیا ہے آپ کے عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ شرک میں کام چہ یہ لپٹا لیا جاتا تھا کہ اس کا چہ یہ قول کرنا ہے اور خدا کرنا ہے وہی مصیبت کو دیکھا ہے۔ کسی کافر و شرک کا چہ یہ قول کرنے سے اسلام قبول کرنے کی امید ہو تو اس کا چہ یہ قول کر لیا جائے کیونکہ یہ ایک دینی مصیبت ہے اور اگر کافر و شرک کا چہ یہ قول کرنے میں ان کی طرف سے کسی سازش یا دھوکہ دہی اور فریب کاری کا اندیشہ ہو یا چہ یہ کوئی بات خلاف مصیبت ہو تو ان کا چہ یہ قول نہ کیا جائے۔

لَقَدْ لَعَنَّآ أَتَانَّ ۖ لَقَدْ لَعَنَّآ أَتَانَّ ۖ ہندوستان و پاکستان کے جو خطہ و مصافحہ ہیں ان میں خون کے جوش بھی (سے) نکھر کر نکلے اس بارے میں کیا ہے تاکہ حضرت شخص کی رہنمائی فی الاصل پر دلالت کرے وہ اس میں اصل کرتے ہوئے دوسرے قمر قرآنی کے خلاف اپنے عقائد و مذاہب کر کے پڑھتے ہیں جیسا کہ ہندو پاک کے خلاف و قراء میں معروف و مشہور ہے (اسم مثالی میں صرف ان سے نہیں ہے) اب دینی وقت کی حالت تو اس میں حضرت شخص رحمہ اللہ علیہ سے دونوں روایتیں ہیں و لفظ بالاحیاء بعضی لفظ اشخاص اور وقت بالحدیث بھی یعنی لفظ اہل ان میں نہیں ہے نہ جہالت و اصل و رسم کی مخالفت کی ہے نہ کہ کوئی کو ظاہر کر کے چہ حاکم اور وقت کی ایک صورت میں بھی مخالفت کی اور وہ کہہ کر لیا کہ اس کی طرف سے چہ حاکم کو خوب غور کر کے سمجھیں۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ شُعُوبٍ أُخَاهُمْ ضُلَحًا أَنْ عِبُدُوا اللَّهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَيْنِ يَخْتَلِفُونَ ۝

اور وہ آپس میں نے خود کی طرف ان کے بھائی کو بھیجا کہ تم اپنی عبادت کرو اور ایک ان میں ہیں جو آپس میں جو آپس میں ملحقہ کر رہے تھے۔

قَالَ يَتُوبُونَ لِمَ تَسْتَغْفِرُونَ بِالْشَيْءِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ

سنا ہے کہ کیا کہ اسے میری قوم تم بھی بات سے پہلے دینی حالت کی توبہ چھوٹی کرتے ہو؟ تو انہوں نے اللہ سے مغفرت طلب نہیں

اللَّهُ لَعَلَّكُمْ تَرْحَمُونَ ۝ قَالُوا أَظْهَرْنَا بِكَ وَبَيْنَ مَعَكَ ۚ قَالَ ظَهَرَ لَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ بَلْ

کرتے کہ تم پر رحم ہو۔۔۔ کہنے کے کہ تم میرے۔۔۔ کہ تم کی جہ سے جو ظہور ہے۔۔۔ تو یہ حاکم نے کہ کہ تم اپنی عبادت کے بارے میں خدا پرست ہو۔

أَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ ۝ وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ بَعْضُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ

خدا پرست ہیں جو ہلے ہلے ہو۔۔۔ ان کے شر میں تو انہوں نے تھے جو زمین میں فساد کرتے تھے اور اعداء

وَلَا يُصْلِحُونَ ۝ قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللَّهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ

نہیں کرتے تھے۔۔۔ کہنے کے کہ تم سب مل کر اس بات پر کہ تم کو اس کی عبادت کرو اور اس کے گھر میں ان کو رہنے دے اور ان کی عبادت میں مل کر رہے

ثُمَّ لَتَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا لَتَصِدْقُونَ ﴿٥٠﴾

تو میں اس کا بیٹا بھی نہیں ہوں اور وہ میرا نہیں ہے نہ میں نے اس کے گناہوں کی گواہی دی نہ اس کے گناہوں کے گواہ ہیں۔

وَمَكْرُومًا مَّكَرًا وَمَكْرَمًا مَّكَرًا ۖ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٥١﴾ وَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكْرِمِينَ ۖ

اور انہوں نے ناشتمل کام کرنا اور سچے سے اس حال میں غافل تھے اور انہیں بت بھی نہیں چلا۔ سو دیکھ کر کیا اچھا کام ہوا یا برا؟

أَنَّا دَعَرْنَاهُمْ وَقَوْلُهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٥٢﴾ فَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً

انہیں اور ان کی قوم کو مہلک کر دیا۔ سو یہ ہیں جو ان کے علم کی وجہ سے غفلت سے ہیں۔ اچھا اس میں ہے ان کو ان کے

لَقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۚ وَانْجِنَا الَّذِينَ أُمِنُوا وَكَانُوا يَعْتَمِدُونَ ﴿٥٣﴾

لے لے کر رہتے ہیں۔ اور ہم سے ان کو ان کو گواہی دی جو ایمان آئے اور انہیں چاہیے کرتے ہیں۔

قوم مشرکوں کی طرف حضرت صالح علیہ السلام کا مبعوث ہونا قوم کا بدسلوکی کرنا پھر ہلاک ہونا ان آیات میں قوم مشرکوں کی کٹ چٹتی اور برائی کا ذکر ہے ان کی طرف حضرت صالح علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے یہ لوگ بھی مشرک تھے حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو ہر طرح بھجایا لیکن ان میں سے تھوڑے سے لوگ ایمان لائے جو دنیاوی اعتبار سے ضعیف سمجھے جاتے تھے۔ جو لوگ مل دیا تھے اور ٹھکر تھے وہ ٹکر پہ اڑے یہی اس کو مل دیا قیلنا انهم فسر بنفان یخصمون (کہ وہ ہر جماعتیں ہو گئیں جو آپ میں جھگڑتے تھے) اس ٹھکر سے کاڑ کر سورہ اعراف میں گزرتا ہے جو لوگ دنیاوی اعتبار سے بڑے تھے انہوں نے اہل ایمان سے کہا جو ضعیف تھے۔ فغلبون ان صالحا فرسل فن رتبہ (کیا تم جانتے ہو کہ صالح اپنے رب کی طرف سے بھیجا ہوا ہے مومنین نے جو عقائد تھے انہما بعدا فرسل یہ مؤمنون (اپنے ٹھکر ہم اس پر ایمان لائے) جو صالح پر نازل ہوا اس پر ٹھکر بنے کہا انہما بعدا فرسل یہ کفارون (اپنے ٹھکر اس کے ٹکر ہیں جس پر تم ایمان لائے) ان ٹھکر بن مکر بنے حضرت صالح علیہ السلام سے بول بھی کیا بعدا صلیح انہما بعدا بعدا ان کھٹت بن الغر ضلین (اے صالح وہ خطاب لے آؤ جس کا تم ہم سے وعدہ کرتے ہو اگر تم بخیر ہوں میں سے ہو)۔

حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا لیس تسفغون بالشیبة قبل الخسبة لولا تسفغون الله لعلکم ترفعون (کہ تم ابھی بات سے پہلے خرابی کی جلدی کیوں کرتے ہو اگر آپ کی دیکھیں کہ تمہیں ایمان لانا ہے تو تمہیں ایمان لانے کے بجائے تم خراب بائیں۔ جیسے ہوا تم کو جیسے خراب کے شقی ہو چکے ہو تم انہ سے مغفرت کیوں طلب نہیں کرتے۔ مغفرت طلب کر لو اور کفر سے تائب ہو جو تم پر رحم کیا جائے گا۔ اس کے جواب میں انہوں نے بول کہا کہ ہم تم کو اور تمہارے ساتھ والوں کو نہیں سمجھتے ہیں تمہارا دے آنے کی وجہ سے ہماری قوم میں نا اہل حق ہوئی کہ لوگ تمہارے ساتھ ہو گئے اور کہ لوگ اپنے پرانے دین پر باقی ہیں اس نا اہل حق کی وجہ سے ہم نے اندر اندر راہ و خلافت پر ہوا ہو گیا اور دوسری مشکلات آگئی۔ یہ ہوا کہ ہمیں روح الطافی مل گیا ہے کہ وہ لوگ قبل میں جہنم کو پہنچے گئے تھے۔









وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿٥﴾ بَلِ أَدْرَاكَ عِلْمُهُمْ فِي الْآخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْهَا ۚ بَلْ لَّمْ يَكُنْ

اور اُن کو علم نہیں ہے کہ ان کو کب زندہ کیا جائے گا۔ بلکہ اُن کو کب زندہ کیا جائے گا۔ بلکہ اُن کو کب زندہ کیا جائے گا۔ بلکہ اُن کو کب زندہ کیا جائے گا۔

هُمْ وَمِنْهَا يَعْلَمُونَ ﴿٦﴾

بلکہ ان کی طرف سے وہ جانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی صفات عظیمہ مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کے تصرفات،

مشرکین کو تو حید کی دعوت، شرک کی تردید

یہ چند آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی قوہ حید کے دلائل بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان فرمائی پھر جن نبیوں کو اللہ تعالیٰ نے منتخب فرمایا، انہی حضرات کی کاموں کے لئے فرما رہے ہیں کہ ان کی دعوت و تبلیغ کے لئے جن ممالک کے بارے میں فرمایا کہ ان پر سلام ہو، پھر سوال فرمایا کہ یہ بتاؤ کہ اللہ کی ذات القدس بہتر ہے یا وہ چیزیں بہتر ہیں جنہیں مشرکین اللہ تعالیٰ کا شریک مانتے ہیں ان چیزوں کو، کون بھی قدرت نہیں اور اللہ تعالیٰ کی بڑی قدرت ہے اس کی قدرت کے مقابلے میں ان کے سامنے ہیں مشرکین بھی جانتے ہیں کہ جو بھی وجود میں ہے اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادہ سے ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی بھی چیز کو کسی نے کون بھی جو انہیں بتلایا پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کا شریک نہیں اور اس بات کو کیا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی قدرت کے چند مظاہر بیان فرمائے، اول تو یہ فرمایا کہ جس پاک ذات نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا فرمایا اور جس نے قہار سے لئے آسمان سے پانی اتارا اور جس نے اس پانی کے ذریعہ بارش دینے شروع فرمائی قہار سے جس کا کام نہیں تھا کہ تم اس کو پیدا کرتے کیا (ان چیزوں کی تخلیق میں اس کا کوئی شریک ہے۔ اس کو سب مانتے ہیں کہ اس میں اس کا کوئی شریک نہیں پھر مہابت میں اس کا شریک کیوں مانتے ہو؟ واللہ صعب العباد (کیا اللہ کے ساتھ کوئی معبود ہے) یعنی اس کے علاوہ کوئی بھی معبود نہیں ہے بَلَىٰ هُمْ أَقْوَمُ يَقْدُلُونَ اس کا ایک ترجمہ تو اسی ہے جو اوپر لکھا گیا یعنی ان سب باتوں کو جانتے ہوئے یہ لوگ پھر بھی اللہ کی مخلوق میں سے اللہ کے برابر قرار دیتے ہیں یعنی مخلوق کی مہابت کرتے ہیں اور دوسرا ترجمہ یہ ہے کہ یہ لوگ جان بوجھ کر روافض سے بچنے میں غلطی سے ملوث ہیں دونوں طرح ترجمہ کرنے کی گنجائش ہے تاکہ عوام کو اس کا جس پاک ذات نے زمین کو کھرنے والی چیز بنایا جو کوئی غمخیز ہوئی ہے اور اس پر انسان اور حیوانات سب غمخیز ہوئے ہیں اس میں حرکت نہیں ہے اور جس نے اس کے درمیان غمخیز بنایا اور اس کے لئے ہماری ہوا بنا دی ہے اور جس نے درمیان آؤ بھائی ایک بیٹھا ہے اور دوسرا انگلیں ہے اور ان کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور ایک دوسرے میں داخل نہیں ہوتے کیا انکی پاک ذات کے ساتھ کوئی معبود ہے؟ یعنی نہیں ہے بلکہ ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے تو یہاں جو زمین کو کھرنے والی بنایا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ وہ انکی حرکت نہیں جس سے ان کی چیز کی حرکت کرتے نہیں یعنی اس میں عام حالت میں ڈھل اور اضطراب کی کیفیت نہیں پیدا ہوا اس کے معاد میں جس بوجھ میں اس میں اس کی حالت کے آگے پیچھے آنے میں زمین کی حرکت کا اصل ہے جیسے ہر کے ہات پر ایک ٹیڑھی یا پتی رہے اور ہات کو تھام کر بٹہ توڑی کے ٹیسے بنے پچھے میں کوئی لڑتی نہیں آگے گام دیتی یہ بات کہ اس میں اس سے کہ لیل و نهار کا آگے پیچھے آنا یا زمین کی حرکت کی وجہ سے ان کا یہ قول صحیح ہے یا نہیں ایک مستقل بحث ہے یہاں تو یہ بتانا مقصود ہے کہ اگر ان میں اس کا قول درست ہو تب بھی قرآن ارض کے بارے



وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ ۝ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

اور آپ ان پر غم نہ کیجئے اور نہ ہو کر متوہش بن جائیے کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو۔

قُلْ عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ رَدِفٌ لَّكُمْ بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنْ

آپ فرمائیے کہ عسے کہ آپ کی جلدی چارے ہو مگر یہ اس کا بعض حصہ ہے اور باقی ہے اور جانشین آپ کا وہ لوگ جو بعض (راستہ دار) ہیں۔

أَلَّا تَعْلَمُونَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝ وَمِمَّا مِنْ غَائِبَاتِ فِي

ان میں سے بہت سے غائب چیزیں کہ آپ ان کو خبردار ہیں کہ ان میں سے جو کچھ ان کے سینے میں ہے اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں اور ان میں سے جو

### السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كَثِيرٍ مِّمَّنْ ۝

آسمان اور زمین کے علاوہ اکثر میں سے۔

مکرمین بعث کے دوسرے دن کے لئے عذاب کی وعید اور تحمید

توحید کے اثبات اور شرک کی تردید کے بعد مکرمین کے انکارِ بعث کا ذکر فرمایا تاکہ فرمائیے کہ آپ جو توحید سے اہل امت نے اہل امت کہتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ خدا ہوا تو قبروں سے اٹھ کر نہ ہو گئے یہ بات بھاری کچھ میں نہیں آتی قبروں میں دفن ہونے کے بعد ہم غفلت ہو جائیں گے اور آپ کو بھی غفلت ہو چکے ہیں اس حالت کو کتنی کڑی وعید و قہر سے نکالا جاتا ہے بات کچھ سے باہر ہے مگر یہ بات بھی ہے کہ خدا سے آپ اور اس کو کوئی یہ بتا دیا گیا تھا کہ خدا ہوا تو قبروں سے اٹھائے جاؤ گے ان تک تو یہ وعید و قہر ہوا کہ ہمارے خیال میں تو یہ پرانے لوگوں کی بات تھی نقل و نقل پہلے ہی میں اس کی اصلیت کو نہیں نہ قیامت آئے خدا خدا ہوا ہے خدا قبروں سے اٹھتا ہے۔ ان لوگوں کی تحذیر کے جواب میں فرمایا سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَنْزَلَ هَٰذَا مِنْ سَمٰوٰتٍ رَّكَیْفًا فَهُمْ یُرٰوْا کَیْفَ کُنْیَ عَلَیْهِ الْفُتُوْرُ ۝ (آپ فرمائیے کہ میں میں چلو ہوا سود یکا کو مکر میں کیا کیا نام ہوا) اس میں مکرمین قیامت کو حیران رہی ہے مطلب یہ ہے کہ تم جو اللہ تعالیٰ کی توحید کے اور قرآن قیامت کے منکر ہو تم سے پہلے بھی تحذیر کرنے والے گزرتے ہیں جو اسی دنیا میں رہتے تھے تحذیر کی وجہ سے ان پر عذاب آیا اور ہلاک ہوئے، ان کی یہ دعاؤں کے نشان آپ تک رہیں گے مختلف گوشوں میں موجود ہیں، چلو ہوا انکس اور انکسوں کا جسمیں ان لوگوں کا انجام معلوم ہو جائے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے رسول کو چھوڑا اور تحذیر کے کلام میں نہ اگر قہر کی تحذیر یا جلدی دہی تو سوئی اور قہر ابھی یہ انجام ہوگا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی دلی ہو فرمایا کہ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَلَا تَكُنْ مِمَّنْ یَّحْزَنُ ۝ (اور آپ ان پر غم نہ کیجئے اور نہ ہو کر متوہش بن جائیے کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو) اور آپ سے کہا گیا کہ زمین میں چل جا کر، کچھ لوگ مکر میں کیا کیا نام ہوا تو کچھ اور ستمور اور ستمور اہل کیا کہ جو عذاب آئے ہے وہ آپ آئے گا؟ اگر سچے ہو تو اس کا وقت آباد اور کچھ عذاب کا نتیجہ نہیں تھا اس لئے انہوں نے ایسی بات کہی اس کے جواب میں فرمایا قُلْ عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ رَدِفٌ لَّكُمْ بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ۝ (آپ فرمائیے کہ عسے کہ آپ کی جلدی چارے ہو مگر یہ اس کا بعض حصہ ہے اور باقی ہے اور جانشین آپ کا وہ لوگ جو بعض (راستہ دار) ہیں۔)



ان لوگوں کی جاننا نہ باتوں میں ایک یہ بات بھی تھی کہ ان لوگوں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بات کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: فَإِنَّكُمْ لَعَنَافِيئًا (اور ابراہیم علیہ السلام نے تمہیں لعنت فرمائی تھی)۔ لیکن تمہیں بھی لعنت فرمادی گئی تھی۔

یہ بات یہ بھی کہتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو یہودیت اختیار کرنے کی ہمت نہ فرمائی تھی اس کی تردید میں فرمایا: وَوَضِيَ بَہَا الْبُرْهَانُ بِنَبْنِہِ وَتَقْوَابِ۔

اسی طرح حضرت مریم علیہا السلام اور ان کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بتلاد باتیں کہتے تھے قرآن نے اس کو بھی سب سے کیا اور حضرت مریم علیہا السلام کی مفت اور عصمت بیان فرمائی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی تمام بتایا کہ وہ اللہ کے بیٹے نہیں تھے بلکہ اللہ کے رسول تھے۔

قرآن مجید کی دوسری صفت یہ بیان فرمائی کہ وہ اہل ایمان کے لئے ہدایت ہے اور دھم ہے اہل ایمان اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کے مطابق زندگی گزارتے ہیں اس لئے ان کے لئے قرآن چاہتے اور دھم ہے، ہے تو غیر مومنین کے لئے بھی چاہتے اور دھم نہیں وہ اس پر ایمان نہیں لاتے اس لئے وہ اس کی نفی کرتے اور برکات سے محروم ہیں۔

تیسری آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے حکم سے ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اس وقت حق اور باطل ظاہر ہو جائے گا۔ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ (اللہ عز و جل درست ہے اور قیامت کے دن سب کا حاضر فرمائے گا اور وہ تمام بھی ہے اس کو ہر چیز کا اور ہر چیز پر قادر ہے عقیدہ اور عقل کا علم ہے) کوئی اس سے جھوٹ کر چاہے نہیں سکتا اور کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں۔

چوتھی آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعریف دی کہ آپ اللہ پر بھروسہ رکھنے والے لوگوں کی نگاہ سے انھیں نہ ہونے چاہئے آپ صریحاً حق پر ہیں حق پر ہونے کی تسلی اور ثبات قلبی کے لئے کافی ہے۔

إِنَّكَ لَشُعْبُ الْيَتَامَىٰ وَلَا تُشْعِغُ الظُّلُمَ الدَّاعِيَةَ ۖ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۖ وَمَا أَنْتَ بِهَدَى الْعَنَىٰ عَنْ

اور آپ مردوں کو نہیں سن سکتے اور نہ آپ بھروسہ کرنا چاہئے اگر وہ لوگ مدبر کر رہے ہیں۔ اور نہ آپ انھیں لوگوں کی کراہی سے بچ کر

صَلَاتِهِمْ ۚ إِنْ شُعْبُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ ۖ

دست نہ کرنا چاہئے آپ سے انھیں کوئی سن سکتے ہیں جو تنہا آیات پر ایمان لاتے ہیں سو وہ مسلمان ہیں۔

آپ مردوں کو نہیں سن سکتے اور نہ حصول کو اور حق نہیں دیکھا سکتے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حید کی دعوت دینے میں بہت محنت کرتے تھے کہ مقرر کے شرکین میں سے کچھ لوگوں نے اسلام قبول کیا اکثر لوگ اور بھاگتے تھے آپ چاہتے تھے کہ سب مسلمان ہو جائیں وہ لوگ روگردانی کرتے تھے تو آپ کو کبھی ہوتا تھا اللہ پاک کی طرف سے آپ کو تعریف دی جاتی تھی اُن کی تسلی کا مسنون آیت کریمہ وَلَا تُغْنِي عَنْهُمْ غُلَامُهُمْ وَلَا تُغْنِي عَنْهُمْ صِبْيَانُهُمْ انھیں بچوں کی تسلی نہیں دے سکتی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی خدا اور اللہ کی جہ سے اپنی قبول حق کی صلاحیت نعم کراہی ہے آپ انھیں چاہتے نہیں دے سکتے چاہتے تھے تو وہ بھی بات ہے آپ انھیں اپنی بات نہ سمجھتے تھے ان لوگوں کو ان کو لا ضرر اور



موجود کا پھر اندھا بنا دیا ہے لی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا کہ یہ لوگ مردوں کی طرح سے ہیں انہیں آپ کو کوئی بات نہیں سنا سکتے اور مردوں کی طرح ہیں آپ کو آواز بھی نہیں سنا سکتے خصوصاً جب کہ وہ بیچے بچہ کر رہے ہیں چار ہجرتوں (کابل و تبر و دیگر دور دورہ جگہاں) میں اس کا کیا جاسکتا ہے بات سننے کے بارے میں ان کا حال یہ بیان ہوا ہے فرمایا کہ وہ اندھے ہیں چنگے ہیں اندھے کو یہ دکھانا کہ یہ مرد جاگتیے اور اورانی سے آپ کے کس کس میں نہیں ہے پس جب مگر یہی دیکھ لیں گا یہ حال ہے تو آپ انہیں حق بات کیسے سنا سکتے ہیں اور اس حق کیسے دیکھ سکتے ہیں۔ انہیں کے کانوں میں بہت بڑی جگہ ہے تو خدا اور خدا میں ساری کئی کئی کرہ جیتے ہیں۔

ان تسمع الا من يؤمن بالله فہم فلسفون یعنی آپ تو صرف ایسے ہی لوگوں کو سنا سکتے ہیں جو اللہ کی آیات پر ایمان رکھیں اور اللہ تعالیٰ قبول کریں۔ اس پر اسے مضمون میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ اس جگہ سننے سنانے سے مراد محض کانوں میں آواز پہنچنا نہیں بلکہ مراد اس سے اس کا اثر و مشاعرہ جو خلق پر ملتا ہو۔ جو اس کا واقعہ نہ ہو اس کو قرآن نے مفہم کے اعتبار سے ہم حال سے تعبیر کیا ہے جیسا کہ آخر آیت میں یہ ارشاد ہے کہ آپ تو صرف ان لوگوں کو سنا سکتے ہیں جو ایمان رکھیں یا اگر اس میں سنانے سے مراد محض ان کے کان تک آواز پہنچنا ہے تو قرآن کا یہ ارشاد خلاف مفہم اور خلاف واقع ہو جاتا کیونکہ کانوں کے کانوں تک آواز پہنچنے سے لوگوں کے سننے پر آپ اپنے کئی شہادتیں ہے چارہ کہ آپ کو کس کس سنا سکتے ہیں اس کا انکار نہیں کر سکتا اس سے واضح ہوا کہ سنانے سے مراد وہاں واقع ہے ان کو خدا و ان سے تعبیر کر چکا ہے لہذا یہ کہ آپ مراد انہیں سنا سکتے ہیں اس کے معنی نہیں ہوئے کہ جیسے مراد کوئی بات حق کی سن بھی نہیں ہو اس بات و حق و قول کرنا چاہیہ تو ان کے لئے واقع نہیں کیونکہ وہ ان کے ارادہ محض سے گزر چکے ہیں جہاں ایمان داخل واقع ہو سکتا ہے اسی طرح آپ کے فلسفین جو کچھ سننے میں اس سے متعلق نہیں ہوئے اس لئے آیت سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ مراد سے کوئی کام کسی کا سن ہی نہیں سکتے اس اس بات کے مسئلہ سے اس حقیقت پر آیت ماحکمت ہے لہذا یہ مسئلہ اپنی جگہ قابل نظر ہے کہ مراد سے کسی کام کو سن سکتے ہیں یا نہیں۔

مسئلہ سماع اصوات یہ مسئلہ مراد سے خداؤں کا کام سن سکتے ہیں یا نہیں اس مسائل میں سے ہے جس میں خود صحابہ کرام کا باجماع اتفاق رہا ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو حاجت قرار دیتے ہیں اور حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بھی کہتی ہیں اسی طرح دوسرے صحابہ و تابعین میں بھی اور اگر وہ اس کے بعض انبات کے قائل ہیں بعض لٹی کے اور قرآن کریم میں یہ مضمون ایک ہی موقع پر سوا محض میں آیا ہے دوسرے سوا دوسرے میں تقریباً انی الفاظ کے ساتھ دوسری آیت آئی ہے اور سوا سوا طر میں یہ مضمون اس حداد سے بیان فرمایا ہے وَمَا أَلَسْتُ بِفَاسِقٍ فَلَن يَسْمَعَنَّ فَن يَفْقَهُوا یعنی آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو کفر و کفر میں ہیں ان میں سے جو ان میں سے بات قابل نظر ہے کہ ان میں سے کسی آیت میں بھی یہ نہیں فرمایا کہ مراد سے سن نہیں سکتے بلکہ محض آجوں میں لٹی اس کی گئی ہے کہ آپ نہیں سنا سکتے۔ لیکن ان میں اس تعبیر میں اس کو اختیار کرنے سے اس طرف واضح اشارہ دیکھتا ہے کہ مرادوں میں سننے کی صلاحیت تو نہ ہو سکتی ہے مگر یہ اختیار خود ان کو نہیں سنا سکتے۔

ان میں سے ان کے سوا ایک چوتھی آیت ہے خدا کے بارے میں آئی ہے وہ یہ ثابت کرتی ہیں کہ خدا کو اپنی قوموں میں ایک خاص قسم کی زندگی عطا ہوتی ہے اور اس زندگی کے مطابق زندگی بھی ان کو دے دیا ہے اور اپنے ہر عامہ معصومین کے حصول بھی موعود اللہ ان کو بجا دے گا جی ہاں ہے وَلَا تَحْزَنْ مِنَ الْعَيْنِ فَلْيُؤْا فَن يَسْمَعَنَّ اللَّهُ مَا قَالُوا عِنْدَ رَبِّهِمْ لِيُزِيلَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَيَجْعَلَ لَكُم مِّنْ فَضْلِهِ وَيَسْمَعَنَّ مِنَ الَّذِينَ لَمْ يَلْمِزُوا آلَهُم مِّنْ خَلْقِهِمْ أَذْنًا وَلَا يُخَوِّفُهُمْ أَهْوَافُهُمْ وَلَا يَهْمُ بِخُرُونِ۔ یہ آیت اس کی دلیل

ہے کہ مرنے کے بعد بھی روح انسانی میں شعور اور ادراک باقی رہ سکتا ہے بلکہ شہداء کے معاملہ میں اس کے آثار کی شہادت بھی یہ آیت سے ہی ہے۔ دوسرے معاملہ کے عقلمند شہیدوں کے ساتھ خصوصاً ہے دوسرے مسلمات کے لئے نہیں، وہاں کا جواب ہے کہ اس آیت سے کم از کم اتنا تو جہت ہو گیا کہ مرنے کے بعد بھی روح انسانی میں شعور اور ادراک اور ادراک کے ساتھ علاقہ باقی رہ سکتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ شانہ نے شہداء کو یہ اعزاز بخشا ہے کہ ان ارواح کا حلق ان کے اجساد اور قور کے ساتھ قائم رہتا ہے اسی طرح جب اللہ تعالیٰ شانہ نے شہداء کو یہ اعزاز بخشا ہے کہ ان ارواح کا حلق ان کے اجساد اور قور کے ساتھ قائم رہتا ہے اسی طرح جب اللہ تعالیٰ شانہ نے مسلمات کو یہ موقع دے سکتے ہیں جو حضرات مسلمات کے قائل ہیں ان کا یہ قول بھی ایک صحیح حدیث کی بنا پر ہے جو اساتذہ کے ساتھ منقول ہے اور ہے۔

صاحب احادیث بقدر احیاء المسلم کأن یعرفه فی الدنیا فیسلمہ علیہ الا و الذلہ علیہ و روحہ حتی یرد علیہ السلام۔  
جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی قبر پر گزرتا ہے جس کو وہ دنیا میں پہچاننا تھا وہ اس کو سلام کرے تو اللہ تعالیٰ اس مردے کی روح اس میں داخل بھیج دیتے ہیں تاکہ وہ سلام کا جواب دے۔ اور خود اس بھائی کو بھی یہ نصیب

معنوں میں ہوا کہ جب کوئی شخص اپنے مردہ مسلمان بھائی کی قبر پر جا کر سلام کرتا ہے تو دوسرے اس کے سلام کو سنتا ہے اور جواب دیتا ہے اور اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت اس کی روح اس دنیا میں داخل بھیج دیتے ہیں۔ اس سے وہ بات ہو گئی کہ اس کی صورت میں سکتے ہیں دوسرے یہ کہ ان کا شمار اور ہمارا شمار ہے اختیار میں نہیں البتہ اللہ تعالیٰ جب چاہیں مٹا دیں، جب چاہیں نہ مٹائیں۔ مسلمان کے سلام کرنے کے وقت اس حدیث نے قطار یا کفری قتل مرد کی روح داخل کر کے اس کو سلام بنا دیتے ہیں اور اس کو سلام کا جواب دینے کی بھی قدرت دیتے ہیں باقی حالات و کمالات کے متعلق کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ مردہ ان کو سنتا ہے یا نہیں۔ اس سے کام نہ لیں! اور دوسری چیز کی تحقیق یہ ہے کہ کئی بات تو امدادیت سمجھاؤ قرآن کی آیت سے اور دوسری بات ہے کہ بعض مقامات میں مردہ نہ تو اس کا کام سنتے ہیں لیکن یہ بات نہیں کہ مردہ ہر حال میں ہر شخص کے کلام کو خیر و شرانتا ہے اس طرح آیات و روایات کی تحقیق بھی ہو جاتی ہے۔ ہر مسلمان ہے کہ مردے ایک وقت میں دیا، سکھایا کوئی نہیں دوسرے وقت نہ دے سکتے، یہ بھی ممکن ہے کہ بعض کے کام کو سنیں بعض سکھانے کو نہ سنیں یا بعض مردے سے نہیں سنیں، کیونکہ سورۃ نمل، سورۃ روم، سورۃ طہ کی آیات سے بھی یہ ثابت ہے کہ مردہ اس کو سنا دیتا ہے اختیار میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے میں سنا دیتے ہیں اس لیے جن مواقع میں حدیث کی روایات سے سننا ثابت ہے وہاں سننے پر عقیدہ رکھا جائے اور جہاں ثابت نہیں وہاں وہ سننا محال ہیں اس لیے یہ قطعی اثبات کی گنجائش ہے نہ قطعی نفی کی واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حافظ ان کثیر الایمان میں سمجھتے ہیں۔

وَلَمَّا نَسُوا اللَّهَ فَنَسُوا مَا وَعَدُوا عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ لَأُولَٰئِكَ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ أَعْلَمُ  
وَلَمَّا نَسُوا اللَّهَ فَنَسُوا مَا وَعَدُوا عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ لَأُولَٰئِكَ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ أَعْلَمُ  
وَلَمَّا نَسُوا اللَّهَ فَنَسُوا مَا وَعَدُوا عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ لَأُولَٰئِكَ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ أَعْلَمُ  
وَلَمَّا نَسُوا اللَّهَ فَنَسُوا مَا وَعَدُوا عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ لَأُولَٰئِكَ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ أَعْلَمُ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ثابت ہے کہ آپ نے اپنی امت کو تحذیر دی کہ اللہ کو سلام کریں اگر اس طرح کا خطاب نہ ہوتا تو اسوات متعدد اور عباد کی طرح ہوتے (بلکہ خطاب کا کثرت یہ ہے کہ وہ لوگ عباد کی طرح نہ ہوں بلکہ سننے سمجھنے ہوں اور ملت کا



ہر دو میں تمام برائی لکھن میں سب سے پہلے ایک حکم کی طرف سے صوبہ کا حکمتا ہے اور ہاشمت کے وقت لوگوں کے سامنے علامۃ الاوص کا  
 نمونہ ہے اور ان لوگوں میں سے جو بھی پہلے واقع ہوا جائے دوسری نشانی اس کے قریب ہی ظاہر ہوگی۔ (مکملہ)

اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (قیامت کی) آئین ملائیں لیکن جس جب وہ ظاہر ہو جائیں گی تو کسی کا اس کا بیان نہ آئے گا۔ (۱) شیخ زادہ کے کہ جس سے پہلے ان کے ظاہر ہوا جس نے اپنے ایمان میں کسی طرح کا کسب نہ کیا ہو (یعنی اب تک کہ وہ سے قیامت کی ہو)۔ (۲) حاکم کی طرف سے سورج نکلا۔ (۳) دجال کا ظاہر ہونا۔ (۴) ابراہیمہ الارض کا ظاہر ہونا۔ (۵) اور

دلیلہ الاہل جنہ کے خطاب ہونے کی حد میں جو حضرت حضرت علیؑ ہیں اس لئے ہے۔ (جس کا ترجمہ صحیح مسلم کی روایت میں لکھا گیا ہے) مسند علیؑ، ابن ابی شیبہ میں بھی ہے جس میں قدرے تفصیل ہے اور وہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دلیلہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ دلیلہ تیس مرتبہ خطاب ہوا، پہلی بار یہ بات میں ظاہر ہوگا اور دوسرا کہ میں بھی کا تذکرہ ہوا، تیسرا کہ میں نے ہوا، اس کے بعد وہ عرض ہوا کہ ایک ظاہر نہ ہوگا اور چارہ کہ اس کا تذکرہ یہ بات میں بھی ہوگا، چھ مرتبہ میں بھی ہوگا، دہریہ بار، ننگے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے ایک دن مسجد حرام میں جو قسمت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے خود ایک بڑی مسجد ہے اور سب سے زیادہ محترم ہے لوگ موجود ہوئے کسی کا چاہے دلیلہ الاہل جنہ ظاہر ہونا چاہئے گا جو اگر اس وقت میں اس قسم کے درمیان میں آواز لگاتا ہو اور دوسرے علی جھڑکتا ہو اور ظاہر ہوگا لوگ اس کے چاہے ننگے سے خوف زدہ ہو، منتشر ہو جائیں گے بہت سے لوگ اس کی حد میں سے دور ہوا جائیں گے سوسنچیں گی ایک جماعت ثابت قدم رہے گی، سوسنچیں نہ رہے گی، گھر گھر اپنی جگہ بٹھ رہیں گے کہ وہ بات کو کیا لائیں کہ ننگے جھڑکنا سمجھتے ہیں کہ گھر گھر وہیں یہ جانور سوسنچیں انہوں کے چروں کو چاہے گا کہ وہ کیا کہ چنگ دار ستار کی طرح ہوا جائیں گے اور چاروںوں سے پشت پیچ کر چلا جائے گا۔ خود نی سے زمین میں گھوسے ہلے گا کہ کوئی بچہ نہ لے گا اور نہ کرنے والا بھی اس کو بچا نہ نکلے گا اور کوئی بھانجے والا اس سے نہایت نہ پاسے گا یہاں تک کہ ایک شخص نماز میں اس پر نور سے چاند ہونے کا وہود چاندوں کے پیچھے سے آجائے گا اور کہے گا کہ اسے ملاں اب تو نور چھتا ہے؟ پھر وہ اس کے چروں پر نشان لگا دے گا اس کے بعد یہ ہوگا کہ لوگ ہمیں چاروں کے اسماء میں شریک ہو گئے اور شریوں میں مل کر سنا سنا دیں گے (اور اس چاندور کے کشن لگانے کا پادشہ ہوگا کہ) سوسنچیں ہر طرف میں خوب ابھی طرح امتیاز ہوگا کہ سوسنچیں کا فر سے کہنے کا کہ فرخبر الحق اور اگر ہے اور اگر فرخبر سوسنچیں سے کہنے کا کہ حق اور اگر ہے۔ (اور اس میں ص ۱۰۳)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دایہ (بائیں) ہاتھ مسلمان علیہ السلام کی آنکھوں کی اور بائیں ہاتھ علیہ السلام کا عصا ہوگا۔ وہ مسکن کے چرواہوں کو پیش کر دے گا اور کافر کی ناک پر ہر لگے گا (جس سے وہ کھینچے والے کی پرکھیں گے کہ کیا کافر ہے)۔ رواہ الترمذی فی تفسیر سورة النحل وقال هذا حدیث حسن وقوی هذا الحدیث عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن غیر هذا الوجه فی دایۃ الاثرین )

وَيَوْمَ نُخْرِجُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِمَّنْ يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ٥

جس ان پھر صفت میں سے ایک صفت ہی لوگوں میں سے منع کرتے ہو وہ ان کی آیت کو اچھڑاتے تھے پھر ان کی جماعت بدلتی کر دیتی جاتے گی۔



وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي السُّورِ فَتُزْعَجُ مَنْ فِي السَّمُوتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ وَكُلُّ

اساتذہ کرام! اگر آپ کو یہ معلوم ہو کہ میں نے اس بات پر عمل کیا ہے تو اس بات پر خوش ہوں کہ میں نے اس بات پر عمل کیا ہے۔

أَتَوْهُ دُخْرَيْنِ ۖ وَتَرَى الْمَجَالَ تَحْسِبُهَا جَانِدَةً وَفِي تَرْمَمُ السَّحَابُ طُغَعَ اللَّهُ

تاریخ: ۱۳۹۸/۰۵/۰۵

الَّذِي أَتَقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۖ إِنَّهُ خَيْرٌ لِّمَا تُفْعَلُونَ ۝ مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّمَّا

1. The results of the analysis of the data of the first group of experiments are shown in Table 1. It is seen that the rate of the reaction increases with increasing temperature and concentration of the reagents. The rate of the reaction is also affected by the nature of the solvent. The rate of the reaction is highest in the case of the use of the organic solvent (chloroform) and lowest in the case of the use of the aqueous solution.

وَمِمَّنْ قَرَّبَ قَوْمُ يُونُسَ اٰمِنُوْنَ ۝ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّبْتِ فَكَنتَ مِنْ اَوَّلِيْهَا ۝

\_\_\_\_\_

هَلْ تُجِزُّونَ إِلَّا مَا تُنَمُّوْنَ ۖ

2008/03/06

نفع صور کی وجہ سے آسمان وزمین والوں کی گھبراہٹ، پہاڑوں کا بادلوں کی طرح چلنا، لوگوں کا ممدان حساب میں حاضر ہونا، اصحابِ حق اور اصحابِ سید کی جزا

[illegible]

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں کیسے خوشیوں سے مملی زندگی گزارا ہوں اور حال ہے کہ سوز میں چھوٹے اداے نے مندر میں صبر رکھا ہے اور کان لگا رکھے ہیں اور اپنی پیشانی کو جو بھڑکا ہے وہ اس انتظار میں ہے کہ کب سوز میں چھوٹے گا کھم پڑ جائے گا صحت کے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں آپ نے فرمایا حسبن اللہ ونعمہ کنیلہ (اللہ ہمیں کافی ہے اور اچھا کارساز ہے) (بخاری و مسلم)

[illegible]













کئی

سورۃ القصص

۲۸ آیتیں اور ۲۸ رکوع

﴿۱۸﴾ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ إِنِّي خَشِيتُ الْمَوْتَ إِذَا أَقْبَضْتُنِي إِلَيْهِ أَوْ إِذَا أَقْبَضْتَنِي إِلَيْهِمْ فَاجْعَلْ لِي آيَةً ۖ ﴿۱۹﴾

سورۃ قصص کی آیت اور آئی اسی آیت اور آئی آیت۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿۱﴾

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حَسَمَ ﴿۲﴾ تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ الْبَيِّنِ ﴿۳﴾ تَكُونُوا عَلَيْكَ مِنْ تَبِ مُوسَىٰ وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۴﴾

حسمت اور کتاب میں آیت کی آیت ہے۔ یہاں کہ وہی اور فرعون کی بعض خبریں جن سے متعلق آیت ہے ان لوگوں کے لیے نمایاں آیت ہے۔

إِنْ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا آهْلَهَا شِيْعًا أَنْ يَطْعَمُوا إِلَّا بِمَا عَلَّمْنَاهُمْ يُذْجِ الْآبَاءُ ثُمَّ وَيَسْتَنِي

یہاں فرعون نے زمین میں چڑھ کر قبضہ کیا ہے اور ہم نے اُس کے آہل کو ایسا کر دیا کہ وہ اپنے آباء کے علم کے مطابق کھائیں اور وہ اپنے آباء کے علم کے مطابق کھائیں۔

يَسَاءَ لَهُمْ رِثَةٌ كَانُوا مِنَ الْمُنْذِرِينَ ﴿۵﴾ وَتُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ

اور تم کو برا نصیب ہے کہ تم لوگ جو لوگوں کو زمین میں ستم کرنے والے تھے اور تم لوگوں کو زمین میں ستم کرنے والے تھے اور تم لوگوں کو زمین میں ستم کرنے والے تھے۔

أَهْلَهُ وَنَجْعَلَهُمُ الْيُورَثِينَ ﴿۶﴾ وَتَكُنْ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَبَنِي فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودُهُمْ مِنْهُمْ

اور تم لوگوں کو زمین میں ستم کرنے والے تھے اور تم لوگوں کو زمین میں ستم کرنے والے تھے اور تم لوگوں کو زمین میں ستم کرنے والے تھے۔

فَمَا كُنَّا نَعْدُوهُمْ

ہم نے ان سے کوئی وعدہ نہیں کیا تھا۔

فرعون کی سرکشی اور بنی اسرائیل پر مظالم کا تذکرہ

ان آیت میں دل قویہ فرمایا کہ یہ کتاب میں آیت ہے یہاں کہ وہی اور فرعون کی بعض خبریں جن سے متعلق آیت ہے ان لوگوں کے لیے نمایاں آیت ہے۔

یہاں کہ وہی اور فرعون کی بعض خبریں جن سے متعلق آیت ہے ان لوگوں کے لیے نمایاں آیت ہے۔

یہاں کہ وہی اور فرعون کی بعض خبریں جن سے متعلق آیت ہے ان لوگوں کے لیے نمایاں آیت ہے۔

یہاں کہ وہی اور فرعون کی بعض خبریں جن سے متعلق آیت ہے ان لوگوں کے لیے نمایاں آیت ہے۔

ضعف اور کمزوری کا یہ لہجہ کہیں کے پھٹاں کو اڑا کر دیتا تھا اور ان کی صورتوں کو زندہ چھوڑ دیتا تھا حتیٰ کہ مظلومیت ہوتے ہوئے بھی اسرائیل جلتے نہیں کر سکتے تھے۔ سورہ بقرہ کی تفسیر میں لکھا جا چکا ہے کہ انجیل میں نے فرعون کو خردی قحیٰ کی تیری حکومت کا دواں بنی اسرائیل کے ایک رئیس کے ہاتھوں سے گالہ لٹا اس نے یہ طریق اختیار کیا کہ کئی اسرائیل میں جولا کا بیہوش ہوتا تھا اسے اڑا کر دیتا تھا اور ان کیوں سے کیونکہ کوئی غصہ نہیں تھا اس لیے انہیں زندہ چھوڑ دیتا تھا۔ اِنَّ كَمَا يَمُنُ الْفٰسِقِيْنَ (بہ شہ و فساد کرنے والوں میں سے تھا کہو تفسیر اُنْ لَّنْ اَنْفٰقُ (الافلاس) سارے بندے اللہ تعالیٰ ہی کی مخلوق ہیں۔ سب کی عزت اور امت بھری اور کئی اس کے قبضہ قدرت میں رہتے ہیں اس کی حکمت کا کھاتہ ہوا کہ جو لوگ زمین میں صغر میں ضعیف اور اکیلے ہوتے ہیں ان پر احسان فرمائے اور انہیں آئے ہوئے اہل سطوں کے لیے پیشوا بنادے اور انہیں زمین میں محنت بھی عطا فرمائے۔ اور فرعون اس کا لازم بیان اور ان دونوں کے ٹکڑے والے جن فطرت کا ان ضعیف لوگوں کی طرف سے خوف رکھتے تھے وہ فطرت اللہ ہی کر ان کے سامنے آ جائیں (چنانچہ فرعون اور اس کا لشکر غرق ہوئے اور بادست اور ذوال مصلحت کا ہر انہیں اندیشہ تھا کہ کئی اسرائیل اس کا اور پیر نہ بن جائیں آفرود اللہ کی صورت میں سامنے آ گیا اور بنی اسرائیل کو نکل کر کے جوں نے فطرت اللہ ہی کی تھی اس کا اسے کچھ نہ ہونہ پہنچا۔

وَ اَوْحَيْنَا اِلٰى اِمْرَاۤتِہٖ اَنْ اَرْضِعِہٖ ؕ فَلَا اِخْفَیْ عَلَیْہِ فَاَلْقَیْہِ فِی الْیَمِّ وَلَا تَخَافِی

اور ہم نے موسیٰ کی والدہ کے دل میں اوحاد کر کے کہ اس کو دودھ پلا دے۔ پھر سب نہیں اس کی جان کا غم نہ ہو تو اسے سمجھ میں اہل دین اور ان کے

وَلَا تَخْزِیؕ اِنَّا رَاۤدُوْہٗ اِلَیْکَ وَ جَاعِلُوْہٗ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ؕ فَلَمَّا تَلَقَّہَا اَنْ فِرْعَوْنُ یَسْکُنُ

تم کہ نہ تا شرم اسے تیری طرف واپس کر دینے کے اور اسے جلیبوں میں سے نکال دینے کے۔ سو اسے آل فرعون نے اعلانیہ تاکوں کے لیے

لَہُمْ عُدُوٌّ وَ حَرَمٌ ؕ اِنْ فِرْعَوْنُ وَ هَامٰنُ وَ جُنُوْدُہُمَا کَانُوْا خٰطِبِیْنَ ؕ وَ قَالَتِ امْرَاۃُ فِرْعَوْنَ

فرعون میں ہوتے اور ہم کا باعث بنے۔ چنانچہ فرعون اور ہامان اور اس کا لشکر خدا کرنے والوں میں سے تھے۔ اور فرعون کی جانی سے کہ یہ بھری ہو جاتی

فَرَّتْ عَیْنِیْ وَ لَکَ ؕ لَا تَقْتُلُوْہٗ ؕ اَعَسٰی اَنْ یَنْفَعَنَا اَوْ یَشْجِدَ لَدُنَّا وَہُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ؕ وَ اَصْبَحَ

آنکھوں کی لڑکھٹ ہے اسے حق نہ کر دیا کچھ نہیں کہ یہ ہمیں نفع پہنچا دے یا ہم اس کو اپنا بیٹا بنالیں۔ اور ان کو کچھ نہ ملے اور موسیٰ کی اس

فَاۡذُ اِمْرَاۤتِہٖ لَمْرِ غٰمٍ ؕ اِنْ کَاذَبْتَنِیْ بِہٖ لَوَلٰٓئَ اَنْ رَّبِّطٰنَا عَلٰی قُلُوبِہَا یَسْکُنُوْنَ مِنْ

کا دل سے غم ہو گیا قریب ہے کہ وہ اس کا حال ظاہر کر دیتی اگر ہم اس کے دل کو مضبوط نہ کر دیتے تاکہ وہ یقین کرنے والوں

الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ وَ قَالَتِ لِاُخْتِہٖ فُضِیْہِ دَقِیْعَتٍ بِہٖ عَنْ جُنُبٍ وَہُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ؕ وَ حَرَمْنَا

میں سے ہے۔ اور موسیٰ کی والدہ نے اس کی کچھ کہنے کے لیے اسے دے دیا کہ وہ انہیں فراموش نہ کرے اور ہم نے پیچھے سے موسیٰ

عَلَیْہِ الْمَرٰضِعُ مِنْ قَبْلِۢ مَا قَالَتْ هَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی اٰہْلِ بَیْتٍ یَّکْفُلُوْکَ لَکُمْ وَہُمْ

پروردہ چاہنے والوں پر پیش کر رہی تھی۔ اور موسیٰ کی بہن ہوئی کہ اسے ہمیں اپنے گھر لے جا چکے ہیں اور اسے لے جانے کی پراہش کریں اور وہ









شہر سے دور کی دیہات میں ذاتی ہونے کی) پھر وہاں سے شہر میں اپنے وقت داخل ہوئے جو عام طور سے لوگوں کے فطرت کا ہوتے تھے بعض مفسرین نے فرمایا کہ وہ دوسرے کا وقت تھا جبکہ لوگ سو چکے تھے جب شہر میں داخل ہوئے تو دیکھ کر آدمی آپس میں فرار ہے ہیں ایک آدمی ان کی جماعت میں سے تھا یعنی اسرائیلی تھا اور دوسرا شخص ان کے دشمنوں میں سے تھا یعنی فرعون کی قوم میں سے جنہیں قوم قدیم کہا جاتا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی راہروی والے شخص کو اپنا ایک آدمی نظر آ گیا اور آدمی بھی وہ جو جنوب چڑھائی میں ہمارا ہوا تھا تو وقت جس میں یہ اعتبار سے بالکل مضبوط اور پکا تھا اس نے آپ سے دعا مانگی اور کہنے لگا کہ تجھ سے یہ شخص مجھ پر زیادتی کر رہا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو ایک گھونٹہ مار دیا جس سے اس کا کام تمام ہو گیا یعنی اس کا دم نکل گیا اور وہاں چلی رہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقصود اس کو جان سے مارنا تھا تاہم ایک گھونٹہ مارا تھا لیکن ایک ہی گھونٹہ اس کی موت کا باعث بن گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بڑی پائیمانی ہوئی کہ ایک شخص کا قتل ہو گیا لہذا انہوں نے اسے تو یوں کہا کہ یہ ایک شیطان کی حرکت ہوئی اور ساتھ ہی یہ بھی کہ یہ شیطان انسان کا نکلا اور جس سے اس کا کام گمراہ کرنا ہے نئی قوم سے ایسی حرکتیں کرنا اور جتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنتی ہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا لہذا میری مغفرت فرما لینے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرمائی اس خیر اور اعلیٰ مصالح کا یہ طریقہ ہے کہ ہمارا آدمی اگر ان سے کوئی ایسا کام کر دے جو ان کے لیے فحشیت میں آسکے ہوا تو اس کے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہیں اور قتل خطا میں تو دین بھی لازم ہوتی ہے لیکن چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے کام فرجی نہیں کیا تھا اور اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی شریعت بھی جاری نہیں تھی اس لیے دین کا سوال پیدا نہیں ہوا لیکن قتل کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی حضور مغفرت کی درخواست پیش کر دی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی مغفرت فرمادی۔ اِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (جادو لفظ غفور سے مرعوم ہے)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ میرے رب مجھ پر آپ کے بڑے بڑے عقوبات ہیں ان کا کتنا ساق ہے کہ میں مجرمین کا درگاہ نہ آؤں لہذا میں بھی ان لوگوں کی دعاؤں میں آؤں گا۔ جو کافر نے اے بزرگ و کردارنے والے ہوتے ہیں انہوں قسم کے گروہوں سے دور رہنے اور ان کا معاف کرنے کے بارگاہِ خداوندی میں عہد کیا شیطان کی چنگ لگا کر اسے ہذا اس جہنم کے عوم میں ادھکی آگیا اس میں یہ بات بھی داخل ہوئی ہے کہ شیطان کے کہنے پر حمل نہ کریں گا کیونکہ اس کی ہمت اسے میں اس کی دعا ہوتی ہے اور یہ عہد بھی ہو گیا کہ ہمیشہ احتیاط سے کام لوں گا۔

آیت کا یہ سے معلوم ہوا کہ جس طرح بزرگ و گناہ ہے اسی طرح گناہ کی دعا کرنا بھی گناہ ہے عام طور سے لوگ اس سے غافل ہیں گناہ گاروں کے ساتھ جاتے ہیں ان کی دعا کرتے ہیں اور شہادت دینے کے لکت پٹنے ہیں لیکن ان میں اور فساد کس کیس میں تو گروہ کرتے ہیں شراب پیچنے والی کانوں میں ملازم ہو جاتے ہیں امیروں و وزیروں اور چھوٹے بڑے حاکموں کے عظام میں ان کا ساتھ دیتے ہیں یہ سب گناہ ہے۔

حضرت کعب بن عجر سے دریافت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تجھے یہ تو ان کی امانت سے اللہ کی پناہ میں رہتا ہوں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیوں لوگ ہیں؟ فرمایا میرے بعد ایسے امرا ہوں گے کہ جو شخص ان کے پاس گیا اور ان کے کھوت کو کچا بنا یا اور ظلم پر ان کی مدد کی تو وہ شخص مجھ سے نہیں اور ایسے امرا اس سے میرا خفق نہیں اور وہ ہرگز میرے پاس حوض نہ پڑے انہیں گے۔ (مسند احمد صحیح مس ۳۳۳۳ (ترجمہ))

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی ظالم کے ساتھ چلتا تھا اس کی قوت بڑھ جائے اور وہ جانتا ہے کہ وہ ظالم جتنا یہ شخص اسلام سے نکل گیا۔ (مسند احمد ص ۳۳۱) لیکن فی شعبہ ایمان

حضرت عقیل بن حاتمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں وصول کرنے سے ۱۰ جنت میں داخل ہو گا۔ (مسند احمد ص ۳۳۲) رسول خدا زمست حرام ہے جس میں گناہ کیا جائے وہ ظلم کیا جائے ظالم کی حد کی چالی ہو کہ نہ گناہ کرنا اور نہ کسی حد نہ کرنا دونوں حرام ہیں اسی لیے گناہ کی اجرت اور گناہ پر حد کرنے کی اجرت بھی حرام ہے جو لوگ مصلحتوں کے ٹکسوں میں باہر سے وارد ہوں اور فرسوں اور کینچنوں میں لگے ہوئے ہیں وہ اپنے بارے میں غور کر لیں کہ وہ کس طرز پر چل رہے ہیں اور وہ خود اپنی جان کے لیے وہاں تو کھینچ رہے ہیں؟

قرآن مجید میں اس کی تصریح ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جو قتل ہو گیا تھا اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کر لی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا اس کے بعد جب ان سے قیامت کے دن سزا سن کرنے کے لیے عرض کیا جائے گا تو وہ اپنے اس قتل والے واقعہ پر ہرگز شکایت کرنے سے یہ فرما کر گذر کریں گے کہ میں نے نفساً نفساً قوم کو مہلت دیا کہ میں نے ایک جان کو قتل کر دیا تھا جس کے قتل کا مجھے حکم نہیں دیا گیا جن کے بارے میں میں ان کی باتیں بھی جڑی ہوتی ہیں۔

آج یہ واقعہ ہمارا ایک قبلی کو دہرایا گھنٹا داتا دوسری کیا اب لگے دن یہ ہمارا کہ جب صبح ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام شہر میں نکلے لیکن ساتھ ہی خوف دہائی تھے کہ دشمنوں کو اللہ تعالیٰ کا پتہ نہ چل گیا ہو اور اس کا بھی ہنگامہ تھا کہ فرعون کی حکومت ہمارا شک کا نہ ہو کہ کبھی قبلی کے قتل کرنے کی وجہ سے میرے قتل کے درپے نہ ہوں اسی خوف اور غور فکر میں تھے کہ کیا چاہوں؟ اسی امرائے قبلی شخص فکر کیا جس نے کڑواؤں کا ایک قبلی کے مقابلے میں مدد طلب کی تھی آج بھی ایک آدمی سے اس کی لڑائی ہو رہی تھی موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو مدد طلب کرنے لگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اولیٰ تو اسے تنبیہ فرمائی کہ قتل بھی گناہ تھا اور آج بھی گناہ ہے تو صبراً طور پر پہنچا دیا تو اسے اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام قبلی کی طرف متوجہ ہوئے جس سے اسرائیلی کی لڑائی ہو رہی تھی قبلی پر سے نئی اسرائیلی کے دشمن تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چاہا کہ اسے پکڑیں بھی ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اسرائیلی نے یہ سمجھا کہ جب مجھے پکڑتا رہے ہیں تو مجھ کو مارنے کے لیے ہاتھ بڑھا رہے ہیں متشدد رہے کہ وہاں دوست مجھ کو دشمن سے بھی زیادہ تکلیف دے رہا ہے اس اسرائیلی نے کہا کہ اسے موسیٰ علیہ السلام کا تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو جیسا کہ کل ایک آدمی کو قتل کر چکے ہو اسے قہراً ایسی کام روکے کہ نہ زمین میں اپنی زور آوری نہ تعبیر

کہ وہ تم سے راج کرنے والوں میں ہوتا نہیں چاہتے بعض مفسرین نے یہاں پر یہ نکتہ بیان کیا ہے جو حضرت ابن عباسؓ کی طرف منسوب ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہنگامہ لگایا کہ ﴿لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ فَنَقَضْنَاهُمْ﴾ کے ساتھ انکار کیا کہ اس نے اپنی انگلی ان پھر ہی میں جتا ہو گئے جس میں کل جتا ہوا تھا اب جبکہ ایک اسرائیلی کی زبان سے یہ بات نکل گئی کہ کل تم ایک آدمی کو قتل کر چکے ہو اس شخص کے قتل کا پتہ چل گیا جو کل مقتول ہو گیا تھا اس بات کو فرعون کی قوم کے آدمی نے بھی سن لیا اور فرعون کے دربار میں کو قتل کا ظلم ہو گیا چند فرعون نے اور اس کے دربار میں نے یہ بھی مشورہ سے یہ کہہ کر ایک آدمی کو قتل کر دیا چاہے اور کو فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کر دلی تھی لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طور طریقے سے اسے اس بات کا خطرہ لگا کہ جتنا قہراً یہی شخصہ تو نہیں ہے جس کے ذریعہ میری حکومت پر ہوا ہوگی؟

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا مشورہ ہو گیا تو ایک شخص کو اس مشورہ سے کچھ چل گیا (لیکن ہے یہ شخص فرعون کے دربار میں

میں سے دو بار حضرت موسیٰ علیہ السلام سے محبت و عقیدت رکھتا ہوں (یعنی شخص دو بار کا ہوا شیعوں کے دورہ کرنے سے آیا اور اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ تمہارے فضل کے حضور سے ہر جے جے تمہیں اس سے ملے گا اور یہ میں آپ کی فیض خواہی کی بات کر رہا ہوں اس شخص کی یہ بات سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہوئے اور دشمن کا گریٹ کا حضور میں مل گئے ہوں نے وہاں سے شہر ایف بے گئے اور انتہائی سے وہاں کی کہانت میرے چور اور گناہ گنہگاروں سے نہایت سے ہو چکے۔

وَلَمَّا تَوَجَّهَ بَلْقَاءَ مَذِينٍ قَالَ عَسَىٰ رَبِّي أَن يَهْدِيَنِي سَوَاءَ الشَّيْلِ ۖ وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَذِينٍ وَجَدَ

وہابیوں نے حج کے حلال ہونے کی خبر کے بعد اپنے آپ کو حجاج کہہ کر حجاز کی طرف روانہ ہوئے۔

عَلَيْهِ أَمَةٌ مِنَ النَّاسِ يَشْفُونَ، وَوَحْدَيْنِ ذُوَيْمِ الْإِزْلَاقِ تَذُوذِنَ، قَالَ مَا خَطْبُكَ، قَالَتْ أُنْسِي

تجربہ کر کے دیکھو کہ یہ کونسا ہے۔ ایک نئی شخصیت ہے جو اچانک آپ کے سامنے آئے گی۔ اس کا حال ہے، وہ لوگوں کے ساتھ نہیں رہتا۔

1. *Phragmites australis* (Cav.) Trin. ex Steud.

مجلس شورای اسلامی - تهران - ۱۳۸۸

[illegible]

امریکی ریسنیجنگ ایجنسیوں نے کہا ہے کہ پاکستانی ایئر فورس نے ایک ایئر کانسٹرول زون میں ایک امریکی فوجی طیارے کو گرنے دیا۔

[illegible]

ليجزيك اجر ما سئيت لنا، فلما جاءه وقض عليه النقص قال راحف بجوت

$\frac{d}{dt} \left( \frac{1}{\rho} \right) = - \frac{1}{\rho^2} \frac{d\rho}{dt}$

مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٢٠﴾ قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ اسْتَجِزْ إِنَّ اسْتِجْزَاءَ الظَّالِمِينَ الشَّدِيدِ

تاریخ: ۱۴۰۲/۰۵/۰۵

الْأَمِينُ ۝ قَالَ إِنِّي أَرِيدُ أَنْ أُنكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَى أَنْ تَأْجُرَنِي

اسی طرح، اگرچہ یہ سب کچھ ایک ہی جگہ سے ہوتا ہے، لیکن اس کی وجہ سے اس کی افادیت بڑھ جاتی ہے۔

ثَلَاثِي جِجَاجٍ ، وَأَنْ أَتَيْتُ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ : وَمَا أَرِيدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ

کے طور پر بھی تو یہ آفریقہ میں رہا ہے۔ اور یہی ہے کہ قبیلہ کی طرف سے اس کا دشمنی یہ بھی کہ وہ ایک قوم کے ساتھ نہیں تھا۔

مِنَ الْخَالِعِينَ ﴿٥٠﴾ قَالَ ذَلِكَ نَزَلُكَ وَنَزَلَتْ آيَاتُ الْكِتَابِ فَقَصِيتْ فَلَاحُذَرًا إِنَّ عَلَيَّ

1. *Handwritten text in Urdu script, likely a signature or name.*  
 2. *Handwritten text in Urdu script, likely a date or location.*

## وَاللّٰهُ عَلٰی مَا نَقُولُ وَكِيلٌ

جو جو کہہ رہے ہیں اللہ ہی پر مکمل ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کا مدین پہنچنا وہاں دولہا کیوں کی بکریوں کو پانی پلانا  
پھر ان میں سے ایک لڑکی سے شادی ہونا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب ایک شخص نے اسے دی کہ دربار والے تمہارے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں تو یہاں سے نکل چکا  
تو دوسرے دن مصر سے روانہ ہو گئے اور مدین کی طرف چلے گئے جو ملک شام کا ایک شہر ہے یہ علاقہ فرعون کی حکومت میں شامل نہیں تھا  
اور روزانہ چھوٹے اور بڑے کا بھی نہیں تھا جو شخص جس ملک میں اور جس شہر میں چاہتا تھا اسکا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے  
مدین کا رخ کیا وہاں بھی تحریک نہیں لے گئے تھے راستہ معلوم نہیں تھا اللہ تعالیٰ نے خبر کی امید باعث کر رکھی تھی کہ وہاں کے لوگ  
کہا کہ عیسیٰ دینا اَنّٰی لَیْقِدْ بَنَیْتُ سُلُوٰۃَ السَّجَلِیْنِ (امید ہے کہ میرا رب مجھے سید عمارت بنادے گا موسیٰ علیہ السلام تھا مجھے کوئی  
رہبر نہ تھا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اور اللہ کی مدد سے مدین پہنچ کر مدین پہنچے کی امید باندھ کر وہاں سے گئے ہذا طرح سلامت  
مدین پہنچے گئے۔ پہنچے تو گئے لیکن وہاں بھی نہ جانا ہوا تھا نہ کسی سے شناسائی تھی اللہ تعالیٰ کی مدد کے سوا کوئی طاہری اور مجازی دوسرا سننے  
نہ تھی جب مدین پہنچے تو ایک کوئیں پر گزر رہا وہاں دیکھا کہ ایک بڑی جماعت ہے بھیڑ بھاڑ ہے بکریاں چرانے والے اپنی اپنی  
بکریاں لے کر آتے ہیں اور انہیں پانی پلار ہے ہیں اور یہ بھی دیکھا کہ وہ عورتیں اپنی بکریاں لیے کھڑی ہیں وہاں بکریوں کو روک  
رہی ہیں تاکہ دوسروں کی بکریوں میں دل نہ لے جائیں اور دوسروں کا کھینچا ہوا پانی نہ لے لیں ورنہ پانی کھینچنے والے ان بکریوں کو مار  
بھاگ گئے کہ جو ان کی اپنی نہیں ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان دونوں سے کہا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ انک کھڑے ہوئے گا  
مستعد کیا ہے؟ ان دونوں نے جواب دیا کہ یہ لوگ جو پانی پلار ہے ہیں خود ہیں ہم ان کے ساتھ ساتھ کوئیں میں ڈال ڈال کر اپنی  
بکریوں کو پانی نہیں پلا سکتے لہذا ہم یہ کہتے ہیں کہ جب چاہے اپنے اپنے سو بیٹوں کو پانی پلا کر وہاں سے جاتے ہیں تو ہم اپنی  
بکریوں کو پانی پلاتے ہیں ایک تو عورت ذات مردوں کی بھیڑ میں ڈال نہیں سکتی کئی دوسرے مردوں کے اختلاف سے بھی چٹا  
ہے چونکہ یہ ایک اشکال ہوتا تھا کہ بکریوں کو پانی پلانا ہم دونوں کے ذمہ کیوں چلا؟ کیا تمہارے گھر میں کوئی مرد نہیں ہے اس لیے  
اس کا جواب بھی انہوں نے دے دیا وَ اِنَّا قَدْ خَلَقْنٰهُ فَجَعَلْنٰہُ رَجُلًا ۝۱۰ کیا تمہارے گھر میں کوئی مرد نہیں ہے اس لیے  
نہیں آ سکتے اور اتنا کہنے کے بعد جو خاموشی اختیار کر لی اسی خاموشی میں یہ بھی بتا دیا کہ ہمارے شوہر ہیں اور نہ ہمارے بھائی  
ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تو اس آگیا اور جلدی سے آگے بڑھ کر ان کی بکریوں کو پانی پلا دیا اور پانی پلانے کے بعد کوئیں سے  
بہت کر مایہ میں چلے گئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توجہ ہو کر عرض کیا رَبِّ اِنِّیْ لَبِغْتُ اَنْزَلْتَ اِلَیْ مِنْ خُبْرٍ فَھَبْہُ (اے میرے  
رب جو تجربہ آپ میرے لیے نازل فرمائیں میں اس کا حجاج ہوں) حضرت انبیاء و ائمہ علیہم السلام اور مومنین صالحین کا یہی  
طریقہ رہا ہے کہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور ہر مشکل اور پریشانی میں اس کی طرف توجہ ہوتے ہیں۔

لہذا حسنِ ختام میں جو تحریر ہے اس کی موم میں سب سمجھا گیا، بھوکہ دہ کرنے کا انتظام بھی، کچھ کھانسی اور ان میں بھی بخیر رہے گا  
خدا کا بھی "مسترین" لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے روانہ ہو کر مدین پہنچے پھر اسے سطر میں بڑوں کے چنے کھاتے رہے

جھوک کی جہ سے بچ کر تھک گیا تھا بھوکے بھی تھے دبا ہی بھی ظاہر ہو رہا تھا اللہ تعالیٰ سے جو خیر کا سوال کیا اس سے خاص طور سے کھانے والی چیز کا سوال بھی تھا۔

دو دن عورتیں آج اپنی نکریاں کو لے کر محاف عادت جہدی گھر نکلیں تو ان کے والد نے کہا کہ کیا بات ہے کہ آج تم جہدی آگئیں؟ انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے جہدی نکریاں کو پانی پلا دیا ہے اور ساتھ ہی اس شخص کی انجلی مسکات بھی دیان کر دی۔ ان دنوں عورتوں کے والد نے کہا کہ اچھا وہ اس شخص کو دلاؤ چنانچہ ان دنوں میں سے ایک عورت آئی جو شرابی ہوئی تھی۔ روح لطیفی میں کھڑے تھے کہ اس نے اپنے پیروں پر کھڑا ہوا اور کہا تھا اس نے کہا کہ یقین چاہیے کہ میرے والد آپ کو بارے ہیں تاکہ وہ آپ کو پانی پانے کا سہارا دے سکے۔

روح لطیفی میں کھڑے تھے اور حیا شرم تمام نبیوں کا شعار تھا۔

لیذا اس عورت سے کہا کہ تو میرے پیچھے پیچھے چل اور کھجے حیات بتاتی رہنا 'دائیں بائیں جدھر کو خواہو گانا روح' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ بھی گوارا کر لیا کہ پروردگار عورت کے پیچھے پیچھے چلا جائے اور انجلی طرح انجلیوں سے دعا کی جاتی تھی اس طرح چلتے ہوئے اس لڑکی کے والد کے پاس پہنچے جب ان کے پاس پہنچے کہ تو اپنا والد بتا دینا انہوں نے تقدیر سن کر تسلی پائی اور کہا کہ آپ خوفزدہ نہ ہوں آپ خدا تعالیٰ سے بہت پناہ لے چکے ہیں جن لوگوں نے آپ کے قتل کا منصوبہ کیا ہے ان کی دھڑوں سے نکل چکے ہیں اس ملک میں ان لوگوں کا کوئی مل جل نہیں ہے ان دنوں لڑکیوں میں سے ایک عورت نے کہا کہ باپا جان اس شخص کو آپ کا عرصت پر رکھ لیجئے یہ بکروں کی چرائیں ہے اور دوسری عورت بھی انہما میں سے ایک عورت کا ایک یہ شخص قوی بھی ہے لیکن بھی ہے اور ملازم رکھنے کے لیے وہی شخص بہتر ہے جو قوی ہو اور ان کی بھی ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قوی بھائی کی بھری ہوئی جوتی سے تمام قہار پانی پلاتے وقت جوں کا کھل دیکھتا تھا اس سے بھی ان کی قوت و طاقت کا مظاہرہ ہو چکا تھا۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ جب ان دنوں عورتوں نے یہ سنا کہ ایک عورت میں اس وقت تک پانی نہیں پیا جتھے جب تک چرواہے سو نہیں کو پانی پیا کر دیکھتے تھے بائیں تو موسیٰ علیہ السلام نے درخت فرمایا کہ اس کو میری دعا دے دو کہیں اور بھی پانی ہے؟ اس پر ان دنوں عورتوں نے کہا کہ ہاں قریب میں ایک کنواں اور ہے اس کے کنارے پر ایک بھاری چھڑا کھڑا ہے اسے چھڑا دی بھی مل کر نہیں اٹھا جتھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ بتاؤ وہ کہاں ہے؟ وہ دنوں انجلی اس کو کہیں میں لے گئیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک ہی بات سے اس چھڑا کو بتا دیا اور ان کی نکریاں کو پانی پلا کر چھڑا کی طرح کوئیں کے کنارے رکھ دیا جس طرح پیسے رکھا تھا۔ (۱۷۱) (۱۷۲) اور موسیٰ علیہ السلام کا کنواں ہوا اس سے ظاہر ہوا کہ انہوں نے اپنی نظر تک کو کھینچتے سے چھڑا دیا وہاں تک احتیاط کی کہ عورت کو اپنے پیچھے چنے کے لیے فرمایا اور خود آگے چلے شام کو جہدی نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ان دنوں لڑکیوں میں سے تمہارے ساتھ ایک کتا لے کر وہیں بیٹھ کر تم میرے پاس بیٹھو اور آٹھ سال کا کام کرنا میری طرف سے تو آٹھ سال کی مدت ہے تاکہ وہ اگر تمہاری سالی ہو کر وہ تو یہ تمہارے طرف سے بطور تفضل اور میری جاتی کے ہوگا یعنی تمہاری طرف سے ایک احسان ہوگا میں تمہیں تکلیف میں ڈالنا نہیں چاہتا ان دنوں سالی پارے کرنے کے لیے کہیں کا لہو نہ کاموں میں دلاؤ یہ کرنا کہ وہ فانی فانی السروج بالرواح تصام العشر و الحافض فی مراحات الاوقات و السبلات و الاعمال) ساتھ ہی یہ بھی فرمایا استجابوا لنداء اللہ بن الصالحین (کہ ان دنوں تمہارے اچھے لوگوں میں پانے کے) اس میں معاملہ اور بتاؤ میں فری اور دعا سے عہد میں تمہارے اچھے لوگوں کے اور میری





حزوری کرنے کو نہ رکھتے ہیں۔ بلکہ کہتے ہیں عاتق میں جس حزوری کرنے سے بچتے ہیں اور اس میں اپنی خدمت رکھتے ہیں قرصوں پر قریے لیے چلے جاتے ہیں بلکہ ہاتھی کا کھانا ان کا کام بھی نہیں ہوتا لیکن عزت حزوری کر کے کسب حلال کی طرف نہیں برساتے یہ صاحبین کا طریقہ نہیں ہے۔

شاید یہی ایک لڑکی نے جو کہا کہ اسے اب جان اس شخص کو اپنے یہاں اجرت پر رکھ لیجئے اور ساتھ میں بھی کہا کہ آنحضرت من انسہا حسرت الخلق الامین (کہ جسے آپ حزوری پر نہیں ان میں بغیر آدمی وہ ہے جو قوی بھی ہو لیکن بھی ہو اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعریف تو ہے لی کہ یہ شخص قوت والا ہے اور اتنا دار ہے ساتھ ہی یہ بھی تاہا کا اپنے کام کے لیے ایسے شخص کو حزور رکھنا ہے جس کا کوئی ترسکا ہو جس کے لیے وہ دم رکھا ہوا رہا ہے اور ہر عمل کی قوت طبعہ ہوتی ہے کسی کو پڑھانے کی قوت و صلاحیت ہوتی چاہیے جس کی کوکاب سب ساتھ ہے وہ صاحب دان ہونا چاہیے جس کی سے قدرت خواہ وہ اس کا حال دیکھ جائے خود اصرار بخود لو سے نہ دے اور بخود ادا نہیں دیا کر دینے والا ہو اور قوی بہ نسبتی تھیں نہ فی سب قوتوں کو شامل ہے ساتھ ہی یہ بھی تاہا کرتے کسی کام پر رکھا جائے اور اتنا دار بھی نہ دے چاہیے اس میں ہر قسم کی امانت داخل ہے حال میں بھی خیانت نہ کرے نہ وقت بھی پورا دے اور جس کے یہاں کام پر لگے اس کے دل و خیال کے ہر سے میں بھی بدتمشی اور بد نظری کے خیال سے پاک اور صاف رہے آخر کل لوگوں میں خیانت بہت ہے جب کوئی شخص حزور میں کام پر لگتا ہے تو جب تک ساتھ رہتا ہے اچھی طرح لگ کر کام کرتے ہیں اور جیسے وہ خبروں سے اور محسوس ہوتا ہے نہ لگے محسوس ہوتوں میں کام کرنے والے وہاں لوگوں میں پڑھانے والے کچھ ہو رہی ہے لیجئے ہیں اور کام دیا جاتا کرتے ہیں آپس میں مل کر ہر ہر ایک شخص خود سے میں نے طبعاً حاضری کرتا ہے اور جو حاضری میں براہ کھمی جاتی ہے یہ سب خیانت ہے جن کو اس حکومت کے حکموں میں یا دوسرے اداروں میں لازم رکھنے کا اختیار دیا گیا ہو ان کو اس پر لازم ہے کہ جسے لازم رکھیں انکی صلاحیت بھی دیکھیں اور اتنا دار ہونے کا بھی ہر چاہا کسی شخص ذکر یہ دیکھتے پڑا کہ نہ کریں اور نہ دشت نے کسی کو دیکھ کر بھی اور نہ قرابت داری کو لازم رکھنے کا سبب بنائیں۔

شاید یہی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں تم سے اپنی حق دواؤں میں سے ایک لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہوں اس سے معلوم ہوا کہ جب لڑکی نکاح کے قائل ہو جائے اور اس کے مناسب حال دشواری جائے تو اس میں دیر نہ لگائے۔ حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ سوال کیا گیا نے فرما کر فرمایا کہ اسے علی اتنے چیزیں دیں کہیں جس میں دیر نہ لگائی جائے۔

۱) نواز (جب اس کا وقت ہو جائے)۔ ۲) جنازہ (اس کی نماز اور تدفین) جب حاضر ہو جائے۔ ۳) بے شوہر اور عورت (جب تو اس کے لیے نکو پالے)۔ ۴) (دوسری مذکورہ اصلاحیں ص ۶)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص آگاہ کا بیٹا مہیجے جس کے دین اور اخلاق سے راضی ہو تو اس کا نکاح کرو ورنہ نہ کرو گے تو زمین میں جڑا کھنڈ ہو جائے گا اور (اس کا) پھل افساد ہو جائے گا۔ (مسلم و ابی داؤد)

شاید یہی کے فعل سے دوسری بات پر معصوم ہوئی کہ کسی شخص سے یہ کہا کہ میں تم سے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا چاہتا ہوں کوئی عیب کی بات نہیں ہے تو آج کل جو لوگوں میں یہ طریقہ ہے کہ لڑکیوں کے لیے خود رشوتیں وصول کرتے ہیں یا قے کے انتظار میں رہتے ہیں اگرچہ رشوت سامنے آجائے تو اپنی زبان سے بات چلائے گا عیب سمجھتے ہیں یہ جاننا نہ بات ہے اسی طرح اگر لڑکی کا نکاح ہوتا ہے تو باپ



پہنچا پہنچا ہے اور ہمیں اللہ میں حاضر ہوتا ہے اور اللہ کا جواب دہ بن کر رہنا ہے۔

حضرت خلیفہ بنی خضد ان کے شوہر کے شہید ہو جانے کی وجہ سے بیوہ بن گئیں اور خدمت نہ کر جاتے کے بعد حضرت ابو کھڑے حضرت کیا کہ یہ بی بی بنتی کو کان میں ٹھونس دیا خاموش ہو سکے۔ انہی دنوں حضرت عثمان کی اہلیہ حضرت رقیہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سہیلی) نے کہا کہ میں نے اپنے کان سے کہا کہ میری بی بی آپ کے کان میں قول کرنا نہیں میں نے جواب دیا کہ تمہیں ان دنوں کان کرنے کا خیال نہیں ہے؟ حضرت خزنہ نے یہ بات سنی اور ان کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر کہی تو آپ نے فرمایا کہ خضد سے وہ ٹھونس کان نہ کرے گا جو کان سے بہتر ہے اور عثمان کے کان میں ایسی بیوی آجائے گی جو خضد سے بہتر ہے۔ اس کے بعد آپ خزنہ نے حضرت خضد سے خود کان فرمایا اور حضرت عثمان سے اپنی سہیلی رقیہ کو حضرت عثمان کا کان کر دیا اس کے بعد حضرت ابو کھڑے فرمایا کہ تمہیں وہ دل میں ناراض نہ ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے نہ کر دیا وہ دل میں خضد سے کان نہ کرے گا نیز اچھے یہ بات یہ نہ نہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز افش کر دے گا۔ آپ نے خضد سے کان نہ کرنے کا خیال چھوڑ دینے کو جس کان کر لیں۔ (ماہنامہ امتیاز اسلامیہ ص ۱۰۷) (۱۰۷)

فائدہ سوا دس: شیخ الحدیث نے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہیں کہہ کر میں ان دنوں میں سے اس شرط پر تم سے کان نہ کرنا چاہتا ہوں کہ آٹھ سال میرے پاس ملازمت کرو اس سے معلوم ہوا کہ میری کوئی وجہ نہ رہی کہ وہ میرے پاس نہ آئے اور نہ ہی ملازمت کی وجہ نہ رہی ضروری نہیں ہے۔

شہید کا خدمت کرنا بھی میر بن سکتا ہے البتہ فقہاء احتیج ہیں کہتے ہیں کہ کوئی آزاد شخص (جو نام نہ ہو) اپنی بیوی کی خدمت نہ کرے اور نہ باکر کان کر لے اور اسے مرغل ملے گا کان تو ہو جائے لیکن شوہر اس کی خدمت نہ کرے گا کیونکہ یہ قب موطوع ہے کہ شوہر بیوی کا خدمت میں جائے اور شیخ الحدیث جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معاملہ سے جو شواہد نے جو شرطیں لگائی ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں اس شرط پر کان کرنے کا ذکر ہے کہ تم آٹھ سال میرے پاس اجرت پر کام کرو۔ وہاں میر کا ذکر نہیں ہے بلکہ اس کی جگہ کوئی دلیل نہیں کہ ان کی شریعت میں میر ضروری تھا میر یہ بات بھی ہے کہ بکریاں بیوی کے باپ کی تمیں اور انہیں کی خدمت کا وعدہ تھا اسی لیے ان کا میری فرمایا ہے ان ناجرہ انہیں فرمایا۔ قال ابن الہمام فی فتح القدیر ص ۲۲۴ ج ۳ و کون الاوجه الصلحة فیصل اللہ سبحانه قصة شعب و موسی علیہما السلام من غیر بیان فلی فی شرعنا العاقل لو کانت الغنم ملک الذین ینون شعب و هو مختلف (امام ابن الہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں حضرت شعب و حضرت موسیٰ علیہما السلام کے قصہ کا جو وہی شریعت میں آتی ہے بغیر بیان کرنا آزادانہی کی خدمت کو بیوی کے حق میں ضرور کرنے کے جائز ہونے کی دلیل تب ہوتا ہے کہ بکریاں ان کی بیوی کی غنیمت ہوگی) کہ حضرت شعب کی زندگی یہ بات ہے نہیں کہ بکریاں بیوی کی تمیں۔

شوہر اگر بیوی کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی خدمت کرے اگرچہ میری کے طور پر ہو تو خلیفہ اس کے ہزار کے قائل ہیں وہی یہ بات کہ جب آپ کی خدمت کر رہی تھی تو کیا ملازمین کا میر کی طرح ملازمین تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ان کی شریعت میں واقعی میر اور ملازمین حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میری کے طور پر تھی تو اس کی ادائیگی اس کے واسطے آتی ہے جس نے خدمت مزدوری پر رکھا اور کامیاب آپ تو آپ کے دوسرے کیا کہ وہ حق اللہ سے کا عرض اپنی بیوی کے ہونے کر دے بیوی کو بھی اختیار ہے کہ پہلی ہی صوف کر دے یا باپ دینے لگے تو قبول نہ کرے۔

فائدہ سابع۔ . . شیخ مدینی نے جرجس کہا تھا کہ میں تم سے ان دونوں چیزوں میں سے ایک چنی کا نکال کر چاہتا ہوں اس وقت انہوں نے چنی کی قمیض جس کی قمی اگر کوئی شخص اس پر پہن نکال کرے کہ پھر بھیجن کے نکال کیسے سمجھ جائے اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت شیخ مدینی آٹھ سال کا دست کرنے کی شرط بنانے کے ساتھ ان کا نکال کر کے کہتا تھا کہ میں ہر چاہتا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معاہدہ کر لیا بعد میں باقاعدہ نکال کر دیا گیا اس وقت منگوں کی بھی قمیض ہو گئی۔ قال الطبرطبی (ص ۲۷۲ ج ۶) بدل علی اللہ عرض لا عذر لادہ لوجان علق البصیر الملعون علیہا لہ۔ (امام قرطبی فرماتے ہیں آیات کے الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ شیخ مدینی نے مارا معاہدہ کیا تھا ان دنوں والدہ سے نکال نہیں کیا تھا اس بات میں نکال بھی مقصود ہوتا جس کا نکال ہر چاہتا اس کی قمیض بھی فرما دیتے)

فائدہ ثامن۔ . . ثابت کر رہے ہیں اس کا ذکر نہیں ہے کہ شیخ مدینی نے اپنی چنی سے نکال کرنے کی اجازت لی تھی۔ حضرت شوافع کا مذہب یہ ہے کہ بالغ لڑکی کا نکال اس کا والد اس سے دریافت کیے بغیر کر سکتا ہے لیکن اس پر آیت کریمہ سے استدلال کرنا صحیح نہیں کیونکہ آیت میں صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نکال بشرط دست کرنے کا ذکر ہے جب آپس میں معاہدہ ہو گیا تب نکال ہوا اس میں لڑکی سے دریافت کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے ہاں بعض روایات حدیث سے شوافع کا استدلال ہو سکتا ہے جو شکم فیہ ہیں۔ امام ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ بالغ لڑکی سے دل کا نکالنا تین ضروری چیزوں میں سے ایک ہے تو اجازت کے وقت اس کا چپ ہو جانا کافی ہے یعنی خاموشی اجازت میں شور بہا اور جھوٹ اور واسطہ ہوا اس کو دل اس سے نکالنے کی اجازت طلب کرے تو جب تک وہ زبان سے اجازت نہ دے اس وقت تک اجازت نہیں ملنی چاہئے گی۔ نیز قرآن مجید کی آیت ولا یغفلون ان ینکحوا (اور انہوں نے نہ دیکھا کہ وہ نکاح کر رہے ہیں) صاف ظاہر ہے کہ بالغ عورت اپنا نکال خود کرے تو رکعتی ہے البتہ جب عورت کا شخص غیر خود دل موجود ہو تو عورت آگے نہ بڑھے اور نکال کا معاملہ دل کے پر ہو گئے۔ (امام بیہق کے حوالے کے لیے مکتوب الصالح ص ۷۴ کا مطالعہ کیا جائے)

فائدہ نہم۔ . . شیخ مدینی نے یہ جو فرمایا کہ وَمَا یُؤْتِیْہِ اَنْ یُّنْفِیْ عِلَّتِہِ اس میں یہ بتا دیا کہ تہا سے نہ ہر کام کا کیا جائے گا تہا سے اس کو وہی ہو گا اور میں تم کو بتا کر دیا کہ معاہدہ اور طے شدہ معاملہ سے زیادہ وہ کام نہ ان کا پھر مستحق ہیں ان شاء اللہ من اللہ العزیز بھی فرمایا اس میں یہ بھی بتا دیا کہ تم مجھے جس معاملہ میں ضرور مجبوز کرو اور مجھ سے پورا کرنے میں پہنچاؤا ہے مقصود ہو کہ ضرور اور طے شدہ طرح صحت سے ملو ماضی ل پر راکر کرنے کی کوشش کرے اور جو شخص طے شدہ معاملہ میں نہ پہنچاؤا کرے اس کا حق وہاں ہے اور اس کی ہر حاجت میں دیر نہ لگے اور ملازم سے بھی کوئی کوتاہی ہو جائے تو اس سے دیر نہ کرے اگر کسی بات پر پہنچاؤا کرے تو اس کا تہا بھی مناسب ہو گئے۔

حضرت محمد بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضروری ضروری اس کا پہنہ نشہ ہونے سے پہلے دے دو۔ (رواہ ابن ماجہ) اور حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تہا کوئی کا فرمان ہے کہ تہا سے کہن میں تہا آئیں کے خلاف بدلی نہ ہو گا۔ اور شخص جس نے میرا نام لے کر مجھ کا پھر دھوکا کیا۔ اس میں شخص نے کسی آواز کو گھڑا دیا پھر اس کی قیمت کا گیا۔

اس میں سے کسی شخص کو ضروری پہنچاؤا پھر اس سے اپنا کام پورا ملے یا عورت اس کی ضروری نہ تھی۔ (رواہ ابی داؤد ص ۳۰)

فائدہ عاشورہ۔ . . شیخ مدینی کی جن دونوں چیزوں کا ذکر ہے بعض مفسرین نے ان کے نام بھی لکھے ہیں اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ ان

میں سے ایک بڑی قمی ایک چھوٹی قمی ان میں سے ایک کا نام اور دوسری کا نام معلوم یا تھا اور یہ بھی کہ جس کے حضور پہنچائی گئی ہو اور یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جانے کی قمی اور اسی سے ان کا کلام ہوا تھا اور ایک قول یہ بھی ہے کہ بڑی لڑکی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کلام میں دی گئی تھی۔

فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ آنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ نَارًا قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا

پھر جب موسیٰ نے حالتِ موتی اور اپنے دل کو سکون دیا تو اس نے دیکھا کہ ایک آگ کا کھمبہ ایک پہاڑ سے ہے اور کہہ رہا ہے کہ تم یہاں سے نہ گزرو۔

إِنِّي أَنَا اللَّهُ الْعَلِيِّ أَيْتُكُمْ مِنْهَا بِعَمْرِ يُجْذِبُونَ النَّارَ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ﴿۱۰﴾ فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ

کہ میں نے ایک آگ بھی سے اس کو بلایا تھا کہ اس سے آگ لے کر آئے۔ اور اس کا کلام ہے کہ تم یہاں سے نہ گزرو۔ اور جب اس نے

مِنْ شَاةٍ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَنْ يَتُوسَىٰ إِلَىٰ آتَا اللَّهُ رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۱﴾

وہاں پہنچے تو اس نے اپنی جہتی جانب سے اس کو بلایا تھا کہ اس سے آگ لے کر آئے۔ اور اس کا کلام ہے کہ تم یہاں سے نہ گزرو۔ اور جب اس نے

وَأَنَّ الْفِتْنَةَ أَشَدُّ ۖ فَلَمَّا تَرَاهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّىٰ مُدَبِّرًا لَّمْ يُعْقِبْ مِنْهُ مُوسَىٰ فَأَقْبَلَ

اور دیکھ کر اپنی جہتی جانب سے اس کو بلایا تھا کہ اس سے آگ لے کر آئے۔ اور اس کا کلام ہے کہ تم یہاں سے نہ گزرو۔ اور جب اس نے

وَلَا تُخَفُّ ۚ إِنَّكَ مِنَ الْأُمِينَاتِ ﴿۱۲﴾ أَسْلَكَ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخَرُّجَ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ ۚ وَاضْمَر

اور اس سے اس نے اس کو بلایا تھا کہ اس سے آگ لے کر آئے۔ اور اس کا کلام ہے کہ تم یہاں سے نہ گزرو۔ اور جب اس نے

إِلَيْكَ جَنَّاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَلْيُكَ بَرَاهَانٍ مِنْ رَبِّكَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَ مَا لَهُمْ مِنْ مَلَأِهِمْ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا

اور اس سے اس نے اس کو بلایا تھا کہ اس سے آگ لے کر آئے۔ اور اس کا کلام ہے کہ تم یہاں سے نہ گزرو۔ اور جب اس نے

فَاسِقِينَ ﴿۱۳﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ﴿۱۴﴾ وَالَّذِينَ هَرَوْهُ فَأَوْفَصَح

اور اس سے اس نے اس کو بلایا تھا کہ اس سے آگ لے کر آئے۔ اور اس کا کلام ہے کہ تم یہاں سے نہ گزرو۔ اور جب اس نے

يَمِينِي لِسَانًا فَأَرْسَلَهُ فَعَبِىَ بِرَدَا يُصَدِّقُنِي ۖ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَيِّدُونِ ﴿۱۵﴾ قَالَ سُبْحٰنَ عِظْمِكَ

اور اس سے اس نے اس کو بلایا تھا کہ اس سے آگ لے کر آئے۔ اور اس کا کلام ہے کہ تم یہاں سے نہ گزرو۔ اور جب اس نے

بِأَعْيُنِكَ ۖ وَتَجْعَلُ لَنَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُونَ إِلَيْكُمَا ۚ بِأَيِّتِنَا ۚ أَنْشَأَ وَمِنْ

اور اس سے اس نے اس کو بلایا تھا کہ اس سے آگ لے کر آئے۔ اور اس کا کلام ہے کہ تم یہاں سے نہ گزرو۔ اور جب اس نے

الْبَعَثُكُمَا الْغَالِيُونَ ﴿۱۶﴾

اور اس سے اس نے اس کو بلایا تھا کہ اس سے آگ لے کر آئے۔ اور اس کا کلام ہے کہ تم یہاں سے نہ گزرو۔ اور جب اس نے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی اہلیہ کے ساتھ مدین سے واپس مصر کے لیے روانہ ہونا،  
اور وہ بطور پر آگ نظر آتا پھر وہاں پہنچنے پر رسالت سے سرفراز کیا جانا

حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین میں اپنے خسر صاحب کے پاس اہلیہ کے ساتھ رہتے رہتے بھراہاں سے مصر کی طرف واپس واپس  
کا روٹ لڑیا جب آئے گئے تو اپنی اہلیہ کو ساتھ لیا چلتے چلتے راستہ بھی بھول گئے اور راستہ کی غفلت کی وجہ سے سرابی نکلنے لگی بطور پہاڑ سے  
بہرہ ور رہتے کہ طوفانی جانب آگ نظر آتی ہے موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اہل خانہ سے فرمایا میں، ہاں جتنا دن امید ہے کہ ہاں راستہ کی  
کوئی قہرل ہے کہ یہی کسی راستہ تانے والے سے صداقت ہو جائے گی اگر یہ نہ ہو تو کھڑا کھڑا تو ہو گا کہ آگ کا کوئی قطب کسی کھڑی میں  
لے توں کا ختہ جلا کر تم پتہ لوگ یعنی گرمی حاصل کرو گے اہل خانہ سے یہ فرمایا کہ آگ کی طرف چل، اپنے پیسے کی طور پر ہار کے اپنے  
جانب کے کنارے پر پہنچے تو اس مہارک، جبکہ سے انہیں پکارنے کی آواز آتی ہو یہ آواز ایک درخت سے نکلتی ہوئی معلوم ہو رہی تھی یہ  
آواز انتہائی کی طرف سے تھی۔ انتہائی کی کارخانہ ہوا۔ موسیٰ میں خند ہوں، اب اللہ تعالیٰ میں نور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یہ تمہارے ہاتھ  
میں جو مصائب آئے اہل و عسوی علیہ السلام نے اپنے مصائب کو اہل و عسوی تک کیادیکھتے ہیں کہ وہ تو چھوٹے سے مصائب کی طرح حرکت  
کر رہے ہیں اس کو جو حرکت کرتے ہوئے دیکھنا تو شہت پھیر کر ملے، بے اور سزا نہ دیکھا بھی نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسے موسیٰ اور اہل  
آگے جو عزم اس میں جو تمہیں کوئی تکلیف پہنچنے والی نہیں ہے اور حریہ یہ کرو گا کہ پتا تھا اپنے سرچاں میں ڈالو پھر اسے نکالو اور چھوڑ دو کہ  
تمہارے سامنے آجائے گا اللہ کی رنگ کے بجائے زیادہ تیز روشنی، اور جو کرنا ہو کر ناگہان قاضی مرض یعنی بڑاں وغیرہ کی وجہ سے ایسا نہ ہو گا  
چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا کہ ہاتھ کو گریں میں ڈال کر یاہر نکالیں گا ہاتھ خوب زیادہ روشن ہو کر سرچاں سے باہر آگئے اہل خانہ نے  
حریہ فرمایا کہ ہاتھ کی یہ کیفیت دیکھ کر کچھ خوف محسوس ہوتا ہے اور کرنے کے لیے اپنے زانو چلی اسی سلیجہ ہاتھ کو دھوا، اپنے سرچاں میں  
ڈال لے لے لے کر نے سے دوا پتی چکی حالت پر آجائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے مصائب کو سنبھال کر وہی حالت پر نکال دیا اور ان کے ہاتھ ہاتھ خوب زیادہ روشن چھوڑ دیا پھر اسکو اصلی  
حالت پر نکال دیا اور بطور عجز و ان کو یہ دونوں چیزیں عطا فرمائیں اور فرمایا کہ تمہارے رب کی طرف سے یہ دو انگلیں ہیں قرقر خون ہمارا ان کی  
تصدیق کے ذمے لوگوں کے پاس چلے جاؤ اور انہیں حق کی اور اہل صالح کی صحبت و اور اہل تعالیٰ کی وحدانیت اور عبادت کی طرف متوجہ  
کر۔ ﴿فَاصْبِرْ صَبْرًا جَدِيدًا﴾ (یاد رہے) (اولک) (فرمان ہیں)

موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دو باتیں عرض کیں ایک تو یہ کہ میں نے مصر میں کا ایک شخص قتل کر دیا تھا اب مجھے دہشت  
کہ ان کے پاس ہلاکت آئے مجھے قتل کر دیں اور اس صورت میں رحمت کا کام نہ ہو سکے گا اور دوسری بات یہ ہے کہ میرے ساتھ کوئی ایک شخص  
ہوتا چاہیے جو میرا معاون ہو لہذا میرے معاونان میں سے میرے چھوٹی بڑوں کو میرا ہمراہ لے دیں۔ (اسکا سورۃ القصص ۱۸ سے لیتے تھے تو  
بھی شکی اور میری زبان میں دوا پتی نہیں ہے۔

بازوں زبان کے اعتبار سے مجھ سے زیادہ فصیح و بلیغ دوسری باتوں کے اور میرے کام میں شریک ہوں تے اور ہم دونوں مل  
قرقر خون کے پاس جائیں گے تو ان کی وجہ سے بہت جلد ہی، یہی ہے کہ ہمارا زبانی مناظرے کی ضرورت تھی۔ حق تو یہ تھا کہ ان کی زبان میں  
دوا پتی زیادہ ہے اس لیے وہ ان عہد میں بھی اچھی طرح غفلت کر نہیں گئے تھے ذرا ہے کہ وہ لوگ مجھے چننا نہیں کے ہذا حساب یہ ہے کہ ان  
موقع پر ہمارا نہ میرے ہنگامہ دہی اور میری تصدیق کریں۔



وَجَعَلْنَاهُمْ آيَةً يُدْعَوْنَ إِلَى الثَّارِ وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ لَا يُنصَرُونَ ﴿٢٠﴾ وَاتَّبَعْنَاهُمْ فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً

اور ہم نے انہیں ایذا دیا جو کہ ان کی طرف دعوت دینے سے اور قوم کے کہ ان کی مدد کی جائے گی۔ اور ہم نے ان دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگا دی

وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ هُمْ مِنَ الْمَقْجُونِينَ ﴿٢١﴾

اور قوم کے کہ جن پر خدا اور میں سے عتاب ہے۔

رسالت سے سرفراز ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصر کو واپس ہونا پھر فرعون

اور اس کے درباریوں کے پاس پہنچ کر حق کی دعوت دینا

حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین سے واپس ہوتے ہوئے وادی طویٰ میں نبوت سے سرفراز کیے گئے اور وہیں انہوں نے اہل جہل ثنائہ سے دعا کی کہ میرے بھائی ہارون کو بھی رسول بنا دیجئے تاکہ میں اور ہارون کر فرعون اور اس کی قوم کے پاس جائیں اور آپ کا طریقہ پہنچائیں اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی نبوت عطا فرمادی جس کی کچھ تفصیل گزرجی ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر پہنچے تو اپنے گھر گئے اور حضرت ہارون علیہ السلام کو ساتھ لیا دونوں مل کر فرعون کے پاس پہنچے فرعون اپنے درباریوں کے ساتھ موجود تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اہل جہل ثنائہ کو اہد معبود ماننے کی دعوت دی اور فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں میں کچھ کچھ بات پہنچاؤں گا۔ (وَمَا خَلَقْتُ غُلَامًا مِّنْ لَّا أَقُولُ عَلٰی اللّٰهِ اِلَّا الْحَقُّ) (اور میں اس بات پر قائم ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سوائے حق کے کچھ رکھتوں کہوں گا) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دربار سے بھڑکے اٹھائے۔ عسا کہ اللہ تعالیٰ وہاں کیا اور گریبان میں ہاتھ ڈال کر نکلا تو وہاں تائید اور دشمنی تھا سب دیکھنے والوں نے جب یہ دونوں بھڑکے تو دیکھ لیتے تو فرعون اور اس کے درباری کہنے لگے کہ یہ تو جادو ہے جسے اس نے خود ہی بنالیا ہے اور اس شخص کا یہ دعویٰ کہ میں نبی ہوں ایسا دعویٰ ہم نے اپنے باپ داداں کے زمانوں میں تو نہیں سنا۔ یہ بات انہوں نے سمجھ کر کہی ہے کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام مصر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے تھے اور وہ ایمان کی دعوت دیتے رہے تھے۔

چونکہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھڑکات کو جادو پر محمول کیا اس لیے مقابلہ کرنے کے لیے جادو گردوں کو بلایا جس کا ذکر سورۃ اعراف (ع ۷۳) اور سورۃ طہ (ع ۳۳) اور سورۃ شعراء (ع ۳۳) میں مذکور ہے ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے متعدد سوالات بھی کیے اور آپ نے بڑی جسارت اور دے پاکی کے ساتھ جواب دیے یہ سوال بھی سورۃ طہ سورۃ شعراء میں مذکور ہیں چونکہ فرعون اور اس کے درباری حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب پر کئے ہوئے تھے اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ رَتَّبْنَا فَلْسَفَتُمْ بَسْمٰنَ حَمَاقٍ بِالْقَهْدِ مِنْ جَنَبِهِ وَهٰنَ تَكْفُرُوْنَ لَهٗ عَاطِيَةُ النَّارِ (میرا ب خوب جانتا ہے کہ اس کو جو دجائیت لے کر آیا اور اس شخص کو بھی جس کا انہماک آخرت میں اچھا ہونے والا ہے) تم لوگ گھٹے جھٹاتے ہو لیکن میرے سب کو تو مظلوم ہے کہ میں اس کا رسول ہوں جو شخص میری بات مان لے گا اس کا انہماک اچھا ہوگا عَاطِيَةُ السَّلَاطِ سے بعض حضرات نے وارد کیا کہ انہماک اور بعض حضرات نے دار آخرت کا انہماک مر دایا ہے اگر دار و دنیا مراد ہو تو اس میں اس بات کی عقلی اصلاح ہے کہ تم میری دعوت قبول نہ کرو گے تو تمہارا دار انہماک ہوگا چنانچہ ایماندار اور فرعون اور اس کے لشکر متعدد میں فرق کر دیے گئے۔ اَوَسَّ اَلَا يَخْلُقُ الْعَالَمُ الْفَنَوْنَ (جادو کا علم لوگ

کا صواب نہیں ہوتے) صاحب روح المعانی سمجھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرمان کا حاصل یہ ہے کہ میرے رب کو خوب معلوم ہے کہ کلامِ انعام کا کون اہل ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے بھی یاد دلا دیا اور جاہلیت و کفر کی کجی کو دور فرمایا اور اگر ایک بات ہوئی جیسے تم کہتے ہو کہ تمہارا رب اس جاہلیت لانے والا جاہل ہے مگر یہ دلائل ہے تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ بھی کیوں مانگا؟ وہ تو نبی ہے حکیم ہے جنہوں کو لوہہ چاڑھ لوہہ گدوں کو رسالت اور نبوت سے نہیں ٹوڑتا۔

فرعون نے جب یہ محسوس کیا کہ مصر کے لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کلمات سے متاثر ہو رہے ہیں اور وہ جو معبود ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اس میں دھنچہ نہ رہا ہے اور موسیٰ اور اس کا بیٹا ایسے مجسمہ معبود ماننے کو تیار نہیں ہے تو اس نے اپنے اہل و عیال سے کہا کہ جہاں تک میں چاہتا ہوں تمہارا رب کے لیے میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے (جب جڑوں کا معبود ہونے کا دعویٰ کیا کہ تو چاہو گے کہ جس شہر میں ہو سکتے ہیں اس کا دل تو چاہتا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام حق پر ہیں جیسا کہ سورۃ بنی اسرائیل میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا لَقَدْ عَلَّمْتُمَا هَذَا وَلَآ اِلَـٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْتَ اَلْغَنِيُّ وَ اَنْتَ اَلْغَنِيُّ وَ اَنْتَ اَلْغَنِيُّ) تو غریب چاہتا ہے کہ یہ کائنات خالص تاجان ہمارے میں کے ہو اور اگر کسی نے کہے ہیں جو کہ میرے رب کے بارے میں (جیسا کہ انکار پر ہمارا بار) اس کی نظر بنانے کے لیے ہمارے ان کے غور و فکر کا بھاننے کے لیے اپنے ذرا بیان سے غریب ہو رہا کہنے لگا۔ فَذَرْهُمْ لِمَا يُنَادُّونَ عَلٰی الْعِزِّ لَمْ يُعْلَمِ اَنْ لَّيْ اَصْرَ حَآ لَعَلَّی اَلْمُطْلَعُ اَلِیْ اِلٰہِ مُؤْمِنٍ وَّ اَلِیْ اَلْاٰطَمٰتِیْنِ السَّکِیْنَتِیْنِ (اے ہلاکت دہانہ اگر کوئی ایسی بات کہیں وہ اس کام کے لیے ایک بھٹکا بھرا اس میں انہوں کو بچا کریت نہ ہی خدا اس کی باتیں چکر بھرا اس میں اس سے ایک اونچا گل چکر کرتا کہ میں سوچ چکے ہو کہ موسیٰ کے معبود کا یہ چاڑھ اس میں اسے جنہوں میں سے بہت ہوں اس کا کہ سورۃ مؤمنین میں اس طرح سے ہے۔ وَ قَالِ فِرْعٰوْنُ یٰ مَعْیٰدُ اَنْ اَنْ لِّیْ حِزْبًا لَّعَلَّی اَتُبٰلِغُ اَلْاَسْبَابِ سُبَابِ السَّعٰوٰتِ فَذٰلَکَ لَطِیْفُ اَلِیْ اِلٰہِ مُؤْمِنٍ (اور فرعون نے کہا کہ اے ہاں میرے لیے ایک گل ہمارے ہاں ہے کہ میں آسمانوں پر پہنچ جاؤں پھر میں موسیٰ کے رب کو دیکھوں) یہ بات چاہوں کہ یہ قول ماننے کے لیے کہی۔ کتنی یہ داخل بنا لیا جائے پہلے تاجان پر نہیں پہنچ سکتے (پھر کوئی شخص زندہ ہے چکر ہمارے آسمانوں پر کہیں پہنچ سکتا ہے؟) جو لوگ ایک نہ کی دیت تک جہالت میں رہتے ہیں معبود جعلی کو نہیں جانتے وہ انکی باتوں میں آجاتے ہیں وہ تمام کے لیے تو اس کے جواب میں یہ کہہ دیا کہ کوئی تھا کہ تو اپنے آپ کو معبود مانا کرتا ہے حالانکہ تو آسمان پر پہنچنے کے لیے نہ اور عمارت کا نشان ہے اپنے اور میرے چاہنے سے تو انہیں بھی وجود میں نہیں آسکتیں پسے ہوئی انہیں دہائی چکر میں پھر ان کو پکایا جائے پھر عمارت دہائی جائے پھر تو اس پر چرے کیا ہے ماہر کو بھی خدا ہی کا دعویٰ کرنا یہ دینا ہے جن کو ان کو کہہ کہ کل کھلی تھی وہ دنیاوی مفاد اور فرعون کی سلطنت اور سلطنت کی وجہ سے دہانہ اذن نہ دیا کہے۔ قَالَ صَاحِبُ الرُّوْحِ ص ۸۰ ج و ہما صا مکان فالتقوم کانوا اھل غلبۃ العبادة والاعمال و اطراف العبادة والعبادة والا لاعتقل علیہم مثل هذا الہدیان الطبع صا لعل۔ (العرض فرعون کی قوم معبود نہ تھی، چاہل تھی اور نہ ہی بن و کند خاطر میں نہ تھے، ہوتی تھی کسی وجہ سے کہ فرعون کو ان کے سامنے اس طرح کی دہائی تھی یا نہیں کرنے کی جرأت ہوتی تھی) قرآن مجید میں اس کا ذکر نہیں ہے کہ کوئی تیار ہوا یا نہیں اور چار ہوا تو تہجد کا لفظ۔ علامہ قرطبی نے سنی سے نقل کیا ہے کہ ہلاک نے گل دیا اور فرعون اس پر چرے حال اس نے آسمان کی طرف تیر چھپکے اور وہ غرور میں بھرے ہوئے وہاں ہوئے اس پر وہ کہنے لگا کہ میں نے موسیٰ کے معبود کو گل کر دیا جب اس نے یہ بات کہی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس گل میں اپنا ایک پر مارا جس کا ایک ٹکڑا فرعون کے نظر پر گر اس کی وجہ سے ہزاروں آدمی ہلاک ہو گئے اور ایک مسند میں گر اور ایک مغرب کی جانب گر اس میں لوگوں نے اس گل کے دانے میں کام کیا خدا وہ ہلاک ہوئے۔ علامہ قرطبی نے نقل کر دیا لیکن انہیں خود ہی اس کے کچے ہوئے میں تو وہ تھا اس لیے اطمینان۔ وَ اَلْقٰہُ اَلْعُلَمُ بِصَحْفَةٍ ذٰلِکَ فَرَدَیْہِ اَمْرٌ مُّسْرِنٌ کَا سَوْفَ یَہِیْہِ کہ

[illegible]

وَجَعَلْنَا لَهُمُ الْبُشَىٰ الْبَنَاتِ ۖ أَلَيْسَ خِلَافًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا يَفْعَلُونَ (اور ہم نے انہیں خاتونوں کا عطا کیا ہے۔) (یعنی کفر و شرک کی محنت دیتے رہے جس کا نتیجہ ان کے پاس عورتیں ہیں۔) (اور ہم نے ان کے لیے ان کے ان کی عورتوں کی بجائے دی۔)

[illegible]

فائدہ ..... فرعون اور اس کی جماعت کے لئے جنتا ہلنگون ابلی طہور قرابا کہ تم نے انہیں پیشوا اور امام بنایا جو مذبح کی طرف جاتے تھے اس سے معلوم ہوا انھوں نے جس طرح خیر کی دعوت دینے والوں کے لیے بھلا جانا ہے اس طرح شر کی دعوت دینے والے کے لیے بھی مستعمل ہے۔ جہاں شر کی دعوت قبول کر لیتے ہیں یہ راہی ان کے امام اور پیشوا بنے رہتے ہیں۔ بہت سے اہل فرقے ہیں جو اپنے پیشوا کو امام کہتے ہیں مثلاً "کاسم" سے اس کو کہا کہ انہیں مسلمان نہ سمجھیں جو شخص کفر یا کثرت کی دعوت دے یا جہاد کو کفر کا اور کفر ال کا امام بن کر چہ مسلمان ہو نہ کافر وہی بھی کرتا ہے اس کو خوب سمجھنا چاہئے۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِ مَا أَفْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَى بَصَائِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِعِبادِنَا

ہر اس کے بعد نے اگلی سطور کا جاک کر اس قسم کے صوفی کا کتاب دی جو لوگوں کے لیے سیرتوں کا اور سراجِ ہدایت اور دستِ نجات کا ہے۔

وہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ اور آپ مغربی چاہت ہیں تو ہم نے موسیٰ کو حکام اپنے اور آپ مقام دہانے دے دیے۔

وَلَكُمْ أَنفُسُكُمْ فَارْزُقُوا فَخْرًا وَلَكُمْ فِيهَا مَعَى كَثْرَتٍ مِّنْ أَعْيُنٍ تُرْزَقُونَ ۖ وَإِذَا كُنْتُمْ فِي أَهْلِ مَدْيَنَ فَتَشَلُّوا عَلَيْهِمْ أَيَّامًا ۖ

اور جسے ہم نے پہلے ہی جان سنا کہ چھوٹا لڑکا اس پر مار مار کر لیا اور آپ اہل دیوبند میں منظم دئے آپ اس پر جان لی آتشیں حملات کر گئے ہیں

وَلِكِنَّا كَمَا مَرَّ بِلَيْتِنَا ۝ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الظُّلُمِ إِذْ نَادَيْنَا وَلَكِنْ رَحِمَهُ مِنْ رَبِّكَ يُسَلِّمُ قَوْمًا

اور لیکن ہم باقی رسولی جانے والے ہیں اور آپ صوفی کی جانب رہ گئے ہیں۔ ہم نے تو ان کی بات سنی تھی کہ آپ کے دل کی طرف سے آپ پر رحمت نازل ہوئی ہے۔











اسے انکار کر کے اس سے نکال کر اپنا سواں شخص کے لیے (مجلسی، ج ۱۲، ص ۱۴۸)۔

حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب میں سے جو شخص اسلام قبول کرے اس کے لیے ایک اجر اپنے نبی پر ایمان لانے کا اور ایک اجر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا ہے آیت میں جو لفظ عاصراً ہے اس میں یہ بتایا کہ ہم کرنے کی جگہ سے انہیں اس پر اور اس کے گناہ میں سب کچھ داخل ہے پہلے نبی کی طرف سے جو افعال غیر پہلے تھے ان پر عمل کرنا اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو افعال تھے ان پر عمل کرنا اور ایمان قبول کرنے کے بعد یہ وہ ضدی ہے جو گناہیں نکلیں، مال اور جائیداد سے ہاتھ دھوا کر چارہ صبر میں یہ سب چیزیں شامل ہیں۔

مؤمنین اہل کتاب کی ایک یہ صفت بیان فرمائی کہ وہ چھائی کے ذریعہ ربی کو دفع کرتے ہیں یعنی نہ وہ کے بعد ایک کا منہ کر لیتے ہیں جن سے کہ وہ منافق ہو جاتے ہیں۔ انہیں کے ذریعے گناہوں کا معاف ہو جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کو ایک قانون ہے اور یہ اس کا حکم ہے کہ وہ بدو میں رہا کرے اور اپنے الْخُصْمَاتِ بَيْنَهُنَّ (یا شہید کیا اس برائے کو قتل کر دیتی ہیں حضرت ابراہیمؑ نے ایمان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم جہاں کہیں بھی ہو اٹھو اور ربی کے پیچھے چلی لگاؤ یہ جنگی اس برائی کو تار کی اور انہوں نے اس کے خلاف کے ساتھ میل جول نہ کیا۔ (ملفوظات ج ۱، ص ۲۳۴)۔

اور بعض حضرات نے برائی کا ایمانی کے ذریعہ دفع کرنے کا یہ مطلب لیا ہے کہ جب کسی کو وہ کام تائب ہے اس کے بعد وہ وہاں پر تو یہ استغفار کر لیتے ہیں اس جنگی سے اور ربی کو ہم جانتی ہے یہ معنی مراد لینا بھی الطاعۃ قرآن ہے یہ نہیں ہیں۔

وَمَنْ لَّا يَخْشَ اللَّهَ لَعَلَّ الْخُصْمَاتُ بَيْنَهُنَّ کا یہ مطلب مفسرین نے یہ بتایا ہے جو ایسا قرآنی سے اقرب ہے کہ جو لوگ ان کے ساتھ بد اخلاقی سے پیش آئیں چھائی کریں وہ ان کی اس حرکت کو قتل اور برداشت کے ذریعہ دفع کر دیتے ہیں یعنی بدلے لینے والی ہوتی ہے ہر ترکی جواب دینے کا اور انہیں کرتے غور اور گزار دینی اختیار کرتے ہیں یہ مفہوم سورۃ فصلت کی آیت کریمہ وَالْفُجْعَاءُ بِلِقَائِهِمْ ہی احسن کے ہم معنی ہے۔ مؤمنین اہل کتاب کی تیسری صفت اہل کتابی اور فرمایا وَصَفَاءُ (اور تار سے دیکھو کہ وہ اس میں عرق کرتے ہیں) اہل ایمان کی یہ صفت قرآن مجید میں بھی ملتی ہے ایمان فرمائی ہے یہاں مؤمنین اہل کتاب کی صفات میں خاص طور سے اس کا ذکر اس لیے فرمایا کہ حضرت جعفرؑ کے ساتھ حبشہ سے جو افراد آئے تھے (جن کا ذکر ابراہیمؑ نے منور پہنچی کہ جب انہوں نے مسلمانوں کی بلی جنگی دیکھی تو کہنے لگے کہ اسے اللہ کی اصلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس بہت سے سوال ہیں اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو وہاں جہاں کہ اپنے سوال لے آئیں وہاں کے ذریعہ مسلمانوں کی مدد کریں آپ نے انہیں اجازت دے دی اور وہاں گئے اور اپنے سوال لے کر آ گئے جن کے ذریعہ انہوں نے مسلمانوں کی مدد کی اس پر آیت بالا نازل ہوئی۔ (ملفوظات ج ۱، ص ۲۳۴)۔

پانچویں آیت میں مؤمنین اہل کتاب کی ایک یہ صفت بیان فرمائی (جو دیگر اہل ایمان کی صفات میں بھی مذکور ہے کہ وہ اپنی وہ کوئی لغو بات سننے میں توجہ سے اور اس سے اعراض کرتے ہیں یعنی اس طرح گزر جاتے ہیں جیسے سنا ہی نہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہے اور وہاں سے فرماتے ہیں ان سے کہتے ہیں کہ لَا تَقْرَأُوا لَهُمْ لَعَلَّ يَذَّكَّرُ لَهُمْ (کہ ہمارے لیے ہمارے اہل اور عقیدہ کے لیے تمہارا سنا افعال) تم تھو، تمس کیوں کرتے ہو اپنے افعال کو دیکھو ہمارے جان کی خبر ماننے کی فکر کو مذہب میں چکا ہونے کا کام کر رہے ہو اور ہم سے باز رہنا چاہئے کہ ہم کو لَعَلَّ يَذَّكَّرُ لَهُمْ تم پر سلام ہو پر سلام نہ ہو کہیں ہے جو اہل ایمان ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو پیش کرتے ہیں بلکہ یہ جان چمکھانے کا ایک طریقہ ہے جیسے اہل مدینہ کی یہود آدمی سے جان چمکانے کے لیے یوں کہہ دیتے ہیں کہ یہاں سلام کریں اور اس کا یہ

مسئلہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم تہداری حرکتوں کا جواب نہ دیں گے بلکہ انہیں گے تم تہداری طرف سے باسلامت رہنا ہم تم سے کوئی انتقام نہیں لیں گے لا یضیی العاصی (ہم جاہلوں سے بات چیت کرنا لیتے نہیں چاہتے کہ تفسیر قرطبی میں ص ۱۵۹ میں حضرت مراد ہی زہر سے لٹک کر کیا ہے کہ جنت والا ہوا تھا اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں تزلزل ہوئی ہوا تھی اسے ہر آدمی کیسے یہ لوگ کی بات کر رہے تھے کہ ہم میں حاضر ہوئے اور انہیں لے آئے اور جملہ ان کے ساتھ ہی وہی قریب تھا وہی یہ لوگ ایمان لائے کہ کے خدمت عالی سے آئے تو وہ جملہ اور اس کے ساتھی ان کے پیچھے نہ گئے اور کہنے لگے کہ تم تو ہمراہ لوگ لٹکے تہداری یہ جماعت بری جماعت ہے تم نے غم و رنج لیا ہے کہ تھوڑے کر کے میں ڈراما بھی دینا لگائی۔ سواروں کی کوئی جماعت ہم نے تم سے نہ کر اسق ہو۔ چال نہیں دیکھی ان حضرات نے جواب میں کہ کہ سلام علیکم اور یہ بھی کہا کہ ہمارے سامنے جب ہدایت آئی تو ہم نے اسے قبول کر لیا اور اپنی جانوں کی خیر خواہی میں کہی نہیں کی اور ساتھ ہی میں بھی کہا کہ **لَسَا أَفْنَانًا وَلَكِنَّا أَفْنَانُكُمْ** (ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ہیں) اور جملہ اور اس کے ساتھیوں کو جواب دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ جواب قبول فرمایا اور انہیں کی تو صلیب لڑائی۔

**إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ: وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝**

خدا جب جسے آپ چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے اور لیکن اللہ جس کو چاہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ہدایت دیتے والوں کو خوب جانتا ہے۔

آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔

اول تو ہدایت کا مضمون سمجھنا چاہیے سو واضح رہے کہ لفظ ہدایت عربی میں دو معنی کے لیے آتا ہے اول یہ کہ راہ دکھانا اور دوسرے پہنچا دینا۔ اول کو راہ اللہ الطریق اور دوسرے کو اہلصال الی المطلوب کہتے ہیں لفظ ہدایت قرآن مجید میں دونوں معنی میں استعمال ہوا ہے اس بات کو سمجھنے کے بعد اب یہ سمجھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں اور جنات کو حق کی راہ بتادی اور راہ دکھادی اور چونکہ یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے ہوا اس لیے آپ ﷺ بھی سب کے ہادی اور رہبر اور راہ دکھانے والے ہیں آپ نے خوب واضح طریقہ پر حق واضح فرما دیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو تزلزل ہوا ہے وہی صحت اور کشفیت سے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو پہنچا دیا اب پہنچانے کے بعد لوگوں کی طرف سے قبول کرنا رہا تاہم کسی نے قبول کیا اور کسی نے قبول نہ کیا لیکن آپ کا دل چاہتا تھا سب ہی ہدایت پر آجائیں اور مسلمان ہو جائیں لیکن لوگوں سے حق منوانا اللہ واسطہ قبول کیا آپ ﷺ کے بس میں نہیں تھا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے بار بار آپ کو قرآن مجید میں خطاب فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کا کام ہے **يَا أَيُّهَا الْمَدِينَةُ** کہنا ہے منوانا چاہتا آپ ﷺ کی امداد کی نہیں ہے۔

چونکہ آپ کے جذبات یہ تھے کہ سب ہی ہدایت پا جائیں تو اپنے پیچھے احوطاب کے واسطے اس بات کے خرم نہ کہیں نہ ہوتے کہ وہ مسلمان ہو جائیں انہوں نے آپ کی بہتر خدمت کی تھی لیکن سے آپ کے ساتھ رہے جب آپ کا مضمون ہوا کہ احوطاب کے موت کا وقت ہے اور ابھی عیش میں ہیں تو آپ ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے کہا کہ آپ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کہہ دیں میں اللہ تعالیٰ کے حضور آپ کے اس لک کے کہنے پر چڑھنے کی گواہی دے گا وہ ہیں یہ احوطاب اور مہدائین سب دونوں شریک بھی موجود تھے وہ احوطاب کو مہدائین کی طہ پر مرنے کی ترغیب دیتے رہے آپ نے بار بار اپنی بات پیش کی لیکن احوطاب نے یوں کہہ کر انکار کر دیا کہ



ہجے ہیں تو یہ بات کون جانتے ہو کہ ہم ایمان قبول کر گئے تھے تو ہمیں اللہ تعالیٰ ایک ایسی جگہ سے نکالے گا جس کے لیے وہی جگہ ہوتی ہے۔  
 ﴿فَنَزَّلْنَا سَحَابًا مِّنْ ثَمَرِهِ فَسَاءَ مَا يَخْلُكُونَ﴾

ہم پر ایمان لگنے سے اور کھانے پینے کے لیے برہنہ کے پھل، ہاں کچھ چلے آ رہے ہیں تو وہاں نہ خوف کی بات ہے نہ ہم کے رہنے کا ذرا بھی کوسورۃ الفرقان میں فرمایا: ﴿فَلْيَتَلَوْنَا ذٰلِكَ هَلَا الْيَتْلُوْنَ الَّذِيْنَ اَطَعْنَاهُمْ فَمِنْ غَوٰى وَ اَتَقْنَاهُمْ فَمِنْ غَوٰى﴾ (سو اس جگہ کے رہنے کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک کی وجہ سے کھلایا اور خوف سے امن دیا)۔

ولكن انهم كفروا لا يخفون (اور لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے کہ ان کا کیا استدلال خدا ہے کہ اسلام قبول کر لیں گے تو ہم کے مرہا نہیں گئے جس ذات نے انہیں ان کے خدا یا کفر میں امن دیا اور ذوق مطاوعہ کیا کہ اسلام قبول کرنے پر انہیں ذوق سے کھرم نہ فرما دے گا اور ان کا کفر ان کو کوسورۃ الفرقان میں فرمایا: ﴿فَلْيَتَلَوْنَا ذٰلِكَ هَلَا الْيَتْلُوْنَ الَّذِيْنَ اَطَعْنَاهُمْ فَمِنْ غَوٰى وَ اَتَقْنَاهُمْ فَمِنْ غَوٰى﴾ (سو اس جگہ کے رہنے کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک کی وجہ سے کھلایا اور خوف سے امن دیا)۔

اس میں یہ بتایا کہ تم جو اس قسم کی جگہ سے ایمان لانے سے ڈرتے ہو کہ لوگ ہمیں ایک ایسی جگہ سے نکالیں گے کہ انہیں ذوق سے کھرم نہ فرما دے گا اور ان کا کفر ان کو کوسورۃ الفرقان میں فرمایا: ﴿فَلْيَتَلَوْنَا ذٰلِكَ هَلَا الْيَتْلُوْنَ الَّذِيْنَ اَطَعْنَاهُمْ فَمِنْ غَوٰى وَ اَتَقْنَاهُمْ فَمِنْ غَوٰى﴾ (سو اس جگہ کے رہنے کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک کی وجہ سے کھلایا اور خوف سے امن دیا)۔

وَلَمَّا سَأَلْنَا الْعَرَابَ عَنِ الَّذِيْنَ يُدْعُونَ لَكُمْ مِنَ الْغُرُفِ فَسَاءَ مَا يَخْلُكُونَ (اور ہم نے عربوں سے پوچھا کہ تم کو کون سے گھر کی بات ہے کہ تم کو کوسورۃ الفرقان میں فرمایا: ﴿فَلْيَتَلَوْنَا ذٰلِكَ هَلَا الْيَتْلُوْنَ الَّذِيْنَ اَطَعْنَاهُمْ فَمِنْ غَوٰى وَ اَتَقْنَاهُمْ فَمِنْ غَوٰى﴾ (سو اس جگہ کے رہنے کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک کی وجہ سے کھلایا اور خوف سے امن دیا)۔

اللہ تعالیٰ اس وقت تک کسی ہستی کو ہلاک نہیں فرماتا جب تک ان کی مرکزی ہستی میں کوئی رسول نہ بھیجے اور ہستیوں میں رہنے والے ظلم پر نہ اتر آئیں

اس کے بعد فرمایا: ﴿فَلَمَّا سَأَلْنَا الْعَرَابَ عَنِ الَّذِيْنَ يُدْعُونَ لَكُمْ مِنَ الْغُرُفِ فَسَاءَ مَا يَخْلُكُونَ﴾ (اور ہم نے عربوں سے پوچھا کہ تم کو کون سے گھر کی بات ہے کہ تم کو کوسورۃ الفرقان میں فرمایا: ﴿فَلْيَتَلَوْنَا ذٰلِكَ هَلَا الْيَتْلُوْنَ الَّذِيْنَ اَطَعْنَاهُمْ فَمِنْ غَوٰى وَ اَتَقْنَاهُمْ فَمِنْ غَوٰى﴾ (سو اس جگہ کے رہنے کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک کی وجہ سے کھلایا اور خوف سے امن دیا)۔





قَدْ غَوَّيْنَاهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَرَأَوُا الْعَذَابَ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ ﴿۱۰﴾ وَيَوْمَ

۱۰۔ ان کو چاہیے کہ اگر وہ ان کی نکار کا جواب نہ دیتے تو عذاب کو کچھ نہیں دے لے۔ ان کا دل وہاں پر تھا کہ وہ اس دن انہیں

يُنَادِيهِمْ لِيَقُولُوا مَاذَا آجَعْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۱﴾ فَعَبَّيْتَ عَلَيْهِمُ الْآثَانَ يَوْمَئِذٍ هُمْ لَا يَنْصَأُونَ ﴿۱۲﴾

تو آواز دے گا کہ کہہ دو تم نے مجھ کو کیا جواب دیا۔ اس دن ان کی طرف سے تم پر جو چیزیں تھیں وہ انہیں میں سے جو دیکھ کر نہیں گئے۔

فَالْمَأْمَنُ ثَابٌ وَأَمْنٌ وَغَيْلٌ صَالِحًا فَعَسَىٰ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ﴿۱۳﴾

سو جس جگہ سے توپ کی گولیوں کا دھواں نکلا اور ایک گولی کے ساتھ ہے کہ یہ لوگ بھاگ پالنے والے ہیں جس سے بچیں گے۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا شرکین سے خطاب اور یہ سوال کہ جنہیں تم نے شریک ٹھہرایا تھا وہ کہاں ہیں؟

ذکورہ بالا سات آیات ہیں۔ پہلی آیت میں آخرت کے انجام کے اعتبار سے مومن اور کافر کو فرق بتایا ہے اور اشارہ فرمایا کہ ایک قوم نقص سے بچے گی۔ ہم نے انہیں اچھا دھوکہ دے رکھا ہے کہ اس کو ایمان اور اعمال صالحہ کی وجہ سے ایسی نعمتیں ملیں گی اور ایک دھوکے سے جو مومن نہیں ہے لیکن اسے ہم نے دنیا داری دے دی کہ اس کا سامان دے دے رکھا ہے جسے استعمال کرتا ہے۔ انہیں تو بظاہر کامیاب سمجھا جاتا ہے لیکن کیا وہ کافر ہے اس لیے وہ قیامت کے دن گرفتار ہو کر آئے گا اور دوزخ میں پھانسا جائے گا اور کہنے والے ٹوکروں اور کڑیوں میں نہ آئے گا۔ تاہم کیا یہ مومن اور کافر قرار دے سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ سو کھاس میں جہاں کافروں کو سمجھتے ہیں کہ چند روزہ دوزخ کی اور سامان عشرت پر نہ آزار میں وہاں مسلمانوں کو بھی بتا دیا کہ کافروں کے سامان کی طرف نظر میں نہ آئے گا۔ یہ تو بڑے دن کی حقیر دہائی ہے اس کو دیکھ کر کچھ ایمانی طاقت کے خلاف ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہرگز کسی کا جبر کی نعمت پر دلک نہ کرے کیونکہ حقے معلوم نہیں کہ وہ موت کے بعد کس چیز سے ملاقات کرنے والا ہے۔ یہ شک اللہ کے ذرا ایک اس کے لیے ایک کا حل ہے جسے کبھی موت نہ آئے گی یعنی دوزخ ہے (اس میں وہ داخل ہو گا اور پھر نہ کوئی راستہ نہ ہو گا)

دوسری آیت سے لے کر چھٹی آیت کے ختم تک شرکین اور کافروں سے جو خطاب ہو گا اس کا ذکر ہے اور قیامت پر کیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے پکار کر سوال فرمائے گا کہ تم نے جو شرک کیا ہے؟ جنہیں تم میرا شریک سمجھ رہے تھے ان کے جواب میں ان کے گمراہ کرنے والے شیطان جن کے بارے میں یہ سچ ہو چکا ہے کہ انہیں دوزخ میں جانا ہی ہے یوں کہیں گے کہ اسے ہمارے رب ہے۔ ایک بار لوگ ہیں جنہیں ہم نے بہکا لیا ہم نے انہیں ایسے ہی بہکا لیا جیسے ہم بچے بچے یعنی نہ ہم پر کسی نے کوئی ذمہ داری کی تھی نہ ہم نے ان پر ذمہ داری کی۔ ہم کو اسے انہیں بھی گمراہی کی باتیں بتائیں انہوں نے بہت مان لی تو انہیں ہم نے انہیں گمراہ کر دیا اور یہ بھی ہماری باتوں میں آگئے اب یہاں تو ہم آپ کے حضور میں ان سے پوچھ رہے ہیں۔ (جب بہکانے والے اور گمراہ کرنے والے اپنے جہنم سے جبراً ہی ظاہر کریں گے تو وہیں کہیں گے کہ اگر ہمیں دیکھیں وہاں جانا صیب ہو جاتا تو ہم بھی ان سے جبراً ہی ظاہر کرتے۔) جسے اللہ سورۃ الفرقہ وقال الطائیفۃ فہوذا لولوا لانا کوثرۃ فہوذا ہفتہ کما فیروزۃ واما۔ یہ کہنے والے ساتھ ہی ان کی کہیں گے خدا کو تو ایسا ہی بظاہر کہ یہ لوگ ہماری عبادت نہیں کرتے تھے (یہ حقیقت میں اپنی لڑائیوں کے بندے تھے گمراہی کی باتیں ان کی

قوانین کے مطابق قصص گذشتہ نہیں قبول کر لیا اور وہ اپنی برادری کا سبب خود اپنے (شریکین سے یہ کہی کہ اپنے کے کارکن نہیں سمجھتے اپنے خیال میں ہمارا شریک سمجھتے تھے انہیں پکارا وہ حیرانی کے عالم میں انہیں پکاریں گے لیکن وہ ان کی بات کا جواب نہ دیں گے وہ اپنی ہی مصیبت میں مبتلا رہیں گے کی کیا جواب دیں یوزنوا الصلوات (اور گمراہی کی دعوت دینے والے اور انہیں گمراہی کی دعوت دہی گئی عذاب کو یکے ایس کے ایس توہم تکفوا یغفلون (اس وقت وہ آزاد و کرہیں گے کہ اپنے کا شہم دیا میں دعوت پر ہوتے اور بعض مشرین نے اس کا یہ مطلب بتایا ہے کہ اس وقت کوئی ایسی تدبیر جان لیتے جس سے یہ عذاب دینے ہو سکتا اگر کوئی تدبیر ہوتی تو اس کا اختیار کر لیتے۔

وَنُفِخَ بِسُورَةٍ مِّنْهُنَّ فَطُفِرُواْ مَا دَا أَجْنَعُ الْفُتُورِ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے پکارا کہ سواں کیا ہے اس کے کہ جب تمہیں رسولوں نے تبلیغ حق کی دعوت پہنچی تو تم نے کیا جواب دیا؟) فَطِفِرُواْ الْفُتُورِ (اللہ تعالیٰ نے فطیر (سودا کی خمر) یعنی ہر طرح کے مضامین جن کے ذریعہ جواب دیں سب غائب ہو جائیں گے) اور انہیں کچھ بھی نہ آنے گا کہ کیا جواب دیں۔ صاحب روح المعانی فرماتے ہیں کہ معضرات انہما کرام بہم السلام سے یہ سوال ہوگا کہ تمہیں کیا جواب دیا گیا؟ کما فی سورۃ العنکبوت یَوْمَ یُخْفِی اللّٰہُ الرُّسُلَ فِیْ قَوْلِ مَا دَا أَجْنَعُ فُطِرُواْ لَا یَعْلَمُونَ بِذَٰلِكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوبِ تو اس وقت کی حیرانی میں کچھ جواب دے سکر گے جب اللہ تعالیٰ کے پیادوں کا یہ حال ہوگا تو گمراہوں کوں کا جو حال ہوگا ظاہر ہے انہیں روئے اور جواب دینے کی تاب کہاں ہو سکتی ہے اَلْهَمُّ لَا یَسْتَاوِی کُلُوْنَ (سودا انہیں میں پچ پچا چاند کریں گے) کیونکہ اس دن کی دھند اور مصیبت نے سب کچھ مٹا رکھا ہوگا کوئی کسی سے نہ پوچھے گا کہ کیا جواب دیاں شرک اور کفر پر مرنے والوں کا حال بتانے کے بعد ان معضرات کا ذکر فرمایا جنہوں نے شرک اور کفر سے توبہ کی اور ایمان اور اہل صالحہ سے آراستہ ہوئے اور فرمایا اَلْمُشَافَا مِنْ ذَنبٍ وَ اَمِنْ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَمِمَّا زَكَّیْهِمْ لَنْ یَسْتَوِیَ (یعنی میں نے کفر اور شرک سے توبہ کی اور ایمان لایا اور اہل صالحہ صاف قرار دیئے سو یہ لوگ کامیابی پائے انہوں میں سے سواں کے۔

وَرَبِّكَ یَخْلُقُ مَا یَشَاءُ وَ یَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِیْرَةُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰی عَمَّا

یُشْرَکُّوْنَ اور آپ کا رب ہے جو چاہتا ہے اور چاہتا ہے جس کو چاہتا ہے اور وہ لوگوں کو جس طرح چاہتا ہے اور اس سے روز ہے وہ لوگ

یُشْرَکُّوْنَ ۝ وَ رَبُّكَ یَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ۝ وَهُوَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۝

شرک کرتے ہیں۔ اور آپ کا رب جانتا ہے جسے ان کے چنے چھپاتے ہیں اور جسے وہ لوگ ظاہر کرتے ہیں۔ اور اللہ وہی ہے اس کے سوا

لَهُ الْحَمْدُ فِی الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُ الْحُكْمُ ۚ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ قُلْ اَرَاَیْتُمْ

کی سجدہ نہیں ہی کے لیے سب قرآن ہے اور میں دعا کرتا ہوں اور ہی کے لیے تم سے اور تم ہی کی طرف اشارے ہوں گے آپ فرمائیے تمہارا کلام

اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ الْاِیْلَ سَرْمَدًا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَمَةِ مِنْ اِلٰهٍ غَیْرِ اللّٰهِ یَاتِیْکُمْ بِضِیَآءٍ ۝

قرآن کے وہ ایک نور ہے اور میں دعا کرتا ہوں اور ہی کے لیے تم سے اور تم ہی کی طرف اشارے ہوں گے آپ فرمائیے تمہارا کلام

اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ۝ قُلْ اَرَاَیْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَیْکُمُ الظَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَمَةِ

قرآن ہے وہ ایک نور ہے اور میں دعا کرتا ہوں اور ہی کے لیے تم سے اور تم ہی کی طرف اشارے ہوں گے آپ فرمائیے تمہارا کلام

مَنْ إِلَهَ غَيْرِ اللَّهِ يَأْتِيَكُمْ بَلَيٌّ لَنْ تَسْكُنُوا فِيهِ ؕ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۝ وَمِنْ رَحْمَةٍ جَعَلْ

اور کون سا سمجھو ہے جو تمہارے لیے رات کا لے آئے اس میں تم تباہ کرتے ہو کیا تم نہیں دیکھتے ؟ اور اس نے اپنی رحمت

لَكُمْ الْيَلَّ وَالنَّهَارَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَلِيَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ ۚ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

سے تمہارے لیے دن کا اور رات کا دیا تاکہ تم اس میں آرام کرو اور تاکہ اس کا فضل عطا کی کہ تم کو ہر کام میں شکر دلا کر ۔

اگر اللہ تعالیٰ رات یا دن کو ہمیشہ باقی رکھتے تو وہ کون ہے  
جو اس کے مقابلہ میں رات یا دن لا سکے

کون آیات میں اللہ تعالیٰ شانہ کی صفات جلیلا اور قدوسہ کاملہ کے مظاہر بیان فرمائے جن میں جنوں پر بھی اشکبار ہے ۔ پہلی آیت میں فرمایا وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ (آپ کا رب جو چاہے پیدا فرمائے اور جسے چاہتا ہے نہیں لیتا ہے) بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ اس میں ولید بن اسلمہ کی اس بات کا جواب دیا ہے جو اس نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو رسول بھیجی ہی تھا تو کہہ دیا تک کے شیروں میں سے کسی سے کسی سے آدمی کو بھیجا چاہتے تھا (یعنی جو اس کے ایمان میں بدو تھا) اہل دین اور انہی ہی کو بدو دیکھتے ہیں اس لیے اس کی بات کہ اس کا مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اظہار کرنا تھا اس کو سورا زلف میں یوں بیان فرمایا ہے يُؤَلِّقُ الْوِلْدَانَ لِقَوْلِ لَا  
تَزَالُ هَذِهِ الْفُتُورَانِ عَلٰی رُءُوسِ بْنِ الْقَرْظَيْنِ عَظِيمٍ ۔ (اور انہوں نے کہا کہ دونوں استخوان میں سے کسی بدو کی پر یہ قرآن مجید کہیں نازل نہ ہوا؟)

اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ یہ مذکورہ آیت یہودیوں کے جواب میں نازل ہوئی ۔ انہوں نے کہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہی لائے جلا فرشتے اگر جبرئیل علیہ السلام کو کوئی اور فرشتہ ہوتا تو ہم ان پر ایمان لاتے مگر ان لوگوں کو جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ ہی جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے نہیں لیتا ہے اس نے سارے نبیوں کے بعد حاتم السبکی بتانے کے لیے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن لوگوں کو سب فرشتوں میں سے وہی بھیجے کے لیے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اپنا اس پر اعتراض کرنے کا کسی کو حق نہیں اور حضرت ابن عباسؓ نے آیت کا یہ مطلب بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے پیدا فرمائے اور جسے چاہے اپنی اماعت کے لیے نہیں لے ۔ ذکر دیکھ کر عیسیٰؑ نے کہا کہ بعض حضرات نے یہ سخاوت کا یہ مطلب بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس حکم کو چاہتا ہے پسند فرماتا ہے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل فرماتا ہے ۔ پہلے جملہ میں یہ بتایا کہ عیسیٰؑ اور میں بھی اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں اور کھڑی اختیارات میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں ۔ اور آیت کریمہ کے عموم الفلکی میں یہ سب باتیں داخل ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کے لئے جسے چاہا جن لوگوں میں حضرت اکنوت سے سرفراز فرمایا ان میں بھی آپ میں ایک دوسرے کا فضیلت وہی بعض کو ان لوگوں پر اہم دیا اور بعض کو بہت جلدی سے مٹا دیا اور انہی کو بعض پر ایمان لانے والے تمہارے ہی سے تھے بعض انبیاء کرام علیہم السلام پر ایک شخص بھی ایمان نہیں لایا ۔ حضرت ابراہیمؑ کو حبیب اللہ تعالیٰ اور سیدہ امیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حبیب اللہ تعالیٰ اور عمران کا شرف عطا فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی جات کی فضیلت عطا فرمائی ۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ تکلمہ اللہ کے ساتھ موصوف فرمایا ۔

اس طرح فرشتوں میں جس کو جو مرتبہ یا اس میں کوئی دلیل اور شریک نہیں سورۃ یٰس میں فرمایا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ



اَلتَّائِبُونَ اِلٰى رَبِّهِمْ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْا غُفْرٰنًا  
 اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ

عام طور پر کسبِ امول اور تفصیلِ رزاق کے لیے دی گئی ہے اور اختیار کیا جاتا ہے اور اسے کوئی خاص حاصل ہوتا ہے جن دنوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا لازم ہے اے اقرضیوں! وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ فرمادے۔

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيُّ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ۝ وَلِزَعْمَانِ كُلِّ امَّةٍ

اور محمد بن داؤد سے فرمائے گا کہ میرے بھائی کا ایک بیٹا ہے اور وہ ہر امت میں سے ایک ایک کو اہل کراچی کے نام پر

شَهِيدًا أَقْبَلْنَا هَٰذَا بَرَّهَانَ كَمْ فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ بَيْنَهُ وَصَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْعُرُونَ ﴿٥٠﴾

تھیں جس کی دلیل پیش کر دی۔ سو انھیں معلوم ہو جائے گا کہ حقیقت اللہ ہی کے پاس ہے اور وہ جو کچھ ہمیں عرض کرتے تھے وہ سب کچھ حاکم کی

قیامت کے دن ہر امت میں سے گواہ لانا اور شرک کی دلیل طلب فرمانا

یہ آیات ہیں مکی آیت کے الفاظ تو مکرر ہیں لیکن سیاق کے اعتبار سے مقام مختلف ہے پہلے تو فرمایا تھا کہ وہ بن لوگوں سے یہ سوال ہوگا کہ میرے شرکاء کہاں ہیں؟ انہیں تم میرا شریک بناتے تھے اس پر وہ لوگ جواب دیں گے جنہوں نے انہیں یہ کیا قصور کرکھا کیا کہ اسے تار سے دب ہم نے انہیں گروا دیا ہے ہم گمراہ ہوئے ہم نے یہ کیا کیا تو خدا کی قسم کہ تم ہی میں کسی نے انہیں کو کسی نہ کیا ہم ان سے جزائی خاہر کرتے ہیں اور یہاں دوسری جگہ جو آیت شریف کو یاد کروا رہا ہے وہ بعد اہل آیت کی تہذیب ہے یعنی جب انہیں پکارا جائے گا تو ان سے جواب دیں گے کہ اور براست کا پی ان پر گواہی دے گا کہ یہ لوگ انہیں کا فراتے مشرک تھے یہاں لانے سے منکر تھے اللہ تعالیٰ کا شمار ہوگا کہ **فَقُتِلُوا قَتْلًا ظَالِمًا** (تم قاتل ہی دلیل لے کر آؤ) اہل حق ان کے پی کی من کے خلاف کو کسی نہ کی پھر وہ مشرک نہ کہلے یہ کوئی دلیل نہ انہیں کے اور اس وقت انہیں عین اظہار کے طور پر معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ ہی کی بات تھی جو انہیں دے گا تم مسلم اسلام کے اور یہ پہلی تھی اور تاراً مکر شرک پر عداوت بنا جو عداوت اور مفادات ہی تھا جب وہ عداوت کہا جاتا تھا کہ مکر و شرک سے بچ کر یہی کہتے تھے تو وہ بچتے تھے اور جھوٹی جھوٹی باتوں کو دلیل کے طور پر پیش کیا کرتے تھے تاہم قیامت کے دن دلیل کا سوال ہوگا تو وہ سب باتیں خود انہیں فراموش تھے اور یہ دے دیتے تھے کہ ہم کو جانے گا۔

اِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مَوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ وَاَتَيْنَهُ مِنَ الْكُتُوْبِ مَا اَنَّ مَقَاتِلَهُ

وہ شہ قذافی کی سوئی کی لوم میں سے تھا سو اس کے مقابل میں کھجور کے ٹکانہ میں سے اسے فراہمی میں سے اسے تھا کہ اس کی ماہی

لَتَأْتِيَ بِالْعَصَةِ أُولَى الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُعِيبُ الْمُرْسَلِينَ ۖ

ایسی جماعت کو گناہ بار کردہ نہیں جہالت اے اسے لوگ تھے جنکی اس کی قوم نے اس سے کہا کہ تو مت اترا، ہاں شیطان نے اترا لے وہاں کو پہنچ نہیں سکا۔

وَابْتَغِ فِيهَا أَثَرَ اللَّهِ الدَّارَ الْآخِرَةَ ۚ وَلَا تُلْسُ نُصَيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِنُ كَيْدًا

اور اللہ نے فی حق مجھ کو دیا ہے اسی میں اور عزت کی قسم کرتا ہوں کہ وہ دنیا میں سے بچا ہوا طرہ اوشی مت کہ وہ جیسے اللہ نے حق سے بنا لیا تھا اسی کا ہے

أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُنْفِرِينَ ۝ قَالَ إِنَّمَا

اسی طرف تو بھی بہتر کر رہا ہوں، اور زمین میں فساد کو پیش نہ کرنا ہے جبکہ اللہ قہر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا، ۱۰۔ ۱۱ کہے گا کہ کئے جو

أَوْتِيَتْهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ

بکھرا دیا ہے، پڑ صرف میرے علم کی وجہ سے ہے جو میرے ہاں ہے کہ اس نے نہیں پایا کہ بدشاہت نے اس سے پہلے کئی جہات کو کجا کر دیا

مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَ أَكْثَرُ جَمْعًا ۚ وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ۝

جو قوت میں اس سے زیادہ سخت نہیں میرا اس سے زیادہ جمع دہائی نہیں اور مجرموں سے ان کے گناہوں کے بارے میں سوال نہ کیا جائے گا۔

وَنُخْرِجُ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ۚ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا لَيْلَتْ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ

۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲ ہم نے ان کے سامنے اپنی غنیمت دے دی ہے لیکن جو لوگ دنیاوی زندگی کے طالب تھے، ۱۱ کہنے لگے گا کہ ۱۲۔ ۱۳ سے ہے کئی سیاحی دل ہوا ہے

قَارُونَ ۚ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيَلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ

قارون کو دیا گیا ہے جو فخر ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲ سے ہے اور جس لوگوں کو علم دیا گیا تھا انہیں ملے گا ثواب ہے اللہ کا ثواب اس شخص

خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلْقِيهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ ۝ فَحَسَنَّا بِهِ وَبَدَارُوا

کے لیے بہتر ہے جو ایمان لایا اور نیک عمل کئے اور جو بات الٰہی کے دلوں میں اعلیٰ چلتی ہے وہ میر کرنے والے ہیں جو ہم نے قارون کو ایمان کے گمراہ

الْأَرْضِ سَفَاحًا ۚ كَانَ لَهُ مِنْ فِتْنَةٍ يُلْقِيهِمْ دُونَ اللَّهِ وَمَا كَانُ مِنَ الْمُنْتَهِرِينَ ۝

کوزمین میں دھنسا دیا، ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲ کوئی بھی عصمت نہ تھی جو اس کی حد کر کے اللہ سے چاہت تھی، اور بھی الٰہی حد کرنے والے تھے

وَأَصْحَابُ الَّذِينَ تَمَتُّوا مَكَانَهُ بِالْأَمْنِ يَقُولُونَ وَيَكَانَ اللَّهُ يَبْطِطُ الزَّوْرَقِ لِمَنْ

اور بھی گزشتہ جگہ آواز کر رہے تھے کہ ہم بھی اس جیسے ہو جاتے تھے کہ ان کے گمراہے اچھے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اپنا زور

يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَوْلَا أَنْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۚ وَيَكَانَهُ

اپنے بندوں میں سے جسے چاہے زیادہ دے اور جس پر چاہے زور لگے کر دے اگر اللہ ہم پر مہربان نہ فرماتا تو ہمیں بھی دھنسا دیا ہوتا

لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ۝

انہیں سے کہ کافروں کا ناپ نہیں آتا۔

قارون کا اپنے مال پر اترنا 'نویاداروں کا اس کا مال دیکھ کر حیرت منجھنا اور

قارون کا اپنے گھر کے ساتھ زمین میں جنس جانا

ان آیات میں قارون کا اور انکی والدہ کی کا اور بنات اور سرکنی کا اور زمین میں دھنسانے جانے کا ذکر ہے یہ تو قرآن مجید میں ذکر ہے کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھا، بعض حضرات نے یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا کا لڑکا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ ان کا چچا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ ان کی خال کا لڑکا تھا یہ سب اسرائیلی روایات ہیں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اسے اتنا زیادہ مال دیا تھا کہ اس کے لڑکوں کا اٹھنا تو بہت دور کی بات ہے اس کے لڑکوں کی کھیاں اتنی زیادہ تھیں کہ قوت والی ایک جماعت کو ان چ قوتوں کے اٹھانے میں پانچ مہینوں ہوتا تھا تب مال زیادہ ہوتا ہے تو انسان کو تکبر ہو جاتا ہے اور مال کے غرور میں پھوٹا نہیں جاتا قارون نے اپنے مال کی وجہ سے بنی اسرائیل پر بناوت کی یعنی فخر کیا اور ان کو نصیحت جانا اپنے مال پر اترانے لگا۔ اس کی قوم نے اس سے کہا کہ دیکھ تو اترامت بارہ اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پتہ نہیں کرتا اور تجھے جو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے تو اسکے ذریعہ دار آخرت کا طالب بن جائیگی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا رہنا کہ یہ مال موت کے بعد تیرے کام آئے کیونکہ سب مال نہیں اسی دنیا میں دھرا رہ جائے گا یاں جس نے آگے بھیجا وہ اس کا آگے بھیجا ہوا مال کام آئے گا جو مال آخرت کے لیے نہ بھیجا وہ پیچھے رہ جائے والے لوگوں کو مل جائے گا پھر اسکی بیوقوفی کیوں کرے کہ دوسرے لوگ اپنے چھوڑے ہوئے مال سے گلے بھرنے لڑائیں اور آخرت میں خود خالی ہاتھ حاضر ہو جائے اور تکلیف کی کہ اللہ تعالیٰ کے قوانین کے مطابق مال کو خرچ نہ کر کے اپنے ہی مال کو اپنے لیے بٹال اور باعث عذاب بنائے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرشتا فرمایا ہے کہ بندہ کہتا ہے کہ ہر مال میرا مال حالانکہ اس کا صرف وہ ہے جو میں کاموں میں لگ گیا ہو کھایا اور کھیا کیا اور جو میرا ہے اور پرانا کر دیا اور جو اللہ کی رضا کے لیے دے دیا اس نے اپنے لیے ذخیرہ کیا اور اسکے سوا جو کچھ لگ گیا ہے اسے لوگوں کے لیے چھوڑ چکا ہے (یعنی مر جائے گا) (رواد مسلمین سے) ج ۲) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (حاضرین سے) سوال فرمایا کہ تم میں سے کیا کون ہے جسے اپنے مال کی پرہیزگاری و وارث کے مال سے زیادہ محبت ہو؟ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم میں سے کیا تو کوئی لگ گیا نہیں جسے اپنے مال کی پرہیزگاری و وارث کے مال سے زیادہ محبت ہو۔ آپ نے فرمایا اب تم سمجھو کہ چاہاں وہ ہے جو آگے بھیجے چھوڑ چکا گیا۔ (یعنی موت آنے پر خود اسی کا مال اس کے وارثوں کا ہو جائے گا) اب ہر شخص سوچ لے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لیے مال خرچ کرنے میں کبھی کرنا اور اس مال کو وارثوں کے لیے چھوڑ جانا یا اپنے مال سے محبت نہ ہوئی بلکہ وارث کے مال سے محبت ہوئی۔

انسان کا یہ سب حرائج ہے کہ جتنا زیادہ مال ہو جائے اسی قدر کٹکٹ ہوتا چلا جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لیے خرچ نہیں کرتا کیونکہ فیکری کے بعد دوسری فیکری کر دیاں میں خرچ سے گا اور اگر کوئی سائل آجائے تو سوچاں ہاتھ پر رکھ دے گا اگر سب دوسرے میں خرچ کرنے کے لیے کہا جائے تو سوچاں دوسرے سے زیادہ کی محبت نہیں کرے گا بلکہ دھڑک دھڑک دینا دے دے جسے لگے دینا چھوٹے بھی دینا چاہتے بھی دینا اگر کماز پڑھنے لگے تو اس میں بھی دکان کا حساب لگانے کا دھیان اپورٹ اور انکسپورٹ کے بارے میں غور فکر۔



قاریوں کی قوم نے یہ بھی کہا کہ **وَلَا تَنْسَ نِعْمَتَنَا** (کہ یا میں) سناچے جس کو کہتے ہیں (یا) لیکن اس وجہ سے اسے  
اپنے صبر کے لیے جو امت میں ہے اسے کام آئے (یا) میں سناچے یا صبر ہی ہے جو امت کے لیے بھیج دیا وہاں جائیں گے تو وہاں جائے  
گا۔ سورہ مزمل میں **لَا تَقْنَطُوا لِقَابِ رَبِّكُمْ** (اور نہ ہر کامیابی جانوں کے لیے پہلے سے بھیج دے) اسے  
بعد کے پاس لگے۔

بعض مفسرین نے وَلَا تَنْتَسِبْ عَصَائِكَ مِنْ الْمُشْرِكِينَ کا یہی مطلب بتایا ہے جو ہم نے ابھی ذکر کیا۔ اس معنی کے اعتبار سے یہ جملہ پہلے جملہ کی تاکید ہو گا اور بعض حضرات نے اس کا یہی مطلب بتایا ہے کہ اپنے مال کو خدا میں بھی اپنی جان پر خرچ کر کے مالے لی لے اور معاش کی ضروریات میں خرچ کر لے لیکن پہلا معنی اقرب اور راجح ہے کیونکہ کسی مالدار کو جو مال پر اترا اس بات کی تحقیر کرنے کی ضرورت نہیں کہ وہ اپنی دنیا سے اپنے اوپر بھی خرچ کر لے وَأَخْسِنَ كَسْفًا أَخْسَنَ اللَّهُ الْخَالِثَ (اور اللہ کی مخلوق کے ساتھ احسان کر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان فرمایا) بِأَكْوَابِهِ وَاللَّهُ عَلَى الْآلَاءِ غَفِيرٌ (اور اللہ میں خدا کا خواہاں مت ہو) لیکن اللہ تعالیٰ کے مقرر فرمودہ حقوق اور فرائض سے جان مت چڑھ اور گناہوں میں خرچ نہ کر نہ پاکاری کے کاموں میں نہ لگ کہ کیونکہ یہ زمین میں خدا برپا کرنے کی چیزیں ہیں۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَاسِقِينَ (خدا تعالیٰ اس کا کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا) قوم نے جو اس سے بچنے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی نصیحت کی تھی اس جواب میں کہ وہ ان نے کہا فَمَا أَؤْتِيكَ عَلَيْهِ جَلْمٌ عَجِيزٌ (کہ یہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ احسان فرمایا ہے مجھے مال دیا ہے میں اس بات کو نہیں مانتا مجھے تو یہ مال میری داخل مندی اور بخر مندی کی وجہ سے ملا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ وہ ان سونا بنانے کی صنعت یعنی کیا کری سے واقف تھا اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے تمہارے کے طریقوں سے اور کسب اسامی کے مختلف ذرائع سے یہ مال کمایا ہے۔ (قرطبی) نہیں جب میری محنتوں سے ملا ہے تو مجھے اختیار ہونا چاہیے کہ اپنا مال جہاں لگاؤں اس طرح لگاؤں مگر کسی کو وہاں یا نہاں۔ جملہ میں شانہ نے فرمایا أَتَوْسَعُ يَخْلِفُونَ إِنْ اللَّهُ فَلَا خُلَافَ لَهُ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْفُزُونِ عَنْ خُوَاسِعَ قُوَاةٍ وَأَوَاسِعُ جَمْعًا کیا اس نے نہیں جانا کہ بلا شبہ اللہ نے اس سے پہلے کئی بھی عہد امتوں کو ہلاک کر دیا جو تو اس سے زیادہ سخت تھیں اور سختہ کے اعتبار سے زیادہ تھیں مگر وہ ان نے اپنے مالدار ہونے کے گھمنڈ میں بول کہا کہ دیا کہ میرے پاس جو کچھ مال ہے میری بخر مندی سے ملا ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر گیا اور با شکر رہی چل گیا یا شکر میں کہہ لا اہتمام میرا ہے کیا ہے یہ پتہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے بھی بہت سی ایسی عہد امتوں کو ہلاک فرمایا تھا کہ جو مالی قوت میں بھی اس سے زیادہ تھیں اور بھیج کثیر ہونے کے اعتبار سے بھی جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت ہوتی تو ان کے اسامی اور جماعت اور سختہ کچھ بھی کام نہ رہا۔

وَلَا يَنْفَعُ عَنْ قُلُوبِهِمْ فَطَعْنُ قَوْلِ (اور پھر میں سے ان کے گناہوں کے بارے میں سوال نہ ہوگا کہ اپنی ان سے گناہوں کی قصد تھی کہ طور پر یہ نہ چھا جائے گا کہ تم نے جرم کیا ہے یا نہیں؟ اور خدا کی کتاب پھر میں کے گناہوں کی خبر ہے اور فرشتوں نے جو کماؤں اعمل دیکھے تھے ان میں بھی سب کو موجود ہے لہذا اس نوع کا سوال نہ ہوگا کہ تم کو کس قدر کس خطا پر دیا جائے بلکہ جو سوال ہوگا (جس کا بعض آیات میں ذکر ہے کہ سوال نہ ہو) تو اس کے لیے ہوگا۔

فلخرج علی قریبہ فلی وینیبوا الی اخر (الایات الاربع) کا وہاں کو اپنے مال پر فخر کی تھا کہ کبھی کسی تھا ایک دن ریا کاری کے طور پر بدلہ پیشہ دکانے کے لئے غلوٹا تھا خود ساز و سامان کے ساتھ نکلا (جیسے اس دور میں ہمارا لوگ بعض علاقوں میں آٹھ بجے کر بازاروں

میں نکلے ہیں اور بعض لوگ بلا ضرورت بڑی بڑی کولھیاں بناتے ہیں بھڑیا کھڑی کے لیے لوگوں کی دھوکھ کرتے ہیں اور انے دالوں کو مختلف کرتے اور ان کا سادہ سا لباس دکھاتے بھڑکتے ہیں حد یہ ہے کہ بچی کو جو چیز دیتے ہیں وہ بھی بڑیا کھڑی کے طور پر گاڑی کے ساتھ آگے پیچھے اس طرح ہلاند کرتے ہیں کہ ایک ایک چیز کو ایک ایک حصہ ہر ہاتھ میں لے کر پار کا کر کرتا ہے بھر جب لڑکی کی سرسری میں سامان بچھتا ہے تو آنے جانے والوں کو دکھانے کے لیے گھر سے باہر جاتے ہیں۔

جب قادیان مذمت کی چیزیں لے کر نکلا اور لوگوں کو لہا بلوں نظر آیا تو ان کی دال چھینے لگی کہنے لگے کہ کاش ہمارے پاس بھی ایسی طرح کا مال ہوتا جیسا کہ قادیان کو دیا گیا ہے یہ ایک اور جزا ہے بلا ہے یہ بات سن کر اہل علم نے کہا (جو دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کے اندر کی بات کو جانتے تھے) کہ تمہارا انجام برا ہو تم دنیا کو کچھ کر لپکا گئے یہ تو حقیر اور فانی تھوڑی سی دنیا ہے اصل دولت ہے ایمان کی اور اعمال صالحہ کی۔ جو شخص ایمان لائے اور اعمال صالحہ کو اختیار کرے اس کے لیے اللہ کا ثواب بہتر ہے۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور مشرک دنیا کو دنیا ہی وجہ کے منتی کو جنت میں ملتی وسیع جنت دی جائے گی جس پوری دنیا اور ہر کھاس میں ہے اور اس سے اس کا ہوگی۔ اسی سے دوسری نعمتوں کا اندازہ کر لیا جائے کہ تو لا ینفقاھا الا اللہ یزودن (اور یہ بات جو ایمان کی کمال ایمان اور اعمال صالحہ انوں کے لیے اللہ کا ثواب بہتر ہے یہ بات انہی بندوں کے دلوں میں ڈال جاتی ہے جو طعانت اور عداوت پر تھے، جتنے ہیں اور دھامی سے بچتے ہیں۔) قادیان کو صرف کھانا تھا اہل دنیا دیکھنے والے اس پر دھوکھ کئے اب اس پر اللہ تعالیٰ کی گرفت کا وقت آگیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھندلا دیا نہ بل کا کام نہ اللہ جماعت کا کام نہ تو کروں اور چا کروں نے وہی موت تو کوئی تدبیر کرنا تاکہ اللہ کے خطاب سے بچا جاتا۔

جب صبح ہوئی تو لوگ اچھوڑے ہیں کہ کہاں گیا قادیان اور کہاں گیا اس کا گھر نہ خود ہے نہ گھر ہے نہ خود اور اس کا گھر زمین کا حقیر بن چکے ہیں اب تو لوگ کہنے لگے جو کل اس کے جیسا مالدار ہونے کی یاد دلا کر ہے تھے کہ کچھ میں آگیا کہ کل جو ہم قادیان جیسا ہونے کی آزاد کر ہے تھے یہ ہماری بے وفائی تھی اصل بات یہ ہے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے بڑا اور بڑی دے دے اور جس کے لیے چاہے تنگ کر دے مالدار کی توفیق اللہ تعالیٰ کا مشیئر ہند ہونے کی دلیل ہے اور خدا کی چیز ہے کہ مالداروں کی مالدار کی پر شک کیا جائے یہ تو ایسا ہوا کہ ہماری یاد دے کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ہمیں قادیان جیسا مال کثیر عطا نہیں فرمایا مگر ہمیں مال مل جاتا تو ہم بھی اسی کی طرح آزاد ہوتے اور زمین میں دھندلا دیے جاتے یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے مال کثیر نہ دے کہ ہم پر کریم فرمایا اور زمین میں دھندلانے سے بچا اور لوگ آخر میں اللہ عز و جل کے طور پر کہنے لگے واقعی بات یہ ہے کہ کافر کا سب نہیں ہوتا اب ایمان اور عمل صالح کی قدر ہوئی۔ کافروں کی جہل ہوئی بل دولت پر بھی نہ جانتے ان کے سوال اور احوال کو بھی نظر میں نہ لائے رسول اللہ ﷺ نے اور مشرک فرمایا ہے کہ ہرگز کسی فاجر کی نعمت پر شک نہ کر کہہ تو نہیں چاہا کہ موت کے بعد اسے کس مصیبت سے ملاقات کرنا ہے تو اللہ اس کے لیے اللہ کے نزدیک ایک کامل ہے جسے کوئی موت نہ آئے گی یہ کامل و دوزخ کی آگ ہے (وہ اسی میں بیٹھ رہے گا)۔ (کنز الایضاح ص ۳۳۷ شرح ابن عربی) جب کافروں کو دوزخ میں جا دے تو اس کی دولت کو دیکھ کر اچھوڑا کسی طرح بھی نہ بچیں اور جو مسکین دے جنت کے طالب ہیں اسی کے لیے مل کر رہتے ہیں جن کے نظر میں کافر کے دولت کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

فائدہ... قادیان کے واقعہ کا ذکر شیخ مطاشین سے رہا کیا ہے اس کے بارے میں بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ شروع سورت میں جو افسوس غفلت بمن گیا فوسس فرمایا تھا یہ اسی سے متعلق ہے سورت کے شروع میں موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بتایا

اور سورت کے فتح کے قریب قوم کے ایک شخص کی بالاداری اور برادری کا تذکرہ فرمایا اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اس کا بڑا آیت کریمہ **وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ شَيْءٍ قَدْ فَتَنَّا فِي الْخَوَارِجِ إِلَّا الْفِتْنَةَ** سے ہے گا وہ ان کو بالاداری اور نیاداری اور برادری کی ایک تفسیر پیش فرما کر یہ بتا دیا کہ الہامی ہوتا ہے۔ (روح المعانی)

قوله تعالى ويكان الله ويكانه قال صاحب الروح وروى عبد الخليل وسبويه اسم فعل ومعناها افعول وتكون للتعجب والافتعاب كما صرحوا به وعن الخليل ان القوم افعول افتعلوا وروى ابن المعتز عن علي ما سلف منهم أو كمل من منهم ورواها طاهر بن عيسى قال وروى عن اللفظ افعول افتعلوا المعجب بان يكونوا العجبوا المولاء معاً وقع وقالوا انما كان طبع و كان فيه عارفة عن معنى التشبيه حتى يها للتحقيق (مر ۱۲۳ ح ۲۰) (الفتح) کا اور ثبوت و بتخلیہ اس کے بارے میں تفسیر روح المعانی کے مصنف فرماتے ہیں الخلیل اور سبویہ کے نزدیک "ذی" اسم مفعول فعل ہے اور اس کا معنی ہے "عجب" مجھے تعجب ہے اور یہی حسرت و عاصمت کے عقیدہ کے لئے بھی آتا ہے جیسا کہ الہامی علم نے اس کی صراحت کی ہے۔ الخلیل کہتے ہیں کہ قرآن ۱۲۳ اے نبیائیں ہو اے اور کہنے لگے "ذی" یعنی جو تم کو اس سے ہو چکا اس پر عاصمت کرتے ہیں اور ہر آدمی جو چاہے ان سے اپنی عاصمت خارج کرنا چاہی تو کہتا ہے "ذی" اور اس سے زیادہ ظاہر یہ کہ اس سے مراد عجب ہر اس طرح کہ جو وہ اللہ پیش آیا پہلے نبیوں نے اس پر عجب کیا اور پھر کہا کہ ان تفسیر کے معنی سے خالی ہو گا اور تحقیق کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

**بَلِّغْ الدَّارُ الْآخِرَةَ لِيَجْعَلَ اللَّهُ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَلَا يَسَاءُوا فِي الْآخِرَةِ وَلَا يَسَاءُوا فِي الْآخِرَةِ وَلَا يَسَاءُوا فِي الْآخِرَةِ**  
 ترجمہ کا گھر ہم اسے ان لوگوں کے لئے خاص کر رہیں گے جو ایمان نہیں لائے اور خدا کا ارادہ نہیں کرتے اور ایمان نہیں لائے  
**لِلْمُتَّقِينَ ۝ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا ۚ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰ**  
 کے لئے ہے۔ جو اچھے عمل کیلئے آئے گا اسے اچھے ملے گا اور جو برے عمل کیلئے آئے گا اسے برے ملے گا۔

**الَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝**

نے برے عمل کیے انہیں اچھے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جو وہ لوگ کیا کرتے تھے۔

آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے ہے جو زمین میں بلندی اور فساد کا ارادہ نہیں کرتے  
 یہ آیتیں ہیں پہلی آیت میں یہ بتایا کہ وہاں طرقت یعنی موت کے بعد جو زمین میں صالحین کو لکھا جائے گا کہ تم انہیں لوگوں کے لئے خاص کر رہیں گے جو زمین میں بدائی برتری اور بلندی کا ارادہ نہیں کرتے اور خدا کو نہیں چاہتے اور اچھا انجام نہیں دیتے  
 بدوں کو ذلت کے ساتھ دیکھا اور ہم نے تمہاری بدائی خالق اور مالک کی کے لئے ہے جس نے سب کو یہ فرمایا کہ اس کی بدائی اور کبرائی کے سامنے ہر بندہ کو جھک جانا اور ہم نے ان لوگوں کو بھی زیادہ معرفت حاصل ہوئی ہے ان میں ہی قدر ذلت وضع ہوتی ہے جو لوگ دنیا میں بد گناہاں چاہتے ہیں اس بدائی کے حاصل کرنے کے لئے بہت سے گناہ کرتے ہیں انہی گناہوں کو سنا ہے جس دیکھ رہے ہیں نقل تک کہواتے ہیں اللہ تعالیٰ کے احکام کا پال کر جسے ظاہر ہے کہ یہ لوگ اپنے لئے دنیا آخرت یعنی جنت سے محرومی کا اہتمام کرتے ہیں پھر دنیا میں بھی انہیں وہ عزت حاصل نہیں ہوتی جو ان کی رضا چاہتے ہیں ان کو حاصل ہوتی ہے جو لوگ دنیاوی اللہ کے بند ہیں

کہوں نہیں تو انوں سے تو برا سمجھتے ہی ہیں۔

تواضع کی مشق اور تکبر کی مذمت ..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اللہ کے لیے تواضع اختیار کی اللہ اسے بلند فرما دے گا اور اپنے نفس میں چھوٹا ہو گا اور لوگوں کی آنکھوں میں بڑا ہو گا اور جس نے تکبر اختیار کیا اللہ اسے گرا دے گا اور لوگوں کی نگاہوں میں چھوٹا ہو گا اور اپنے نفس میں بڑا ہو گا (لوگوں کے نزدیک اس کی ذلت کا یہ حال ہو گا کہ) وہ کہے اور مکرر بڑے بڑا کر ان کے نزدیک بڑا نہیں ہو گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۳۳) ایک حدیث میں ہے کہ دوزخ میں کوئی ایسا شخص داخل نہ ہو گا جس کے دل میں دانی کے دانہ کے برابر ایمان ہو گا اور کوئی ایسا شخص جنت میں داخل نہ ہو گا جس کے دل میں دانی کے دانہ کے برابر تکبر ہو گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۳۳) (مسلم)

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن تکبر کرنے والے انسانی صورتوں میں چٹخنیوں کے برابر چھوٹے چھوٹے جھوسوں میں بیچ دیے جائیں گے انہیں دوزخ کے نخل خانہ کی طرف ہٹا کر لے جایا جائے گا جس کا نام ہنولسن ہے ان کے لیے ان کوں کو ہلانے والی آگ جس میں ہوتی ہوگی ان لوگوں کو حلقہ اللعاب (یعنی دوزخ میں کے محسوس کا ٹھکانہ) پلایا جائے گا۔ (ابو داؤد) تکبر برائی بلا ہے شیطان کو لے دے وہ اس کی ہر بلا پر چلے والے انسانوں کو بھی ہر بار کہتا ہے دوسری آیت میں یہ بتایا کہ جو شخص قیامت کے دن نکلے کر آئے گا اسے اس کا اس سے بہتر بدلہ ملے گا سب سے بڑی ننگی قواہم ان ہے اس کا بہت بڑا بدلہ ہے یعنی جہنم کے لیے جنت میں داخل ہونے کا انعام ہے اور صاحب ایمان جتنی بھی نیکیاں کرے گا ہر نیک کا بہت بڑا ثواب ہے اس کا اس کی ننگی سے کہیں زیادہ بہتر ہو گا اور ہر نیک کا ثواب کم از کم دس گنا ہو کر ملتا ہی ہے یہ تو اہل ایمان کا ذکر ہے اب یہ ہے کافروں کو بھی ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا سب سے بڑا برا عمل کفر و شرک ہے اور کفر کے ساتھ اہل کفر کو دوزخ میں دے دے گا کہ کرتے رہتے ہیں۔ کافروں میں ہر ایک بھی ان کے جود و ناپا میں غریب تھے صاحب اقتدار کی رحمت تھی ان کے سامنے دلیل تھی جگہ دست بھی تھے لوگوں کے سامنے حقیر بھی تھے اور ہر ایک بھی ان کے جو بڑے بڑے مالدار تھے بادشاہ تھے امیر تھے وزیر تھے کافر و شرک امیر ہو یا غریب ہر ذات و ہر ہر پاؤں کو ہوا ہے کفر کی وجہ سے دوزخ کا بندھن ہے اور کفر کے علاوہ ہر گناہ کیے ان کے ان کی سزا بھی ملے گی۔

إِنَّ إِلَهِي قَرِصٌ عَلَيْكَ الْغُرَازَ لَرَأَاكَ إِلَى مَعَادٍ قُلْ رَبِّ ارْزُقْنِي مِنْ جَاءَ بِالْهَدَى

اور میں نے آپ پر قرآن کو فرمایا کہ وہ آپ کو لے گی جگہ دانی پہنچا دے گا آپ فرما دیجئے کہ میرا رب اس میں کوئی کولب چاہتا ہے جو ہدایت لے کر

وَمَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ وَمَا كُنْتُ كَارِجًا أَنْ يُلْقَى إِلَيْكَ الْكِتَابُ إِلَّا رَحْمَةً مِنْ

آپ کے رب کی ہدایت ہے کہ جو نیک ہوئی کر رہا میں ہے۔ اور آپ کو اس کی امید دینی کہ آپ کو کتاب دی جائے گی مگر میں آپ کے رب کی رحمت سے

رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِلْكَافِرِينَ ۝ وَلَا يَصُدُّكَ عَنْ آيَةِ اللَّهِ بَعْدَ إِذْ أَنْزَلَتْ

سو آپ ہرگز کافروں کے مددگار نہ ہو جائے۔ اور ہرگز یہ لوگ آپ کو اللہ کی آیات سے حراہت نہ دیں۔ اس کے بعد کہ آپ کی طرف نازل ہو چکی ہے

إِلَيْكَ وَادْعُ إِلَى رَبِّكَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ

اور آپ اپنے رب کی طرف بلاتے رہتے اور ہرگز مشرکین میں سے نہ ہو جائے۔ اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکارتے



وَلَا تُلَاحِظْ مَعَ اللَّهِ هَيْئَةً (اور آپ اللہ کے ساتھ کسی اور سے معرکہ کو نہ چاہئے اس میں اہل ایمان کو اپنی شرکت میں چلے جانے کی ممانعت ہے کہ وہ ظاہر خطاب آپ کو ہے مگر علی اللہ علیہ السلام) (۱۰۰) اِنَّا لَنَعْلَمُ مَا فِي صُورِ (۱۰۱) اَلَا اِنَّهُ لَا يَخُوفُ (اللہ کے ہوا کوئی معبود نہیں) تَعْلُوْا شِرْكَاءَ اللَّهِ وَبِحُجَّةٍ (ہر چیز پاک ہے نہ اہل ہے ہوائے اس کی ذات کے) (۱۰۲) اَلَمْ يَخْلُقْكُمْ وَاَلَمْ يَرْزُقْكُمْ (اسی کے لیے حکومت ہے اور اسی کے پاس تم سب کو جاتا ہے)۔

وَلَقَدْ نَزَّلْنَاهُ بِالْحَقِّ سُورَةَ الْقَصَصِ فِي لَيْلَةِ الْمَسْبُوحِ وَالْعَشْرِينَ مِنْ شَهْرِ رَجَبِ الْفَتْحِ ۱۳۱۶ هـ مِنْ حَضْرَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَاکْرَمِ الْاَكْرَمِينَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْاَوَّلِينَ وَالْاٰخِرِينَ وَ عَلٰى اٰلِهِ وَ اصْحَابِهِ اَجْمَعِينَ وَ مِنْ نَعْمِهِمْ بِاحْسَانِ اِلٰى يَوْمِ الدِّينِ .

☆☆☆ . . . ☆☆☆



نکی

سورۃ النکبوت

۶۹ آیتیں اور ۸۰ کوٹ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۱﴾ اِنَّا نَحْنُ اللّٰهُ نَحْنُ الْغَفُوْرُ ﴿۲﴾ اِنَّا نَحْنُ اللّٰهُ نَحْنُ الْغَفُوْرُ ﴿۳﴾ اِنَّا نَحْنُ اللّٰهُ نَحْنُ الْغَفُوْرُ ﴿۴﴾

سورۃ النکبوت کہ کہہ کر میں نازل ہوئی اس میں ایک ہزار آیات اور سات رکعات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۱﴾

شروع اللہ کے نام سے جو نہ اسی راہ نہایت رحم والا ہے۔

اَلَّذِیْ حَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّشْرَکُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یَفْقَهُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا

ایسے۔ کیا لوگوں نے یہ خیال کیا ہے کہ وہ ان کا کچھ سے چھوڑ دیے جائیں گے کہ ہم ان کو لائے اور ان کا زمانہ نہانے کا۔ اور ہر شخص نے ان

اَلَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ ۝ اَفَرِحَسِبَ

سے پیسے والے کو؟ کیا ہے وہ خود خود وہ ان کو جان لے گا جو سچے ہیں اور خود خود وہ ان کو لگی ہوں لے گا۔ ہر ایک سے کام

اَلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاَتِ اَنْ یَّسْبِقُوْکُمْ ۚ سَاءَ مَا یَعْمَلُوْنَ ۝

کرتے ہیں کیا یہ خیال کرتے ہیں کہ تم سے پہلے کر لیں ہر ایک کے راہ لے کر جاتے ہیں۔

دعوائے ایمان کے بعد امتحان بھی ہوتا ہے

یہاں سے سورۃ النکبوت شروع ہو رہی ہے عربی زبان میں شکوت نکزی کا کیا جاتا ہے۔ اس سورۃ کے پانچویں رکوع میں شکوت نکزی کا ذکر ہے اسی لئے یہ سورۃ اس نام سے مشہور ہے آیت کے ابتدائی مضمون میں حال تو یہیں لکھا گیا کہ جو لوگ مؤمن ہوئے گا وہ نیک کرتے ہیں کیا انہوں نے یہ خیال کیا ہے کہ صرف اتنا کہہ دینے سے چھوڑ دیے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کا امتحان نہ کیا جائے گا؟ یہاں تک کہ یہ ضرور مطلب یہ ہے کہ صرف زبان سے یہ کہہ دینا کہ میں مؤمن ہوں کافی نہیں ہے بل سے مؤمن ہونا لازم ہے اور جب کوئی شخص مؤمن ہوگا تو آزمائشوں میں آ جائے گا یہ آزمائش کی طرح ہے جس کی مہدات میں چھوڑا ہوگا طوائفوں کے خلاف بھی چہا ہوگا مصائب پر بھی میر کرنا ہوگا ان چیزوں کے اور یہ مؤمن بندوں کا امتحان لیا جاتا ہے جب امتحان ہوتا ہے اور مہدات اور مشقتیں سامنے آتی ہیں تو شخص مؤمن اور مہدات کے درمیان امتیاز ہو جاتا ہے۔

صاحب روح المعانی نے (جلد ۱ ص ۱۳۳) کہا کہ ان جہادوں میں حاتم حضرت عثمان سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے ہجرت کے بعد مکہ مکرمہ میں ہوتے ہوئے اسلام قبول کر لیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے



(یہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تھے) ان لوگوں کو لکھا کہ جب تک ہجرت نہ کر کے تمہارا اسلام اور مقبول اور معتبر ہوگا اس پر ہر ایک کو مدینہ منورہ کے ارادہ سے لفظ مشرکین ان کے پیچھے گئے اور انہیں پائیس لے گئے اس پر آیت اور نازل ہوئی تمہاری سب سے انہیں پھر لکھ کر تمہارا مدینہ منورہ سے مل گیا آیت نازل ہوئی جس پر انہوں نے پھر مدینہ منورہ سے لکھ کر ارادہ کیا اور یہ ملے کیا کہ اگر مشرکین آکر آئے تو تمہارے جنگ کرنے کے چنانچہ یہ لوگ ہجرت کے ارادہ سے لکھ کر مشرکین پھر ان کے پیچھے گئے جس پر انہوں نے انال کیا بعض مشرک مل گئے اور بعض تمہارا کہ مدینہ منورہ پہنچ گئے اس پر ان کو نبی نے سہرا لکھ کر یہ آیت نازل فرمائی۔ ﴿فَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَعَ الْكَافِرِينَ مَا فَعِلُوا مَعَ الْمُؤْمِنِينَ فَهُمْ يَكُونُوا كَالْكَافِرِينَ﴾ (ترجمہ: پھر یہ ایک آپ کا رب اپنے لوگوں کے لئے جنہوں نے کفار کے ساتھ کیا ہے اسی طرح آپ کے بعد ہجرت کی پھر جہاد کیا اور کافر رہے تو آپ کا رب ان کے بعد جہاد میں ملوث کرنے والا بھی دھت کرتے ہیں)۔

اس کے بعد صاحب دواعیٰ العافی نے شہرت حسن بصری کا مقولہ نقل کیا ہے کہ یہاں الناس سے منافقین مراد ہیں۔

پھر فرمایا: وَلَقَدْ هَمَّتِ الْكُفَّةُ مِنْ قَبْلِهِمْ (اور ہم نے آزمائش ان لوگوں کو جو ان سے پہلے تھے اَلْكَافِرِينَ اللّٰهُ الْعَلِيمُ صدقاً) (مضمر و ضرور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جان لے گا جو اپنے دوائے ایمان میں ہیں کہ کَوَالْفُلْمُنَ الْكَافِرُونَ) (اور ضرور ضرور ان لوگوں کا بھی جان لے گا جو ہم نے ہیں) یعنی جزایں سے ایمان کے دوائے ہیں لیکن ان کے دلوں میں ایمان نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ پہلے لوگوں کو آزمائش میں ڈالا گیا ان کو بھی تکلیفیں پہنچیں اور دشمنان اسلام سے واسطہ نہ اعتنا ہوئے دھم کھائے اور دوسری تکلیفوں میں مبتلا ہوئے اب است محمدیہ (علی صاحبها الصلوۃ والنبحہ) کو خطاب ہے ان کا بھی امتحان لیا جائے گا۔

سورۃ آل عمران میں فرمایا: وَكَانَ مِنْ نَبِيِّهِ قَبْلُ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَلُوا لِمَا أَخَذَهُمْ مِنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَلُّوا وَمَا أَتَوُا وَالْقِسْمَةُ لِحُجَّتِ الْغُضْرَيْنِ ۝ (اور میرے سے ہی گزرنے والے ہیں جن کے ساتھ جہل کربیت سے اللہ والوں نے جنگ کی پھر میرے جیسے تھے ان کو اللہ کی راہ میں جنگیں ان کی وجہ سے نہ ہو سکتی تھیں چاہے اور نہ عاجز ہوتے اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔)

اہل ایمان کے ساتھ آزمائش کا سلسلہ چلتا رہتا ہے وہ ایمان و ہدایت اور سلاحتی کی ہی کرتی چاہیے اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی آزمائش آجائے تو صبر و تحمل اور برداشت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کو سامنے رکھتے ہوئے آزمائش کا وقت گزاریں۔ انٹیکٹیوں پر بھی اور سدا صبر پر بھی صبر کا پھل ملتا ہے، نہ اس میں بھی اور آخرت میں بھی۔

جو لوگ صدقِ دل سے مسلمان ہوتے ہیں وہ تکلیفوں اور آزمائشوں میں بھی جا بہت قدم بہتے ہیں اور جو لوگ مدفعِ اناقتی کے طور پر دنیا سازی کے لیے اپنے دلوں سے اسلام کے دھن کو ہٹاتے ہیں وہ آڑے ہاتھ میں اسلام کو چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ مصائب اور مشکلات کے درمیان غفلت اور غرور غصے کا تڑپا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان کا تقویٰ پر فرمانے سے پہلے ہی سب کو معلوم تھا کہ ان کو کیا کرنے کا اور کیا ہونے کے پہلے ہی سے اس کا علم ہے مگر سب ہی علمِ ازل کے مطابق لوگوں کے احوال اور احوال کا نظیر ہو جا تا ہے تو یہ علم بھی ہو جا تا ہے کہ علمِ ازل کے مطابق جو واقعہ ہونے والا تھا وہ ہو چکا۔ مفسرین کرام سے علمِ تہدوی کے تعبیر کرتے ہیں یہ مسئلہ اراکاء ایک ماہہ کی اسلئے عالم سے بکھر گئے۔

جہاں کچھ تھیں وہاں انہیں کا ذکر تھا ایمان کا دھنی کرنے والوں سے متعلق تو اور جو لوگ انہیں پہنچاتے تھے (یعنی کافر و مشرک) ان

کے بارے میں فرمایا تم غیبِ الہیہیں پیغمبروں کی حیثیت از منسلک ہو لوگ بے کام کرتے ہیں کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ تم سے آگے نہ جا سکیں گے (یعنی ہادی گرفت میں نہ آسکیں گے اور انہیں قتل کر رہا ہو جائیں گے) ۹ انفکات ما یفککون (یہ لوگ جو کہ اپنے خیال میں لوگوں کو رہے ہیں اور سوچا رہے ہیں اور اپنے لوگوں کے مطابق فیصلہ کر رہے ہیں یہ برا فیصلہ ہے) اور یہ وہ خیال ہے خدا تعالیٰ گرفت سے بچ کر نکلیں نہیں جاسکتے اس میں ایذا دینے والوں کے لیے تہدید بھی ہے اور اہل ایمان کو قتل بھی ہے کہ یہ لوگ جو تمہیں حسد سے ہیں اور دیکھ رہے ہیں انہیں اس کی ہراسہ ور ہے۔

مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللَّهِ لَآتٍ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ وَمَنْ جَاهَدَ  
 جو شخص اللہ کی ملاقات کی امید رکھتا ہے سو بلاشبہ اللہ کا مقرر کردہ وقت ضرور آئے گا ہے اور وہ سب سے جانتا ہے اور جو شخص مجاہد کرتا ہے  
 فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ  
 سو وہ اپنے لیے ہی محنت کرتا ہے بلاشبہ اللہ سارے جہانوں سے بے نیاز ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور ایک عمل کے ضرور ضرور ہم امن  
 لَنَكْفِرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝  
 کہ برائیوں کا کفارہ کر دیں گے اور ضرور ہم انہیں ان کے کاموں کا اچھے سے اچھا بدلہ دیں گے۔

ہر شخص کا مجاہدہ اس کے اپنے نفس کے لیے ہے

اور اللہ تعالیٰ سارے جہانوں سے بے نیاز ہے

جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی امید رکھتا ہے (اور یہ جانتا ہے کہ اسے ثواب ملے گا تو اسے کچھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ملاقات اور ثواب عطا فرمانے کے لیے ایک وقت مقرر فرمایا ہے اور وہ وقت ضرور آئے گا اور جو عمل ثواب کے لائق ہوگا اس پر ضرور ثواب ملے گا) اللہ تعالیٰ شے والا اور جانتا ہے وہ سب کی دیکھیں سب کا آراء دیکھ جانتا ہے سب کے اعمال سے باخبر ہے وہ تمام شخصوں کو باخبرین بدل عطا فرمانے کا اہل ایمان کو ہر ایمان قبول کرنے پر بغضِ مرتد تکلیفیں ہوتی ہیں اور دشمنانِ دین سے ایسا نہ بچتی ہے بلکہ مجاہدہ ہے یعنی نفس سے مقابلہ ہے یہ لفظ جہاد سے مشتق ہے عربی زبان میں جہد مشقت کو کہتے ہیں یہ اب محاط ہے جو جہاد میں شرکت پر دلالت کرتا ہے جب کوئی شخص آخرت کی بہتری کے لیے کوئی عمل کرتا ہے (جس میں ایمان کا قبول کرنا بھی ہے) تو اس کو شوقِ گزرتا ہے اور نفس کے ساتھ مقابلہ ہوتا ہے اس لیے اس کو مجاہدہ سے تعبیر فرمایا اور شاعر فرمایا جو شخص مشقت اٹھائے محنت اور مجاہدہ کرے تو اس کا تکیف اٹھا اور مشقت برداشت کرنا اس کی اپنی جان کے لیے ہے وہ اس کا اور ثواب پالے گا کہ اللہ تعالیٰ ہر کوئی احسان نہیں ہے اسے کسی کے کسی عمل کی حاجت نہیں دوسرا سے جہانوں سے بے نیاز ہے۔

اس کے بعد ایک مومن کا انون بتایا: وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ (الایم) اور جو لوگ ایمان لائے اور ایک کام کے ہم امن کی برائیوں کا کفارہ کر دیں گے یعنی ان کی برائیاں کو اپنی مغفرت سے ڈھانپ دیں گے تو یہ اور لوگوں کے ذریعہ اور اپنے نفسِ داکم سے انہیں صاف کر دیں گے مگر اور شرک کا ایمان سے کفارہ ہو جاتا ہے اور اسلام قبول کرنے کے بعد جو گناہ کے ہوں ان گناہوں کا بھی









150

اور ہر طرح کی توجہ کا پابند ہے کہ کفر اختیار کرنے میں اور دوسرے گناہوں میں پہلے میں اللہ تعالیٰ کی جانمائی سے اور سزاوے کا اختیار اللہ تعالیٰ ہی کو ہے نہ کہ کفر سے گا اور نہ گناہ کی زندگی کی گزرتے گا وہ اپنی جانمائی کی وجہ سے خدا کا شرف کو کا شرف کو چھوڑ کر اس کی جگہ کی اور خدا کا شرف اللہ تعالیٰ کے قانون میں نہیں ہیں۔

بالفرض اگر کوئی شخص کسی کا خط اپنہ سر پہنے کے لیے تیار ہو بھی جائے تو اس کے لیے اس کی رضا مندی بھی تو ضرور ہے۔ جس کی تفریق دانی ہے اپنی طرف سے بات چاہنے سے گنہگار نہ لے کی چاہ نہیں چھوٹ سکتی۔ کفار کا یہ کہنا کہ ہم خط اب چھوٹ نہیں گئے اس میں راجحوں میں اول خط اب چھوٹنے کا وعدہ حال تک قیامت کے دن کوئی کسی کو نہ چھوٹے گا۔ رشور ولا دوست اصحاب سب ایک دوسرے سے دور ہو گیا جس کے آپ نے کی طرف سے اور چپا کی طرف سے کوئی بدلہ نہ لے سکے گا نہ بدلہ نہ کے لیے چار ہو گا۔

اور ان کے دعوے میں دوسرا جھوٹ یہ ہے کہ ہم نے جو بات کہی ہے اسے اللہ تعالیٰ اس کو اختیار فرمائے گا اور تم حجاب سے بچاؤ گے ان لوگوں کی نگاہ کے لیے لہذا یہ **لَا تَقْبَلُوا لَهُمْ تَقْبَلُهُمْ** (اے نبی! انہیں قبول نہ کر، اور یہ کہیں فرمایا: **وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ قَوْلَ الْقَبِيلَةِ** عدا کا کٹنا، بغضوں (اور ضرور ضرور وہ قیامت کے دن اس کے بارے میں ان سے ہم چھا جائے گا جو جھوٹ اور باتے ہیں)۔

[illegible]

اور یہاں سورۃ شکوت میں فرمایا: وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَمْ يُلَاقُوا اللَّهَ مِنْ قَبْلِهِمْ (اور وہ اپنے لوگوں کے ساتھ دوسروں کے برابری نہیں کرتے) یعنی جن کے گمراہ کرنے کا سبب ہے ان کی گمراہی کا بھی خداب ہے تحقیق کے اور ان کے گمراہ کرنے سے کوئی ایسا اختیار کرنے والے سبکدوش نہیں ہے انہیں کوئی ایسا اختیار کرنے پر مستقل خداب ہے۔

اس قصیدہ سے حدیث نبوی کا مفہیم ملے گا، واضح ہو کہ یہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور شاہ فرمایا کہ جس شخص نے جاہلیت کی روایت دی اسے اس سب کو لوگوں کے افعال کا بھی ثواب ملے گا جنہوں نے اس کا اتباع کیا اور ان کا اتباع کرنے والوں کے ثواب میں سے کچھ بھی کسی شخص نے کسریٰ کی بدولت دی تو اس پر اس سب کو لوگوں کے گناہوں کا یہ جو بھی ہوگا جنہوں نے اس کا اتباع کیا اور ان کو لوگوں کے گناہوں میں سے کچھ بھی کسی شخص کی۔ (ابو مسلم)

بہت سے لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ اپنے ساتھ کے اچھے بیٹھے دلوں کو گناہ کی زندگی گزارنے کی ترغیب دیتے ہیں اور اپنے ماحول کی وجہ سے مجبور کرتے ہیں کہ وہ ہماری طرح کا گنہگار ہو جائے کہ کوئی شخص چاہے کہ گناہ پر گرفت ہوگی اور آخرت میں عذاب ہوگا، تمہارے کہنے پر گناہ کیوں کروں؟ تو اس پر کہہ دیجئے کہ میں نے اس کا جو گناہ ہے وہ جو اس کے لیے سزا کا حکم نکلتا ہے اس کے لیے حقیقت اس میں اصل کا فائدہ عقیدہ اور مشیوہ ہے کہ قسمت کے دن عذاب نہیں ہوگا، اگر عذاب کا یقین ہوتا تو تو ایسا نہیں نہ کرتے کسی کے ہوں کہہ





تُرْجَعُونَ ﴿۵﴾ وَإِنْ كُنْتُمْ لَبُوءًا فَقَدْ كَذَّبْتُمْ أَمْ هُمْ قَلِيلٌ مِّنْ قَلْبِكُمْ ۖ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا أَلْبِغُ الْبَهِينُ ﴿۶﴾

ہوئے ہوا کہے۔ اور اگر تم بھڑکے تو تم نے جلی انہیں بھلا بھیجی ہیں اور رسول کے اسہ دینے میں یہ بڑے بے ہوش تھے۔ اور جو لوگوں کے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم کو توحید کی دعوت دینا اور اللہ تعالیٰ سے رزق طلب کرنے اور اس کا شکر ادا کرنے کی تلقین فرماتا

ان آیات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیعت اور رسالت کا اور قوم کو توحید کی دعوت دینے اور شرک سے بیزار ہونے کا اور اہل کفر و کفر و کفر و کفر قرآن مجید میں مذکور ہے۔ سورہ آل عمران میں ان کا نفرو سے مناظرہ کرنا اور سورہ انعام میں اپنی قوم کو اور اپنے آپ کو بت پرستی اور بت پرستی سے روکنا اور انہیں یہ بتانا کہ یہ سب گمراہی کا کام ہے اور سورہ نساء میں اور سورہ شعراء میں اپنی قوم کو بھگانے اور بت پرستی کا نفرو نقصان دہ ضرر ان بھگانے کا ذکر کرنا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم اللہ کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت کرتے، اور بھولتی باتیں تراشتے تو تمہارا یہ کہنا بھی جھوٹ ہے کہ یہ اللہ کے شریک ہیں اور تمہارا یہ خیال کرنا کہ یہ ہمارے کام آئیں گے یہ سب جھوٹ ہے اللہ کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت کرتے ہو۔ تمہیں رزق دینے کا کوئی اختیار نہیں رکھتے تم ان کی عبادت چھوڑ دو اللہ سے رزق طلب کرو اور اس کی عبادت کرو اور اس کا شکر ادا کرو یہ بھی سمجھو کہ تمہیں اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے اس کی عبادت کرو گے اور اس کا شکر ادا کرو گے تو موت کے بعد بھی اچھی حالت میں رہو گے اور اگر تم کفر اور شرک پر پے در پے تو مرنے کے بعد اس کی سزا بھگتو گے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مزید فرمایا کہ اگر تم مجھے بھڑکائے تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ تم سے پہلے بھی بہت سی اہمیاں اپنے اپنے رسولوں کو بھڑائی تھیں جن کو اپنے کردار کی وجہ سے پاک ہو گئیں رسول کا کام اس اتالی ہے کہ واضح طور پر حق کو بیان کرے اور اللہ کے نام سے اس کی مذمت دہری ہو جاتی ہے تم سے پہلے جو لوگ رسولوں کی رسالت کے منکر ہوئے انہوں نے اپنا ہی برا کیا اور اپنی جانوں کو عذاب میں جھونکنے کا راستہ اختیار کیا تم بھی سمجھو کہ اگر تم نے میری دعوت قبول نہیں کی شرک سے توبہ نہ کی تو اللہ کی توبہ نہ آئے تو تمہارا اپنا ہی برا ہوگا۔

وَلَمْ يَزُوا كَيْفَ يُبْدِئُ اللَّهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿۷﴾ قُلْ يَسِيرُوا

کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کی طرح خلق کی اور پھر دوبارہ اسے دہری دیا اور پھر دوبارہ اسے کاوا قیہ بنا دیا۔ یہ آسان ہے۔ آپ فرمائیے کہ

فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللَّهُ يُنشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ

زمین میں چھوڑا، سو دیکھو اللہ نے جلی پاک کی طرح خلق کی اور پھر دوبارہ اسے دہری دیا اور پھر دوبارہ اسے کاوا قیہ بنا دیا۔ یہ آسان ہے۔ آپ فرمائیے کہ

شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۸﴾ يُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَيَرْحَمُ مَن يَشَاءُ ۚ وَإِلَيْهِ تُقْلَبُونَ ﴿۹﴾ وَمَا أَنْتُمْ

بظن پر قادر۔ یہ آسان ہے۔ وہ جس کو چاہے عذاب دے اور جس کو چاہے رحم کرے اور تم اس کی طرف لوٹو گے۔ ہوا کے۔ اور تم زمین



فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ فَأَنجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ إِنَّ فِي

ہماری کئی آدم کا جواب اس کے ساتھ دیا کہ اس کی جگہ پر ایک آدمی تھا جس نے اس سے کہا کہ وہ اس کے لئے ایک آدمی ہے۔

ذَلِكَ لِأَنِّي لَتَقُومُ يَوْمَئِذٍ ۖ وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ

کے لیے کتابیں ہیں اور یہی اس نے کی کہ قرآن کے ساتھ کچھ دوسری کتابیں بھی لایا ہے۔ یہ توہماتی کتاب

مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ ۚ وَلَئِن

یہ ایک نیا ہیرو ہے جو دنیا کی سب سے بڑی طاقتوں کے خلاف لڑ رہا ہے۔

بعضهم بعضاً وناولكم النار وما لكم بين نصيرين قالوا من له نوطه وقالوا ابي

مُهَاجِرًا إِلَى رَبِّي إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ وَفَعَلْنَا لِدَاسِهِمْ أَسْحَقًا وَيَعْتُوبُ وَجَعَلْنَا

یہ شیعہ بھی ہے۔ اب ان طرف فکر سے گزرنے والوں کو یہ خیال ہے کہ جو کچھ ہے اور ہم نے اور ہم کو اپنی اور عقوبت کا فائدہ ہے۔

فِي ذُرِّيَّتِهِ الشَّجْوَةَ وَالْكِتَابَ وَآتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّا فِي الْآخِرَةِ

[illegible]

© ٢٠١٢ الطبع

1000

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کا جواب کہ ان کو قتل کر دیا آگ میں جلا دیا

عزیز! حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت اور تبلیغ کا ذکر تمام مہمان میں کیونکہ نبیہات آگئیں جو قرآن کریم کے مخاطبین سے متعلق ہیں۔

یہی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے کاسین کا ذکر شروع ہوتا ہے اور یہاں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کا دھڑ بھڑاتے ہوئے دیکھا تو ان کے کاسین نے کہا کہ ان کو پورا دلو، آگ میں جان و حق و قوم نے انہیں آگ

میں نے اس پر پورا غصہ کیا ہے تاکہ کوئی غلطی نہ ہو جانے کا تقصیر۔ عدا اور محضرت ابراہیم علیہ السلام کو تاک سے نہایت دوسری بات تاک سے محض

سالم فرماتے۔ اے ابنِ امی دلیک! لاپتہ بلوغ یوں موزوں (پڑا جیسا میں ایمان واہوں کے لیے نکلتا ہوں)۔

حضرت ابراہیم کا قوم کو سمجھانا کہ تم دنیاوی دوستی کی وجہ سے بت پرستی میں مل گئے ہو

اور قیامت کے دن ایک دوسرے پر لعنت کرو گے

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو اپنی قوم سے دعوتِ توحید کے سلسلہ میں بائیس تیس اہل حق میں سے ایک بات یہ بھی کر کہ قوموں نے

جو ان کا وجود رکھتا ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ تم لوگوں کی دیکھ سیکھی اس کام میں لگ گئے ہو تم نے غور و فکر کی ہی نہیں جس سے تم پر حق واضح ہو جاتا کہ ان کا وجود نہایت بڑی صفات سے قائم ہے تو یہ دیکھ لیا کہ ساری قوم ان کی پرستش کرتی ہے اور باپ دادا ان کی پوجا کرتے چلے آئے ہیں تمہاری دنیا والی دوستیاں ایک دوسرے کا گھر و شرک پر لگائے ہوئے ہیں تم یہ سمجھتے ہو کہ تو حید کو مانیں اور ان کو کچھ نہیں تو تم سے بھروسہ ہو جائیں گے تو تم سے ناراض ہو جائے گی۔

صاحب روح البقی (ج ۱ ص ۱۵۰) فتاویٰ تہذیب کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: المعنی ان مودۃ بعضکم بعضا ہی فی دلتکم الی اتخاذہا بان راہم بعض من لودونہ التخلعہا لاختلاف لودہا موافقۃ لہ لودہ لکم یاہ و ہذا کما یروی الانسان من مودۃ بعض ضیاء لیلعل مودۃ الہ (مطلب یہ ہے کہ تمہاری آپس کی دوستی کی پرستش کی دلی ہے کہ تم اپنے بعض دوستوں کو ان کی پرستش کرتے دیکھتے ہو تو ان کی موافقت اور دوستی کے اقتدار میں تم بھی ان کی پرستش کرنے لگتے ہو اور ایسا ہوتا ہے کہ دلی اپنے کسی دوست کو کوئی کام کرتے دیکھتا ہے تو اس کی دیکھ سیکھی خود بھی وہی کام کرنے لگتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حرا فرمایا کہ دنیا میں تو دوست بنے ہوئے ہو اور تمہاری یہ دوستی آپس میں ایک دوسرے سے بہت پرستی کرانے کا سبب بنی ہوئی ہے لیکن قیامت کے دن تمہاری یہ دوستی دشمنی سے بدل جائے گی وہاں ایک دوسرے کے مخالف ہو جاؤ گے اور تم میں سے بعض بعض پر لعنت کریں گے کیونکہ تم نے ایک دوسرے کو ادا حق سے روکا تھا یہ لعن طعن آپس میں ہو گا اور سب ہی کو دوزخ میں جانا ہو گا اور آپس میں سے کوئی کسی کا مددگار نہ ہو گا یہاں شرک کرانے میں ایک دوسرے کے مددگار بنے ہوئے ہو لیکن وہاں کوئی کسی کی مدد نہ کرے گا۔

سورۃ ابراہیم میں فرمایا: تَخَلَّفُوا وَخَلَّفُوا تَخَلَّفُوا تَخَلَّفُوا (جب کوئی جماعت دوزخ میں داخل ہوگی باقی ساتھ دلی جماعت پر لعنت کرے گی جوں سے پیچھے دوزخ میں داخل ہو چکی ہوگی)۔ سورہ میں فرمایا: اِنَّا اَنزَلْنَاهُ لَا تَخْرُجُوا تَخَلَّفُوا تَخَلَّفُوا تَخَلَّفُوا (یعنی دنیا میں جو لوگ اجازت دے رہے ہیں وہ اپنے متبعین یعنی اپنے دلوں اور مردوں سے کہیں گے تمہارے لیے کوئی مبارک بار نہیں تم نے تم کو کفر کو دلی طرف سے علیحدہ کر دیا ہے جس میں کسی بھی شخصیت سے بھروسہ نہیں کریں گے)۔

جو مال مل کر کا ہے وہی مال محاسن کا ہے ایک دوسرے کو دنیا میں نکالیں یا ایمان لائے ہیں اپنے ساتھ لگتے ہیں اپنے پاس سے پیچھے کر گناہ کرتے ہیں اور آخرت میں کوئی کسی کا مددگار نہ ہو گا۔

حضرت اوطی علیہ السلام کا دعوت ابراہیمی کو قبول کرنا اور دونوں حضرات کا فلسطین کے لیے ہجرت کرنا اس کے بعد فرمایا: اِنَّا اَنزَلْنَاهُ لَا تَخْرُجُوا (وطی علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کی نبوت پر ایمان لائے تھے) (جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی ہارون کے بیٹے تھے) جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم پر ہر طرح سے جہت پوری کر دی تو فرمایا اب میں اس وطن کو چھوڑتا ہوں اور اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں یعنی میرے رب نے جو ہجرت کی جگہ بتائی ہے وہاں جانا ہوں بلاشبہ میرا رب عزیز ہے حکیم ہے۔

بعض مفسرین نے یا تھیل ظہر کیا ہے کہ وَ اَنزَلْنَاهُ اِنْسِيْ فَهَاجِرٌ کا اصل حضرت اوطی علیہ السلام ہیں لیکن کلیل بات داغ ہے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول ہے جیسا کہ سورہ صافات میں مذکور: اَنزَلْنَاهُ اِنْسِيْ فَهَاجِرٌ اِلٰی رَآبِیْ سَفِیْیَیْنِ (اور انہوں نے کہا کہ میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں وہ مقرر ہے مجھے اوتار دے گا)۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اہل سے (جو عرق اور نسل کے درمیان تھا) بھرتے فرمائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام جو حضرت سارہ علیہا السلام کی بیوی تھیں وہ آپ کی بیوی تھیں (حضرت فرما کر قاضیوں میں اتار دیا کہ تم یہ کہو گے۔)

بیٹے اور پوتے کی بشارت اور محبت۔ اس وقت آپ کی عمر بعض مفسرین کے قول کے مطابق ۵۷ سال تھی اور آپ کی بیوی حضرت ہاجرہ علیہا السلام تھیں جس میں سے نبی کریم ﷺ کے والد تھے۔ دعا کی وقت ہفت فی من الضلعین (اے صبر سب مجھے غامضین میں ایک لڑکا عطا فرما) اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور فرشتوں کے ذریعہ آپ کو لڑکا عطا کیا جس نے کی بشارت دی یہ فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کو پاک کرنے کے لیے آئے تھے جہاں کہ سورہ احزاب میں گزرا چکا ہے۔

یہ بشارت حضرت اہل علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیویاں سے متعلق تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام دوسری بیوی یعنی حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سلسلہ نبوت جاری فرماتا حضرت اہل علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عطا فرمائے اور عیسیٰ کے لیے ان کی ذریعہ میں نبوت بھی رکھ دی اور ان کے ان کا نسل فرمایا ابراہیم علیہ السلام کے بعد بیٹے بھی انبیاء کرام علیہم السلام وہ اسلام شریف اے سب انہیں کی نسل میں سے تھے آخر انہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسماعیل بن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں سے ہیں۔

ذکر خیر کی دعا اور قبولیت۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ امر سنا دیا کہ میں بھی ان کو نبی بنا دوں گا اور آپ ان میں سے ہیں ان کے بعد میں آنے والی قوموں میں اچھائی کے ساتھ ان کا ذکر جاری فرمادیا بیٹے اور ان میں ان کے سامنے والے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اچھائی کے ساتھ یاد کرتے ہیں ان میں یہود و نصاریٰ بھی ہیں اور دیگر مشرک اقوام بھی ہیں مسلمانوں کے علاوہ دوسری قومیں کو سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرنے کی وجہ سے کافر ہیں لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں سب اہل عقل و حکمت کہتے ہیں انہوں نے جو دعا کی محمد و اٰلہٖ و سلم فی الاخرین وہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور ان کو لکھا کہ ان تمام زبان میں جاری رکھا۔

واجب فی الدنیا (اور ہم نے ان کو ان کا صلہ دیا جس دے دیا) ان کی ذریعہ میں انبیاء کرام علیہم السلام کو آقا مبین فرمادیا اور انہیں دلوں کے کفر سے نجات دے کر قاضیوں میں پہنچا دیا اور ان سے کہہ کر شریف و خداداد ہمارے ان کے ذریعہ قربانی کا سلسلہ جاری فرمادیا انہوں میں جو کچھ اللہ کا فضل ہے اور اس کی وجہ سے آخرت کا اجر و ثواب اور نفع و بہت اور قرب الہی کا حصول اس کے علاوہ ہیں اسی کو سورہ بقرہ سورہ اہل اور سورہ طہ کے الفاظ میں فرمایا وَاُولَٰئِکَ هُمُ الْاٰخِرَةُ الْاُولٰٓئِکَ (اور بادشاہ و آخرت میں نیک بندوں میں سے ہوں گے)۔

وَلَوْ طَارَ اِذَا قَالَ لِقَوْمِهِ اِنَّكُمْ لَتَاۡتَوْنَ الْفَاجِئَةَ حٰثِرَةً ۖ مَا سَبَقْتُكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیۡنَ ۝۱۰

اور ہم نے ان کو پہنچا دیا انہوں نے اہل قوم سے کہا کہ بادشاہ تم سے پہلے ہی کا کام کرتے ہو تم سے پہلے اس کا حکم کیا ہے ان میں سے کسی سے نہیں کیا۔ اِنَّكُمْ لَتَاۡتَوْنَ الزَّیۡجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّیۡلَ ۚ وَتَاۡتَوْنَ فِیۡ نَادِیۡکُمُ الْمُنۡکَرُ ۚ فَمَا کَانَ لَکُم مِّنۡ اَمْرِ شَیۡءٍ ۚ سَاۡدِیۡنَ ۚ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۝۱۱

جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا لَيْتَنَا بِعَذَابِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ رَبِّ

یہ کہہ دیجئے کہ تو اللہ کا عذاب لے آؤ تو میں سے ہے۔ اور اسے عرض کیا

أَنْصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ ۝ وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا إِنَّا

کہہ رہے ہیں کہ تمہارے لئے کوئی نیکوئی نہیں ہے۔ اور جب وہ فرشتے آئے تو انہوں نے کہا کہ

مُهَلِّكُوا أَهْلَ هَذِهِ الْقَرْيَةِ: إِنْ أَهْلُهَا كَانُوا ظَالِمِينَ ۝ قَالَ إِنْ فِيهَا لَنُوحًا ۝ وَالْوَاثِقُونَ

یہ کہہ دیجئے کہ اس قریہ کے لوگوں کو تباہ کر دو۔ اگر ان کے لوگ ظالم ہیں۔ اور وہ یقیناً اس میں کوئی نیکوئی سے کہہ رہے ہیں کہ ہم کو یقین ہے

أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا: لَنُنَجِّيَنَّهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَكَ: كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ۝ وَلَمَّا آتَانِ

کہ میں کوئی نہیں ہے۔ اور وہ اس کو بچاؤں گا۔ اور اس کے گھر کے لوگوں کو تباہ کر دوں گا۔ اور وہ یقیناً اس میں کوئی نیکوئی سے کہہ رہے ہیں کہ ہم کو یقین ہے

جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيقًا: بِهِمْ وَصَاقٌ بِهِمْ ذُرْعًا ۝ قَالُوا لَا تَخَفْ: وَإِنَّا مَتَعُولُوكَ

اور وہ اس کے پاس آئے تو اس کی بیوی سے لڑ رہے تھے۔ اور وہ اس کے گھر کے لوگوں کو تباہ کر دوں گا۔ اور وہ یقیناً اس میں کوئی نیکوئی سے کہہ رہے ہیں کہ ہم کو یقین ہے

وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ: كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ۝ إِنَّا مُنْزِلُونَ عَلَىٰ أَهْلِ هَذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ

اللہ کے۔ اور وہ اس کے پاس آئے تو اس کی بیوی سے لڑ رہے تھے۔ اور وہ اس کے گھر کے لوگوں کو تباہ کر دوں گا۔ اور وہ یقیناً اس میں کوئی نیکوئی سے کہہ رہے ہیں کہ ہم کو یقین ہے

السَّمَاءِ: بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝ وَلَقَدْ شَرَكْنَا مِيثَاقَهُ بَيْنَهُ: لَقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝

اسے کہ وہ اپنی قوم کا کام کرتے رہے ہیں اور ہر حق پرستوں کے لئے اس کے لئے کھلی ہوئی بات ہے۔ اور وہ اس کے گھر کے لوگوں کو تباہ کر دوں گا۔ اور وہ یقیناً اس میں کوئی نیکوئی سے کہہ رہے ہیں کہ ہم کو یقین ہے

حضرت لوط علیہ السلام کا اپنی قوم کو تبلیغ کرنا اور برے اعمال سے روکنا

پھر قوم کا نافرمانی کی وجہ سے ہلاک کیے جانے کا ذکر

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے وطن سے ہجرت کی تو ان کے ساتھ حضرت لوط علیہ السلام بھی تشریف لے آئے۔ حضرت لوط علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز فرمایا اور انہوں نے سدوم نامی ایک قوم کی قیام کیا وہاں اور بھی چند بستیوں تھیں جو انہوں نے قریب تھیں۔ حضرت لوط علیہ السلام ان بستیوں کی طرف جھوٹے ہوئے اور وہاں کے رہنے والوں کو توبہ کی دعوت دی اور بے کاموں سے روکنا۔ ایک ایسے بے کام میں جھکا تھے جو ان سے پہلے کی قوم نے نہیں کیا اور وہ کہہ رہے تھے کہ ہم وہاں سے نبوت چوری کرتے تھے اور غریبی بھی کرتے تھے اور اپنی مجلسوں میں بعض دیگر شجرات کے پتے پر مرکب ہوتے تھے حضرت لوط علیہ السلام نے ان کو سمجھایا کہ تم ان سے بے فائدہ شجرات کو چھوڑ دو لیکن وہ انہیں نہ مانے بلکہ انہیں جواب دیا کہ اگر تم چاہو تو ان کا عذاب لے آؤ۔

یہ جفر یا زلفیٹھون شیشیل کہیں کا ایک مطلب تو یہی ہے کہ باہر کی کرتے ہو جنہی جو لوگ تباہ ہوتے تھے۔ گزرتے ہیں تم ان کو ڈاکو لے کر ہمارے اس کا ایک معنی بعض مفسرین نے یہ لیا ہے کہ تم مردوں سے نبوت چوری کر کے تو اللہ تعالیٰ کا راستہ روک رہے ہو

کیونکہ ان کا مقصد اس سے پیدا ہوتی ہے جو وہ اس سے پیدا نہیں ہوتی اور قیصر اس طلب سے قنایا کہ جو لوگ تہجد سے عطا ق سے گزرتے ہیں ان کے ساتھ یہ کام کر کے جو اس کی چیز ہے ان کو ان تہجد سے عطا ق سے گزرتا ہے اور یہ بھی قطع التعلیل کا ایک طریقہ ہے۔

وَصَفْوَنَ هُنَّ عَائِلَتُكَ الْمُسْكِرَةِ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ تم اپنی عورتوں میں جو اس کے بارے میں حضرت اُمت بانی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ لوگوں سے منحرف تھیں کہ یہ عورتیں ہیں کہ وہ لوگ دلوں کیوں کو دور سے نکل رہی ہیں، تھے یہاں ان کی فاسق اڑاتے تھے۔ بعض روایات میں ہیں کہ وہ اپنے پاس نکل گئیں لے کر بیٹھتے تھے پھر کھڑے ہونے والوں کو مار دیتے تھے جس کی تکفیری جس روایہ کی روگ کی وہاں کا ہو گیا اور وہاں کو ساتھ لے جا کر یہ کام کرتا تھا تو اس کو چند روزہ رہا اور پھر وہاں کے باپ کا خلی بھی تھا جو اس بات کا فیصلہ کر چکا تھا اور حضرت کا اسم نہ لکھنے سے مروی ہے کہ یہ لوگ اپنی جگہوں میں ہوا چھوڑنے میں متبادل کیا کرتے تھے اور حضرت مجاہدؒ نے فرمایا کہ یہ لوگ چوری کے ساتھ اپنی جگہوں میں مرد عورتوں کے ساتھ یہ فعل کیا کرتے تھے۔ (سالم المصنف علی حدیث ص ۳۶۹)

حضرت ابو طلحہؓ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اسے میرے سب اسلامی قوم کے مقابلہ میں میری مدد فرما (یعنی میں نے جو حق سے خدایا کا وعدہ کیا ہے میرے وعدہ کو کچا کر دے گا) اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان کی قوم کو جاکر کرنے کے لیے فرشتے بھیج دیئے فرشتے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور انہیں بتاتے ہوئے یہاں ایک لڑکا بیٹا ہوگا جسے صاحب مہم ہوگا اور ساتویں ہی لڑکے کا ایک لڑکا بیٹا ہوئے گی خوشخبری دی اور پہلے ہی سے انہوں نے لڑکے کا نام احمق اور چھ لڑکے کا نام یحیٰی یحیٰی

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں سے دریافت کیا کہ آپ حضرات کا کیسے تشریف لاءا ہوا؟ انہوں نے بتایا کہ ہم اس مہمان کو لوگوں کو چاہک کر کے لیے بھیجے گئے ہیں جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خیال آئے کہ مہمان پر عام خدہ آب آچکا۔ اس میں ابراہیم علیہ السلام بھی ہیں جن کے ساتھ کیا ہوگا۔ اچانک سوال فرشتوں کے سامنے رکھ دیا فرشتوں نے جواب میں کہہ کر ہمیں خوب معلوم ہے کہ اس مہمان میں کون کون ہے ہم ابراہیم علیہ السلام کو کوران کے گھر ان کو کلمات اے دیں گے اس کی بجائی نہایت بے پائے گی کیونکہ اس نے ایمان قبول نہ کیا اس لیے وہ ان لوگوں میں رہ جائے گی جو چاہک ہوئے اس کے ہیں یعنی پاک کلمات اداوں کے ساتھ وہ بھی چاہک ہوگی۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات کا جواب دینے کے بعد حضرات علما کرام علیہم السلام حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو حضرات خواہصورت انسانوں کی صورت میں تھے فانیوں کا کہنا کہ حضرت لوط علیہ السلام فرجیدہ ہوئے اور ان میں پریشانی کی کیفیت پیدا ہو گئی انہیں خیال ہوا کہ میری قوم کے لوگ ہمارے جیسے اور یہ لوگ میرے بھائی ہیں لہذا صورت میں ملتی کہ رہنے والے وہ لوگ ہیں ان کی طرف متوجہ نہ ہو جائیں مگر مشقتوں سے ان کی پریشانی کو کماتوں کر لیا اور ان سے کہا کہ آپ نہ دریں اور فہم نہ کریں میں ان لوگوں کو بلا کر کہنے کے لئے جیسے گئے ہیں آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو ہم نصیحت دے دیں گے البتہ آپ کی بیوی بلا کر کہے جانے والوں میں شامل رہے گی! یہ سختی والوں پر ہم خطاب نہ کرنے والے ہیں ان کے کہنے کو توں کے میں ان پر خطاب آئے گا اور بلا کر ہوں گے۔

فرشتوں نے حضرت کو مدد علیہ السلام سے کہا کہ آپ اپنے گھر والوں کو بے ضرورت کے ایک حصہ میں اس ہستی سے نکل جائیں اور آپ میں سے کوئی شخص نہ گھر آئے۔ لیکن ان کو اساتذہ نے لے جایا کیونکہ وہ بھی قوم کے ساتھ مذہب میں شریک ہو چکی۔

حضرت ابو طالب السلام اسے مگر وہاں کو اور مگر اہل ایمان کو لے کر یسوعی سے نکل گئے جب صبح ہوئی تو ان کی قوم پر غلبہ آ گیا یہ یسوعی

جس میں حضرت لوط علیہ السلام رہتے تھے اور اس کے آس پاس کی بستیوں میں کے رہنے والے کافر تھے اور بدکاری میں سب بستیوں کا تختہ الٹ دیا گیا حضرت جبریل علیہ السلام نے انہی کو اس طرح پست دیا کہ نیچے کا حصہ پروردگار کا حصہ بنے گا اور اوپر سے جہنم کی بارش بھی ہوگی اس طرح سب لوگ جاگ رہا ہو گا۔

حضرت لوط علیہ السلام اس کے کسی وقت اپنے ساتھیوں کو لے کر اپنی سے نکلے تھے اور سورج نکلنے کے وقت ان کی قوم پر مذکورہ بالا خطاب کیا۔

سورت النحلہ سورہ ۵ سورہ فجر سورہ شعراء سورہ النمل میں بھی حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی جاگرت کا تذکرہ کیا ہے۔  
 آخر میں فرمایا لَقَدْ نَزَّلْنَا مُوسٰی بِالنُّورِ فَجَاءَهُ الْقَوْمُ غَافِقُونَ (اور ہم نے لوط علیہ السلام کی اپنی کے بعض بھائیوں کو ہود دے دیے ہیں جو غایب ہیں جنہیں پکار کر گزرنے والے بہت حاصل کر سکتے ہیں جو ہم اللہ سے کام لیں یعنی لوط علیہ السلام کی قوم کی بستیوں کے تختہ الٹ اب تک موجود ہیں پہلا پھر دیکھو اور ہجرت حاصل کرو۔ سورہ صافات میں فرمایا وَالتَّحْمُورِ لِنَفْسٍ مِّنْهُمْ مِّنْ مَّوَدَّةٍ لَّهِمْ وَطُلُوٰی (اور بادشہ تم ان پر مہمان کے وقت اور اس کے وقت گزرتے ہو کیا تم انہیں دیکھتے ہو بلکہ کہ جب تجارت کے لیے ملک تمام پہاڑ کرتے تھے حضرت لوط علیہ السلام کی بدکاری شدہ بستیوں پر گزرتے تھے اس جگہ سے بھی صبح کو کئی رات کو گزرتا ہوتا تھا ان (اہل مکہ) سے فرمایا تم انہیں دیکھ کر بہت حاصل کیوں نہیں کرتے ان بستیوں کی جگہ آج کل کرمیت موجود ہے جس سے کہ سفر کرنے والے اسے تفریح کے لیے دیکھتے ہیں اور رات بھی ہجرت حاصل نہیں کرتے۔

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ ۖ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْآخِرَ ۖ وَلَا تَعْبُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ فَلَكَذَّبُوهُ ۖ فَاعْتَدْتُمُ الرِّجْلَةَ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جثثِينَ ۝

اور ہم نے مدینہ وادی کے رہنے والے ان کے بھائی شعیب کو بھیجا سو انہوں نے کہا کہ اسے ہر نبی کو اللہ کی عبادت کو اور آخرت کے دن کی تبلیغ کو اور  
 تَعْبُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ فَلَكَذَّبُوهُ ۖ فَاعْتَدْتُمُ الرِّجْلَةَ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جثثِينَ ۝  
 زمین میں ملوث و مفسد پیدا ہو گئے تو ان سے شعیب کو بھیجا جنہیں بد کرنے کا کہا اور وہ صبح کے وقت اپنے گھروں میں دو سو گے رہے تھے۔

وَعَادًا وَثُمُودَ ۚ وَقَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسْكِنِهِمْ ۖ وَرِثَیْنِ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ أَعْمَالَهُمْ

اور ہم نے عاد اور ثمود کو بھیجا اور ان کے لیے بھیجیں ان کے اعمال کا حال سمجھ رہا ہے ان کے شیطان نے ان کے اعمال میں ان کے لیے بھار کے

فَصَدَّ هُمْ عَنِ السَّبِيلِ ۖ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ ۝ وَفَارُوقَ ۖ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ ۖ

انہیں سو اس نے انہیں راستہ سے روک دیا اور وہ صاحب بصیرت تھے اور ہم نے قارون کو اور ہامان کو جاگ کیا۔

وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مُّوسٰی بِآيَاتِنَا ۖ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ ۖ وَمَا كَانُوا سَابِقِينَ ۝

اور یہ اٹھ رہے کہ موسیٰ ان کے پاس پہنچ گئے لیکن انہوں نے اپنے کو اگلا سمجھا اور وہ ان کے آگے والے نہ تھے۔

فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذُنُوبِهِ ۖ فَمِنْهُمْ مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۖ وَمِنْهُمْ مَّنْ أَخَذْنَا الصَّيْحَةَ ۖ

سو ہم نے ہر ایک کو اس کے گنہگار کی وجہ سے پکڑ لیا۔ سو بعض پر ہم نے صاعق بھیج دی



وَمِنْهُمْ مَّنْ حَسَفْنَا بِهٖ الْاَرْضَۃَ ۖ وَمِنْهُمْ مَّنْ اُفْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُظْلِمَهُمۡ وَلٰكِنۡ

اور بعض کو گم کر دیا اور بعض کو ہم نے اسی میں دھنسا دیا اور بعض کو فرق کر دیا۔ اور نہ ایسا نہیں ہے کہ ان پر ظلم فرمایا اور بعض

كَانُوا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۲۸﴾

اور خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

اہل مدین اور فرعون، ہابان، قارون کی بلاست کا تذکرہ

ان آیات میں اوصالی طور پر بعض گزشتہ قوم کی بلاست کا تذکرہ فرمایا ہے پہلی اور دوسری آیت میں حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا ذکر ہے جو حجاز کی مدین میں رہتے تھے ان لوگوں کو حضرت شعیب علیہ السلام نے توحید کی دعوت دی اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلایا اور فرمایا کہ آخرت کا وہ بھی واضح ہو گا وہاں کوئی اور افعال بد کی سزا ملے گی تم یہ نہ سمجھو کہ چاہی سب کچھ ہے بلکہ موت کے بعد حساب کتاب ہے فانی ہے اس کے واقع ہونے کا یقین رکھو اور اس یقین کے مطابق عمل کرو اور زندگی گزارو جو برے فعل کی کرتے ہو ان کو چھوڑو یہ لوگ ناپ تول میں کمی کرتے تھے جیسا کہ سورہ ہود اور سورہ اشعراء میں مذکور ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں سجدہ فرمائی کہ زمین میں خدا کی پیملاؤں ان لوگوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کی بات نہ مانی لہذا ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو گا اور انہیں زلزلہ آ پائے گا ان سب کو چھوڑ کر اور چاہو کہ کھدو یا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اپنے گھر میں گھنٹوں کے بل کوٹھ مٹھ کر رہے ہوئے رہ گئے جیسا کہ سورہ ہود میں ذکر فرمایا ہے ان پر بھی آگسٹ غضب بھی آیا اور زلزلہ آئے گا اور یہ لوگ اپنی چیزیں بلاست کا ذریعہ بن گئیں۔

تیسری آیت میں قوم عاد و ثمود کی بلاست کا تذکرہ فرمایا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ان کی بلاست کے نتائج تہداری انھوں نے سامنے ہیں: جب تم سرزمین جاتے ہو تو ان کے برہاد شدہ گھروں کے پاس سے گزرتے ہو تو ہجرت کی جگہ ہے اور اگر وہ گھر سے توپ کرو۔ وَرَبَّنَا لَقَدْ اٰتَيْنَا اٰدَمَ الْكِتٰبَ (اور شیطان نے ان کے اعمال بد اور گھر و ماحول کو ان کے سامنے عریض کر کے پیش کیا) انہیں سمجھایا تھا کہ تم انھیں زندگی گزارو یہ ہے۔ فَصَدَّ عَنْهُمۡ عَنْ السَّبِيْلِ (سو انہیں روکتی ہے جہاد یا) وَكَانُوا قٰسِيْنَۢ بَصُوْرِنَ (حارکہ و دوگ صاحب بصیرت تھے گھمراہ تھے) لیکن شیطان کے کہنے میں آگے بھٹل سے کام نہ لیا اور یہی لذتوں کو سامنے رکھا اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ دی تھی اسے استعمال نہ کیا اور شیطان کی تفریق اور تمسک کی وجہ سے بد بوش ہو گئے۔

چوتھی آیت میں قارون، فرعون اور ہابان کی برادری کا تذکرہ فرمایا۔ سورہ غلگولت سے پہلے سورہ قصص میں ان لوگوں کی بلاست اور برہادی کا ذکر کر چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی طرف مبعوث فرمایا وہ ان کے پاس پہنچے ہوئے انجیل سے گزرتے لیکن ان لوگوں نے آپ کی بات نہ مانی اور کہنے لگے، یہ ہے انکار یہ مصر ہے اور انکار کا سبب ان کا کھلم کھلا یعنی یہ کہ وہ اپنے کوز میں میں بڑا سمجھتے تھے اور ان کو تولی کرنے میں اپنی عقد گھنٹوں کرتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے تو یہ ہم سے اونچے ہو جائیں گے۔

سورہ صافات میں ہے کہ فرعون اور اس کی قوم کے سرداروں نے یہاں کہا کہ اَنۡتَوۡنَا مِنَ الْبَشَرِۤتِۢنِۭ مِثْلٰہَا وَهٰۤؤُلَآءِۥ اٰتٰوْا غُلٰہُمُۥنَ۔ (کیا ہم ایسے اور انھوں (موسیٰ اور ہارون علیہما السلام) پر ایمان لائیں جو ہمارے ہی جیسے ہیں اور اسی لیے ہے کہ ان کی قوم ہماری قرعہ خورد ہے) سورہ الفرقان میں ہے کہ فرعون نے کہا اِنَّمَاۤ اَنَا۠ خٰلِدٌۢ فِیۡنَۤ اٰیَۡتِیۡنِیۡ هٰذَا الَّذِیۡ فِیۡہِۤیۡ غُلٰہُمُۥنِۭ وَ لَا یَمُکِّۡا قٰیۡلٰہُمُۥ (بلکہ میں ایشل ہوں اس شخص سے

ہو کہ کم قدر ہے اور قوت پائے گی نہیں رکھتا، بہر حال ان لوگوں کو ان کا کفر اور کبر نے ادباً فرعون اپنے لشکروں کے ساتھ ڈوب گیا۔  
فَغَشَّيْنَاهُمْ مِنْ أَلَمٍ مَّا عَشَّيْنَاهُمْ۔

وَمَا كُنَّا مُسْلِمِينَ (اور یہ لوگ ہم سے آگے نہ جاتے والے نہ تھے) یعنی یہاں نہیں ہو سکتا تھا کہ ہمارے عذاب سے بچ کر اٹھ جاتے اور کہیں فرار ہو کر ان کی جگہ پہنچ جاتے۔

پانچویں آیت میں مذکور ہوا اقوام کی ہلاکت کی طرف اشارہ اسی اشارہ فرمایا ہے اور شارح فرمایا فَغَشَّيْنَاهُمْ مِنْ أَلَمٍ مَّا عَشَّيْنَاهُمْ (سو ہم نے ان میں سے ہر ایک کو ان کے گناہوں کی وجہ سے پہنچایا) فَغَشَّيْنَاهُمْ مِنْ أَلَمٍ مَّا عَشَّيْنَاهُمْ (سو ہم نے ان میں سے ہر ایک کو ان کے گناہوں کی وجہ سے پہنچایا) جو کہ آدمی کی صورت میں آئی اور اس نے انہیں ہلاک کر دیا۔ یہ قوم عاد کے ساتھ ہوا یہ جو ان پر سات رات اور آٹھ دن مسلط رہی جیسا کہ سورۃ الحاقہ میں بیان فرمایا ہے۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ أَخَذْنَا مِيثَاقَهُ (اور بعض کو چنے لے کر لیا) اس سے قوم ثمود مراد ہے۔ نکالی سورۃ صافات میں وَمِنْهُمْ مَّنْ أَخَذْنَا مِيثَاقَهُ (اور ہم نے بعض کو زمین میں دھندلایا) اس میں قارون کی ہلاکت کی طرف اشارہ ہے جس کا ذکر سورۃ القصص کے فتح کے قریب کر دیا ہے۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ أَخَذْنَا مِيثَاقَهُ (اور بعض کو زمین میں دھندلایا) اس میں فرعون اور اس کی قوم کی ہلاکت کا ذکر ہے۔ وَمَا كُنَّا مُسْلِمِينَ (اور ہم ایسا نہیں کرنا) پر ظہر فرما، یعنی اس نے کسی کو بغیر گناہ کے عذاب نہیں دیا۔ وَلَكِنْ كُنَّا نُظَلِّمُونَ تَلَاسِيَةً (اور لیکن وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے) یعنی وہ حق قبول نہیں کرتے تھے کفر ہے۔ دے دے تھے گناہوں پر مصر رہتے تھے۔

**مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوتِ إِذَا أَخَذَتْ بِبَيْتِهَا**

جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر کاسما دھار رکھے ہیں ان کی کڑی بھی مثال ہے کہ اس نے گھردھا

**وَإِنْ أُوْحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْبُيُوتِ آلِهَةٌ تَعْبُودُونَ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُونَ**

اور ہاں سب گھروں میں کچھ نہ کھڑی کا ہے اگر وہ جان لیتے تو یہاں نہ کرتے۔ بد مذہب اللہ جانتا ہے جس کسی کو بھی وہ

**مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ لَضَرِبُهَا لِلنَّاسِ**

اللہ کے سوا کچھ نہ ہیں وہ زیارت ہے علت و ملا ہے۔ اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے لیے جان کرتے ہیں۔

**وَمَا يَعْقُبُهَا إِلَّا الْعِلْمُونَ ۝ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ**

ان لوگوں علم والے ہی سمجھتے ہیں۔ اللہ نے پیدا فرمایا آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ بلا شبہ اس میں

**لَايَةً لِلْمُؤْمِنِينَ ۝**

انسانوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

مشرکین اپنے معبودوں سے جو امیدیں لگائے بیٹھے ہیں اس کی مثال کڑی کے جانے کی طرح ہے جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی عبادت ہمارے لیے فائدہ مند ہوگی اور یہ ہمارے



## (پارہ نمبر ۲۲)

أَتْلُ مَا أُوْحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ ۖ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ۚ وَلَذِكْرُ

جو کتاب آپ پر وحی کی گئی آپ اس کی تلاوت کرنا ہے اور نماز قائم رکھنا ۚ یاد رہے نماز سے حیثی سے اور سے کافروں سے روکتی ہے اور اہل

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْعُقُونَ ﴿۲۹﴾

اللہ کا کہہ کر بہت بڑی چیز ہے اور وہ کاظم کرتے ہوئے ہے

قرآن مجید کی تلاوت کرنے اور نماز قائم کرنے کا حکم

اس آیت کے میں دو حکم ہیں پہلا حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کتاب آپ کو وحی سے آپ اس کی تلاوت کرتے رہیں۔ یہی کتاب میں تلاوت کرنا  
کے تماموں میں قرآن مجید پر صاف گوئی کے سامنے ہے۔ صاف گوئی کی تعلیم دینا اللہ کا صومہاں سب کو شل ہے۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ آپ نماز  
قائم کریں۔ مگر آیت میں بھی نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہوا ہے۔ سورۃ النبی میں ارشاد ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الصَّلَاةِ الْبَارِئَاتِ الشَّيْخِ۔ اور سورۃ  
ہود میں ارشاد ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ۔ ان آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے  
اور یہ حکم جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچا ہوا ہے۔ جہاں آپ کی امت کو بھی ہے اور امت کو کثرت و خطاب بھی ہے۔ سورۃ بقرہ میں فرمایا وَتَقْسِمُ  
الصَّلَاةَ وَهُوَ الرُّكُوعُ۔ علماء نے فرمایا ہے کہ لفظ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتدار سے بہت زیادہ عام ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز  
کو ہر صنف کی طرح ہر صنف میں سنتوں اور مستحبات کا اہتمام ہو نماز باجماعت کی اور انکی اور مشغولہ امور سے بچنا چاہئے۔

نماز بے حیثی سے روکتی ہے۔۔۔ پھر نماز ایک خاص صفت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا اِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ  
وَالْمُنْكَرِ (اور نماز بے حیثی سے اور سے کافروں سے روکتی ہے)

درحقیقت نماز کو نماز کی طرح بچا جانے تو وہ کہہ سکتا ہے کہ نماز میں قرآن کریم بھی ہے اور شیخ بھی  
تعمیر بھی ہے قسید بھی رکوع بھی ہے گوئی کی مشغول بھی ہے حضور بھی اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا مظہر بھی ہے صوفیائی کی عاجزی اور ربی کا تصور بھی  
ان سب امور کا دھارنہ ہے کہ نماز پر ہی جائے تو بلاشبہ نماز کی آبی ہے حیثی کے کافروں اور کافروں سے روک جائے گا جس شخص کی نماز  
جس قدر اچھی ہوگی اسی قدر گناہوں سے دور ہوگا اور جس قدر نماز میں کمی ہوگی اسی قدر گناہوں کے چھوٹنے میں کمی ہوگی کی نماز کی آدمی  
اگر چہ گناہگار ہی کیوں نہ ہو ہر حال نماز بچتا ہے۔ یہی سبھی اس کی نماز اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو چھڑا دے گی۔

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا کہ فلاں شخص  
رات کو نماز بچتا ہے اور صبح ہوتی ہے تو چوری کر لیتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس کا نماز بچتا ہے اور اہل امت اس عمل سے روک دے گا جسے تو  
بیان کرنا چاہئے۔ (اگر صاحب مدارج ہزاروی رحمہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی)

دیکھا جاتا ہے کہ بعض لوگ گناہوں میں بھی مشغول رہتے ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں اس پر حیرانگی ہوتی ہے اس کا جواب ہمارے

جان میں تڑپ نہ پکے اور بعض حضرات نے اس فرمایا ہے کہ نماز کو بلاشبہ رائجوں سے روکی ہے لیکن روکنے کی وجہ سے کہ جب حاضر ہوئی نہیں  
آخر وہ اس کی توجہ دینا کرتے ہیں نہ رائجوں کی وجہ میں جانتے ہیں پھر بھی جو رکعت پڑھتا ہے وہی رکعت پڑھتا ہے اور جو رکعت نہیں پڑھتا وہی رکعت  
کر رہتا ہے اور بعض علماء نے جواب دیا ہے کہ نماز کم از کم اتنے وقت تک نہ کرنا ہوں سے روکی ہے جتنی دیر نماز میں مشغول رہتا ہے۔  
بعض علماء دینے ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے انسان نماز نہیں پڑھ سکتا نمازی آدمی اس سے ضرور بچے گا مثلاً پیشاپ کر کے یوں ہی  
اللہ ہے اور اس کا نہ کرے نمازی سے نہیں ہو سکتا اور کوئی نمازی ستر کھول کر نہیں دیکھا یا سنا نہیں پھر رکعت اور نماز کو جاتے ہوئے راستہ میں  
مکث نہیں کر سکتا اور اسی طرح کی بہت سی باتیں ہیں جو ذکر کرنے سے کچھ میں آسکتی ہیں۔

وَاذْكُرْ اللّٰهَ كَيْفَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ . . . نماز کی اہمیت جان فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اذْكُرْ اللّٰهَ اَلَّذِي خَلَقَكَ (اور اللہ کا ذکر اہمیت بہت بڑی چیز  
ہے کہ وہ حقیقت اللہ کا ذکر کری پورے عالم کی جان ہے جب تک دنیا میں اللہ کا ذکر نہ ہوتا ہے آسمان و زمین قائم ہیں اور دوسری مخلوق بھی  
موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک زمین میں ایک مرد بھی اللہ  
اللہ کا ذکر نہ کرے گا۔ (رواہ مسلم ص ۸۴)

نماز بھی اللہ کا ذکر کرنے کے لیے ہے جو ارشاد کر ہے اور وہ اس فرمایا ہے اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِ اللّٰهِ کی سبب سے کہ سب سے بڑی چیز  
تکبیر نماز میں اول سے آخر تک ذکر کری ذکر ہے نمازی آدمی بغیر قریم سے لے کر سلام پھیرنے تک برابر اللہ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے  
اس کی زبان بھی ذکر اللہ میں مشغول رہتی ہے اور اس کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اہل امتین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے بیان فرمایا، سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ (میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو  
آپ ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے تھے کہ) (رواہ مسلم۔ باب ذکر اللہ فی حال البتہ، ابوجہا)

یوں تو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کا عمل اللہ کے ذکر میں شامل ہے لیکن دیگر اعمال ایسے ہیں کہ ہر وقت ان کی ہوا لگتی کے مواقع نہیں  
ہوتے اور ذکر اللہ ایسی چیز ہے جو خصوصاً وضو ہر وقت حتیٰ کہ ناپاکی کی حالت میں بھی ہو سکتا ہے البتہ غسل فرض ہو تو وضو کرنا ممنوع  
ہے۔

حدیث قرآن مجید تصحیح فقیر جمیل دہلیہ سب اللہ کا ذکر ہے اور شریف بھی اللہ کے ذکر میں شامل ہے اس میں حضور نبی کریم ﷺ  
کے لیے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا مانگی جاتی ہے وہ لوگ مبارک ہیں جو اللہ سے بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اس کی نعمتوں کے شکر گزار  
ہوتے ہیں اس کی کتاب کی عداوت میں مشغول رہتے ہیں اور اس کی حمد و ثناء بیان کرتے رہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی عداوت کی تعلیم بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ کی کتاب میں سے ایک حرف  
پڑھے اس کی وجہ سے ایک ننگی لڑکی اور برتنی جس کا ہونٹ لٹکی۔ (رواہ الترمذی وقال حسن صحیح)

اور تصحیح فقیر وغیرہ کے بارے میں فرمایا ہے کہ اگر میں ایک بار سنجان اللہ وَالْخَفْذُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ واللّٰهُ اَكْبَرُ کہیں تو یہ  
مجھے ساری دنیا میں سے نوراہ محبوب ہے جس پر سورج نکلتا ہے۔ (رواہ الترمذی وقال حسن صحیح)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ وہ ننگے ایسے ہیں جو زبان پر لگتے ہیں ان کو تو اللہ میں بھاری ہوں گے زمین کو گویا ہیں اور وہ  
یہ ہیں سَنُحْجَنَ اللّٰهُ وَبِخَفْذِهِ سَنُحْجَنَ اللّٰهُ الْعَظِيمَ (رواہ البخاری و هو مخرج الحديث من مکتبہ)

حضرت ہارث سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے سنجان اللہ وَبِخَفْذِهِ کہیں کے

لے جنت میں جگہ کا ایک درخت لگا دیا جائے گا۔ (رواہ الترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس رات مجھے معراج کرنی تھی میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی انہوں نے فرمایا کہ اسے تمہاری امت کو براہِ اسلام کر دینا اور انہیں بتا دینا کہ جنت کی انجلی منی ہے اور نعمانی بنی بنی اور وہ تخیل میدان بنی اور اس کے پورے یو ہیں، سبحان اللہ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ أَكْبَرُ (رواہ الترمذی و قال حسن عریب صدقاً) مطلب یہ ہے کہ جنت میں ہر شے سب کچھ تمہاری کے لیے ہے جو یہاں سے کچھ کر کے لے جائے جو تخیل سے ذلی یا تخیل کی اس کے لیے تو تخیل میدان ہی ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایسے درخت پر گزر رہا جس کے پتے سوکے ہوئے تھے آپ نے اس میں اپنی عصا کو مارا تو پتے گھرنے لگے آپ نے فرمایا الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَنُحْمَا اللّٰہِ اور لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ اور الْحَمْدُ لِلّٰہِ اَنْحُوْا (رواہ ترمذی) کہنا ہوں کہ اس طرح گرا دینے ہیں جیسے اس درخت کے پتے گر رہے ہیں۔ (رواہ ترمذی)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ الْفَضْلُ لِلْبُخْعِ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَالْفَضْلُ لِلْبُخْعِ (یعنی سب سے بڑی فضیلت وہاں ذکرِ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہِ ہے اور سب سے بڑی فضیلت وہاں وَالْفَضْلُ لِلْبُخْعِ ہے۔ (رواہ ترمذی) حضرت ابی اسحاقؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتا دوں؟ میں نے عرض کیا ہاں فرمائیے فرمایا لَا تَحْزَنُ وَلَا تَحْزَنُ وَلَا تَحْزَنُ (رواہ ترمذی ص ۳۹)

جب ذکرِ اللہ کی اس قدر فضیلت بتا دی میں لگا رہتا ہوں کہ ایک اور بھی ضائع نہ ہونے دیں بہت سے لوگوں کو دیکھا جا تا ہے کہ کوئی کام کا نہ انہیں دینے نہ سنت کے بعد میں ایسے سال گزرا دیتے ہیں جن دنوں میں لاکھوں روپے کم کرتے ہیں اور ان کی بڑی قیمتی زندگی فضول گفتگو میں اخلاص پڑھنے میں دینا کے محسوس کا ذکر کر کے میں ہلکتے بیٹھتا ہوں میں گزرا دیتے ہیں یہ بڑے نقصان کا سوا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں جس میں انہیں نے احکام ذکر نہ کیا تو پچھس ان کے لیے نقصان کا باعث ہوگی پھر اگر اللہ چاہے تو انہیں خطاب سے دور پانچ سو مفقرت فرما دے۔ (رواہ ترمذی)

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اسلام کی چیزیں تو بہت ہیں آپ مجھے ایک ایسی چیز بتا دیجئے کہ میں اسی میں لگا دوں آپ نے فرمایا لَا يَزَالُ يَنْسَاكَ رَظِيًّا قَبْلَ ذِكْرِكَ اللّٰہُ (کہ میری زبان ہر وقت اللہ کی یاد میں رہے) ایک اور شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم فضیلت کے اعتبار سے سب سے بڑا کون سا ہے؟ فرمایا وہ عمل یہ ہے کہ تو دیکھے اس حال میں جدا ہو کہ میری زبان اللہ تعالیٰ کی یاد میں تر ہو۔ (مشکوۃ الصالح ص ۸۸ من الترمذی ص ۸۸)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ذکرِ اللہ کے علاوہ زیادہ باتیں نہ کیا کر کہ اللہ کے ذکر کے علاوہ زیادہ باتوں نے دل میں قساوت یعنی سختی آجائی ہے اور اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ دوری شخص ہے جس کا دل سخت ہو۔ (رواہ ترمذی)

نیز حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر چیز کے لیے صاف کرنے کی ایک چیز ہوتی ہے اور وہاں کو صاف کرنے والی چیز اللہ کا ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے خطاب سے بچا دینے والی کوئی چیز نہیں صاف کرنے عرض کیا کیا جہد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اس قدر جہاد کرے کہ مارتے مارتے اس کی کھوار

نوٹ چاہئے تو یہ اہل بھی خطاب سے بچانے میں ذکر اللہ سے بڑھ کر نہیں ہے (رواہ البیہقی فی البدعوں الکبریٰ صحاحی الشیخوۃ ص ۱۹۹)۔

آخر میں قرآن پر اَللّٰہُمَّ مَا تَصِفُوْنَ (اور اللہ ہاں ہے جو کہ تم کرتے ہو) ہر شخص کے اہل خیر اور اہل شرک اس کلمہ سے اپنی نیکیت کے مطابق صحابہ اہل کادہ کے کمال کرنے والے اس چیز کا مراقبہ کرتے رہیں کہ ہر سے اہل فتنہوں کے ہر ان کا بدلہ دیا جائے گا۔

وَلَا تُجَادِلُوْا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِنَّ اِيَّانِیْ هِیْ اَحْسَنُ ۚ اِنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ وَقَوْلُوْا اٰمَنَّا بِالَّذِیْ اُنْزِلَ

اور اہل کتاب سے بحث مت کرو کہ ایک طرف یہ قرآن مجید ہے اور دوسری طرف وہ ان میں سے بد اصناف ہیں اور ان کو کہ تم میں سے اہل ایمان کے لئے یہ جو کلمہ

اٰیٰنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَ اٰلِهٰنَا وَ اِلٰهَكُمْ وَ اٰحَدٌ وَ نَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ وَ کَذٰلِکَ اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْكِتٰبَ

مطرح فرما رہی ہے جو تمہاری طرف فرمائی ہو اور ہمارا اور تمہارا خدا ایک ہی ہے۔ اور ہم ان کے فرمانبردار ہیں۔ اہل ایمان سے کہ آپ کی طرف کتاب نازل کی۔

فَالَّذِیْنَ اٰتٰیہُمْ الْكِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ ۚ وَ مِنْ ہٰؤُلَاءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِہٖ ۚ وَ لَا یُجَادِلُ بِالَّذِیْنَ اٰلَ الْکُفْرِ ۚ

سو ان لوگوں کے کتاب کی ہے جس کتاب پر ایمان آئے ہیں اور میں سے کچھ وہ ہیں جن میں ایمان آئے ہیں اور ان کو کسی کتابی اٹھانے کا کار کرنے ہیں۔

وَمَا کُنْتَ تَشْلُوْا مِنْ قَبْلِہٖ مِنْ کِتٰبٍ ۚ وَلَہٗ تَحْفَظُہٗ بِحِیْنِکَ اِذَا اَلَزٰتَابَ السَّجُطُوْنَ ۝ بَلْ هُوَ اِلَیْکَ بِیِّنٰتٍ

اور ان سے پہلے آپ کوئی کتاب نہیں آئی تھی جس پر ایمان آئے ہو۔ اور یہ کتاب ان کے لئے ہے کہ وہ اس میں پڑھیں۔ اور یہ کتاب ان کے لئے ہے کہ وہ اس میں پڑھیں۔

فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اٰتٰوْہُ الْوَعْدَ ۚ وَمَا یُجَادِلُ بِالَّذِیْنَ اٰلَ الْفٰطِمٰی ۚ وَ قَالُوْا لَوْلَہٗ اَنْزَلَ عَلَیْہِ اٰیٰتٍ

یہ ان لوگوں کے سینوں میں جنہیں تم کو یہ وعدہ فرمایا تھا کہ ان کا کہہ دے اوصاف کسی کی کرتے ہیں۔ اور ان کو کہہ دے کہ ان کے پاس کتب کی طرف سے کلام الہی

مِنْ رَّبِّہٖ ۚ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰہِ ۚ وَاِنَّمَا اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ اَوَلَمْ یَکْفِہُمْ اَنَّا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ

کتاب پر ان میں کوئی آپ (جو کہ ان کے لئے ایمان کی باتیں کرتے تھے) میں یہ وعدہ صرف دیا تھا۔ اور ان کو کہہ دے کہ ان کے پاس کتب کی طرف سے کلام الہی

الْكِتٰبَ یُحٰثِلُ عَلَیْہُمْ ۚ اِنْ فِیْ ذٰلِکَ لَرَحْمَۃٌ وَ ذِکْرٰی لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝

کتاب پر ان میں کوئی آپ (جو کہ ان کے لئے ایمان کی باتیں کرتے تھے) میں یہ وعدہ صرف دیا تھا۔ اور ان کو کہہ دے کہ ان کے پاس کتب کی طرف سے کلام الہی

اہل کتاب سے مجاہدہ اور مباحثہ کرنے کا طریقہ

ان آیات مبارکہ میں اللہ رب العزت نے اہل کتاب سے مباحثہ کرنے کے بارے میں نصیحت فرمائی ہے اور وہ فرمایا کہ یہ وعدہ نصاریٰ سے جب آگے کر کے سامنے آجائے تو ان سے اچھے طریقے پر بحث کرو۔ یہ وعدہ نصاریٰ اللہ تعالیٰ کو مانگتے تھے کہ وہ اب بھی مانگتے ہیں اور اب بھی مانگتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اہل کتاب کے اپنے بندوں کی جاہلیت کے لیے انہما کے گمراہی میں مبعوث فرمائے اس لیے ان سے اللہ تعالیٰ کی شان کی اور یہ وعدہ نصاریٰ کی رسالت کے بارے میں کوئی بحث کرنے کی ضرورت تھی البتہ خاتم الانبیاء و المرسلین جناب

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے جو سرگرم تھے ان سے اس بارے میں بحث کرنے کی ضرورت تھی اور ان لوگوں نے جو اپنے دین میں کفر یا کفر کی جہی اور اپنی کتابوں کو بدل دیا تھا اور یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ نے حضرت یسوع علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دیا ان کی اس گمراہی پر بھی تنبیہ کرنا ضروری تھا۔ یہودی پہلے سے مذہب منورہ میں رہتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں سے واسطہ پڑا ان سے مدنی امور میں بہت بات ہوئی اور چاروں ایک مرتبہ ان کے انصاری بھی حاضر ہوئے ان سے بھی بحث ہوئی اور سورۃ اہل عمران کے شروع کی تقریباً آیت (۸۰) آیات تبارک ہو میں جن میں یہودی کی دعوت بھی ہے جو آیت کریمہ **فَقُلْ لِّعَالَمٍ اَنْدَحُ اِلٰهًا لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلَّذِي اَنْشَأَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ وَرَبُّنَا عَلٰمُ الْغُیُوبِ** (الانبیاء) میں مذکور ہے۔ اہل کفر مشرک تھے ان سے بھی بحث ہوئی رہتی تھی۔ سورۃ نحل میں تمام انسانوں سے دعوت حق کا خطاب کرنے کے لیے ارشاد فرمایا ہے **اَوْدَعَ اِلٰهَی سُبْحٰنَہٗ زَیْنٰتِہٖ بِطَیْعَتِہٖ وَاَلْفَوْ عَظَمَہُ الْخُسْفٰی وَنَحَا لَہُمْ بِطَیْعَتِیْہِیْ اَحْسَنُ** (اور یہاں سورۃ الحجرات میں خصوصیت کے ساتھ اہل کتاب سے اچھے طریقے پر بحث کرنے کا حکم فرمایا ہے اچھے طریقے پر بحث کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سخت بات کا جواب نرمی کے ساتھ اور غصہ کا جواب برداری کے ساتھ اور جہاد و شہرہ طلب کا جواب بدکارانہ گفتگو کے ساتھ دیا جائے) حق کی تبلیغ اور اور دینی اور مردمانی کے ساتھ وجود و یاد دہانی ہوتی ہے یہاں جن لوگوں نے خدا اور بہت جہری پر کفر یا کفر کی بدعت اور بدعت و خوش اخلاقی سے چلنے آنے والے دہائی کی بات بھی قبول نہیں کرتے لیکن دہائی کو چاہیے کہ ہر حال میں علم اور فکر و تائید کی اور دینی پر قائم رہے۔ مذکورہ بالا نصیحت کے ساتھ **اِنَّ السَّیِّئِیْنَ عَلٰی سُوْرٍ اُمِرَ اَنْ یَّسْئَلُوْا اِلٰہَہُمْ** کا مطلب یہ ہے کہ ہر لوگ اپنے انسانی پر انرا نہیں اور بھوتے طریقے پر گفتگو کرنے لگیں تو ہم بھی انہیں ایسا جواب دے سکتے ہو جس سے ان کی بدعتی اور بدعتی کا کٹا ہوتا ہو۔

صاحب درجہ اعلیٰ نے حضرت محمد تاجی سے نقل کیا ہے کہ **اِنَّ السَّیِّئِیْنَ عَلٰی سُوْرٍ اُمِرَ اَنْ یَّسْئَلُوْا اِلٰہَہُمْ** سے اہل کتاب مراد ہیں جنہوں نے اللہ کے لیے جتنا کفر کیا اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک ٹھہرایا جنہوں نے یہ نہیں کہا کہ **اِنَّ السَّیِّئِیْنَ عَلٰی سُوْرٍ اُمِرَ اَنْ یَّسْئَلُوْا اِلٰہَہُمْ** کا یہی باقی بن کر نہیں آتی کہ یاد و غصہ جاتا ہے اس قصہ میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور عظمت ثابت کرتے ہوئے کوئی سخت بات نکل جائے تو اس کی گنجائش ہے۔

اس کے بعد **اَلَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّمَا بِالْبَیِّنٰتِ اَنْزَلَ الْوَحْیَ الْاَوَّلَ الْاٰیٰتِ وَالْاَوَّلَ الْاٰیٰتِ وَالْاَوَّلَ الْاٰیٰتِ وَالْاَوَّلَ الْاٰیٰتِ وَالْاَوَّلَ الْاٰیٰتِ** (اور یہاں کہہ کر ہم ایمان لائے اس پر جو ہماری طرف نازل ہوا اور اس پر جو تمہاری طرف نازل ہوا اور ہمارا دین اور تمہارا دین اور ایک ہی ہے اور ہم اس کے فرمانبردار ہیں) اس خطاب میں اہل کتاب سے بات کرنے کا طریقہ بتایا ہے اور وہ یہ کہ تم اہل کتاب سے یہاں کہو کہ تم قرآن کریم پر بھی ایمان لاتے ہیں جو ہم پر نازل ہوا اور ان کتابوں پر بھی ایمان لاتے ہیں جو تم پر نازل ہوئیں یعنی تو رات اور نیکل اور ہمارا دین اور تمہارا دین اور ایک ہی ہے پھر تم دین اسلام سے دور کیوں بھاگتے ہو؟ اگر تم تمہاری کتابوں کو اللہ تعالیٰ کی کتاب نہ مانتے اور تمہارا دین اور تمہارا دین اور ایک نہ ہوتا تو اختلاف کرنے اور دور بھاگنے کی کوئی جہی تھی جب کوئی جہی اختلاف نہیں ہے تو آج اور جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لے آؤ اختلاف ختم ہو جائے گا۔ جو کچھ اللہ پر تمہاری طرف سے ہے صاحب کتاب ہو کر اللہ کی آخری کتاب سے کیوں منہ موڑتے ہو؟ دیکھو تم اللہ کے فرمانبردار ہیں تم بھی فرمانبردار ہو اور اس کے آخری نبی بھی پھر ایمان لے آؤ۔

حج بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اہل کتاب تو رات کو بھرلی زبان میں چلے جاتے اور مسلمانوں کے سامنے عربی میں اس کی تفسیر بیان کرتے تھے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ **لَا تَصْطَفُوا اَعْمَالَ الْکُتُبِ وَلَا تَتَكَلَّمُوْہُمْ وَهَلُوْا اِنَّمَا بِالْبَیِّنٰتِ اَنْزَلَ الْوَحْیَ الْاَوَّلَ الْاٰیٰتِ**







کرے تو اس کے لیے یہی قرآن بطور کتاب اور بطور مجرمانہ کتاب ہے۔ اِن لِسٰی ذٰلِکَ لِرِخْصَةٍ وَّ دَاحِیٍ یُّغَوِّیْ لِقَوْمٍ مُّؤْمِنُوْنَ (یہاں قرآن میں بڑی رحمت ہے اور نصیحت ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں، انہیں کو ایمان لانے سے گریز ہے وہ اس سے دور رہتے ہیں اور نصیحت حاصل کرنے سے گھبراتے ہیں۔

قُلْ کُلٌّ بِاِلٰهِیْنِیْ وَبِیْنِکُمْ شَہِیْدٌ ۚ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالرَّیْضِ ۚ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

سب تو وہ اپنے آپ کو اللہ پر ہے اور تمہارے وہ ہیں کہ ان میں سب چیزوں کو جانتا ہے جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں اور جو لوگ باطل

ہو چکے ہیں اُن کو اللہ کے حکم پر بھی لوگ نصیحت دالے ہیں۔ اور وہ لوگ آپ سے عذاب کا کھانا کرتے ہیں اور اگر ضرور اچلے

مُسْقٰی اِلَیْہَا فَمُ الْعَذَابُ ۚ وَاِیْنَ اِنِیْہَکُمْ یَفْعَلُوْا وَہُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ یَسْتَغْیِلُوْنَکَ بِالْعَذَابِ

دوئی کو ضرور اس کے اس عذاب کا چارہ دیتے ہیں یا جو عذاب پہنچے گا وہ انہیں بڑھتی ہوئی۔ سو لوگ آپ سے عذاب کا کھانا کرتے ہیں

وَاِیْنَ جَہَنَّمَ لَمُحِیْطَةٌ بِالْکٰفِرِیْنَ ۝ یَوْمَ یُغْشٰہُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِہِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِہِمْ

اور لا فہ جہنم کا فرش کو گھیرے ہوئے ہے۔ جس دن ان کے اُسے سے ہر پاس کے جگہ سے ان پر عذاب چھا جائے گا

وَیَقُوْلُوْا ذُوْ قُوْا مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

اور انہی کہانی کا فرمان دیا کہ تم لوگو جو کچھ کیا کرتے تھے۔

اہل باطل کی تکذیب اور تکذیب پر تفریب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر سکرین کو یقین نہیں تھا حالانکہ آپ کے کلمات ظاہر ہوتے رہتے تھے اور سب سے بڑا انحراف قرآن مجید ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ان سے فرمادیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ کافی ہے تم مانو یا نہ مانو وہ میری رسالت کا گواہ ہے آسمانوں میں اور زمین میں جس جگہ کہو ہے وہ ان سب کو جانتا ہے جس جگہ پر حق میں کہتا ہوں اس کا بھی علم ہے اور جو کچھ کرتے ہو سچائی انکار اور تکذیب کے ساتھ پیش آتے ہو اسے اس کا بھی علم ہے تمہیں اپنی حرکتوں کی سزا ضرور ملے گی اور تم بھی بہت بڑے خسارہ میں پڑو گے۔

ای کو لربا وَاَلطَّیْنِ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ ۚ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (جو لوگ باطل پر ایمان لائے اور اللہ کے ساتھ تکذیب کی لوگ نصیحت دالے ہیں) نصیحت بھی لکھا ہے ۲۱ خَسِرُوْا اَنْفُسَہُمْ وَ اٰفْلَہُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قِیٰمَتِ کِدَانِ اِلٰی جَہَنَّمَ سے بھی لکھے ہوئے مگر وہ ان سے بھی جب جان دہرائیں گی تو وہاں کہنے کے لائق زندگی اور نہ کوئی پناہ یا عذاب سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں یہ لکھا ہے انہوں نے سکرین کو کچھ لینا چاہیے۔



فرمایا کہ میری زمین بہت وسیع ہے ہجرت کرو اور میری عبادت کرو۔

ہجرت کرنے میں مدطرح کی تائیدیں پیش آنے کا بخیر، چنانچہ اول موت کا خطرہ (کا قراں کی طرف سے خطرہ اور ہونے کا قوی احتمال اور دوسرے صوبے کے مہاجرانے کا خطرہ انسان کو چاہیے کہ یہاں اپنے گھر میں کئی کرتا ہوں بیٹے بھی کاتے ہیں تمہارے چاہو ہے اہل گنجلت بازی سے وطن سے باہر نکلتا ہوں تو کھانے کو کہاں سے ملے گا؟

پھر جان کو موت سے بچھٹانے سے اندھ قوی عمل شانہ نے دونوں باتوں کا جواب دے دیا اول تو یہ فرمایا کھلے طبعی ذائقہ الموت۔ کہ ہر جان کو موت پہنچنے سے نہیں بھی رہو موت اپنے مقدر و وقت پر آجائے گی پھر موت سے کیا ڈرنا اور اس کے لئے ہجرت کا مجوز نہ کیا یعنی فَإِنَّهُمْ لَيَسَاءُ لَكُمْ مَقَرُّوْنَ (پھر موت کے بعد ہمارے پاس آگے یا گھر ہجرت کر لی تھی تو اس کا اجر پاؤ گے اور اگر فرض ہوتے ہوئے ہجرت نہ کی تو اس کی سزا ملے گی۔

اس کے بعد اہل ایمان کا اجر و ثواب کا ذکر فرمایا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ (الایہ) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے ضرور ضرور ہم انہیں جنت کے بالا خانوں میں ٹھکاندہی کے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اچھا اجر ہے عمل کرنے والوں کا (انہی بڑی جنت کا کچھونا سا گھر اور طین و لاف چھوڑنے کے عوض ملتا ہے بڑی کامیابی ہے۔

رزق مقدر و ضرور ملے گا۔ ... دوسری بات کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَكَمْ أَهْلَ مَدْيَنَ لَا يَعْمَلُونَ (وہ لوگ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتے جو زمین پر چلنے والے بہت سے ہندو ہیں جو اپنا رزق نہیں اٹھاتے اللہ ان کو رزق کو رزق دیتا ہے اس کے اور مطلب ہیں ایک یہ تو کہ یہ گنوار اپنا رزق ساتھ لئے نہیں بلکہ جہاں ہوتے ہیں اللہ ان کو رزق دے دیتا ہے اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ وہ دائرہ و گنجلت رکھتے جو نہ کھالیا آگے کی گھر میں کرتے دان کے یہاں رزق جمع کرنے کا انتظام ہے نہ تحصیل رزق کی کوشش و اسباب کے پیچھے نہیں پڑتے اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے رزق عطا فرماتا ہے اسی طرح جب تم ہجرت کرو گے تو وہ تمہیں بھی رزق دے گا اب تک جس نے کھانا پلایا یا پتہ ہجرت کے بعد بھی وہی کھانے پلانے گا۔

حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم اللہ پر توکل کرتے جیسا کہ توکل کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں اس طرح رزق دے گا جیسے ہندوں کو رزق دیتا ہے وہ ان کو کھجور کے جاتے ہیں اور ان کو کچھ بھر کر دانیں آتے ہیں۔ (رواہ الترمذی و صحیح مسلم و ابی داؤد و المعاصم ص ۲۵۸)

حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ رزق بندہ کو اس طرح ملے گا جیسے اسے موت ملے گی۔ (مسند ابی داؤد و المعاصم ص ۲۵۸)

آخر میں فرمایا وَقُلْ السَّعْيُ لَكُمْ (اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے) اور سب کی باتیں سخت ہے اور سب کے احوال چاہتا ہے جو محض انہماک کے ساتھ ہجرت کرے سچے دل سے اللہ پر توکل کرے اور جو محض ہڈی کی جوت سے ہجرت کرنے سے دے کھڑا محض محسوس و ناجاہل مفاد کے پیش نظر ہجرت کے لئے نکلتا تو قہری کو ان سب کے احوال و اقوال معلوم ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بخود حریف لئے آئے تو بہت سے لوگ کہ معتقد میں رہے تھے ان میں سے بھی اب خدا کی حق اور دانگ بھی تھے جن کے لئے واقعی ہزار ہزار ہجرت کر سکتے تھے اس زمانے میں مہینے کے لئے ہجرت نہ کرنا محض خدا کو ہجرت نہ کرنا اس کا ایمان مستقر نہ سمجھا جاتا تھا جب کہ معتقد صحیح ہو گیا تو ہجرت کی فرضیت مسنون ہو گئی لیکن مختلف احوال کے اعتبار سے ہمیشہ

ایسے احوال مسلمانوں کے لیے پیش آتے رہتے ہیں جن کی وجہ سے ایمان اور اعمال اسلام باقی رکھنے کے لیے ہجرت کرنا فرض ہو جاتا ہے لیکن گمراہ مال یا جاندار اور رشتہ داروں کی محبت میں وطن نہیں چھوڑتے، ایسی جگہوں میں رہتے ہیں جہاں ان کی بھی نہیں دے سکتے نواز بھی نہیں چاہ سکتے مگر دنیا کی محبت انہیں ہجرت نہیں کرنے دیتی، ایسے لوگ جہاد کی فرض ہوتے ہیں۔ (تفصیل کے لیے سورۃ نساء کی تفسیر کا مطالعہ کیجئے)۔

وَلَهُنَّ سَأَلْتَهُنَّ مَن خَلَقَ السَّمُوتِ وَالْأَرْضَ وَخَرَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ يَقُولْنَ اللَّهُ دَقَانِي

اور آپ نے سے ۳۱ کہہ کر انہیں دوسری جگہ نے پیدا کیا اور چاند اور سورج کو کس نے کھلا کر اور ضرور جواب دیں گے کہ نہ سے ۱۰۴ کہہ کر۔

يُؤْفِكُونَ ۝ اللَّهُ يَبْطِئُ الْيَزْرَاقِي لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَنَ إِنْ اللَّهُ بِكُلِّ

کے لیے ہر دے ہیں۔ اور اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہے دانی نکلا، کر دے ہر جس کے لیے چاہے ٹھک کر رکھتا ہے، اور جس کے لیے چاہے

شَيْءٍ عَلَيْهِ ۝ وَلَهُنَّ سَأَلْتَهُنَّ مَن تَزَالُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَالْحَيَاءُ بِوَالْأَرْضِ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا

کا کھاتے ۱۰۴ ہے۔ اور اگر آپ ان سے سوال کریں کہ کس نے آسمان سے پانی ڈالی کیا پھر زمین کی محبت کے بعد پانی کے بار میں ان کو پانی کیا تو ضرور ضرور

يَقُولْنَ اللَّهُ ۝ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝

لا جواب دیں گے کہ نہ ہے، آپ نے ہر جگہ کسب کر لیا نہ ہی کے لیے ہے بلکہ ان میں کلام اللہ بھی لکھتے۔

### توحید کے دلائل

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں غیر اللہ کو بھی شریک کرتے تھے ان کے بارے میں فرمایا کہ اے نبی! صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ ان لوگوں سے دریافت کریں کہ آسمانوں کا اور زمین کا کس نے پیدا کیا اور چاند اور سورج کو کس نے سڑ کیا اور انہیں ایک طریقہ خاص پر کس نے کام لگایا تو یہ لوگ اس کا بھی جواب دیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ کیا ہے، جب اعتراض کریں گے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ نے ہی کیا ہے تو پھر کہاں اسے پاؤں چارے ہیں، یعنی توحید کو چھوڑ کر شرک کو کیوں اختیار کر رہے ہیں؟ غلط فہمی میں جس طرح اللہ کا کوئی شریک نہیں اسی طرح صفت ذاتیت میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں، وہ اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہے رزق وسیع کر دے یعنی رزق میں فراوانی دے دے اور جس کے لیے چاہے رزق تنگ کر دے بہت سے لوگ جی بڑی نہیں کرتے ہیں، مشتعل ہوا ہے، چر کر ان کا رزق تنگ ہی رہتا ہے اور بہت سے لوگ کچھ بھی نہیں کرتے انہیں بہت زیادہ دوست کے ساتھ رزق ملتا ہے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ سے زیادہ کسی کو کچھ بھی نہیں مل سکتا۔

اس کے بعد جب رزق کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اگر آپ ان سے یہ سوال کریں کہ تافہ آسمان سے کس نے پانی اتارا؟ پھر اس پانی کے ذریعہ کس نے زمین کو زندہ کیا، جبکہ میں مر رہی تھی، یعنی تنگ ہونے کی وجہ سے کوئی چیز اگانے کے قابل نہ تھی تو یہی جواب دیں گے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی نے کیا ہے۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ (آپ فرمادیجئے کہ سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے) اور اسی ہی نے فرمایا اور نصیحتیں کیں اسی نے دیں رزق کیں وہی دیتا ہے زمین کیں وہی زندہ فرماتا ہے جب وہی عامل ان کے خالق و مالک ہے اور رزق کیں وہی







میں سامنے آئے گا۔

اہل مکہ پر اس زمانہ کا خصوصی انعام . . . اہل مکہ بھی شرک میں جکڑے تھے اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ انعام فرمایا تھا کہ وہ ان دین سے اپنے شہر میں رہتے تھے۔ جبکہ عرب کے دوسرے علاقوں میں انہیں اپنی جس قتل خانہ کوٹ لاکھارت کرنی کا سلسلہ قبل عرب میں پہلی حد اہل عرب اگرچہ شرک تھے لیکن حرم مکہ کو محترم ہاتھ تھے اور اہل مکہ پر کوئی حملہ نہیں کرتے تھے اہل مکہ پر اس کی قدر دانی کرنا وہم تھا۔ وہ نبی کریم ﷺ نے تو سید کی رحمت وہی تو انہیں سب سے پہلے مسلمان ہونا چاہیے تھا ان پر وہ مقرر تھا کہ انہیں اس زمانہ سے رکھے پر بھی اللہ تعالیٰ کا حکم دیا کرتے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو نبی مبعوث ہوا جو کہ انہیں میں سے تھا۔ اس پر ایمان لائے تے لیکن وہ سب سابق اہل معبودوں کی پرستش میں تھے۔ یہ جن کی مہارت میں پہلے سے مشغول تھے۔ اسی کو فرمایا وَلَكُمْ مِزْوَاً لِّمَا جَعَلَا حور ماہیا (کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے حرم کو اس والی جگہ دار یا کوئی حطیف النفس جن حو لہم (اور ان کے اس پاس لوگوں کو ایک ایسا جگہ ہے) فَلَمَّا جَعَلَا يُؤْمِنُونَ (کیا اہل ہر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کے منکر ہوتے ہیں لَوْ رَغِبَا لَہُ اللہ بِتُحْفُوْنَ (اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ہاشم کی کرتے ہیں)۔

شرکین کا یہ حال تھا اور اب بھی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور ہی مذاق دیتا ہے اور پرورش فرماتا ہے اور عاقبتیں پر دی فرماتا ہے جس کا قرار بھی کرتے ہیں لیکن ہر بھی کفر و شرک اختیار کیے دے ہیں۔

شرکین کا یہ کہہ کر کہ ان کے لیے شرک ہے یہ اللہ تعالیٰ پر نسبت ہے اور افتراء ہے اسی کو یہاں فرمایا ہے۔ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ خَلَقَ خلقی اللہ کھلیا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِہِ لَمَّا جَاءَا (اور اس سے بڑا کار کو ان ظالم ہوگا جو ان پر بصوت ہاتھ سے باطل آہانے پر اس کو جھٹلاتے) النَّاسُ لَیْسَ جَہَنَّمُ مَثْوًى لِّلْكَافِرِیْنَ (کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانہ نہیں ہے) کیا اختیار مقرر ہی ہے مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کا ٹھکانہ اور مقرر ہے اس کا اختیار ہم کی صورت میں بیان کیا تاکہ لوگ سمجھ لیں اور اپنا انجام اور اہل واسطی ٹھکانہ جان لیں۔

أَفَرَأَیْتُمْ فَرِیَاقَ الَّذِیْنِ جَاهَلُوا فِیْنَا لَہُمْ مِیثَاقٌ مِّنْہُمْ شَیْئًا وَ لَیْسَ لَہُمْ مِیثَاقٌ مِّنْہُمْ شَیْئًا (اور جن لوگوں نے ہماری راہ میں تکلیفیں اٹھائیں ضرر ضرر ہم نہیں اپنی راہ میں تا نہیں کے اور بلاشبہ اللہ افصی کام کرنے والوں کے ساتھ ہے) اس آیت میں ایک اہم مضمون بیان فرمایا ہے اور وہ یہ کہ اللہ کی رضا اختیار کرنے اور اس کی طلب میں محنت کرنے اور مشقت اٹھانے پر اللہ تعالیٰ شان کا وعدہ ہے کہ وہ ضرر اپنے راستے تیار سے گا آیت شریفہ میں بہت بڑی جامعیت ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جس طرح بھی جوگی کو شش کی جائیں مشاق طلب ہم ہر کافروں سے مقابلہ ہوا اہل حق سے مقابلہ ہوا زبان سے باجم سے ضرر المعروف اور ہنس عن الضحکہ ہر اٹھا لوں کے سامنے اظہار حق ہونے سب کو مجاہد و بے اللہ تعالیٰ اہل شان کے اور اللہ فرمایا کہ جو لوگ ہمارے بارے میں یقینی ہماری رضا کے لیے ہمارے دیں کو ہند کرنے کیلئے محنت کریں گے تکلیف اٹھائیں گے بھیجیں برداشت کریں گے ہم انہیں ضرر ضرر اپنے راستے دکھادیں گے اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ انہیں اور زیادہ ہدایت سے نوازیں گے جیسا کہ سورہ محمد میں فرمایا۔ وَالَّذِیْنَ آمَنُوا زَادْنَاهُمْ فُزًى فَہُمْ یُفَوِّضُہُمْ (اور جن لوگوں نے ہدایت کا اختیار کیا اللہ تعالیٰ انہیں اور زیادہ ہدایت سے نوازیں گا اور انہیں ان کا تقویٰ عطا فرما دے گا اور اس مطلب یہ ہے کہ ہم انہیں جنت کے راستے دکھادیں گے۔

ہر شخص علم میں لگے اللہ تعالیٰ اس کے لیے علمی راہیں کھول دیتے ہیں اور علم پر عمل کرنے سے حرج علم عطا فرماتے ہیں جو شخص رحمت و توفیق اور ہدایت کے کام میں لگے تصنیف و تالیف کا کام کرے اس کا سید کھول دیتے ہیں تعمیر قرآن لکھنے کے قواعد اس کی معرفت عطا

فرماتے ہیں جس کی حد سے قرآن مجید کے امراء و موزاں پر کھینچے چلے جاتے ہیں تو شخص معاشرہ کی اصلاح کرنا ہے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس کی نظر معاشرہ کی فلاح میں رہتی ہے بلکہ زبان سے یا قریب سے ان فراموش پر توجہ کرنے کی بھی توفیق ہو جاتی ہے اور بات کہنے کے لیے ایسے بڑے ذہن میں ڈال دیے جاتے ہیں جنہیں اختیار کرنے سے کلام حق بات کو قبول کرتے چلے جاتے ہیں مومن بندہ کو اپنے پر عمل میں قصور ہونا لازم ہے مگر اصل اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہو بلکہ یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کسی مدد نال ہوتی ہے؟ اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی نہ جھٹکتا کسی بلکہ دیکھ کر اس کا کیا فعل و انعام ہوتا ہے۔

حدیث قدسی میں ہے من نظر ب منی شبرا الغربت منه ذوالعنا و من نظر ب منی ذوالعنا تقربت منه باعنا (یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص میری طرف ایک باشندہ قریب ہوتا ہے میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو شخص ایک ہاتھ دیر سے ذرا دیکھتا ہے وہ تو میں دیر ہاتھ اس کے نزدیک ہوتا ہوں)۔

آخر میں فرمایا کہ ان القلعة الفخمينین (اور بلاشبہ اللہ محسنین کے ساتھ ہے) القلعة الفخمينین جمع ہے محسن کی ہر قلعہ اس میں سے لایا گیا ہے اور اس میں کا معنی ہے چھائی کرنا اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اس کو جو خدا کا شریک نہ ہو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اس کے پیچھے ہونے دین کو قبول کرنا اعلیٰ کے ساتھ اس کی عبادت کرنا نماز کے ارکان اور اعمال ادا کرنے میں غریبی اختیار کرنا شش و شمس و غرض کے ساتھ نماز پڑھنا، پر عمل کرنا، یا کاری اور شہرت کے جذبہ سے پاک رکھنا اور جس طرح جس عمل کے ادا کرنے کا حکم ہو اسی طرح عمل کرنا۔

قلعہ "اسمان" ان سب کو شامل ہے جو لوگ صفت اسمان سے تشبہ ہیں وہ محسن ہیں ان کے بارے میں ذوالقلعہ یحب الفخمينین (اور بلاشبہ اللہ محسنین کے ساتھ ہے) اللہ تعالیٰ کی معیت یہ ہے کہ وہ دلائل و آثار و احصاء سے محظوظ رکھتا ہے ہر جہت سے ہر جہت سے اور ہر جہت سے ہر جہت سے ہر جہت سے۔

سورۃ العنکبوت کے ابتدائے میں فرمایا۔ اَعْصِبَ النَّاسُ اِنْ يَخْتَرُوا اَنْ يَخْتَرُوا ۚ اَمْ لَا يَخْتَرُونَ (کیا لوگوں نے یہ خیال کیا کہ ہم ہیں کہ اگر چھوٹ جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ کی جائے گی، ہاں یہ بتا دیا تھا کہ اہل ایمان کو تکلیفیں پہنچیں گی) اور سورت کے اختتام پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد نصرت اور معیت کا وعدہ فرمایا۔

الحمد لله الذي بعثه و عرته ثم الصالحات وقد تم تفسير سورة العنكبت بحمد الله تعالى و حسن توفيقه و الحمد لله رب العالمين و الصلوة و السلام على سيد الاولين و الآخرين و على اله و صحبه اجمعين



|            |    |
|------------|----|
| سورۃ الروم | کی |
|------------|----|



سورۃ الروم کے مطلق میں نازل ہوئی اس میں ساتھی آیات اور چھ رکوع ہیں



شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الَّذِينَ عَلَى الْأَرْضِ أُولَئِكَ الَّذِينَ سَيُخْلِفُونَ فِي الْأَرْضِ فِي نَهْرٍ

میں۔ اُنہوں نے زمین کے کراہے والے حصے میں مطلق ہو گئے۔ اور وہ اپنے محبوب والے کے بعد قریب چند سال میں غالب ہو جائیں گے۔ اللہ کی

پسین فریبی الامرین قبل و من بعد و یومہذ یفرخ المؤمنون ینصر اللہ ینصر

کے لیے اختیار ہے پہلے بھی اور بعد میں بھی اور ایمان والے اس دن خوش ہوں گے اللہ کی مدد کی وجہ سے اور خدا فرماتا ہے

مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ وَعَدَ اللَّهُ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَكِنْ أَكْثَرُ النَّاسِ

میں کی چاہ ہے اللہ زبردست ہے رحمت والا ہے۔ اللہ نے وعدہ فرمایا ہے اللہ اپنے وعدہ کو خلاف نہیں فرماتا اور کچھ اکثر لوگ

لَا يَعْلَمُونَ يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غٰفِلُونَ

نہیں جانتے۔ یہ لوگ دنیا داری زندگی کے ظاہر کو جانتے ہیں اور آخرت سے غافل ہیں۔

اہل قافس پر رومیوں کے غالب ہونے کی پیشین گوئی اور

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اہل بن خلف سے ہار جیت کی بازی لگانا

حضرات مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ان آیات کا سبب نزول ذکر فرماتے ہوئے لکھ ہے کہ فارس اور روم کے

درمیان جنگ ہونے کی صورت میں اہل قافس جن کا بادشاہ کسری تھا یہ لوگ مشرک تھے اور رومیوں کا بادشاہ قیصر تھا یہ لوگ

اہل کتاب تھے اہل اسلام کی خواہش تھی کہ روم والے فارس پر غالب ہو جائیں کیونکہ اہل روم اہل کتاب تھے اور مشرکین کی خواہش

تھی کہ فارس والے اہل روم پر غالب ہو جائیں کیونکہ وہ اہل مشرک تھے قریش مکہ کے ہم مذہب تھے کسری نے بھی اپنے لشکر بھیج

اور قیصر نے بھی اور مقامات ذراعات اور بصری پر دونوں لشکروں کی مذہب بھڑائی یہ تمام کا حلاق ہے جو سر زمین عرب سے قریب ہے

جس میں مسلمان رہتے تھے جنگ کے نتیجے میں اہل قافس رومیوں پر غالب آ گئے تب یہ خبر بمبلی قوسلانو کو پہنچی اور انکار کہ نہ

صرف یہ کہ خوش ہوئے بلکہ انہوں نے مسلمانوں سے یہ بھی کہا کہ تم اہل کتاب ہو اور نصاریٰ یعنی رومی بھی اہل کتاب ہیں اور ہمارے بھائی اہل فارس تمہارے رومی بھائیوں پر غالب آگئے اس سے معلوم ہوا کہ اگر تم نے ہم سے جنگ کی تو ہم بھی تم پر غالب ہو جائیں گے اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں جن میں یہ تھا کہ مقرر یہی رومی لوگ اہل فارس پر چند سال میں غالب ہو جائیں گے۔

یہ پیشین گوئی فرماتے ہوئے بطعہ حبشہ فرمایا ہے لفظ بطعہ عربی زبان میں تھن سے لے کر تک کے خدا کے لیے ہوا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شان سے تبارک کہ جس دن اہل روم اہل فارس پر غالب ہوں گے اس دن اہل ایمان خوش ہوں گے۔

جب مذکورہ بالا آیات نازل ہوئیں تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کہا کہ خدا کے لیے کیا کرتے آج اس بات پر خوش ہو رہے ہو کہ تمہارے ہم مذہب ملے۔ پانچے تم خوش نہ مہذا اللہ کی قسم ہم فارس پر غالب ہوں گے جیسا کہ خدا کے ہی مصلیٰ اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی ہے۔ اس پر ابی بن خلف نے کہا کہ تم بھوت کہتے ہو حضرت ابو بکرؓ نے جواب میں فرمایا کہ اسے اللہ کے دشمن اچال تو مٹا کر لے یعنی ہم اور تم اپنے درمیان ایک میدان مقرر کر لیں اور وہی دس اونٹ لیجئے دینے کی فہم داری قبول کر لیں اگر اس مدت میں رومی فارس پر غالب آگئے تو تو مجھے دس اونٹ دے گا اور اگر اہل فارس غالب ہو گئے تو میں دس اونٹ دوں گا آپس میں اس کا معاہدہ کر لیا گیا اور تین سال کی مدت مقرر کر لی گئی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی اگر مصلیٰ اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو معاملہ اور معاہدہ کیا تھا وہ مدت عالی میں پیش کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تو بطعہ حبشہ فرمایا ہے جس میں تھن سے لے کر نو سال کے درمیان رومیوں کے غالب ہونے کی خبر دی ہے لہذا تم یہاں کہہ دت جو معاملہ آج میں میں لیتا رہا ہے کیا ہے اس میں بھی اضافہ کرو۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے پھر ابی بن خلف سے ملاقات کی ابی نے دیکھتے ہی کہا کہ تم نے جو شرط مانگی ہے اس پر نام ہو رہے ہو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا میں نام نہیں ہوں اپنی بات پر قائم ہوں بلکہ مجھے مدت اور اونٹوں کی تعداد میں اضافہ کرنا ہے۔ اس کے مدت مقررہ کو آپس میں طے کر کے نو سال کر دیا گیا اور بجائے دس دس اونٹ دینے کے ہر جانب سے ۳۳ اونٹ دینے کی بات ہو گئی۔

بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ سات سال کے اندر ہار جیت ہونے پر معاملہ و معاملہ کیا گیا تھا ابی بن خلف کو یہ خوف ہوا کہ کہیں ابو بکرؓ کے معطل سے ہار جت چلے جائیں وہ ان سے آ کر کہنے لگا کہ مجھے تم ضامن دے دو اگر شرط میں تم ہارے تو تمہارے ضامن سے مقررہ تعداد میں اونٹ لے لوں گا اس پر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے بیٹے (۱) عہدہ کو ضامن بنادیا (۲) ابو بکر صدیقؓ کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پر تشریف لے آئے اس کے بعد ابی بن خلف کو کہہ منظر سے نکلنے کی ضرورت پیش آئی اور قریش مکہ کے ساتھ جنگ امد کے موقع پر کہ معطل سے روانہ ہونے لگا اس پر عہدہ ضامن ابی بکرؓ نے اس سے کہا تو مجھے ضامن دے دے اگر میری ہار ہو جائے تو میرے ضامن سے سونٹ لے لوں چنانچہ اس نے ایک غنم کو ضامن بنادیا اس کے بعد یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے پہلے سال اہل روم اہل فارس پر غالب آگئے جبکہ مشاہدہ اور معاہدہ کو چھ سال گزر گئے تھے اور ساتواں سال شروع ہو چکا تھا (ابی بن خلف زعمہ تھا اس سے پہلے ہی مقتول ہو چکا تھا) رومیوں نے جو اہل فارس پر غلبہ پایا تو اس سے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی حیثیت ہو گئی اور ابی بن خلف کے وارثوں سے

سوانح وصول کر لیے گئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ یہاں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا کہ اس مال کو صدقہ کر دو!ؑ

چند دن بعد وہ شرط قرار دینی چاہا ہے اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو صدقہ کرنے کا حکم فرمایا ہے جس وقت معاہدہ کیا تھا اس وقت قرار دینی جو معاہدہ تھا وہ یہاں وصول ہوا اس وقت قرار کی حرمت نازل ہو چکی تھی یہ جو صدقہ کا حکم فرمایا کی کچھ میں آتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس وقت تک حرمت نازل نہ ہوئی ہو جو یہی مسلمانوں کی عام ضرورتوں میں ترجیح کرنے کا حکم فرمایا ہو اور بعض روایات میں اس کے لیے جو الفاظ عام وارد ہوئے ہیں اگر روایت صحیح ہو تو مکروہ اور ناجائز نہ ہو گئے مگر یہی ایسا ہے کہ یہ محض اہل مہاجر (الروح)

لِئَلَّا الْأَنْصَرُ مِنْ قَبْلِ وَأَمِنْ أَنْ يَنْفُذَ (اللہ ہی کے لیے اختیار ہے پہلے بھی اور بعد میں بھی) یعنی جو کہ پہلے ہوا کہ اہل فارس غالب ہوئے اور وہی مغلوب ہوئے اور جو اس کے بعد ہوا کہ گروہی غالب ہوں گے اور اس کے علاوہ جو بھی کچھ ہو گا جو اس آئے گا وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار سے ہو گا اور اسی کی قدرت کا مظاہرہ ہو گا۔

وَيَوْمَاضْبَحُ يُنْفِخُ الْخُفْيُونَ بِنُفْثِ اللَّهِ (اور میں اور وہی اہل فارس پر غالب ہوں گے مگر میں بد سے اللہ کی مدد کے ساتھ خوش ہوں گے) مگر ممکن کی خوشی ایک تو اس اختیار سے ہو گی کہ انہوں نے کفار کو جو بتایا تھا کہ مغرب اہل روم اہل فارس پر غالب ہوں گے اس بات کی پہلی سب کے سامنے آ جائے گی۔ اور یہ بھی خوشی ہو گی کہ انہی دنوں میں بد کا واقعہ پیش آئے گا خوشی کے اسباب جمع ہو جائیں گے لہذا بنصرہ اللہ کا تحقق ہاں سب باتوں سے ہو سکتا ہے کیونکہ ان سب میں اللہ تعالیٰ کی مدد ہوئی۔ يَنْفُثُونَ لِيُفْثَا (روم میں) چاہے وہ فرمائے (جسے چاہے غالب کرے جسے چاہے مغلوب کرے۔ اس میں مسلمانوں کی آنکھوں سے ہونے کی طرف بھی اشارہ ہو گیا چنانچہ بعد میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے براہِ مدد ہوئی رہی۔

وَالْخُفْيُونَ الْوُجُوهُ (اللہ درست ہے مدد فرمائے گا) جسے چاہے غالب کرے اور جس پر چاہے مدد فرمائے کوئی اسے رد نہیں کرے۔ وَغَدَّ اللَّهُ (اللہ نے وعدہ فرمایا ہے) لَا يَخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ (اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں فرماتا) بُولُوكُنْ الْخُفْيُونَ لَا يَخْلِفُونَ (اور لیکن ان کو لوگ نہیں جانتے) ان کا وعدہ کے کار اور مدد تحقق ہونے کا علم ہے اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین ہے محض ظاہری اسباب کو دیکھتے ہیں خالق کا کائنات مل ہمہ کی صفات قدرت عزت اور رحمت اور صدق اور وعدہ کو نہیں جانتے۔

جنہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں، نو نیاوی علم کے باوجود جاہل ہیں

يَخْلِفُونَ ظُهُورَ قَبْلِ الْخُفْيُونَ الْوُجُوهُ (یہ لوگ دنیاوی زندگی کے ظاہر کو جانتے ہیں) يَوْمَ نَكْفِ عَنْ الْأَمْوَةَ غَيْمٌ عَظِيمٌ (اور وہ آخرت سے غافل ہیں) یہاں جن لوگوں کے حق میں لَا يَخْلِفُونَ فرمایا تھی کہ حق میں يَخْلِفُونَ ظُهُورَ قَبْلِ الْخُفْيُونَ الْوُجُوهُ بھی فرما

(۲) یہ تفصیل ہم نے عام اصول پر مدد سے عقل کی ہے اس سلسلہ میں اور بھی قصور و اہمیت ہیں جنہیں حافظہ کو کثرت نے اپنی تحریر میں ذکر کیا ہے نہ اس اعلیٰ میں تحریر نے عقل کا ہے کہ لفظ و برد کے ساتھ پر مدد میں نے اہل فارس پر غالب آیا اور مدد ہی نے اس کی مدد کو اس بتایا ہے لفظ و برد میں جو اہل اس بات کو سمجھتے دیکھتے ہوئے ہیں کہا جائے گا کہ معرفت ابو بکر صدیقؓ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سوانح وصول کے کچھ کی طرف کی سوانح وصول صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ و برد سے ہوئی تھی یہ لفظ و برد اس کا ہے جو بعد میں عقل کا تھا۔



بِأَيْتِ اللَّهِ وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِءُونَ ۝

[Home](#)
[About Us](#)
[Services](#)
[Testimonials](#)
[Contact Us](#)

آسمان وزمین کی تخلیق میں فکر کرنے کی تقصیر

قرآن کریم کے اولین مخالفین مشرکین عرب تھے ان آیات میں ان کو اور ان کے بعد آنے والے پوری دنیا جہاں کے انسانوں کو گوروار  
فرمائی اور بت دی ہے۔ اول تو یہ فرمایا کہ ان لوگوں کو اپنے نفسوں میں یہ سوچنا چاہیے کہ یہ جو آسمان و زمین اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے اور ان  
کے درمیان ہر گھبراہٹ ہے اس کو دہرہ بخشتا، یہ سب یوں ہی نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو خلق کے ساتھ پیدا فرمایا ہے لیکن ان کے پیدا  
فرمانے میں بڑی حکمتیں ہیں اور بات یہی ہے کہ ان کو ایک معبود تک کے لئے وجود بخشا ہے یہ سب چیزیں خالق کائنات کے  
پہچاننے کے لیے ہیں اس وجہ کی وجہ سے اللہ ایک معبود نہیں ہے بلکہ قیامت آنے کی تو آسمان پر ہے کائنات میں ہر جگہ اللہ تعالیٰ  
ہو جو کچھ اس کے اندر ہے اسے باہر اہل دینی۔ یہ زورونی کے گناہوں کی طرف لاتے پھریں گے۔ زندہ ہر جا میں گئے، پھر اللہ تعالیٰ  
کے حضور باقی ہوگی اور اہل ایمان کی جڑ اور مرزا اساتذہ آنے کی جس نے آسمانوں کو اور زمین کو اور ان کے درمیان کی کائنات کو پیدا فرمایا ہے  
جس میں انی آدم بھی ہیں اس نے باوجود پیدا نہیں فرمایا اس نے زندگی بخشتی پھر موت دے گا پھر زندہ کرے گا یہ ہوا ضروری ہے۔  
اللہ تعالیٰ کے جوتوں بندے ہیں وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور بہت سے لوگ آخرت کو نہیں مانتے اور اپنے رب کی طاقت کے منکر ہیں  
ان منکر میں دو بھی ہیں جو توحید قیامت کے قائل نہیں اور وہ لوگ بھی ہیں جن کے نزدیک جڑ اور مرزا کا صرف وجود اس تصور ہے، اور کہہ  
لوگوں نے جڑ اور مرزا کے لیے اپنے طور پر نتائج یعنی آواگوں کا عقیدہ و تراش رکھا ہے اور یہ کہہ کر کہتے ہیں کہ یہ دنیا جیسا ہی ہے۔ ان  
سب لوگوں کا منہ پر لایا گیا تو یہ دنیا اس کے خالق کی مقرر کردہ تک باقی، ہے کہ پھر اس پر نظر لگادی ہوگی اور خالق تعالیٰ عمل شان کی  
رہا کہ اس خوش ہوگی لہذا ہر نفس مختار ہو اور اہل ایمان کی طاقتی ہر وقت کے ان کی نعمات کے لیے ہوتے۔

زمین پر چلنے پھرنے کی تلقین اور اہم سہاقت سے عبرت حاصل کرنے کا حکم

اس کے بعد فرمایا: اَلَمْ يَجْعَلْنَا اَنْفُسًا مُّسْتَفْزِلًا (الافتاح) کیا ان لوگوں نے زمین میں چل پھر کر نہیں دیکھا تاکہ پرانے لوگوں کے زوال سے عبرت حاصل کرتے ہوں سے پہلے جہانک پہلے تھے وہاں سے زیادہ قوت والے تھے انہوں نے زمین کو جہاں پر پہنچایا ۱۱۱ ہوا اس کے پیداوار کو اپنے تصرف میں لے کر یہ بھی بتائی ہادی کے علاوہ بھی انہوں نے زمین کو آباد کیا اپنے مکانات بنائے تھے تعمیر کئے باغات لگائے سرسبز چادری کیں اور بہت کچھ کیا لیکن وہ اس سب کو چھوڑ کر چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ اجل شان نے اپنے رسول بھیجے جنہوں کے پاس دعوت حق لے کر آئے لیکن ان لوگوں نے نہیں مانا یا انہوں نے کھاتے اور کھانے کے قلعوں اور محلات کے کھڑا رہا ابھی تک دنیا میں موجود ہیں۔ کھینچے والے انہیں دیکھ کر عبرت حاصل کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں کو آباد فرمایا اس کا سبب ان کا اپنا عقلم تھا۔ وہ اپنی جانوں پر عقلم کرتے تھے انہوں نے اپنے خالق کو نہیں مانا اَلَيْسَ كَذٰلِكَ سُلُوْلًا کو بھلائی۔ مجرات سامنے آئے یہ بھی براہ کھل پر از ہے۔ یہ لوگ کے اعمال ہی ان کی برائی کا سبب بنے۔ نَسَمَ كَذٰلِكَ عِلٰلَةُ الْغُلُوْلٰ (الافتاح) پھر دنیا ہی جانتے کے بعد موت کے بعد بھی برے کاموں میں تھے۔ دلوں کا برا انتظام ہوگا کیونکہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی عزت کو بھلائی ہی نہیں ان کا خالق بھی انہوں کے سامنے اعمال ہی موت کے











پہلے کو کھانے کے قسم پر جو کھانا لیا تھا، فرمایا تھا اس کی حویلی تھیں اس کو کھانے کی بجائے آیت میں فرمادی۔ وہ یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے جو ذمے یہ امر دیا ہے جو تم میں سے ہیں یعنی عورت اور مرد جو آدھیں میں شرعی نکاح کے ذریعہ اور جن میں جانتے ہیں یہ بھی اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے ہے اگر وہ بھی یاں پیدا نہ فرماتا تو انسانوں کو زندگی گزارنا ناممکن ہو جاتا ہے یہیوں کے بعد کہ وہ جس جو خلق اللہ جنس انسان کو فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مرد بھی جو تمہاری بیوی ہیں یہ تمہاری ہی جنس سے ہیں اگر یہ ہم جنس نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندگی گزار دیتی اسی لیے لَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ کا مطلب یہ ہے کہ ان بیویوں کی تخلیق تمہارے لیے ہے تاکہ تم ان کے پاس جاؤ اور ان سے جنمیں سکون حاصل ہو اس سے معلوم ہوا ہے کہ یہی وہ بیوی تھی جس کے پاس جانے اور رہنے اور بچے اور زندگی گزارنے سے سکون اور جنمیں نصیب ہوا جب یہاں یہی باتوں ایک دوسرے کے درمیان امت کا خیال رکھتے ہیں تو انکی طرح زندگی گزار دیتی ہے جن عورتوں کا یہ طریقہ ہوتا ہے کہ لَا تَنْكِحُوا کرتی ہیں نکاحات میں راتی بھگرتی ہیں دوسرے کے لیے وہاں ہی جاتی ہیں۔

مزید فرمایا وَأَنْتُمْ غلط فہم نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا فرمادی کیا اللہ تعالیٰ کا یہ انعام ہے کہ یہاں یہی میں ہی تخلیق پیدا فرماتا ہے کہ صرف شرعی نکاح ہی نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کے دل میں الفت بھی پیدا فرماتا ہے اور رحمت بھی کہ وہاں ایک دوسرے کے پاس ہے اسے اور ایک دوسرے کے غریبوں اور غریبوں اور رحمت کا برتاؤ کرنے والے ہیں جانتے ہیں عموماً دیکھا جاتا ہے کہ شوہر کہاں کہاں کی دیکھا جاتا ہے تو ایک دوسرے میں بے مثال محبت پیدا ہو جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَوْ لَا الْفِتْنَةُ لَفُتِنَ بَيْنَ الْفِتْنَةِ مِثْلَ الْفِتْنَةِ (مشکوٰۃ لطائف ص ۲۶۸) کہ اسے غلبہ اور محبت کرنے والوں میں نکاح سے جو حرکتوں کوئی چیز نہیں دیکھی) چونکہ نکاح اولیٰ زندگی شرعی زندگی ہے اور اس میں نہایت نفاست کی تسکین کے بعد وہ ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کے نہایت بھی ہوتے ہیں اور عموماً زندگی بھر ساتھ رہنے کی نیت ہوتی ہے اس لیے مومن مرد اور عورت آپس میں مکمل محبت سے رہنے کی کوشش کرتے ہیں اور آپس میں کوئی جھگڑا نہیں کرتے۔

ابن مسعودؓ نے یہاں یہ نکتہ بیان فرمایا ہے کہ غُلُوْلَةُ کا تعلق جوانی کے زمانہ سے ہے جس میں دونوں کی خواہشات آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے پر مجبور کرتی ہیں اور غریزہ کا تعلق بڑھاپے سے ہے جب نہایت خود غلبہ ختم ہو جاتے ہیں تو آپس میں صرف رحمت ہی کا تعلق رہ جاتا ہے اور عقلی طور پر ایک دوسرے پر رحم کھاتے ہیں کہ جس کے ساتھ واقعی بھی زندگی گزار رہی ہے اس کے اعزاز اور اعراض کے زمانہ میں خدمت کرتا چاہیے اور اس کے کام آتا چاہیے نکاح سے پہلے بھی یہ دیکھ لیتا چاہیے کہ عورت مکمل رحمت کے ساتھ رہنے والی ہے یا نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے مَنْزُوْا خِيَارَ الْخِيَارِ خُوْلُوْا لَوَلُوْطٍ وَلِهٰذَا یعنی بھگتیز ہونے والا قسم (انکی عورت سے نکاح کرو جو رحمت کے ساتھ گزارو کرنے والی ہو اور جس سے اللہ اور یاد ہو تو دیکھو کہ میں دوسری عورتوں کے مقابلہ میں تمہاری کثرت پر فخر کروں گا)۔ (مشکوٰۃ لطائف ص ۲۶۹) عورت کے ساتھ خدا کی عورتوں کے احوال جاننے سے پتہ چل جاتا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی عورتوں کا ہے کہ نہیں)۔

نکاح کے برخلاف جو نفاست یا عقلی مردوں اور عورتوں میں پیدا ہو جاتا ہے جس کا مظاہرہ زمانہ کاری کی صورت میں ہوتا ہے اس کے آپس میں محبت پیدا نہیں ہوتی "ایک نفاست اور مطلب برآری کا تعلق ہوتا ہے یہ عقلی فائدہ جتانے جہاں جس سے مطلب نکاح دیکھو اسی سے ہوتا نکاح بھر جب ہی چاہا تعلق تو زور دیا جیسا کہ انگلیں میں اس کا عام حواشی اور رواں من کیا ہے وہاں زمانہ کاری مرد اور عورت جو آپس میں دوست (فریض) رہتے ہیں وہ بھولی روایتی ہے آپس میں محبت اور رحمت کے وہ نہایت نہیں ہوتے جو شرعی نکاح

کی وجہ سے دونوں میں رنج نہیں جاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن بندہ کو خوف خدا کی نعمت حاصل ہونے کے بعد نیک بیوی سے بڑھ کر کوئی نعمت حاصل نہیں ہوئی اگر اس بیوی کو کلمہ دے تو فرما بخیر رہی کرے اور اس کی طرف دیکھتے تو اسے خوش کرے اور اگر وہ اس سے متعلق کوئی قسم کھا بیٹھے تو اسے قسم میں چا کرے (ایسا معاملہ نہ کرے جس سے اس کی قسم ٹوٹ جائے) اور اگر شوہر کہیں چلا جائے تو اپنی ماہن میں اور اس کے محل میں اس کی خیر خواہی کرے۔ (مشکوۃ المصابیح ص ۲۶۸) (یعنی اس کی مہلت نہ کرے) اور کوئی چاہے کہ نہ اپنے اور نہ مامیہ بچانے کی فکر رکھے اگر کوئی بات یا کام اور ہوتا ہے ناں دے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مومن مرد اپنی مومن بیوی سے بغض نہ کرے اگر اس کی کوئی غصلت ہو گا وہ ہوگی تو دوسری غصلت پسند آجائے گی (رواہ مسلم)

إِنَّ لِّمَنِ ذَلِكُمُ لَا يَمْنُ بِلِقَوْمٍ يُفْشِكُونَ (یادداشتیں میں ان لوگوں کے لیے نیکتیاں ہیں جو مگر کرتے ہیں) یعنی میں بیوی کے مذکورہ متعلق کے مختلف پہلوؤں پر اور ان سے حاصل ہونے والے دینی اور دنیاوی مقاصد پر نظر کی جائے تو بہت سی نکاتیں سمجھ میں آ سکتی ہیں۔

سوم آسمان اور زمین کی تخلیق کا اور چہارم انسانوں کی بولیوں اور نگوں کا تذکرہ فرمایا اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشان دہیاں ہیں آسمان و زمین کی تخلیق کا دیگر آیات میں بھی تذکرہ ہے ان دونوں کا جو سب کے سامنے عیاں ہے ظاہر ہے آسمان اور زمین میں جڑی چیزیں ہیں مٹی آدم آسمان کے پتھر ہے میں زمین کے فرش پر پڑتے ہیں۔ انسانوں کی زبانوں کا مختلف ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت عظیمہ کا مظاہرہ ہے انسانوں کو بولنے کی صفت سے محض فرمایا اور اسے الحاقاً دھڑکتے سمجھا اور بات کرنے کی قوت اور استعداد عطا فرمائی یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا عطا ہے اور اس میں قدرت الہیہ کا مظاہرہ بھی ہے جس کی کوئی گولگانہ دیکھنا اور بول نہیں سکتا اور جس کی کو بولنے کی قوت دی ہے اور حرف اور کلمات کی ادائیگی میں خود بخود نہیں ہے حرف کے جو خارج اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں انسان انہی کلمات سے حرف ادا کرنے پر مجبور ہے۔ سب دونوں دونوں کے ملنے سے ادا ہوتی ہے اور ہم کالخرج بھی کہیں ہے لیکن ب بڑی ہے اور ہم کجری ہے (اسے اصحاب سمجھ چکے ہیں) ایک کو دوسرے کی جگہ سے ادا نہیں کر سکتے جب کہ ہم کایہ حال ہے جو بہت زیادہ قریب کالخرج ہیں (لگ بھگ دونوں کالخرج ایک ہی بتایا جاتا ہے) جب کہ ہم کایہ کالخرج سے اور ہم کایہ کالخرج سے کیسے ادا کر سکتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے جوت کو بولی عطا فرمائی ہے یہ مختلف لغات میں اور بے شمار بولیوں میں مٹی ہوئی ہیں مشرق سے مغرب تک اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کتنی زبانیں ہیں ہر زبان کے لغات علیحدہ ہیں طرزِ نظم مختلف ہے کسی زبان میں مصنف الیہ پہلے بولا جاتا ہے اور کسی زبان میں مصنف پہلے بولتا ہے بعض زبانوں میں مذکر نمونہ کے لیے ایک ہی فعل ہے (مثلاً قادی میں) اور بعض زبانوں میں مشبیہ کا صیغہ لگ ہے اور جمع کا صیغہ اس سے مختلف ہے بعض زبانوں میں و حرف ہیں جو دوسری زبانوں میں نہیں ہیں مثلاً قادی میں و حرفی اور عربی زبان میں ہیں اور کھارو کھو یعنی زبان میں ہیں جو دوسری زبانوں میں نہیں ہیں اور بری زبان میں دانیس ہے اور سوتھو ہی یہ بات بھی ہے کہ جو حرف جس زبان کا ہے اس کے علاوہ دوسری زبان والے آدنی کو اس کا لایا مشکل ہو جاتا ہے بلکہ بہت سے لوگ محنت کرنے پر بھی نہیں بول سکتے۔ اس امر کا براہِ مظاہرہ ہوتا رہتا ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا بھی مظاہرہ ہے اور اس کی نعمت کا بھی اور انسانوں کے عاجز ہونے کا بھی۔

یہ بات بھی ہے کہ کلمات اور لغات مختلف ہیں یہی سب دلچسپ بھی مختلف ہے آواز میں بھی مختلف ہیں مختلف حقائق کے لوگ مختلف سب بات بھی بات کرتے ہیں بات سننے سے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ کون کونسی زبان کا مالک کا توئی ہے وہاں سب نسل سے متعلق رکھتے ہیں مگر زبان کی آواز ایک اور جو توئی کی آواز جدا ہے توئی کی آواز جھڈا مگر ہر فرد ہر شخص کی آواز مختلف ہے سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی نشانی ہیں۔

زبانوں کا اختلاف یہاں لہرانے کے بعد نگوں کا اختلاف یہاں لہرایا سارے انسانوں کی صورتیں اس اعتبار سے تو ایک ہی ہیں کہ ہر شخص کے چہرہ ناک ہے اور ناک کے اوپر دو آنکھیں ہیں اور انک کے نیچے ہوت ہے اور اس کے اندر دانت ہیں جو ہونٹوں کے کھولنے سے نکلے تو آواز سے نکلے تو آواز میں اختلاف ہے کہ سب نسل کے اعتبار سے بھی صورتیں مختلف ہیں اور حقائق کے اعتبار سے بھی مراد و صورتیں یکساں ہیں اور نہ صورتیں ایک اور یا بھی اعتبار بھی ہے ہر شخص اور ہر فرد کی صورت جدا ہے یہ تو ہر صورتوں کی خصوصیات کا اختلاف ہے مگر ان صورتوں کا حیران انگیز اختلاف وہاں کے اعتبار سے بھی ہے کہ کسی کا رنگ کالا ہے کسی کا گریسا ہے مگر ان میں بھی تفاوت ہے یہ یا ان کا اختلاف کا فرق صرف اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے ہے آیت کے قطع پر فرمایا۔ اِنْ لَیْسَ ذٰلِکَ لَآیَاتٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ (یاد شد اس میں جانے والوں کے لیے نشانیاں ہیں)۔

پھر اور ششم اور ظہور ان کی نعمت کا ذکر کرانے کے بعد انسانوں کے سونے اور ذوق تلاش کرنے کا ذکر فرمایا ہے بات یہ ہے کہ انسانوں کا سونا اور سونے کے لیے مجبور ہونا اور نیکو کار یا اوروں کا نام یا جو مومناوات کو ہوتا ہے اور بہت سے افراد ان میں بھی سو جاتے ہیں خاص کر جنہیں قیلولہ کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ یہ سونا اور نام یا سب اللہ کی نعمت بھی ہے اور اس کی قدرت کی نشانی بھی انسان بعض مرتبہ سونا نہیں چاہتا لیکن نیکو کار خدا سے ملا رہتا ہے اور بہت مرتبہ عیب بھی ہوتا ہے کہ سونے کی نیت سے لینا اور ملنا تھا وہاں ہے جسم شکن سے بے جا ہوتا ہے یا کچھ نہیں سچتا ہے کہ وہ بھی بدلتا ہے پوری رات گزار جاتی ہے لیکن نیکو نہیں آتی اللہ تعالیٰ ہی چاہتا ہے تو سارا دیتا ہے اور وہی چاہتا ہے تو دیکھا جاتا ہے اس لیے تو سکرانے کی دعا میں دونوں نعمتوں کی یاد دلائی گئی ہے اور نیکو چونکہ موت کی بہن ہے اس لیے اسے موت سے قہر فرمایا ہے تو سکرانے کی دعا یہ ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فَیْہِ اٰخِیْرًا یَقْلَعُہَا نَدْمًا وَاِلَہِ الْخَشَوْۃِ (سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں موت دے کر زندگی بخشی اور اس کی طرف ندامت ہو کر قہروں سے نکل کر جاتا ہے) کیونکہ بہت سے لوگ رات میں بھی کسب کرتے ہیں اور ذوق تلاش کرتے ہیں اس لیے غنم فتنکم باللیل والیہام وَالنَّعْمَ وَکَفَّمْ فِیْ لَیْلِہِ قَرَابَاس طرین دن میں بھی سونا ہوتا ہے تو کھوئی طور پر سونے کے لیے رات ہی کو اختیار کیا جاتا ہے اس طرح رات میں بھی تحصیل رزق کی صورتیں مل جاتی ہیں انھما کے صوم لے رہوں یا تمس بخاری ہیں۔

دن کا لکھنا بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور ذوق تلاش کرنے کے قابل ہونا بھی اس کا انعام ہے اور اس سب چیزوں میں اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادہ ہوتا ہے سب چیزیں وجود میں آ جاتی ہیں آخر میں فرمایا اِنْ لَیْسَ حَلِیْلٌ لِّقَوْمٍ یُّسْتَفْزٰوْنَ (یاد شد اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو سنتے ہیں)۔

ہفتم و ہشتم: نکل کے چٹکے اور آواز سے پہلی نال فرماتے اور اس کے ذریعہ میں کوڑا دھرانے کا ذکر فرمایا جب نکل چٹکتا ہے تو انسان دانتے بھی ہیں اور اداش ہونے کی امید بھی رکھتے ہیں کیونکہ عام طور پر نکل چٹکنے کے بعد اداش ہو جاتی ہے اور جب اداش ہو جاتی ہے تو اس سے مراد وہ میں میں زندگی آ جاتی ہے نہ میں میں مر جاتا ہے اور کبھی میں اہلکے نکل میں اس سب چیزوں میں اللہ تعالیٰ کی

تک نہیں ہیں۔ انھیں وہاں کچا ہے کہ اس میں ٹھوکریں اور سوچیں مگر انکی خوف و ہراس بخاری ہو یا بیش کی امید بخدائی پائی برسات میں سر جھری ہوئی۔ یہ سب کچھ ہوا کہ کسی کی قدرت سے ہوا۔ ان کی ذلت لایست لغزہ یظنون (بالہشیاں میں من لوگوں کے لیے تک نیاں ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ اگر ٹھوکریں گئے تو یہی سمجھیں گے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت اور مشیت اور ارادہ سے ہوا۔

نہم اور دعویٰ یہ کر دیا کہ آسمان اور زمین اسی کے حکم سے توڑیں۔ تھیں آیت پہلے آسمان و زمین کے پیدا فرمانے کا ذکر ہوا تھا اور اس آیت کا ذکر بھی آسمان اور زمین کی بے کا ذکر ہے جب تک اس کے باقی رکھنے کا اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے اس وقت تک وہی رہیں گے اور جب قیامت کے دن ان کا حال بدلنے کا ارادہ ہوگا تو اس وقت ان کی حالت بدل جائے گی۔ آسمان چست چیز کے طور پر زمین میں ڈال دیا جائے گا۔ آسمان کو اپنی مقدرہ جگہ پر اور موجودہ حالت پر قائم رکھا اور زمین کو اس کی مقدرہ جگہ پر اور موجودہ حالت پر باقی رکھا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے ہے اس میں کسی ہیرا کہ کچھ بھی کوئی دیکھ نہیں سکتا۔ طریقہ ابراہیم: ان اللہ یفعل ما یشاء (اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کو اس سے کہے سے کہہ دیتی جگہ سے نہیں اور آسمان کو اپنی جگہ سے نہیں تو اس کے علاوہ کوئی بھی انہیں روکنے والا نہیں ہے۔)

یہ آسمان قائم ہے اس کے چلنے کو چھتے ہیں زمین کے اوپر بنتے ہیں اس کے بڑھنے کی اللہ تعالیٰ کے علم میں ایک مدت مقرر ہے اور جب تک اس دنیا کو باقی رکھنے کا باقی رہے گی۔ جب فنا کر دیا جائے گا تو ہو جائے گی۔ سورہ پہلو کا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بار بار ہوا کہ قبروں سے اٹھ کر زمین سے اٹھ کر اور حساب کے میدان میں لایا ہوا ہے اس کے کسی کو نہیں ملتا۔ اذا دعا خلقہ فلوحة من الاواض (اذا انتم تفرحون جنوناً) (پھر جب وہ تمہیں دیکھنے لگے گا زمین سے چاک تم لگے گا) (پھر فرمایا اولئک من فی السحوب والافاض کلک لکافون (آسمانوں میں اور زمین میں جو بھی جگہ ہے سب اللہ تعالیٰ ہی کی مخلوق ہے اور سب اس کے حکم کے تابع ہیں مخلوقی طور پر وہ چرچا رہتا ہے وہی ہوتا ہے۔)

آٹھ آیت میں ابتدا اور ارادہ کا ذکر فرمایا هو الذی یبدلوا الخلق ثم یغیثہ (اور وہی ہے جو مکی بار بار فرماتا ہے پھر وہی وہ بار بار فرمانے گا) وهو الغون علیہ (اور اسے وہ بار بار فرماتا مکی بار بار فرمانے کے بہت زیادہ آسان ہے) یہ لوگوں کی کجی کے اعتبار سے فرمایا ہے کیونکہ لوگ اس بات کو جانتے ہیں اور مانتے ہیں کہ کسی چیز کا وہ بار بار جو میں اٹھ مکی بار کے اٹنے کے اعتبار سے آسان ہوتا ہے۔

اس لیے حدیث قدسی میں فرمایا الہام اسکندریہ ای ہی قولہ ان یبدلہ کما یبدلہ ولیس اول الخلق یعون علی من اعادہ (ان آدم ہیں کہ کچھ جانتا ہے کہ اللہ نے جو مکی بار کچھ پیدا کیا تو اس کے بعد کچھ بار بار مرنے پر فرستادہ کما اللہ میرے لیے مکی بار پیدا کرنا اور مکی بار پیدا کرنے سے زیادہ آسان ہے) یعنی اللہ قدرت اللہ پیدا کرنے پر جیسا کہ وہ بار بار پیدا کرنے پر ہے اس کے لیے وہاں بار ہیں۔ (وہاں اناری کلمۃ اللہ افرید ماہون صابیل علیہ اسم التفضل کلم صاحب الروح وروی الزجاج عن ابی عبدہ و کثیر من اهل اللغة ان (وہاں) ہذا یعنی ہین وروی فلک عن ابن عباس و الربیع و کذا هو فی مصحف عبد اللہ۔

پھر فرمایا اولئک الخلق الا غلی (اور آسمانوں اور زمین میں اس کی شان اعلیٰ ہے یعنی آسمان اور زمین کے درجے والے جانتے ہیں اور اس کا یہ وصف بیان کرتے ہیں کہ اس کی شان سب سے اعلیٰ اور مٹی سے وہ صفات کمال سے متصف ہے اس کی صفت قدرت بھی عام ہے



اور حکمت کی بات ہے۔ قبل صاحب الروح فی السموات والأرض متعلق بمقتضی الجملة المتقدمة علی معنی انه سبحانه هو قلوبہم بذلک وعرف بہ فیہما علی اقبیة الخلائق والیہ الدلائل: (تفسیر روح الباقی کے مختلف داور آدمی رحمہ اللہ طے فرماتے ہیں ایسی السموات والأرض کچھ ملے کے مضمون سے متعلق ہے اس معنی میں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اسے مخلوقات کے آسمانوں اور زمینوں میں اسی وصف کے ساتھ پاتا ہے اور پتا چلتا ہے کہ جو مخلوقات کی نام لوں جو ابھی تک ہے (ہر ایک کی زبان سے بھی)۔

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ (اور وہ اعلیٰ اور عظیم ہے) اس کی بڑی قدرت ہے اور وہ حکمت والا بھی ہے، اقامت قائم کرنے اور بارگاہی فرمانے میں جو تاخیر یہ وہاں کی حکمت کے ساقی ہے۔

هَؤُلَاءِ لَكُمْ مَثَلٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ هَلْ لَكُمْ مِنْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فِي مَا رَزَقْنَاكُمْ

تو تے قہدے ہے جے ایک مثال یاں فرمائی جھنڈا، تے تھوس کے ہورے ہے جس کے تم اک کو کچھ ان میں سے کھل اے مال میں شریک ہے جہم نے کھینچا، اور کس

فَأَنذَرْتُ فِيهِ سَوَاءً مَّا تُؤْتِيهِمْ كَيْفَ يَكْفُرُوا النَّاسُ بِهِ ۖ ذَٰلِكَ نَتَقَبَّلُ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿٥٠﴾

اور تمام انہی پر ایمان تھا کہ یہاں سے غرضتوں کے لئے ہمارے ملک میں ایک نیا دور شروع ہو گا۔

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَهْوَاءَ هُمْ يَغْيِرُونَ ۖ فَمَنْ يُهْدِي مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ ۚ

مگر وہ ہے کہ جہن جہنوں نے علم کیا وہ بغیر علم کے اپنی غریبوں کو جان کر لے ہیں۔ سو جسے وہ گمراہ کر دے اسے کبھی چاہتے دے گا۔

وَمَا لَكُمْ قُلُوبٌ فَحِينٌ ۝

[illegible]

ایک خاص مثال سے شرک کی تردید اور توحید کا اثبات

مشترکین جو حصہ تعاون کی عہدیت میں ملحق کو شریک کرتے ہیں ان سے حصہ تعاونی کے مثال کے طور پر ایک سوال فرمایا ہو کہ یہ کون کونساں کام کرنے والے مال دیا ہے اس مال میں شریک ہر عامہ یا عامہ ہیں بھی جس قسم ان کے مالک بن جائیں تو شریک ہر عامہ یا عامہ ہیں کے علاوہ بھی ہے لیکن خلاصہ اور عامہ ہیں کے پاس کچھ ہے کیونکہ وہ انسان ہیں ان سے رقم خدمت لینے ہو دوسرے مال کے اخلائے اور رکھے اور طریق کرنے میں انہیں اشتغال کرتے ہیں ان خلاصہ اور عامہ ہیں سے کام تو لینے ہو لیکن رقم نے انہیں اپنے مالوں میں شریک تو نہیں کیا ؟ اگر رقم انہیں اپنے مالوں میں شریک کر لیتے تو یہ بھی اختیارات میں شریک ہر عامہ یا عامہ جاتے اور تم سے پوچھ لیں طریق کرتے اور جب وہ شریک ہو جاتے تو رقم ان سے اسی طرح خوف کساتے جیسے اپنے شریک کا۔ اس اعتراض کا اندیشہ رکھتے ہو اور انہیں خوش کر کے چلے ہو اور پھر دماغی ذاتی شرکت کے اپنے شریک کا سے دریافت کر کے اور مشورہ کر کے ان کو تصرف کرتے ہو۔

جب تمہارے علم تمہارے دلوں میں اور بالی فرج کرنے کے اختیار میں شریک نہیں جو تمہاری طرح کی حقوق ہیں تو وہ جو تم نے اللہ کے موصوہ و بار کے ہیں ان کو تم اللہ تعالیٰ کی مصلحت خاطر یعنی محبوبیت میں شریک کرتے ہو؟ تو اللہ کی حقوق ہیں اپنے دلوں میں تو تم اپنے دلوں کو شریک کرنے کو تیار نہیں اور وہ مصلحت میں تم نے حقوق کو خالص کے ساتھ شریک کر دیا ہے یہی بیوقوفی و بے ہوشی ہے اور بالی سمجھنے

تکلیفات، فَعْلِلَ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُفْطِنُونَ (جو لوگ سمجھتے ہیں اور اپنی عقل کو کام میں لاتے ہیں ہم اسی طرح ان کے لیے واضح طور پر آیات بیان کرتے ہیں کہ جسے اتبع الصبیح: الامید) جن لوگوں نے اپنی جانوں پر گم کیا آیات میں گورہ کیا یہ لوگ غیر ہم کے جہالت کے ساتھ اپنی حواس پر مبنی نفس کی خواہشوں کے پیچھے چلے گئے اور یہی میں آپ اسی کو سمجھا رہا تھا جن اور حقیقت کی طرف توجہ نہ ہوئے جب گمراہی کو قصداً اور بے اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں گمراہی میں چھوڑ دیا اور وہ کون ہے جو اسے جاہلیت دے جسے اللہ نے گمراہ کر دیا جب اسی گمراہی پر عذاب ہونے لگے گا تو کوئی بھی مددگار اور عذاب سے بچھڑانے والا نہ ملے گا۔

لَا أَقِمَّ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۖ فُطِرْتَ إِلَهُهُ الْبَاقِيَ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهِمْ لَا تَبْدِيلَ لِمَخْلُوقِ اللَّهِ ۚ  
 آپ ایک طرف ہو کر اسی دین کی طرف ہند رہ گئے اللہ کی ہی ساری قابلیت کا جارا رکھتے ہیں یہ اللہ نے لوگوں کو پیدا کر دیا ہے، اللہ کی خلق میں تبدیلی نہیں ہے  
 ذَلِكَ الَّذِينَ الْقِيَمَ لَا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۚ مُبِينِينَ (إِلَهُهُ وَتَقْوَاهُ وَآفِيَهُوا  
 یہ وہی قوم ہے جو پہلے ان لوگوں کی طرف رہا ہے کہ ان کی غفلت کا اجارا کر رہا ہے اس سے اللہ  
 الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۚ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيعًا ۚ كُلُّ جُزْءٍ  
 اور نماز قائم کرو اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ۔ جنہوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور مختلف گروہ بن گئے ہر گروہ اس  
 بِمَا لَدَرْتَهُمْ فَرِحُونَ ۝

یہ وہی قوم ہے جس نے ان کے پاس ہے۔

### لَا أَقِمَّ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ

یہ انہی کے حضور پر تفریق ہے بظاہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے لیکن یہاں مطلب یہی انسان ہیں مطلب یہ ہے کہ جب شرک کی خدمت سامنے آتی تو جو لوگ خود ہی گمراہی راستہ پر ہیں وہ سیدھے راستہ پر ہی قائم رہیں اور اپنا سرا دین کی تم کی طرف نہ گھسے اور براہ راست ہوتے ہیں اور تمام بدیوں سے ہٹ کر نکسو ہو کر اسی دین میں لگے ہیں جو دین اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے یعنی دینِ واحد جس پر اس نے اپنے بندوں کو پیدا فرمایا ہے اور جو لوگ کافر و مشرک ہیں وہ بھی اسی دین پر آجائیں۔

فُطِرْتَ إِلَهُهُ الْبَاقِيَ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهِمْ لَا تَبْدِيلَ لِمَخْلُوقِ اللَّهِ ۚ  
 فُطِرْتَ عَلَیْہِ سے کیا مراد ہے؟ بعض حضرات نے فرمایا کہ اس سے دینِ اسلام مراد ہے اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اس سے دینِ اسلام قبول کرنے کی قابلیت مراد ہے تو ہر میں اسی کو اختیار کیا گیا ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر پچھلے فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے پاس باپ سے یہودی یا نصرانی یا کھنسی (آتش پرست) بنادیتے ہیں جیسا کہ پوپا کا بچہ بالکل گنگ سالم پیدا ہوتا ہے کچھ اس میں سر دیکھتے ہو کہ اس کا کوئی حصہ نکلا اور وہ اس کے بعد آپؐ نے بھی آیت فُطِرْتَ إِلَهُهُ الْبَاقِيَ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهِمْ لَا تَبْدِيلَ لِمَخْلُوقِ اللَّهِ ۚ فُطِرْتَ إِلَهُهُ الْبَاقِيَ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهِمْ لَا تَبْدِيلَ لِمَخْلُوقِ اللَّهِ ۚ فُطِرْتَ إِلَهُهُ الْبَاقِيَ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهِمْ لَا تَبْدِيلَ لِمَخْلُوقِ اللَّهِ ۚ (روایت احمدی و مسلم)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں قبول حق کی صلاحیت اور قابلیت رکھی ہے یہ قابلیت ہوشِ اختیار کرنے سے لے کر ہر معاملہ کو کرنے تک باقی رہتی ہے اگر انسان اپنے باپ یا اس کا شرع کے ماحول میں کافر و مشرک ہو گیا ہو اگر وہ بھلائی عقل کو کام میں لائے اور کسی دنیاوی رکاوٹ سے متاثر نہ ہو تو وہ ضرور حق کو قبول کر لے گا اور دینِ حق پر آجائے گا۔









کیا ہے جس نے اس کے احسان کو بیان کیا اس نے شکر یہ ادا کر دیا اور جس نے پوشیدہ رکھا اس نے ناشکری کی۔ ائمہ و محدثین میں ۱۰۰۰ روایت ہیں جو اپنے دالے کی طرف سے یہاں چاہتے اور جو شخص دیر سے اسے بدل زیادہ ملے گی اس وقت تو کیا شکر یہ تکلیف اسید سے قائل ہو جائے گا جسے جیسا کہ سورۃ الاحقاف میں فرمایا: إِنَّمَا نَطْعُكُمْ لَوْ رَحِمَ اللَّهُ لَا تَزِيدُكُمْ حَرًّا وَلَا شُكْرًا (ہم تمہیں صرف اللہ کی رضا کے لیے نکلاتے ہیں ہم تم سے کوئی بدلہ شکر نہیں چاہتے)

دلیل اصل اللہ علیہ وسلم پر یہ قول فرماتے تھے ہم اس کے بدلہ میں اس سے زیادہ دیتے تھے ایک امرابی نے آپ کو ایک جہان لونت پر دیا تو آپ نے اسے چھ جہان لونت عطا فرمائے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۶)

آیت کے ختم پر فرمایا: وَمَا أَنتُمْ شَرٌّ لَّنْ وَلَا تَحْسَبُكُمْ رَبُّكَ الظَّالِمِينَ (اور جو بھی تم کو ظالم سے جس سے اللہ کی رضا منظور ہوتی ہے عمل کرنے والے ہی نہ جانے والے ہیں) اس میں مفسرین نے لفظ ذکوۃ سے صدقہ یا عطا کر دیا ہے (کیونکہ سورۃ روم کی ہے اور ذکوۃ بمعنی معروف مرید و بندہ میں فرض ہوتی تھی) لیکن اللہ تعالیٰ کے لیے بدل کا طریق نہ شکر کو ملے سے پاک کرنے کے لیے بھیجے ہے اس لیے عام عداوت کو بھی ذکوۃ سے تعبیر کر دیا تاکہ یہاں تک تک کام نہ ہونے کی وجہ سے ذکوۃ سفر و رضا بھی صدقہ سے تعبیر فرمایا ہے۔ (تفسیر طبری) إِنَّمَا الضَّالُّاتُ لِلْغَيِّ (آیت کریمہ میں یہ بتا کر کہ تم جو کو بھی کوئی صدقہ اللہ کو راضی کرنے کی نیت سے دے گا اس میں اضافہ کر دیا جائے گا اس اضافہ کو لفظ الضَّالُّاتُ سے تعبیر فرمایا۔ لفظ الضَّالُّاتُ سے عام کا صیغہ صیغہ ہے جس کا مادہ ضَفَضَ ہے۔ ضَفَضَ میں ض دو ٹکے کو کہتے ہیں اور اس کی معنی اضْعَافَ آتی ہے جب کوئی چیز بہت زیادہ بڑھا جائے اور چند و چند ہو جائے تو اسے اضْعَافًا اضْعَافًا کہا جاتا ہے اس فقرہ کا موازنہ کرنا آیت کریمہ کا مطلب سمجھیں کہ جو شخص اللہ کی رضا کے لیے کوئی صدقہ دے گا تو اس کا صدقہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جاتا ہے اور اس کا ثواب بڑھ کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ کا یہ تو عام قانون ہے جسے خَاتَمُ الْبِحْسَنَةِ عَلَا عَشْرًا إِنَّمَا (جو شخص ایک نیکوئی کرے اس کے لیے اس کو بے ایمانوں تو برائی دکھائی ہے اور اس سے خدا جس قدر بھی اللہ تعالیٰ چاہے) جو حاجت کا کر ثواب عطا فرماتا ہے جسے سورۃ قمر کی آیت کریمہ وَاللَّهُ يَهْدِي صَفْ لِقُلُوبِ يُضَاعَفُ میں بیان فرمایا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے حلال کوئی سے ایک گجر، گے، بکر، صدقہ یا تو اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمایا ہے پھر اسے صدقہ دینے والے کے لئے بڑھا دیتا ہے جیسا کہ قرآن میں سے کوئی شخص اپنے گھوڑے کے چکی کی تربیت کر رہا ہو یا بڑے صدقہ جو گجر، گے، بکر یا تو اللہ تعالیٰ سے بڑھتے پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔ (رواہ البخاری) جب صدقہ دینے والے کو قیامت کے روز ثواب دیا جائے گا تو اسے قمر سے سے صدقہ کا ثواب دیا جائے گا اور اس نے پہاڑ کے برابر صدقہ کیا ہو۔

پہنچی آیت میں جو حد تک کی طرف متوجہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمایا ہے پھر تمہیں رزق دیا اس رزق کو کھاتے پیتے ہو اور زکوٰۃ دے ہو پھر اس زکوٰۃ کے بعد تمہیں موت دے گا پھر زندہ فرمائے گا اسی کی قدرت کے یہ سب مظاہر ہیں اور یہ سب نعمت ہوتی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے لیے شریک بنا رکھے ہیں کیا ان میں سے کوئی ایسا ہے جسے حق جی اس ہاں قدرت ہو؟ تاہم یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی پرکام نہیں کر سکتا۔ آپ اس کے علاوہ کوئی بھی قدرت رکھنے والا نہیں ہے جو پھر موت میں اور وہیں کوثر یک کون کرتے ہو۔ مَنْبَحَاتُكَ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ (وہ ان کے شرک سے پاک ہے اور برتر ہے)۔







اور اس میں اس طرف بھی اشتادہ فرمایا کہ فرسک شمر کی بدترین انتقام میں سے ہے اس کا وہاں بہت بڑا ہے اس کے بعد فرمایا کہ فساد نے خلیفہ المصلحین العظیم (الرحمۃ علیہ) سے غلاب (چند سو) دین لیکر اس طرف دیکھ لی تھی تو یہی ہے خدا واس سے پہلے کہ یہ بیان آجائے عین خدا کی عذاب و عذاب سے عذاب و عذاب آجائے اور اس عذاب کا جتنا بیان جائے گا (اس سے قیامت کا دن مراد ہے) اس میں لوگ حشر کی جہاد اہل اور نہیں کے کتب احوال والے لکھ رہے ہیں احوال والے لکھ رہے ہیں۔

پھر فرمایا: مَنْ خَفَرَ لِعَلِيٍّ خُفْرًا (جو شخص گھر کرے اس کا ہال ہی ہے) اسے گا کوئن عجل ضالھا فلا تلحقہم بشفاعون (اور جو شخص ایک کام کرے وہاں سے لوگ ہی جانوں کے لیے ہمدرد کر رہے ہیں) یعنی جنگی مہمان کر رہے ہیں۔ لیکن خفی الملقن اقلوا وغلبوا (الضفط من فضله) (اگر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اپنے فضل سے جڑ سے جدا کر دے تو ان کے لیے اور ایک عمل کیے کا فضیلتی کے اس فضل سے کافی غم ہوں گے۔ وَلَا تَنْجِبُ الْكَافِرِينَ (جانب خدا کافروں کو درست نہیں رکھتا) اب دیکھیں کہ قرآن کی ذات پر ایمان نہ لانے اس کے امتداد کا نتیجہ ایمان کا دور ہے یا کیا کہ دوسروں کو اس کی ممانعت میں شریک کر لیا تو قیامت کے دن اس کی سزا پائیں گے ایمان لانے والے تو اللہ کے محبوب ہوتے اس لیے انہیں ملکی سزا دی جائے گی اور دوسرے ممانعت میں شامل ہوں گے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُرْسِلَ الرِّيحَ مُبَشِّرَاتٍ وَلِيُذِيقَكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَلِتُجْنِبُوا الْفُلُكَ بِأَمْرِهِ

اور اس کی شکلوں میں سے یہ ہے کہ وہ جہاں اس کا چھینٹا ہے وہ طائرانی جی چہ نہ کہ کہیں اپنی رست کا حوالہ دھکے اور نہ کہ کہیں اس کے علم سے جاری ہوں

وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلِعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَى قَوْمِهِمْ

ہوتا کہ تم اس کے فضل کا جانتے کہ یہ کونسا تم کو خدا کا فضل ہے ہم نے آپ سے پہلے رسولوں کو اس کی کوسری طرف بھیجا۔

فَجَاءَ وَهُمْ بِالْهَيْبَةِ فَانْتَقَبْنَا مِنَ الَّذِينَ أُجْرَمُوا وَكَانَ حِثًّا عَلَيْنَا لَوْ أَنَّا لَمُؤْمِنِينَ ﴿٢٠﴾

ہاں کے دہلی کل سولہ کتابیں لے کر آئے بلکہ ہم نے ان لوگوں سے نظام لے لیا جنہوں نے قوم کے سرکاری ایوان کتاب گزشتہ بارے اور ہے

لَهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ فَتُخِيرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهُ فِي السَّمَاءِ كَيْفَ يَشَاءُ وَيَجْعَلُهُ كِسْفًا لِّلْغُرَى

خدا ہی ہے کہ ہر شے کو اپنی مرضی کے مطابق بناتا ہے اور ہر شے کو اپنی مرضی کے مطابق بناتا ہے۔

لَوْ دَقَّ يَخْرُجُ مِنْ خَلْمِهِ ۖ وَإِذَا أَصَابَ بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِي إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٥٠﴾

یہ ہے کہ اس کے لئے، اسے بھی ہے کہ اس جہاد کو اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے بھجوا دے۔ اس فعل کرنے کے لئے۔

وَأِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ أَنْ يُنْزَلَ عَلَيْهِمْ مِنَ الذِّكْرِ لَكَاذِبِينَ ﴿٥٠﴾ وَأَنْظُرْ إِلَى أَخْيَرِكُمْ أَيُّهَا الرَّحْمَنُ الْبَصِيرُ

لکھو " اسی سے پہلے کہ میں نے اپنی کتاب لکھی تھی۔ اس وقت کی دولت کے آثار کو " کہے

كَيْفَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ إِنَّ ذَلِكَ لَنَبْئِ الْكَبِيرِ ۝

تقدیر ہے اسی کی صحت کے بعد "یا شہ ابی مراد" کو زندہ فرمانے والا ہے اور وہ ہر جگہ ہے۔



سے پہلے تاسیہ ہو چکے تھے، تاسیہ وہ ہے کہ امیدیں برباد نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کا احکام ہے: "پاش آئے پر خوشی مگی مٹائیں اور شکر مگی کرو"۔ (قرآن)

پھر لایا: **فَانْظُرْ إِلَىٰ آلِكَ وَخُفْتَ إِلَهُكَ** (الایہ) کہ اسے تیرا رب تو اللہ کے آقا کو کہہ لے کہ وہ زمین کو اس کی موت کے بعد کیسے زندہ کرے گا ہے کہ اس زمین کو بار بار زندہ فرمائے گا ہے یا وہ یہی مردوں کو زندہ فرمائے گا ہے؟ زمین کی کھجور رب کے سامنے ہے پھر مردوں کو زندہ کیے جانے میں تردد ہو سکتی کیوں ہے؟ اللہ تعالیٰ ہی نے زمین کو بار بار زندہ فرمایا ہے وہی مردوں کو زندہ فرمائے گا۔ اس میں شک نہیں صحت بعد الموت کو تسلیم ہے کہ بار بار اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشان دہی ہے۔ کہتے ہیں کہ ہر قیامت کے دن وہ بار بار زندہ ہو کر قبروں سے اٹھنے لگا کیوں انکار کرتے ہو؟

اس کے بعد فرمایا: **وَالَّذِينَ زُفِرَ إِلَيْهِمُ الْبُغْيَاءُ وَالْكِبْرُ** (الایہ) اور اگر ہم خاص قسم کی بوجاہد میں جس سے ان کی کھجیاں زندہ ہو گئیں یعنی ان کی سرسبز اور شاہانہ حالت رہے اور پتے پتے پر جائیں سو اس کے بعد ناشکری کرنے لگیں گے یعنی کھجیل خوش ہو کر بھول جائیں گے اور یہی صورت حال ہے کہ کاشکری پہنچا رہے ہیں گے۔

**فَأَنَّكَ لَ تَشْعُرُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تَسْمِعُ الضَّعِيفُ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۖ وَمَا أَنتَ بِهَذَا الْعَنِيِّ**

۱۰ آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے موت مردوں کو بھارنا سنا سکتے ہیں بوجہ وہ پشت پھیر کر چل دیں۔ اور آپ انھوں کو ان کی گمراہی

**عَنْ ضَلَالَتِهِمْ ۚ إِنَّ تَشْعُرُ إِلَّا مَنْ يُوَافِقُ بِإِلْقَائِهِمْ قُسَيْدًا ۖ**

سے بھار کر دیتے ہیں۔ یہ سنا سکتے آپ ان کو سنا سکتے ہیں جو اپنی آواز پہ ایمان لائے اور اسے دے لے چکے۔

آپ مردوں اور بیروں کو نہیں سنا سکتے اور انھوں کو جہالت نہیں دے سکتے

تین آپ کے جو کچھ کہتے ہیں آپ ان کے سامنے ان کی بات ۱۴ کرتے ہیں ان کے سامنے اہل عقل کرتے ہیں نہ سننے کا اور وہی نہیں کرتے جس طرح آپ مردوں کو کہہ رہے ہیں انھیں سنا سکتے ہیں یہ سب سے پہلے پھر کہ عقل اور ارادہ کو بھی نہ کہیں اسی طرح یہ لوگ ہیں ان کا سننے کا اور وہی نہیں ہے مردوں کی طرح نہ ہوتے ہیں بلکہ لوگ ان کو بھی سمجھتے ہوئے ہیں وہی آئے کو چاہی نہیں ہذا آپ کی جہالت دیتے ہے جہالت پر قائم ہیں گے۔ **ۚ ضَعُفُ أَهْلِكُمْ غَفَىٰ لَهُمْ لَا يَزِيدُ جَهَنَّمَ**،

آپ تو بس انہیں لوگوں کو سنا سکتے ہیں جو ان کی بات پر یقین رکھتے ہیں اور اس یقین کی وجہ سے وہ فرما رہے ہوتے ہیں اس میں کام نہ تھا، جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہے کہ جو لوگ آپ کی باتیں سن کر ان ہی کو دیتے ہیں اور کوئے سب سے بڑے ہوتے ہیں آپ ان کی حالت پر غم نہ کریں اور ان سے ان کی امید نہ رکھیں آپ کا کام موت دینا اور حق کو ظاہر کرنا ہے جو لوگ دعوت حق قبول نہ کریں وہ ان کی اپنی گمراہی ہے۔

آیت کریمہ **وَقَدْ عَلِمْتُمْ لَ تَسْمِعُ الضَّعِيفُ الدُّعَاءَ** فرمایا یہ اس کے بارے میں سو، عقل کی آیت **فَأَنَّكَ لَ تَسْمِعُ الضَّعِيفُ الدُّعَاءَ** کریمہ **وَقَدْ عَلِمْتُمْ لَ تَسْمِعُ الضَّعِيفُ الدُّعَاءَ** کہ عقل میں ضروری بحث نہ رکھیں گے۔

أَنَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِن ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِن بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِن

بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَ شَيْبَةً يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ ﴿۱۰﴾

اور یہاں پورا کر دیا اور پھر پھر سے پیدا فرماتا ہے اور خوب جاننے والا ہے بڑی قدرت والا ہے۔

انسان ضعف و قوت کے مختلف احوال سے گزرتا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے ہوتا ہے

اس آیت میں انسان کی پیدائش اور اس کی قوت و ضعف کی حالت بیان فرمائی ہے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو کون کونسی حالت

میں پیدا فرمایا کہ تم کمزور تھے یعنی بچے تھے پھر ضعف کے بعد قوت سے نوازا اور انسان پہلے اضعاف و چابک ہوتا ہے حرکت کے قابل بھی نہیں

ہوتا پھر باوجود چابک ہوتا ہے نظریں کھاتا ہے اپنے گمراہوں کو بھیجتا ہے پھر لینے لینے کھینچنا شروع کرتا ہے پھر ایک کار کھینچنے

کے قابل ہوتا ہے پھر بغیر سہارے کے کھینچنے لگتا ہے پھر ٹھنوں کے بل چنا شروع کرتا ہے پھر سہارے سے کمزور ہوتا ہے ایک اور قدم چنا

شروع کرتا ہے پھر باوجود چنا شروع کرتا ہے ضعف کے احوال سے گزرتا ہوا جوانی میں داخل ہوتا ہے جوانی کا زمانہ کہ اس وقت کا

ہوتا ہے جسمانی طاقت بھی ابھی ہوتی ہے اور دلچسپی اور بوجھ کے متقابل میں عقل و فہم و ادراک بھی جوانی میں زیادہ ہوتا ہے (کو بعض

مروجہ بوجھ کے بعد اس میں اضافہ ہونے سے پہلے پہلے تھرا ہوا کہ تاہم بوجھ کی کمی قوت زیادہ ہوتی ہے) جب بوجھ بڑھا جاتا ہے تھرا ہوا کہ

آ جاتی ہے بال بھی سفید ہو جاتے ہیں اور کچھ کچھ بوجھ بڑھتا جاتا ہے کمزوری بھی بڑھتی جاتی ہے پھر ارزاں امر یعنی کمیا تریں بھی

زندگی کو کھینچ جاتا ہے اور دلچسپی اور ضعف آ جاتا ہے ہوش و اداسی بھی ہاتی نہیں رہتے دماغی ہو کر پھر اس ضعف پر کھینچ جاتا ہے جو کچھ میں تھا

اسی کو اور کھینچ میں فرمایا: وَ مَن تَعْبُرُهُ الْفُلُجَةُ فَعَلَا بَعْقَلُونَ (اور ہم جس کو زیادہ عمر دیتے ہیں اس کی فطرتی حالت میں

دامن کر دیتے ہیں کیونکہ کھینچتے؟)

یَخْلُقُ مَا يَشَاءُ (اللہ جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے) وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ (اور وہ خوب جاننے والا ہے اور بڑی قدرت والا ہے)

اسے سب کے احوال اور اعمال کا علم ہے اور اسے پسلی طرح سے قدرت ہے جس طرح چاہے پیدا فرمائے اور جس حالت میں رکھے

اسے اپرا اختیار ہے۔

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ مَا لِيُؤَخِّرُنَا سَاعَةً مِّكَ ذَٰلِكَ كَانُوا يُؤْكِنُونَ ﴿۱۱﴾

اور جس دن قیامت قائم ہوگی کہیں تم کہائیے کہ کہ ایک گھڑی سے زیادہ تمیں ٹھہرے اور اسی طرح سے دہائییں اٹے چائے ہوتے تھے۔

وَقَالَ الَّذِينَ أَوْتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْبَعْثِ ۖ فَهَٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ ۖ أَیَوْمَ الْبَعْثِ

اور جسی کلم اور ایمان اور کما دیا کہیں کے کہ باقی تم خط کے کوئی میں جیسے کے جس تک ٹھہرے اور

وَلَكِنَّكُمْ كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿۱۲﴾ قُلْ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ لَا يُفْقَهُونَ الَّذِينَ كَفَرُوا مَعَاذَ رَبِّهِمْ ۚ أَهُمْ يَسْتَعْجِلُونَ ﴿۱۳﴾

۳ یہ ہے کہ ان سے اور کہیں تم نہیں جانتے۔ سو اس دن ظالموں کو ان کی سزا سے بچ دے گی اور نہ انہیں اس کا سوچ دیا جائے گا۔

## قیامت کے دن ہجر میں کی جھوٹی قسما دھری اور اہل ایمان کی حق بیانی

یہ نیک آیات ہیں انہی کی آیت میں یہ بتایا کہ جب قیامت قائم ہوگی اور زندہ ہو کر قبروں سے نکلیں گے تو اس وقت ہجر میں جہنمی کا ٹکڑا کھائیں گے اور انہیں گے کہ تم جو موت کے بعد قبروں میں تھوڑی سی سی دی ہو رہے ہیں اور بعض مفسرین نے بتایا کہ اس سے دنیا کی زندگی مراد نہیں ہے اور ان کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کاغذ نامی ہمہ دار ہو رہے تھے مگر یہ تو اب بھی نامی کا مراد نہیں لیکن ایمان نہ لانے پر ایک عمل نہ کیے ان کی زندگی بے کاری ہو چکی تھی جو چیز زیادہ اور اس سے نفع نہ اٹھایا جائے تو وہ ٹھیل مانی جاتی ہے جیسا کہ ٹھیل بیڑ طبع منہ ہوتا ہے کبیر کہا جاتا ہے۔ (ازکر صاحب دانت)

ان لوگوں کا یہ کہنا کہ ہم ایمان میں پابند نہ تھے صرف دار اور عبادت جھوٹ سی ہو گا اور یہ ان کا پسپا جھوٹ نہیں ہو گا بلکہ ایمان میں جب ان کے سامنے حق آتا تھا تو اس سے اعراض کرتے تھے اور اس کی تکذیب کرتے تھے اور ان کی یہ چال پہلے تھے شیطان اور جس شخص حق کی تکذیب پر آمادہ کرتے تھے۔

جن لوگوں کو اللہ نے علم دیا اور ایمان دیا ان میں فرشتے بھی ہیں اور نبی آدم میں سے اور افراد بھی ہیں جنہیں علم اور ایمان کے لیے منتخب فرمایا، یہ حضرات ان سے یوں کہیں گے کہ تم ان کے کوشش میں جہنمی اللہ کی کتاب میں بیٹھ کے ان ٹکڑے سے روکنا اور اللہ تعالیٰ میں شانے جانوں محفوظ رکھنا اور اپنی کتاب میں جو چیزیں ذکر اللہ تعالیٰ علیہ السلام نے فرمائی ہیں ان کے مطابق پڑھنا اور ان کے مطابق بیٹھ کے ان ٹکڑے ٹکڑے سے روکنا۔ یہ وہ قوم الٹھینہ سے قبروں سے اٹھائے جانے والے مراد ہے۔

اہل علم و ایمان ہجر میں سے خطاب کرتے ہوئے یوں کہیں گے کہ یہ قوم الٹھینہ ہے قبروں سے زندہ ہو کر اٹھائے جانے والے ہیں جو تم جس کے منکر سے روکنا چاہتے ہو انہیں روکنا اور ان کے باطل تھا لیکن تم نہیں جانتے تھے جو حضرات قیامت واقع ہوئے اور وہ ان کی فانی ہوئے کی باتیں کرتے تھے تم ان کو جھوٹاتے تھے اور مذاق اڑاتے تھے ان کی بات ماننے تو تمہیں آج کے دن کا کھانا آج کے دن کے حالات کا علم ہے۔

تیسری آیات میں فرمایا کہ جن لوگوں نے اپنی جانوں پر غم کیا، کفر اختیار کیا، قیامت کے دن پر ایمان نہ لائے اب جو بھی کوئی معذرت کرے وہ قبول نہیں ہوگی اور معذرت انہیں کوئی نفع نہ دے گی اور ان کو اس کا موقع دیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیں لیکن کفر پر مرنے کے بعد تو یہ کرنے کا کوئی موقع نہیں اور ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ کبھی راضی نہیں ہوگا۔

وَلَقَدْ صَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَلَئِنْ جُمِعَتْهُمْ بَائِبَةٌ يَتَّقُونَ

اور یہ بات جاتی ہے کہ ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لیے جو مثالیں بیان کر دی ہیں وہاں انہیں ان کے پاس کوئی ایسی بات نہ ملے گی جس سے انہیں توبہ ہو

الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مُبْطِلُونَ ۝ كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِ الَّذِينَ

لوگ جو کافر ہیں انہیں کہیں گے کہ تم لوگ صرف اہل دماغ ہو۔ بڑا دکھ نہیں جانتے ان کے دلوں پہاڑ ہیں

لَا يَعْلَمُونَ ۝ فَأَمَّا إِنْ وَعَدَ اللَّهُ حَقًّا وَلَا يَسْخَرُكَ اللَّهُ الَّذِينَ لَا يُؤْقِنُونَ ۝

مگر اگر بتائے۔ آپ سب کچھ ثابت اللہ کا وعدہ حق ہے اور بڑا دکھ نہیں جانتے کہ لوگ آپ کو بے برداشت نہ داریں۔

قرآن عمدہ مضامین پر مشتمل ہے، معاندین کو حق ماننا نہیں ہے،

آپ صبر سے کام لیں اللہ کا وعدہ حق ہے

یہ بھی آیت کا ترجمہ ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ طرح کی عمدہ باتیں بتادی ہیں ان میں جو کوئی شخص گمراہ کرے گا تو اس کے دامن پر یہ لازم ہوگا کہ قرآن حق ہے اور قرآن کا یہ بیان حق ہے قرآن اور صاحب القرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی بات حق ہے لیکن جو لوگ انکار پر تھے سوئے ہیں اور خدا و خدا و خدا سے دھرم پر کہہ رہے تھے کہ یہ بات سارے مالے والے نہیں ہیں۔ یہ قرآن خود اپنے علاوہ ہے۔ ان کے علاوہ بھی جتنے جگہ سے اور آیت آپ قرآن فرمادیں گا فرلوگ آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے بارے میں یوں ہی کہیں گے کہ لوگ باطل والے ہیں۔

اں باطل کا یہ طریقہ ہے کہ خود بھی قبول نہیں کرتے مگر اہل حق کو باطل جانتے ہیں ان لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ ان لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے جیسے ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی اسی طرح اللہ ان لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے جو نہیں جانتے یعنی چاہے انھیں چاہئے اور حق قبول کرنے کے جوئے اپنی راہ سے ہی صبر ہے جیسا۔

روح اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محمد بن و صحابہ کی باتوں سے تکلیف ہوتی تھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ صبر کیجئے، اشیاء اللہ کا وعدہ حق ہے اس نے جو آپ سے وعدہ گوارا دینا اسلام کو قایم کرنے کا اور ملک حق کو بیکار کرنے کا وعدہ فرمایا ہے، اور اہل حق کا آپ کے صبر میں فرق نہ آنے پہلی طرح ثابت قدم رہیں، یہ لوگ جو یقین نہیں کرتے آپ کی دعوت کو نہیں مانتے ان کے اس طرز عمل سے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے پاس نہایت میں اعتراض آجائے یہ لوگ آپ کو بے صبری پر آمادہ نہ کریں۔

کلی

سورۃ النجم

۳۳ آیتیں اور ۳۳ رکعتیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿۱﴾ نَزَّلْنَاهُ فِي لَيْلِ الْقَدْرِ ﴿۲﴾ وَإِذَا سَأَلَكَ السَّائِلُونَ ﴿۳﴾

سورۃ النجم کی مفسر میں نازل ہوئی اس میں پچیس (۳۳) آیات اور چار رکعت ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿۱﴾

قرآن اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

لَقَدْ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ ﴿۱﴾ فَذَىٰ وَرَعَىٰ لِّلْمُحْسِنِينَ ﴿۲﴾ الَّذِينَ يُبْقِيُونَ

اللَّهُمَّ یہ قرآن حکیم کی آیات ہیں۔ جو اللہ کام کرنے والوں کے لیے ہدایت ہے اور رحمت ہے۔ جو ہر کام

الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ﴿۳﴾ أُولَٰئِكَ عَلَىٰ فَذَىٰ مِّن رَّبِّهِمْ

کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیا کرتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں جو لوگ اپنے آپ کی طرف سے ہدایت پر تیار

وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۴﴾

اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔

قرآن مجید محسنین کے لیے ہدایت اور رحمت ہے

معرفت ان مہربان کا فرمان ہے کہ سورۃ النجم کی مفسر میں نازل ہوئی قرآن کا ایک قول یہ ہے کہ چوٹی سورت میں سے تحت آیات

وَلَوْ أَنَّ ظُلَمَىٰ الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَفْطَمَ سے لے کر اِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ تک خود بخود نازل ہو گئی۔

اللَّهُمَّ یہ عربی قطععات میں سے ہے جس کا معنی اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ لَقَدْ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ یہ کتاب حکیم

یعنی قرآن کریم کی آیات ہیں نہ حکمت ہیں۔ فَذَىٰ وَرَعَىٰ لِّلْمُحْسِنِينَ یہ قرآن اللہ کام کرنے والوں کے لیے ہدایت

ہے اور رحمت ہے۔ ہدایت اور رحمت تو سارے انسانوں کے لیے ہے لیکن سب اسے قبول نہیں کرتے۔ قبول کرنے والے ہی لوگ

ہیں جو مصطفیٰ احسان سے متصف ہیں ان کے عقوب صالح ہیں نیکوں میں اعلا میں ہے اس لیے قرآن ان کو اس کی ہدایت و قبول

کرنے میں ہمراہی کی ہدایت کے مطابق زندگی گزارتے ہیں اور یہ قرآن کے مطابق زندگی گزارنا ان کے لیے رحمت کا باعث بن

جاتا ہے ان محسنین کی مصافحہ جان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ الَّذِينَ يُفْلِحُونَ الصَّلَاةَ کہ یہ لوگ نماز کو ادا کرتے ہیں۔ وَأُولَٰئِكَ

الْمُفْلِحُونَ اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ اور یہ لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں اور حقیقت تو رحمت صد اور ان میں







یہ سب نے اپنی توانائزیں ہی صرف کر لیں کہ اسے اپنے ”عقیدہ“ (فلسفہ) پر پیشکش کو فروغ دے اور اسے قائم کرنے کے لیے اس نے کتاب کی پیشکش سے جو پیشہ وارانہ جو سہولتی حاصل ہو رہی تھی۔ (عظیم دوست: ۲۱)

وہ جو حضرت ائمہ کرام کو سنانے کے لیے شہداء بن چکے تھے، چونکہ ان میں مورخ بھی تھے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

آج کل تو کامیاب ہزاروں لوگ ہیں جن کا یہ سبق ہے کہ حق سے نفرتی تب اترتا ہے جب کامیابی کی کیسٹ کا کرکھانا شروع نہ کریں اور آج کل تو ہر مہر و نعل نے اپنی مہر کا کھانا کھڑا کر دیا ہے۔ انھوں نے یہ سبق کرکھانا کھاتے ہیں جس کی وجہ سے انھیں کم از کم ایک نکتہ کا سبق کی جاتی ہے اور ان کی یاد میں محفوظ ہونے کا تو ذکر ہی کیا ہے جن مہر و نعل کی شریف مہر ان کھانا کھاتے آج ان مہر و نعل کی بچپن کو یاد آتی کامیاب سمجھا جاتا ہے اور ان کی بہت افراطی کی جاتی ہے اور انھیں ٹھوکر اور دھکے کھانا کھاتے دیکھتے ہیں۔ انھیں اپنی بے غصہ یہ ہے کہ اسے سہارا بنانے کے لیے کھانا کھاتا ہے۔

حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گانے پڑھنے والوں میں کی تاریخ مذکور ہے کہ وہ اور انہیں (۱۶۸)۔  
تھا اور ان کی قیمت حرام ہے اور فرمایا ہے جیسے معاملہ کے بارے میں آج تک کہ وہ من المسلم من فحشہ فی اللہ الحدیث ۱: ۱۱۱۔  
حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گانے پڑھنے والوں میں کی تاریخ مذکور ہے کہ وہ اور انہیں (۱۶۸)۔  
تھا اور ان کی قیمت حرام ہے اور فرمایا ہے جیسے معاملہ کے بارے میں آج تک کہ وہ من المسلم من فحشہ فی اللہ الحدیث ۱: ۱۱۱۔

گمانے ہی نہ تھے شغل نے لوگوں کو رہائی کے گڑھے پر لاکر کھڑا کر دیا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ وہ مستحشیش تھی ہیں نہیں اپنی مملکت کا خیر نہیں سمجھتے گورا کر سمجھتے ہیں تو جھوٹی زبان سے کہہ دیتے ہیں کہ یہ سب کچھ ہمارے اطفال کا خیر ہے لیکن ان اطفال کا کہوں نے یہ انداز نہیں ہوتا کہ ان میں جیسے بات چیت تھا ایسے ہی مصیبتوں کے آئے ہیں میں مشغول رہتے ہیں بات یہ ہے کہ ہم نے نفس کی کو آگے بڑھانے سے اپنی کو لازم بنایا ہے اسے کا راض کرنے کے لیے چاہتیں ہوتے۔

حضرت ابو جہر اشرفی سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے کرنا دیکھا کہ میری امت میں خمر اور ایسے لوگ ہوں گے جو دنیا کو کھو دینے میں کھار شراب کو کھانے سے بچاؤں گے اور بہت سے ایسے لوگ ہوں گے جو ایک پہاڑ کے قریب قیام کریں گے ان کے چاروں طرف مکانوں کے پاس پہنچا کر دیں گے ان کے پاس ایک شخص کسی ضرورت سے آئے گا تو اس سے کہیں گے کوئی کوتاہی کر چکی ہے پہنچا دیں تو ان کو بلا کر خمر اور کھانے کھائیں پر پہاڑ گر پڑے گا اور ان میں سے جو لوگ ان کو قیامت کے دن تک کے لیے بندہ خمر بن جائے گا۔ (مسند احمد ج ۱ ص ۱۰۷)

ارشاد نبوی کہ میں گانے بجانے کی چیز میں مٹانے کے لیے آیا ہوں۔ حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جہنم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہوں، ہمارے لیے جہنم کا دروازہ ہے۔ ہمارے لیے جہنم کا دروازہ ہے کہ گانے بجانے کے آلات کو ہرجوں اور مصلوب کر دے (نصف ص ۱۶) یہ جتنے ہیں اور جاہلیت کے کاموں کو

(مجاہد ص ۱۷) (مشکوٰۃ ص ۱۷)

اب ہم ہمارے مسلمانوں کو بتاؤ کہ حضور رحمة اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم میں چیزوں کو کھانے کیلئے کھڑے نہ آئے انہیں حج میں ہونا ضروری نہ تھا بلکہ وہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتے تھے اور ان کے پاس کھانا لے کر آتے تھے۔



منع فرمایا یہ اہل مشرک ایک شراب خمی اور فرمایا کہ برقعہ والی چیز حرام ہے۔ (مکتبہ المدینہ ص ۳۸)

لَقَدْ عَلِمْتُمْ (جو چیز کھیل میں لگائے)..... اس کے موسم میں ہر چیز آجاتی ہے چنانچہ سب نزل میں گائے بھانے کی چیزوں کا بھی ذکر ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اور نماز سے غافل کرنے میں سب سے زیادہ جڑو کر ہے اور بعض لوگ ساز اور سازگی کے ساتھ قرآنی سننے کو ٹاپ سمجھتے ہیں اس لیے متوجہ ہوا مضمون کو سم نے احتیاج سے جان کیا ہے اور گائے بھانے کے سلسلہ میں جو روایات سرسری طور پر سامنے آئی ہیں ان کو بھی کر دیا ہے جو لوگ کسی بھی ایسے کام میں مشغول ہوں جو اللہ کی یاد سے ہٹائے یہ سب لَقَدْ عَلِمْتُمْ ہے۔

اور ہے کہلا یعنی ہاتھوں میں مشغول ہونے میں یہ نقصان ہر حال ہے کہ جتنی دیر میں یہ باتیں کی جائیں گی حلاوت قرآن اور اگر اللہ سے غور ہو جائے جو بہت بڑا نقصان ہے نہایت بڑا اور بات چلو کر ٹاپ سے محروم ہونا دوسری چیز ہے اور نصیحت اور غافل صورت تو ہر حال حرام ہی ہے۔

لَقَدْ عَلِمْتُمْ میں بعض چیزیں حرام ہیں جن میں قدر یعنی جو اکیلے بھی شامل ہے اور بعض چیزیں مکروہ ہیں جن میں گناہ نہیں مگر وقت ضائع ہوتا ہے اگر نصیحت منع اور مانع کی تفریق کے لیے کوئی شرع حرج عطا ہے جو گناہ ہو تو یہ مہات ہے۔  
 شرطیں وغیرہ کا تذکرہ..... شرطیں کے بارے میں حضرت ابو موسیٰ اشعری نے فرمایا کہ شرطیں سے وہی شخص کھیلے گا جو تکرار ہوگا اور انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ یہ اہل چیز ہے اور اللہ تعالیٰ کو اہل چیز پسند نہیں۔ (مکتبہ المدینہ ص ۳۸) حضرت ابو موسیٰ اشعری ہی سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اشارہ فرمایا کہ جو شخص نڈ سے کھیلے (جو شرطیں کی طرح کھیلنے کی ایک چیز تھی) اسوں نے اللہ اور اس کے رسول کی بات فرمائی۔ (مکتبہ المدینہ ص ۳۸)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو کھڑے ہو بیٹھ گیا وہ اٹھا اسے دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ یہ شیطان ہے جو شیطان کے پیچھے لگا رہا ہے۔ (مکتبہ المدینہ ص ۳۸) روایات حدیث میں ناش کھیلنے کا ذکر نہیں ہے۔ یہاں معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں نہیں تھا مگر ہر جیت کی شرط کے ساتھ ہوتے قدر یعنی جو ہے اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں اور اگر قدر کے بغیر ہوتے ہر حال اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کرنے والا تو ہے ہی جیسا کہ ناش کھیلنے والوں کو دیکھا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں مِنْ هَٰؤُلَاءِ مَنْ يُفْتِنُ عَنْ لَقَدْ عَلِمْتُمْ فرمایا ہے۔ بختی کے لغوی معنی فریاد کرنے کے ہیں اور ایک کام کے بدلہ دوسرے کام کا اختیار کرنے کے لیے بھی اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے جیسا کہ اَوَّلُ الْفِتْنَةِ الْفِتْنَةُ مَفْتُونًا وَالْفِتْنَةُ لَا تَمْلِكُ إِلَّا مَا شَاءَ۔ یہاں آیت کریمہ میں بختی فرمایا ہے اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ بعض لوگ قرآن کو چھوڑ کر اس کے عوض لَقَدْ عَلِمْتُمْ کو اختیار کر لیتے ہیں یعنی کھیلنے کی چیزوں میں لگ جاتے ہیں اور قرآن کریم کی طرف متوجہ نہیں ہوتے جس کی غفلت سورۃ کے شروع کی روایت میں بیان فرمائی۔ فَمَنْ يَهْدِ الْيَهُودَ أَوْ النَّصَارَىٰ أَوْ الْمَسِيحِيَّةَ إِلَىٰ يَسْمُودَ وَيَعْتَصِرُ الْعَصَا وَالْأَصْبَحُ وَالْمَعَارِضُ عَلَى الْفُرْقَانِ۔ (جلد ۳ ص ۱۳۹) علامہ ابن کثیر نے معاملہ بختی میں لکھا ہے: یعنی لگنے بھانے اور بوجھ کے آواز سے کہ قرآن کے بدلے میں لیتا ہے اور انہیں قرآن کے بدلے میں فریاد دیتا ہے۔

خَلَقَ السَّمُوتَ يَغْتَبِرُ عِبَادَ تَرَوْنَهَا وَالْفِي فِي الْأَرْضِ رَوَايَ أَنْ تَهْدِيَكُمْ وَبِثَّ فِيهَا مِنْ

اللہ نے آسمانوں کو اس طرح بنایا کہ اسے کچھ سے چھوڑ دے جس میں ہزاروں لوگ رہیں گے کہ انہوں نے اللہ اور اس میں ہر طرح کے

كُلٌّ دَّابَّةٌ ۚ وَآَنَزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَانْتَبَثْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ زَوْجٌ مَرْتَبًا ۖ هَذَا خَلْقُ اللّٰهِ

جہان پر پیدا کیے اور ہم نے آسمان سے پانی برسایا اور ہم نے زمین میں ہر قسم کے اچھے پھل کا دیئے۔ یہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں

فَاَرْزُوْنِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهِ ۚ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ خَلْقِ قَبِيْثِيْنَ ۝

پھر سنو مجھے اللہ کے انہوں نے کیا پیدا کیا جو اس کے علاوہ ہیں؟ بلکہ بات یہ ہے کہ ظالم لوگ کھلی ہوئی کراہی میں ہیں۔

آسمان وزمین اور پہاڑ سب اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں  
اس کے سوا کسی نے کچھ بھی پیدا نہیں کیا

یہ دو آیتیں ہیں پہلی آیت میں آسمان کی تخلیق اور زمین کے بعض احوال بیان فرمائے اول تو یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو بغیر ستاروں کے پیدا فرمایا ہے تم آسمانوں کو دیکھو ہے وہ کبھی بھی کوئی ستاروں نہیں جانتے نہ دیکھ سکتے تھے اور ہماری ساتوں آسمانوں کو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے قائم ہیں انہیں قائم رکھنے کے لیے اسے ستاروں بنائے اور ان پر قائم رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اس کے بعد پہاڑوں کی تخلیق کا ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں جو بڑے بڑے پہاڑی پہاڑ ڈال دیئے تاکہ وہ زمینیں ٹکڑے حرکت نہ کریں اگر یہ پہاڑ نہ ہوتے تو سمندروں کے پانیوں کی وجہ سے جہاں سے گھبرے ہوئے ہیں اور سخت تیز ہواؤں کی وجہ سے زمین حرکت کرتی رہتی جب وہ حرکت کرتی تو پانی آدم بھی اس کے ساتھ متحرک ہوتے کرتے پڑتے اور کوئی کام نہ کر پاتے ہوں تو اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ پہاڑوں کے بغیر بھی زمین کو بچے بچنے سے محفوظ رکھے لیکن اس نے اسباب کے طور پر اس پر پہاڑ پیدا فرما دیئے اسی لیے جب اللہ تعالیٰ کی مشیت ہوتی ہے تو پہاڑوں کے ہوتے ہوئے بھی زمین میں زلزلہ آ جاتا ہے اور قیامت کے دن تو زمین میں چوری طرح بھونچال آتا ہی ہے جسے اَلْاَرْضُ زَلَزَلَتْ وَالْاَنْهَارُ فِيْ سِيّٰنٍ مُّزْمَرٍ ہے اور ہے کہ آیت کریمہ میں جس حرکت کی لکھی فرمائی ہے اس سے زلزلہ جیسی حرکت مراد ہے تاکہ زمین کی حرکت متعدد ہو وہ جیسا کہ اہل سائنس کہتے تھے ہیں تو آیت کریمہ میں اس کی بھی بات ہے۔

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں ہر طرح کے پودے پیدا فرمائے ہیں یہ پودے زمین پر پھیلے ہوئے ہیں جو بڑے پھرتے ہیں اور کھاتے پیتے ہیں اور انسانوں کی ضرورت میں کام آتے ہیں نیز اللہ تعالیٰ نے آسمان سے زمین پر پانی برسایا اور بار بار حساب ہے اس پانی کی وجہ سے مختلف انواع کی چیزیں پیدا ہوئی رہتی ہیں جو انسانوں کے بھی کام آتی ہیں اور ان کے پودوں کو بھی ان میں سے چار دیتا ہے۔

دوسری آیت میں فرمایا کہ جو پودے ذکر ہوئے سب اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے جو ان چیزوں کا خالق ہے صرف وہی عبادت کے لائق ہے شرکین نے اللہ تعالیٰ کے سوا جو سمجھو جو کہہ کر رکھے ہیں وہ تو عاجز محض ہیں اگر انہوں نے کوئی چیز پیدا کی ہوتی تو دکھا دو کیا ہے۔

جب کہ کائنات کا دار و دار اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور ہمارے تجویز کیے ہوئے باطل سمجھو بھی اسی کی مخلوق ہیں اور ان کے عاجز ہونے کا یہ عالم ہے کہ سب لکڑیاں بھی کبھی پیدا نہیں کر سکتی لٰكِنْ يَخْطِفُوْنَ اٰمَانَ بَا ۚ وَلَوْ اَنْجَفَعُوْا اَلْقَامَ تَوَّانِيْضُ اللّٰهِ تَعَالٰی کا شریک کیوں

تعمیرات ہو؟ اللہ تعالیٰ کے سوا سمجھو جو کہہ کر صریح گواہی ہے اس بات کو واضح فرمائے کے لیے آیت کریمہ کو سُبَلِ الظّٰلِمُوْنَ لٰھِیْ خَلْقِ قَبِيْثِیْنَ ۝ ختم فرمایا۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ ۖ وَمَن يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَفِيرٌ حَمِيدٌ ۝ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَبْنَىٰ لَا تُشْرِكْ

اور جب ہم نے لقمان کو دانشمندی عطا کر لی کہ اللہ کا شکر کرو اگر تجھے شکر دیا کرے گا تو اپنے ہی لقمے کے لیے شکر دیا کرتا ہے اور جو کفر

کفر فَإِنَّ اللَّهَ غَفِيرٌ حَمِيدٌ ۝ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَبْنَىٰ لَا تُشْرِكْ

باللہ کرتے ہیں تو اللہ نہیں کہتے پناہ دہا کرتی ہے اور اب حق نے لقمان کو اسے اپنے بیٹے سے کہا کہ میرے حق کا شکر کر کہنا یا شکر کر

بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۝ وَهَيَّأْنَا لِلْإِنسَانِ بِوَالِدَيْهِ حَبْلَتُهُ أُمُّهُ وَهَنًا

بہت بڑا غم ہے اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں جانکدہ کر دی "اس کی ماں نے ضعف پر ضعف برداشت کرتے ہوئے

عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصْلَةٌ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ ۖ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ۝ وَإِن جَاهَدَكَ

اسے دیندے میں رکھا اور اس کا اللہ چھوڑا اور سال میں ہے کہ تو میرا شکر دیا کر اور اپنے والدین کا بھی میری طرف لوٹ کر آنا ہے اور اگر مجھ سے جیسا کہ

عَلَىٰ أَن تَشْكُرَ لِي ۖ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ فَلَا تُطِعْهُمَا ۖ وَصَاحِبَهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ

تو پناہ دے اور میں کو تو میرے ساتھ شکر کر کہ میں کی خبر سے اس کوئی دلیل نہیں تو اس کی فراہم رہائی نہ کرنا اور ان کے ساتھ دیکھا جیسا کہ قرآن کے ساتھ رہنا

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۖ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

اور جو کھلی میری طرف صبر ہو اس کا پیچھا کرنا اور ہم سب کو میری طرف لوٹا ہے سو میں تمہیں اس اعمال سے اجڑ کر دوں گا جو تم کیا کرتے تھے۔

### حضرت حکیم لقمان کے نصائح

اس کوثر میں حضرت لقمان کا اور ان کی بیعتوں کا ذکر ہے جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کی تھیں اور یہاں میں یہ بھی درج فرمایا ہے کہ ہم نے انسان کو صبر کی کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھی طرح پیش کیا ہے۔

حضرت لقمان کا تعارف ..... لقمان کون تھے اور کس زمانہ میں تھے اس بارے میں اصحاب میر اور ملائے تعبیر نے کئی باتیں

کہیں ہیں یہ سب باتیں امر الہیات میں سے ہیں۔ صاحب درجہ العالی نے لکھا ہے کہ وہ حضرت ابوب علیہ السلام کی کنین کے بیٹے تھے

اور ایک قول یہ ہے کہ ان کی خالہ کے بیٹے تھے والد کا نام باحمرا بادور مکتا لکھا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آذر کی اولاد میں سے تھے ایک

جزیرہ سال تک زندہ رہے اور اذہ علیہ السلام کہتا ہے پلا اولاد میں سے علم بھی حاصل کیا۔ والدہ کی سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ حضرت یحییٰ اور حضرت

عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جو زمانہ تھا اس میں گزرے ہیں پھر اس میں یہ اختلاف ہے کہ وہ کی تھے یا نہیں حضرت عمرؓ نے

اور عثمانؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ یحییٰ تھے بعض لوگوں نے انہیں معشی بتایا ہے ان کے آزار اور ظلم ہونے میں بھی اختلاف ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ان کا فضل کیا تھا اس بارے میں بھی متعدد اقوال ہیں۔ اول یہ کہ وہ ہمارے تھے یعنی باحق کا کام کرتے تھے اور دوم یہ کہ گوہر اور نیچے

جاتے تھے سوئم یہ کہ زنی کا کام کرتے تھے اور ایک قول یہ ہے کہ کربیاں چراتے تھے یہ سب باتیں لکھنے کے بعد صاحب درجہ العالی







يُنْكِي اِنَّهَا اِنْ تَكُنْ بِمَقَالٍ حَبِيٍّ مِّنْ عَزْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّنْبُوْثِ اَوْ فِي

اسے سمجھئے۔ یعنی اسے ایک ایک بات پر ہے کہ اگر کوئی کھل دانی کے دانہ کے برابر ہو یا حجر کے اندر ہو یا پہاڑوں میں ہو یا زمین میں

الْخَرِيْضِ يَأْتِيْهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝۱۰ يَبْنِيْ اَقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ

جہاں اس کو مقرر کر دے گا بلاشبہ وہ لطیف ہے خبر دہانہ ہے۔ یعنی اٹھ اٹھ قائم کر اور بھلائی کا حکم کر اور برائی سے

وَاِنَّهٗ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصِيْرٌ عَلٰی مَا اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝۱۱ وَلَا تُصَغِّرْ خَدَاكَ

متوجہ کر اور تجھے ہر تکلیف سے نکال دے جسے اس پر مقرر کر بلاشبہ ہر صحت کے کاموں میں سے ہے۔ اور تو لوگوں سے

لِلنَّاسِ وَلَا تَشِيْشْ فِي الْاَفْرَاضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝۱۲

اپنا سرگرمی سے بھر اور زمین پر اڑنا کر مٹی جی، بلاشبہ تکبر کرنے والے کو اللہ پسند نہیں فرماتا،

وَاَقْصِدْ فِيْ مَشِيْكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَابِ لَصَوْتُ الْحَبِيْرِ ۝۱۳

اور تو اپنی چال میں درمیان طریق اختیار کر اور اپنی آواز کو گھست کر بلاشبہ سب سے زیادہ گمراہ آواز گھمبوں کی آواز ہے۔

### نماز قائم کرنے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تاکید

انسانوں کو اللہ بن کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ زندگی گزارنے کا حکم فرمانے کے بعد حضرت ائمہ علیہ السلام کی بیعتوں کا بیان شروع ہے۔ حضرت ائمہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم بہت اچھا ہے وہ اپنی مخلوق کو اور مخلوق کے ہر عمل کو خوب اچھی طرح سے جانتا ہے۔ جب قیامت کے دن حاضر ہوں گے تو وہ پھولنے پھولنے والے عمل کی جزا دے گا اگر کسی شخص نے بہت ہی چھپا کر کوئی عمل کیا ہو جو چھپا ہوا ہو اسے اللہ تعالیٰ کے دانہ کے برابر ہو اور اس کے پاشیدہ ہونے کی یہ صورت ہو کہ وہ کسی حجر کے اندر چھپا ہوا ہو یا آسمانوں کے اندر موجود ہو یا زمین میں ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی شان کو اس کا بھی علم ہے ہر چیز پر لکھی ہوئی چیزیں وہ بھی اس سے پاشیدہ ہوں گی جیسے حضرت ائمہ نے فرمایا کہ دیکھو چنانچہ کوئی بھی عمل ہو کسی بھی طرح اور کہیں بھی پاشیدہ ہو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو حاضر فرما دے گا کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ میں جو عمل چھپ کر کروں گا اس کی جزا سے بچ جاؤں گا بلاشبہ اللہ تعالیٰ لطیف ہے ہر ایک چیز میں ہے ہر چیز کو جانتا ہے اور خبر دہانہ ہے ہر شخص پر فرما اور ہر عمل کی خبر ہے۔

حضرت ائمہ نے اپنے بیٹے کو نماز قائم کرنے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کی بھی وصیت فرمائی نماز کو قائم کرنا اچھی طرح پرستار و پرستار کی دیکھنا سے دل خارج کر کے نماز میں لگنا نماز کی طرف متوجہ ہونا اور نماز کو گھٹا کرتے ہوئے ہر ایک کو غور و فکر کرتے ہوئے دوسروں کو بھی بھلائی کا حکم کرنا اور برائیوں سے روکنا یہ سب بہت بڑا اور اہم کام ہے پھر جب کوئی شخص لوگوں کو برا بھلا دے دے یا جہالت کی طرف متوجہ کرے یا ایک کاموں کی تعین کرے اور لوگوں میں پرستش کرے تو اس کے مخالفین بعض مرتبہ آوازے آجاتے ہیں بے گتے جواب دیتے ہیں طرح طرح کی باتیں سناتے ہیں جس سے انھیں اور دعائی تکلیف ہوتی ہے اور بعض مرتبہ معاندانہ جملے جملے مخالف مبالغہ اور دانی کو جسائی تکلیف بھی پہنچا دیتے ہیں اس پر صبر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے عورت قدی کے ساتھ کام کرتے

رہتے اور جو تکلیف پہنچا سکتے ہوں اس پر صبر کرنے کی نصیحت بیان کرتے ہوئے اِن ذَلَّلْتُ لَیْسَ عَزِیْمٌ الْاَنْوَءُ فَرَمَیَا کہ بادِ شہ پہ سب  
بکھومت کے کاہل میں سے ہے۔

صبر کرنے کی اہمیت و ضرورت اور تواضع سے پیش آنے کی تاکید..... وَاضْبِرْ غَلْسِ فَاَاضْبِلْکَ جَزَیْمًا کہ یہ  
امر بالمعروف اور نہی منکر کے سیاق میں واقع ہے لیکن اخلاق کا موم بزرگ کی صحبت پر صبر کرنے کو شال ہے۔ درحقیقت کسی بھی  
تکلیف پر صبر کرنا عینِ ہمت ہے تو جو مشکل معلوم ہوتا ہے لیکن اس کا اصل سہارا اچھا ہی سامنے آتا ہے اِنِ الْمَلَّةُ فِیْ غَلْسِ الْغَضَبِ فِیْ سِیِّئَاتِ  
فَرَمَیَا ہے۔ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے یہ بھی فرمایا کہ لوگوں سے اپنا راسختم بیکسرتی بھگرو اور ایسا انداز رکھو جس سے اپنی بڑائی  
اور لوگوں کی خدمت نہ ہوتی ہو لیکن لوگوں کے ساتھ بلاشت کے ساتھ خوش آوازیں برقرار رہتے ہوئے مکمل مل کر ہوا ان کی طرف سے اپنا  
رسم بیکسرتی کر اور چہرہ روز گزر دیا اور حقیقت یہ بہت بڑی نصیحت ہے اور ان لوگوں کو سمجھے کہ جس طرح علم یا مال یا عہد مل جاتا ہے وہ  
اور اس کو اس قابل نہیں سمجھتے کہ ان کے ساتھ انہیں انہیں ان کے ساتھ لطف اور رفق اور مروتی کے ساتھ خوش آئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کا تعالیٰ نے اسی بڑائی دی کہ جو کسی بھی مخلوق کو ملتا نہیں فرمائی آپ ﷺ تواضع کے ساتھ زندگی گزارتے تھے۔ مشکل ترقی میں  
آپ کے اخلاق کی رعایت نہ کر کرتے ہوئے فرمایا ہے: وَالْاَبْنُفْتُ الْاَبْنُفْتُ نَعَا کہ جب آپ ﷺ کسی کی طرف توجہ فرماتے تو پھر سے  
ہاں کے ساتھ توجہ فرماتے تھے ایسی نہیں کہ جس سے بات ہو رہی ہو اس کے ساتھ اپنا دھن اور بے توجہی کا معاملہ فرماتے۔

حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریق تھا کہ جب کسی سے مصافحہ فرماتے تو اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ  
نہیں پھراتے تھے جب تک کہ وہی اپنا ہاتھ نہ پھیرا اور جس سے ملاقات ہوتی تھی اس کی طرف سے اپنا چہرہ انکس و بیکسرتی تھے جب  
تک کہ وہ خود نہ پھیر لیتا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۸۷ از ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن اللہ والا ہوتا ہے اور اس میں کوئی خیر نہیں  
جو اللہ نہیں دیکھتا اور جس سے لوگ ملت نہیں دیکھتے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۸۷ از ترمذی، مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۸۷)

تکبر کی مذمت..... حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ زمین پر اتارتے ہوئے اُترتے نکرتے  
ہوئے نہ چلو کیونکہ یہ تکبر کی بات ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے اور نکر کرنے والے کو دوست نہیں دیکھتا۔ سورہ الاسراء اور کہ جس میں بھی یہ  
مضمون گزر چکا ہے وہاں یہ بھی فرمایا ہے: ذَلَّلْتُ لَیْسَ تَخْفُزُ فِی الْاَوْعَیْنَ وَلَیْسَ تَكْفُلُ الْجَبَانُ عَلَیْکَ الْاَوَاشِقُ ذَلَّلْتُ لَیْسَ تَكْفُلُ الْجَبَانُ عَلَیْکَ الْاَوَاشِقُ  
کے اعتبار سے ہزاروں تک نہیں پہنچ سکتا یعنی تھو سے بڑی بڑی مخلوق موجود ہے تجھے اُترنا نکرتا اور اُترنا نکرتی ہمارا کیاں دیکھتا ہے۔

حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے یہ بھی کہا کہ اپنی رائے میں مہاندی اختیار نہ کر۔ یعنی اس طرح چلو کہ دھڑاگ نہ ہو کیونکہ یہ اللہ  
کے خلاف ہے اور اس میں خود اپنی ذات کو اور زمین پر رہنے اور بسنے والوں اور چلنے پھرنے والوں کے لیے بھی خطرہ ہے اور نہ بہت آہستہ  
چلو جیسا کہ تکبر اور تواضع والے چلنے میں تاکہ لوگوں پر اپنا امتیاز دکا بر کر رہیں ہاں اگر کوئی بیمار اور ضعیف ہے تو وہ دوسری بات ہے۔

آواز کو پست کرنے کا حکم..... حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو یہ نصیحت بھی فرمائی کہ اپنی آواز کو پست کر دینی ضرورت نہ کر اور  
ضرورت سے زیادہ بلند آواز نہ نکالا ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ آوازوں میں سب سے زیادہ کم کر دو آواز گھوڑوں کی آواز ہے جس طرح گھوڑوں  
کی آواز سے تکلیف ہوتی ہے اسی طرح انسانوں کے چیلنے اور چلانے سے بھی وحشت اور خوف ہوتی ہے۔



ضرورت کی چیزوں کو بکھڑا اور استعمال کرتے ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔ ظاہری نعمتوں سے کون سی نعمتیں مراد ہیں اور باطنی نعمتیں کون سی ہیں؟ اس کے بارے میں صاحب روح المعانی نے متعدد اقوال نقل کیے ہیں ایک قول یہ ہے کہ ظاہری نعمتوں سے اسلام کا غالب ہونا اور دشمنوں کے مقابلے میں غلبہ ہونا اور باطنی نعمتوں سے فرشتوں کی مدد اور آسمان سے نور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ نعم ظاہرہ سے دنیاوی نعمتیں اور نعم باطنیہ سے اخروی نعمتیں مراد ہیں اور بعض حضرات نے فرمایا کہ ظاہری نعمتوں سے کتب کرامہ زبان اور تمام اعضا مراد ہیں اور باطنی نعمتوں سے قلب اور عقل و فہم مراد ہیں اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ ظاہری نعمتیں وہ ہیں جو سب کے سامنے ہیں اور باطنی نعمتیں وہ ہیں جو ہر شخص کے ساتھ مخصوص ہیں۔

نعمتوں کا ذکر خدا ہے کہ جس ذات پاک نے یہ نعمتیں دی ہیں صرف اسی کی مہارت کی جائے لیکن بعض لوگ توحید کے بارے میں جھگڑتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ضرورت معلیٰ ماننے کو چاہئے لیکن خدا ان کے پاس علم ہے نہ جاہلیت ہے نہ کوئی اللہ تعالیٰ کی عزت اور فروغ و تہذیب ہے جس کی روشنی میں کوئی بات کرتے ہیں بعض باپ دادوں کی اندھی تقلید کر بھی ہے جب انھیں توحید کی دعوت دی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ نازل فرمایا ہے اس کا اقرار کر دو کہہ دیجئے ہیں کہ ہم نے جس دین پر اپنے باپ دادوں کو پایا ہے اسی کا اقرار کرتے رہیں گے ان لوگوں کی جہالت اور حماقت پر حیرت کرتے ہوئے فرمایا: وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّيْطَانَ ظُلْمًا وَغُلُوبًا (کیا یہ لوگ اپنے باپ دادوں کا اقرار کرتے رہیں گے اگر چہ ان لوگوں کو شیطان دوزخ کے مذاب کی طرف بلاتا ہے اور وہ اس کی دعوت کو قبول کر کے دوزخ میں گھر کر رہتے ہیں اور دوزخ میں جا چکے ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ ہوش گوش سے کام لیا نہ اپنی نفسان اور ذہن کے بارے میں کسی کا اقرار کرنے کو چاہئے لیکن ہوتے اور صاف کہہ دیجئے ہیں کہ فلاں شخص کو نہیں میں نے گمراہی میں نہیں لیا لیکن باپ دادوں کی تقلید کر کے دوزخ کے دائمی مذاب میں جا لے کر گویا رہیں۔

اہل شرک اور اہل فکری حماقت اور حماقت تانے کے بعد اہل ایمان کی تعریف فرمائی اور فرمایا: وَمَنْ يُضِلَّهُ فَوِثْقَا لُؤْلُؤًا مِثْقَا لِفَتْنٍ (اور جو شخص اپنی ذات کا لٹکا کر فرماں بردار سے اور وہ شخص بھی جو اس نے مضبوط کر کے کاٹ بھی طرح سے بکھڑا یا یعنی جس نے اپنے جسم اور جان کو اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار سے جدا کر دیا (معاذ اللہ) جس بھی اعمال میں بھی) اور اس کی یہ فرمانبرداری ایمان کے ساتھ ہے ظاہر اور باطن دونوں یکساں ہیں تو اس نے بڑے مضبوط کر کے بکھڑا کر دیا یعنی ایسے دین کو اختیار کیا جو بدعت و خرافہ اور جاسوسی سے پوری طرح محفوظ ہونے کا سبب بن گیا اور اس کی وجہ سے وہ دلو العذاب یعنی دوزخ میں جانے سے بچ گیا اور اس نے جو دین اختیار کیا یہ دین اسے دلو المعصم یعنی جہنم میں لے جانے کا ضامن بن گیا۔ دین تو یہ مضبوط حلقہ ہے جو نئے دین نہیں ہے جیسا کہ سورہ بقرہ میں لَا يَغْيِيكَمُ الْغُرُوبُ فرمایا ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ (اور اللہ تعالیٰ کی طرف سب کاموں کا انجام ہے) یعنی حق کا اقرار کرنے والے اور باطل کے سامنے دالے اور ان کے اعمال سب ہی ان کے حضور پیش ہوں گے وہ سب کو ان کے عقائد اور اعمال کے مطابق جزا و سزا دیں گے۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقل دینے کے لیے ارشاد فرمایا کہ وَمَنْ تَخَفْ فَلَا تَخْزَنْتُمْ تَخْزُونَ (جو شخص گھبرا کر سے اس کا گھبراؤ نہ کرے) آپ اپنا کام کرتے رہیں اور واضح طور پر حق کو واضح طور پر فرماتے رہیں آپ کی ان ہی دو مداروں سے ہر آپ کی گھبراہٹ نہ لگے گی؟ جو شخص گھبرا کر رہے گا اپنی برائی کے بارے میں لَا تَخْزَيْكُمْ قُلُوبُهُمْ (انہاری ہی طرف سب کو لگتا ہے) جو ایمان کرتے تھے ہم ان کو بتادیں گے کہ ہر ایک کا عمل سامنے جانے کا پورا ہی کے مطابق جزا و سزا ہے گا یعنی اللہ

غَلَبَتْ غُلَابُ الطُّغُفَانِ (اگر شاہانِ کونوں کی ماتحتیوں میں اس کے اعلیٰ ایمان کے ایمان اور اعلیٰ کفر کے کفر کا پتہ ہے کسی کا کوئی اعلیٰ اور عقیدہ اس سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔

دلیا میں کاروں کو جو ہر گھوڑے میں اور اس کی چہرے میں ان کی دنیاوی زندگی اچھے مال میں گزردی ہے ان کے بارے میں فرمایا کہ تَنْظُهُمْ قَلِيلًا (بہا نہیں چند روز پیش دیں گے) ثُمَّ تَنْظُرُهُمْ اِلىٰ غُلَابٍ (پھر انہیں سخت عذاب کی طرف بھجور کریں گے) جب قیامت کے دن حاضر ہوں گے تو دنیا کا چند روز پیش انہیں وہاں ڈرا بھی جائے گا کہ وہ جسے دوزخ کے سخت عذاب میں داخل ہونے پر مجبور کیا جائے گا جس سے بچنے کا کوئی راستہ نہ ہوگا۔

وَلَيَنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمُوتِ وَالْاَرْضِ لَيَقُولُنَّ اللهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ

اور آپ میں سے حال کریں گا کہ ان کو پوچھیں کہ اس نے جو اشیاء کو پیدا کیا ہے اور جو زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے کس طرف سے ہی کے لیے ہے کہ

اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ يَتْلُو مَا فِي السَّمُوتِ وَالْاَرْضِ ۝ اِنَّ اللهَ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَمِيدُ ۝

ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے، اسی کے لیے ہے کہ وہ کہہ سکیں کہ میں نے جو زمین و آسمان میں ہے، اس کے بارے میں سب تو جانتے ہیں۔

وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرٍ اَوْ لَاقَمٍ وَّ الْبَحْرِ يَمْدُ ۙ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ اَجْفَرًا لَفُوتَتْ

اور زمین میں جسے بھی درخت ہیں اگر وہ سب قائم ہی رہیں اور جو درخت سمندر میں ہیں اور پانی میں وہ بھی تو آگ کے

كَلْبَتْ ۝ اِنَّ اللهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ مَا خَلَقَكُمْ وَلَا يَعْصِيكُمْ اِلَّا نَفْسٌ وَّاجِدَةٌ ۝ اِنَّ

کوتہ تم نے ان کے بارے میں اللہ کو پوچھ رہے ہو۔ جس سے تمہارا کھانا اور موت کے بعد اللہ اگر ایک ہی جان کی طرف سے تمہارا کھانا

اللهُ سَيَبْعُ بَصِيرًا ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللهَ يُوَلِّجُ الْاَيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوَلِّجُ النَّهَارَ فِي الْاَيْلِ وَسَخَّرَ

وہ اپنے آگے دیکھتا ہے کہ اللہ نے تمہیں دیکھ کر تمہاری کھانا کو ان میں اور پانی کو ان کے ان کو ان میں اور اس کے چاند اور

النَّفْسَ وَالْقَمَرَ دُكُلًا يَجْعَلُنَّ اِلَىٰ اَجَلٍ مُّسَمًّى ۙ وَاَنَّ اللهَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ ذَلِكَ بِاَنَّ

سودا کو اگر تمہارا "نفس" ہے جسے اللہ نے تمہارے کھانا کو ان میں اور پانی کو ان کے ان کو ان میں اور اس کے چاند اور

اللهُ هُوَ الْحَقُّ ۙ وَاَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۝

اللہ ہی ہے اور وہ حق ہے اور جو تمہارے کھانا کو ان میں اور پانی کو ان کے ان کو ان میں اور اس کے چاند اور

اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور تغیر اور تصرفات کو بخیرہ کا تذکرہ کلمات اللہ فرماتا ہے

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی مصلحت خالقیت اور قدرت اور شان سے باری اور موجودیت اور عزت و حکمت اور کبریا اور علم اور برتری اور کبریا کو بیان فرمایا ہے۔ اول تو یہ فرمایا ہے کہ اگر آپ مشرکین سے دریافت فرمائیں کہ بتاؤ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو وہ

یعنی جواب دیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر فرمایا ہے آپ فرمائیے کہ سب طرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جب کہ اسے اقرار سے خالق  
وہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو جوڑ رکھا تو یہ بھی کھولیں کہ سب طرفیں کا سچا ہی وہی ہے جب کہ اسے بات ہے  
تو اس کے ساتھ وہ سوا کی مہدیت کیوں کرتے اور شرک کے مرتکب کیوں ہوتے ہو؟ اِنَّا لَنُحْشِرُ لَكَ الْغُلُوفَ لَا يَفْغُلُونَ (بلکہ بات یہ ہے کہ  
اس میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے کہ انھوں نے اسے کھڑا ہو کر اور اپنے باپ دادا کی تقلید کو سامنے رکھ کر انکی جہالت میں جھکا ہوئے ہیں کہ  
تو ہمیں کی طرف آئے ہی نہیں۔ وَلِلّٰہِ غَالِبُ السُّبُوتِ وَالْآزْوَاجِ (اور جو کچھ اساتوں میں ہے اور زمین میں ہے وہ سب اللہ ہی کی طرف  
وہمکن ہے)۔ لہذا اس حقوق اور ہمکن کے وہ چیزیں بھی ہیں جن کی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھڑ کر مہدیت کرتے ہیں یہ انکی یہ بات ہے کہ  
اَللّٰہُ غُلُوفٌ لِّلْغُلُوفِ (یعنی کھولنے کے لیے کھولنے والی)۔ اور ہر حال میں ہر ایک سے ہے یہ جانے ہے  
اور وہ یہ بھی ہے تمام صفات کمال سے خالص ہے اگر کوئی بھی شخص اس کی حمد و ثناء بیان نہ کرے وہ تب بھی امید ہے اس کی صلت نمودارت  
میں کوئی فرق نہیں۔

اس کے بعد فرمایا کہ زمین میں جتنے بھی درخت ہیں اگر ان سب کے ٹھم بن جائیں (جو کہ کڑوں کی تعداد میں ہوں گے) اور سمندر کو  
روشنائی کی چمک استعمال کیا جائے اور ایک سمندر فتم ہو جائے اور اس کے بعد سات سمندر ملاد دے جائیں لیکن ان کی بھی روشنائی بخالی  
جائے اور اس روشنائی سے اللہ تعالیٰ کے کلمات کو لکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کے کلمات فتم نہ ہوں گے کیونکہ اس کے کلمات غیر فتمی ہیں اور  
فتمی خواہ کتنا بھی زیادہ ہو ہر حال وہ غیر فتمی کے مقابلہ میں کیسی کچھ فتم ہوئی جائے گا اور سات دہا جو فرمایا یہ بھی بطور فرض ہے ان  
کے علاوہ جتنے بھی سمندر روشنائی کی چمک استعمال ہوتے ہیں کے فتم ہوتے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے کلمات فتم نہ ہوں گے۔

کلمات سے کیا مراد ہے؟ بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی صلت قدیم کا نام لٹکے مراد ہے اور بعض حضرات نے اس  
سے اللہ تعالیٰ کی معلومات اور مقدرات مراد لی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی معلومات اور مقدرات غیر فتمی ہیں جتنے بھی فتم چار کر لیے جائیں  
اور جتنے بھی سمندروں کی روشنائی خالی جائے پھر قلموں سے اللہ تعالیٰ کی معلومات اور مقدرات کو لکھا جائے تو یہ معلومات اور مقدرات فتم  
نہیں ہو سکتیں اِنَّا اَصْدَقُ نَبِیِّسِ ہو سکتا اور بعض حضرات نے اس سے اللہ تعالیٰ کی صفات کمالہ مراد لی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے کلمات کو لکھا  
جائے تو کبھی فتم نہیں ہو سکتے ان کو کھینچ لیتے ہے انجا کہ کڑوں فتم اور کڑوں نہ ہے نہ اس فتم ہو جائیں گے لیکن اللہ کی صفات اور  
کلمات کو اس طرح نہیں لکھا جاتا کہ وہ فتم ہو جائیں اس کا کچھ بیان سورۃ کہف کی آیت فُلَانِ لَو کَانَ الْخَیْرُ مِنْ دَاۤءِ اِلَیْکُمْ لَکُمْ لَیْسَ اَمْرٌ لَّہٗ فَا یَعْلَمُ اَنۡ یَّجْعَلَ مَا یَشَآءُ (اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہاں ہے)۔

اس کے بعد فرمایا غَاخِلْفَ لَکُمْ وَلَا یَخْلِفُ لَکُمْ اَلَا یَعْلَمُ سِرَّکُمْ وَاصْفَی (تجسار کوئی بار پیدا کرنا اور موت دے کر وہ بار زندہ کرنا یا یہ بھی  
ہے جیسے ایک جان کو پیدا کرنا) یعنی سارے انسانوں کو وہ بار زندہ کرنا اور اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں ہے جس سے کہ کثیر تعداد میں  
جائیں یا انفرادی وہی وہ بار ان سب کو زندہ و لغا سے کا کہ وہ پیدا کرنا اور ایک جان کو پیدا کرنا اور بہت بھاری تعداد میں جانوں کو پیدا  
کرنا اور ان سب کو موت دے کر وہ بار زندہ کرنا اس کا وہ مطلق کے لیے کیسا ہے لہذا وہیے کا انکار کر کے اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ  
ڈالیں اِنَّہٗ لَیْسَ سَیِّئٌ مِّنۡہُمْ اَنۡ یَّجْعَلَ مَا یَشَآءُ (یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈارہ کھینچنے والا ہے) جو لوگ اہل ایمان ہیں وہ ان کے اقوال کو مستجاب اور اعمال کو  
دیکھتا ہے اور جو لوگ کافر و کفر ہیں وہ ان کے اقوال کو دیکھتا ہے اور جو لوگ کافر و کفر ہیں وہ ان کے اقوال کو مستجاب اور اعمال کو  
ہر ایک کو اس کے عقیدہ و اقوال کے مطابق جزا اور سزا دے گا۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا: **فَإِنَّ اللَّهَ (الایہ) کا مطلب کیا تو اس کو نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ رات کو ان میں اور ان کو ہات میں داخل فرماتا ہے (یہ سب نظروں کے سامنے ہے) اور اس کے علاوہ کسی کو کسی اس شرف پر قدرت نہیں ہے اور انی نے چاہا اور دوسرے کو سزا کیا ہے ان دونوں کو میں کام میں لایا ہے اس کے کرنے پر مجبور ہیں ان کے لیے جو جو مقرر فرمایا ہے اسی پر چلتے رہتے ہیں ایک سرسوں سے ہر ہفت نہیں کھتے ان کے لیے جو اللہ تعالیٰ نے ایک محل مقرر فرمایا ہے اسی محل تک جملہ رہے ہیں اہل ذات میں ان کا اپنا ذاتی کوئی تصرف نہیں۔ **وَإِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ** (اور تم جو کچھ کرنا کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے) اور اسی کے مطابق جو سزا دے گا۔ **ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْمُتَعَلِّمُ الْأُولَىٰ** یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی حق ہے اس کا وجود حقیقی ہے اور اس کا سمجھنا اور سمجھنا ہی ہے بلند ہستی کی عبادت کے لازم ہے **وَإِنَّ مَنَاصِلَهُمْ مِّنْ ذُنُوبِهِمْ لَأَن جَلَّتْ** (اور مشرک لوگ جو اس کے علاوہ دوسروں کی عبادت کر رہے ہیں وہ اہل ہیں خود معبود ہیں نہ معبود ہونے کے قابل ہیں **لَٰكِنَّ اللَّهَ هُوَ الْكَلِيمُ الْعَلِيمُ** (اور بادشاہ اللہ تعالیٰ شان ہے اور وہ ہے) کوئی اس کے برابر دوسرے نہیں لہذا اس کے علاوہ کوئی بھی مستحق عبادت نہیں۔**

**أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ مَنُومَتٍ إِنَّ اللَّهَ يُدِيرُ كَمَلَهُمْ مِنْ أَيْتَمٍ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ**

اسے غائب کیا کرتے ہیں دیکھا کہ کافروں کی فوج کے ساتھ سمندر میں چلتی ہے تاکہ وہ انہیں اہل توفیق میں سے نکالے یا شہر اس میں رہا ہے

**لَآ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ صَبَّارًا كَبِيرًا ۝ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنْ بُنْيَامَ عَهْدَ اللَّهِ فَذَكَرْنَا إِلَىٰ عَمَلِهِمْ تَبَدُّدًا ۝ وَخِذْ عِزِّي بِإِسْمِي ۝ وَلَقَدْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ عَهْدَ اللَّهِ فَذَكَرْنَا إِلَىٰ عَمَلِهِمْ تَبَدُّدًا ۝ وَلَقَدْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ عَهْدَ اللَّهِ فَذَكَرْنَا إِلَىٰ عَمَلِهِمْ تَبَدُّدًا ۝ وَلَقَدْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ عَهْدَ اللَّهِ فَذَكَرْنَا إِلَىٰ عَمَلِهِمْ تَبَدُّدًا ۝**

مجھ کے لیے یہاں ہیں جواب میرا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں عہد کیا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگا رہیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کو ہرگز نہ چھوڑیں

**لَقَدْ تَجَدَّدْنَا إِلَىٰ الْبَحْرِ مِنْهُمْ مَّقْصُودًا ۝ وَمَا يَتَّخِذُ بِأَيْتَمٍ إِلَّا كُلَّ خَشْيَةٍ كَثُورٍ ۝**

ہیں اور ہم انہیں ہرگز نہ چھوڑیں گے تاکہ انہیں میں سے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگا رہیں تاکہ انہیں عہد کیا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگا رہیں

سمندر میں کشتیوں کا چلنا اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، مشرکین کو

جب موج گھیر لیتی ہے تو اخلاص کے ساتھ دعا کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے انعام بیان فرمایا ہے کہ سمندر میں جو کشتی چلتی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و انعام ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی نیک نیتیں ہیں۔ دیکھو دعا تو لوہا سمندر میں اللہ تعالیٰ کی دعا ہے اور وہ اس کا کھڑا ہو کر کشتی کی صورت میں ہے وہ انہیں ڈوبتا نہ دیکھتا ہے ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک براعظم سے دوسرے براعظم تک لے جاتی ہیں سامان لاتی ہیں ضرورت کی چیزیں ان کے آنے جانے کی وجہ سے فراہم ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے انہیں ہواؤں کے گھوڑوں کے ذریعہ اس حال میں کر دیتا ہے کہ ان کا چلنا جیسا مشکل ہو جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ہواؤں کا رخ بدل دیتا ہے تو آرام سے چلتی ہیں یہ سب محبت کی چیزیں ہیں ان کے ذریعہ خالق کا نکتہ عمل عہد کی معرفت حاصل کرنی چاہیے جو لوگ میرا دیکھ کر حیرت دیکھتے ہیں وہی اللہ تعالیٰ کی آیات سے محبت حاصل کرتے ہیں۔

بہت مرتبہ یہاں ہوتا ہے کہ چلتی ہوئی کشتی کو پانی کا طوفان گھیر لیتا ہے بڑی بڑی مویں جو سہاگوں اور بادلوں کی طرح ہوتی ہیں وہ احاطہ لیتی ہیں اس صورت میں انسان کو اپنے بچاؤ کا کوئی راستہ کبھی نہیں آتا جو کس بندے سے ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف اخلاص کے



ساتھ رجوع ہوتے ہی میں ہوسا سے دعا کرتے ہیں لیکن جو لوگ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اس وقت وہ بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور یہی پہلی اور گھر پر خداوند کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اس میں جو شخص بندہ ہوتا ہے میں اور ہر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف متوجہ رہتے ہیں تنگی میں آکر یہ اللہ کو نہیں پکارتے اور شرک میں مبتلا نہیں ہوتے ان کے بارے میں فرمایا مَنْ يَدْعُ سِوَا اللَّهِ فَهُوَ ضَلُّعٌ كَذِبٌ سے اکثر تنگی میں آئے والے بعض لوگ اللہ تعالیٰ والی دعا اختیار کرنے والے ہوتے ہیں لیکن توجہ ہی پر قرار دیتے ہیں جو یہ دعا اور اللہ تعالیٰ دعا راستہ ہے۔ اور جو لوگ تنگی میں آکر اس مصیبت کو محسوس کرتے ہیں جو تنگی میں پیش آئی تھی لیکن تنگی میں آتے ہی ان کے قریب قریب یہ لوگ بھر شرک اختیار کر لیتے ہیں۔ سورہ شوریٰ میں اسی کو فرمایا لَقَدْ أَخْلَوْا بِالْأَلْبَانِ وَالْأَنْثَرِ وَالْأَنْثَرِ وَالْأَنْثَرِ وَالْأَنْثَرِ (سو جب وہ انھیں تنگی کی طرف بلاتے ہیں تو جتنے وہ انھیں شرک کرنے لگتے ہیں)

وَمَا يَخْبِتُهُ إِلَّا كَلْبٌ خَائِفٌ (اور بتاری آنکھ کا یہ وہی شخص نکلا کرتا ہے جو عہد کعبتہ میں بہت ڈر کر رہا تھا) مجھ نے عہد کرنے والوں میں وہ بھی ہوتے ہیں جو تنگی میں اخلاص کے ساتھ توجہ کا عہد کرتے ہیں مگر تنگی سے باہر تنگی میں آ کر وہ دیتے ہیں بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو بڑے بڑے مال کو آفات کو دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے اور توجہ کی دعوت کو قبول نہیں کرتے اور نہ صرف یہ کہ حق کو قبول نہیں کرتے بلکہ دعوت بھی روٹنے میں اور اللہ تعالیٰ کی دشمنی بھی کرتے ہیں آیت کے آخر میں اسی کو بیان فرمایا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ وَالْحَشَا يَوْمَ لَا يَخْزِي وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ

آپ کو! اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور اپنے والد سے اور جس دن اپنے بچے کی طرف سے چلنے والے کا دعوت

جَاذِعٌ عَنِ الْوَالِدِ شَيْئًا إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا أُولَٰئِكَ يُعَذِّبُهُمْ

کوئی جتنا اپنے باپ کی طرف سے دھوکہ دے گا، اپنے والد کا دعا کا وعدہ حق ہے، جو تمہیں دنیاوی زندگی پر دھوکے میں نہ ڈالے۔ اور جو

### يَا اللَّهُ الْغُرُورُ

تمہیں اللہ کا نام ہے کہ یہ دھوکہ باز دھوکے میں نہ ڈالے۔

اللہ تعالیٰ سے ڈرو قیامت کے دن کی حاضری کا فکر کرو۔

شیطان دھوکہ باز تمہیں دھوکہ نہ دے دے

اسی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈارنے کا حکم فرمایا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ قیامت کے دن سے ڈرو یعنی اس دن کی بے بسی اور بے کسی کا صحیان کر۔ جو اس کا انتظام کر داور وہ انتظام یہ ہے کہ ایمان والا کو اور احوال صالحی اختیار کرو اس دن بے کسی کا یہ عالم ہوگا کہ آپس میں کوئی کسی کی طرف سے کوئی بدلہ دینے کو تیار نہ ہوگا سب سے بڑا تر یہ فردشت باپ اور بیٹے کا بے قیامت کا دن بڑا ہولناک ہوگا سب کو اپنی اپنی طرف سے کوئی بدلہ دینے کا حکم ہوگا مگر یہ ہر سزا کا فیصلہ ہوگا تو نہ باپ بیٹے کی طرف سے کوئی بدلہ دے گا نہ بیٹا باپ کی طرف سے کسی کو بھی یہ گوارا نہ ہوگا کہ یہ عذاب سے بچ جائے اور اس کو جو عذاب ہوتا ہے وہ مجھ پر آجائے۔

قیامت کے بارے میں جو کچھ بیان کیا جا رہا ہے کوئی شخص اسے یوں ہی سمجھتی ہوئی بات نہ کہے اللہ تعالیٰ کا وہ حق ہے ضرور واقع ہوگا اب ہر شخص کو اپنے واقعی اصل مقام کے لیے منتظر ہونا ضروری ہے کہ میرا آخرت میں کیا ہے گا؟ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں آخرت کے ان کا خیال بہت نیچے لیکن دنیاوی زندگی کی مشغولیت آخرت کی تیاری نہیں کرنے دیتی اسی کو فرمایا **فَلَا تَنْفَرُ تَنْفَرُ الْخَبْرُ** (سو جنہیں ہرگز دنیاوی زندگی کا دھوکہ نہیں دے گا کھانا کا موسم ان لوگوں کو بھی شامل ہے جو دنیا کا بہاولی چھوٹے جانتے کے ذرا سے اسلام قبول نہیں کرتے اور ان کو بھی شامل ہے جو مسلمان ہونے کا توہم بھرتے ہیں لیکن دنیاوی کامیابیوں سے مقصود حقیقی نہ رکھتے اور اسی کے لیے سوچتے ہیں اسی کے لیے جیتے ہیں اور اسی کے لیے مرتے ہیں انہیں ہرگز دنیا ہی نہ چاہیے ہے فرائض اور واجبات کو بھی بھرتے ہیں اور دنیا مانع کرنے کے لیے دنیا سے بھری نصب عظمیٰ کا وہ دھارپ ہو کر گزارتے ہیں۔

شخص اور شیطان دونوں کا وہ حوالہ ہے دونوں انسان کو دھوکہ دیتے رہتے ہیں اور اللہ کا نام لے کر انسان کو دھوکہ دیتے ہیں اور دھوکہ دیتے ہیں اور میں کہتے ہیں کہ اس وقت لہذا چھوڑو روزہ تو روزہ اگلے سال ڈکھو سال ڈکھو تو روزہ اس سال بچ کو نہ چاہو ابھی تو جہنمی ہے کہ اگر کے حوالہ اللہ تعالیٰ کا میرا ہے کہنا کہ کیا تو کیا ہے بعد میں تو یہ کہ لہذا اس طرح کی باتیں شخص اور شیطان اور کمرہ اسی کے لینے دہانے لگتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ دھوکہ دینے والا جنہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے اپنی فکر غور کرنا سوچیں اللہ کی عبادت میں لگو اس کی فرمائش روادری کرنا اور شیاد بندہ وہی ہے جو شخص اور شیطان کے کہنے میں نہ آئے اور کسی کے بھی بھلانے بھلانے سے اپنی آخرت چھوڑ کرے۔

**إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ**

ہا شیاد کے ہاں قیامت کا علم ہے اور وہ بارش کو نازل فرماتا ہے اور وہ جانتا ہے جو ماں کے رحم میں ہے اور کوئی نفس

**تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ**

نہیں جانتا کہ وہ کل کو کیا کرے گا اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ اسے کس زمین میں موت آئے گی

**إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ**

ہا شیاد جانتے اور خبر ہے۔

**پانچ چیزوں کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے**

قرآن مجید میں جگہ جگہ یہ فرمایا ہے کہ اللہ غیب اور شہادہ کو جانتا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی غیب کو نہیں جانتا جس کسی کو اس نے غیب کا کچھ ظہور دیا ہے جس قدر دھوا لہرایا ہے اس قدر علم ہے یہاں پانچ امور غیبیہ کا ذکر فرمایا ہے کچھ مسلم میں ہے کہ جب حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ قیامت کب آئے گی تو آپ نے فرمایا کہ پوچھو اور اللہ جس سے پوچھا گیا ہے اس بارے میں دونوں امور ہیں اور ساتھ ہی آپ نے یہ بھی فرمایا **لَيْسَ عَسْبِي لَا يَخْلُقُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ** (کہ یہ ان پانچ چیزوں میں ہے جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس کے بعد آپ نے سورہ عثمان کی کچھ آیت قرآنی آیت تلاوت فرمائی۔ (کچھ

مسلم ۱۰۹)

جن پانچ چیزوں کا آیت بالا میں ذکر ہے ان میں ایک توقیہ استقامت کاظم ہونے کاظم ہے یہ غیب کاظم ہے جو اللہ تعالیٰ نے کسی کو بھی نہیں دیا۔ دوسرے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بارش کو برساتا ہے۔ تیسرے یہ فرمایا کہ بادلوں کے گرجا میں کیا ہے اس کا بھی اللہ تعالیٰ کاظم ہے اسے سب بد ہے کہ وہ بادلوں میں کیا ہے لڑکا ہے یا لڑکی ہے اور بگڑا ہے یا بگڑی گئی نہیں ہے۔ اس کے بعد سورہ ۱۰۷ میں لکھا کہ فرمایا اور وہ یہ کہ کسی کو یہ معلوم نہیں کہ کل کو میں کیا کروں گا اور فرمایا پانچ میں نہیں ہے کہ کسی کو یہ بھی پتہ نہیں کہ اس کی موت کہاں ہوگی اور اسے کس زمین میں موت آئے گی۔ آیت کے ختم پر فرمایا اِنَّ الْعِلْمَ عَلَیْہِمْ غِیْبُوۡہِ (اللہ اللہ کا علم وہاں ہے آخر ہے)

جب سے دنیا میں آگیا اس کا روح ہو گیا ہے اس وقت سے دنیا یا بات میں فرق آئے لگا سے ہمارا لوگ ہیں کہتے ہیں کہ خدا میں جو آیت نصب کر دیتے ہیں وہ بتا دیتے ہیں کہ بارش کب ہوگی اور اس کے کس ذریعہ میں معلوم ہو جاتا ہے کہ معاملہ موت کے ہیبت میں نہ ہے یا بارہ۔ ان لوگوں کو یہ پتہ نہیں کہ آیت شریف میں آیت کے ذریعہ جو علم حاصل ہوا ان کا ذکر نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا جو علم ہے وہ انہی سے ہے ہمیشہ سے ہے جب دنیا میں انسان نہیں آیا تھا اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ انسانوں کی سلیس مجلس کی اور نکلاں نکلاں صورت حامل ہوگی اور اس کے ہیبت میں نہ ہوگا یا بارہ ہوگا یا نہیں یہ نہ ہوگا یا کمال اکہاں اللہ تعالیٰ کا علم انہی اور کہاں ہی آدم کا علم ہوا آیت اور اسباب اور تہرات پر موقوف ہے بلکہ اس بات کو بھی جانتے والے جانتے ہیں کہ اسباب و آگاہ سے پتہ چلائے والوں کی چشمیں کو نکال نکال بھی ہو جاتی ہیں لہذا یہ کہہ کر کہ میں بھی غلط فہمی کے طور پر بارش آئے کا وقت بتا دیتے ہیں اور معاملہ موتوں کے پیشوں میں جو ہے اس سے ہاتھ کوڑھتے ہیں یہ ان لوگوں کی جاہلات باتیں ہیں جو آیت کا مفہوم نہ جانتے کی وجہ سے صادر ہوتی ہیں۔ واضح رہے کہ آیت میں جو پانچ چیزوں کا ذکر ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان چیزوں کے علاوہ دوسری غیب کی چیزوں کو بند سے جانتے ہیں غیب کی تمام چیزوں کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے غیب کاظم علم قطعی، علم انہی، علم میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

وہذا اخر تفسیر سورۃ لقمن واللہ المستعان و علیہ التکلیل

☆☆☆.....☆☆☆

|    |             |                     |
|----|-------------|---------------------|
| کی | سورۃ السجدہ | ۳۰ آیتیں اور ۳ رکوع |
|----|-------------|---------------------|

﴿سُورَةُ السَّجْدَةِ﴾ ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنزَلَ هَذِهِ السُّورَةَ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ﴾ ﴿۱﴾

سورۃ السجدہ کا ترجمہ عربی زبان میں اس طرح کیا گیا ہے: آیات اور سجدہ رکوع ہیں۔

﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ ﴿۲﴾

قرآن اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِّ ۖ وَالَّذِينَ ظَنُّوا أَنَّهُم مِّنْ آلِ إِبْرَاهِيمَ ۖ هَٰؤُلَاءِكَ نَصِيبٌ مِّمَّا يَتْلُونَ ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِّ ۖ وَالَّذِينَ ظَنُّوا أَنَّهُم مِّنْ آلِ إِبْرَاهِيمَ ۖ هَٰؤُلَاءِكَ نَصِيبٌ مِّمَّا يَتْلُونَ ۚ

ان لوگوں کے لیے جہنم کی آگ ہے جنہوں نے کفر کیا۔ یہ لوگ برائیوں میں سے بدترین ہیں۔ اور جو لوگ یہ سمجھتے تھے کہ وہ آلِ ابراہیم کے ہیں، ان کے لیے بھی جہنم کی آگ ہے۔ ان لوگوں کے لیے جہنم کی آگ ہے جنہوں نے کفر کیا۔ یہ لوگ برائیوں میں سے بدترین ہیں۔ اور جو لوگ یہ سمجھتے تھے کہ وہ آلِ ابراہیم کے ہیں، ان کے لیے بھی جہنم کی آگ ہے۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ

وہ ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو ان کے درمیان ہے چھ دن میں پیدا فرمایا پھر عرش پر مستوی ہوا۔

أَلَمْ يَكُنْ لَهُ الْكُتُبُ الْأُولَىٰ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۚ

کیا اس کے لیے پہلی کتابیں نہ تھیں؟ بیشک وہ علمِ ذاتِ صدور کا علم رکھتا ہے۔

مَّا لَكُمْ مِّنْ دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا مُشَفِّعٍ ۚ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ۚ

تم میں سے اس کے سوا نہ کوئی مددگار ہے نہ کوئی سفارش کرنے والا۔ کیا تم نہیں سمجھتے؟

قرآن مجید حق ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے، آسمان اور زمین

اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں پیدا فرمایا ہے

یہاں سے سورۃ السجدہ شروع ہے اور چھ آیات کا ترجمہ کیا گیا ہے جن میں سے فقہ متکلمین بات میں سے ہے جس کا معنی

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہوتی آیات میں قرآن مجید کا حق ہونا اور اللہ تعالیٰ کی صفت قدرت اور صفت خالقیت بیان فرماتی ہے۔

مشرکین کے حرجوں کہتے تھے کہ یہ قرآن وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سے نکالا ہے اس کی تردید فرماتے ہوئے فرمایا کہ

هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ

وہ ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو ان کے درمیان ہے چھ دن میں پیدا فرمایا پھر عرش پر مستوی ہوا۔

اور یہ فرمایا کہ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اس میں کوئی شک اور شبہ نہیں ہے یہ کتاب آپ کی طرف سے

لیے منزل کی گئی ہے کہ آپ ان لوگوں کو دیکھیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی زمانے والا نہیں آیا ان لوگوں سے اہل کفر اور ہیں ان کے پاس براہ راست کوئی رسول نہیں آیا تھا اہل دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا انہیں علم تھا اور ان کی طرف سے اہل حق و حیدر پہنچی تھی یہ لوگ دانی تو حیدر حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم السلام کی اولاد ہی میں سے تھے۔ ان دونوں نے جو کہ حضرت میں کب شریف بنایا تھا اس کا وجود ہی اشاعت تو حیدر کے لیے تھا اور ان لوگوں کو اس کا علم بھی تھا کہ یہ حضرات دانی تو حیدر تھے لہذا یہ انکال نہیں رہتا کہ ان کے پاس بھی نہیں آیا تو شرک کی وجہ سے ان کا موازنہ کیس کی ہوا؟ سورۃ کا طرہ فرمایا ہے۔ **وَأَن قَبْلَ أَهْلًا لِّهَآ فَلْيَنْتَوِ**۔ اس کا موم جو قوم اور برصامت کو شال ہے ضرور دلی نہیں کہ نہ یہ (زمانے والا رسول ہی ہوا ان حضرات کے فائس نے بھی تخلیق کی ہے اور لوگوں کو دیکھ کر اہل دلت ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی صفت غایت جان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں پیدا فرمایا پھر دوسری چھ ستویں ہوا اس کا چار دن سورۃ کا طرہ اور سورۃ بقرہ کی روایت نمبر ۵ میں گزر چکا ہے **بَدَلُكُمْ فَنَ فُزِيَه مِن وَلِيَه وَلَا ضَلِيَه** (اللہ کے ساتھ رہنے کے لیے کوئی دلی نہیں ہے) (جو کہ لسانی پر موازنہ کرنے سے بچا سکے اور کوئی سفارش کرنے والا بھی نہیں) (جس کی اہواز کے بغیر اس کی بارگاہ میں سفارش کرے) **فَلَا تَقْلَقُ فَنَ فُزِيَه** (یہ تمام خصوصیت حاصل نہیں کرتے)۔

**يَذْكُرُ الْأَمْزَر مِن السَّمَآءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مَقْدَارُهُ**

اور آسمان سے ذکر زمین تک ہر امر کی تدبیر کرتا ہے پھر ہر امر اس کے حضور میں ایک ایسے دن میں پہنچ جاتے ہیں کہ اس کی مشورہ

**أَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ۝**

تعداد کی گئی کے مطابق ایک ہزار سال ہوگی۔

اللہ تعالیٰ آسمان سے زمین تک تدبیر فرماتا ہے ہر امر اس کے حضور میں ایسے دن پیش ہوگا جس کی مقدار ایک ہزار سال ہے

جو کچھ جو میں آتا ہے کہ کائنات میں جو انتخاب ہوتا ہے اور جو مخلوق کے اعمال اور افعال اور جو میرا ہے جس پر سب اللہ تعالیٰ کی قدرت پر اور تدبیر کے موافق ہے جو کچھ جو میں آتا ہے سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں قیامت کے دن پیش ہوگا اس دن کی مقدار اس شمار کے مطابق جو دن نہیں گنتے جس ایک ہزار سال کی ہوگی۔ احاطہ آیت سے تیار تو یہی ہے کہ **فَنُفِخُ فِي سُرُورٍ مِّمَّا مَرُورٍ** ہے اور انھوں کی طرف رابع ہے لیکن مضر ہے اس میں متعدد احکامات بیان کیے ہیں اس طرح **فَلَا يَلِيَه** کے مخرج کے بارے میں بھی متعدد اقوال ہیں۔ (رابع مکیہ المرقطی جلد ۱ ص ۵۷۷) صاحب روح المعانی نے آیت کی تفسیر میں لمبی بحث کی ہے۔ (جلد ۱ ص ۵۷۷) یہاں سورۃ اسجدہ میں قیامت کے دن کو ایک ہزار سال بتایا اور سورۃ العنکبوت میں پچاس ہزار سال کا بتایا جب اس کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: **هَذَا يَوْمَانِ ذَكَرَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ اللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ بِهِمَا** و انھوں ان قول فی کتاب اللہ ص لا اعلم (یعنی ان دونوں کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا اللہ تعالیٰ ہی کو ان کا علم ہے) بعض حضرات نے یہ تو یہی ہے کہ احوال و احوال کے اعتبار سے کسی کا یہ دن بہت چھٹی گزر جائے گا اور کسی کا بہت دیر میں گزرے گا سو ان میں صاف لکھیں جس سے پتہ چلا



ہو کسی اور شے کے اعتبار سے ہو۔ بعض کا یہ کہنا ہے کہ ممکن ہے مقدادوں کا یہ اختلاف فلسف کے اختلاف کی وجہ سے ہو جیسا اس دنیا میں اس کی مثالیں موجود ہیں کہ زمین کے جس خط میں سورج غلط استواء پر واقع ہے وہاں دن رات چوبیس گھنٹے میں چار سے بڑھ جاتے ہیں جبکہ جس خط میں سورج نو سے گزرتی ہے وہاں ایک دن ایک سال تک غریب ہو جاتا ہے لیکن یہ قول اس وقت صحیح ہو سکتا ہے جبکہ یہ ثابت ہو جائے کہ اس وقت آسمان کی حرکت اولیٰ یا دوسری ہوگی اور ایسا کسی حدیث سے ثابت نہیں۔

ذٰلِكَ عَلِيمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ الَّذِي اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ وَ خَلَقَهُ وَ بَدَا خَلْقَ

وہی پاتندہ اور ظاہر چیزوں کا جاننے والا ہے زبردست ہے رحمت والا ہے۔ اس نے ہر چیز کو خوب بنائی اور انسان کی پیدائش کی

الْاِنْسَانِ مِنْ طِينٍ ۝ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ نَارٍ وَ طَهَّرْنَاهُ ۝ ثُمَّ سَوَّاهُ وَ نَفَخَ فِيْهِ مِنْ

آتش۔ مٹی سے کی۔ پھر اس کی نسل کو اہل پانی سے نکالی ہوئی چیز بنادیا۔ پھر اس کو نیک صراط کا دار اور اس میں اپنی

رُوحِهِ وَ جَعَلَ لَكُمُ الشَّجَعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْئِدَةَ ۝ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ وَ قَالَ اِذَا خُلِقْنَا فِي الْاَرْضِ

روح رکھ دیا اور تمہارے لیے جانداروں کا عین اور دل بنادیا۔ تم کم شکر دار کرتے ہو اور انہوں نے کہا کیا یہ واقعی بات ہے کہ جب ہم مٹی میں

اَوْ اِنَّا لَبْنٌ خَالِقٌ جَدِيدٍ ۝ بَلْ اَنْتُمْ بِاٰيَاتِهِ كَافِرُوْنَ ۝ كُلُّ نَفْسٍ لَّكُم مَّلَكٌ مِّنْ اَنْفُسِ الْاَنْبِيَا ۝

دل بن جائیں گے؟ سو اس کے طور پر پیدائش ہوئے گا بلکہ اس بات سے کہ وہ اپنے رب کی طاقت کے منکر ہیں۔ آپ فرمادیتے ہیں کہ اس وقت تمہاری جانوں کا

وَجَلَّ بِكُمْ ۝ ثُمَّ اِنْ رَہْتُمْ تَرْجِعُوْنَ ۝

کہا ہے جو تم پر منکر ہے پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹنے چاہو گے۔

انسان کی تخلیق اور تصویر کا تذکرہ اور منکرینِ بعثت کی تردید

جس ذات پاک کی صفات اور بیان ہو ان کی وہ عجیب اور شہادہ کا ہائے والا ہے یعنی جو کہ بندوں سے غالب ہے اور جو کہما کہما ہر جگہ

اسے اس سب کا علم ہے اور جو کہما کہما موجود ہے اور بندوں کے سامنے ہے اور اس سب کو جانتا ہے اَلْغَفُوْرُ (وہ سب پر غالب ہے) اَلْكَرِیْمُ

(وہ اپنی حقوق پر نرم فرمانے والا ہے) اَلْحَلِیْمُ اَحْسَنُ كُلِّ شَيْءٍ وَ خَلَقَ (اس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اچھا بنایا) یعنی حکمت کے مطابق پیدا

فرمایا اور حکمت کے مطابق اسے کام میں لگایا اساری حقوق خالق جل جلالہ کی حکمت کے مطابق وہ ہر شے کو اپنی ہے اور حکمت کے موافق اپنے

اپنے اعمال میں مشغول ہے۔

حکمت کے مطابق پیدا فرمایا کام میں لگایا اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے کہ کوئی چیز فی حق قبیح ہو تو یہ اَحْسَنُ الصُّلَحِ کے معنی

ہے کہ یہ کہ اَحْسَنُ الصُّلَحِ کا تعلق حکمت سے ہے۔

وَ بَدَا خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِينٍ (اور اللہ نے انسان کی پیدائش مٹی سے کر لی) اس کی تفسیر سورہ ہجر کے کراہہ میں گزرد

ہوئی ہے اور سورہ ہس کے آخری دو کراہ میں بھی اس کا تذکرہ فرمایا ہے ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ نَارٍ طَهَّرْنَاهُ (پھر اس کی نسل کو اہل





يَتَّقِيْ لَا تُلَاقِيْ جَهَنَّمَ مِنْ الْجَنَّةِ وَالنَّاسِ اجْتَمِعِيْنَ ۝ فَذُوْقُوا بِمَا كُنْتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ

کہ جس ضرر و ضرر و جہنم کو جہات سے اور انسانوں سے بچنا کہ جس میں اکٹھے ہوں گے۔ سو تم آج کے دن کی عاقبت کو بھول ہاتھ کیجے۔

هٰذَا اِنَّا نَسِيْنُكُمْ وَذُوْقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

یہ بھولنا چاہتے ہیں کہ تمہیں بھلا دیا اور تم جو اعمال کیا کرتے تھے ان کی وجہ سے عقیقہ والا عذاب کھاتے ہو۔

**قیامت کے دن بھرمین کی بد حالی اور دنیا میں واپس ہونے کی درخواست کرنا**

یہ جن آیات کا ترجمہ کیا گیا ہے پہلی آیت میں بھرمین کی ایک حالت بتائی ہے کہ یہ لوگ دنیا میں دوزخ قیامت کا اندازہ کرتے تھے اور یہاں کہتے تھے: وَإِنَّا ظَنَنَّاهُمْ أَنَّا مِنَ الْمُتَكَبِّرِينَ (ہاں لیکن غلطی ہوئی جب یہ لوگ قیامت کے دن حاضر ہوں گے اور ہمارا کلامی میں غلطی ہوئی تو دوسری اور ذلت کے بارے میں سوچے رہ چکے ہوں گے اور یہاں کہیں گے کہ ہم نے دیکھا یا اور میں کیا جس بات کے سطر تھے وہ کچھ میں آگئی جتنا کہیں دنیا میں واپس بھیج دیجئے اب واپس ہو کر اچھے عمل کریں گے کہیں یہاں کی طرح ان باتوں کا نتیجہ آگیا جو معصرت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے شاگردوں سے کھینچا جاتا ہے۔

دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ اگر ہم چاہتے تو ہر گیس کو جہات دے دیتے لیکن ہماری طرف سے یہ بات محقق ہو چکی ہے کہ دوزخ کو جہات سے اور انسانوں سے بھرنے کا یہ دوزخوں کے کفر و کفر تھا اور میں دوزخ میں جاؤں گے جنہوں نے دنیا میں کفر اختیار کیا یہ لوگ وہاں اکٹھے ہوں گے یہ بات ازل سے طے شدہ ہے اور کافر اس کیلئے مقدر ہے۔ جب انہیں نے لَا تُخَوِّتُهُمْ (انہیں نہ ڈرانا) کہا تو اس وقت اللہ جل شانہ نے فرما دیا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَءُوا لَہُمْ (اے ایمان والے! نہ پڑھو کہ ان سے کہنا سب سے دوزخ کو بھرنے والا)۔

جہات یعنی ارواقہ المطریق تو سب ہی کے لیے ہے لیکن جہات یعنی فیصل الیٰ فیصلہ سب کے لیے نہیں ہے دوزخ کو بھی بھرنے کا یہ جہات کو بھی اور جنہیں دوزخ میں جانے کا وہ اپنے اختیار کو غلط استعمال کرنے کی وجہ سے جانے کا واسطہ دیا گیا اور کفر کے دوزخوں راستے دکھا دیے گئے اسی اختیار سے دینے کی وجہ سے کسی کو ایمان یا کفر پر مجبور نہیں کیا گیا جیسا کہ سورۃ کہف میں فرمایا: وَقُلِ الْخَيْرُ مِنْ رَّبِّكُمْ لَمَنْ خَافَ فَلْيُؤْمِنْ وَخُفِيَ فَلْيُكْفُرْ (اور آپ فرمائیے کہ تمہاری طرف حق آپ کا ہے سو تم میں سے جو چاہے ایمان لے لے کر اور جو چاہے کفر اختیار کرے) اب ہر حال میں اللہ تعالیٰ نے بھی اختیار دے دیا ہے اور تمہارا اور تمہارا فیصلہ بھی ہے کہ بہت سے لوگ کافر ہوں گے اور بہت سے لوگ مؤمن ہوں گے اور کافر دوزخ میں جائیں گے اور اہل ایمان جنت میں جو امر اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے شدہ ہے اس کا وجود میں آئے ضروری ہے۔ کفار جو وہاں کہیں گے کہ میں واپس کر دیا جائے ہم ایک نہیں گئے ان کا یہ وعدہ لٹا دیا کہ سورۃ انعام میں فرمایا: وَلَوْ أَنَّهُمْ لَفَقَافُوا لَإِنَّا لَنُفِیْزُهُمْ وَأَنفِیْزُهُمْ لَكُلٌّ لِّلْمُتَّقِينَ (اور اگر وہ لوگ کہیں گے کہ تمہارا فیصلہ ہی ضروری کام کریں گے میں سے صحیح کیا گیا ہے اور بلاشبہ وہ جو لے چیں اور سورۃ طہ میں ہے کہ ان کے واپس لوہا بنے جانے کی درخواست کے جواب میں ہیں ارشاد ہوا: وَأَنفِیْزُهُمْ نَحْنُ خَيْرُ مَنَّا لَنُفِیْزُهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (کیا ہم نے تمہیں اپنی طرف سے ہی فیصلہ نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت حاصل کر لیا اور تمہارے پاس ڈالنے والا بھی آیا تھا۔)

تیسری آیت میں فرمایا کہ بھرمین کی واپسی کی درخواست کے جواب میں ان سے کہا جائے کہ تم آج کے دن کی عاقبت کو بھول گئے

تھے (اور اسی میں لٹکی ہوئے خنجر بھی تھے جو نے تھے) اس میں لٹکی ہوئے عذاب بھی تھے۔

إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِرُوا بِهَا غَبَرُوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ

لاَ يَسْتَلْزِمُونَ ۚ تَتَجَالَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَُ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا ۚ وَقِيلَ لَهُمْ رَبُّكُمْ أَكْبَرُ ۚ

یٰٓمُتَّقُونَ ﴿۱۰۰﴾ لَّا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخِیَ لَیْسَ مِنْ قُدْرَةِ أَعْيُنٍ وَجَزَاءُ مَا كَانُوا یَعْمَلُونَ ﴿۱۰۱﴾

ان میں سے لڑنے والے تھے۔ ہر ایک کی انکس کاظمیٰ جس نے اس کے لیے آنکھوں کی طرف سے مددگار بنایا ہے۔ یہ وہی اصل کا دل تھا جو دنیا میں کیا کرتے تھے۔

أَمَّنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ ۚ إِنَّمَا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ هُمُ

۱۰۔ ایک شخص نے کہا: "میں نے اپنے آپ کو سزا دی ہے کہ میں اپنے آپ کو سزا دیں گا۔" اس کا جواب دیا: "میں نے اپنے آپ کو سزا دی ہے کہ میں اپنے آپ کو سزا دیں گا۔"

بَعَثَ الْهَاسِيَ لَوْلَاهَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٥٠﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ لَسِقُوا فَرَاوْهَمُ النَّارُ كُلُّهَا أَرَادُوا أَنْ

یہ امر صوبہ ان اقل کے بارے میں کے متعلق بھی ہوا کرتے تھے۔ اور بھی ان کے نے خارجی کی کہ ان کا لکھا ہوا ہے جب بھی ان کے سے ملے

يُخْرِجُوا مِنْهَا أَعْمِدًا وَإِِِيلَ لَهُمْ دُفُوعًا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنْتُمْ تُكَذِّبُونَ

فِي الْقُرْآنِ وَالْكِتَابِ الْمُنِيرِ

وہی ہے جس نے ان کو ان کے لیے ایک نیا لباس پہنا دیا۔

مِنْ دُكْرٍ يَأْتِي رَبَّهُ ثُمَّ آعَرْضُ عَنْهَا ۚ إِنَّمَا مِنَ الْجَاهِلِينَ الْمَتَكُونُونَ ۝

طریقہ کا حصہ اس کے بعد کی قریب پڑ جائے گا اور اس سے اس کی رائے کا ترجمہ اس سے زیادہ پختہ ہو گا۔

اہل ایمان کی صفات، مومنین کا جنت میں داخلہ اہل کفر کا دوزخ میں برائے مکانہ

ہو آیات میں مومنین صالحین کی بعض صفات اور ان کے انعامات بیان فرمائے ہیں اور کافرین فاسقین کا انکسار اور ان کی بد حال

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو اپنی مرضی کے مطابق کام کرنے کی سہولتیں فراہم کر دی ہیں۔ اگرچہ ان سہولتوں کو استعمال کرنے میں ہر شخص کو اپنی مرضی کے مطابق کام کرنے کی سہولتیں فراہم کر دی ہیں۔ اگرچہ ان سہولتوں کو استعمال کرنے میں ہر شخص کو اپنی مرضی کے مطابق کام کرنے کی سہولتیں فراہم کر دی ہیں۔

کہ ان کے پہلو اپنے لہجے کی جگہوں سے یعنی خراب گھاٹوں سے دور ہو جاتے ہیں اور رتے ہوئے اور امید کرتے ہوئے اپنے رب کو

پہلے میں سوچو، پھر سمجھ لے انہیں دیا ہے اس میں سے طرفی کرتے ہیں اس میں نماز سچ نہ ملے دلوں کی تعلیم بتائی ہے کہ پرانوں

سوئے اور آرام کرنے کے لیے لیٹتے ہیں پھر قرآنِ اسرارِ آرام کر کے ستر کو چھوڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور حضور کے نماز میں لگ جاتے ہیں نماز بھی پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی مانگتے ہیں اور اس کے لطائف کی امید بھی رکھتے ہیں اور گرفتِ اور سواغذہ سے بھی ڈرتے ہیں۔ اور حقیقتِ طرف اور طبع (اور پھر فتنوں اور مفلکوں کی امید رکھتا) یہ دونوں مومن کی زندگی کے اہم جزو ہیں۔ مومن کی زندگی میں یہ دونوں چیزیں ساتھ ساتھ دلی چابکدستی میں ہونی چاہیے۔ بے چارے اہلِ سادہ کو اگر بے حدود و مقبولیت کا خوف بھی لگا رہے جیسا مکمل چاہیے وہ بات کرنے کی وجہ سے سواغذہ سے بھی ڈارے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے بھی امید رکھنے لگائے رکھتے جس کے دل سے خوف گیا وہ نہ کہ بھی کرے کہ اہلِ بھی ترک کرے کہ اس کا طبع میں ترقی کرنا چاہا جائے گا اور جس کے دل سے امید نکل گئی اللہ کی طرف سے مفلکوں اور فتنوں کا امید اور نہ بھی شخص دعا بھی نہ کرے گا خوف اور طبع نہ ہو تو نہ مردی کے بار میں اثر چلا جائے۔

جو شخص تہجد کا اہتمام کرے گا ظاہر ہے کہ فراغِ دہش کی وہ جنگی کلاں سے زیادہ فکر مند ہو گا تہجد اس میں نمازوں کا اہتمام کرنے والوں کی قرینہ بیان فرمادی اور ساتھ ہی وَبَشِّرِ الصَّالِحِينَ الَّذِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ کا اہتمام بھی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے دیا ہے اس میں سے طرح بھی کرتے ہیں۔ لشکروں کا عہودہ کو قادیان کی صدق و ابرو سب کو شامل ہے اور مکمل و بغیر سب کچھ اس میں آگیا۔ یعنی یہ جو فرمایا کہ ہم نے جو کچھ دیا ہے اس میں سے طرح کرتے ہیں۔ اس میں ایک پیسے سے لے کر لاکھوں خرچ کرنا سب داخل ہو گیا اللہ کی رضا میں خرچ کرنے کے لیے ملے اور ہو ضروری نہیں جس کے پاس کمزور اسلام اور وہی میں سے خرچ کرے۔ خرچ کرنے کا ذوق ہو تو زیادہ دیت اور کم دیت سے بھوکا قری نہیں پڑتا اور کمزور اہلِ ہر بھی خرچ سے مانع نہیں ہوتا۔ بعض صحابہ نے تو یہاں تک کیا کہ اپنے پاس کچھ نہ ہو تو مردی کر کے کچھ حاصل کیا اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔

نماز تہجد کی فضیلت ..... فَنَصْخَا فَنُحْوَ نَفْثُہُمْ سے نماز تہجد مراد ہے جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا صاحبِ عالم الفضل (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ یہ شیعہ اقوال سے اور اس کی تائید میں حضرت معاذ بن جبلؓ سے ایک روایت بھی نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سفر میں ساتھ چلتے ہوئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تائید جس کے در پر جنت میں داخل ہو جاؤں اور وہ فرماتے ہیں اور وہ سکون پسند وہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے بہت بڑی چیز کا سوال کیا اور حقیقت میں کچھ بڑی بھی نہیں جس کے لیے اللہ تعالیٰ آسان فرمادیں اس کے لیے شک ضرور آسان ہے اس کے بعد فرمایا کہ وہ مکمل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور کسی کلاس کا شریک نہ بنا اور نماز قائم کرو اور کو قادیان اور رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کر پھر فرمایا کہ تم کو کثیر کے روزے نہ تھوڑے الا سلا کرو اور احوال ہے (جو جس کی شبوتوں کو ذکر شیطان کے حمل سے بچاتا ہے اور صدقہ گناہ کو بھارتا ہے جیسا کہ آگ کو پانی بھارتا ہے) اور انسان کا مات کے درمیان نماز پڑھنا (تہجد کے وقت) ایک خدا کا امتیازی نشان ہے اس کے بعد مرد کا مات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی (میں میں تہجد پڑھتے ہیں اور اس کی قرینہ کی گئی ہے فَنَصْخَا فَنُحْوَ نَفْثُہُمْ غنِ الْمَغْضَا جَمِيعَ نَفْثُہُمْ وَنَفْثُہُمْ خَوْفًا وَ طَمَعًا وَ مِثْرًا وَ زَلْفُہُمْ یَفْثُہُمْ۔ فَلَا تَقْلُمُ نَفْسٌ مَّا أُغْفِقَ لَہُمْ مِنْ قُرْآنٍ اَوْ غَنَیْ خَوْفًا وَ طَمَعًا کَفَوْا یَفْثُہُمْ) (ان کی کہ نہیں) (ستر سے چھوڑ کر) اپنے کی جھٹوں سے جدا ہوتی ہیں اور اپنے رب کا امید سے اور خوف سے بچاتے ہیں اور اس سے دیکھے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں جو کسی شخص کو کثیر نہیں جو انھوں کی غصہ کا سامان ان کے لیے چھپا دیا گیا ہے قرآن میں ان کو ان کے اہلِ کاملہ ہے) پھر فرمایا کہ تم کو کلامِ ہدایت کی جز اور ان کا ستون اور اس کی چوٹی کامل نہ تھوڑے ان میں سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تائید آپ نے فرمایا

ان کا معاملہ یہی کہ جز قراہتِ رادی ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور چنی کا صلہ جدا ہے۔ پھر فرمایا کیا تم کو اس سب کا جز واصل نہ تادوں؟ جس کو اہل میں لانے سے ان سب چیزوں پر عمل کر سکو گے؟ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! انہو اور اشارہ فرمائیے؟ آپ نے فرمایا ان مبارک چکر کر فرمایا ہے کہ وہ ہیں کہ کراہی نبوت کا سامان کو میں نے عرض کیا ہے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) جو ان میں ہم ہوتے ہیں کیا ان پر بھی چکر ہوگی؟ آپ نے فرمایا ہے معاذ اہم بھی عجیب آدمی ہوا اور شاخ میں سے تلوند سے کر کے جو چیز کو میں کو درخشاں میں کرانے کی وہ ان کی زبان کی باتیں ہی تو ہوں گی پھر فرمایا تم جب تک خاموش رہتے ہو محفوظ رہتے ہو اور جب بولتے ہو تو تمہارا بول تمہارے لیے ثواب یا عذاب کا سبب بنا کر نکلا دیا جاتا ہے۔

صاحبِ معالم المتقریل نے یہ حدیث اہلِ سند سے ذکر کی ہے اور صاحبِ مشکوٰۃ الصالح نے اس صحیح سند اور اور منہ ترقی کی اور منہ انی ملکہ سے نقل کی ہے بطوراب گا ہوں سے پہلو ہوا ہوتے ہیں اس کا مصداق نماز تہجد تاکہ صاحبِ معالم المتقریل نے دیکھا تو اہلِ نقل کے ہیں حضرت انسؓ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی یہ حضرت مغرب کی نماز چاند کر حاضر ہاتے تھے اور جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشا کی نماز نہ چاند لیتے تھے گھر میں انہیں ہاتے تھے۔ حضرت انسؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ یہ آیت ان صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی جو مغرب کی نماز کے بعد مشا تک بار نماز نہ دیتے رہتے تھے اور حضرت ابو طلحہؓ اور حضرت ابو ذرؓ اور حضرت عمارؓ ان صحابہؓ سے مروی ہے کہ اس آیت میں ان حضرات کی تعریف فرمائی ہے جو مشا اور فجر جماعت سے چڑھتے ہیں۔ (معاذ المتقریل جلد ۱ ص ۵۰۰)

درحقیقت ان اقوال میں کوئی تضاد نہیں ہے البتہ صلوات اللہ علیہ یعنی نماز تہجد مصداق ہوا تہجد بارہ حدیث شریف سے اس کی تائید بھی ہوئی ہے البتہ یوں کہا جاسکتا ہے کہ جب نماز تہجد کے لیے خواب گاہ چھوڑنے کی غیبت ہے جو نماز نماز ہے تو نماز فجر کے لیے گری اور سردی میں ستر چھوڑ کر نماز ادا کرنے کی غیبت کیوں نہ ہوگی جو فرض نماز ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر میں نماز فجر جماعت سے چاند لاول تو یہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے جو چوری رات نماز میں کھڑا رہوں۔ (مشکوٰۃ الصالح)

حضرت اسامہؓ رشتہ چڑھتے سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں کو ایک ہی میدان میں جمع کیا جائے گا (اس موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آسمانی آواز آئے کہ) گا کہاں ہیں وہ لوگ جن کے پہلو خواب گا ہوں سے جدا ہو جاتے تھے یہ کہ ان کو کھوکھ کھڑے ہو جائیں گے جن کی خود انہوں نے ہوگی یہ لوگ بغیر حساب جنت میں داخل ہو جائیں گے اس کے بعد باقی لوگوں کا حساب شروع کرنے کا حکم ہوگا۔ (مشکوٰۃ الصالح ص ۴۴۷)

جن حضرات کی صفات اور بیان ہوئی ہیں ان کا انعام ہوتا ہے اور اشارہ فرمایا کہ ان کے اعمال کی وجہ سے ان کے لیے جو انھوں کی خشک کا سامان پر شہد کیا ہوا ہے اسے کوئی نقص نہیں جانتا اس میں اعلیٰ طور پر جنت کی نعمتوں کا سرچہ بتایا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے بندوں کے لیے دو سامان تیار کیا ہے جسے نہ کسی آگ نے نہ آبی نے نہ آواز کی کان نے نہ آواز کی انسان کے دل پر اس کا گزر رہا اس کے بعد وہی حدیث حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ تم چاہو یہ آیت چاند لولا نغفم نفسنا اغفین لہم قین کونہ اغفینہ (کچھ جڑی ہیں جن سے)

درحقیقت بات یہ ہے کہ جنت کی جن چیزوں کا قرآن وحدیث میں تذکرہ ہے اس میں کسی نعمت کی چوری کیلیت بیان نہیں کی گئی جو کچھ بیان فرمایا ہے وہاں کی نعمتیں اس سے بہت بلند ہیں اور وہاں جس لیے فرمایا کہ انھوں کی خشک کا جو سامان اہل جنت کے لیے

تیار کیا جائے کوئی آنکھ نہ دیا جس سے کیا دیکھ پائی کسی کان نے اس کی کیفیت کو سنا نہ کہ جس اور کسی کے دل میں اس کا تصور نہ کہ جس آواز سے جس کے حلق سے جو کچھ سن کر اور چاہ کر کھوش آتا ہے جب جنت میں جائیں گے تو اس سے بہت بلند ہوا جائیں گے پھر جنت کی امن نعمتوں کو نہ کہ وہ قرآن وحدیث میں موجود ہے وہاں ان کے علاوہ بہت زیادہ نعمتیں ہیں نیز کسی چیز کے دیکھنے اور استعمال کرنے سے جو ہر آدمی واقفیت حاصل ہوتی ہے وہ محض شے سے حاصل نہیں ہوتی لہذا اس دنیا میں رہتے ہوئے نعمائے جنت کی واقعی حقیقت کو اور اس شخص کو سکنا ہے۔

حضرت محمد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ سال اٹھ مصلیٰ اٹھ علیہ السلام نے وراثت فرمایا کہ اگر جنت کی نعمتوں میں سے اتنی تعزیری ہی کوئی چیز دیا جائے جو ظاہر ہو جائے جسے غرض پر اٹھا سکتے ہیں تو آسمان اور زمین کے کناروں میں جو کچھ سب میں ہو جائے اور اصل جنت میں سے کوئی شخص دنیا کی طرف بھاگ لے جس سے اس کے نگہن ظاہر ہو جائیں تو اس کی روشنی سورج کی روشنی کو ختم کر دے جیسا کہ سورج ستاروں کی روشنی کو ختم کر دیتا ہے۔ (امام بخاری اور مسلم احمد علی علیہ السلام نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایک کوزہ کھینچی جگ ساری دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سب سے بہتر ہے۔) (بیگم بخاری ج ۳ ص ۷۰)

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ دنیا کی چیزوں میں سے کوئی چیز بھی جنت میں نہیں ہے صرف مومن کی مشابہت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جنت کی نعمتوں کے نہ کہ اس میں جو سونا چاندی مونیٰ اور نعمت اور لذت پھیل رہی ہے نہ کہ اس کے کپڑے وغیرہ آئے ہیں یہ چیزیں وہاں کی چیزیں ہیں اور اس عالم کے اعتبار سے ان کی غریبی اور بخلی ہوگی دنیا کی کوئی بھی چیز جنت کی کسی چیز کے پاسک بھی نہیں ہے۔ تنبیہ: ایک بندہ ان کی تعریف فرماتے ہوئے کہ وہ نعمت لا یشککھنؤن بھی فرمایا ہے یہ سلی ملت ہے دیگر صفات اچھائی ہیں۔ بات یہ ہے کہ تکبر بہت بڑی بات ہے پائی ہوئی تکبر، شہرت کا طالب ہونا اور لوگوں کا تعریف کرنا یا دیکھنے کے لیے عبادت کرنا تاکہ لوگ معتقد ہوں یہ سب تکبر کے شعبے ہیں تکبر عبادت کا گناہ سمجھتا ہے کیا اگر اس بکلی میں مل جائے تو دنیا کا دل کی وجہ سے اعمال باطل ہو جاتے ہیں اور وہ مستویب سزا بھی ہے جیسا کہ احادیث شریفہ میں اس کا ذکر آیا ہے مومن بندوں پر لازم ہے کہ تکبر سے اور چہرہ تواضع اختیار کریں مگر انفس بھی ادا کریں یہ بات بھی پورے کریں تو انفس بھی پڑھیں نہ کہ وہ بھی یہی اصول بھی کریں سب سے اعلیٰ دنیا تصور ہوا دیکھ لو کہ ان میں اور نہ بندوں سے تعریف کے خواہش مند ہوں۔

مؤمن اور فاجر برابر نہیں۔ مومن صالحین کا یہ واقعہ نام بتانے کے بعد ارشاد فرمایا: اَلَّذِينَ كَانَ تَوَّابًا حَقَّكَ تَحَنُّنًا فَاصْبِرْ  
کیے جو محض مومن پروردگار حق کی طرف ہو سکتا ہے پھر خود ہی جواب دے یا لا یستوی (مومن اور فاجر عین برابر نہیں ہو سکتے) اس کے بعد ارشاد اعلیٰ ایمان کی نعمتوں کا ذکر فرمایا اور ساتھ ہی کافروں کے مذاب بھی ارشاد فرمایا: اَلَّذِينَ اٰتٰنَا الْفٰلِقِیْنَ اٰتٰنَا وَاعْمَلُوا الْفٰلِحِیْنَ  
اَلَّذِیْہُمْ جَنَّاتُ اَلْعَوْنٰی (جو لوگ ایمان لائے اور جنگ عمل کیے ان کیلئے بارشوں کے ٹبر نے ان کی جہنوں میں) تَوَّابًا حَقَّكَ تَحَنُّنًا فَاصْبِرْ  
(یہ اور ہماری ان اعمال کا بدلہ ہوں گے پروردگار یا جس کی کرتے تھے) وَاعْمَلُوا الْفٰلِقِیْنَ اٰتٰنَا وَاعْمَلُوا الْفٰلِحِیْنَ (اور جس لوگوں نے ہمارے  
کی ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے) تَحَنُّنًا فَاصْبِرْ اَنْ تَخْشَوْا تَوَّابًا اَعْمَلُوا الْفٰلِقِیْنَ (جب بھی اس میں سے لکھتے ہو اور کریں گے اس میں  
وہاں لوگوں دے جائیں لو کہ اہل جنت خلق قووا غلظت الظم الذی کفتم بہ فیکلوا لہم (اور ان سے کہا جائے گا کہ آگ کا مذاب پیکار  
جس کو تم چھلاتے تھے) جب ایمان والوں اور فاجروں کے انجام میں فرق ہے کہ اہل ایمان ہمیشہ دین والی نعمتوں میں ہوں گے اور  
وہاں ان کے ساتھ جہنموں جیسا ہوا تو ان کا گوارا فرمان دوزخ میں جائیں گے تو وہاں فریق ہر گز ہو سکتے ہیں اہل توبہ کی اہمیت کا یہ

عالم ہو گا کہ وہ اس میں سے فائدہ چاہیں گے تو اس میں دخل نہیں دینیے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ جو تم جھگڑا لے والے قتل کیا کرتے تھے اس کی وجہ سے تم کا خطاب بگڑ چکے ہو۔

مواہلہ اعراب میں لکھا ہے کہ آیت کریمہ **قُلْ لِّمَن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ شُرَکَآءُ فِی الدِّیْنِ** حضرت علیؑ اور ولید بن عقبہؓ بن ابی معبد کے بارے میں نازل ہوئی۔ دونوں میں کوئی شکوکہ نہ رہی تھی ولید نے حضرت علیؑ سے کہا کہ یا کرچہ ہو جانتا ہوں کہ آپؑ سے ہمیں بھی کچھ ہے بہتر ہوں اور خیرہ بھی زیادہ بھی قلم سے زیادہ ہوں اس پر حضرت علیؑ نے فرمایا کہ کرچہ ہو جانتا فاسق ہے اس پر آیت نازل ہوئی **وَالَّذِیْنَ آمَنُوا مِنْ بَنِیِّسَاسِ وَآلِیِّیْنَ** صحیحہ کلام طویل ذکرہ صاحب الروح لمرآۃ ان شئت قال صاحب الروح و فی روایہ اخیرہ انہا نزولت فی علیؑ بحکم اللہ و وجہہ و رجل من قریش ولم یسمہ اس بات سے کچھ ہونے میں غریب کام ہے قصہ روح العالیٰ والے نے ذکر کیا ہے مگر آپؑ چاہیں تو اسے دیکھ لیں۔ روح العالیٰ کے مصنف نے کہا ہے کہ ایک دوسری روایت میں ہے یہ آیت حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ اور ایک دوسرے نازل ہوئی ہے۔ دوسرے نازل ہوئی کا نام ذکر نہیں کیا۔

اس کے بعد اشرار باطنیوں نے یہ لفظ بھی منہ سے نکالا کہ عذاب الافرغیٰ عذاب الافرغیٰ عذاب الافرغیٰ (اور ہم انہیں ضرور ضرور بڑے عذاب سے پہلے قریب دلا عذاب چکھائیں گے تاکہ وہ بازا نہ آئیں) بڑے عذاب سے مراد آخرت کا عذاب اور قریب دالے عذاب سے مراد دنیا کا عذاب مراد ہے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی تفسیر میں دو باتیں منقول ہیں پہلی یہ کہ اہل مکہ کو جو چند سال قبل میں جتنا کیا تھا اس سے وہ عذاب مراد ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مشرکین کی کافروں اور بدعتیوں میں منقول ہوا اور نکست کہا مراد ہے اگر وَلَسَيَلْبَسْنَهُمْ کی خبر منسوب مشرکین کی طرف ماریع ہو تو یہ دونوں تفسیر اس کے مناسب ہیں اور اگر موعی طور پر سب ہی کا فراس تفسیر کا ماریع قرار دینے جائیں تو پھر ہمارے مصائب اور امراض مراد ہوں گے حضرت ابوہاشم سے یہ تفسیر اقوال بھی مروی ہے۔ دنیا کا عذاب ایمان کی طرف متوجہ کرنے کے لیے ہوتا ہے تاکہ عیب ہو جائے اور عورت کی طرف رجس کر لیں۔ (روح البانی جلد اول ص ۳۳۳)

آپ میں فرمایا: مَنْ أَقْلَمَ مِنْ ذِكْرِ بَابِ رِقَبَةٍ لَمْ أَفْزَعْ عَنْهَا (اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جسے اس کے باپ کی آیات یاد دلائی جائیں پھر وہ اس سے اعراض کرے کہ کَلِمَاتٍ مِنَ السَّمْعِ مِنْ مَلَكُوتِ اللَّهِ (اور بلاشبہ ہم تم میں سے بدلے لینے والے ہیں) اس میں کلمہ ہیں کے تعلق خطاب ہونے کی وجہ بتائی ہے کہ ہماری آیات کو کھنکھاتا ہو کر ظالم بن گئے۔ نیز امام غزالی نے جب ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کلمہ کی تسبیح سے کہہ کر لوگ جو کذب پر تھے ہوئے ہیں ہم ان سے بدلے لیں گے۔

صاحب روح العالی فرماتے ہیں کہ پہلے ان حضرات کی تحریک فرمائی جو اللہ تعالیٰ کی آیات سن کر سب سے میں گر پڑتے ہیں اور ان آیات میں ان لوگوں کی خدمت میں فرمائی جس کے سامنے اللہ کی آیات نہیں بھڑوانے سے اعراض کریں۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى

اور جانشین بننے سے پہلے کوئی آپ اس کے لئے جیسا کہ ایک نہ کیجئے اور ہم نے ان کو اپنی املاک کے لئے

لَبَنِي إِسْرَءِيلَ ۖ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ آيَةً يُهَدُّونَ بِأَمْرِنَا النَّاصِرُونَ ۚ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا

موسمِ جاہلیت کا ناقص اور ہم نے ان میں سے لاشعرا جانے پر ہمارے حکم سے جاہلیت دے دی تھی، لیکن انہوں نے صبر کیا، اور وہ ہماری آفتوں پر

يُؤَقِّنُونَ ۝ اِنْ رَّبِّكَ مُّؤَقِّصٌ لِّبَيْنِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ فَاِذَا كَانُوا فِيْهِ يَخْتَلِفُونَ ۝

یقین رکھتے تھے۔ بلاشبہ آپ کا رب قیامت کے دن ان کے درمیان این بچہ والوں میں فیصلے فرمائے گا جس میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

جن چیزوں میں اختلاف کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے

بارے میں قیامت کے دن فیصلہ فرما دے گا

یہ بھی آیات کا ترجمہ ہے۔ پہلی آیت میں فرمایا کہ تم نے مومن علیہ السلام کو کتاب دی تھی (انہوں نے اس کی امانت میں تکلیفیں برداشت کیں) اور اب آپ کو یہ کتاب دی ہے یعنی قرآن مجید عطا فرمایا ہے آپ اس کتاب کے ملنے میں کچھ شک نہ کیجئے یعنی آپ صاحب کتاب ہیں انہی کی طرف سے آپ پر دی گئی ہے آپ کا بلند مرتبہ ہے اس بلند مرتبہ کے ہوتے ہوئے اگر کسی قسم آپ کی امانت پر دھیان نہ دیر تو آپ غمزدہ کریں۔ مومن علیہ السلام کو کتاب دی گئی وہ محنت کرتے رہے اور اپنے دلوں کی باتوں پر صبر کرتے رہے۔ صاحب روح العالی فرماتے ہیں کہ قلنا لکن ظنی عزیزاً لکھن ظنی لکھن کا خطاب کو بظاہر حضور اکرم کو ہے لیکن حضور و خطاب آپ کی امت ہے اور وہ لوگ ہیں جنہیں قرآن مجید کے بارے میں کتاب انہوں نے ملے ہوئے ہیں۔

حضرت حسن نے فرمایا کہ لفظ یقین کی تفسیر ضرور شدت اور محنت کی طرف واضح ہے جو کام سے مفہوم ہوتی ہے لکن لفظ یقین و اللہ ایسا موسیٰ هذا العبد الذی انت بسببہ فلا یحضر الیک للقی مطلق ہو من الشدة والمحبة بالخاص، (گو یا کہہ کیا ہے کہ ہم نے مومن علیہ السلام کو بھی مشقت دی ہے جس مشقت کے راست پر آپ پہنچ رہے ہیں جس پر آپ گھبراہٹ میں نہ پڑیں لوگوں کی طرف سے جو پریشانیں حضرت مومن علیہ السلام کو پہنچیں وہ یقیناً آپ کو بھی پہنچیں گی) (اگر صاحب روح صاحب بیان القرآن نے اپنی تفسیر میں صحیحہ کا مزعج تو کتاب ہی کو بتایا ہے البتہ شدت اور محنت والی بات لے لی ہے۔ ہم نے بھی ان کا احوال کیا ہے اگرچہ صاحب روح العالی آخر میں فرماتے ہیں: ولا یحییٰ بعدہ۔ (اور اس تو بھی کا مجید ہونا ظاہر ہے)

و جعلتہ ہدیٰ لقیس اشرارہ بالی۔ اور ہم نے اس کتاب کو (جو مومن علیہ السلام کو دی تھی) انہی امرا اہل کے لیے سبب ہدایت بنایا تھا اسی طرح آپ پر نازل ہونے والی کتاب بھی آپ کی امت کے لیے ہدایت کا سبب ہے۔

دوسری آیت میں فرمایا کہ ہم نے انی امرا اہل میں بیٹھا دیا ہے تھے جو بارے علم سے ہدایت کرتے تھے بلکہ انہوں نے صبر کیا (اس سے معلوم ہوا ہدایت اور محنت کی کوشش میں صبر کا ضروری ہے لہذا آپ بھی صبر کریں) اور وہ ہادی آتھوں پر یقین رکھتے تھے۔ یہ یقین انہیں ہدایت اور امانت کے کام پر ہدایت قدم رکھنا تھا۔ جس سے کہ ان حضرات مراد ہیں حضرات مفسرین نے فرمایا ہے کہ ان سے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام مراد ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ ان کی امت کے افراد مراد ہیں جو ہدایت اور امانت کے کام میں لگے رہے تھے۔ یہ دوسرا قول غریب ہے کیونکہ وہ لکھتے ہیں یقیناً لکھن ظنی لکھن ظنی کے مناسب ہے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام تو اصحاب یقین تھے ہی۔

فال صاحب الروح ج ۲ ص ۱۳۸ و المراد کل الیک ل تجعل الیک الذی انتاک او ل تجعلک ہدیٰ لامتک و ل تجعل منهم لکھن یقینون مثل تلک الہدایۃ (تفسیر روح العالی کے مصنف نے کہا ہے اور مراد یہ ہے کہ اسی طرح ہم نے آپ کو جو کتاب دی اسے بخود آپ کو آپ کی امت کے لئے ہدایت کا سامان بنائیں گے اور ضرور ان میں رہا مانگا کریں گے جو اس ہدایت کے مطابق داخل کریں)

تیسری آیت میں یہ فرمایا کہ قیامت کے دن آپ کا رب ان کے دو جہان ان امور کے بارے میں فیصلہ فرما دے گا جن میں یہ لوگ آپس میں اختلاف کرتے تھے یعنی اہل ایمان کو جنت میں اور اہل کفر کو دوزخ میں داخل فرما دے گا اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہے کہ جو لوگ آپ کے مخالف رہے ہیں اگر کفر ہی پر مشرک بن جائیں تو قیامت کے دن مڑا دی جائیں گے۔

أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْقُرُونِ يَنْشُرُونَ فِي مَسْجِدِهِمْ ۚ إِنَّ

کیا ان لوگوں کو اس چیز سے ہدایت نہیں دی کہ ان سے پہلے ہم کتنی ہی امتوں کو ہلاک کر چکے ہیں یہ لوگ ان کے رہنے کی جگہوں میں چتے بھرتے ہیں۔

فِي ذَلِكَ لَذِيبٌ ۚ أَفَلَا يَسْمَعُونَ ۚ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ

یہ لوگ اس میں لٹھپاؤں میں کیا یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم سوئی زمین کی طرف پانی کو روانہ کرتے ہیں

فَنُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ ۚ أَفَلَا يُبْصِرُونَ ۝

پھر اس کے ذریعہ پھل نکالتے ہیں جس میں سے ان کے سوئی اور خود یہ لوگ کھاتے ہیں کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے۔

ہلاک شدہ اقوام کے مساکن سے عبرت حاصل کرنے کی تاکید

کھیتیاں اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں جن سے بنی آدم اور موسیٰ کھاتے ہیں

جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے تھے اور اس کی عذیب پر عذاب آجائے کی عید سنتے تھے وہ عذاب آنے کی بھی عذیب کرتے تھے اور یوں سمجھتے تھے کہ عذاب آنے والا نہیں یہ یوں ہی باتیں ہیں۔ ایسے لوگوں کی عیب کے لیے فرمایا کہ ان لوگوں کو معلوم ہے کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی امتیں ہلاک کر دی ہیں یہ خبریں ان تک پہنچی ہوئی ہیں اور ان لوگوں کی ہلاکت کے واقعات انہوں نے سن رکھے ہیں اور صرف سننے کی نہیں انھوں سے بھی ان کی کتابوں کے آثار دیکھتے ہیں جب اپنی تجارت کیلئے سفر کرتے ہیں (خصوصاً اہل مکہ جو تجارت کے لئے شام جایا کرتے تھے) تو یہ لوگ براہ شدہ اقوام کے کھڑدات پر گزرتے تو ان کے قلعے گرے ہوئے اور مکانات ٹوٹے ہوئے اور بیکار پڑے ہوئے کوئیں غروں سے دیکھتے ہیں کیا یہ بات ان کی ہدایت کے لیے کافی نہیں ہے اگر فکر کریں اور تھوڑا سا سمجھیں تو یہ کتابیں ہدایت کا سبب بن سکتی ہیں جب یہ چیزیں غفر کے سامنے ہیں تو کیوں ہدایت قبول نہیں کرتے؟ سورہ اٰی میں فرمایا: فَكَيْفَ يُجِزُ مِنْ لَوْلَا اَنْفَعَلْنَا مَا وَهَبَ لَكُمَا الْبَقَا وَهَبْ لَنَا مِثْلَ الْبَقَا وَهَبْ لَنَا مِثْلَ الْبَقَا وَهَبْ لَنَا مِثْلَ الْبَقَا (سو کتنی ہی باتیں ہیں جنہیں ہم نے ہلاک کر دیا اور حال یہ ہے کہ ان کے رہنے والے ظلم کرنے والے تھے سورہ اٰی میں فرمایا: اِنَّا نَحْنُ الْمُغْنِي

ہی ہیں اور کہتے ہی ابے کار کوئیں ہیں اور پختہ جانے ہوئے گل ہیں جو یہ دین دے ہیں)۔  
پھر ان لوگوں کو صبر فرمائی جو قیامت کے صحرے میں اور یوں کہتے تھے کہ ہمارا دوزخ ہونا ہماری کھجوریں نہیں آتی ان کے بارے میں فرمایا یہ لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ زمین خشک پڑی ذاتی ہے اس میں ذرا بھی ایک سبز پتہ کا نشان بھی نہیں ہوتا ہم اس زمین کی طرف پانی روانہ کرتے ہیں جو بادلوں سے بھی رہتا ہے اور نہ وہ اس کو نکال دیتے ہیں بلکہ وہ اس کی حاصل کیا جاتا ہے جب یہ پانی زمین میں اترا جاتا ہے تو ہم اس سے کھیتی نکال دیتے ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ کام آتی ہے اس سے ان کے جانوروں کا چارہ بھی بنتا ہے اور خود بھی یہ لوگ اس میں سے کھاتے ہیں یہ مردہ زمین کو زندہ کرنا انہوں کو ہمارا دوزخ کرنے کی زندہ مثال ہے اگر سمجھتا چاہیں تو سمجھ سکتے ہیں یہ سب کچھ نظروں کے سامنے ہے کیوں نہیں



دیکھئے؟ سورۃ ہم میں فرمایا ہے اَنْتَظِرْ اِنِّی السَّارُّ وَخَفْتُ اللّٰہَ کَلَّفَ بَعْضُی الْاَوْضَیْ فَقَدْ مَوَّلَیْہَا اِنْ ذَلِکَ لَشَیْءٌ اَلْمَوْضٰی وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ لَّحِیْقٌ (اسوے کا غالب اللہ کی رحمت کے آگے کہ وہ کچھ سدا رہے ہیں کو اس کی موت کے بعد کیسے نہ فرماتا ہے یا شاید وہ ضرور مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ سچ ہی کہتا رہے گا۔)

وَيَقُولُونَ مَتٰی هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۰﴾ قُلْ یَوْمَ الْفَتْحِ لَا یَنفَعُ الَّذِیْنَ

ہو یہ نہ کہتے ہیں کہ یہ فتح کب ہوگی۔ آپ نے فرمایا ہے کہ فتح کے دن کافروں کو ان کا ایمان نہ بچ

کَفَرُوْا اَیْنَہُمْ وَلَا فَمَ یَنْظُرُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَاعْرِضْ عَنْہُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّہُمْ مُّنتَظِرُوْنَ ﴿۱۲﴾

اسے گا اور نہ انہی بہت دیر چائے گی۔ سو آپ ان سے اعراض کیجئے اور انتظار کیجئے ہے جب وہ بھی منتظر ہیں۔

### فتح کے دن کافروں کا ایمان نفع نہ دے گا

جب مکر میں اور مصلحت میں کے سامنے قیامت کے واقع ہونے اور وہاں پہلے کیے جانے کا ذکر ہوتا تھا تو کافروں کا تصور مذاق فحش اڑاتے ہوئے یوں کہتے تھے کہ فیصلہ کا دن کب ہوگا؟ تم بچے ہو تو ہمیں اس کی تاریخ بتاؤ ان کے جواب میں فرمایا کہ انکار کرنے اور جلدی کرنا ہے اس دن کے عذاب سے غلامی نہ پاؤ گے آئے وہ دل آبی جائے گی اور میں آئے گا مطلب یہ نہیں کہ قیامت نہیں ہے وہ آئے گی ضرور آئے گی اور کافروں کو بہت بڑی مصیبت کا سامنا ہوگا اسے دیکھ کر ایمان نہ آئے تو ایمان بھی معتبر نہ ہو گا اور اگر یوں کہیں کہ ہمیں بہت دیر چائے تو بہت دیر نہیں دی جائے گی۔ لہذا صاحب الروح لکنہ قبل الہم لا تستعجلواہ ولا تستعزواہ وا فکتمی باسم و قد حصلتم فی ذلک الیوم و امنتم فلم یضعکم الایمان و استعزتم تم فی افراک العذاب فلم تنظروا و هذا القرب من اسلوب الحکم۔

فَاعْرِضْ عَنْہُمْ (سو آپ ان سے اعراض فرمائیے) ان کی کذب اور استعزاد کا یہاں نہیں پرچنے کا ان کو کھٹکے گا وہ نہیں ہے اور الہام ہر تخیم بھی ان کے حق میں نہیں ہے۔ وَانْتَظِرْ اِنَّہُمْ مُّنتَظِرُوْنَ (آپ انتظار کیجئے وہ بھی انتظار کر رہے ہیں) آپ عداوتی دہ کے منتظر ہیں وہ غیر شعوری طور پر عذاب کے منتظر ہیں۔

ولقد تم التیسر سورة السجدة بحمد اللہ تعالیٰ و حسن توفیقہ لیلۃ الثانی عشر من شہر شعبان المعظم من شہور السنۃ السداس عشرۃ بعد الف واربعمائة۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ . وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ .

عنی

سورۃ الاعزاب

۴۳ آیتیں اور ۹ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (۱) اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ (۲)

سورۃ الاعزاب میں ۴۳ آیتیں اور ۹ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (۱)

شروع اللہ کے نام سے جو بخیر و رحمت نازل کیا گیا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا اللَّهُ وَلَا تَطْغُ الْكُفْرَيْنَ وَالْمُنَافِقِينَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝

اے نبی اللہ سے ڈرتے رہئے اور کافروں اور منافقوں کا کبر نہ مانتے، بلاشبہ اللہ علیم ہے حکیم ہے۔

وَالَّذِي مَّا يُؤْتِيكَ مِنْ رَّبِّكَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝ وَتَوَكَّلْ

اور آپ اس کا اجر کچھ جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر دی کیا جاتا ہے، بلاشبہ اللہ ان کا سب سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔ اور اللہ

عَلَى اللَّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝

پر ہمارا سہارا کچھ اور وہ کافی ہے اور ہمارا مددگار ہے۔

اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہئے اور اس پر توکل کیجئے کافروں اور منافقوں کی بات نہ مانئے

یہاں سے سورۃ الاعزاب شروع ہو رہی ہے، انصواب جہت کی فتح ہے جو گروہ کے مقلد میں آتا ہے نہ بھری میں قریش تک اور بہت سے قبائل اور منافقین سب مل کر مسلمانوں کو طمع کرنے کے لیے مدد دے دیے پر چڑھتے تھے جو مکہ میں کے بہت سے گروہ تھے اس لیے اس فرقہ کا نام فرقہ الاعزاب معروف ہوا اور چونکہ اس موقع پر مشرق بھی کھولی گئی تھی (اور غازی اسباب میں وہی تمام گروہوں کے حملے محفوظ ہونے کا ذکر دیتے ہیں) اس لیے اس فرقہ کو فرقہ مشرق بھی کہا جاتا ہے۔

تفسیر روح المعانی میں حضرت ابن عباسؓ سے سورۃ الاعزاب کا سبب نزول نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اہل مکہ میں سے ولید بن مغیرہ اور شیبہ بن دغیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر آپ اپنی دولت کو بچھڑا دیں تو ہم آپ کو اپنا آوصال، مددگار کے اور اصرار دے دیے گے یہودیوں اور منافقوں نے یہ دھمکی دی کہ آپ نے اگر اپنی بات نہ چھوڑی تو ہم آپ کو قتل کر دیں گے اس پر سورۃ الاعزاب نازل ہوئی۔

لوہر تین آیات کا ترجمہ کر دیا گیا ہے ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے کہ آپ ہمارے حق پر قائم و دائم رہیے کافروں اور منافقوں کی بات نہ مانئے اور آپ کے رب کی طرف سے آپ پر عطا کی جاتی ہے اس کا اجر کرتے رہیں اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ

آپ اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ اللہ کافی ہے اللہ کا راز ہے وہاں کا راز ہو کے کے لیے کافی ہے اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے دشمنوں نے آپ کو ہار کی پیش گوئی کی ہے اور جو کچھ کی دشمنی دی ہے اس کا علم ہے اللہ تعالیٰ حکیم بھی ہے جو دیکھو جو دشمن آتا ہے اس میں حکمت ہے دشمنوں نے آپ کو جو پیش گوئی کی ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے جس میں سے ایک یہ ہے کہ آپ مغربیوں کے ساتھ اللہ کے دین پر کھڑے ہیں اور وہی کامیاب کرتے رہیں تاکہ آپ کے اندر حیرت و قدرت اور کمال کی شان پیدا ہو جائے۔

لَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهِ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمْ الَّتِيْ تَنْظُرُوْنَ مِنْهُمْ

اللہ نے کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں بنائے اور تمہاری عورتوں کو جس سے تم عبادہ کرنا چاہتے ہو تمہاری ماں نہیں بنایا اُمہتیکم ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَكُمْ اَبْنَاءَكُمْ ۚ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ وَاِنَّهٗ يَقُوْلُ

اور جو تمہارے منہ بولے جیسے ہیں ان کو تمہارا بیٹا نہیں بنایا ۱ یہ تمہارے منہ سے کہنے کی بات ہے ۲ اور اللہ تعالیٰ بات

الْحَقِّ وَصُوْنَهُدِي السَّبِيْلِ ۝ اَدْعُوْهُمْ اِلٰیہَا بِہُمْ ۚ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰہِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْمَلُوْا

لہذا ۳ ہے اور اس بات کو کہا ۴ ہے۔ تم انہیں ان کے باپوں کے نام سے پکارو، پکارنے کے لئے ایک انصاف کی بات ہے ۵ اور اگر تم ان کے باپوں کو نہ مانتے ہو

اَبْنَاءَہُمْ فَلَا حُوْلَ اَنْتُمْ فِی الدِّیْنِ ۚ وَمَوٰلِیْکُمْ ۚ وَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ فِیْمَا اَخْطَاْتُمْ بِہُمْ ۚ وَلٰکِنْ

تو وہ دین میں تمہارا سہارا نہ بنائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں اور وہ لوگوں سے لڑنا ہو جائے ان کے بارے میں تم پر کوئی گناہ نہیں اور انہیں جس

مَا تَعْتَدَتْ فَاَلْمُوْهُنَّ ۚ وَكَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝

کا تمہارے دل نقصان دہ نہ کریں، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

منہ بولے جیسے نہیں ہیں ان کی نسبت ان کے باپوں کی طرف کرو

تفسیر قریشی جلد نمبر ۳۳ ص ۱۱۱ میں لکھا ہے کہ قبیل بن مضر لڑی ایک آدمی تھا اس کی ذکاوت اور قوت حافظہ مشہور تھی قریش اس کے ذہن سے متاثر تھا اور کہتے تھے کہ اس کے سینہ میں دو دل ہیں اور وہ خود بھی یوں کہتا تھا کہ میرے دو دل ہیں ان دونوں کے درمیان جو کچھ کہتا

ہوں وہ سب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عقل سے زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی باتوں کی تردید فرمائی اور فرمایا۔ مَا جَعَلَ اللہ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِیْ جَوْفِہٖ (کہ اللہ نے کسی بندے کے سینہ میں دو دل نہیں بنائے) انہیں یہ کوئی کرتا ہے اسے اپنے دلوں کی مراد ضرور ملنا ہے

اور اس کے دلوں کے خلاف ظاہر ہو جاتا ہے چنانچہ اس شخص کے ساتھ بھی یہی بات ہو رہی ہے کہتا تھا کہ میرے ساتھ دو دل ہیں۔ قصہ یہ ہوا کہ

یہ شخص بھی جنگ بدر میں شریک تھا جب مشرکین کو شکست ہو گئی تو ابو سفیان نے اس سے پوچھا کہ لوگوں کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا وہ تو

شکست کھا گئے ابو سفیان نے کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ حیران ایک قبیل حیرے ایک ہاتھ میں ہے اور دوسرا حیرے پاؤں میں ہے؟ کہنے لگا اچھا یہ

بات ہے اس تو جی کھد ہا ہوں کہ وہ دونوں حیرے پاؤں میں ہیں۔ اس وقت لوگوں پر ظاہر ہو گیا کہ اگر اس کے دو دل ہوتے تو اپنے

قبیل کو ہاتھ میں لٹکائے ہوتے یہ نہ کہتا کہ دوسرے پاؤں میں ہے۔



مسئلہ..... قرآن مجید میں چنانچہ کہ مفہم کسی مرد پر لایا جاتا تھا اس کا پالنے والے مرد یا عورت کی ہر اہمیت نہیں ملے گی بعض مرتبہ کسی کو چنانچہ دیکھتے کے بعد اپنی اولاد پیدا ہو جاتی ہے اور اولاد کے علاوہ دیگر شرعی اور عادی ہوتے ہیں جن کو کھایا جانے کی ہر اہمیت اس کی اصلی ذاتی اولاد اور دیگر شرعی اور عادی کو ملے گی یعنی کسی اس میں کوئی حصہ نہیں لیتا نہ مرد لے بیٹے کے لیے ہر اہمیت کی یا حتیٰ کہ جو چاہیے بل سے زیادہ نہ ہو اور اس ہر اہمیت کرنے میں اصل وارثوں کو محروم کرنے یا ان کا حصہ کم کرنے کی نیت نہ ہو۔

مسئلہ..... نہ مرد نہ چنانچہ چنگ اپنے مفہم چنانچہ نہیں بن جاتے اس لیے اگر وہ عزم نہیں ہیں تو اس سے وہی غیر محرم والا معاملہ کیا جائے گا اور کھانا ہو جانے پر پردہ کرنے کے حکام چاند ہوں گے ہیں اگر کسی مرد نے بھائی کی لڑکی سے کر پال لی تو اس سے پردہ نہ ہو گا یا اگر کسی عورت نے ان کا لڑکے کر پال لیا تو اس سے بھی پردہ نہ ہو گا کیونکہ دونوں صورتوں میں محرم ہونے کا رشتہ قائم کیا یا جس کا رشتہ غیر محرم نہ ہو گا اس سے پردہ نہ ہو گا حتیٰ کہ عورت نے اپنے بھائی یا بہن کی لڑکی سے کر پال لیا جس کا عورت کے شوہر سے کوئی رشتہ غیر محرم نہیں ہے تو اس مرد کے حق میں پردہ غیر ہوگی اس سے پردہ ہو گا۔

مسئلہ..... کسی نے کسی کو نہ لایا نہ چاہا اور اس چنانچہ دیکھنے والے کی لڑکی بھی ہے تو اس لڑکے کو لڑکی کا تو اس میں نکاح ہو سکتا ہے بشرطیکہ حرمت نکاح کا کوئی اور سبب نہ ہو۔

مسئلہ..... اگر کسی نے کسی کا عزم کیا یا چاہا اور اس لڑکے کی کسی لڑکی سے شادی کر دی پھر لڑکا مر گیا یا طلاق دے دی تو اس چنانچہ دیکھنے والے شخص سے مردنے والے کی بیوی کا نکاح ہو سکتا ہے بشرطیکہ کوئی دوسری وجہ حرمت نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن عادیہ کو اپنا بیٹا دیا تھا پھر زید ہو جانے یا بیوی چھوڑ گئی کی لڑکی حضرت زید بنت جحش نے اس کا نکاح کر دیا تھا جب انہوں نے طلاق دے دی تو آپ نے حضرت زید سے نکاح کر لیا اس پر عرب کے یہاں اس نے امر ضعیف کیا کہ دیکھ بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا جس کا ذکر اس صورت کے پانچویں ذکر میں آیا ہے انا اللہ کان لوگوں کی تردید میں اللہ تعالیٰ نے وفیما یخلف الذہبیۃ، تخلف انہما تخلف فرما دیا (کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے مرد سے بیٹا کو تمہارا حقیقی بیٹا نہیں بنایا تھا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ زید بن عادیہ کو زید بن ابی سلمیٰ اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے جب آیت وفیما یخلف الذہبیۃ، تخلف انہما، نازل ہوئی تو ہم نے یہ کہا کہ پھر زید۔

مسئلہ..... دوسروں کے بچوں کو شفقت اور پیار میں جو چاہا کہ کر لیتے ہیں ان کا باپ معروف و مشہور ہوتا ہے یا نہ تو ہے لیکن بھڑک نہیں ہے۔

مسئلہ..... جس طرح کسی کے مرد لے بیٹے کو چنانچہ دیکھنے والے کی طرف منسوب کرتا ہوا نہیں ہے اسی طرح اس کی بھی اہمیت نہیں ہے کہ کوئی شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی کو اپنا باپ جائے یا نہ جائے یا کائنات میں کھسکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف نسبت کی حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ میرا باپ نہیں ہے تو اس پر عنت حرام ہے۔ آن کل جو لوگوں میں اپنے نسب بدلے، جھوٹا سید بننے یا اپنی قوم قبیلہ کے علاوہ کسی دوسرے قبیلہ کی طرف منسوب ہونے کا ارادہ کیا ہے یہ حرام ہے یا نہ کرنے والے حد سے عتذرت نہ کی امید کے مستحق ہیں۔ (روایت بخاری ابن سعد بن ابی شیبہ)

مسئلہ..... اگر کسی عورت نے نہ لایا اور اس سے حمل نہ کیا پھر بھڑکی سے کسی سے نکاح کر لیا اور اس طرح اسے اس شوہر کا بچہ ظاہر کر دیا جس سے نکاح کیا ہے تو یہ بھی حرام ہے اور اگر کسی شخص کا واقعی بچہ ہے اور اس کا انکار کرے تو یہ بھی حرام ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی کوئی عورت کسی قوم میں کسی ایسے بچے کو شامل کر دے جو اس میں





اولیٰ بعضی اہل بحجاب اللہ (اور شہادت کی کتاب میں یہ نسبت دوسرے مؤمنین مبارکین کے زیادہ قریب تر ہیں) ایسے حضرات صحابہؓ کے کمرے سے ہجرت کر کے عریضہ منورہ آئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مبارکین اہل انصار کے درمیان مداخلت فرمادی تھی تاہم بعض کا بعض کا بھائی بھادر تھا بھائی بن جانے کی وجہ سے ایک دوسرے کی خصوصی رعایت اور خدمت کے جذبات پیدا ہو گئے تھے اور یہ حق یہاں تک کہ دونوں میں سے کسی ایک کے فوت ہو جانے پر آپس میں میراث بھی جاری ہوتی تھی اس آیت میں اور سورہ انفال کی تفسیر میں اس خصوصیت اہل میراث کو منسوخ فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ آپس میں رشتہ داریاں ہیں اب آپس ان کی بنیاد پر حسب قواعد شرعیہ میراث ملے گی۔

چونکہ بات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: لَا يَنْفَعُكَ اَنْ يَتَّقِيَ النَّسَبَ (تو کیا یہ کہ تم اپنے رشتوں کے ساتھ حسن سلوک کرو) تاہم غیر رشتہ داروں میں میراث تو جاری نہ ہوگی (بلکہ سب رشتہ داروں میں بھی جاری نہیں ہوتی) لہذا جس کا بھی شرعی اصول سے میراث نہ ملے گی تو اس کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے بلکہ یاد رکھی جائے اس کی حاجتیں پوری کرنے کی کوشش کی جائے (مثلاً بطور ہبہ یا صدقہ یا میراث شرعی اصول کے مطابق دے دیا جائے) تو یہ دوسری بات ہے یہ بیخود صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ مستحب و مستحسن اور باعث اجر و ثواب ہے۔

تَحِلُّ فَاَيْلَتِ الْكَفَّةِ فَسَطْرًا (یہ ان کی کتاب میں لکھا ہوا ہے) بعض حضرات نے یہاں کتاب سے نوع محفوظ مراد لی ہے اور مطلب یہ بتایا ہے کہ نوع محفوظ جس پر لکھا ہے کہ ہجرت کی وجہ سے جو خواتین شروع ہو گا وہ منسوخ ہو جائے گا اور آخری حکم قرأت بالا راجع مبنی رشتہ داروں کے اصول پر میراث دینے کا حکم داتی ہے لہذا بعض حضرات نے کتاب سے آیت مذکورہ سے اور بعض حضرات نے یہی آیت مراد لی ہے۔ صاحب روح المعانی نے ایک اور احتمال نکالا ہے وہ یہ کہ جن۔ نوعاً کتبہ سبوحہ و تعالیٰ و لفظہ و نقضہ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرض فرمایا اور فیصلہ فرمایا کہ اب میراث رشتہ داری کے اصول ہی پر منحصر ہے نہ کہ یہ کتاب اللہ ہے۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى

اور جب ہم نے ان سے ان کا اقرار لیا اور آپ سے بھی اقرار لیا اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بنی

ابن مریمؑ۔ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا ۚ لِيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَأَعَدَّ

مریمؑ سے اور ہم نے ان سے پختہ عہد لے لیا۔ تاکہ اللہ جانے سے ان کی ایمانی کے بارے میں سوال فرمائے اور اس نے کافروں

لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا

کے لئے عذاب کا عذاب تیار فرمایا ہے۔

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے عہد لینا

اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے عہد لیا تھا اس آیت میں اس کا ذکر ہے تاہم انبیاء کرام علیہم السلام کا مولیٰ اور حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت نوح اور حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہم السلام



خاصیت کے ساتھ نام لایا ہے ان حضرات کی بخشش الہی امیہوں کو تبلیغ کرنے سے حلق بہت زیادہ تھیں اصحاب روح القدس تھے جن کو ان حضرات کی فضیلت، زکوٰۃ و خیر فرمائے اور یہ بتانے کے لیے کہ یہ حضرات کرامت اصحاب شریعہ والے انبیاء علیہم السلام میں مشہور ہیں ان حضرات کا خصوصیت یہ ذکر فرمایا ہے۔

صاحب روح المعانی نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مقدم کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ چونکہ آپ کی تحقیق مقدم تھی اس لیے ذکر میں آپ کی تقدیم فرمائی اور اس بارے میں ضیاء الدین مقدسی کی کتاب الاختصار سے ایک مرفوع حدیث بھی نقل کی ہے۔ بعد ہی الخلق و کنت اخرهم فی البعث اور ایک حدیث میں بھی نقل کی ہے: کنت اول المسببین فی الخلق و اخرهم فی البعث (یہ حدیث علامہ سیوطی نے خصائص کبریٰ (ص ۳) میں بھی نقل کی ہے) نیز یہ بھی لکھا ہے کہ چونکہ آپ سب سے پہلا نبوت سے مرفوعہ کیے گئے تھے اس لیے بھی آپ کا ذکر مقدم کیا گیا اس بارے میں بھی متعدد روایات ہیں جنہیں علامہ سیوطی نے خصائص کبریٰ میں مختلف کتابوں سے جمع کیا ہے۔ معلقوہ الامام ص ۱۳ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے بحوالہ ابن عمرؓ قرآنی نقل کیا ہے کہ حضرت صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی نبوت کب ثابت ہو گئی۔ آپؐ نے فرمایا وادم بین السور و فی الخسوف (یعنی سورہ سے لیے اس وقت نبوت ثابت ہو گئی تھی جب آدم، نوح، ابراہیمؑ کے درمیان تھے) حضرت مرثد بن ساریہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ میں اس وقت اللہ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا ہوا تھا جب آدم اپنی ملی می مرتبہ تھے۔

حضرت انبیا و کرام علیہم السلام سے کیا عہد لیا جس کا اس آیت شریفہ میں ذکر ہے اس کے بارے میں صاحب درجہ العلانی (جلد ۱ ص ۱۵۸) لکھتے ہیں: ای و الذکر وقت اخذنا من النبی کافۃ عہودہم لتبلیغ الرسلۃ و الشرائع و الدعاء الی الدین الحق۔ یعنی اس وقت کو یاد کیجئے جب ہم نے تمام نبیوں علیہم السلام سے یہ عہد لیا کہ رسالت کی تبلیغ کریں گے انعام شریعت پہنچائیں گے اور یہ حق کی طرف بلائیں گے۔ مکتبۃ الصالح ص ۳۹ پر سند احمد سے نقل کیا ہے جو حضرت ابی بن کعبؓ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی آدمؑ کو حضرت آدمؑ علیہ السلام کی پشت سے نکال کر اقلست برکتکم (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں) فرمایا تو سب نے نیکی کہا مگر ابی قراد کیا کہ ہاں واقعی آپ ہمارے رب ہیں۔ اسی موقع پر حضرت انبیا و کرام علیہم السلام سے ایک خصوصی عہد لیا گیا جو رسالت اور نبوت کے بارے میں تھا اور آیت (واخذنا من النبی مینا عہد) میں مذکور ہے۔

وَاَصْلُهُمْ مِنْهُمْ قِيْلَ لَا غِلَظَةَ (اور ہم نے ان سے پتہ چھڑایا) اس جملہ کا شروع آیت میں ذکر ہے بطور تاکید اسی کو بار بار ذکر فرمایا ہے بعض محروغ نے فرمایا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ ہم کھڑائی کی قسم کروں بار ہو چکا ہے مثلاً غِلَظَةَ سے تعبیر فرمایا۔ (۱) کہنی

624

تَسْتَلِ السَّاعِدِينَ عَنْ صَلَاتِهِمْ (اے کائنات! انہیں جانوں کہ میں نے ان کی دعا کی بارگاہ میں قبول فرمائے) اس میں جتنا اپنے لیے حکمت  
جان لرائے اور مطلب یہ ہے کہ یہ جتنا اس لیے لی گئی تھا خدائی قیامت کے دن نہیں ہے اور باقی فرمائے جو ہمہ کرنے میں بچے تھے کہ  
تم نے اپنے مہد کے مطابق اپنی باتوں کو تبلیغ کی یا نہیں؟ صحیح بخاری جلد ۱ ص ۱۳۵ میں ہے کہ قیامت کے دن حضرت نوح علیہ السلام کو دیا  
جائے گا اور ان سے سوال کیا جائے گا کہ کیا تم نے تبلیغ کی یا تو وہ عرض کریں گے کہ اسے آپ میں نے وقت تبلیغ کی بھرمان کی اس سے  
سوال ہوگا کہ کیا انہوں نے تمہیں میرے احکام پہنچائے؟ وہ کہیں گے نہیں ہمارے اس کو کوئی ذرا (دورانے والا) نہیں آتا اس کے بعد

حضرت نوح علیہ السلام سے پوچھا جائے گا کہ تمہارے دوسرے کی قسم دینی کے لیے کوئی دینے والے کون ہیں؟ وہ جواب دیں گے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے امتی ہیں۔ یہاں تک بیان فرمانے کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو خطاب کر کے فرمایا کہ اس کے بعد تم کو لایا جائے گا اور تم کو بھی وہ گئے کہ چنگ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو تبلیغ کی تھی۔

مسند احمد وغیرہ کی روایات سے ظاہر رہتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے علاوہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی انہیں بھی انکار دی ہوں گی اور کہیں کی کہ تم کو تبلیغ نہیں کی گئی ان کے نہیں سے سوال ہوگا کہ تم نے تبلیغ کی؟ وہ انہیات میں جواب دیں گے کہ کوئی ہم نے تبلیغ کی تھی اس پر ان سے کہہ غلب کیے جائیں گے تو وہ بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کی گواہی پیش کریں گے۔

(درمختار جلد ۳ ص ۳۳)

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے یہ سوال ان کی امتوں کے سامنے ہوگا تاکہ ان پر بھت جھٹم ہو جائے۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام وہ اسلام پہنچے تھے اور ان کے سامنے ہلے اپنے انہی میں سے تھے ان کے بارے میں سورہ ناکہ کے آخری دو کلام میں فرمایا: **فَسَالِ الْفِلَہٗ هَلَّا یَوْمَ یُطْعَمُ الضُّعِفٰنِ بَصِیْرًا** (پہلے وہ ہیں جس میں کون کی چوٹی نکلے گی) جن لوگوں نے کج گوشتیہاں کے بارے میں فرمایا: **اَفَلَا لِلْغُلَہٗ عَلٰہَا اٰیٰہَا** (اور کافروں کے لئے اور نہ کہ خدا پکار فرمایا) سورہ زمر میں فرمایا: **فَسَقِیْ اَعْمٰیہٗمُ بِسَقِّیِّ مَحْدَبٍ عَلٰی النَّہْرِ وَتَحْدَبُ بِالْیَمِیْنِیِّ وَ اَلْجَنّٰتُ فِیْ خَیْمَہٗمُ مَقْوٰی لِلْکَہْکِبِیِّ** (اس شخص سے بڑا عالم کون ہوگا جس نے اللہ پر محبت نہ کرے اور نہ کج گوشتیہاں اس کے پاس آیا کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانہ نہیں ہے)۔

**یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اذْكُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْكُمْ اِذَا جَآءَ تَکْفُرُ جُنُوْدٌ ۭ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْہِمُ رِیْحًا**

اے ایمان والو! اللہ کی نعمت پر تمہیں ملی ہے اسے یاد کرو جبکہ تمہارے پاس لشکر ہے۔ سو ہم نے ان پر ہوا بھیج دی

**وَجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْہَا ۚ وَكَانَ اللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ۝ اِذَا جَآءَ وَكُم مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلِ**

اور لشکر بھیج دیے انہیں تم نے نہیں دیکھا اور اللہ ان کا سر کہ کہنے والا ہے جو تم کے لئے ہوا جبکہ وہ ایک تمہارے اوپر آج سے اور تمہارے نیچے

**مِنْكُمْ ۚ وَاِذَا رَاٰتِی الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَظَنُّوْنَ بِاَللّٰہِ الظُّنُوْنَ ۝ فَاٰتٰکَ**

کی طرف سے بھی۔ اور جبکہ آنکھیں بھی دیکھیں اور لوگوں کو تبلیغ کیے اور تم اللہ کے ساتھ طرح طرح کے گمان کر رہے تھے۔ اس موقع پر

**اِبْرٰہِیْمَ الْکَلْبُومِیْنَ وَ اَزْلٰوْا رِیْآۃَ شَیْطٰنِہٖ ۝**

مومنین کی جانچ کی گئی اور انہیں حق کے ساتھ سمجھو دیا گیا۔

غزوہٴ احزاب کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل ایمان کی مدد

اور کفار کی جماعت کی بد حالی اور بدحواسی

اس دوسرے غزوہٴ احزاب کا ذکر ہے جسے غزوہٴ خندق بھی کہا جاتا ہے یہ نہ ہجری کا واقعہ ہے نہ کوئی ہی حید کے بعد اس غزوہ کی تفصیل نقل کی جاتی ہے۔



بہتر ہے۔ یہ بات سن کر قریش بہت خوش ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے لیے آمادہ ہو گئے۔ اس کے بعد یہودیوں کے سردار قریظہ بنی لعلطان کے پاس گئے اور انہیں بتایا کہ انکو ملو صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنا ہے۔ قریش کے لئے ہمارا ساتھ دینے کا وعدہ کر لیا ہے تم لوگ بھی ہمارے ساتھ جنگ میں شریک ہو جاؤ تاکہ اسلام اور مسلمانوں کا قدرتی فتنہ ہو جائے ان کے علاوہ دیگر قبائل کی ہوا حشیں بھی جنگ کرنے کے لیے تیار ہو گئیں۔

دشمنوں سے حفاظت کے لیے خندق کو حفر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں لوگوں کے ارادہ کی اطلاع ملی تو آپ نے حضرات صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے مشورہ دیا کہ مدینہ منورہ کے باہر خندق کو حفر لی جائے۔ انہوں نے بتایا کہ مل جل کر دشمن سے مشورہ نہ کر کے لیے یہ صحیح اختیار کرتے ہیں اپنا پورا خندق کو حفر کر لی گئی مدینہ منورہ کے اس جانب بھی مدینہ منورہ کے آئے گا اندیشہ تھا اس خندق کی کھدائی میں سیدہ عالمہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی کھدائی کر خندق کی حدود مقرر فرمائی اور ہر دس آدمیوں کا چالیس پتھر کا فرقہ کھودنے کیلئے دیا (بعض حضرات نے اس خندق کی لمبائی ساڑھے تین میل بتائی ہے) حضرت سلمان فارسیؓ نے اسے قوی اور مستحکم آبادی تھے ان کے متعلق مہاجرین و انصار میں اختلاف ہوا انصار نے کہا کہ سلمان ہم میں سے ہیں اور مہاجرین نے کہا کہ ہم میں سے ہیں ان کو پھر سے ساتھ لے کر کھودنے کے لیے دیا جائے یہ سن کر سیدہ عالمہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بسلفطان منّا اطفال النبیؐ (یعنی سلمانؓ دہم مہاجرین میں سے ہیں مدینہ منورہ جہاں میں سے ہیں جنگ و جدل بیت میں سے ہیں) یہ دشمنوں کی ہمتیں مدینہ منورہ کے قریب پہنچیں جن کی تعداد اس بارہ ہزار تھی قریشوں نے خندق کھدی ہوئی پانی اور کھینے لگے یہ تو کرب و غم کی تدبیر ہے جسے اللہ مہرب نہیں ہانتا تھے وہ لوگ خندق کے اس طرف رہ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق کے اس طرف تین ہزار مسلمانوں کے ساتھ جبل سلج کی طرف پشت کر کے قیام پذیر ہو گئے اور عورتوں اور بچوں کو حفاظت کی بنچوں یعنی گھوڑوں میں بٹھو لا فرمایا۔ دشمنوں کا خندق پار کرنے سے عاجز ہونا۔ ... خندق کو کچھ کر شریکین مسلمانوں تک فتح تو فتح کے جس سے آئے سنائے ہو کر

وہاں لشکروں کی جنگ ہوتی لیکن اپنی جگہ سے جلدی نہیں کی تھیں ہوئے اپنی جگہ پر بندہ ہے۔ ان کا اپنی جگہ پر بندہ رہنا تعزیراً ایک میرہ تک تھا۔ گوہر خندق کے پار نہیں آ سکتے تھے لیکن انہیں چھوڑ کر چل جائے گا بھی موقع نہیں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام پر پہنچے۔ ساتھ اپنی جگہ پر مقیم رہا اس موقع پر مسلمانوں کو بہت زیادہ تکلیف پہنچی سردی بھی تھی کھانے پینے کا انتظام بھی نہ تھا اور خندق بھی اس حال میں کھودنی کو کھوک کی وجہ سے خراب پر پھر بندھے ہوئے تھے پھر دشمن کے مقابلہ میں اتنا کمزور تھا کہ ان کا ہر قدم چاہے مادن نہ پاسے قریش اس وقت جو نئے مصیبت کا سامنا تھا اسے اندھل شانہ نے آیت بالا میں بیان فرمایا کہ دشمن تیرا مدد سے چڑھتا ہے اور پہنچے گی ہاپ سے بھی آئے اور انھیں پہنچے۔ وہ ہمیں اور اہل مملکت کو پہنچے گئے تھے اور ان کے علاوہ میں کہتے ہیں بکھوڑا کہ انہاں اس وقت مسلمان آزمائش میں ڈالے گئے اور انہی کے ساتھ بکھوڑا دیے گئے۔ مفسرین نے فرمایا ہے کہ میں لوگوں کو شکم سے دھکی کر ان کا حصہ دے جو مشرق کی جانب تھا اس جانب سے غول سلطان اور ان کے ساتھی آئے تھے جن میں اہل نجد بھی تھے اور غزوہ بھی تھے اور انھیں بھی اور انھیں سلطان شکم سے دھکی کر اپنے اور حصہ دے جو مغرب کی جانب تھا اس جانب سے قریش کے لشکر کا اہل تھامرا نے تھے۔

وَلَقَدْ نَزَّلْنَا بِاللَّهِ الْعَظُومَ جُورًا دِاسَ كَہ۔ اسے جس مفسرین نے لکھا ہے کہ صیغہ خطاب کوئی طور پر مدعیان اسلام کو مثال ہے جس میں جلس اہل ایمان بھی تھے اور منافقین بھی مؤمنین کو تکیہ گمان کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ شانہ اپنا وعدہ پورا فرمائے گا اور یہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمائے گا اور منافقین دوسری قسم کا خیال کر رہے تھے وہ بکھوڑے تھے کہ اب تو اسلام اور مسلمانوں کا نام دشمن ہی من جائے گا

اور یہی کہتے تھے کہ اسے لوگوں سے جنگ کرنا حرم ہے سے مسلمانوں کے بس کی بات نہیں ہے و قاتل بعضہم احد عطفاً  
للسلوانین المخلصین و کانت ظواہم من خو اطرافلس و هو اجسہا التي یوجہا الخوف الطبعی و هذا لا موانعہ  
لہ قاتل صاحب الروح بعد هذا الذی ذکرنا اولیاً لظواہم المخلصہ ہی ظن النصر بدون لیل العدو منهم شیئاً  
و ظہ بعد النیل و ظن الا متحان و علی هذا لا یحتاج فی الاعتقاد (اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ یہ نظرون باللہ الظنون  
کا خطاب مومنین مخلصین سے ہے۔ مومنین مخلصین کے ایمان دل کے خیالات تھے جن سے ظنی خوف پیدا ہوتا ہے اور ایسے گناہوں میں  
کوئی متحاذ نہیں ہے۔ روح العالی دالے نے اس کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا بعض نے کہا کہ ان کے اس طرح کے ظن گناہ ہیں کہ  
جن سے لڑائی کے بغیر ہی مدد ہو جائے اور دشمن سے لڑائی کے بعد اور ذائقہ کا گناہ اور اس طرح کے گناہوں پر کسی معذرت کی ضرورت  
نہیں ہے)

بعض کفاروں کا مقتول ہونا..... دشمن نے خندق کو پار کرنے کی ہمت نہ کی البتہ کچھ تو انداز ہی ہوتی رہی مشرکین سے چند  
آدمی اپنے گھڑوں سے نیکر خندق میں اتر گئے جنہیں کافی کاغذ دیکھا چاہا تو ان میں سے ایک شخص عمرو بن مہدی بھی تھا جنگ بد میں اس نے  
خفت چوت کھائی تھی اس لیے جنگ میں اس میں شریک نہ ہو سکا تھا غزوہ خندق کے موقع پر وہ خندق میں کودا اور اس نے اپنی بہادری دکھانے  
کے لیے نکل کر کہا کہ خلی خذ ہذا یعنی مجھ سے کون مقابلہ کرتا ہے اس وقت وہ تھپاڑوں سے لیس تھا اس کو اہل حرب ہزار ہوں  
کے برابر گھستے تھے حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا دست لے کر اس کے سامنے آئے عمرو بن مہدی نے ان سے کہا کہ تم  
کون ہو؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ میں علی بن ابی طالب ہوں اس نے کہا کہ تمہاری عمر کم ہے اس چھانچس کہتا کہ تمہارا خون بہاؤں  
تمہارے بچاؤں میں ایسے لوگ موجود ہیں جو عمر میں تم سے بڑے ہیں ان میں سے کسی کو سامنے لاؤ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ لیکن مجھے  
تو یہ پسند ہے کہ ہزار خون بہاؤں یہ بات سن کر وہ غصہ میں پھر گیا اور تھوڑا سا کھڑکھڑائی کہ حضرت علیؓ کی طرف سے حاضر حضرت علیؓ نے اس سے مقابلہ  
کیا اور حال آگے بڑھا دی اس نے ایسے زور سے تھوڑا دی کہ حائل کٹ گئی پھر حضرت علیؓ نے اس کے سوز سے قریب تھوڑا دی  
جس سے وہ گر گیا اقبال اللہ بہادر اور حضرت علیؓ نے زور سے اندھا کبڑا کھینچ کر آزادی سے مسلمانوں نے کھڑا کیا کہ حضرت علیؓ نے دشمن کو ختم  
کر دیا ہے مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیغام بھیجا کہ ہمیں اس کی خوشی دے دی جائے ہم اس کے عوض ہزار دینے کے  
دیں ہزار دینہ سہ سو دینے کے بعض روایات میں ہے کہ انہوں نے ہزار ہزار دینہ کی پیش کش کی آپؐ نے جواب میں کہلایا کہ تم اس کی خوشی  
کو لے لو مگر دینوں کی قیمت نہیں کھاتے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے یوں فرمایا کہ انکی خوشی دے دو اس کی خوشی بھی حبیب ہے  
اس کی دین بھی حبیب ہے۔ عمرو بن مہدی کے علاوہ دشمن کے اور بھی تین چار آدمی مارے گئے جن میں سے ایک یہودی کو حضرت صفیہ  
بنت عبدالمطلب نے قتل کیا جو مسلمان عورتوں کے قتل کے پاب پر چکر لگا رہا تھا مسلمانوں میں سے حضرت سعد بن معاذ ایک ہیرا کر کا  
جس نے ان کی اہل دماغ کا دہی انہوں نے دعا کی کہ اسے اللہ مجھے آگنی زندگی اور عجب فرمایا کہ تیری طرف (قبیلہ یہود) کی اذیت  
اور جاگت دیکھ کر اپنی آنکھیں پھٹی کر گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی جس کا اثر غزوہ احزاب کے تڑکے کے بعد آئے گا  
انشاء اللہ تعالیٰ شہید ہونے والوں میں انس بن مالک اور عبد اللہ بن مسعود بن عقیل بن نعمان ثقیف بن عمرو بن عبد ربیع بن زید کے اہلے گرامی  
اور کچھ گئے ہیں۔

جہاد کی مشغولیت میں بعض نمازوں کا قضا ہو جانا..... غزوہ احزاب کے موقع پر اس قدر مشغولیت اور بے چینی رہی کہ ایک  
روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز بھی نہ پڑھ سکے آپؐ نے پندہا دیتے ہوئے فرمایا بلاء اللہ علیہم یونہم و یورہم غزاً



### بعض ان واقعات کا تذکرہ جو خندقِ کھودتے وقت پیش آئے

خندقِ بھوک اور سردی کا مقابلہ ۔۔۔ جس وقت دشمن چڑھ کر آئے تھے اس وقت سخت سردی کا زمانہ تھا کھانے پینے کا کچھ مشغول انتھام نہ تھا بھوک کی مصیبت بھی درپیش تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرس شرس خندق کھودنے میں شریک تھے۔ حضراتِ صحابہؓ کربان بھی اس کام میں مشغول تھے، فوج پر ہتھ باندھ رکھے تھے خندق کھودنی بھی پڑتی تھی اور اس کی مٹی بھی نقل کرنی پڑتی تھی کھدائے کھدائے اور پتھروں پر ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچاتے تھے کھانے کے لیے ایک کھجور لے جاتے تھے تینیں ہال لیا وہ چاقو اور یا بے ہوش ہو کر ایسے تھک جاتے کہ سامنے ساتھ رکھ لیے جاتے تھے جس میں یہ اپنی تھی اور اس کو کھانا بھی آسان نہ تھا مشکل سے کھجور سے اترتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر یہ کہتے جاتے تھے اللّٰهُمَّ اِنِّیْ طَیْلَسُ عَیْشٍ اَلَا عِزْرَةٌ فَالْغُفُورُ الْاَلْبَاطُ وَالْمُهَاجِرَةُ (اے اللہ زندگی تو آخرت ہی کی زندگی ہے سو آپ خدا اور مجاہدین کو بخش دیجئے) آپ کی یہ بات سن کر صحابہؓ کربان جواب میں یوں کہتے تھے۔ (مجید علی بن عباس ۱۹۸ ص ۱۹۹)

لَنْحَنَ الَّذِیْنَ مَایَعُوْا اَصْحٰبًا عَلٰی اَلْحِجَابِ وَخَلْفِیْنَا اَمَّا

(ہم وہ ہیں جنہوں نے جہاد پر ہم سے پیوست کی ہے ہم جب تک بھی زندہ رہیں ہماری پیوست داتی ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق کھودنے میں شریک تھے اور مٹی نقل کرنے کی وجہ سے آپؐ کے حکم مبارک پر اپنی مٹی لگ گئی کہ کمال دیکھتے ہیں جسے آتی تھی اس موقع پر آپؐ یا اشعار پڑھتے جاتے تھے یوں حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے شعر ہیں۔

(۱) اللّٰهُمَّ لَوْ لَا اَنْتَ مَا اَعْتَدْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا

(۲) لَمَّا تَزَلْنَا مَسْکِنَہَ عَلَیْنَا وَکَیْتَ الْاَلْدَمَامِ اِنْ لَا لَیْسَا

(۳) اِنْ اَلَا لَیْسَا قَدْ بَغِیْنَا عَلَیْنَا وَاِنْ لَوْ اَفْوَ اَفْیَسَ الْاَیْمَا

(۱) اے اللہ اگر آپ جانت نہ دیتے تو ہم جاہل نہ ہوتے اور نہ معبود دیتے اور نہ نماز پڑھتے۔

(۲) سو ہم پر اطمینان ڈال کر فرمائیے کہ اللہ ہمارے قدموں کو ثابت رکھیے اگر ہماری خدا بھیج رہا ہے۔

(۳) اے اللہ! یہاں تو کون سے ہم پر زندگی کی ہے اور اگر یہ نکلے گا اور وہ کریں گے تو ہمیں سے انکار کر دیں گے۔

آخری کلمہ ایسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے پڑھتے تھے اور اس کلمہ کو پڑھتے تھے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۸۸) (ابو ایمن)

(بشر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیشین گوئی کہ مسلمان فلاں فلاں علاقوں پر قابض ہوں گے۔۔۔ خندق کھودتے وقت ایک یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک ایسی خندق چٹان پر آمد ہوئی جس کا توڑ حضرات سماج کے کھن سے دیر ہو گیا۔ صحابہؓ کربان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی تو آپؐ نے فرمایا کہ میں اس میں اترتا ہوں آپؐ نے چھوڑ دئے کہ اس میں مارا جس سے وہ ریت کا ڈھیر بن گیا۔ بعض روایات میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چٹان میں چھ دھارا اور ضرب لگنے کی وجہ سے ایک ایسی تباہی رونق پائی جو اب تک کے سب سے زیادہ تباہی کا سبب بن گئی تھی ایسا معلوم ہوا تھا جیسے اندھیری رات میں چراغ بج گیا کہ اب اس پر آپؐ نے صبح پائی تباہی کو کرنے والی بحیرہ کی ہر مسلمانوں نے بھی اللہ اکبر کہا حضرت سلمانؓ قادریؓ اور دیگر صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کیا رونق تھی جو بار بار تباہی پڑ رہی تھی؟ آپؐ نے فرمایا کہ جب پہلی بار رونق ہوئی تو اس میں مجھے حیرت کے کلمات اور کسرت کے شہرِ طبرہ ہو سکے

مجھے خبر ملی ہے تھاکہ آپ کی امت اس پر تلب پائے گی جو، سوہری بار جو چکے ظاہر ہوئی اس سے دوسری سزا دین کے سرخ کھاتے ظاہر ہو گئے مجھے خبر ملی ہے تھاکہ کبھی امت اس پر تلب پائے گی اور تیسری بار جو دہائی چکی اس سے مجھے متنازعہ کے مجھ سے ظاہر ہوئے (جو نہیں کا شہور مشہر ہے) کبھی نے مجھے تھاکہ کبھی امت اس پر بھی تلب پائے گی لہذا تم خوش ہو جاؤ اس پر مسلمان بہت خوش ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ہو کر رہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مذکورہ بالا چیزوں کے جمع ہونے کی خبر دی تو منافقین کہنے لگے کہ ان کو دیکھ لو شراب سے ان کو  
جھوٹا کر دی گئی ہے کل نظر آ رہا ہے بخاری جہاڑی ہے کہ تم انھیں فتح کرو کہ لا رہا حال ہے کہ تم لوگ منافق کھود رہے ہو یعنی مصیبت  
سب کو فتح ہو۔

اور انھیں دوا دے دیں ہیں ہے کہ جب آپ نے قسم اللہ چاہ کر سبیل پر ضرب دی تو اس چاندی کا تہائی حصہ لے گیا آپ نے فرمایا اللہ اکبر مجھے ملک شام کے خزانے دے دے مجھے لکھنؤ دارو ضرب دی تو اس کا ایک چاندی کا حصہ لے گیا اور دوسرا اللہ اکبر مجھے ملک فارس کی چاہیاں دے دی گئیں پھر تیسری بار ضرب دی تو باقی چتر بھی لے گیا آپ نے فرمایا اللہ اکبر مجھے ملک یمن کی چاہیاں دے دی گئیں۔ ساتھی آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اتنی قسم میں شام کے سرخ مال دے دو ان کا سلیطہ گل بوجھنا کے دے دو اسے بھی میں اس وقت دیکھ رہا ہوں۔

حضرت امام محمد باقرؑ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں جب یہ شریعت ہوتے جانتے تھے تو حضرت ابوہریرہؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں ذات کے بعد میں ابوہریرہؓ کی بات سے اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم نے میں شیروں کو کھج کر یا بھرا قیامت تک میں شیروں کو کھج کر کھائے ہوں سب کی چاہا ہوں اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے ہی سے وہ دینی کی جھین بھنی آپ کو اتھو دینی کی طرف سے یہ فوجی و دینی کی جھج کر آپ کی صحت کو فوج کر کے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس دین سے خطرے لے گئے تھے اسے تو ان کو حاصل کر رہے ہو۔ (الذہبی والبیہقی ج ۱ ص ۱۳۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب قیصر جاگ اٹھتا ہے تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور جب کسی ملک میں بادشاہ ہوگا تو اس کے بعد کوئی کسی نہ کا حکم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم قیصر اور کسی کے فرماؤں کی بات نہ کرو۔ یہ ساری باتیں فرمائی گئیں اور یہی ساری باتیں فرمائی گئیں۔

[illegible]



یا کر باضی میں انہیں وہ جو پہلے سے فارغ ہو گئی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جانے لگا تو وہ کہنے لگی جاتو رہے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مجھے سواست کرنا ایسا نہ ہو کہ پادہ اطراف تھائیں انہیں حضور اللہ و علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ہم نے تمہارا سا کھانا چاہا کیا ہے آپ تشریف لے جائیں اور اپنے ہمراہ ایک دو آدمی لے لیں۔ آپ نے فرمایا کتنا کھانا ہے؟ میں نے چوٹی سے مور جال عرض کر دی آپ نے فرمایا تو یہ بہت ہے بھرا آپ نے ذرا سے اٹھانے فرمایا کہ اسے خنوق و اطواف چاہا بڑے کھانا تو دیکھئے آپ کہا جوین والدہ کو ساتھ لے کر روانہ ہو گئے۔ آپ آگے آئے تشریف لارہے تھے اور حضرات صحابہؓ بارہ آپ کے پیچھے چلے رہے تھے جلدی سے اپنی چوٹی کے پاس پہنچا اور چوٹی کی بلایت بیان کر دی کہ کھانا کثیر آ رہا ہے اس پر وہ دانش ہوئی اور کہا کہ اسی ہوا انہیں کھا گئے اور یہ تھا میں نے کہا تھا کہ مجھے سواست کرنا پھر کہنے لگی اچھا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب بات بتادی تھی؟ میں نے کہا کہ ہاں میں نے سب کچھ بتا دیا تھا۔ (ابو داؤد) باب چہلہ ص ۹۹ میں بخلاف دلائل و القیاسی بھی بخلاف ہے کہ یہی کہہ کئے گئے کہ اس بار تو اللہ تعالیٰ کا رسول ہی نہیں۔ آپ تشریف لائے تو جو کچھ کھانا تھا اس میں اپنا کھانا مبارک ذیل و باہر پر رکھ کر اس کی دعا فرمائی پھر باضی کی طرف توجہ فرمائی وہاں میں بھی آپ مبارک ذیل و باہر پر رکھ کر یہ فرمایا پھر فرمایا کہ ایک دو آدمی چلے والی ہوا اور باضی کو چاہئے ہے سے استاذہ حضور ائمہؓ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ تم گھر میں آ جاؤ کچھ کچھ کھاؤ پھر صلیبہؓ کو کھانہ دے دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوئی رہی۔ آپ رسولی تو زور زور کر اس پر کوشش کی کہ اس کو کھانا دے اور خود باہر پھر کر حاضرین کو دیتے رہے یہاں تک کہ سب نے پیٹ پھر کر کھانا کھا لیا حضرت چار زبان کرتے ہیں کہ کھانے والے بڑا آدمی تھے میں اللہ کی قسم کہ کچھ ہوں کہ انہوں نے خوب کھانا کھا اور یہ ہو کر دامن چلے گئے اور تادی باضی کا یہ حال تھا کہ جیسی بھی اسی طرح اقل رہی تھی اور چار آ جا جیسا تھا وہی اسی رہا (گوراس میں سے کچھ بھی فرمائی نہیں ہوا) آپ نے میری چوٹی سے فرمایا کہ یہ چاہا کھانا خود کھا لو اور (چند جہاں کا بھی کھانا دے دیکھو کہ کون کونسا کھانہ کھاتا ہے) (صحیح بخاری جلد ۵ ص ۵۸۹)

اسی طرح ایک والدہ جاننا انہیں سچے سے نکال دھو کر اٹھائی جان کیا ہے کہ حضرت عثمان بن عفیرؓ کی بیمن نے جان کیا کہ میری والدہ نے کھانا کھا لیا پھر کہ مجھ کو دین جو میرے پیڑے میں داخل دین اور کہا کہ اسے میرے بیٹا جاؤ اسے اپنے والد اور اپنے ماموں عہد اللہ نے رواد کے پاس لے جاؤ تاکہ وہ حج کے وقت ان کو کھائیں (یہ دونوں حضرات بھی خنوق کھانے میں مشغول تھے) میں یہ بگڑ کر سے کر دانت ہوئی کہنے والدہ اور ماموں کی تلاش میں تھی کہ اسی وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا گز رہا تھا آپ نے فرمایا کہ اسے بیٹا یہ تمہارا سے پاس کیا ہے؟ میں نے کہا کہ یہ کچھ بگڑ کر ہیں جن جو میری والدہ نے کھانے میں کھا کر اپنے ماموں کو دے دیں! حضورؐ نے فرمایا کہ ان کو یہاں لاؤ میں نے وہ بگڑ کر آپ کی جھیلیوں میں داخل دین وہ اتنی کم نہیں کہ ان سے آپ کی دواؤں جھیلیاں نہ بھر سکیں آپ نے ایک کپڑا اچھانے کا حکم دیا پھر وہ بگڑ کر اس پر پھیلا دیں اور ایک شخص سے فرمایا کہ اور کئی آواز سے خنوق والوں کو پکارو کہ آ جاؤ کھانا کھا لو خنوق کے کام میں جو حضرات مشغول تھے حاضر ہوئے اور ان بگڑوں میں سے کھاتے رہے یہاں تک کہ سب فارغ ہو کر دامن ہو گئے۔ (عالم النبی ص ۱۱۱) (ابو داؤد) ج ۵ ص ۵۸۹ (ابو داؤد) ص ۵۸۹ (تذکرہ)

وَإِذْ يَقُولُ الْمُبْتَغُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا ۝

اور جب ان تجسّس اور دھوکے بازی کے لوگوں میں مرض ہے کہ وہ جتنے کہ ہم سے اللہ نے تمہاری دعا میں کہہ دی تھی وہ کھانا کھا دیا۔

وَإِذْ قَالَتْ خَلِيفَةٌ مِنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا، وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِنْهُمْ

اور اب کسی شی سے ایک جماعت کے بنانے کو اس طرح انتہا سے غصے کے ساتھ تحریر سے اپنے تمام اہل بیت و اہل کونین سے ایک فریاد کی صورت میں خطاب

الَّذِينَ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ ۖ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۖ إِن يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ۚ وَلَوْ دُخِلَتْ

نہ صرف وہ ایک نوجوان ہے بلکہ اس کی عمر بھی کم ہے۔ یہ ایک نوجوان ہے جو ابھی تک اپنے آپ کو دنیا کے لیے نہیں دیکھا ہے۔

عَلَيْهِمْ مِنْ أَطَارِمًا ثُمَّ سَبَّوْا الْفِتْنَةَ لِأَنَّهُمْ وَمَا تَلْبِثُوا بِهَا إِلَّا يَوْمًا وَلَقَدْ كَانَ

ہر ایک انسان کو جو اس دنیا میں پیدا ہوتا ہے، اس دنیا میں پیدا ہونے کے لیے اس کی والدین کے لیے ایک عظیم شکر ہے۔

عَاهِدُوا اللَّهَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْآيَةُ وَكُنْتُمْ مِنْ خَاسِرِينَ ۝ قَالَ لَنْ يَنْفَعَكُمْ الْفِرَارُ

یہ خط ہے جو کاف کا کج بند نہیں بھجی ہے جو خط ہے جو کاف کا کج بند نہیں ہو گیا۔ اب فرما دیجئے اگر تم سوچتے ہو کہ کاف کا کج بند نہیں بھجی ہے جو خط ہے جو کاف کا کج بند نہیں ہو گیا۔

إِنْ قَرَّبْتُمْ مِنْهُمُ الْمَوْتَ أَوْ الْقَتْلَ وَإِذَا لَمْ تَمْعَمُوا إِلَّا قَلِيلًا ۝ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِي يَعْصِيكُمْ

۳۔ ہر ایک قسم کی تعلیم کے لیے اعلیٰ اور اعلیٰ درجے کی تعلیم کے لیے۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ تعلیم کے لیے ہے۔

قَالَ اللَّهُ إِنَّ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً، وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ شَيْئًا وَلَا

[illegible]

تَصِيرُوا ۝ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْعَوْتُونَ بِكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا وَلَا يَأْتُونَ

۱- در صورتی که در یک سال دو بار بارش اتفاق افتد، بارش دوم را در همان سال به حساب می آوریم و در سال بعد به حساب نمی آوریم.

النَّاسِ إِلَّا قَلِيلًا ۖ أَشِحَّةٌ عَلَيْكُمْ ۚ فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يُنْظَرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ

[illegible]

عَنْهُ كَأَنَّهُ يُفْقِدُهُ عَلَيْهِ مِنَ الْبَيْتِ إِذَا ذُكِرَ الْخَوْفُ سَلَفَكُمْ بِالْبَيْتِ حَذَادُ الشَّيْءِ

*The following information was obtained from the above mentioned sources:*

عَلَى الْخَيْرِ. أُولَئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا بِالْحِطِّ. اللَّهُ أَعْبَارُهُمْ. وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسْرًا. يَكُونُونَ

2023-2024

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بَارَكْنَا فِيهِ الْكَافَّةَ إِنَّهُ لَا يَلْزِمُنَا الْمَعَاصِيَ أُولَئِكَ فَتَرَاتِكُمْ أَجْمَعِينَ

[illegible]







اَنْتُمْ لِرَبِّكُمْ فِيْهِمْ حَسْبُ الْعَاقِبَةِ اَنْتُمْ قَوْمٌ وَاعِدُ الْغَيْبِ الْغَيْبِ قَوْمٌ

اَوَلَيْسَ لَكُمْ يَوْمَئِذٍ اَنْتُمْ لِرَبِّكُمْ فِيْهِمْ حَسْبُ الْعَاقِبَةِ (یہ لوگ انہیں اس لئے) حَسْبُ الْعَاقِبَةِ (سواغ نے ان کے اعمال کا رستہ کر دیے) جن کا آخرت میں کوئی ثواب نہ ملے گا۔ وَحَسْبُ الْغَيْبِ الْغَيْبِ (اور یہ اللہ کے لئے اچھا آسان ہے) جن میں سے کوئی شخص حراست کر کے اپنے اعمال کا بدلہ نہیں لے سکتا۔

نویں آیت میں منافقین کی بڑی کوشش دکھائی گئی کہ وہ جو دیکھ کر بیش کمر ہو کر غیظ و غضب سے بھر جائیں گے کہ وہ وہاں پہلے گئے لیکن یہ لوگ اور ہے ہیں اور ہیں کہہ رہے ہیں کہ وہ لوگ بھی نہیں گئے ان کے گروہ جات پہنچے ہیں لیکن اگر وہاں آجائیں تو منافقین خوف اور بزدلی کی وجہ سے ہوں آرزو کرنے لگیں گے کہ کیا یہی اچھا ہے؟ اگر ہم دیہات میں چلے جاتے ہیں تو یہاں سے مسلمانوں کی خبریں معلوم کرتے رہیں گے جنگ کا کیا انجام ہوا؟ وَلَوْ كُنْتُمْ مَّا تَلْعَلُوْنَ اَلَا لِلّٰہِ اَسْمَعُ (مسلمانوں پر منافقین اگر تمہارا سنا دے اور وہ جاکیں جب بھی تمہیں سنا دے گا وہ نہیں پہنچا سکتے ہیں) ہم کے لئے وہی جنگ کر لیں گے جس سے دنیا کا یہی مقصد ہوگی ایک اور طریقہ یہ کہ کر لیں گے کہ ہم نے بھی تو جنگ میں شرکت کی تھی۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسُوْۃٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ یَرْجُو اللّٰہَ وَالیَوْمَ الْاٰخِرِ وَذَكَرَ

تمہارے لئے یہی اس شخص کے لئے جو اللہ سے اور آخرت کے دن سے ڈرتا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سوا

اللّٰہُ کَثِیْرًا ۝ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۚ قَالُوْۤا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَ

تو کہ سچا تھا۔ اور جب ایمان والوں نے منافقوں کو دیکھا تو انہوں نے کہا کہ یہ ہے وہ جس کا ہم سے اللہ نے اور اس کے رسول نے

صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ ۚ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّا اِیْمَانًا ۚ وَتَسْلِيْمًا ۝ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ

وہو فرمایا اور اللہ نے اور اس کے رسول نے سچا فرمایا اور ان کے ایمان اور رخصت ہو کر رہی سی ہوئی۔ اہل ایمان میں بعض ایسے ہیں جنہوں نے

صَدَقُوْۤا مَا عٰہَدُوْۤا اللّٰہَ عَلَیْہِ فَبَیْہُمْ مِّنْ قَضٰی نَجَیۡۃٍ ۚ وَمِنْہُمْ مَّنْ یُّنْتَظِرُ ۚ

ایمان وہ عہد کر دیا جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا سو ان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے ایذا دہرانی کر لی اور بعض وہ ہیں جو انتظار کر رہے ہیں

وَمَا يَدَّبُلُوْۤا تَبٰیۡلًا ۝ لِّیَجْزِیَ اللّٰہُ الصّٰدِقِیْنَ بِصَدَقَتِہُمْ ۚ وَیُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ اِنْ شَآءَ

اور انہوں نے کچھ بھی تدبیر نہیں کی۔ تاکہ اللہ ایمان والوں کی سچائی کا بدلہ دے اور منافقین کو عذاب دے اگر چاہے۔

اَوْ یَتُوبَ عَلَیْہُمْ ۚ اِنَّ اللّٰہَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ وَرَدَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْۤا بِغَیْطِہُمْ

یا ان کی توبہ قبول فرمائے گا جب اللہ غفور رحیم ہے۔ اور کافروں کو اپنے لئے ان کے غصہ کے ساتھ دھنوں سے لٹا دیا۔

لَمَرِّیَالُوْۤا غَیْرًا ۚ وَکَفٰی اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ ۚ وَكَانَ اللّٰہُ قَوِیًّا عَزِیْزًا ۝

انہوں نے کوئی تیرتہ چلی اور ان کی جانب سے تو نہیں کے لئے اللہ کو ہی کافی ہو گا اور اللہ قوی ہے اور عزیز ہے۔



تھے جس سے چہرہ نہ کیا تھا اس لیے انھیں کے پردوں سے ان کی بہن نے انھیں بچا کر لایا تو دیکھا کہ ان کے جسم پر اسی ۸۰ سے ۹۰ روپے تھوڑے بڑے درجے کے ڈھم تھے جسے ہم کہتے تھے کہ یہ آیت لَا يَمْلِكُ مِنَ الْقُرْآنِ أَنْ يَتُخَلَّصَ مِنْهُ الْعَدُوُّ اللہ علیہ صلوٰۃ حضرت انس بن خضر اور ان جیسے صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ (دکھو البصائر ص ۳ ص ۵۲۰ و دکھو البصائر ص ۱۱۱ کتاب المغیر ص ۲ ج ۲ ص ۵۰۵ نقلاً عن ابن مالک نوی هذه الآية نزلت في عمر بن الخطاب)

حضرت انس بن مالک نے جو فرمایا کہ یہ آیت انس بن خضر اور ان جیسے صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ ان صحابہ کے بارے میں روایتیں جو حضرت ابن مسعود نے لکھی ہیں ان میں سید الشہداء حضرت عمرؓ، بن عبدالمطلب اور حضرت مصعب بن عمیر اور حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ ہیں ان میں روایات میں ہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو یہ بات پتہ کرے کہ کسی ایسے شخص کو زمین پر چتا پلجنا دیکھے جس نے اپنی نذر پوری کر دی ہو تو وہ طلحہ بن عبید اللہؓ کو دیکھے۔ (مسالم الخریج) حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ فرماؤ اعداد و غزوہ احزاب میں شہید نہیں ہوئے تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں من قبضہ نخبہ کا مصداق بتایا کیونکہ انہوں نے غزوہ بدر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں کے تیروں سے اپنے ہاتھ کے دائرہ پر بچایا تھا یعنی دشمن کی جگہ اپنے ہاتھوں سے کام لیا تھا جس کی وجہ سے ان کا ہاتھ شل ہو گیا تھا اور ان کے جسم میں ستر سے بگاڑ اور زخم تھے جو باقی طرف سے تو انہوں نے نذر پوری کر دی تھی اور شہید ہونے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی یہ دوسری بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں نذر کی دی اور جنگ جمل کے موقع پر سن ۳۵ میں شہید ہوئے۔ صحابہ کرام کے دشمنوں نے ان کو قتل کر دیا تو انہوں نے ان کی کبھی قریاں دی ہیں؟

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَنْتَحِرُ مِنْ ذُنُوبِهِ كَبِذْلِ الْحُمْرِ (اور بعض وہ ہیں جو انکار کر رہے ہیں اور انہوں نے جو کوئی گنہگار نہیں کیا) یعنی جو حضرات ابھی زندہ ہیں اور شہادت کے خطر میں وہ اپنے عہد پر قائم ہیں اپنے عہد کو انہوں نے ڈھرا بھی نہیں بدلا۔ لِيُخَوِّعَ أُولَٰئِكَ هَذِهِ الْقُرْآنُ لیسفلیہم تاکہ انہیں ان کو ان کی گناہوں کی سزا کی یاد دلا دے (یعنی غزوہ احزاب کا واقعہ اس لیے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جو انھیں مسلمانوں کو ان کے جی کا بدلہ دے۔ وَعَذَابُ الْمُضِلِّينَ أُولَٰئِكَ (اور چاہے تو مومن کو سزا دے) لَا يَتُوبُ عَلَيْهِمْ (ان کو تو توبہ سے اور اللہ سے کر کے مسلمان ہو جائیں اور نہ ان کو کفر میں رہنا انہوں نے حرکت کی وہ معاف ہو جائے۔ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا) (یاد شدہ غفر ہے رحم ہے)۔

فائدہ ..... من قبضہ نخبہ ایک ترجمہ تو یہ ہے جو اوپر ذکر کیا گیا کہ اپنی نذر پوری کر دی ہو بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ یہ لفظ اللہ اور استعارہ موت کے معنی میں آیا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اپنے وعدہ کے مطابق کام کر کے دیا سے چلے گئے یہ دوسرا معنی مراد لینے میں بھی مطلب ہی نکلتا ہے کہ وہ اپنا کام کر گزرے اور دیا سے چلے گئے۔

پھر فرمایا وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَهْدِهِمْ (کہ کفار کو جو عہد میں ہم سے ہوئے مدینہ منورہ پر چڑھا کر آئے تھے اللہ تعالیٰ نے انھیں واپس لوٹا دیا) لَمْ يَسْأَلُوا عَهْدًا (انھیں کوئی بھی خبر نہ ملی) یعنی جس طرح پالی کی امید پر فرسے میں ہم سے آئے تھے اس میں سے جو کوئی نہ پوچھا اور نہ کہا نہ مراد میں ہوئے و کفلی اللہ المؤمنین الفداء (اور اللہ کی جانب سے اللہ مؤمنین کے لیے کافی ہو گیا) یعنی مؤمنین کو جنگ نہ کرنی پڑی نہ ان کو اللہ تعالیٰ نے سخت عجز بخشی ہوا کیجائی جس کی وجہ سے دشمن یہ کہ گئے اور مؤمنین کے ساتھ شہر مدینہ میں داخل ہو گئے۔ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا (اور اللہ قوی و عزیز ہے) یہ غالب ہے کہ وہ جس طرح جس کی چاہے مدد فرما دے کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔



وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيقًا

اور اس کتاب میں سے ان سے ان لوگوں نے ان کی مدد کی اور ان کے ان سے چھپا کر اور ان کے ان میں سے وہ ایک جماعت

تَفْعَلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا ۖ وَأَوْرَثَكُمْ أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَمْ تَطَّوُّهَا۔

ان کی کرنے کے اور ایک جماعت کو اپنے کرنے کے۔ اور ان میں سے ان کی مدد کی اور ان کے ان میں سے وہ ایک جماعت

وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا

اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

اہل کتاب کو غدار کی سزا مل گئی اور اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ نے غلبہ عطا فرما دیا

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ یہ منورہ میں پہلے سے یہودیوں کے تھے لیکن آباد تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منظر سے عبارت فرما کر یہ منورہ منظر پر لائے تو یہاں کے تمام رہنے والوں کے درمیان ایک معاہدہ کر دیا یا جس میں خود آپ بھی مہاجرین و انصار کے ساتھ شریک تھے اور یہودیوں کے تین قبیلوں کو بھی شریک فرمایا تھا اس معاہدہ میں جو تین قسمیں تھیں ان میں پہلی قسم تھا کہ آپس میں جنگ نہ کریں گے اور یہ کہ یہ منورہ پر کوئی دشمن حملہ آور ہو گا تو سب مل کر دفاع کریں گے ان میں سے نئی قسم تھانے تو فروزید کے بعد ہی اس معاہدہ کو توڑ دیا تھا جس کی سزا انہیں مل گئی۔ ان کے بعد قبیلہ بنی نضیر نے معاہدہ توڑا جنہیں یہ منورہ میں یہ منورہ سے جلا وطن کر دیا گیا اور وہ منورہ میں جا کر آباد ہو گئے اور وہاں بس جانے کے بعد قریش مکہ اور بنی عطفان و غیرہم کو یہ منورہ پر حملہ کرنے کے لیے آمادہ کیا جس کے نتیجے میں فروزہ و احزاب چلے آ یا آپ صرف قبیلہ بنی عطفان کے یہ منورہ میں باقی رہ گیا تھا جو اپنے معاہدہ پر قائم تھا جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا بنی نضیر کو جب یہ منورہ سے جلا وطن کر دیا گیا تو انہوں نے مکہ مکرمہ پہنچ کر قریش مکہ اور بنی عطفان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ابھارا اور یہ منورہ پر حملہ کرنے کیلئے تیار کیا اور یہ عزم کے رہے کہ چلے کہ مسلماؤں کو بالکل ختم کر دیں گے جن یہودیوں نے قریش مکہ اور بنی عطفان و غیرہم کو اس کے لیے آمادہ کیا تھا ان میں ہی بنی نضیر بھی تھا جو بنی نضیر کا سردار تھا جب یہ دشمنان اسلام کی جماعتوں کو لے کر یہ منورہ پہنچا اور غنائی کے باہر چلے آؤا ان چلے آؤوہ موقع پر اپنی قریش کے سردار کعب بن اسد کے پاس گیا اور اسے معاہدہ شکنی پر آمادہ کرنے کی کوشش کی کعب بن اسد نے اول تو اپنے خلیفہ کا دروازہ بند کر لیا اور بنی نضیر کو اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دی اور یہ کہ کہ معاہدہ شکنی سے انکار کر دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا معاہدہ ہے میں نے ان کی طرف سے دفاع سے معاہدہ اور سچائی کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا لہذا میں معاہدہ شکنی نہیں کروں گا لیکن انہی نضیر پر براہ راست ارکرتا رہا اور بائیں ہاتھ سے اس کے پاس گیا کہ اچھا اگر قریش مکہ اور بنی عطفان نامزد ہو کر وہاں سے ہو گئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سلام دینے منورہ میں رہ گئے تو تیرا اور ہمارا کیا معاملہ ہے گا؟ انہی مطلب نے کہا کہ میں تیرے ساتھ تیرے فکد میں داخل ہو جاؤں گا پھر جو تیرا حال ہے گا میں بھی اسی میں تیرا ساتھی رہوں گا یہ بات سن کر کعب بن اسد نے معاہدہ توڑ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو معاہدہ کیا تھا اس سے بری ہو گیا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ملی تو آپ نے حضرت سعد بن معاذؓ سے کہا اور عبد اللہ بن رواحہؓ اور خواتین بن خنیزہؓ

کو سمجھا کہ جاؤ تحقیق حال کہ یہ حضرات ان قرطہ پہنچے تو دیکھا کہ اور اتنی عورتیں بھیجے ہیں ان حضرات نے وہ ایک ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکمل صورتِ حال سے مطلع کر دیا اس کے بعد جب قریش مکہ کو اتنی غلط فہم ہو گیا کہ وہ اس کے لئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرمندہ و خوارہ میں وہاں تک پہنچ گئے کہ آپ نے ان حضرات کو فرمایا تو حضرت جبریل علیہ السلام حاضر صحت ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ان حضرات کو کہہ دیا ہے (آپ نے فرمایا ہاں) حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ ان کی قسم ہم نے تو ان حضرات کو کہہ دیا ہے کہ آپ کا علم غلط ہے کہ آپ نے ان قرطہ کی طرف روانہ ہو جائیں گی مگر ان کی طرف چار ہاتھوں میں ان کے قلعوں میں نہ لڑ سکاؤں گا۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نئی قرطہ کی طرف روانہ ہو گئے اور مسلمانوں کے پاس خبر بھیج دی کہ ان قرطہ کی طرف روانہ ہو جائیں اور وہیں جا کر عسکری لڑائی چڑھیں۔ حضرات صحابہؓ کو تم روانہ ہوئے بعض نے یہ سمجھ کر راستہ میں عسکری لڑائی چڑھ لی کہ کشت فہم ہو رہا ہے انہوں نے آپ کے ارشاد کا یہ مطلب سمجھا کہ لڑائی چڑھ لی جائے تاکہ لڑائی فضا ہو اور بعض حضرات نے لڑائی فضا کر دی اور وہیں جا کر پڑی ان حضرات نے ظاہر حکم کو دیکھا اور اپنی طرف سے اس کا کوئی معلوم جو یہ نہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے ہاتھوں میں سے کسی کو بھی طاقت نہیں کی۔

اس سے علماء نے پتا چل گیا ہے کہ جنتہ بن کر تم کا انکار (جو لڑائی کی صلاحیت دیکھتے ہوں) منکر نہیں ہے ہر جنتہ کو اپنے اپنے اختیار پر عمل کرنے میں ثواب ملتا ہے۔

نئی قرطہ کا قبیلہ ید نہورہ سے باہر تین چار میل کے فاصلے پر رہتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین ان کے علاقوں میں پہنچ گئے اور وہ لوگ قلعہ بند ہو گئے آپ نے مجاہدین کو ان کا صرہ فرمایا یہ صرہ ان کے لئے مصیبت بن گیا ان سے کعب بن اسد نے کہا کہ مجھ میں تم پر نہیں دلیلی نہیں کرتا ہوں جس کو چاہوں تو اس کو روک لی بات تو یہ ہے کہ ہم سب مل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے آئیں اور آپ کی خدمت میں کر لیں جس قسم کما کر کہتا ہوں کہ تم پر یہ بات مکمل ہو گئی ہے کہ یہ واقعی نبی ہیں اور رسول ہیں اور ان کی شخصیت وہی ہے جن کا تم اپنی کتاب یعنی قرآن شریف میں ذکر پاتے ہو اگر ایسا کرو گے تو تمہاری جائیں اور تمہاری اولاد اور تمہاری عورتیں اور تمہارا سب گھروہ ہو جائیں گے یہ سن کر وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم اپنا دین نہیں چھوڑ سکتے۔ کعب بن اسد نے کہا کہ اگر تم اس رائے کو قبول نہیں کرتے تو دوسری رائے یہ ہے کہ ہم سب اپنے نبی کو لے کر دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کی طرف چلیں تو ہمیں لے کر نکل جائیں مگر ان کا جو فیصلہ ہو وہ ہونا ہے تاکہ ہم سب ہلاک نہ ہو گئے تو ان کو قبول کر دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی لڑائی نہ ہو کہ اگر ہم نے غلبہ پایا تو وہ جو عورتیں مل جائیں گی اور اولاد بھی پیدا ہو جائے گی یہ بات سن کر انکی قوم کے لوگ بولے کہ ان مسیحیوں کو اگر ہم لے کر دیں تو ان کے بعد زندگی کا کیا عرصہ ہے؟ کعب بن اسد نے کہا کہ تمہاری صورت یہ ہے کہ آج فیصلۃ السبت یعنی شنبہ کی رات ہے قلعوں سے اتر کر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ پر پہنچے حملہ کر دیں ہو سکتا ہے کہ وہ یہ سمجھ کر ہمارے حملے سے غافل ہوں کہ آج فیصلۃ السبت ہے ہم ان پر حملہ کر دیں گے کعب بن اسد کی یہ رائے بھی ان کی قوم نے قبول نہیں کی اور کہنے لگے کہ ہم شنبہ کے دن کو نہیں غارت کریں گے۔

اس کے بعد ان قرطہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس ان لوگوں کو کھینچ دینے یا انہیں صحتائی تحفے ان کا قبیلہ ماتہ جاہلیت میں ان قرطہ کا حلیہ تھا یہ وہ ان قرطہ نے انہیں مشورہ لینے کیلئے طلب کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

انہیں بھیجا کہ جب یہودیوں کی ہونج رہی تو ان کی گوجہیں اور بچے لہا ہاؤ کے ساتھ دے لگے یہودیوں نے ان سے مشورہ کیا کہ آپ کی کیا رائے ہے؟ کیا ہم جو سلی اندلیہ وسلم کے فیصلہ پر قلعہ سے چلے آئے؟ حضرت ابوبکرؓ نے اسے دے دی کہ ہاں آؤ اور ساتھ ہی اپنے وطن کی طرف اشارہ کر دیا یعنی یہ بتا دیا کہ تم آؤ گرجے جاؤ گے اشارہ کر دیا لیکن اسی وقت دلی میں یہ بات آئی کہ میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سلی اندلیہ وسلم کی طاعت کی ہے یہ سچا اور سید ہے محمد نبویؐ میں حاضر ہوں ہے اور محمد کے ایک سترے سے اپنے آپ کو اتار دیا اور کہنے لگے کہ میں اس جگہ سے بڑھوں گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول نہ فرمائے۔

مفسرین نے فرمایا ہے کہ سورۃ الاحزاب کی آیت: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخْذُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ بَعْدًا لَّعَلَّكُمْ تُعَذِّبُونَ کا سبب نزول حضرت ابوبکرؓ ہی کا تھا ہے۔

جب رسول اللہ سلی اندلیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے میں، یہودی اور آپ کو معلوم ہوا کہ یہاں حضرت علیؓ آیا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ میرے پاس آ جاتا تو میں اس کے لیے اللہ سے استغفار کروں گا اب اس نے اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا ہے اب میں نہیں سکھوں گا جب تک اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہ فرمائے چونکہ وہ سترے سے بندھ رہے ہیں نماز کے وقت ان کی بیوی آتی تھی ہونہر کے لیے کھول دیتی تھی نماز سے فارغ ہو کر وہ پھر اپنے آپ کو سترے سے بندھ بیٹھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے ان کی توبہ کے بارے میں سورہ توبہ کی آیت وَالَّذِينَ آمَنُوا مِن بَعْدِ هَٰذَا لَهُمْ أَجْرُهُم مِّمَّا فَخَّرُوا بِاللَّهِ عَلَيْهِمْ طبع جب ان کی توبہ کی قبولیت کا اعلان ہو گیا (جو عمر کے وقت ہوا تھا) تو لوگ انہیں کھولنے کے لیے دروازے انہوں نے کہا کہ میں تمہارے ہاتھوں سے نہیں سکھوں گا رسول اللہ سلی اندلیہ وسلم ہی سترے کے تو میں کھانا کھور کہیں گا پھر جب رسول اللہ سلی اندلیہ وسلم نماز پڑھنے کے لیے باہر نکلے اللہ تعالیٰ نے تو ان کو کھول دیا۔

عقرب طویل ہی صورت ہوا اور انہوں نے بغیر کرنا کہ اب مقابلہ کوئی راستہ نہیں تو رسول اللہ سلی اندلیہ وسلم کے فیصلے پر راضی ہو گئے یعنی یہ کہلوا بھیجا کہ آپ جو بھی فیصلہ فرمائیں اس میں منظر ہے۔

جب وہ لوگ آپ کے فیصلے پر راضی ہو گئے تو قبیلہ ان کے انصاف آگے بڑھا جو انصار میں سے تھے انہوں نے عرض کیا کہ یہ ہمارے خلاف تھے ان کا معاملہ ہمارے سپرد رہا کیجئے آپ نے فرمایا کہ ان کا فیصلہ تم ہی میں سے ایک شخص کے سپرد کرو ان کے کہنے لگے کہ کسی ٹھیک ہے آپ نے فرمایا میں ان کا فیصلہ سعد بن معاذ کے سپرد کرتا ہوں۔ (حضرت سعد بن معاذ قبولیت میں سے سردار تھے) پہلے گور چکا ہے کہ جب رسول اللہ سلی اندلیہ وسلم انہوں کے مقابل اپنے صحابہ کے ساتھ بائبل صلح کے قریب قہر پہنچے اور متبادل کرے ایک دن ایک دن اس وقت حضرت سعد بن معاذ کی ایک جنگ میں (بڑے عربی میں) انھیں کھینچے ہیں ایک حیرانگہ تھا جس کی وجہ سے ان کو تکلیف ہوئی انہوں نے عرض کرنا تھا کہ یہ دھم پان بوجہت ہو سکتا ہے لہذا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ اسے اللہ مجھے اس وقت تک موت نہ دے جب تک کہ کسی قرط کا انجام ہو کہ میری آنکھیں کھلی نہ ہو جائیں رسول اللہ سلی اندلیہ وسلم نے انہیں رنجیدہ دانی ایک عورت کے عہد میں غصہ کر دیا تھا جب آپ نے ان کوئی قرط کا فیصلہ سپرد فرمایا تو انہیں بڑا جب و حاضر ہوں تو آپ مسجد میں نکلے فرمایا تھے ان کو آنا دیکھ کر فرمایا کہ آپ سید کے لیے کھڑے ہو جاؤ (چونکہ وہ عرض تھے اور انہیں سواری سے اترنے کی ضرورت تھی اس لیے آپ نے کھڑے ہونے کا اور ان کی مدد کرنے کا حکم فرمایا) رسول اللہ سلی اندلیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ یہودی قرط تمہارے فیصلے پر راضی ہو گئے ہیں (راضی تو ہوئے تھے رسول اللہ سلی اندلیہ وسلم کے فیصلے پر پھر جب انصار کے قبیلہ کی اس نے



خاہری سبب بن گیا چونکہ یہ درم افیس جہاد کے موقع پر تھیں کہ جب سے آگیا تھا اس لیے ان کی یہ سوت شہادت کی موت ہوئی۔ حضرت سید کا دیان بھاری تھا جب ان کا جنازہ اٹھا کر لے جاتے تھے تو ہکا بھکسوں پر ہوا جنھیں لوگوں نے کہا کہ میں شخص کا دیان تو بھاری تھا جنازہ اتنا ہکا کیوں ہے؟ یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بھی پتہ تھی آپ نے فرمایا جنازہ کو اٹھانے والی تباہی، عداوت، دوسری مخلوق بھی جنسی حسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ قدرت سے جس بھری جان سے فرشتوں کو سوت کی روں میں پہنچے، فرشتی ہوئی اور ان کے لیے عرش بھی تھمک رہا ہے۔

حضرت ہارون نے بیان کیا کہ ہم سہو بن صالح کی وفات کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی لڑائی جتارہ و جی مہربان نہیں دینی کر دیا گیا تو آپ نے دیکھ کر بیچہ و جی مہربان کر دی تھی اس پر ہم نے بھی تجھ پر جی اور عرض کیا کہ آپ نے پہلے بیچہ و جی مہربان کر دی تھی اس کی کیا وجہ تھی؟ آپ نے فرمایا اس نیک بندہ پر اس کی قبر ٹھکانے کی جی لائیں یہ اور بیچہ و جتارہ یا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مشکل دور فرمادی اور حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دو شخص ہے جس کے لیے عرشِ محرم ہو اور آسمان کے دروازے کھولے گئے اور ستر در فرشتے حاضر ہوئے قبر میں اس کو کھودا گیا پھر تکلیف دور کر دی گئی (اب حضرت سہو بن صالحؓ کو زمین نے دیا یا جو شہید ہو گئے تھے تو دوسرے لوگ اپنے ہارے میں کیا خیال کرتے ہیں جو انہیں جہنم سے اور گناہوں میں امداد پہنچا رہا ہے۔)

غزوہ دہلی قرط کا محصل تھا۔ بیان کر دیا گیا ہے جو سیرت ابن ہشام سے ماخوذ ہے ان میں سے بعض چیزیں کتب حدیث میں بھی ملتی ہیں۔ تحصیل کے ساتھ ہی برادری جتنے کے بعد امت ۱۱۰ کے ترمیم ہو رہی تھی۔

مکمل ہے بعض قارئین کو کیا خیال ہو کہ حق پرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو عبادہ کر کے کیا تھا اسے انہوں نے توڑ دیا تھا جس کی سزا پائی تھیں اہل بیت نے اور اہل حق اصرار کرتے ہوئے یہ کیوں کیا کہ قریش و دیگر کے ساتھ جو عہد کیا تھا حق پرہ اس عہد کو توڑ چکے ہیں حالانکہ من قولہ لکنہم کی تفسیر میں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ ہر کی جانب سے نبی قریش آگئے تھے اور ان لوگوں کو نبی بنی انصاری نے اپنے ساتھ لے لیا اور مسلمانوں سے جنگ کرنے پر آمادہ کر لیا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حق پرہ قریش کے ساتھ تھے اس کا جواب یہ ہے کہ نبی قریش نے قریش مکہ کے ساتھ جنگ میں شریک ہونے کا وعدہ کر لیا تھا لیکن عہد میں بنی سہمیہ ایک دور سے حق پرہ مشرکین مکہ اور ان کے راجوں کی مدد سے بھی بھر گئے تھے یہاں تک کہ عہد میں بنی سہمیہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اسلام قبول کر لیا ہے لیکن میری قوم کو اس کا پتہ نہیں ہے آپ مجھے جو کچھ علم فرمائیں میں حاضر ہوں آپ نے فرمایا کوئی ایسی صورت نکالو جس سے یہ نہا تھیں ایک دوسرے کی مدد سے طرف ہو جائیں۔ حضرت عہد میں بنی سہمیہ نبی قریش کے پاس گئے جاہلیت میں ان کے ساتھ جھگڑا تھا تھا ان سے کہا کہ تمہیں معلوم ہے میری تمہاری ہمیں کوئی ذاتی ہے اور کیسے خصوصی تعلقات ہیں؟ حق پرہ نے جواب میں کہا کہ ذاتی تمہارے دوست ہوا ہم اس بات کو مانتے ہیں اس پر ان سے فرمایا کہ تم کو قریش اور بنی غطفان تمہاری طرح سے نہیں ہیں تم شہریت میں رہتے ہو اس میں تمہارے رسول ہیں اپنے چنے ہوئے جس میں شہر کو چھوڑ کر تم نہیں جا سکتے۔ رہے قریش اور بنی غطفان سو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے آئے ہیں اور تم ان کی مدد کر رہے ہو اب انکو بات یہ ہے کہ انہیں موقع مل گیا تو قلعہ پائش کے اور اگر شکست ہو گئی تو اپنے شہر کو چلے جائیں گے اس کے بعد تم بے بارود و کار و جاؤ گے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ کرنے کی تم میں طاقت نہیں ہے لہذا میری رائے یہ ہے کہ تم قریش مکہ سے ہیں کہو کہ تم لوگ اپنے سربراہوں کو بلاؤ اور ان سے کہو کہ تمہارے چھوڑ دو اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ وہ لوگ تمہیں چھوڑ کر بھاگ گئے انہیں کے انہیں مانتے آؤ میں ان کی طرف لاق ہو گا یہ بات میں کہ حق پرہ نے کہا کہ ذاتی تمہاری رائے تو ٹھیک ہے۔

اس کے بعد نصیم بن مسعود قریش کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ کیا تمہیں پتہ ہے کہ یہودی اس بات پر کھڑے تھے کہ انہوں نے تمہارا ساتھ دینے کا وعدہ کر لیا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو معاہدہ تھا وہ توڑ دیا۔ اب انہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فر بھیجی ہے کہ آپ ہم سے اس بات پر راضی ہو جائیں کہ ہم قریش اور بنی مطلقان کے سرداروں پر قبضہ کر کے آپ کے پاس بھیج دیں اور آپ ان کی گردنیں مار دیں اس کے بعد ہم آپ کے ساتھ مل کر ان لوگوں کو ہار لیں بیٹھ کر رہیں گے اور ساتھ ہی قریش اور بنی مطلقان سے یہ بھی کہا کہ اگر تمہارا کرم یہ ہو کہ آپ کے ساتھ مل کر ان لوگوں کو ہار لیں اپنے آدمی دے دو تو ہم بات مت مانگا اور انہیں اپنا ایک آدمی بھی نہ دے گا۔ پھر حضرت نصیم بن مسعود بنی مطلقان کے پاس آئے اور ان سے بھی یہی کہا کہ اگر تمہارا ہرے سرداروں میں سے یہودی بلورہن ہو گا تو مطلب کریں گے تم اپنا ایک شخص بھی ان کے معاملے نہ کرنا۔

اس کے بعد مطلقان نے اور بنی مطلقان کے چار سرداروں نے بنی قریش کے پاس حکرہ بن ابی جہل کو قریش و مطلقان کے چند افراد کے ساتھ بیٹھامے کر بھیجا انہوں نے یہود سے کہا کہ دیکھو ہمارے غم نہ کرنے کا موقع نہیں رہا ہمارے پاس جبرائیل اور کھڑے تھے وہ ہلاک ہو چکے ہیں آؤ مجھ تک مہل کر یکبارگی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کریں اور معاملے کو ختم کر دیں۔ میں نے جواب میں کہا کہ تم اس وقت تک تمہارا ساتھ نہیں دیں گے جب تک تم اپنے چند آدمی بلورہن نہیں دے دو۔ جب تمہارے آدمی ہمارے ساتھ ہوں گے تو ہمیں ہر سردار کا ہمیں ڈبے کرتے ہوئے لوگ لڑائی میں شرکت کما دیں تو ہمیں بھڑکرا پنے شہروں کو بھاگ چاہئے جب یہ لوگ بنی قریش کا جواب لے کر قریش اور بنی مطلقان کے پاس واپس پہنچے تو کہنے لگے کہ واقعی نصیم بن مسعود نے جی کہا تھا کہ بنی قریش تم سے بلورہن آدمی طلب کریں گے اس پر قریش اور بنی مطلقان نے بنی قریش کا ناکا سا جواب بھجوا دیا کہ ہم اپنا ایک شخص بھی تمہیں نہیں دیں گے۔ لہذا بنی قریش نے جواب دے دیا کہ تم اس کے بغیر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ نہیں کر سکتے۔ لہذا بنی مطلقان نے یہودیوں کو کہی کہ بنی قریش نے دو معاہدہ بھی توڑ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دیا کہ بنی قریش اور بنی مطلقان کی مدد سے بھی دستبردار ہو گئے اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توار کی زد سے بھی نہ بچ سکے۔ حضرت نصیم بن مسعود کی یہ تہذیب و تمدن شام نے نہیں ہے اور جانتا ہوں کثیر نے بھی ”الہادیہ النہایہ“ میں اس کو ذکر کیا ہے۔ **فَوَلَّوْهُ تَعَالٰی (مِنْ ضِیَافِہُمْ) اِیْ مِنْ حَصُوْلِہُمْ جَمِیعَ صِیْبَہٖ وَ** **ہُمِ کَمَلُ مَا یَحْتَمِلُ وَ یَقِلُّ لِقَرْنِ التَّوْرِ وَ الطَّیِّارِ وَ الشُّوْکَۃِ الدَّیْکِ النَّسِیْلِ رَجُلَہٗ کَالْقَرْنِ الصَّغِیْرِ وَ یَطْلُقُ الصَّیْبَ اِیْ عَلٰی الشُّوْکَۃِ النَّسِیْلِ لِمَا جِئِنْ وَ یَخْذُ مِنْ حِیْطِہٖ (روح المعانی)**

**یَاٰیہَا النَّبِیُّ قُلْ لِّعَزْرَاہِکَ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتِہَا فَمَتَّعِلَیْنِ**

اے نبی! آپ اپنے عازموں سے فرما دیجئے کہ اگر تم دنیا والی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ

**اُمِّتَعِلْنِ وَ اَسْرِحْکُنْ سَرَاحًا جَبِیْلًا ۝ وَاِنْ کُنْتُمْ تُرِیْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ الدَّارَ**

میں تمہیں فائدہ پہنچا دوں اور تمہیں طوبی کے ساتھ بھڑک دوں۔ اور اگر تم اللہ کو اور اس کے رسول کو چاہتی ہو

**الْآخِرَۃَ فَاِنَّ اللّٰہَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنِیْنَ مِنْکُمْ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ مَنْ یَّاتِ بِمَنْکُنَّ**

اور دار آخرت کو چاہتا ہے تو اللہ نے ان عورتوں کے لیے جو تم میں اچھے کام کرنے والی ہوں جو چاہتا رہا ہے۔ اے نبی! جو انہیں آؤ تم میں سے جو چاہتی

يَفْجَأُ حَتَّىٰ تَمُوتَ ۖ يُضَعَّفُ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۚ وَكَانَ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ يَوْمَئِذٍ

ہے بھڑکی کہے کی اس کو دوا عذاب دیا جائے گا اور یہ اس کے لیے گھبراہٹ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو ناصح ضروریہ

آیت کریمہ **يَفْجَأُ حَتَّىٰ تَمُوتَ ۖ يُضَعَّفُ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۚ وَكَانَ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ يَوْمَئِذٍ** سے اخرا غلط فہم کا سبب یہاں حضرات مفسرین کرام نے یہ سمجھا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نے آپ سے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہم نے آپ کی کو بیچ پائی نہیں۔ (عائشہ بنت ابی بکر صدیقہ)، (۲) حصہ بنت عمر (۳) ام حبیبہ بنت ابی سفیان (۴) ام سلمہ بنت ابی امیہ (۵) انس بنت مالک (۶) میمونہ بنت حارثہ (۷) صفیہ بنت ابی امیہ (۸) جو یہی بدست عادت رضی اللہ تعالیٰ عنہن، انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا یہ مطالبہ اچھا نہ لگا (۹) ان کی بی بی عائشہ میں اس پر (۱۰) وہیں اور طریق صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی عائشہ انھیں آپ کے ساتھ میرا شکر کے ساتھ رہنا چاہیے تھا اور بعض مرتبہ جو فحش کی نوبت آتی تھی اس کو وہ بات کی جلدی کے لیے براہ راست کرتا تھا اور طرح طرح کا سوال یہاں پر نہیں لگا چکا ہے تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسوں نے طرحی کا سوال کیا تو آپ نے قسم کھائی کہ ایک مسجد تک ان کے پاس نہیں جوں گا۔ حضرت صحابہ میں یہ مشہور ہو گیا کہ آپ نے اپنی بی بی عائشہ کو کھلائی، وہ ایسی ہے اس پر حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ میں اس کی خبر داتا ہوں، انہوں نے خدمت عالی میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں مسجد میں گیا تو دیکھا کہ وہاں مسلمان موجود ہیں اور میں کہہ رہے ہیں کہ آپ نے اپنی بی بی عائشہ کو کھلائی، وہ ایسی ہے آپ نے فرمایا میں نے طلاق نہیں دی، عرض کیا تو کہا میں مسلمانوں کو یہ بات بتاؤں آپ نے فرمایا چاہو تو بتاؤ، حضرت عمرؓ نے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر پکارا مگر اعلان کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو کھلائی نہیں دی۔

جب انیسویں کرمہ کے تو آیت گھر یعنی **يَفْجَأُ حَتَّىٰ تَمُوتَ ۖ يُضَعَّفُ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۚ وَكَانَ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ يَوْمَئِذٍ** میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حکم دیا کہ آپ اپنی بی بی عائشہ سے فرما دیجئے کہ اگر تم دیکھا چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں دیکھا دوں گا مسلمان، مسلمانوں کو دیکھا دوں گا مسلمانوں کی ساری قوم چھوڑ دوں گا یعنی اپنے نکاح میں نہیں رکھوں گا اور اگر تم اللہ کو اور اس کے رسول کو چاہتی ہو اور آخرت کی طلب کا روتہ ہو تو مجھ کو کہہ دو کہ اللہ نے ایک کام کرنے والی صورتوں کے لیے اہل عظیم چاہا فرمایا ہے یعنی نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زندگی گزارتی رہو اور اچھے اعمال کرتی رہو تو تمہیں اللہ تعالیٰ اہل عظیم عطا فرمائے گا (اس صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھٹی کا کوئی مستثنیٰ) جب یہ آیت گھر پڑا تو آپ نے آیت شریفہ کے مضمون کے مطابق اپنی بی بی عائشہ سے دیا کہ اگر چاہو تو دنیا کا مسلمان لے لو اور ساتھ ہی یہ کہو کہ میں تمہیں طلاق دے دوں گا اور اگر چاہو تو میرے ہی پاس رہو لیکن اس صورت میں مطلوب خواہشات کا کوئی وعدہ نہیں کیا یہ وعدہ ہے کہ ایک کام کرتی رہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل عظیم دیا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ میں تمہارے سامنے ایک بات پیش کرتا ہوں جب تک اپنے ماں باپ سے مشورہ نہ کرو جواب دے میں نے جہدی نہ کرنا، آپ کو معلوم تھا کہ ان کے والدین انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہونے کا مشورہ نہیں دے سکتے تھے کیونکہ آپ نے حضرت عائشہؓ کو دونوں آیتیں سنائی تھیں میں اختیار دینے کا مضمون ہے حضرت عائشہؓ بہت کچھ اور حرج کشاں نبوت میں فرما عرض کیا کیا میں آپ کے بارے میں اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں گی؟ میں اللہ اور اس کے

رسول کا کردار آخرت کا اختیار کرتی ہوں اور ساتھ ہی ان کی عرض کیا کہ آپ دوسری چیز ہیں جس کی کھبر سے جواب سے مطلع نہ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے لکھے تکلیف میں ہوں، اے اللہ! ہر تکلیف میں چاہنے والا ہر گز نہیں بچا لگے تو تم نے دلا اور سہولت کا طریقہ بتانے والا دیا کہ بچھا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اپنی آنکھوں پر طہارت کے سامنے لگی آیت ہذا کا مضمون پیش فرمایا اس سب سے لگی سبکی جواب دیا کہ میں اللہ اور اس کے رسول کا کردار آخرت کا اختیار کرتی ہیں۔ جب انفس دن گزار گئے تو آپ حضرت عائشہ کے پاس تشریف لے گئے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے تو یہ قسم کھائی تھی کہ ہرے ایک سال ہمارے پاس تشریف نہیں لائیں گے آپ نے فرمایا کہ یہ مبینہ انفس دن کا تھا انفس دن گزار گئے یا مبینہ شروع ہو گیا جب آپ کی تمام چیزوں نے اللہ اور اس کے رسول کا کردار آخرت کا اختیار کر لیا تو آپ کے پیروں اور چوٹی کے انوار ظاہر ہو گئے اور آپ نے ان کی قدر دانی فرمائی۔ (امام ابن کثیر ج ۱ ص ۵۵۵)

فائدہ دینی کا اگر حقائق کا اختیار دیا جائے تو اس کی دوسری شے ہیں ایک یہ کہ حقائق کا اختیار صورت کے سیر کر دیا جائے اور دوسرا یہ ہے کہ اگر حقائق واقع کر کے آزاد ہو جائے اور دوسری صورت یہ ہے کہ ہر حقائق کو اپنے ہی ہاتھ میں رکھ لے اور صورت سے ہٹا کر اپنے آپ میں چھپے طلاق دے دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اپنی چیز ہیں ان کا اختیار دیا تھا اور یہی دوسری صورت تھی یعنی بغور مشورہ ایک بات پیش فرمائی تھی اگرچہ بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ آیت کے سیاق میں دونوں باتوں کا احتمال ہے حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اختیار دیا تھا ہم نے آپ کے ساتھ رہنا منظور کر لیا اور آپ کی ذہنییت اختیار کر لی اور آپ کا اختیار دے دیا کہ لگی بھی طلاق میں شمار نہیں کیا گیا۔ اگر خدا ہوتا تو اس کا یہی مذہب ہے کہ محض اختیار دے دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ صحیح مسلم میں گھیر کو طلاق میں شمار نہیں کیا گیا۔ اس کے ذیل میں امام نووی لکھتے ہیں: *فہی ہذہ الاحادیث دلالة للمذهب مالک والشافعی و اہل حنیفہ و احمد و جماہیر العلماء۔ و وجہ ما اختارہ لم یکن ذلک طلاقاً ولا یقع بہ فرقة و روی عن علی وزید بن ثابت والحسن والسیب بن سعد ان لیس التخییر یقع بہ طلاقاً بانہ سوا اختار و زوجها ام لا و حکاہ الخطابی والقاش عن مالک قال الشافعی لا یصح هذا عن مالک ثم ہو مذهب حنیف نرفوذ بہذا ولا احادیث الصریحہ و لعل الشافعیین بہ لم یبلغہم ہذہ الاحادیث۔ و اللہ اعلم۔* (ان احادیث میں حضرت امام مالک امام شافعی امام حنیف امام احمد اور مسعود طابوا رحمہم کے مذہب کی دلیل ہے اگر کسی نے اپنی چیز کو اختیار دیا تو محض یہ اختیار دینا طلاق نہیں ہوگا اور اس سے فرقت ہوتی ہے۔ حضرت علی حضرت زید حضرت حسن اور حضرت سید بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ جس شخص سے طلاق کا لفظ واقع ہو جاتی ہے خواہ صورت نے اپنے آپ کو اختیار کر لیا ہو یا نہ کیا ہو اور اس بات کو خطابی اور قاش نے امام مالک سے نقل کیا ہے قاضی فرماتے ہیں حضرت امام مالک سے یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ مگر یہ کہ یہ مذہب ضعیف ہے اور ان مذکورہ صحیح احادیث کی جگہ سے مروی ہے۔ شروع اس مذہب کے کاغذیں کو یا احادیث نہیں پہنچیں۔)

حنفیوں سے صاحب دایہ نے لکھا ہے کہ کوئی شخص طلاق کی نیت سے اپنی چیز سے اختصاری (تواختیار کر لے) کہہ دے تو اس کو دے کر اپنے غم کو طلاق دے دے تو جب تک وہ اپنی مجلس میں رہے گی اسے طلاق دینے کا اختیار رہے گا اگر مجلس سے اٹھ گئی یا وہیں بیٹھے بیٹھے کسی کام میں لگ گئی (جس سے اراضی سمجھا جائے تاہم ان باتوں کے ہاتھ سے اختیار جاری رہا) اگر اختصاری سے جواب میں



(تکبیر شہر نے طلاق کی نیت سے کہا ہو) عورت نے یہاں کہہ دیا کہ انصورت (طیسی) میں اپنی جان کو اختیار کرتی ہوں (تو ایک بائیں طلاق واقع ہو جائے گی)۔ (اب تکبیر میں طلاق)

دو مرتبے عذاب و آداب کا استحقاق..... خبیثہ کا مضمون یہاں کرنے کے بعد اشارہ فرمایا: يَسْتَأْذِنُ الْفَرَسَ غن ثابت منکھن ہلجاشنبہ مُتَبَذِّرٌ (الایہ) (اسے نیکی کی چیز یا احم میں سے جو عورت واضح طور پر کسی مصیبت کا ارتکاب کرے گی تو اسے وہ عذاب دیا جائے گا اور پاد کے لیے آسان ہے) واضح طور پر مصیبت یافتہ ہلجاشنبہ مُتَبَذِّرٌ کا ترجمہ ہے۔ صاحب بیان القرآن نے اس کا ترجمہ مکی ہوئی بیہوش کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس سے وہ معطل مراد ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اور پریشان ہوں۔ صاحب معالم ائمہ میں نے حضرت ابن عباس سے اس کا یہی مطلب نقل کیا ہے۔ فقال العراء بالقاضی الشور و سوء الخلق۔ صاحب روح المعانی نے بھی بعض حضرات سے یہی تعبیر نقل کی ہے۔ فقال ولیل ذلک طلبہن عایشق علیہ الصلوۃ والسلام او ما یضیق بہ ذوعہ و یغیم۔ لَا جِلَه۔ یعنی فاحشہ سے یہ مراد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی چیزیں طلب کی جائیں جس سے آپ تک دل ہوں اور آپ کو شخص محسن ہو اور بعض حضرات نے ہلجاشنبہ مُتَبَذِّرٌ کا ترجمہ مضعفہ ظاہر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ علی السبیل المرحہ سے کہانی قرار دینی۔ لَئِنْ أَقْرَبْتَ لَتَجِدَنَّ الْفَرَسَ غَاسِقًا۔

یہ بڑا عذاب دیکے جانے کی امید اس لیے ہے کہ جس کے مرتبہ بلند ہوتے ہیں ان کا مواخذہ زیادہ ہوتا ہے اسی طرح حضرات انبیاء کرام پیغم واصلوۃ والسلام پر بعض ان چیزوں پر عتاب ہوا جس پر دوسرے مؤمنین پر عتاب نہیں ہوتا ایک چال شخص ایک مغل کرے اور کوئی عالم شخص اس مغل کو کر لے تو اس عالم کا مواخذہ چال کے مواخذہ سے زیادہ ہوتا ہے۔

صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام زین العابدین سے کہہ دیا کہ آپ تو اہل بیت کے فرد ہیں جو کشتے بھگتے ہیں اس پر وہ غصہ ہونے لگا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرآن کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے ہم اپنے کو اس کا مستحق سمجھتے ہیں ہم میں سے جو شخص ہیں ان کے لیے وہ ہر ساجد کی امید دیکھتے ہیں اور ہم میں سے جو شخص کوئی گناہ کرے اس کے لیے وہ ہر عذاب کا اندیشہ رکھتے ہیں اس کے بعد انہوں نے آیت کریمہ يَسْتَأْذِنُ الْفَرَسَ غن ثابت منکھن اور اس کے بعد اہل بیت و غن یثقت منکھن عذرت فرمائی۔ (روح المعانی جلد ۱ ص ۱۵۸)

☆☆☆..... بحمد اللہ پارہ اکمل ہوا.....☆☆☆

## (پارہ فہرست ۲۲)

وَمَنْ يَقْدُتْ بِنَفْسِهِ وَرَسُولِهِ وَتَعَمَلْ صَالِحًا تُؤْتِيَهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۖ وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا

اور تم میں سے جو عورت اللہ اور رسول کی راہ میں عمل کرے گی اور ایک عمل کرے گی یہاں کا ثواب دہرا کر دے گا اور ہم نے اس کے لئے

کَرِيمًا ۝ يَلْبَسَاءُ النَّبِيِّ لَسْتُ لَكَ حَاجَةٌ مِنَ النِّسَاءِ إِنْ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَحْضُنَّ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ

مذکر کریم ہے اس کی کہ ہم ہماری عورتوں میں سے کسی عورت کی طرف سے تم کو کافر نہ بنائیں گے اور تم کو یہ عمل جاننا کہ اس نے تم سے

الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا ۝ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ

اسی مرض میں ہو اور مناسب طریقہ پر بات کرو۔ اور تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور تہنہ پہناؤ

الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى ۖ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ

کے دستور کے موافق نہ ہو اور اگر لازم کرے اور زکوٰۃ دے اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کو اظہار بھی دیتا ہے

اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝ وَادْكُرْنَ مَا يُشِلُّ فِي

کہ اسے ہی کے گھر اور تم سے گھنٹی کو اور فرما دے اور تم کو ابھی طہار پاک کر دے۔ اور گھروں میں عورت کی

بُيُوتِكُنَّ ۖ مِنَ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا ۝

جاتی ہیں ان آیات کو اور حکمت کو یاد کرو بلاشبہ اللہ سمجھتا ہے و خبر ہے۔

وَمَنْ يَقْدُتْ بِنَفْسِهِ وَرَسُولِهِ وَتَعَمَلْ صَالِحًا تُؤْتِيَهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۖ وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا

اور ہم اس کے رسول کی راہ میں عمل کرے گی اور ایک عمل کرے گی یہاں کا ثواب دہرا کر دے گا اور ہم نے اس کے لئے رزق کریم

(تیار کیا ہے)

صاحب بیان القرآن کہتے ہیں "ملک اس تعریف اور اسی طرح ضعیف ہونے کی جہاں کے قتل اور شہداء شرف و حرمت ہی ہے

جس پر نہ سنا، افسوس والی ہے کہ کچھ اہل خصوصیت کا عیساں بھی اور ان کے عیساں سے ثابت ہوتا ہے اسی طرح ان کی طاعت بھی

اور ان کی طاعت سے زیادہ مقبول ہوتی ہے کہیں اور وہ عیساںوں میں وہ دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں اور خصوصاً مقام کام میں یہ کہنا

محکم ہے کہ حضرات اہل ایمان میں سے خدمت و اطاعت کا مصدر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کو امت امتیاز اور ہونا کہیں آپ کی رامت

رسالی موجب جرحی زیادہ رامت رسالی موجب زیادتی اور ہوگی عقلی اس کی منہ میں کھنسا ہے۔"

ایک ہی حرج حضرات اہل طہارت کی طرف سے خرچ میں اضافہ اور خوشحالی کی بات اٹھائی گئی اس پر آیات بالا جملہ ہو گئیں اس

کے بعد کوئی اقدس جسم کا پیش نہیں آیا جس میں خرچہ کی جگہ کا سوال اٹھایا گیا ہو اور اوج مطہرات پر روزہ کی بھارت تھی اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرما جو داری میں اور عبادت الہی میں لگی رہیں ہر آپ کی وفات کے بعد آپ کی عبادت کو ہر آپ کی تعلیمات کو آگے بڑھاتی رہیں سوحی اللہ عینہ و ارحمہن۔

ازواج مطہرات کی فضیلت ..... اس کے بعد فرمایا يَسْتَأْذِنُ لِمَنْ لَمْ يَلْبَسْهُ (اسے کسی کی بیوی اور دوسری عورتوں کی طرف سے نہیں ہو) اللہ تعالیٰ نے ہمیں فضیلت دی ہے اور بہت بڑی ہے جو ہر کسی بھی عورت کو حاصل نہیں ہے اپنے شرف اور بلند تہ کو سمجھو اور اللہ تعالیٰ شانہ کی طاعتوں کے اہل میں لگی رہو يَنْتَظِرُ فَلَا تَفْضَحْنَ بِالْقَوْلِ (اور قہقہہ نہ ماری ہو) جتنی تقویٰ ہی پر اسکو روزہ کی گزارنی ہے تو اس بات کا بھی دھیان رکھو کہ جب کسی کا عزم مرد سے کسی ضرورت سے بات کرنی پر پائے تو اب انھیں میں نہ کہتے کہ اگر دست اختیار کرو کہ یہ بات نہ ہو گا تو بعض ایسے لوگ جن کے دلوں میں خلاق کا مرض ہے لالچ کرکے کہتی ہیں تم سے بار بار ضرورت بات کریں کہ اگر تمہارے اب دلچست ہے کہ ان کو کلمہ نہ پہنچا کر کہ سَوْفَ لَنُفَضِّلَنَّ (اور مناسب طریقہ پر بات کرو) اگر عروس سے بات کرنے کا مناسب طریقہ یہ ہے کہ روشنی کے طور پر دکھائی دینا اختیار کر کے جواب دیا جائے جب یہ صورت اختیار کی جائے تو جن کے دلوں میں مرض یعنی خلاق ہے وہ خود بات کرنے سے انہیں کے اور بار ضرورت تو باقی ہی پر پیر کریں کہ اگر بعض حضرات نے فَلَوْ لَا فُضِّلَ کا مطلب یہ بتایا ہے کہ اللہ کے ذکر میں لگی رہو اور جو کوئی بات کرنی ہو تو بہت ضرورت بات کرلو۔

تا عروسوں سے بات کرنے کا طریقہ ..... معلوم ہو بعد الضرورت تا عزم سے بات کرنے کی اجازت تو ہے کیونکہ کبھی اس کی ضرورت پیش آتی جاتی ہے لیکن ایسے موقع پر زیادہ آواز بلند نہ کرے نہ آواز کوہرا کرے نہ نرم کرے نہ آواز کے اندر چڑھا کی صورت اختیار کرے کیونکہ اس سے عروسوں کے دل بالکل ہل سکتے ہیں اور خفا کی خاموشی کو ترک کر کے ہلکی سی بات کہے اور اس کا دینا اور سچے موقع پر زور سے تفسیر چھنا ضروری ہے علامہ شامی رحمہ اللہ اس قرطبی سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: فَالْأَمْرُ بِالتَّحْذِيرِ مِنَ الْكَلَامِ مَعَ السَّامِعِ لِلْإِجَابَةِ وَحَذَرُ تَهْنِ عِدَّ الْحَاجَةِ إِلَى ذَلِكَ وَلَا تَحْذِرُ لَهْنٍ وَفِعْ أَصْوَاتِهِنَّ وَلَا تَطْعِمُهَا وَلَا تَلْبِسُهَا وَلَا تَطْعِمُهَا لَمَّا لَمْ يَكُنْ ذَلِكَ مِنْ أَسْمَاءِ الرِّجَالِ الْبَهْنِ وَالتَّحْذِيرُ مِنَ الشَّهَوَاتِ مَعَهُمْ وَمِنْ هَذَا لَوْ يَجُوزُ تَوَلُّفُ الْعَمَلِ فِيهِ (جلد ۱ ص ۲۷۲) (نقد اہل عزم سے عورتوں کے بات کرنے کے بعد جواب دینے کو جاننا سمجھتے ہیں کیونکہ اس کی ضرورت ہو جاتا ہے اور کو بلند کرنا لہجہ کرنا اور نرم کرنا اور بات میں انداز چڑھا کرنا جاننا نہیں سمجھتے کیونکہ اس سے عروسوں کے دل ان کی طرف بالکل ہل سکتے ہیں اور ان کے ہاتھ بات کو ترک کر کے ہلکی سی بات کہنے کے لئے عورت کے لئے قرآن دینا جائز نہیں ہے۔)

گھروں میں خبر سے پہلے کا حکم ..... اس کے بعد فرمایا لَنْ يَنْتَظِرَنَّ (اور تم اپنے گھروں میں خبری رہو تو لا منتظرین) تاریخ الطحاوی نے (اور قدیم جہات کے دستور کے موافق میں) میں کہتے ہیں اس میں اول یہ حکم لایا کہ گھروں میں قرآن مجید کے ساتھ دوسرے یہ فرمایا کہ جاہلیت الہی کے طریقہ پر باہر نہ نکلو جس سے کہ سر سبز چہرہ گردن کان کاٹوں کی بالیاں وغیرہ ظاہر ہوں۔ جاہلیت الہی سے عرب کا اسلام سے پہلہ وہاں نہ تھا ہے اس ذات میں عورتیں باہر نہ جاتی تھیں مگر یہ سب کچھ ہونے کے بعد تھے اور چونکہ مردوں کے درمیان سے گزرتی تھیں۔ بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ جاہلیہ اولیٰ جاہلیہ آخری کے مقابلہ میں ہے مطلب یہ ہے کہ اسلام سے پہلے لوگ جاہلیت میں مبتلا تھے زمانہ اسلام میں فسوق اور فحشاء اختیار کریں گے تو یہ دوسری جاہلیت ہوگی جو





ازواج بھی عیبات تھیں۔ وہ انہیں نے صرف غنیمت اور منجھٹو غنیمت کی ضرورت نہ کرکے دیکھا اور انہیں یہ نظر نہ آیا کہ اس کے بعد ہر طرح کی عورت کا سیر و آؤ گھرن منافی آداب ہے اور یہ حمل اکل پر معطوف ہے اور جو حضرات اس کے کاغلب ہیں وہی اس سے کئی آیت میں بھی کاغلب ہیں۔ قال الحافظ ابن کثیر ص ۳ ص ۳۸۶ ثم الذی لا شک فیہ من قدر القرآن ان ساءہ الہی صلی اللہ علیہ وسلم قد علمت فی قولہ تعالیٰ: **اِنَّمَا يُرِیدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَکْثَرَ مِنْ اَکْثَرِ مَا عَلِمْتُمْ** فان ساءہ الکلام معہن و لهذا قال تعالیٰ بعد ہذا کلامہ **وَاذْکُزْنَ مِنْکُمْ فِیْ نَوَاصِیْکُمْ مِنْ اَہْلِ اللّٰهِ وَ الْحَکَمَہُ** (حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں قرآن میں امر و فکر رکھنے والے کو اس سے کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات انصافاً یونہی اللہ لیبغ عنکم الرجس میں داخل ہیں چنانچہ یہی کلام کا معلق ازواج مطہرات کے حلقہ ہے جیسا کہ اس سب کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارے گھر والوں میں اللہ کی آیات اور حکمت کی جھلک اتر رہی ہے اسے یاد رکھو)

سورہ ابراہیم اہل آیت تعلیم کے بارے میں حضرت ابن عباس فرماتے تھے۔ نہزلت فی ساءہ الہی صلی اللہ علیہ وسلم خاصۃ اور حضرت محمدؐ نے فرمایا من شاء باعلیہ انھا تولدت فی الزواج الہی صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہر شخص چاہے جس اس سے میلہ کر سکا ہوں کہ یہ آیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے بارے میں نازل ہوئی "حضرت عمرؓ کا تبار میں پکار پکار کر یہ فرماتے تھے کہ یہ آیت کریمہ انصافاً یونہی اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے بارے میں نازل ہوئی۔

اہل بیت یہاں ایک نکال پیدا ہوتا ہے کہ سنن ترمذی میں حضرت عمر بن ابی سلمہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب آیت کریمہ انصافاً یونہی اللہ لیبغ عنکم الرجس اقل الثیبت و یطہرکم تم تفسیراً نازل ہوئی اس وقت آپ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں تشریف فرما تھے آپ نے حضرت فاطمہؓ اور حضرت زینبؓ کو بلا کر اس وقت آپ کے چچے حضرت علیؓ بھی بیٹھے ہوئے تھے آپ نے ان سب کو اپنی چادر اوڑھ لیا اور بارگاہ الہی میں عرض کیا اَللّٰہُمَّ ہٰذَا اَہْلُ بَیْتِیْ لَیْسَ لَیْکُمْ فِیْہُمْ رِجْسٌ وَ یُطْہَرُکُمْ تَفسیراً (اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے جس کو کوئی گندگی اور برہنہ ہو اسے یہاں حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا کہ ہاں یہی اللہ میں بھی ان میں سے ہوں آپ نے فرمایا انت علی حاکمک و انت علی عبیر کتم اپنی جگہ پر بٹھ کر رہو۔

اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ام سلمہؓ کو (جو ازواج مطہرات میں سے تھیں) آپ نے اہل بیت میں شامل نہیں فرمایا لیکن ہر مسلمان کے لیے یہ ضروری ہے کہ تمام آیات اور احادیث کو اس شدہ کا کرچہ اور کسی حدیث کا ایسا مطلب مرویہ لے جو کسی بھی آیت سے معارض ہو یا اس سے کسی بھی آیت کا خلاف لازم آئے۔ وہ انہیں تو قرآن کریم میں شریف کے حاکم ہیں انہیں اس کی کوئی پروا نہیں کہ کسی آیت کے خلاف کیا کہہ دیا اور کیا عقیدہ بنالیا مسلمان تو ایسا نہیں کر سکتے کہ کسی آیت کے معنوں کو رد کر دیں اس لیے انکار علماء اور محققین مفسرین نے یہی فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات بھی اہل بیت میں شامل ہیں جس کی تصریح آیت بالا میں مذکور ہے اور جن حضرات کو آپ نے چادر اوڑھا کر لایا کہ یہ میرے اہل بیت ہیں وہی آپ کے اہل بیت ہیں۔ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ جب حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا کہ مجھے بھی چادر میں داخل فرما دیجئے تو آپ نے فرمایا اَنْتِ مِنْ اَہْلِیْ اور ایک روایت میں ہے فقلت و انا یا رسول اللہ؟ فقال صلی اللہ علیہ وسلم و انت تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم بھی اہل بیت میں ہو۔ (ابن کثیر ص ۳۸۷)

اس سے معلوم ہوا کہ چادر اوڑھ جانے کا احتیاط ایک سے زائد مرتبہ قرآن یا بعض مرتبہ ایک علی عبیر فرمایا اور بعض مرتبہ انت میں

اعلیٰ فرمایا، بعض مرد صرف والہ فرمایا۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض ایسے افراد کو بھی اپنے اہل بیت میں شمار فرمایا جن سے کوئی نہیں یا ازدواجی رشتہ نہ تھا نہ بچہ حضرت سلمان فارسی کے بارے میں فرمایا کہ سلطان منا اعلیٰ الہیت (اگر وہ صاحب ادب میں اور عبادت میں ترقی نہ کیا تو کمال شریعت صاحب سنی اللہ تعالیٰ ہے، علم یہ دین ہے روح اللہ تعالیٰ کے مصنف نے حضرت عبداللہ بن عباس سے اور حضرت قتادہ سے نقل کی ہے حضرت قتادہ نے فرمایا میں نے اہل بیت کی یہ تفسیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں کی ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن اشعث کے بارے میں بھی ایسا فرمایا ہے۔ پس جب یہ حضرات اہل بیت میں شمار ہو سکتے ہیں تو آپ کے مراد مکرر ان میں ساتھ رہتے والی بی بیوں کی مگر اہل بیت میں شامل نہیں کی؟

صاحب جان القرآن کہتے ہیں: اس میں حقیقی بات یہ ہے کہ آیت اور حدیث میں اہل بیت کا مفہوم محمد بنی بلکہ حدیث میں حضرت مراد ہے اور آیت میں یا تو مراد ہے جس کی ایک نسل تو آیت ہی کی مدلول ہے اور دوسری نسل کا مدلول ہوتا ہے آپ نے اپنے اس فعل سے ظاہر فرمایا اور حضرت ام سلمہؓ کا چار میں داخل ذکر کیا ہے تاکہ ایسے ہوگا کہ تمہارا تو مدلول آیت ہوتا ظاہر ہی ہے جن کا نفی ہے (انہی جن کا مدلول آیت ہوتا نفی ہے۔ ان کو ظاہر کرنا ہوں بہر حال اس کا اتمام کی ضرورت پورے سے بھی مدلولیت مراد ہوگی۔ قال صاحب الفروع ج ۲ ص ۱۵) وما احباب بہ ام سلمة و عدم ادخالها فی بعض العورات تحت الکساء لیس لانہا لیست من اهل البيت اصلان بل لظہور انها منهم حیث کانت من الازوج اللاتی یفصلن سیاق الآية و سیاقها دخولہن فیہم بخلاف من ادخلوا الصحۃ وحسب اللہ تعالیٰ عنہم لانه علیہ الصلوٰۃ والسلام لو لم یدخلہم لوقال لہم عدم دخولہم فی الآية لعدم الکساء و سیاقها ذلک (تفسیر ربیعہ العالی) اے فرماتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جو جواب جواب دیا گیا اور بعض دفعہ چار کے تحت ان کو داخل ذکر کیا اس لئے نہیں تھا کہ وہ اہل بیت میں ہی نہیں بلکہ تو اس بات کو ظاہر کرنے کے لئے تھا کہ حضرت ام سلمہؓ ازدواج میں سے ہیں جن کا اہل بیت میں داخل ہونا آیت کے سیاق سے ثابت ہے بخلاف ان حضرات کے جنہیں چار کے تحت داخل کیا گیا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم چار کے تحت ان کو لاکر اور ان کے بارے میں اہل بیت کا حلقہ نہ فرماتے تو اہل بیت میں سے ان کے نہ ہونے کا خیال ہوتا کیونکہ آیات کا سیاق سیاق ان کے اہل بیت میں سے ہونے کا لفظ ضابطہ نہیں کرتا

آخر میں فرمایا: اَوْ اَدْخُلُوْنَ فِیْہِمْ یَاۤءُ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ مِنَ الذِّیْنِ وَاللّٰہُ وَالْجَنَّةُ اَیَاتُ اللّٰہِ سے قرآن حکیم بدرجہت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور شیخ مراد میں جیسا کہ بعض مفسرین نے تفسیر کی ہے اور والہ کنون کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ ان چیزوں کو خود یاد رکھنا جن پر عمل کرتا ہے دوسرے یہ کہ جو کچھ قرآن ان کے گہروں میں ان کے سامنے نازل ہوا یا جو تعلیمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دی ہیں اس کا ذکر اس وقت کے دوسرے لوگوں سے کریں اور ان کو بتایا گیا۔

جس طرح قرآن حکیم کی تعلیم ہوتی رہی اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور اعمال کی تحدیث اور تبلیغ بھی ضروری ہے کیونکہ قرآن مجید کے عمل انکام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے تفریح اور توفیق ہوتی ہے اگر احادیث شریفہ سامنے نہ رکھا جائے تو پانچوں نمازوں کے اوقات اور ذکر و اتقان کی مقدار اور نصاب معلوم نہیں ہو سکتے اور حدیث نبوی پر عمل کیے بغیر قرآن کریم پر عمل ہی نہیں ہو سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواج کی کلمات میں جہاں دوسری نکاتیں ہیں وہاں ایک حکمت بھی ہے کہ حضرت ازدواج سلمہ رضی اللہ عنہما ان کے درمیان انکام شریف کی تبلیغ ہوتی جو گھر میں رہتے ہوئے صادر ہوتے تھے اور











جانا گوارا کر کے وقت میں ہی لے جاؤ۔ ہمیں کوئی عیب نہ ہے کی ضرورت نہیں، تو یہ کہ اللہ نے کہا لَقَدْ رَفَعْنَا عَلَى الصُّفَّةِ یہ بات تو آپ نے انصاف سے بھی آگے نہ کر فرمادی، آپ کہہ رہے ہیں کہ میں حق تھا اور پہلے سے کہ چھوڑ دیجئے آپ کا کرم تھا لیکن جب آپ نے فرمایا کہ سنت میں ہی لے جاؤ تو یہ کرم ہلانے کرم اور احسان پر احسان ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید سے فرمایا کہ ہمارے ہو یہ کہن ہیں، عرض کیا کہ میرے والد ہیں اور میرے چچا ہیں، آپ نے فرمایا تم مجھے بھی جانتے ہو اور انہیں بھی پہچانتے ہو، میری صحبت بھی انھیں بچے ہو اب تمہیں اختیار ہے کہ چاہو تو میرے پاس رہو یا ہو تو اپنے گھر چلے جاؤ، اس پر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہنے کو ترجیح دی اور اپنے باپ کے ساتھ جانا گوارا نہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ صبر و سلوک اور شفقت و رحمت کے سامنے انہوں نے اپنے باپ کے ساتھ جانا اور کنبہ و قریلہ میں رہنا منظور نہ کیا اور عرض کیا کہ آپ میرے لیے باپ اور چچا کی جگہ ہیں باپ اور چچا نے کہا کہ سونے کی آغوش کی بات ہے کہ تم نے آزادی کے مقابلہ میں غلامی کو پسند کیا اور اپنے باپ اور چچا اور سب گھر والوں پر کسی دوسرے شخص کو ترجیح دینے پر حضرت زید نے کہا کہ ہاں میں نے ان میں ایسی صفات دیکھی ہیں کہ ان کو چاہتے ہوئے کسی دوسرے کو ترجیح نہیں دے سکتا۔

یہ پروردگار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت سے سرفراز کیے جانے سے پہلے کا ہے، جب رسول اللہ کو نبوت عطا کی گئی تو جن حضرات نے قبول اسلام کی طرف بہت سی باتیں ان میں حضرت زید بن حارثہ بھی تھے ایک اور قول کے مطابق مردوں میں سے سب سے پہلے فرار تھے جنہوں نے قبول اسلام کی طرف بہت سی باتیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی یاد دہانی پر کہ صحابہ سے ان کا نکاح کر دیا تھا جن کی کنیت ام المکین تھی، یہ آپ کو اپنے والد ماجد کی میراث میں (اور ایک قول کے مطابق والدہ کی میراث میں) ملی تھی اور یہی وہ خاتون ہیں جو آپ کی والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد مقامِ اہواء سے آپ کو چھوٹی عمر میں مکہ معظمہ لے کر آئی تھیں۔ حضرت ام المکین سے حضرت ام سلمہ بن زید پیدا ہوئے جنہیں جب رسول اللہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا) کہا جاتا تھا۔

ایک مرسوہ کہ حضرت زید کو یہ بن گھم بھی کہا جاتا رہا، چہ قرآن مجید کی آیت ذَلَّلْنَاهُ وَلَمْ يَكُن لَّهُ فُتُورٌ وَهُمْ قَوْمٌ مُّسْلِمُونَ۔ بڑی ہوئی (جو کہ اس حدیث کے پہلے ذکر کی آیات میں سے ہے) تو یہ بن حارثہ کہا جائے گا کہ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عہد پاک کو جس سے چاہے چاہا، ان کی نسبت ان کے باپوں کی طرف کر دیا (اللہ تعالیٰ کا حساب) (ذکر رک ۲۱ میں مذکور حدیث)

زید بن حارثہ سے حضرت زید بن حارثہ کا نکاح اور طلاق: پھر آپ نے زید بن حارثہ کا نکاح اپنی بیوی بھی کی جنہی حضرت بنت جحش کے ساتھ کر دیا تھا، حضرت زید نے آپ کے فرمانے پر اس نکاح کو قبول کر لیا تھا لیکن باسی حوزہ میں موافقت نہ ہوئی۔ حضرت زید چاہتے تھے کہ ان کو طلاق دے، یہی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اس سے باز رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں رکھو لیکن انہوں نے طلاق دے دی، یہی جب انہوں نے طلاق دے دی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت زید بن حارثہ کے نکاح کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کر دیا۔ یہاں ہی کو لایا، لَقَدْ رَفَعْنَا زَيْنَ بْنَ جُنَّاهُ وَطَرًا، اَوْ رَفَعْنَا كُنْهًا (زید نے ان سے اپنی حاجت برداری کر لی تو ہم نے اس سے آپ کا نکاح کر دیا، یہی بات قرآن مجید میں ہے) تو آپ بڑا جوان و عاقل حضرت زید کے پاس تشریف لے گئے اس سے پہلے بھی (زید کی طلاق کی حدت گزارنے کے بعد) آپ نے حضرت زید بن حارثہ کو اپنا بیٹا نام، سے کہ بھیجا تھا لیکن حضرت زید نے جواب میں یوں کہہ دیا تھا کہ میں اسکا کر کے جواب دہں گی، اللہ نے آپ سے حضرت زید بن حارثہ کو اپنا نکاح کر دیا، اس پر وہ

فرمایا کرتی تھیں اور دوسری اراکین طہارت سے کہا کرتی تھیں کہ تمہارے کچاں تمہارے اولیاء نے کیے اور میرا کچاں اللہ تعالیٰ سے کیا ہے (تفسیر ابن کثیر)

اس ساری تحصیل کو سامنے دیکھ کر آیات بالا کی تفسیر کھینچنے پہلے آیت کریمہ **وَمَا كَانَ لِلنَّسَوٰی وَلَا فُلُوْصَةِ كَاثِرٍ** کی بجائے

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عین حادثہ کے کچاں کا بیٹام کے لئے حضرت زینب بنت جحش کے پاس بھر دیا۔ لے گئے انہوں نے عرض کیا کہ میں ان سے کچاں نہیں کروں گی۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم انکار نہ کرو ان سے کچاں نہ کرنا کچنے نہیں کہا تھا میں بھرا اپنے غم سے مشورہ کروں یعنی مجھے سوچ بچار کا موقع دیا جائے گا مگر یہ باتیں ہوسکتی ہیں جس کی اللہ تعالیٰ جل شانہ نے آیت کریمہ **وَمَا كَانَ لِلنَّسَوٰی وَلَا فُلُوْصَةِ كَاثِرٍ** سے منع کیا ہے اور حضرت زینب بنت جحش کے فرمایا کہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہ کروں گی میں نے یہ سب سنا لکھا ہے۔

طہران کثیر نے اپنی تفسیر میں یہ سب زائل کیا ہے (جلد ۱۱ ص ۱۸۸) تفسیر روح البانی میں ہے کہ جب آپؐ نے زینب بنت جحش کو عین حادثہ کے لئے بیٹام دیا تو انہوں نے کہا کہ یہ میرے مکمل کے نہیں ہیں میں مرتبہ کے اعتبار سے ان سے بھر دوں اور ان کے بجائے عید اللہ بن قحش بھی بھیج دیتا کہنے لگے (یہ انہوں نے اس لیے کہا کہ حضرت زینبؓ نے غلامی کا وہب لگ گیا تھا اور قریش بھی نہ تھے) پھر جب آیت کریمہ **وَمَا كَانَ لِلنَّسَوٰی وَلَا فُلُوْصَةِ كَاثِرٍ** میں روئی راسخی ہو گئی۔ (جلد ۱۱ ص ۱۸۸)

آیت شریفہ کا سبب زائل کرنا خاص ہے لیکن اس کا معلوم عام ہے جیسا کہ دیگر آیات کے اسباب زائل کے بارے میں مفسرین بھی فرماتے ہیں۔ آیت کریمہ سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ کسی بھی مومن مرد اور عورت کے لیے یہ گناہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے کوئی حکم آجائے تو اس کے کرنے نہ کرنے کا اختیار باقی رہے جو کچھ عمل جائے اس پر عمل کرے یا نہ کرے اس کا حق ہے اسلام سراپا فرما کر داری کا نام ہے یہ جو آج کل لوگوں کا طریقہ ہے کہ مسلمان نے دعوایہ راہ بھی چلی لیکن ان کا مشربہ پر عمل کرنے کو چاہتے نہیں یہ اصل ایمان کا طریقہ نہیں جب قرآن وحدیث کی کوئی بات سامنے آتی ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ آج کل اس پر عمل نہیں ہو سکتا (اصحاب ہاند) معاشرت اور معاملات اور زندگی کے دوسرے شعبوں میں قصود اور ذوق قرآن وحدیث کے خلاف چلتے ہیں یہ سراسر بے دینی ہے جیسا کہ آیت کریمہ **فَاسْتَمِرُّوا عَلٰی مَا كُنْتُمْ عَلٰیہٗ فَاَنْتُمْ مِّنْ خٰسِرِيْنَ** (اور تم جھنجھٹاؤ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے) اور مکمل ہوئی گمراہی میں جاؤ (فرافعل اور بدعتات کو چھوڑنے کی) تو کوئی تمہارا نہیں ہے اور سنن و اہل کی اور انبی کی بھی حرم کرتا ہے جس کا فرقہ خردادی کا حوزہ انہیں ہوتا وہ پہلے سنتوں سے بچتا ہے پھر بدعتات چھوڑتے تھے ہیں پھر فرافعل کی اور انبی کا احترام ختم ہو جاتا ہے حتیٰ کہ شیطان وسوسہ ڈال کر ایمان سے بھی ہٹانے کی کوشش کرتا ہے آخر یہ بات اسی میں ہے کہ جو کہو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حکم ہے دل و جان سے قبول کرنے ہم دوسرے ہم میں مسلمان بھی ہیں اور نہیں بھی یہ گمراہی کا طریقہ ہے۔

زینب بنت جحش کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچاں میں آنا **وَاَنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ اَللّٰہُمَّ اِنْعِمِ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَارْحَمْہِ** غلبہ غلبہ **اَنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ اَللّٰہُمَّ اِنْعِمِ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَارْحَمْہِ** (اور اس وقت کو یاد کر جب آپؐ اس شخص سے (بظہر لہما) عرض اور مشورہ) فرمادے تھے جس پر اللہ نے انعام کیا اور آپؐ نے بھی انعام کیا کہ تم اپنی بیوی کو رکھو اور اللہ سے (اور) حضرت زینبؓ نے عین حادثہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ انعام فرمایا کہ انہیں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچایا اٹھائی سے چھڑایا اور اسلام کی توفیق دی اور آپؐ نے ان پر



فلما قضی زلہ فنیھا وظلوا ورجسکھا لکم رب ذی اس ستا ہی حاجت پوری کر چکا تو ہم نے اس اور اس کا نکاح آپ سے کر دیا حاجت پوری کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مذہب کی طرف سے بالکل ہی دل بھر گیا اور آپس نکاح میں، کتنے کی ذرا سی بھی خواہش نہیں رہی اور آپ فرمیں کہ جسے کتنے سے پہل کر ہی یہ امور طلاق دے دی۔ لہذا صاحب الروح لکنہ قبل فلما قضی زلہ حاجتہ من لکما حبھا فطلقھا والظلمت علیھا فلم یکن فی قلبہ میل الیہا ولا وحشتہ من فرطھا۔

لیکن لا یستوی علی النعمین خرج فی رواج اذھب انھم بدافضوا منھن وظلوا (تا کہ مسلمانوں پر اپنے مذہب کے لئے بیڑوں کی جڑ ہیں کے بارے میں کوئی بھی نہ رہے جب وہ ان سے حاجت پوری کر گئیں) لیکن طلاق دے دیں اور عدت گزار جائے اس میں یہ بتایا ہے کہ مذہب کے بیڑوں کی حفاظت وہ ان سے نکاح جاکر ہو جانا آپ کے عمل سے بھی ظاہر ہو جائے اور آپ کی امت کے افراد اپنے مذہب کے بیڑوں کی جڑوں سے نکاح کرنے کے بارے میں ذرا بھی دل میں جھگی محسوس نہ کریں اگر مذکورہ مطلق یا زوجہ موقوفہ سے نکاح کرنے کی رغبت ہو اور کوئی دوسرا داغ شرعی نہ ہو تو بالکف ان سے نکاح کر لیا کریں۔ وسمان افسر اللہ مطلقا (اور اللہ کا حکم پر) اور نے وہ ہی تھا یعنی اللہ تعالیٰ نے عمر بنی طور پر یہ طے فرما دیا تھا کہ مذہب کو آپ کے نکاح میں ضروری آتا ہے چنانچہ عمر بنی طور پر جو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تھا وہ یاد رکھی رہا اور اس میں جو کچھ حق حکم تھا پنے ہی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے اس کے جواز کا فیصلہ کر دیا۔ سنن ترمذی میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ بھی حصہ چھینا جاتا تو آیت کریمہ وَابْتَغُوا الْبَیِّنَاتِ (اللہ علیہ السلام آفرین) کو ضروری چھینا جیتے (میں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کا مطلب فرما کر) وخصی المسلمان واللہ اعلم انی لخصتہ فرمایا ہے۔

فما کان علی النعمین من خرج فیما فرض اللہ (یہی ہر اس بارے میں کوئی بھی نہیں ہے جو اللہ نے ان کے لئے مقرر فرما دیا) یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے ہی کے لئے جو مقدمہ مقرر فرمایا اور طلاق فرمادے وہ اس کے بارے میں ہی پر کوئی لازم و مواظفہ نہیں جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی امر نہیں تو کلموں کا اعتراض کرنے کا اور طعن و تفتیح کا کوئی حق نہیں۔ سئلہ المسلمون علی النعمین خلقوا من قبل (جو لوگ ان سے پہلے گذرے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کا بھی طریقہ دکھا ہے) یعنی سابقین دنیا کر ام بیہم اصول و الاسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا بھی معاملہ، ابے کہ ان کے لئے بہت سی چیزیں کو حال قرار دی گئی ہیں انہوں نے بے تکلف عمل کیا اور حقوق کے طعن و تفتیح کا بالکل خیال نہ کیا حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی پر عمل کر لیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو عدت آپ کے لئے طلاق تھی اسے اپنے نکاح میں لے لیا۔ قال صاحب الروح: بسم اللہ ای سن اللہ تعالیٰ ذلک سنة اھو مصدر منصوب بفعل مقدر من لفظہ والجملة مؤکدة لما قبلھا من نفی الخرج فی الذین من قبل ای من قبلک من الاتیاء علیہم الصلوۃ والسلام من

حیث لم یمخرج جمل شاذ علیہم فی الاقدام علی ما حللہم ووسع لھم فی باب الشکاح وغیرہ جلد ۲۲ ص ۳۷

وکان افسر اللہ فلو ان مطلقا (اور اللہ کا حکم مقرر کیا ہوا ہے) یہ مضمون سابق کی تاکیہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے کوئی بات طے کر دی ہے کر لیا ہوا ہی ہے اور طلاق حکم دینا ہے اور اس پر عمل کرنا ہے تو اس کا جو دھجی ضروری ہے اور شرعی اصول کے مطابق اس کی حالت اور جواز کو بھی ظاہر کرنا ہے لیکن ایسی صورت میں کسی کا اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ الذین یبطلون و سئلہ المسلمون (جو اللہ کے پیغاموں کو پکارتے ہیں اور اللہ سے دانت ہیں کو لا یبطلون) اخذوا الا اللہ اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے) یہ الذین یبطلون من قبل کی صفت ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جو حکم مقدر اور مقرر فرمایا ہے اس پر بغیر کسی

تھک کے مل کر آیا یہ حضرات انبیاء و علیہم الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ رہا ہے ان حضرات کی شان پر بھی کہ اللہ تعالیٰ کے پیغاموں کی تبلیغ کرتے تھے اور صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے مخلوق کی کسی قسم کی کوئی ملامت انہیں تبلیغ حق سے نہیں روکتی تھی، اقول سے بھی مل کر تھے اور مل کر کے بھی دکھاتے تھے۔ وَأَخْفَىٰ بَيْنَهُمُ عِشَّةً (اور اللہ کافی ہے حساب لینے والا) جو لوگ آپ پر طعن کر رہے ہیں آپ ان کے طعن و تشنیع سے مفہوم نہ ہوں اللہ تعالیٰ کو سب کے احوال و اقوال کا علم ہے اور وہ حساب لینے کے لیے کافی ہے اور جب حساب لے گا تو انہیں ان کے احوال بد کی سزا دے گا۔

### فوائد ضروریہ

(۱) شریعت اسلام میں کلامت کی بھی رعایت رکھی گئی ہے جس کا معنی براہِ راست ہے۔ حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ! تمہیں چھ چیزیں ملنی ہیں، جب ان کا وقت آ جائے تو ان میں تاخیر نہ کی جائے (۱) جب نماز کا وقت ہو جائے، (۲) جب جنازہ حاضر ہو جائے، (۳) جب تم بے نکاحی عورت کے لیے اس کے برابر کا آدمی پاؤ۔ (رواہ الترمذی ص ۵۴) مطلب یہ ہے کہ جب نماز کا وقت ہو جائے تو اس کی تاخیر نہ کی جائے اور جب جنازہ حاضر ہو جائے تو نماز جنازہ ادا کر کے اسے فوراً دفن کر دو اور جب کوئی عورت ہے تو بری ہو (غواہ کنواہی ہو غواہ مطلق ہو غواہ اس کا شوہر مر گیا ہو) جب اس کے میل کا آدمی مل جائے تو اس مرد سے اس کا نکاح کر دو۔

اس سے معلوم ہوا کہ مرد و عورت کی براہِ راست اور باہمی میل کا رکھنا بھی دینی اور شرعی بات ہے یہ میل اور براہِ راستی میں اور آزاد ہوئے میں اور مسلمان ہوئے میں اور بد مذہبوں نے میں اور عیسائیوں میں اور مال میں دیکھی جائے گی۔ کلامت کا لفظ اس لیے رکھا گیا ہے کہ عورت اور اس کے والدین یا لوگوں کا رشتہ انہیں کا گھنپا آدمی سے اس کا نکاح ہو گیا تفصیلات فقہ کی کتابوں میں لکھی ہیں۔ یہاں اس سوال کا جواب دینا مقصود ہے کہ جب حضرت زینبؑ اور ان کے بھائی نے حضرت زیدؑ سے نکاح کرنے کے بارے میں یہ خبر دی کہ زیدؑ زینبؑ کے میل کے نہیں ہیں کیونکہ دائرہ بھی نہیں اور ان میں عداوت بھی لگایا ہوا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ کیوں کھول نہیں لیا؟ بات یہ ہے کہ شرعاً کلامت کا اقتدار ہے لیکن بعض مرتبہ دوسری مصالح ایسی ہوتی ہیں جن کی وجہ سے کلامت کا خیال چھوڑ دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ یہاں ایک مصلحت ظہری جو اللہ تعالیٰ کے علم میں تھی کی کہ زینبؑ سے نکاح کا نکاح ہو جانے کے بعد حواشی ہو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زینبؑ سے نکاح ہو جس سے قیامت تک آنے والے مسلمانوں پر نہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے بلکہ عمل سے یہ واضح ہو جائے کہ مذہب لے بیٹے کی بیوی سے اس کی حواشی اور عدت کے بعد نکاح کیا جا سکتا ہے۔ عملی تعلیم و تبلیغ کے پیش نظر کلامت کی مصلحت کو چھوڑ دیا گیا اور آپؐ نے زینبؑ اور ان کے بھائی کو حکم دیا کہ زینبؑ کا زینبؑ سے نکاح ہو جائے میں کوئی حجت نہ دیکری اور آپؐ نے جو پیغام دیا ہے اسے قبول کر لیں چونکہ آپؐ کا یہ حکم تھا بطور مشورہ دیکھئے انہیں بھی اس لیے آیت کریمہ میں اس سے انحراف کرنے کو نصیحتیں سے تعبیر فرمایا اور فرمایا فَتَعَصَىٰ اللَّهُ وَرَسُولُهُ (اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رعبہ دینا) اسے بلکہ جو سوسن کے اپنے گھس سے بھی زیادہ ہے فَتَعَصَىٰ فَوْقَی بِالْفَوْجِ (من القبطیہ میں بتا دیا ہے اس صورت میں آپؐ کے حکم کو ماننا ہی لازم تھا اگر ہم اس شخص یا کوئی بھی یا شہداء یا حاکم یا ماں یا باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے خلاف حکم دے یا خود کی عورت اور کائنات آپؐ کے حکم کے خلاف کرنا چاہے تو آپؐ کے حکم کی خلاف ورزی یا نافرمانی آپؐ نے جو حکم دیا جو مرد و عورت میں اسی پر عمل کرنا ہے اگر آپؐ کا کوئی حکم عام مسلمانوں کے لیے دیا تھا عذاب میں



ابو اور آپ کسی مسلمان کو اس کے بارے میں بطور خوب گھم سے یاد دلاؤ اس مسلمان کو اس پر عمل کرتا فرض ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا: وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهَ اَعْلٰی اِنَّ تَخْشَى النَّاسَ مَعْلُومٌ ہوا کہ بیش اللہ تعالیٰ کے حکم پر نظر رکھنا لازم ہے لوگ کیا کہیں گے اس کو نہ دیکھیں قرآن وحدیث میں جو حکم ہوا اس پر نظر رکھیں جو لوگ علماء اور متبع اور داعی ہوں خصوصیت کے ساتھ اس کا خیال رکھیں: اِنَّ عَلٰی كُلِّ لَوْكُوْنٍ کَاۤیْرٌ حٰزِنٌ ہوا ہے کہ شرعی احکام کو اس بارے میں چھوڑ دیتے ہیں کہ لوگ کیا کہیں گے شیخ قطع میں ہوا اس میں اور یاد شاہی اور مرتبے پہنچنے کی رسوں میں عوام ہی کو خوش کرنے کے کام کرتے ہیں اور سرحد شریعت بطور کی خلاف ورزی کر جاتے ہیں۔ اچھے اچھے نام نہاد تک اور فاضلی یہ وہودی ہیں خلاف شرع امور کا ارتکاب کر لیتے ہیں جب توجہ دلائی جاتی ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ کیا کریں جی اور یہ ایسا ہے حقوق کو بھی راضی رکھنا چاہئے تو لوگوں کی باتوں کا خیال کرنا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کرنا دھوکے ایمان کے سرسبز مروجے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں کی تھی لیکن لوگوں کی طعن و تشنیع کا خیال آگیا تھا اس پر اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جواب فرمادیا کہ کیا یہ خیال کرتا بھی آپ کی شان اللہ تعالیٰ مختلف تھا۔

اس بعض مرتبہ یہ بتاتا ہے کہ کسی عمل کے کرنے سے لوگوں کے تلافی میں جھکا ہونے کا اور اس کی وجہ سے ان کے دین و ایمان میں نقصان کا خطرہ ہوتا ہے سو اگر وہ عملی فی کس محمود لیکن شرعاً مہور ہوتا ہے تو اسے ترک کر دیتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ سے فرمایا کہ اگر چہاری قوم (قریش) اپنی بی مسلمان نہ ہوئی ہوتی تو میں کعبہ شریف کو کھڑے تقیر کر دیتا اور عظیم کو تقیر کے اندر چھت والے حصہ میں شامل کر لیتا اور کعبہ شریف کے دور دراز سے خارج کیا لیکن آپ نے اس کو اچھا مل جانتے ہوئے بھی انہما نہیں دیا تا کہ کہنے والے یہ نہ کہیں کہ یہ کھویہ کیسا ہی ہے کہ کعبہ شریف کو کھڑا کر دیا چونکہ آپ کو تقیر چاہئے کہ حکم نہیں دیا گیا تھا اس لیے آپ نے اس کو چھوڑ دیا پھر اس میں غوثی طور پر یہ حکمت تھی کہ جن لوگوں کو کعبہ شریف کے اندر داخل میرٹ ہو وہ عظیم میں داخل ہو جائیں اس میں داخل ہونا بھی دخول کعبہ ہی کے حکم میں ہے کیونکہ عظیم بھی کعبہ شریف کا حصہ ہے۔

(۳) حضرت زید بن حارثہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ ان کا نام گرامی قرآن مجید میں وارد ہوا ہے آپ کے علاوہ کسی صحابی کا نام قرآن مجید میں نہ گواہ نہیں۔ حکم قرآنی اَلَّذِیْنَ اٰتٰی الْاَمْرَ مِنْهُمْ لَا یَاۤمُرُوْنَ بِالْفَحْشَ وَالْیَغْوِ نے انہیں مذہب میں لکھ کر دیا اور اس طرح سے ہدایت بہت بڑے اعزاز سے مہر م ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ جل شانہ نے انہیں دوسری طرح نوازا دیا کہ ان کا نام قرآن مجید میں نازل فرما دیا جب آیت قرآنی کی تلاوت کی جائے گی جس میں لفظ ذلہ واقع ہوا ہے تو قرآن مجید کے ہر حرف پر ہر یکایاں لٹنے کے بعد کے مطابق اس لفظ کے پڑھنے پر تیس ایکایاں مل جائیں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس طرح بھی ہدایت فرمائی کہ انہیں جس کسی لشکر میں بھیجتے تھے تو انہیں اس لشکر کا امیر بنا دیتے تھے۔ شیخ میں لیکن سال کی عمر میں فزادہ سوت میں انہوں نے شہادت پائی اس وقت بھی وہ لشکر کے امیر تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مرتبہ انہیں اپنے پیچھے مدینہ منورہ کا امیر بنایا اور اپنی آخری عمر میں ان کے بیٹے حضرت اسامہؓ کو بھی ایک لشکر کا امیر بنایا تھا پھر اس لشکر کو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے روانہ فرمایا۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابْنًا اَحَدٍ قَبْلَ يَوْمِ الْاَلَمِ وَلٰكِنْ رَّسُوْلًا اَللّٰهُ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ مَوْكَانَ اللّٰهُ بِكُنٰی تَقٰی عَلَیْہِمْ اٰیٰتُ

انہار سے مراد ان میں سے کوئی کسی کے آپ نہیں ہیں اور لیکن اللہ کے رسول ہیں نبیوں کی سر میں ہیں اور اللہ ہر جگہ کا جانتے والا ہے۔

### محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں

اس آیت کے بعد میں اول تو یہ فرمایا کہ تم میں جو مرد ہیں یعنی بالغ افراد ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے کسی کے نبی و اللہ نہیں ہیں۔ اس میں اس بات کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی ایسے شخص کے والد ہوں جو نبی و لہ کے بعد اور میں داخل ہو گیا ہو اس کے مومن میں یہ بنی حادثہ "کہ والد ہونے کی بھی گئی ہو گئی" آیت میں یہ بتا دیا کہ کسی والد ہونے سے جو باپ بننے کے درمیان احکام شرعیہ مرتب ہوتے ہیں مثلاً میراث ہادی ہو نا اور حرمت مصاہرت ثابت ہو نا آپ کے والد یہ بنی حادثہ "یا کسی بھی صحابی کے درمیان ان میں سے کوئی حکم بھی ہادی نہیں ہے اور رحمہ اللہ" اس لیے فرمایا کہ آپ چار صاحبزادیوں کے باپ تھے جو آپ کے سامنے یا بل بھی ہو گئیں اور ان کی شادی بھی ہو گئی "حضرت سیدہ فاطمہ الزہراءؑ کے علاوہ باقی صاحبزادیوں کی آپ کے سامنے وفات بھی ہو گئی۔ آپ کی وفات کے چھ ماہ بعد حضرت فاطمہؑ کی بھی وفات ہو گئی "حضرات سفین" کے واسطے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل حضرت فاطمہؑ سے تھی۔ آپ کی اولاد میں صاحبزادے بھی تھے لیکن چونکہ وہ سب مجتہدین ہی میں وفات پا گئے اس لیے اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کرتا ہے مردوں یعنی بالغ افراد میں سے کسی کے والد نہیں ہیں۔

دوسری بات یہ بتائی کہ گو وہ کسی بالغ مرد کے نبی یا پ نہیں ہیں لیکن وہ حلالی باپ ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں بحیثیت رسول ہونے کے ساری امت پر فرض ہے کہ آپ پر ایمان لائیں اور آپ کے کلمہ ہر وقت قیر کو پیش کیا جائے گا جس گھر ساتھ ہی آپ کو خاتم النبیین بھی بتا دیا اور یہ اعلان کر دیا کہ آپ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی بھی نبی قیامت تک نہ آئے گا نہیں ہے۔ اس تصریح سے یہ واضح ہو گیا کہ آپ کی والد حلالی ہوتے نبی ہوتے سے کہیں زیادہ اعلیٰ اور افضل ہے اور آپ کی موجودگی میں جو صاحبزادے صرف انہی کے لیے نہیں ہے بلکہ آپ خاتم النبیین ہیں قیامت تک آپ کے بعد نبی نہ آئے گا نہیں ہے لہذا موجودہ افراد اور ان کی آنے والی نسلیں اور ان کے علاوہ جو بھی قوم اور قبائل اور افراد اور ذات (مرد و عورت) آپ پر ایمان لائیں گے آپ سب کے والد حلالی باپ ہیں آپ کی یہ فضیلت و جنتیت اس سے کہیں زیادہ ہے کہ اپنی والدی والدگی میں چند افراد کے نبی باپ ہوتے۔ قال صاحب رابع فکناہ قبل: (خاکان فحفظہا انما فحفظہ قبل زخا لکلم) بحیث ثبتت بینہ و بینہ حرمة المصاهرة ولكن کان اہا کل واحد منکم و اب ابناء کم و ابناء ابناء کم و هكذا الى يوم القيامة بحيث يجب لہ علیکم و علی من تاسل منکم احترامہ و تو لہ و يجب علیہ لکم ولین تاسل منکم الشفقة و الصبح الکامل۔ (تکبیر روح المعانی) اسے فرماتے ہیں گویا یہاں صاحبان فحفظہا انما فحفظہ قبل زخا لکلم میں یہ فرمایا گیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح تم میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں کہ اس کے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مصاہرت کی حرمت ثابت ہو اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے ہر ایک کے باپ ہیں اور تمہاری اگلی نسلوں کے بھی باپ ہیں یہی طرح قیامت تک سب کے باپ ہیں کہ تم پر تمہاری نسلوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام واجب ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تمہارے لئے شفقت اور کامل برداری ہے۔

آپ سے پہلے ہر ایمان و اور صلہ عظیم باصطوہ اسلام پیش کرتے تھے وہ خاص قوم کیلئے اور صرف اور وقت کے لیے تشریف لایا کرتے تھے خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک تمام جنات اور تمام انسانوں اور تمام قوموں اور تمام نسلوں اور تمام ملکوں کے بننے والوں کیلئے رسول ہیں اور نبی ہیں کیونکہ نبی عام ہیں اور رسول خاص ہیں (جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا کہ رسول کا

الطاف صاحب شریعت جدیدہ کیلئے ہے اور نیا پرغیر برصادق آتا ہے صاحب شریعت جدیدہ وہ ذات ہے (انجیل خاتم النبین) فرماتے ہے آپ کے خاتم الرسل ہونے کا کبھی اعلان ہو گیا سو سوہاہ میں فرمایا **وَمَا أَزْهَمَكَ الْبَطْنُ نَبِيًّا** **وَلَكِنْ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ** (اور میں نے آپ کو انھیں بچھا کر تمام انسانوں کیلئے پھر پھر روزِ رجا کر لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے)۔

خداوند یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر وصف نبوت سے متصف ہوتا یعنی نبوت جدیدہ سے سرشار کیا جاتا ہے ختم ہو گیا ہے اور سلسلہ نبوت آپ کی ذات گرامی پر منقطع ہو گیا اب نبوت جدیدہ سے کوئی بھی شخص متصف نہیں ہوگا۔

قسم نبوت کے منکر قرآن کے منکر ہیں اسلام سے خارج ہیں..... آپ کے بعد جو بھی کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے گمراہ ہے کار پر چڑھ کر اس کی تصدیق کرنے والے بھی گمراہ اور کافر ہیں اور ایت قرآن کے منکر ہیں جس میں صاف اس بات کا

اعلان فرما رہا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین ہیں احادیث شریفہ صحیحہ مسند کے ساتھ بہت زیادہ پھر خدا میں کتب حدیث میں مروی ہیں جن میں واضح طور پر یہ بتایا ہے کہ بناب محمد رسول اللہ پر نبوت اور رسالت قسم سے ان احادیث کا بغض و کراہت نے

اپنے مسائل میں واضح بھی کر دیا ہے قرآن وحدیث کی تصریحات کے باوجود بعض لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا خود بھی کافر ہوئے اور اپنے ماننے والوں کو بھی کفر پر ڈالا۔ مسند ابن کثیر جلد ۱ ص ۳۸۲ بہت سی احادیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ **فصل وحمد اللہ تعالیٰ**

**بالحمد للہ** رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم الیہم ثم من تشریفہ الیہم حمم الانبیاء والمرسلین یہ و اکمال العین الحنیف لہ و قد اخبر اللہ تبارک و تعالیٰ فی کتابہ و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی السنۃ الموعودۃ عہدہ

لانہی بعدہ لیعلموا ان کل من ادعی هذا المقام بعدہ فہو کذاب الاک دجال ضال مضل ولو تحرق و شعل و اسی بانواع السحر و الطلاسم و التہو لاجبات فکلہا محال و ضلال عند اولی الالہاب۔ (یہ نبیوں پر اللہ تعالیٰ کی)۔

نبیوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی طرف بھیجا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان قسم نبوت بھی اور آپ پر دین حنیف کی تکمیل بھی نبیوں پر رحمت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث میں

جو کو حق میں خبر دی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے تاکہ سب پر واضح ہو جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس مقام کا دعویٰ کرے گا وہ منکار و باطل، جھوٹا ہے خود کی گمراہی کے بعد وہاں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے اگر وہ چاہے کہ جس کے

کرشمہ رکھائے جو بھی ظلم ہر رنگیاں رکھائے سب عقل مندوں کے ذرا یک ہے گا وہ گمراہی ہیں۔

خاتم النبین بھی قرأت متواترہ ہے۔۔۔۔۔ پھر ہے کہ خاتم النبین حضرت امام کاظم کوئی کی قرأت میں ملتا ہے۔ چہ اور ان کے علاوہ دیگر قراء کے قرأت یکسر وہ یعنی خاتم النبین ہے خاتم (ت کے ذریعے کے ساتھ) سمر کے معنی میں آتا ہے اور خاتم (ت کے ذریعے کے

ساتھ) سمیع کا معنی ہے جس کا معنی ہے ختم کرنے والا دونوں قراءتوں کمال ایک سی ہے یعنی آفرینا دیو میں سید محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین بھی ہیں یعنی آپ کی تحریف آدمی سے سلسلہ نبوت ختم ہو گیا اور خاتم النبین بھی ہیں یعنی آپ کی ذات گرامی کو نبیوں

کے لیے ہر عباد کیا جیسے ہر آخر میں نکالی جاتی ہے ہی طرح آپ پر سلسلہ نبوت ختم ہو گیا اب آپ کے بعد کوئی نبی آئے گا نہیں۔

یہ دوسری قرأت جو تفسیر کے ذریعے کے ساتھ قرأت متواترہ ہے اس کا اظہار بھی کفر ہے۔ ہم نے خصوصیت کے ساتھ یہ قرأت اس لیے ذکر کی ہے کہ بعض علماء نے خاتم النبین (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ترجمہ افضل النبین کر کے اخبرتے صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کا اظہار کیا۔

گزشتہ صفحہ میں مسلمانوں کے کہنے سے شباب کے ایک آدمی (مرزا کاویانی) نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ خلافت کو اس سے اپنا مقصد نکالنا مقصود تھا۔ انہوں نے اس جھوٹے نبی سے چہار شرعی موضوع کرنے کا اعلان کر دیا اور اس کے سامنے دلوں کو تباہی و بربادی دے کر اپنا تصور اپنایا۔ دنیا کے غالب اس شخص کی جھوٹی نبوت کا قرا کر تے چلے گئے اور جب ان کے سامنے آیت قرآن ہے **وَلَسَيَكُونُ اللَّهُ** اور نبوت کی شہینہ مجلس مفتوحہ اور عقل و ہوش کی تقسیم ہادی کو ہی نبوت قرآن کو ہی جماعت موجود ہے جو یہود و نصاریٰ کی سر پرستی میں پرورش پائی ہے اور اسلام اور قرآن اور مسلمانوں کی دشمنی میں برابر لگی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو اس کے شر سے بچائے یہ ایک سولی سی بات ہے کہ جو شخص قرآن کریم کی آیت کا منکر ہو وہ نبی تو کیا ہو گا کوئی دیکھ کر مسلمان بھی نہیں ہوتا۔ ظہور ذوق حق اور کار فرما تمام مسلمانوں کو بچا دے کہ ان لوگوں اور مذہب حقوں سے جو کنار ہیں یہ لوگ یہاں کھڑے ہو گئے ہیں۔

**وَكَمَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا** (اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے) اس میں قرآنی اعلان کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لیے معیہ ہے اور امید ہے کہ لوگ منہ پر خاتم انھیں صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد کسی دوسرے شخص کی نبوت کے قائل ہیں یا اسلام کے خلاف کوئی بھی عقیدہ رکھتے ہیں ایسے لوگ ہیں نہ کہیں کہ یہ دنیا ہی سب کچھ ہے اللہ تعالیٰ کسب کا مال ظاہرہ باطن عقیدہ و عقل معلوم ہیں وہ اس کے مطابق سزا دے گا عقیدہ دیا کے لیے کفر یہ عقائد اختیار کرنے والے اور کفر یہ اعمال اختیار کرنے والے اللہ تعالیٰ کی امید سے قائل تہ ہوں۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی تشریف آوری قسم نبوت کے منافی نہیں۔ احادیث صحیحہ کثیرہ و اختراعات و سرائے اور آیت قرآن ہے **وَأَن يَمُوتَ لَعَلَّ الشَّاعَةَ لَعَلَّ الشَّاعَةَ لَعَلَّ الشَّاعَةَ** (علیٰ احمد الطولین) اور آیت کریمہ **وَأَن يَمُوتَ لَعَلَّ الشَّاعَةَ لَعَلَّ الشَّاعَةَ** (علیٰ احمد الطولین) یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام ہی امت سے پہلے تشریف لائیں گے اور حال کوئی کریں گے تمام اہل السنۃ و الجماعۃ کا اس پر اتفاق ہے چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے خارج ہوں گے اور آپ کی شریعت پر عمل کریں گے اور امت محمدیہ سے بھی اسی شریعت پر عمل کریں گے اور وہ آپ کے تشریف لانے سے پہلے ہی نبوت سے سرفراز تھا یا نہیں کہ وہی نبوت لے کر آئیں گے بلکہ وہ پہلے ہی سے نبی ہیں جنہیں مذکورہ آیت میں یہ ظاہر کیا گیا تھا یا نہیں کہ وہ حال کوئی کریں گے اور شاہی کر کے مسلمانوں کے ساتھ روایات و روایات پانچائیں گے اس سے شباب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم انھیں ہونے پر کوئی اعتراض نہ تا شریعت محمدیہ میں جزیہ لینا شروع ہے وہ اسے منسوخ کر دیں گے اس منسوخ کرنے کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقلی و معنی سے بتا دی تھی آپ کی کا منسوخ کرنا ہوا۔

حافظ جلال الدین سیوطی نے نزول یحییٰ بن مریم آخر الزماں کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے اس میں ”تکمیل التکمیل للخطباء“ اور ”کتاب البعث والبعث والبعث“ سے حدیث نقل کی ہے اور اس کی سند جدید بتائی ہے جس میں اس بات کی تصریح ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر ہوں گے حدیث کے الفاظ یہ ہیں **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْلُوفٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلِّغْتُ الدَّجَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نَزَلَ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ مُصَلِّيًا بِمُحَمَّدٍ وَعَلَى مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَحُكْمًا عَدْلًا لِيُفْلِلَ الدَّجَالَ**۔ (حضرت مہدی بن معفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یا جبرائیل اللہ تعالیٰ چاہے گا دجال دے گا پھر حضرت یحییٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے اس حال میں کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

تصدیق کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت پر ہوں گے بدایت کے امام ہوں گے حاکم و عادل ہوں گے اور پھر آپ وہاں کو آئی کر دیں گے)

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَوَّلِيَّيْ نَفْسِي يَوْمَ الدِّينِ لِيُوْشِكُنْ اَنْ يَنْزِلَ فَيُكَلِّمُنِي مَرْيَمُ حَتَّىٰ كُنَّا عِدَّةً لَا اَدْرِيْ مَا لَهَا (الحديث الاول نزول مائیں ص ۱۶۹)

اللہ تعالیٰ کی تشریح کرتے ہوئے حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: والمعنى انه ينزل حاكمًا بهذه الشريعة فان هذه الشريعة بالغة لا تتسع بل يكون عيسى عليه السلام حاكمًا وفيه رواية البيث عن ابن شهاب عند مسلم حاكمًا منصفًا وللطبراني من حديث عبد الله بن مغفل ينزل عيسى ابن مريم مصداقًا بمحمد علي ملته۔

(یعنی یہ ہے کہ آپ شریعت محمدیہ کے مطابق فیصلے کرنے والے بن کر نازل ہوں گے کیونکہ یہ شریعت ہانی ہے مفسر جن میں ہو سکتی بلکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اسی کے مطابق حکمت کریں گے اور اسی بارے میں امام مسلم نے لکھتے ہیں ابن شہاب کی روایت یہ ہے کہ حاکم اسے مراد ہے عادل و نیک اور طبرانی نے حضرت عہدہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے والے ہو کر اور آپ کی ملت کے تابع ہو کر نازل ہوں گے)

امام ابی حنیفہؒ فرماتے ہیں: ای یزول حاکمًا بهذه الشريعة لا یزول لیا برسالة مستقلة و شريعة ناسخة بل هو حاکم من حکام هذه الامة (صحیح مسلم ص ۱۷۰)

(یعنی آپ شریعت محمدیہ کے مطابق فیصلے کرنے والے بن کر نازل ہوں گے مستقل نبوت و رسالت اور شریعت محمدیہ کو منسوخ کرنے والی شریعت نیکر نازل نہیں ہوں گے۔ بلکہ وہی امت محمدیہ کے حاکم ہیں سے ایک حاکم ہوں گے)

مطلب یہ ہے کہ یہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور شریعت اسلام محمدیہ کے مطابق ہی فیصلے دیں گے مستقل نبوت ہوں گے اور مستقل شریعت ہے اگر انہیں گے جو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کر دے وہی امت کے حکام میں سے ایک حاکم ہوں گے اور ہانی جماعت آیت کریمہ کی تصریح کا انکار کرنے کی وجہ سے کافر ہے اور اس وجہ سے کفر ہے کہ انہوں نے خاتم النبیین کے معنی میں قریظہ کی ہے اور اس کا معنی انھیں بتایا ہے ان جاہلوں کو معلوم نہیں کہ قرأت میں ایک قرأت ۲۰ کے ذریعے کا تھو گئی ہے اس کا انکار بھی کفر ہے۔

قادر پانی زندہ بیٹوں کا جھوٹ ..... قادر پانیوں نے فتح نبوت کا انکار کرنے کے لیے ایک یہ بات لائی تھی کہ چونکہ حضرت کجا علیہ السلام کے تشریف لانے کی خبر ہے اس لیے نبوت کا رد و ردہ بخدشیں ہو اور ہم سے یہی مانتے ہیں وہی کجا ہے ان لوگوں کی تردید کے لیے یہی کافی ہے کہ قرآن مجید میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کو چھ جگہ کجا ان مریمؑ فرمایا ہے: وایا جاتی ہے اور قادر پانیوں کو بھی اس کا علم ہے کہ مرزا قادر پانی کی ماں کا نام مریم نہیں تھا اور اس اور زندہ بیٹوں کو قرآن وحدیث مانا نہیں دیتا اپنی تاویلات و تحریکات کے پیچھے چل کر ملوث ہوئے ہیں۔

یہ لوگ اس کی کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے تشریف لانے کا حقیقہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ یہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت فتح نہیں ہوئی ان لوگوں کی اس بات کی تردید حضرات مفسرین کرنا اور علماء و حکماء پہلے ہی کر گئے اور انہوں نے بتادیا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام مستقل رسالت نبوت کے ساتھ نہیں آئیں گے وہی شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مطابق عمل کریں



تکامل الحی و العیث اس شخص کی خواہش ہے کہ وہ اپنا دھرم کرنا چاہے اور جو شخص کرنا چاہے اور مردہ کی کسی مثال ہے۔ (ابو ہانیہ) (مجموعہ احادیث) کہتا ہے کہ وہ اپنا دھرم کرنا چاہے اور جو شخص کرنا چاہے اور مردہ کی کسی مثال ہے۔ (ابو ہانیہ) (مجموعہ احادیث)

ایک حد تک فرمایا ہے کہ جنت و اداں کو بھی جبری مسرت نہ ہوگی سوائے اس ایک گھڑی کے جو دنیا میں اللہ کی بارگاہِ حق میں تھی۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا یا اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چھ لوگ کسی جگہ بیٹھے ہیں ان کے اچھے مجلس میں اللہ کا نور  
کیا ہوا رہتا ہے یہ ہر وقت بچھاؤ ہو مجلس ان کے لیے نقصان کا سبب ہوگی البتہ اگر اللہ چاہے تو ان کو کتاب دے اور اگر چاہے تو ان کی منقہات  
فرما دے اور اگر کوئی شخص کسی جگہ لینا اور اس سے لپٹنے میں اللہ کو بات کہتا ہو لینا اس کے لیے نقصان کا سبب ہو گا اور جو شخص کسی جگہ چلا اور  
اس جگہ سے اس نے اللہ کو بات کہی تو اللہ کی طرف سے اس کا یہ چلنا نقصان کا باعث ہو گا البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا  
کہ جو لوگ کسی جگہ بیٹھے جس میں انہوں نے اللہ کو بات کہی اور اپنے نبیؐ سے ہر وقت بچھاؤ تو قیامت کے دن ان کا یہ بیٹھنا مسرت اور انہوں کا  
اعت ہو گا اگرچہ اب کے لیے جنت میں داخل ہوں گے۔ (بخاری، تاریخ جیب عرب میں ۱۶۱۶۱۶)

ہوشیار بندہ سے وہی ہیں جو اہل عمر کی ایک گھڑی بھی ضائع نہیں جانے دینے والا میں جینے کے لیے جو قوموں سے بہت مشغول کی ضرورت ہے اس میں قوموں اور بہت وقت لگایا اور اس میں بھی اتنا کوا کر کرتے رہے اس کے بعد سارا وقت کو اتھری کی یاد میں عطاوت میں شمع میں جھلک میں قہر میں نکیر میں اور دھڑلے میں لگاتے رہے ہیں لایق باتوں میں مشغول ہو کر اپنا وقت ضائع نہیں کرتے ہوا اپنے دل کا اس میں کھوئے۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے ذکر کے علاوہ زیادہ دعاؤں کا ذکر کیونکہ اللہ کے علاوہ زیادہ دعاؤں کا ذکر قلب یعنی دل کی حقنی کا سب سے بڑا اور اچھا توکل ہے جس کا اللہ سے سب سے زیادہ قرب اور علیٰ نقض ہے جس کا دل بہت ہو۔ (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی یعنی دیہات کا رہنے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے سوال کیا کہ لوگوں میں سب سے بھتر کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا میں کی عمری بنی اور ابوہریرہؓ واقعہ ہوں اس نے عرض کیا کہ کون سا مصل فاضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ تو نے نہایت اس حال میں درخت سے کہ تیری زبان اللہ کی یاد میں ہو۔ (ابوداؤد حارثی)

نماز بعد سے فارغ ہو کر بازار میں جانے کی ہدایت دی اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا حکم فرمایا۔ اس وقت میں ارشاد فرمایا:

هَذِهِ لِمَنْبِيتِ الصَّلَاةِ لَا تَنْشُرُهَا إِلَّا الْأَخْسَرُ وَالْأَفْطَرُ وَالْأَكْثَرُ وَاللَّهُ كَثِيرٌ الْعَلَمُ الْخَلْقُونَ۔ (پھر یہ بازار  
 جوری کہ چکوتہ زمین پر چلا پھر بازار اللہ کے فضل سے تلاش کر اور اللہ کو کثرت یاد کرتے رہو تاکہ تم قیام پاؤ گے۔)

اللہ تعالیٰ ذاکرین کو یاد فرماتا ہے: **سورة قمر** میں لایا: **قَدْ نَخْلَعُ زُفًى** (سو تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا)۔ یہی نقلِ بڑی حدیث ہے کہ کرشمہ خاکی کا روئے اسی کے اندر خونِ زعفران بھرا ہوا ہے اسے صاحبِ قریش اپنے روپ میں یاد فرمائیں۔

سورناٹو میں لڑایا، اجماع الفضلۃ لیلہ شریف (نماز کا تم کو میرے دعا کر کیسے) نماز سے پہلے تلاوت بھی ادا کرے اور دعا سے بھی تلاوت کا جواب بھی وضو کی دعا بھی ان حضرات سے سیکھیں بھی پھر گنہگار ہو رہے کہ اسلام بھیجے کہ ایک نماز ادا کر کے مشغول رہتا ہے کبھی

امت کے عہد و نامہ میں مشغول رہا ہے، کبھی تکبیر کرتا ہے کبھی قرآن چاہی کی تلاوت کرتا ہے، کبھی اتنی تکبیر بیان کرتا ہے، کبھی تسبیح کہتا ہے اور کہتا ہے اور اپنے رب کو ہر طرح کے عجب و تعجب سے پاک مانتا ہے اور اس کے بارے میں اپنا عقیدہ و نظریہ کرتا ہے اور کبھی دعا مانگتا ہے کہ زانی کی زبان بھی اللہ کی پادشاهی ہوئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہی بھی اللہ کے ذکر میں مشغول ہے، قلب حاضر ہے، اعضا متواضع ہیں، کبھی قیام میں قنوت پڑھتا ہے، کبھی چار ہاتھ باہر نکالتا ہے، کبھی دو ہاتھ میں کریمیا، پنجین یا تاراجین پڑھ دیکھتی اور رب تعالیٰ میں شہادت کی تسبیح میں مشغول ہو کر یاد دہ کے پاس اپنا لکھو یا زور دے، کل اور مروت کا کلی اقدام ظاہر کرنے کے لیے اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ شرف و اعزاز یعنی اپنے سر کو زل و اعزاز میں جتنی چاہے، یاد دہ اپنے رب کریم کے حضور اپنی ذات کو باطل و کمال کے پیش کر دیا۔ پھر نماز کے بعد وضو بھی ذکر میں اور نماز کے بعد تسبیح و تہجد بھی اور حقیقت پانچوں نمازیں اللہ تعالیٰ کی پادشاهی کی طرف پہنچتی ہیں، مومن کی زندگی سر پادشاهی ہے۔

فرش خاکی کا رہنے والا جس کے اندر خون و غیرہ مگر اب اسے اسے صاحب عرش اپنے رب اور میں پادشاهی میں۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں اپنے بندہ کے ساتھ ہوں جب وہ گھٹے یاد کرتا ہے اور میری پادشاهی اس کے ہوتے چلتے ہیں۔ (روایت بخاری)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں اپنے بندہ کے گناہ کے ساتھ ہوتا ہوں کہ وہ جب چاہے گھٹے یاد کرے، سو اگر وہ گھٹے چاہے میں یاد کرتا ہے تو میں اسے چھوڑ دیتا ہوں اور اگر گھٹے کسی جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس جماعت میں یاد کرتا ہوں جس جماعت سے بچر ہوتی ہے (۱) جس میں اس نے گھٹے یاد کیا۔ (روایت بخاری)

حافظ ابن کثیر نے حضرت ابن عباسؓ سے کہیں عہد و است نقل فرمائی انہوں نے فرمایا: ان اللہ تعالیٰ لم یفرض علی عبادہ فريضۃ الا جعل لہا حد معلوما ثم و علو اهلہا فی حال العذر غیر الذکر فان اللہ تعالیٰ لم یجعل لہ حدا ینتہی الیہ و لم یعلو احدا فی ترکہ الا معلوما علی ترکہ فقال (لماذا نکر و اللہ لیانا و لغوفا و علی غنوبہم) باللیل والنہار فی السرو والحدود فی السفر والحضر والغنی والفقیر والسقم والصحة والسرو والعلاتۃ و علی کل حال۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جو عبادات فرض فرمائی ہیں ان کی حد مقرر ہے اور اصحاب عذر کو (معافی یا تخفیف کی صورت میں) معذور قرار دیا ہے مگر ذکر اللہ ایسی عبادت ہے کہ اس کی مذکور حد اور تعداد متعین ہے نہ کوئی خاص وقت اور نہ زمانہ مقرر ہے نہ اس کے لیے کوئی خاص بہت قیام یا نشست کی مقرر قرانی ہے نہ اس کے لیے ظاہر اور باطن ہو یا شرط ہے، ہر وقت اور ہر حال میں یکمثر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا حکم ہے، سفر ہو یا حضر، تنہا ہو یا چاندی، نکلے میں ہو یا دریا میں، رات ہو یا دن ہر حال میں ذکر اللہ کرتے رہیں، کسی لیے اس کے ترک میں انسان کا کوئی عذر مسموع نہیں، بجز

قال الطیسی: السراۃ صلا من المملکۃ المقرین و ارواح المرسلین فلا دلالة علی كون المملکۃ المفضل والاحسن ان یقال المعسرۃ من جهة السراۃ و السراۃ و المقدس و العلوی و لا تنافی فی الصلیۃ البشر من جهة کثرۃ الثواب (وکذا فی حالہا المشکوۃ عن الصلوات)

(عارضین فرماتے ہیں اس سے کہ عذر پریشاں اور بھیجی ہوئی دلوں کی جماعت ہے۔ یہ بات فرشتوں کے افضل دلوں سے کہی گئی ہے کہ انہوں نے اپنے فرشتوں کی طرف سے فرشتوں اور صومعہ ہندی کی وجہ سے انسان سے افضل و بزرگ ہیں، لیکن انسان کے کلمہ کو آپ کی وجہ سے یہ حق ہے کہ شرع کے کام لیت کر لے والی نہیں ہیں۔)



اس کے کہ قتل و کشتن ہی نہ ہیں اور یہ ہوش ہو جائے۔

تیسری آیت میں یہ فرمایا: وَقُلْ لِلّٰہِ الدِّیْنُ کُلُّہٗ عَلَیْکُمْ وَفَیْضُکُمْ کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمت بھیجا ہے اور اس کے فرشتے (تمہارے لیے) منتظر رکھتے ہیں کہ اس میں جو فضل و فیض اللہ وار ہو وہ اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف بھی ہے اور فرشتوں کی طرف بھی۔ حضرات اکابر علماء نے فرمایا ہے کہ صلوٰۃ کی نسبت جو اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اس سے رحمت مراد ہے یعنی اے مومن! اللہ تم پر رحمت بھیجتا ہے اور فرشتوں کی طرف جو صلوٰۃ کی نسبت ہے اس سے استغفار مراد ہے اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اللہ کے فرشتے تمہارے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں (کما فی سورۃ الطہ: وَسَيَسْخَرُونَ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا) اور فرمایا لَا تَحْزَنُوا حَتّٰی تَخْرُجُوْا یعنی اے مومن! اللہ کی رحمت ہونا اور تمہارے لیے فرشتوں کا منتظر کرنا اس لیے ہے کہ اللہ تمہیں اندھیروں سے راہنمائی کی طرف نکالے گا یعنی جہالت اور گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت اور یقین کے نور سے منور فرمائے۔ و کما فی سورۃ المؤمن: وَحِیْثَا (اور اللہ مومنین پر رحم فرمائے وہاں ہے) یعنی وہ اہل ایمان پر دنیا میں بھی رحم فرماتا ہے اور آخرت میں بھی رحم فرمائے گا دنیا میں ایمان کی دولت سے نوازا اور آخرت میں بھی ایمان اور نجات عطا فرمائے گا اور جنت میں داخل فرمائے گا اور فرشتے جہالت سے بچنے والے اس سے ملاقات کریں گے۔

چوتھی آیت میں فرمایا: تَجِیْبُوْنِہُمْ یَوْمَ یَقُوْلُوْنَ سَلَامٌ (میں ان اللہ سے ملاقات کریں گے ان کا تحیہ سلام ہوگا) یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر سلام بھیجا جائے گا۔ کما قال تعالیٰ فی سورۃ یونس: سَلَامٌ قَوْلًا فَرِحَ رَّبُّہٗ وَجِیْبُہٗ (اور فرشتے بھی ان پر داخل ہوں گے اور ان پر سلام پیش کریں گے۔ کما قال تعالیٰ فی سورۃ الزمر: وَالْمَلَٰئِکَۃُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْہِم مِّنْ تَحْتِی باب ۵ سلام علیکم بسما ضمنتہم فیہم غفصی اللہ و ۵ اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ اس سے روح قبض ہونے کے وقت کا تحیہ مراد ہے کیونکہ جب فرشتہ مومن بندہ کی روح قبض کرنے کیلئے آتا ہے تو سلام علیکم کہہ کر خطاب کرتا ہے۔ (ذکرہ فی الوجہ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

وَاصْبِرْ لِّہُمْ اِنْجِرَآءَ کَہْمِ نَفْسَا (اور اللہ نے ان کے لیے اجر کریم تیار فرمایا ہے) یعنی ان کے لیے لات الاثواب تیار فرمایا ہے مسلمان ایسے کثیر فرماتے ہیں کہ اجر کریم سے جنت اور وہ اس کی قسمیں اور ہر طرح کی لذتیں مراد ہیں اول تو جنت کا وہ عطر ہی ۱۱ اعزاز و اکرام ہے جس میں جو کچھ پیش کیا جائے گا وہ بھی اعزاز کے ساتھ پیش ہوگا وہاں ہمیشہ کرم اور مسروری رہے گی۔

**یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاکَ شَہِیْدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ﴿۱۰﴾ وَ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَ سِرَاجًا**  
 اسے کی جہالت ہم نے آپ کو گواہ اور بشارت دینے والا اور اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف ہانسنے والا اور راہنما کرنے والا ﴿۱۰﴾ و **مُبَشِّرًا وَّ مُبَشِّرًا** ہاں! لہم من اللہ فضل کثیر ﴿۱۱﴾ و **لَا تُطِيعُ الْکَافِرِیْنَ وَ الشَّٰفِقِیْنَ**  
 اور چار مانگا کر بھیجے گا۔ اور آپ کو انہیں کوڑا لڑنی سے بچنے کا اور اللہ کی طرف سے ان پر نازل ہونے والا ہے۔ اور آپ کا فرض اور حق ان کی بات نہ مانے

**وَدَعَا اٰذُنُہُمْ وَ تَوَكَّلْ عَلٰی اللّٰہِ وَ کُلِّیْ بِاٰتِہٖ ﴿۱۲﴾**

اور ان کی آذان کو چھوڑ دے اور اللہ پر بھروسہ کیجے اور اللہ کا نالی کارماں ہے۔



اور بیت میں حربہ یہ پائیں گی ہیں کہ آپ کو انھیں یعنی عرب کی مخالفت کرنے والا بنا کر بھیجنا اور میرا اندوہ ہے میں نے جیسے ان معصوم بھائی بھائی جو درخت خود رخت خراج نہیں ہے اور باہر ادا میں مقرر پائے والا نہیں اور یہ بھائی کا بول بھائی سے نہیں ہے لیکن معاف کرتا ہے اور بھائی دیتا ہے اور اسے نہیں اٹھنے کا پتہ تک کہ اس کے ذریعہ بھائی وہاں ملے کو سپرد بھی نہ کرے اس طرح سے کہ وہ لوگ لا اقلہ الا اللہ نہیں کے اور اس کے ذریعہ ان کی اندھی آنکھیں کھول دے گا اور میرے کانوں کو اور تمام چہرے کو سے عجب کھول دے گا۔

وَدَاعِبْنَا اِلٰی اللّٰهِ بِاَذْنِهِ (اور میرے آپ کو اس کی طرف بلانے والا بھیجنا ہے کہ تم سے) آپ میرے آسمانوں اور اس کے ذہن سے کہو کہ میں نے اس طرف اور اس طرف کی عبادت کی طرف بلانے والے ہیں آپ نے اپنی محنت سے ان کی طرف بلایا اور اسے کمال دیا یہ اور اس بارے میں جی جی بڑی لکھنیں اٹھائیں اس میں ہر لفظ کا فلسفہ اور ہوا ہے اس کے بارے میں صاحب مباحث لکھتے ہیں بھی تسبیح و تسبیح و تعالیٰ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی محنت کا کام آپ کے لیے آسان کر دیا لکھنیں بڑا شکر کرتے ہوئے آپ کے بارے میں کہتے ہیں کہ آپ کے سامنے ہی امت مسلمہ کی بھاری تعداد ہے جو میں آج بھی دعوت کا کام ہمیشہ چاہی رہا ہے۔ آپ کی امت بھی یہی مخاطب ہے سورہ آل عمران میں فرمایا ہے: وَلَسَوْفَ يَنْصَرُّكُمْ اَلَمْ يَنْصَرُّوا اِلٰی الْغَيْثِ وَالْغَزَاوْنِ وَالْمَغْرَاوْفِ وَمِنْهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ (اور تم میں سے انکی جماعت جو یونہی کی طرف جاتے ہیں اور بھائی کا حکم دیتے ہیں اور راجاوں سے دے دیتے ہیں۔)

آپ کی صفات بیان کرتے ہوئے آیت کے قسم و سوا اِنْفِاطُور ا بھی فرمایا یعنی ہم نے آپ کو روشنی چراغ بنا کر بھیجا ہے چراغ کی جگہ سے لوگ جہالت و گمراہی کی تاریکیوں سے نکلتے ہیں اور انور و ایت حاصل کرتے ہیں۔ حضرات کا کہنے فرمایا ہے کہ آپ کوسر سحر اِنْفِاطُور سے ظہور دینے میں اس طرف اشارہ ہے کہ آپ کی ذات گرائی سے صرف آپ کے زمانے کے آسمانوں اور جنت ہی سے روشنی حاصل نہیں کی بلکہ آپ کے بعد بھی یہ روشنی ہے کہ اور آپ کے علوم اور افعال کو پہنچانے والے راہرو ہیں کہ جس طرح ایک چراغ سے بہت سے چراغ روشن ہو جاتے ہیں پھر ان چراغوں سے دوسرے چراغوں کو روشنی ملتی چلتے جاتی ہے اسی طرح آپ کا نور حضرات صحابہ کرام کو پھر انہوں نے اسے لے کر دیا اور آج تک ہر امت سے لگا کر تک پہنچا رہا ہے اور آپ کے جلا سے ہوئے چراغوں سے ہزار چراغ روشن ہیں گو آپ کی روشنی آفتاب کی روشنی سے کہیں زیادہ ہے لیکن چونکہ ہمیشہ سے آفتاب ایک ہی آفتاب ہے پھر اس کی روشنی بھی دافنی نہیں ذات کو اور میرا وہ آپ سے اور اس سے روشنی حاصل کرنا خود کے اقتدار میں بھی نہیں اس لیے آپ کی ذات گرائی کو سراج منور سے ظہور دینا صاحب ہر ایک چراغ سے بہت سے چراغ مل سکتے ہیں اور جس وقت چاہیں اس سے روشنی حاصل کر سکتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ آپ اہل ایمان کو کو ظفری ستار میں ان کے لیے اشد کی طرف سے بہت بڑا فضل دیا میں ایمان کی دعوت سے اور امت میں داخل جنت اور وہاں کی نعمتوں سے انور فرماتا ہے۔

پھر فرمایا لَا تَطْعِمُ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ (اور آپ کافروں اور منافقوں کو کھانا نہ دینا) انہیں یہ گوارا نہیں ہے کہ آپ دعوت الی اللہ کا کام کریں اور جو کام آپ کے سپرد کیا گیا ہے کوئی تنسیخ اور اٹلاو، آپ سے چھوڑ دین اس مسئلے میں آپ ان کی کوئی بات نہ مانیں اور کسی طرح کی مصلحت اور ادراست اختیار نہ فرمائیں۔ قال صاحب الروح: لیس عن مداد الہم فی امر الدعوة والین العجب فی التبلیغ والمساعدة فی الانتداب۔ (صاحب روح العالی فرماتے ہیں کہ دعوت و تبلیغ کے معاملے میں کافروں کی عداوت اور ان کی رعایت اور تنہا ہونا سے بچنا کیا گیا ہے)

وَدَاعِبْنَا اِلٰی اللّٰهِ (اور ان کی اے کو چھوڑ دے) یعنی ان کی طرف سے جو لکھنیں آپ کو پہنچی ہیں ان کی یہ دعوت کیجئے اور ان پر مہر کیجئے۔

وَسَوَّيْنَاهُ عَلَى نَقَبٍ (اور ہم نے اس پر کھنکھنے والی اور درخت کی طرح کھلی ہالہ و کھنکھال اور ہتھکالی کا پرہ) (سب پہنچائی کے پرہ) کھنکھانے والی ہالہ و کھنکھال کی آواز کی طرح ہے جس کی آواز کا ہر ایک کو فخر ہے اور عزت ہے، اسی کے آواز کی طرح ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَكُونَنَّ

۱۔ اہلک دہا ۲۔ جب کہ مصلحتی مصلحتوں سے غافل نہ رہے۔ ۳۔ اگر تم انہیں باہر کالے سے پہلے طلاق دے۔

فَبِأَلَكُمُ عَلِيمِينَ مِنْ عَذَابٍ لَقَعْتُمْ وُفُوهَا فَبُتِغَوْهُمْ وَسَخَّوْهُمْ تَرَاثُمًا جَمِيلًا ۝

تو کہانی سن، کونسی عورت تھی جسے ہم سب نے تمہاری آواز سے متاثر کیا ہے۔ " اس پر، انہیں ٹوٹی کے ساتھ جھڑکا۔

قدرت کے بغیر مسائل

شریعت اسلامیہ میں نکاح اور طلاق کو اسے مہر ان فقہاء اور اطلاق کے بعد حد تک گزارنے کے بہت سے احکام ہیں جو قرآن مجید میں کسی جگہ مذکور ہیں اور فقہاء کرام نے ان کو اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ نکاح تو بہت مبارک اور محققانِ اہلِ ایمان سے اور بعض مسوئین میں مذہب بھی ہوتا ہے اور طلاق کی شریعت اسلامیہ میں شرعاً منع ہے لیکن اسے بعض الصیحات قرار دیا جاتا ہے اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کر لے جس سے نکاح حلال ہو تو نکاح مشفق ہوتا ہے جب وہ اس کے نکاح سے اپنی وقت تنگی کی وجہ سے فطریں مہربانے یا اطلاق یا نسی یا غلط و بد سے اطلاق یا نسی ہو کر حد تک گزارنے کے بعد خیر عورت کرے۔

لقد عذبت عذبة كاسودر ہے جس کا معنی ہے ٹارکر یا بونگو مطلق اور مطلق عذابا اور جہا کو مینے ہر حیض شمار کرتے ہوتے ہیں تاکہ ان کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح کر سکے اس لیے دوسرے نکاح کے انعقاد کے زمانہ کو عدت سے تعبیر کیا جا تا ہے جس کی مراد نے نکاح کر کے عذاب کر لیا بلکہ کسی حد سے عطا کر دے والی اور عدت لگتی ہے جسے حیض ۴۲ ہے اور حاملہ بھی نہیں ہے تو اس کی عدت تین حیض ہے اور اگر حیض والی نہیں ہے تو اس کی عدت کی مدت تین مہینے ہے اور جس عورت کو حالت حمل میں عطاقی ہو جائے اس کی عدت وضع حمل پر ختم ہو جائے گی اور جس منکوحہ عورت کا شوہر مر جائے ہو حمل والی نہ ہو تو اس کی عدت چار ماہ اور دس دن ہے شوہر نے اس سے جماع کیا ہو یا نہ کیا ہو اور اگر حمل والی ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔

اگر کسی عورت سے نکاح کیا اور اس سے حجاج کرنے سے پہلے ہی طلاق دے دی تو کوئی حد سے واجب نہیں یعنی ایسی عورت طلاق ہونے کے ساتھ ہی کسی دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔

علاقہ اپنے اے شہر کو کوئی حق نہیں کہ اس کو حدت گزارے کہ کہے اور دوسری جگہ نکاح کرے یہ وہ کے اور اسے کہو حرام بھی  
 وحسبہ۔ قلت: خلاصہ ما علیہ کہتے ہیں صورت یہ کہ وہ میں نکاح لے دے ہے؟ سورۃ بقرہ میں اس کو بیان فرمایا: **وَأَنْ تَحْلِلُوا غُلُوقَ مَنْ قَبْلِكَ أَنْ**  
**تَحْلِلُوا غُلُوقَ مَنْ قَبْلِكَ** لَقَدْ لَوْ خَلَعْتُمْ غُلُوقَ مَنْ قَبْلِكَ لَقَدْ لَوْ خَلَعْتُمْ غُلُوقَ مَنْ قَبْلِكَ لَقَدْ لَوْ خَلَعْتُمْ غُلُوقَ مَنْ قَبْلِكَ لَقَدْ لَوْ خَلَعْتُمْ غُلُوقَ مَنْ قَبْلِكَ

اس آیت کے لیے ہر مقررہ کر چکے ہوتے ہیں کہ مقرر کیا ہے اس کا ترجمہ ہے اور اس کا تعلق علاقہ کے بغیر علاقہ کے دی اور ہر مقرر نہیں کیا تھا تو ایک  
 جزو ایک ہے اور ایک ہے۔ سورۃ بقرہ کی ذکر آیت سے پہلے جو غُلُوقَ مَنْ قَبْلِكَ اس سے کسی مراد ہے فقہاء کی اصطلاح میں اس  
 جزو کے کو حرام کہتے ہیں یہ جزو تین چیزوں پر مشتمل ہوگا ایک عوب بڑی چادر جس میں سر سے پاؤں تک لپٹ سکے دوسرے وہ ہے  
 تیسرے کہ کہ اور ہر حرام مرد کی حیثیت کے مطابق دیا جائے گا اور اس کی صورت سے نکاح کے بعد حلال بھی کر لیا لیکن ہر مقرر نہیں کیا گیا

تو اس صورت میں میری شکل داہب ہوتا ہے۔ اگر کسی صورت سے نکاح کیا بھی جائے اور اس کے ساتھ جماع بھی کیا اور پھر طلاق دے دی جائے۔  
معاذ! وہ ہے کہ میری بھی نظر کرنا تھا تو اس صورت میں امام دہلوی داہب ہوگا۔

حق اور حجاب کے نزدیک جہاں اور خلوت سمجھا کر ایک ہی حکم ہے۔ یعنی نکاح شدہ عورت سے خلوت سمجھ ہو گئی تو اس میں بھی حدت واجب ہو گئی اور مقررہ حد بھی پورا پانا ہو گا۔

قال ابن قدامة في المحلى ج ٩ ص ٨٠ ولا خلاف بين أهل العلم في وجوبها على المطلقة بعد الدخول فاما  
ان خلافتها ولم يصحها ثم طلقها فإن لم يلحق أحمد وجوب العدة عليها وروى ذلك عن الخلفاء الراشدين و روى  
وابن عمر و به قال عروة وعلى بن حبيب وعطاء والزهرى والثوري والأوزاعي والاشعبي وأصحاب الرأي  
والتابعي في قديم قوليه وقال الشافعي في الحديث لا عدة عليها قوله تعالى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَكَفَّمُ  
النِّسَوَاتِ ثُمَّ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَمْسُوَ فَرْنَ قُلُومَهُنَّ مِنْ بَدْنِهِنَّ فَطَلَّقْتُمُوهُنَّ وَ هَذَا نَصٌّ وَلَا نَهَا مطلقاً لِمَ  
نَمَسَ فَاتَهَتْ مِنْ بَحْلٍ بِهَأْ وَلَمْ اَجْمَعْ الصَّحَابَةُ رَوَى الْإمام احمد والترمذ باستنادهما عن زُرارة بن أوفى قال  
قصي الخليفة الراشدون ان من ارعى سترنا افلغ بنا فقد وجب المهر ووجبت العدة فوروا بالاثم ايضا عن  
الاحنف عن عمرو بن علي وعن سعيد بن المسيب عن عمرو وريد بن ثابت وهذه قضايا اشبهت فلم تذكر فصلات  
اجماعاً واضعف احمد ما روى في خلاف ذلك . اهـ (ما رواه ابن مسعود) "قلتني" تعاليه كدخول كبر بعض ثورت  
كوحاق ديدني جانے تو اس کے لئے حق میرا وہ ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے لیکن اگر خاندانے غفلت نہ کی مگرانی نہیں کی پھر  
عدالت دیدی تو اس کے بارے میں امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ اس پر عدت واجب ہے اور یہی بات حضرات علما نے راشدین حضرت زید  
اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور عمرو بن علی سین بنی ہاشم، عطاء زبیری شاذلی ذوقی الحاقی دانتے ہائے اولاد  
شافعی اپنے پرائے قول کے مطابق یہ سب بھی اسی کے قابل ہیں کہ اس پر عدت واجب ہے امام شافعی کا جدید قول یہ ہے اس پر عدت نہیں  
ہے اس امت کی حد ہے (طاہر علیہن من عدۃ) یہ امت اس بارے میں نہیں ہے کہ دخول سے پہلے طلاق میں عدت نہیں ہے اور اس  
جگہ سے بھی کہ وہ ایسی مخلقت ہے جس کے ساتھ وہ نہیں ہوئی لہذا اس کی صورت مشتبہ ہوئی ہے اور ہماری دلیل صحیحہ یہ کہ رضی اللہ عنہما کمال  
اعتبار ہے۔ امام احمد اور ائمہ نے اپنی اپنی سند کے ساتھ حضرت زید و عروہ بنی ہاشمی سے نقل کیا ہے کہ خلفائے راشدین کا قصد یہ تھا کہ جس  
سے یہ ملا کہا جائے اور نہ کر دیا تو عمر بھی واجب ہے اور عدت بھی اور ائمہ نے اصحت سے انھوں نے عمر ولی سے اور سعید بن مسیب سے  
انھوں نے عمر ازہ بن عامر ثابت ہے بھی یہی روایت کی ہے اور یہ مشہور فیض ہے جن میں کسی کو صحابی نے نگاہ نہیں کی لہذا اجماع ہو گیا اور اس کے  
خلاف جو مروی ہے امام احمد نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

قال المد الفقير : ملقب الجمهور مخالف في الظاهر الآية و هو التصريح بعدم و حوب العدة اذا طلقها و لم يمسها : و كيف ما ع للتصحية و الثابتن و جمهور الفقهاء ان يتجاوزوا احكام ما صرح به الآية الكريمة "علما ما كان يحتاج في قسئ لم ان الله تعالى التقى في روعه ان الله تعالى انما طابق الروح الاول الذي طلقها انه ليس ذلك ان تاسرها بالعدة لان صلته انقطعت عنها فاما عدم الاعتداد في حق الروح الثاني الذي يريد لثباتها بعد طلاق الروح الاول و حوازي السكاج بعد طلاق مباشرة الآية الكريمة ساكتة عن ذلك و انما جعل الجمهور الخلقه الصحيحة مثل المسيحي في ايجاب العدة قطعاً لاحتمال فلهذا يحتمل ان يكون و عليها سراً مع رجل يربط

فی نكاحہما و تستعجل فی ذلك و تكذب فی انه لم یمسها الزوج الاول مع وجود المسیس و قد یمكن انه حاصمها الزوج الاول و عجلت منه و انكرت المسیس و امر المسیس لا یعلم الا هی و الزوج الاول قُتل احد بطلوها و اجیز لها ان تنكح زوجا اخر بغير اعتداد عدۃ و جاء معها الزوج الثاني بعد نكاحه یخطئ السب لانه اذا ولد ولده یظن الزوج الثاني انه ولده علی فراشه لیكون ذلك ادخالاً علی قوم من لیس منهم و هو محترم قلده روی ابو داود عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ انه سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لما نزلت اية الملاحۃ ایما امرأۃ ادخلت علی قوم من لیس منهم فلیست من اللہ فی شیء و ولن یدخلها اللہ الجنة فلان قبل انھا کیف تبقین ما للعلوق من الزوج الاول؟ لانا یحتاج فی الانساب ما لا یحتاج فی غیرھا فنزل الجماع منزلة العلوق بقی انه لم یحوط الزوج الاول بانہ لیس لک علیھا عدۃ تعدھا؟ فرجھہ . واللہ تعالی اعلم .

(بمذہبنا زکریا کہتا ہے کہ مہر کا وہ سب آیت کے ظاہر کا تعلق آخر آیت سے جس آیت میں قرآن کی تصریح ہے کہ صحابہ یحییٰ اور مہر لیتا ہے، آیت کی تصریح کے خلاف کہے کیا ہے؟ یہ بات میرے دلی تکیہ کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں وہاں کہ اللہ تعالیٰ نے طلاق دینے والے پہلے خاندان سے خطاب کر کے فرمایا ہے کہ اگر ایسی صورت میں اسے عدت کا حکم نہیں کر سکتا کیونکہ اس خاندان کا تعلق ختم ہو چکا ہے۔ مگر دوسرا خاندان وہاں پہلی اہلیہ کی اہلیہ کے بعد نکاح کرنا چاہتا ہے اور اس طلاق کے فوراً بعد نکاح کے بارے میں آیت کریمہ خاموش ہے۔ لہذا مہر کے عوض جو کو عدت کے خطاب ہونے کے بارے میں قطعاً قرآن کا مقام تمام قرآن پر ہے کہ پہلے خاندان نے اہلیہ کی ہجر کی صورت دوسرے خاندان کی طرف رجعت کی وجہ سے کبھی ہو کہ وہی نہیں ہوئی جلدی نکاح ہو جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ پہلے خاندان کے عدت سے عمل ہو گیا ہو اور عدت کے معاملہ کی ہجرت چاہی ہے یا پہلا خاندان جس نے طلاق دی ہے اور عدت اب اس کو چھپاتی ہے تا کہ جلدی دوسرا نکاح ہو جائے۔ اب اگر عدت کی بات کا اعتبار کیا جائے اور عدت گزارے بغیر دوسرے خاندان سے نکاح کی اجازت دے دی جائے اور نکاح کے بعد دوسرے خاندان نے عدت گزار کر لیا تو سب غلط ہو جائے گا تو یہ اس صورت کی طرف سے ایک قوم کے خلاف دوسری قوم میں شامل کرنا ہو اور جو کہ حرام ہے۔ اور ادا کرنے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آجے جب ایمان والی آیت اتاری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس صورت نے کسی اور کا بچہ دوسری قوم میں داخل کر دیا تو اس صورت کا لفظ کے پاس کوئی مقام نہیں ہے یہی اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا اگر کوئی کہے کہ پہلے خاندان سے عمل کا یحییٰ کہے ہو اور یہ قوم کچھ نہیں جس سب کے معاملہ میں دوسرے معاملات سے زیادہ احتیاط کی جاتی ہے نیز یہاں جماع ہی کو طلاق کے قائل نہیں سمجھا گیا۔ باقی رہی یہ بات کہ جب دوسرے خاندان نکاح کے لئے احتیاطی میں تھی کہ وہ عدت گزارے تو اللہ تعالیٰ نے پہلے خاندان کو عدت گزارنے کا حکم کیوں نہیں فرمایا؟ یا اللہ تعالیٰ ہی بخیر جانتا ہے۔)

انہ ما شور بالسرائح الجمیل فلا یضرہن بشیء ولا صلاۃ لہ بعد قطع صلاۃ المرءۃ عن نفسه أو العلم عند اللہ الحکیم . (ہو سکتا ہے یہ چیز جو کہ پہلا خاندان طلاق کے بعد ضمن سواک کا مہر ہے نیز اب اسے ایسے معاملہ میں۔ کو عدت نہیں دینا چاہئے کہ جس کے بارے میں اس کا تعلق عدت سے نہیں رہا کیونکہ وہ خود عدت سے باہر تعلق کا نہ چکا ہے۔

آخر میں فرمایا: وضرۃ مؤمنین منہم اغنیہن (اور انہیں کوئی کے ساتھ پھوڑا) یعنی انہیں جگہ نہ کہ ان کا حق نصف میراث کا خوشدلی کے ساتھ اور کوئی سخت بات نہ کہو اور اس کا بوجھ دے چکے ہو انہیں نہ۔



ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ محمدؐ آپ کے لیے آپ کے بچا کی لڑکیاں اور آپ کی چھوٹیوں کی لڑکیاں اور آپ کے ماموں کی لڑکیاں آپ ہی خاندان کی لڑکیاں حلال کر دیں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی اس ضمن میں کو سنت عقیقت و سنت عقیقت و سنت عقیقت یعنی خصال حسن عقیقت میں بیان فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے ان رشتہ داروں کی بیٹیوں کو حلال تو فرمایا لیکن ان میں سے آپ کے نکاح میں صرف حضرت زینب بنت جحشؓ آئیں جو آپ کی چھوٹیوں کی بیٹی تھیں بچا کی بیٹیوں میں سے آپ کے نکاح میں کوئی بیٹی نہیں آئیں ان میں سے حضرت اسم بنتی بھی تھیں جو آپ کے چچا ابوطالب کی بیٹی تھیں حضرت علی ابن ابی طالب کی بہن تھیں، آپ نے مکہ معظمہ میں ان کو نکاح کا بیڑا ہوا تھا اس وقت انہوں نے نہ دوش کر دیا نہ فراموشی کی کہ جب آیت پڑھا گئی تو میں آپ کے لیے حلال نہ تھی کیونکہ میں ہجرت کرنے سے قبل حرمات میں سے تھی۔ (دارالافتاء)

حضرت اسم بنتیؓ کے کہ کہ کن مسلمان ہوئی تھیں ان حرمات میں سے تھیں جنہوں نے پہلے سے اسلام قبول کر کے وہ یہ منکر و باطل سے بچ کر تھیں بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ کسی عورت کا یہاں یہود و نصاریٰ کی شرائیکیں تھیں۔ حضرت اسم بنتیؓ نے یہ جواب دیا کہ میں آیت پڑھا گئی تو میں آپ کے لیے حلال نہ تھی کیونکہ میں جب ہجرت میں سے تھی یہ انہوں نے اپنے اہل بیت سے فرمایا لیکن حضرت ابن عباسؓ نے ہجرت کو شرط صحت قرار دیا۔ (دارالافتاء فی تفسیر القرآن مجلد ۱)

دار النبیؐ خصال حسن عقیقت بطور کلی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ، جد و جدہ و منورہ بھی کی تھیں لہذا ان کے بچہ بچوں اور بہنوں کے ہجرت کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تاہم سیرت کی کتابوں میں سے آپ کے ماموں اور خاندان کی بیٹیوں اور ان کی اولاد کا واضح پتہ نہیں چلتا۔ توساب روح المعانی نے راہل اور سیرت کی کتابوں سے حوالہ کر کے بعض ماموں اور خاندان کا ذکر کیا ہے لیکن ان میں سے کسی کی بیٹی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح نہیں ہوا اور برعکس آیت کے ضمن میں کوئی نکاح نہیں ہے کیونکہ آیت میں تو آپ اور چھوٹیوں اور ماموں اور خاندان کی بیٹیوں سے نکاح کرنے کی اجازت دی ہے کوئی امر و نہی نہیں ہے اور یہ بھی کہ یا مکتوب ہے کہ آپ کو خطاب فرما کر آپ کی سمت کو بتایا گیا ہے کہ تیار رہے لیے بچا چھوٹیوں کی خاندان اور ماموں کی لڑکیوں سے نکاح کرنا درست ہے جبکہ کہ تَابَهَا النَّبِيُّ اِنَّ اَطْلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَعَلَقُوْنَ بَيْنَ الْعَدُوِّ فِيْكُمْ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اِنَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُوْنَ اِنَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُوْنَ آپ کو کہے۔

پھر فرمایا اِنَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُوْنَ اِنَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُوْنَ اِنَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُوْنَ اِنَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُوْنَ اِنَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُوْنَ (اور) عورت حلال کی جو بطریق ارض کے اپنی چاہی ہوئی کو نکاح دے اگر وہ غیر اس سے نکاح کرنا چاہے نہ کہ وہ نہیں کے لیے) اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار دیا گیا کہ اگر کوئی مسلمان عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نکاح دے تو اس سے کوئی عیب نہیں ہے اور یہ خاص آپ کے لیے ہے دوسرے مومنین کو نکاح کرنا چاہے اور آپ اس سے نکاح کا ارادہ کریں تو آپ کے لیے یہ نکاح حلال ہے اور یہ خاص آپ کے لیے ہے دوسرے مومنین کے لیے نہیں اگر کوئی اور مسلمان کی عورت سے نکاح کرنا چاہے اور عورتوں کو کہے کہ میں نہیں ہوں گی تب بھی عروج ہو گا اور وہ ہر مشکل کے بھر ہو گا۔

آیت کریمہ میں جواز نکاح کا ذکر ہے یعنی یہ فرمایا ہے کہ تمہاری کے لیے ایسی عورت سے نکاح کرنا حلال ہے جو بطریق ہر کے نکاح کرنے پر راضی ہو جائے لیکن علماء کرام کا اس میں اختلاف ہے کہ کیا ایسی کوئی واقعہ پیش آیا بھی تھا یا نہیں لیکن کیا آپ نے کسی ایسی عورت سے نکاح کیا جس نے اپنے عرس کو بطریق ہر پیش کیا ہو اور آپ نے نکاح فرمایا ہو اور وہ کی صورت پیش آئی تھی یا نہیں؟ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہ



صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے لیے جان بوجھنے کا اعلان ہے لیکن یہی کوئی واقعہ پیش نہیں آیا اور سراسر فریق کہتا ہے کہ ایسے واقعات پیش آئے تھے بعض عورتوں کو آپ نے اپنے اہل خانہ میں قتل فرمایا اور بعض کو قتل فرمانے سے انکار فرمایا۔ بعض حضرات نے یہودیت سے کہتے ہیں کہ یہ واقعہ کائنات میں اس سلسلہ میں ذکر کیا ہے اور بعض حضرات نے نسب بہت دیر کا نام بھی لیا ہے۔ صاحب روح المعانی نے ان کے علاوہ دوسرے ہم بھی لکھے ہیں "حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی عورت نہیں آتی تھی جس نے اپنے گھس کو یہ کیا ہو۔

لقد فزعہ کے ساتھ جو لفظ فزعہ کا اضافہ فرمایا ہے اس سے حضرات مفسرین کا کہنا ہے کہ کئی عورتوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لجاج کرنا تھا انہیں تو گوہر مسلمانوں کے لیے یہود یا نصرانیوں سے نکاح کرنا تھا نہ ہے (کہا بھی نہیں ہے) اور انہیں کے بدلہ جوں سے اپنے ایمان اور اہل اسلام میں رندہ چلنے کا اندیشہ ہوتا بقدر خطر کہ امت میں شہرت آجاتے گی۔

پھر فرمایا لَقَدْ عَلِمْنَا مَا تَعَايَنَّا فَلَيْهِمْ قَوْلٌ رَؤُوفٌ حَسْبُكَ وَمَا عَلِمْنَا لَكَ بِهِمْ مِنْ شَيْءٍ جَانِ لِيَا جِدْ كَيْفَ تَقُولُ جِئْتُمْ بِآيَاتٍ كَذِبٍ اور باتوں کے بارے میں احکام مقرر کیے (لیکن آپ کے علاوہ باقی مفسرین کے لیے جو احکام ہم نے مقرر کیے ہیں وہ ہم جانتے ہیں آپ کے ساتھ جو خصوصیات احکام ہیں وہ ان میں شریک نہیں ہیں مثلاً عام مسلمانوں کا لجاج بطور بہہ یعنی بطور صبر کے نہیں ہو سکتا اور کئی عورتوں سے انہیں نکاح کرنا نہایت ہی طرح سے جو ملکہ یا عیال ہیں ان سے عام مومنین کا نکاح درست ہے۔

لیکن لا یستخون علیک خروج (یعنی اگرچہ آپ کے لیے خصوصی احکام بیان کیے گئے ہیں یا اس لیے ہیں کہ آپ پر کوئی ننگ نہ ہو۔ بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ اس کا تعلق ان وحییت نفسا ہے ہے مطلب یہ ہے کہ ہم نے جو یا صبر پر کرنے والی امرت سے نکاح کرنا آپ کے لیے جائز قرار دیا ہے اس لیے کہ آپ پر کوئی ننگ نہ ہو کہ بعض حضرات نے جملہ احکام مذکورہ سے تعلق کیا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اگرچہ احکام بیان ہوئے ہیں یا اس لیے شرعاً کیے گئے کہ آپ ننگی میں نہ چڑھیں۔

وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا (اور اللہ بخیر ہے بخیر ہے) اس کی عظمت اور رحمت بہت بڑی ہے۔

ثُمَّ جَاءَ مِنْ ثَمَرِهِمْ نَسَاءٌ وَالَّذِي إِلَيْكَ مِنْ ثَمَرِهِمْ وَأَمِنْ ابْتِغَايَتِمْ وَثَمِنْ عَزْلَتِمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ

آپ ان میں سے جو چاہا وہاں سے دوسرے چاہیں اپنے ذریعہ خود ہی اور جسے آپ دیکھ کر یا سے طلب کریں تو اس سے بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں

ذَلِكَ أَذَىٰ أَنْ تَقْرَأَ آيَاتُنَا وَلَا يَحْزَنَ وَيُؤْخِذُ بِنَا أَتَيْتَهُمْ كُلُّهُمْ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي قُلُوبِكُمْ ۚ

اس بات سے غریب تر ہے کہ ان کی آنکھیں بند کر دیں اور یہ وہی وہی کہ آپ ان کو یہ اس پر بھی نہیں اور اللہ جانتے ذرا بہت ان میں سے

وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَلِيمًا ۝

اور اللہ جانتے والا ہے بخیر ہے۔

ازدواج مطہرات کے بارے میں آپ ﷺ کو اختیار ہے کہ جسے

چاہیں اپنے پاس رکھیں اور جسے چاہیں دور کر دیں

آیت ۱۱ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے اور یہ فرمایا ہے کہ آپ کے نکاح میں جو عورتیں ہیں ان میں باری مقرر کرنے یا

نہ کرنے کا آپ کو اختیار ہے جس کو چاہیں باری دینے میں شامل فرمادیں اور جس کو چاہیں شامل نہ فرما دیں۔ یعنی ازدواج کے درمیان باری تقسیم کرے آپ پر واجب نہیں ہے جیسا کہ امت کے اطوار پر واجب ہے اگر آپ نے کسی کو باری میں شامل نہیں فرمایا اور اس کے بعد پھر اس کے لیے باری مقرر کرنا چاہیں تو پھر سے باری میں شامل فرما سکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جب آپ کو نہ کوہ یا لا اختیار دے دیا اور آپ کی ازدواج کو یہ معلوم ہو گیا کہ آپ کے نام باری مقرر کرنا واجب نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آپ جو کچھ انھیں مابین عطا فرمائیں گے وہ بھی محض حرام ہوگا تو یہ سب باتیں جانتے ہوئے اگر ان میں سے کسی کو مال شہاد یا باری میں شامل نہیں کی گئیں تو اس سے بے فائدہ نہ ہوگی اور جو کچھ ملے گا اس سے راضی رہیں گی اور اس سے ان کی آنکھیں بند نہ ہوں گی اور بعض حضرات نے انھیں اس سے مل کر انھیں لایا بلکہ ان کے درمیان باری مقرر کرنا اور باری کا چھوڑ دینا مردوا ہے۔ لہذا صاحب الروح (ج ۲ ص ۶۳) ہی تفصیل بعض الامور النبی مشہدک العرب النبی قرۃ عیونہن و سروہن و رضاہن جمیعاً لانه حکم کلھن فیہ سواء لہم ان سویت بینہن و جسدن ذلک تفضلوا ملک و ان رجعت بعضہن علمن انہ یحکمکم اللہ تعالیٰ لتطمئن بہ نفوسہن و روی ہذا عن لقائد المراد بما اُتھبت علیہ ما صنعت معہن فیما سأل ترک المضاجعة والقسم۔

(تفسیر روح المعانی کے مصنف فرماتے ہیں معنی معاملہ کا آپ کے سپرد ہونا ان کی آنکھوں کی خشک اور ان کی خوشی و غم کے بارے میں سب کا غم رہا ہے۔ پھر اگر آپ ان میں برابری کریں گے تو وہ آپ کی طرف سے امتحان سمجھیں گی۔ اور اگر آپ ان میں سے کسی کو ترجیح دیں گے تو وہ یہی سمجھیں گی کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے اور ان کے دل مطمئن رہیں گے۔ اور یہ فائدہ مردی ہے۔ اور یہ سب انھیں کچھ سے مراد ہے وہ معاملہ ملوک جو آپ ان سے کریں گے اس پر ساتھ چلنے کے ترک اور باری کی تقسیم کو شامل ہے)

وَاللّٰہُ یَغْلِبُ مَا یَشَآءُ فَلَوْ یُحْکَمُ مَا صَابَ دَوَّاحِ الْعَالِیِّ لَکَیْتَ یَہِیَ کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کی ازدواج مطہرات کو خطاب ہے (جو عقلی میل التغلب ہے) اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو آپ کے قلب مبارک میں بعض ازدواج کی طرف مہیاں ڈالا اور ازدواج مطہرات کے بارے میں جو حکم نازل ہوا اسے انہوں نے خوشی کے ساتھ قبول کیا اللہ تعالیٰ کو اس سب کا علم ہے باوجودیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اجازت تھی کہ جسے چاہیں اور ان میں اور جسے چاہیں قریب رکھیں پھر بھی آپ تقسیم میں برابری فرماتے تھے اور غیر اختیاری رجحان جو کسی کی طرف تھا اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں عرض کیا اَللّٰہُمَّ ہٰذَا لَیْسَ لَیْسَ لَیْسَ اَمْلَکَ فَلَا تُلْجِئْنِیْ لَیْسَ اَمْلَکَ وَلَا اَمْلَکَ (اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے جو میرے اختیار میں ہے لہذا آپ اس پر مامور نہ فرمائیے جو کہ آپ کے اختیار میں ہے (یعنی مجھے مہیاں) اور جو میرے اختیار میں نہیں ہے۔ (دعا قرنیہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام ہم ہیں کے لیے باری مقرر کرتے تھے اور برابری فرماتے تھے جلد حضرت سواد نے اپنی باری حضرت عائشہ کو دے دی لہذا آپ ان کی باری حضرت عائشہ کو دے دیتے تھے اور سخر میں تحریف لے جاتے تھے تو فرمدا لےتے تھے اس طرح آپ سب کی والداری فرماتے تھے۔

وَتَحْمٰنُ اَللّٰہُ غَلِیْظًا غَلِیْظًا عَجَبًا اور اللہ تعالیٰ ہائے والا ہے اسے سب کو مظلوم ہے اور ظالم بھی ہے اگر کوئی شخص اللہ کے فیصلے پر راضی نہ ہو اسے سزا دینے میں جلدی نہیں فرماتا۔

لَا يَحِلُّ لَكَ الْبَسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبْذُلَ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ

اس کے بعد آپ کے لیے عورتیں حلال نہیں ہیں اور نہ ہی آپ سے کہ آپ ان سے یا ان کے والدہ دوسری عورتوں سے نکاح کریں اگرچہ آپ ان کو پسند کریں

إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ ۖ وَكَانَ اللَّهُ عَلَى شَيْءٍ رَاقِبًا

یہاں مطلب یہ ہے کہ اگر آپ کی ملاک ہو اور اللہ برقی کا نگہبان ہے۔

اس کے بعد آپ کے لیے عورتیں حلال نہیں ہیں اور

نہ آپ ان بیویوں کے بدلے دوسری عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں

اس آیت کا مطلب ظاہری الفاظ اور سہاق کے اعتبار سے یہ ہے کہ اس وقت (اس آیت کے نزول کے وقت) اگر آپ کے نکاح میں عورتیں ہیں آپ انہیں کو اپنے نکاح میں رکھیں ان کے علاوہ کسی عورت سے آپ کو نکاح کرنا حلال نہیں ہے اور اس کی بھی اجازت نہیں ہے کہ ان میں سے کسی عورت کو طلاق دے کہ اس کی جگہ کسی اور عورت سے نکاح کر لیں۔ حضرت انس اور حضرت ابن عباسؓ سے اس بارے میں کہ اگر تفسیر سے آیت ہالاکہ یہ تفسیر منقول ہے حضرت انسؓ نے بیان فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی ازواج مطہراتؓ کو اختیار دے دیا کہ ہاں اور نہ نہ لے لے اور ہاں اور نہ میرے پاس رہوں (جس کا ذکر آیت کریمہ **لَا تَزَوَّجُوهُنَّ إِنْ لَمْ يُؤْخَذْ مِنْكُمْ**) میں گزر چکا ہے اور آپ کی ازواج مطہراتؓ نے گفتگو کا مطالبہ چھوڑ کر آپ کی زوجیت میں رہا نہ کہ اگر تو اللہ تعالیٰ چاہے تو میں نے یہ یا خاں فرمایا کہ اپنے کی سہیلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو بھی انہیں بیویوں کیلئے مخصوص فرمایا جس وقت آپ کے نکاح میں تھیں جن کی تعداد بھی ان کے ساتھ آپ سے آپ کے لیے نکاح جائز نہیں رکھا گیا۔ صاحب روح المعانی نے سنن بیہقی سے حضرت انسؓ کا یہ قول نقل کیا ہے پھر حضرت ابن عباسؓ سے بھی یہی بات نقل کی ہے (رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم کما تحبہم علیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام) جب انہوں نے آپ کی زوجیت میں رہنے کو اختیار کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہنڈی کی قدر دانی فرمائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دے دیا کہ ان کے نکاح میں ہونے والے بیویوں میں سے کسی کو چھوڑ کر ان کے والدہ میں کسی دوسری عورت سے نکاح کرنے کی اجازت نہیں ہے ساتھ ہی **وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ** بھی فرمایا یعنی ان کے علاوہ کسی عورت سے نکاح کرنا آپ کے لیے اب حلال نہیں ہے اگرچہ کسی عورت کا حسن آپ کو پسند آجائے۔

بعض حضرات نے آیت ہالاکہ دوسری تفسیر کی ہے اور بھی حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے اور یہ ہے کہ شروع آیت میں آپ کے لیے عورتوں کی جنسی اقسام حلال کی ہیں ان کے بعد یعنی ان کے علاوہ کسی اور قسم کی عورتوں سے آپ کو نکاح کرنے کی اجازت نہیں ہے اپنے خاندان کی عورتوں سے آپ کے لیے صرف وہ عورتیں حلال کی گئیں جو مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آگئی تھیں لیکن یہ جرات سے آپ کا نکاح حلال نہیں رکھا گیا اسی طرح غیر مؤمنہ یعنی اہل کتاب کی عورتوں سے آپ کا نکاح جائز نہیں رکھا گیا اور بس "انفسہا کا مطلب یہ ہوا کہ جنہی قسمیں آپ کے لیے حلال کر دی گئی آپ انہیں میں سے کسی عورت سے نکاح کر سکتے ہیں اگر یہ مطلب لیا جائے تو یہ کسی نے حکم کا انکار نہیں ہے بلکہ پہلے حکم ہی کی تاکید اور توجہ ہے اس صورت میں آیت کا مطلب یہ ہو گا کہ آپ کے نکاح میں جو موجودہ عورتیں ہیں ان کے علاوہ کسی اور سے نکاح درست نہیں اگر پہلی تفسیر مراد لی جائے تب بھی اس حکم کو منسوخ مانا گیا ہے۔ امام ابن حنبلین سید

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ آپؐ کو سال ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے لیے دیگر قرآن میں سے نکاح کی اجازت دے دی تھی۔ (سورۃ احزاب، تفسیر ابن کثیر)

### سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کثرت ازواج کی حکمت اور مصلحت

یہود اور نصاریٰ اور دیگر مشرک اقوام جنہیں اسلام اور دینی اسلام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی ہے اسلام کا مقابلہ کرتے ہیں۔ ان کے دلائل سے عاجز ہیں۔ عقائد اسلام اور اعمال اسلامیہ کی خوبی پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے خلاف کوئی مقبول اعتراض نہ کر سکے لیکن ان کے انکار نے اپنے عقائد و اسلاف سے دور رکھے اور خود انکی دور سے کے لیے وہ چار ایسے مقبول حرمات اعتراضات تراش لیے جن کے طویل میں بہت دانی ہیں۔ ان اعتراضات میں سے ایک اعتراض یہ ہے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی عورتوں کی جنمیں اور آپؐ کے نکاح میں بہت سی بیویاں جنمیں۔ درحقیقت سب سے پہلے غیبا دی بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل اور آپؐ کے نعرات کو دیکھا جائے جن میں سب سے بڑا کلمہ قرآن کریم ہے قرآن کریم نے شیخ کچا ہے کہ قرآن مجسم کوئی سورت کا کراؤ یا کرم ہے ہوا آج تک قرآن کے اس شیخ کو آج نہ ہزار سال کے قریب ہوا ہے جن کوئی فرمایا جاسکتا ہے کہ قرآن مجسم کی مثل کا کر نہیں سکتا اور اس کی نہیں سمجھتے کیونکہ قرآن نے ساتھ ہی رسول لفظوں کی فرمادیا ہے۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کامل اور جامع دین پیش کیا انسانی زندگی کے تمام اطوار اور دنیاوی حالت کے قوانین بنائے۔ آداب بھی بنائے اور اخلاق بھی سکھائے جنکے آپؐ نے کسی سے کبھی نہیں پڑھا تھا کیا یہ سب چیزیں اس بات کی دلیل نہیں ہیں کہ واقعی آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ لیکن الناس یعاندون الحق۔

جب دلیل سے اجازت ہو گیا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقعی اور بلا شک و شبہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور نبی ہیں تو آپؐ کی ہر بات اور ہر عمل صحیح ہے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے سوا حق ہے بندوں کے لیے قانون وضع فرمانے والا اور احکام بھیجے والا اور بعض کا بعض احکام سے مستثنیٰ فرمانے والا وہی ہے چونکہ وہ خالق اور مالک ہے اور سارے بندے اس کی حقوق ہیں اس لیے اسے اختیار ہے کہ جو احکام نافذ فرمائے اور جسے نہیں ملے اس کی اجازت دے دے اور دوسروں کے لیے نہ ہو۔

انہی امور میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کثرت ازواج کا حال ہوا بھی ہے عام مومنین کو شرط عدل چار بیویوں کی اجازت ہے اور آپؐ کے لیے اس سے بڑا انکشاف کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

میریں فرمادیا لا یجوز لک انک من انکھذ ولا لک فیکل بہن من ازواج و لک انکھذت حسنہن ولا عا ملکک یجوز لک انک کے لیے جو عورتیں حلال نہیں ہیں اور نہ یہ حلال ہے کہ آپؐ ان کے بدلہ دوسری بیویاں حاصل کر لیں مگر چار آپؐ کو ان کا حسن بھلا ہوا تو یہ کہ کوئی آپؐ کی پابندی ہو۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اگر آپؐ باقرض اللہ کے نبی نہیں تھے تو یہ چار بیویاں دیکھا محض انسانی خواہشات کے لیے تھا تو آپؐ نے یہ کیوں فرمایا کہ جو بات کرید لا یجوز لک انک من انکھذ نازل ہوئی اور مجھے آپؐ انکھذ نکاح کرنے سے منع فرمادیا ہے یہ بات بالکل واضح ہے کہ جو شخص کسی کا پند ہو گا وہ اپنے ہر ایک پابندی کیوں لگائے گا۔

حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ آپؐ کے چچا عزہ کی عداوت کی بہت ضرورت ہے اس سے نکاح فرمائیں آپؐ نے فرمایا عزہ میرے

رضا کی ہوئی ہیں کہ لڑکی سے ہر نکاح حلال نہیں ہے اسی طرح بعض ازواج نے اپنی بہنوں سے نکاح کرنے کی گزارش کی تھیں آپؐ نے ہاتھ پر مار دیا، غایب ہے کہ جس کو شہادت دانی سے مطلب ہو وہ قاعدہ قانون اور اسلام احکام کی پروا نہیں کرے خصوصاً جبکہ جو بہن کو اس ازواج سے نکل جاتا ہو اس کے حلقہ میں کے نزدیک ہی قانون میں جاتا ہو۔ پھر یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ حضرات صلبہ اگر مردوں اور عورتوں اور انسانی حیوانوں میں سب آپؐ کے فرما پر رہ رہی نہیں بلکہ جان بوجھ کر آپؐ چاہتے تو بہت سی نکاحی لڑکیوں سے نکاح ہو سکتا تھا لیکن آپؐ کے نکاح میں صرف ایک بیوی لگائی گئی جس سے کوئی اور بہن میں نکاح نہ ہو سکتی حضرت عائشہ صدیقہؓ سے نکاح کرنے سے امت کے لیے بہت سے احکام شروع ہو گئے جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بیوی مرد کے انھیں کا کم عمر لڑکی سے نکاح جائز ہے۔ امام بخاری نے اس پر مستثنیٰ باب قائم کیا ہے پھر یہ مسئلہ بھی بہت ہوا ہے کہ سرسالی میں یہاں بیوی کا نکل ہو سکتا ہے اور ان میں بھی ہو سکتا ہے۔ روایات حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن حضرت ابو قریصہؓ کے گھر میں تشریف لائے اور وہیں بھائی اور بھینجی کو منع و منع کیا کہ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے احکام ثابت ہوئے آپؐ قول سے بھی تعلیم دیتے تھے اور عمل سے بھی۔ آپؐ امت کی رہبری نہ فرماتے تو کون تانے دلاتا تھا بلکہ سب کو آپؐ ہی کے احکام کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کو سال آپؐ کے ساتھ رہیں اس کو سال کے عرصہ میں انہوں نے بی بی بھاری خود ان میں روایات قبولہ اور احادیث کا مجموعہ کیا اور پھر آپؐ کے بعد از ان چوبیس سال تک یہی تکلیف فرمائی بی بی بھاری خود ان میں حضرات تابعین نے آپؐ سے علم حاصل کیا آپؐ سے جو روایات مروی ہیں ان کی تعداد پانچ سو سے زیادہ ہے ہر سال حج کے لیے تشریف لے جاتی تھیں یعنی میں جو آپؐ کا غیر ہوتا تھا وہ ایک بہت بڑا مرکز اور عالم علم بن جاتا تھا بیٹھ سے پہری امت مسئلہ آپؐ کی روایت کردہ قوی اور قطعی احادیث سے مستفید ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی۔

قعدہ ازواج کی وجہ سے قطعی اور قطعی فوائد جو امت کو حاصل ہوئے اور جو احکام امت تک پہنچے اس کی جزئیات اس قدر بغیر خود ان میں ہیں کہ ان کا احصاء دشوار ہے کتب احادیث اس پر شام ہیں بہت بعض دیگر فوائد کی طرف یہاں ہم اشارہ کرتے ہیں۔

انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس میں ایسا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رہبری کی ضرورت نہ ہو نماز باجماعت سے لے کر بیویوں کے تعلقات، آل و اولاد کی پرورش اور پاکیزہ و چشماں اور طہارت تک کے بارے میں آپؐ کی قوی اور قطعی روایات سے کتب حدیث پھر، ہیں۔ اور وہ ان خاتون کا کیا کام کیا ہے ان سے کیسے نکل جوں دیکھو مگر میں اس کو سناں کی بجائے خدیجہؓ کو کیا کیا جواب دیا۔ اس طرح کے ہنگاموں مسائل میں انہی سے ازواج مطہرات کے ذریعہ ہی امت کو رہنمائی ملی ہے۔ تعلیم و تبلیغ کی دینی ضرورت کے پیش نظر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کلمات ازواج ایک ضروری امر تھا۔

حضرت ام سلمہؓ کے شوہر حضرت ابو سلمہؓ کی وفات کے بعد آپؐ نے ان سے نکاح کر لیا تھا وہ اپنے شوہر کے بچوں کے ساتھ آپؐ کے گھر تشریف لائیں ان کے بچوں کی آپؐ نے پرورش کی اور اپنے عمل سے بتا دیا کہ کس پروردگار سے سونچنی اور ان کی پرورش کرنی چاہیے۔ آپؐ کی بیویوں میں صرف کئی ایک بیوی ہیں جو بچوں کے ساتھ آئیں اگر کوئی بھی بیوی اس طرح کی نہ ہوتی تو قطعی طور پر سونچنی اور ان کی پرورش کی تعلیم کا فائدہ خالی رہ جاتا اور امت کو اس سلسلے میں کوئی ہدایت نہ ملتی۔ ان کے بیٹے حضرت عمرؓ بن ابی سلمہؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں پرورش پاؤں تھا۔ ایک بار آپؐ کے ساتھ کھانا کھاتے ہوئے پیالہ میں ہرچک باجود ڈال رہا تھا آپؐ نے فرمایا: سَئِئَ اللَّهُ وَ تَخْلُی بَيْنَیْکَ وَ تَخْلُی بَيْنَیْکَ (اللہ کا نام لے کر کھانا دے دیتے تھے کہ اور اس سے لے کھا) (بخاری، مسلم)۔

حضرت امام سلمہؒ کی روایات کی تعداد تین سو اسی (۳۵۸) تک پہنچی ہوئی ہے۔

حضرت جوہرؒ یا ایک جہاد میں تیرہ سو آٹھ تالیفیں اور ستر تیرہ سو کی طرح یہ بھی تقسیم میں آئیں اور ثابت بن قیسؒ یمن کے بچا زاد بھائی کے حصہ میں ان کو لکھا گیا لیکن انہوں نے اپنے آقا سے اس طرح معاملہ کر لیا کہ انکا اہمال تم کو وہاں کی گھٹے آزاد کر دے یہ معاملہ کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور انی اللہ کی درخواست کی۔ آپؐ نے فرمایا اس سے بھاریات تمہیں دے گا وہ یہ کہ میں تمہاری طرف سے مال اور کروں اور تم سے نکاح کروں انہوں نے بخوشی منظور کر لیا۔ آپؐ نے یمن کی طرف سے مال اور کر کے نکاح فرمایا ان کی قوم کے بچکڑوں اور اہل حضرت صحابہؓ کی حکمت میں آچکے تھے کیونکہ وہ سب لوگ تہذیبی ہو کر آئے تھے، جب صحابہؓ کو چاہا کہ جوہرؒ آپؐ کے نکاح میں آگئی ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام کے پیش نظر سب نے اپنے اپنے خاتم یا بانی آزاد کر دیے۔ سبحان اللہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کی کیا شان تھی۔ اس جذبہ کے پیش نظر کہ یہ لوگ اب سرکارِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سرور والے ہو گئے ہیں ان کو کلامِ ہمارا کیسے نہیں سب کو آزاد کر دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اس واقعہ کے حقیق فرماتی ہیں: **فلقد اصبى بحدروہ اباہا عابداً لعل بیت من بی المصطلق لعل العلم امرنا العظم برکتہ علی قومہا منہا**۔ (الکتاب، ص ۱۵۷) (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جوہرؒ سے نکاح کر لینے سے جو مصطلق کے سوا۔ انھوں نے آزاد ہونے میں نے کوئی صورت دیکھی نہیں دیکھی جوہرؒ سے بڑھ کر اپنی قوم کے لیے بڑی برکت والی ثابت ہوئی ہو)۔

حضرت ام حبیبہؓ نے اپنے شوہر کے ساتھ ابتداً اسلام ہی میں مکہ میں اسلام قبول کیا تھا اور پھر دونوں یہاں پہنچ جہت کے قافلے کے دوسرے افراد کے ساتھ حبشہ پہلے گئے وہاں ان کا شوہر عمرانی ہو گیا اور چند دن کے بعد مر گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حبشہ بھیجی کے واسطے ان کے پاس نکاح کا بیڑہ بچھا دیا انہوں نے قبول کر لیا اور وہیں حبشہ میں نبیؐ ہی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا، دلچسپ بات یہ ہے کہ حضرت ام حبیبہؓ حضرت ابوسفیانؓ کی صاحبزادی تھیں اور حضرت ابوسفیانؓ اس وقت اس گروہ کے سرٹیل تھے جس نے اسلام بھٹی کا پناہ سب سے بڑا مقصد قرار دیا تھا اور وہ مسلمانوں کو اور غیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایستہ دینے سے باز نہیں آتے تھے اور انہیں تاک کے گھاٹ اتار دینے کی فکر میں رہتے تھے جب ان کو اس نکاح کی اطلاع ہوئی تو بلا اختیار ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے بغیر الفضل لا یخذل ولا یخذلہ (یعنی جو صلی اللہ علیہ وسلم جو امر اور ان کی ناک نہیں کافی یا جتنی اس طلب سے کہ وہ بلند ناک والے معزز ہیں ان کو ٹھیک کرنا آسان نہیں اور ہر قوم ان کو ٹھیک کرنے کی تیاریوں میں لگے ہوئے ہیں اور ہر ہمارے لڑکی ان کے نکاح میں پہنچی گئی۔

غرض اس نکاح سے فکر کے ایک قانہ کے جوصلے پست ہو گئے اور اس نکاح کی وجہ سے جو یہاں تاکہ اسلام اور مسلمانوں کو بچا لیا اس کی اہمیت اور ضرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ خدا کے دے اور بھیجہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس قانہ کو ضرور پیش نظر رکھا ہوگا۔

اور اس کثرتِ ازدواج کی حقیقت بھی اس لیے کہ کس طرح وہ جوہرؒ آئی بھیس سال کی عمر سے لے کر پچاس سال کی عمر شریف ہونے تک اتنا حضرت خدیجہؓ آپؐ کی زچہ ہیں ان کی وفات کے بعد حضرت سوز و غم اور حضرت عائشہؓ سے نکاح ہوا لیکن مغربی کی وجہ سے حضرت عائشہؓ نے والد کے گھر ہی رہیں پھر چند سال کے بعد یمن ہجرت میں مدینہ منورہ میں حضرت عائشہؓ کی مصطفیٰ میں آئی اس

وقت آپ کی عمر چھ دن سال ہو چکی ہے اور وہ چار یا اس عمر میں منع ہوئی ہیں یہاں سے تعدد و ازدواج کا معاملہ شروع ہوا اس کے ایک سال بعد حضرت طلحہؓ سے نکاح ہوا پھر مکہ ہوا بعد حضرت زبیرؓ سے نکاح ہوا انہوں نے صرف انھارہ ماہ آپ کے نکاح میں رہا کہ وفات پائی ایک قول کے مطابق تین ماہ آپ کے نکاح میں زعفران پھر ۴ مہری میں حضرت ام سلمہؓ سے نکاح ہوا پھر ۶ مہری میں حضرت زبیرؓ سے نکاح ہوا اس وقت آپ کی عمر شریف انھارہ سال ہو چکی تھی اور اتنی بڑی عمر میں اگر چار یا چھ دن یا تین دن کے بعد ۶ مہری میں حضرت جبریلؓ سے ہوا ۶ مہری میں حضرت ام حبیبہؓ اور حضرت صفیہؓ اور حضرت سہلہؓ سے نکاح ہوا۔ خلاصہ ..... یہ کہ چھ دن برس کی عمر تک آپ نے صرف ایک بچی کے ساتھ گزارا کیا یعنی پچیس سال حضرت عائشہؓ کے ساتھ اور چار یا پانچ سال حضرت سہلہؓ کے ساتھ گزارا یہ پھر انھارہ سال کی عمر میں چار یا چھ دن یا تین دن کے بعد ۶ مہری میں حضرت ام سلمہؓ سے نکاح ہوا اس وقت آپ نے وہ وقت پایا۔

اور یہ بات خاص طور سے قابل ذکر ہے کہ ان سب چار یا چھ دن یا صرف ایک ہی عورت انکی جھپٹاؤں سے کھڑے رہیں میں نکاح ہوا یعنی ہم ملنا نہیں حضرت عائشہؓ سے چھ دن کے علاوہ باقی سب ازدواج مطہرات حج و عقیقہ جن میں بعض کے واسطے پر پہلے گزار چکے تھے اور یہ تعدد و ازدواج آخر میں آکر جمع ہوئی۔

اسلام کے بلند خاصہ اور پارے عالم کی انفرادی و اجتماعی اور ملکی صلاحات کی فکر کو دنیا کے شیوت پرست انسان کیا ہا نہیں اور تو سب کو اپنے لیے قیاس کر چکے ہیں اسی کے نتیجے میں کئی صدی سے یہ سب کے سب یہی اور مستشرقین نے اپنی ہمت جہری سے فکر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعدد و ازدواج کو ایک خاصہ جنسی اور نفسانی خواہش کی جھپٹاؤں قرار دے دیا ہے کہ اس کا جواب حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات پر ایک سرسری نظر ڈالنا ہوتا ہے تو ایک ہوش مند منصف حراز بھی بھی آپ کی کثرت ازدواج کو اس پر محمول نہیں کر سکتا۔

آپ کی مصیبت زندگی قریش کے سامنے اس طرح گزری کہ سب سے پہلے پچیس سال کی عمر میں ایک بنو سعد و صاحب اولاد و زوجہ (جنس کے خواہشات ہو چکے تھے) سے عقد کیا اور پچیس سال تک ان ہی کے ساتھ گزارا کیا وہ بھی اس طرح کی مصیبت میں نہ گھر چھوڑ کر باہر حرامی مطلقوں کے ساتھ رہتے رہتے اس کے بعد چار دوسرے نکاح ہوئے چھاس سالہ عمر شریف گزارنے کے بعد ہوئے یہ چھاس سالہ زندگی اور مقدمات شباب کا سارا وقت ان کی نظروں کے سامنے تھا بھی کسی دشمن کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی ایسی چیز منسوب کرنے کا موقع نہیں ملا جو حق تعالیٰ نے مطہرات کو مطلق کر رکھا تھا آپ کے دشمنوں نے آپ پر سارا نشانہ عجز و جھوٹا بے مغفرتی جیسے الزامات تراشے جن میں کوئی سرافراہ نہیں رہی لیکن آپ کی مصیبت زندگی کے بارے میں کوئی ایک حرف کہنے کی بھی جرات نہیں ہوئی جس کا تعلق جنسی اور نفسانی جذبات کی بناء اور ادا سے ہو۔

ان حالات میں کیا یہ بات غور طلب نہیں ہے کہ چھ مہری جہری سے لے کر چھاس سال کی عمر ہو جانے تک اس زہد و تقویٰ اور لذت افزا دنیا سے یکسوئی میں گزارنے کے بعد وہ کیا کام یہ تھا جس نے آخر میں آپ کو متحدہ کافروں پر آمادہ کیا اگر ان میں ذرا سا بھی اختلاف ہوتا تو یہ متحدہ کافروں کی جہاں کے خلاف ہو چکے ہوتے جانتی جس کا یہ پردہ کر کیا گیا ہے۔ وَنَضَعُ الْقَضَاةَ أَلْفًا مِّنْ دُونِهَا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرِ نَبَاتِيٍّ

اے ایمان والو! اے نبی کے گھر میں داخل نہ ہو اگر تم کو کھانے کے لیے اجازت دی جائے ایسے طور پر کہ اس کی چادری کے منظر نہ دیکھا

إِنَّهُ ۖ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْعُوا قُلُوبَكُمْ قَلِيلًا وَثَوْرًا ۚ فَلَا تُسَلِّسُوا لَيْسَ بِكُم بِأَعْيُنِنَ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ

انگلیں جب تم کو بلاؤ جانے تو دامن ہو جاؤ کہ ہر جب کہاں کہا چلو تو اللہ کر چلے چاہا کہ ہر باتوں میں ہی نہ کر مسد پیچھے رہا کہ اس بات سے

كَانَ يُؤْذِي النَّاسَ فَيَسْخَرُ مِنْكُمْ ۚ وَاللَّهُ لَا يَسْخَرُ مِنَ الْحَقِّ ۚ وَإِذَا أَنتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَتَلُوهُنَّ

کی تو آؤ ہماری ہوتی ہے سو وہ تمہارا لہو کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ صاف صاف بات کہنے میں لگاؤ نہیں فرما تا کہ ہر جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردہ

مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَكْبَرُ لِقَائِهِمْ ۖ فَتُلُوهُنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ ۚ وَلَا أَنْ

کے باہر سے مانگا کر ۱ یہ بات تمہارے دلوں کے پاک رہنے کا عہدہ دار ہے اور حق کو یہ چار نہیں ہے کہ رسول کو کلمت پہنچاؤ اور نہ

تَتَّبِعُوا أَرْوَاحَ مَنْ بَعْدَهُ ۚ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا ۚ إِنْ تُبْدُوا شَيْئًا أَوْ تُخْفَوْهُ فَإِنَّ

یہ چار نہ کی تو ان کے بعد کی باتوں سے بھی کیا کیا کرنا ہے ایک جہلی میں یہ بات ہے کہ نہ ایک بڑی جہلی ہوگی نہ نرم کی چیز گفتار کہ گے بات سے پیچھے نہ گئے

اللَّهُ كَانَ يَكُنِّي شَيْءًا عَظِيمًا

تو خدا تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

نزول آیت حجاب کا واقعہ

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ (حق اقل) سے نکاح کیا (اور دیکھانے کے لیے

آپؐ کے دولت کدہ پر) لوگ حاضر ہوئے تو طعام دیکر کھارہیں بائیں کرتے ہوئے بیٹھے رہ گئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے

(چاہا کہ وہ لوگ اللہ جاگیریں لیتا آپؐ نے) ایسا طرز اختیار فرمایا جسے کہ آپؐ اللہ رہے ہیں (اور عیسا کی یہ بھی کہ آپؐ کے حوا میں

دست اخلاق کے باعث لگاؤ بہت تھا اس وجہ سے آپؐ نے صاف طور سے یہ نہ فرمایا کہ چلے جاؤ اور آپؐ کو اپنے دیکر کبھی نہ اپنے

جب آپؐ نے یہ حال دیکھا تو اللہ کر چلے گئے آپؐ کے اللہ جانے پر کچھ آوی ہو چلے گئے اور کچھ رہ گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

(حضرت عائشہؓ کے دروازے تک جا کر یہ دیکھتے ہوئے) داماں ہوئے کہ وہ لوگ نکل گئے ہوں گے۔ جب تحریف لائے تو دیکھا کہ وہ

لوگ بیٹھے ہوئے ہیں (لہذا آپؐ بگڑا میں ہو گئے) اس کے بعد وہ لوگ کھڑے ہوئے اور چلے گئے میں نے ان کے چلے جانے کی خبر

آپؐ کو دی آپؐ کو تحریف لائے یہاں تک کہ کمر میں داخل ہو گئے میں بھی آپؐ کے ساتھ داخل ہونے لگا تو آپؐ نے (لکھو کہ دیکھو کہ دیکھو

میرے ہوا ہے) درمیان پردہ اٹل دیا اور اللہ تعالیٰ نے آیت تِلْكَ الْفُتُوحَةُ الْكُبْرَى فَتَحُوا أَبْوَابَ الْمَدِينَةِ (الفتح) نازل فرمائی۔

یہ خبر بخاری شریف میں کہیں ایسا کہیں قصیدہ کی جگہ مروی ہے۔ حضرت انسؓ بھی اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

رہا کرتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جرت فرما کر مدینہ منورہ تحریف لائے اس وقت حضرت انسؓ کی عمر بیس سال کی تھی اور آپؐ

نے حضرت زینبؓ سے ۵ ہجری میں نکاح فرمایا لہذا اس حساب سے اس واقعہ کے وقت حضرت انسؓ کی عمر چودہ سال ہوئی۔ چونکہ وہ پہلے

سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آچکا تھا کرتے تھے اس وجہ سے جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چلے جانے کے بعد

گھر میں داخل ہوئے گئے تو حضرت انسؓ نے بھی آپؐ کے سر راہ لکھ جانے کا ارادہ کیا مگر چونکہ اس اثنا میں پردہ کا حکم چکا تھا اس لیے





پہلے کے بارے میں ہم نے ضروری مضمون سورا سورا کی آیت و قیل لیسوا آیات و بعض من یفعلوا ہوں اور اس سورت کی آیت و قیل ہونی تیو یفعلن کے ذیل میں گھبراہٹ اور اس کے بعد کہ اس کی آیت کے ذیل میں بھی اس بارے میں کچھ لکھیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِمْ فِي آبَائِهِمْ وَلَا أَبْنَائِهِمْ وَلَا إِخْوَانِهِمْ وَلَا إِخْوَانِهِمْ

اس جہاں پر کئی تھک چکے ہیں اپنے دہاؤں کے بارے میں اور اپنے عقائد کے بارے میں اور اپنے یوں کے بارے میں اور اپنے تجلیوں کے بارے میں

وَلَا ابْنَاءَ أَخَوَيْهِمْ وَلَا إِسَاءِهِمْ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ وَالَّذِينَ اللَّهُ - إِنْ اللَّهُ كَانَ

اور سب سے پہلے میں اور اپنی محنتوں کے بارے میں اور اپنی لڑائیوں کے بارے میں۔ اور ان سے اس کی رہنمائی

علی علی گنی و شیدا ©

المجلس الأعلى للدراسات والبحوث

عورتوں کو اپنے محرموں کے سامنے آنے کی اجازت ہے

روح المعانی میں لکھا ہے کہ جب آیت عذاب نازل ہوئی تو زواج مطہرات کے تباہی ماندا اور اقا و اب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا ہم کو ان سے پرہیز کے چھپنے سے بات کیا کرے گی اس پر آیت بالا نازل ہوئی اور زواج مطہرات کا عہدہ اذات دے دی گئی کہ اسے باطن اور بیرون اور اپنے بھائیوں کے بیٹوں اور بیٹوں کے بیٹوں کے سامنے اٹھائی ہیں۔

صاحب دارالافتاء تفتیح ہیں۔ اعلیٰ حکمہم کل ذی رحم محرم من نسب اوفضاع علی ملاوی ابن سعد عن  
 لڑھوی (۲۶ ص ۷۷) لکھتی آیت کے زیر میں چار شتوں کا ذکر ہے دوسرے جہوں میں نسب سے سوا اضرار ہے ان کا بھی کچھ حکم ہے  
 بحر کھارے آیت کے زیر میں بھی اضرار میں نسب کا ذکر نہیں ہے کیونکہ دونوں اضرار میں کچھ فرق ہے۔

عزموں سے پردہ کرنے کی اجازت کے ساتھ ہی ولا نسا کہیں فرمایا ہے۔ یعنی مسلمان مردوں سے بھی ان کا کوئی پردہ نہیں ہے۔  
اجنہ کا فرمودہ کے سامنے آئیں گے کہ یہ تکرار یعنی یہود یا نصرانی ہیں۔

حضرت فرمایا: وَلَا تَمْلِكُوا لَكُمْ قُلُوبُكُمْ وَلَا حَزَنُكُمْ مِنْ شَيْءٍ ۚ سِوَا مَا جَاءَكُمْ مِنَ الْقُرْآنِ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ اور جن کے مالک ہیں ان کے سامنے اے میں تم کو ہر چیز سے آزاد کر رہا ہوں۔ مگر جو چیزیں تم پر آئیں گی، ان پر غم نہ کرو اور نہ تم کو اپنی قلوب پر قابو ہو جائے گا۔ سوا اس کے جو تم پر قرآن کی آیات کی وضاحت کے لئے آئے ہیں۔

سورۃ نور میں مومن مورتوں کو جو چہ وہ کا کھلم کا ہے ان کو حرام کے سامنے آنے کی اجازت دی ہے اس کے معنی میں ازواج مطہرات بھی جہاں جیسا اس کے باوجود یہاں خصوصیت کے ساتھ ازواج مطہرات کا حرام کے سامنے آنے کا طریقہ سے بھی ذکر فرمایا جس سے یہ احتمال ظہر ہو گیا کہ شہادتیں حرام کے سامنے بھی آتا جائز نہ ہو۔

وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ (اور اللہ سے آتی رہو) اس میں اللہ تعالیٰ سے جو عہد ہے، وہ اللہ تعالیٰ نے خطاب کی طرف ہے اللہ تعالیٰ نے خطاب کے سبب کے ساتھ ازواجِ مطہرات کو خطاب فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے آتی رہو کیونکہ تقویٰ ہی پر عمل کی کیا ضرورت ہے۔

إِنَّ إِلَهَكُمْ إِبْرَاهِيمَ عَلَّمِيَ سَمْعِي وَبِهَيْبَتِنَا (اور اللہ تعالیٰ پر ہی ہے حاضر ہے یعنی وہ پر ہی ہے جو کہ جتنا ہے اس سے کوئی چیز بیش از حد نہیں اور حقیقت یہ یقین اور اعتقاد کہ اللہ تعالیٰ حاضر ہے علم میں ہوں میں تقویٰ پیدا ہونے اور اس کے اعتقاد کے لیے بڑا کھیر ہے۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿۴۱﴾

ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں اس پر تم پر اسے ایمان دالو تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو اور لوگ سلام بھیجا کرو۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوة بھیجتے ہیں،  
اے مسلمانو! تم بھی نبی ﷺ پر صلوة و سلام بھیجا کرو۔

اصل قصہ رحمت کا سلاموں کو یہ حکم دیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوة و سلام بھیجا کر یہ مگر اس کی تعمیر و ایمان میں یہ طریقہ اختیار فرمایا کہ پہلے حق تعالیٰ نے خود اپنے اور اپنے فرشتوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوة بھیجنے کا ذکر فرمایا اس کے بعد عام نو محسن کو اس کا حکم دیا جس میں آپ کے شرف اور عظمت کو مزید بلند فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوة بھیجنے کا جو حکم مسلمانوں کو دیا جاتا ہے وہ کام دیا ہے کہ خود حق تعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی اس کا کام کرتے ہیں۔ عام نو محسن جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار احسانات ہیں ان کو اس عمل کا اجر انجام کرنا پڑے گا اور ایک ناکہ اس تعمیر میں یہ بھی ہے کہ اس سے اور سلام بھیجنے والے مسلمانوں کی ایک بہت بڑی فضیلت یہ ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کام میں شریک فرمایا جو کام حق تعالیٰ خود بھی کرتے ہیں اور اس کے فرشتے بھی۔

آیت شریفہ میں لَفَضَّلُونَا اور دعا ہے جس کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے کہ ہاں اللہ اور اس کے فرشتے تو تم پر رحمت بھیجتے ہیں لیکن اللہ تَعَالٰی صَلُّوا عَلَیْہِ سَلَامٌ سے ماخوذ ہے مفسرین و محدثین نے فرمایا ہے کہ لفظ صلوة عربی زبان میں چند معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ رحمت، دعا، درجہ و ثناء، پھر جس کی طرف صلوة منسوب ہوگی اس کی شان اور مرتبہ کے حساب سے تعظیم اور رحمت و شفقت مراد لیں گے جیسے کہا جاتا ہے کہ باپ بیٹے سے اور چچا باپ سے اور بھائی بھائی سے محبت کرتے ہیں مگر ظاہر ہے کہ جو محبت باپ کو بیٹے سے ہے بیٹے کو باپ سے اس طرح کی محبت نہیں ہے نیز بھائی بھائی کی محبت اور باپ بیٹے کی محبت جدا ہوتی ہے لیکن محبت سب کوئی کہا جاتا ہے اسی طرح صلوة کو سمجھو کہ اللہ جل شانہ نبی پر صلوة بھیجتے ہیں اور فرشتے بھی اور عام نو محسن بھی مگر سب کی صلوة کے معنی ایک ہی نہیں ہیں بلکہ ہر ایک کی شان کے حساب سے سب صلوة کے معنی مراد ہوتے ہیں چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ اللہ جل شانہ کی صلوة رحمت بھیجتا ہے اور فرشتوں کی صلوة اعتقاد ہے اور عام نو محسن کی صلوة دعا ہے رحمت ہے اور ایک میں دعا و ثناء اور تعظیم و تکریم کے معنی ملتا ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کی عظمت اور توقیر یہ ہے کہ آپ کا ذکر بلند فرمایا اور آپ کے یوں کو غالب کیا اور قیامت تک اس کو باقی رکھا اور آخرت میں آپ کی عظمت اور توقیر یہ ہے کہ آپ کو شفقت کی کوئی نصیب فرمائی اور مستحق مجاہد و عطا فرمایا اور تمام مقررین اور ائمہ و آخرین پر آپ کی فضیلت ظاہر فرمائی۔

اور لفظ سلام مصدر و اسما ہے اور مراد اس سے سلامتی و محبوب اور ان لوگوں سے سلام نہ ہونے سلام علی شاکر کو محسن ہے اس لیے عرف غلی کے ساتھ غلی تک یا غلی تک کہنا جاتا ہے۔



دل میں ہے کہ حاضر ہونا چاہیے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جو کوئی ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے اللہ اور ان کے فرشتے اس شخص پر ستر رحمتیں بھیجتے ہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۷۷)

داعی قادریؒ کا شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ: (یعنی ایک درود کے بدلے میں ستر رحمتیں نازل فرماتا) لہذا ہر جمعہ کے روز کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ بعض اوقات اعمال کا ثواب وقت کی فضیلت و غفلت کی وجہ سے بڑھا دیا جاتا ہے لہذا ہر جمعہ کے روز اس رحمتوں کے بجائے ستر رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمہارے دنوں میں سب دنوں سے بہتر جمعہ کا دن ہے اسی روز آدمی بچے کے لئے اور اسی روز انہوں نے وفات پائی، جمعہ کے روز عیسیٰ صلی علیہ وسلم کا اور جمعہ ہی کے روز موسیٰؑ کی آواز سن کر گھوٹتی ہے ہوتی ہوگی چونکہ جمعہ کا دن سب سے افضل ہے اس لیے اس روز جمعہ پر کثرت سے درود پڑھا کرنا اور اللہ پر قائل کیا جاتا ہے (ابن ماجہ جلد ۱ ص ۱۵۰)

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو عجمی مسلمان جمعہ پر درود بھیجتا ہے فرشتے اس پر رحمت بھیجتے ہیں اب اعتبار ہے کہ کوئی بندہ جمعہ پر زیادہ درود بھیجے یا کم۔ (ابن ماجہ) مطلب یہ ہے کہ کثرت سے درود بھیجا کر وہیہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ لاس مل چکا ہے آگے اعتبار ہے کوئی کم کرے یا زیادہ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے آپ کے ساتھ ایک بوکر وغیرہ بھی تھے جب میں نماز پڑھ کر بیٹھا تو اللہ کی تعریف بیان کی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا، جمعہ میں اپنے لیے دعا کی یہ باوجود ان کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گناہ جو مانگے گا ملے گا۔ (ترمذی)

حضرت فضال بن عیینہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شریف فرماتے تھے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھ کر اس نے دعا شروع کر دی اور کہا: اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے نماز پڑھنے والے تو نے دعا کرنے میں جلدی کی! اس کے لیے یاد رکھو کہ جب نماز پڑھ چکے تو پڑھ کر اللہ کی حمد بیان کر بھیجی اس کی ذات کے لائق ہے پھر جمعہ پر درود بھیج پھر اللہ سے دعا کرو۔

فضال بن عیینہؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد پھر ایک اور شخص نے نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور یہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا یہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے نماز پڑھنے والے دعا کر تیری دعا قبول ہو گی۔ (ترمذی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعا کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، پھر اللہ سے دعا کرے دعا کے قبول ہونے میں درود شریف کو بڑا اہم ہے حتیٰ کہ حضرت عمرؓ سے منقول ہے کہ جب تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھا جائے دعا آسمان و زمین کے درمیان لگی رہتی ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۷۷)

اہل معرفت نے فرمایا ہے کہ درود شریف کے علاوہ دوسرے (کا درود) دعائیں ہیں مگر ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان کا ثواب نہ دیا جائے مگر درود شریف بیش مقبول ہی ہوتا ہے جب دعا کر سقے دعا سے پہلے بھی درود شریف پڑھے اور دعا کے اخیر میں بھی اللہ تعالیٰ بڑا کریم ہے جب دنوں (روزوں) کو قبول فرمائے گا تو دوسروں میں جو دعا داغ ہوگی اسے بھی قبول فرمائے گا۔ (ابن ابی نعیم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھے اور اس میں اللہ کا ذکر کیا



تحریر کی تالیف ہے اور شریف کے بہت سے بیٹے احادیث شریف میں وارد ہوئے ہیں اور بہت سے بیٹے انکار سے معقول ہیں جو بیٹے نہت سے ثابت ہیں ان کے مطابق عمل کرنا افضل ہے اور دوسرے بیٹوں کے بارے میں صاف و سلام پر مبنی جائز ہے۔

حدیث کعب بن جعفرؓ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر کس طرح درود بھیجیں آپ پر سلام بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے ایسی سکھادیا (یعنی نازل فرمایا) جو تمہارے ہوتے ہیں اس میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ تَابَا) آپ نے فرمایا اور اس طرح پھر اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اَبْنِ اَبِيْنِمْ وَعَلٰی اٰلِ اَبْنِ اَبِيْنِمْ اِنَّكَ حَبِيْبٌ مُّحِبٌّ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اَبْنِ اَبِيْنِمْ وَعَلٰی اٰلِ اَبْنِ اَبِيْنِمْ اِنَّكَ حَبِيْبٌ مُّحِبٌّ (اسے اللہ روز بھیجے گا کہ پروردگار کی آل پر جیسا کہ آپ نے درود بھیجا ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر بے شک آپ مستحق ہر جن اور صاحب ہر جس اسے اللہ برکت نازل فرمائیے گا کہ پروردگار کی آل پر جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر بے شک آپ مستحق ہر جن اور صاحب ہر جس۔ (رداء البخاری ج ۱ ص ۷۴) آپ درود شریف دینی ہے جو نازل فرمایا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں آپ نے فرمایا کہ میں کہوں: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِوْاْجِدْ وَفَرِّقْ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اَبْنِ اَبِيْنِمْ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِوْاْجِدْ وَفَرِّقْ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اَبْنِ اَبِيْنِمْ اِنَّكَ حَبِيْبٌ مُّحِبٌّ (اسے اللہ روز بھیجے گا کہ پروردگار کی آل پر جیسا کہ آپ نے درود بھیجا ابراہیم پر اور ابراہیم پر بے شک آپ مستحق ہر جن اور صاحب ہر جس اسے اللہ برکت نازل فرمائیے گا کہ پروردگار کی آل پر جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر بے شک آپ مستحق ہر جن اور صاحب ہر جس۔ (رداء البخاری)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جسے یہ فرشتی ہو کہ ہم پر اور ہمارے اہل بیت پر درود بھیجے گا ہم پر طریقے پر آپ قول کرؤ اب کے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِوْاْجِدْ وَفَرِّقْ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اَبْنِ اَبِيْنِمْ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِوْاْجِدْ وَفَرِّقْ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اَبْنِ اَبِيْنِمْ اِنَّكَ حَبِيْبٌ مُّحِبٌّ (اسے اللہ روز بھیجے گا کہ پروردگار کی آل پر جیسا کہ آپ نے درود بھیجا ابراہیم پر اور ابراہیم پر بے شک آپ مستحق ہر جن اور صاحب ہر جس اسے اللہ برکت نازل فرمائیے گا کہ پروردگار کی آل پر جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر بے شک آپ مستحق ہر جن اور صاحب ہر جس۔ (رداء البخاری ج ۱ ص ۷۴)

حضرت صالحؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اور میری دعا کی اَللّٰهُمَّ تَرَكْهُ اَلْفَتْحَةُ الْفَتْحَةُ جَنَدُكَ يَوْمَ الْفَتْحَةِ (اسے اللہ ان کو (یعنی حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی قیامت کے روز اپنے قریب مقام میں نازل کیجے گا تو اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگی۔ (المختار لمصاحیح ص ۷۴)

فائدہ: بعض بزرگوں نے کثرت سے درود شریف پڑھنے کے لیے یہ مختصر درود شریف جو پر کیا ہے صَلِّ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی نَبِيِّنَا الْاَمِيْنِ وَعَلٰی اٰلِهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ غَدَةَ غَائِيٍّ عَلَیْہِ۔

درود شریف پڑھنے کی حکمتیں..... حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی قانوی قدس سرہ نے "نثر لطیف" میں درود شریف کی شروایت کی حکمتیں درج فرمائی ہیں جن میں بعض حضرت محمدؐ نے واجب۔ لفظ فرمائی ہیں اور بعض ان صاحبِ خداوندیہ سے ہیں جو حضرت محمدؐ کو دعا کی گئی تھیں۔

(۱) امت مرحومہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابات نے باہر چیں کہ آپ نے صرف حکم خداوندی پورا کر دینے کے طور پر تبلیغ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اصلاح امت کے لیے تدبیریں بھی لیں اور بے انتہام کے ساتھ ان کے لیے دعا بھی کیں اور ان کے احوال حضرت سے راجع ہوئے لہذا آپ صبح میں چیں اور اصحابات خداوندی کا واسطہ بھی ہیں اور فطرت میلہ کا لگاؤ خدا ہوتا ہے کہ اس ضمن اور واسطہ احسان کے لیے رحمت کا طے کی دعا کرے بالخصوص جبکہ احسانات کے بدلے سے قاصر اور عاجز بھی ہے لہذا شریعت مطہرہ نے اسی فطرت میلہ کے مطابق کچھ عہدہ باہر رکھیں لہذا باہر و شریف کا حکم دیا۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے محبوب ہیں اور محبوب کے لیے محبت سے کئی چیز کی درخواست کرنا اس درخواست کرنے والے کو اس محبت کا محبوب بنا دیتا ہے اگرچہ خداوند قدوس خود اپنے محبوب پر مصلوہ بھیجی ہے اور خدا کی رحمت ملنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری دعا نے رحمت کی حاجت نہیں ہے مگر خدا کی جناب میں آپ کے لیے رحمت کی دعا کر کے طرہ دم کو خدا کا قرب اور اس کی رضا میسر ہوتی ہے۔

(۳) آپ کے لیے دعا رحمت کرنے میں آپ کے کمال عہدیت کے شرف خاص کا اعتبار ہے کہ آپ کو بھی رحمت خداوندی کی حاجت ہے نیز اس سے ان لوگوں کے غلن کا سد کی تردید بھی ہو جاتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عزرات دیکھ کر امور مکی میں آپ کا داخل سمجھتے ہیں یا احکام شریعہ کو آپ کے اختیار میں جانتے ہیں۔

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی انسان ہیں اور شریعت میں امت کے ساتھ شریک ہیں کہ امت کی طرح کھانے پینے اور دیگر عوامی زندگی کی آپ کو بھی ضرورت ہوتی تھی بلکہ بعض امور میں امت کے اطراء جناب صلی اللہ علیہ وسلم سے بدھے ہوئے ہیں مثلاً کھڑا کھانا وغیرہ تو اس وجہ سے ممکن تھا کہ بعض افراد امت آپ کو اپنے حبیبہ شریک کر بلکہ بعض امور میں کہ دیکھ کر آپ کے اجازت سے کر رہے تھے لہذا شریعت مطہرہ نے اس کا علاج کیا اور آپ پر بدو شریعت بھیجے کا حکم دیا تاکہ شرعی اشتراک اور اپنی اپنی اعتبار دیکھ کر کوئی دھوکہ نہ کھائے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو خدا کی رحمت خاص ہے اس کا احتضار کرے اور یہ سمجھے کہ یہ بل و اولیات رحمت خداوندی کے سامنے یکواکی نہیں بالخصوص جبکہ آپ کے اسم گرامی سے نکل لفظ مسدنا و مولانا بدھائے اور تبلیغ دین کی جدوجہد کے بعض احوال آپ کی صفات میں ذکر کرے تو خود کو آپ کا احسان مند ہی پائے گا اور بجائے اپنے نفس کو بڑا رکھنے کے اپنی ذات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتداد سمجھے گا اور آپ کے واسطے سے قرب خداوندی حاصل کرے گا۔

(۵) بعض طوائف میں مذاق کو حید کا طلب ہوتا ہے اور اس طلب کی وجہ سے واسطوں سے زیادہ متعلق نہیں ہوتے جن میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی ہیں ان کو اس اعتقاد و اختیار کے بغیر شرعاً و ادب سے یہ عدم زیادت معترفی الامران نہیں ہے لیکن کمال سبکی ہے کہ جس واسطہ کی طرف اللہ تعالیٰ کو توجہ جتنی نے اپنی رضا کا ذریعہ بنایا ہے اس کی طرف التفات کرنے کو نہ خواہ وہ طبعاً بھی شامل میں اتوجہ نہ کیجے بلکہ عمل توجہ جانتے جیسا کہ محبوب کے کام صد کا کرام اور اس کی خدمت و عبادت جس قدر عاشق کی جناب سے زیادہ تر ہوگی اسی قدر محبوب عاشق سے غرضی ہوگا اور عاشق بیش از بیش کا سد کی عبادت کرے گا اور اس خدمت کو بد کہے گا کہ محبوب کے لیے میری خدمت نہیں ہو رہی ہے بلکہ جس قدر محبوب کی غرضی اور کیجئے گا اسی قدر کا سد کی زیادہ خدمت کرے گا۔

پس شریعت مطہرہ نے ذوقی نفس کے دفع کرنے کیلئے درود شریف شروع فرمایا اور صلوات علیہ وسلم و تسلیتاً علیہم کا حکم دے کر یہاں کرنا خدا کا بھلائی والے واسطہ کی طرف جس قدر بھی احرام کے ساتھ توجہ کرے اللہ جل شانہ کی رضا نصیب ہوگی لہذا واسطہ



کی جانب توجہ کرنے کو تکلف مخصوص نہ سمجھو۔ (یہاں ہم نے مختصر لکھا ہے کہ ان اہل صلہ و سلامہ کے نام سے ہر ایک سال بھی ہے اسے گل و گلزار کہا جاتا ہے۔)

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ

عَذَابًا مُهِينًا ۝ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا

عَذَابًا مُّارًا ۖ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ عَاقِبَةٌ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۖ

ترجمہ: اور جو لوگ مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو بغیر گناہ کے ایذا پہنچاتے ہیں، وہ لوگ

بہتانگے اور ایشا مہینا ۝

یہاں اللہ صریحاً گناہ کا پورا کرتا ہے۔

ایضاً اپنے والوں اور بہت لگانے والوں کا برا انجام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام و احترام کا ٹکڑہ ہے اور آپ پر صلہ و سلام بھیجنا کا حکم لگانے کے بعد آپ کو تکلیف دینے والوں کی مذمت میں لڑائی اور ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اللہ کو اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دیتے ہیں اللہ نے ان پر عذاب اور لعنت میں لعنت کر دی لعنت پہنکار دینے اور اللہ کی رحمت سے دور ہونے کو کہا جاتا ہے اور سب سے بڑی لعنت کافروں ہی پر ہے۔ بعض معصوموں پر بھی لعنت وارد ہوئی ہے کہ ان کو بغیر لعنت وارد ہوئی ہے انہیں ہم نے جمل حدیث میں جمع کر دیا ہے اس کا مطالعہ کیا جائے گا تعالیٰ تائید اور انصاف سے پاک ہے اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکتی ایسے افعال کے انتساب کو اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچانے سے تعبیر فرمایا ہے جن سے حقوق کو تکلیف ہوئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان آدمی مجھے ایذا پہنچا ہے اور اسے برا کہتا ہے اور ان کے منہ زمانہ ہوں (یعنی میں نے زمانے کو پیدا کیا ہے) سب امور میرے قبضہ قدرت میں ہیں میں رات اور دن کو ان کا انتقام لیتا ہوں۔

(رد المحتار)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تکلیف کی بات سن کر میرے کرنے والا اللہ سے باز کر دے کوئی شخص لوگ اللہ کے لیے عذاب و عجز کرتے ہیں (حالاں کہ وہ اس سے پاک ہے) بلکہ بھی وہ انہیں عاقبت دیتا ہے اور رزق دیتا ہے۔ حضرت سائب بن خالدؓ نے بیان کیا کہ ایک شخص مجھ کو لوگوں کا امام بنانا سے قبل کی جانب تھوکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف دیکھ رہے تھے جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو آپؐ نے اس کی قوم سے فرمایا کہ تمہارے جنہیں نماز پر حائے اس کے بعد اس نے نماز پڑھا تا جی تو ان لوگوں نے اسے منع کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے باز کر دیا۔ اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا۔ (یعنی یہ روایت کیا کہ آپؐ نے یہ فرمایا ہے) آپؐ نے فرمایا میں اس حضرت سائب بن خالدؓ سے فرماتے ہیں کہ مجھے خیال ہے کہ آپؐ نے اس کو بھی فرمایا کہ بلاشبہ تم نے انہوں اس کے رسول کو تکلیف دی۔ (رد المحتار)

بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ اللہ کو ایذا پہنچنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچا دیا ہے اور اس میں اور زیادہ آپؐ کا اکرام

ہے کہ آپ کو ایذا پہنچے کہ اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچے تو تعبیر فرمایا: روایات حدیث سے اس معنی کی بھی تائید ہوئی ہے حضرت عبداللہ بن مظہرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو ان کو میرے بعد اپنے امتزاجات و تفضیلات کا نشانہ نہ دنا کیونکہ میں سے جس نے محبت کی میری محبت کی جب سے کسی اور جس نے اس سے بغض رکھا میرے بغض کی جگہ سے رکھا اور جس نے اس کو ایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا پہنچائی اور جس نے اللہ کو ایذا پہنچائی تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی گرفت فرمائے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۷۵ حوالہ ترمذی)

آیت ترمذی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر قسم کی ایذا پہنچانے پر ملعون ہونے کا ذکر ہے بعض حضرات نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل فرمایا ہے کہ جس زمانہ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان باندھا گیا (جس کا ذکر سورہ سوسنوں کے دوسرے رکوع میں گزر چکا ہے) اور انہیں انسانی عقین عبداللہ بن ابی کے گھر میں بکھڑک مبع ہوئے جہاں بہتان کو پھیلانے اور چٹکانے کی باتیں کرتے تھے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے اس کی شکایت فرمائی کہ یہ شخص مجھے ایذا پہنچاتا ہے۔

سنن ترمذی کی جود حدیث ہم نے اوپر نقل کی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے میرے صحابہ کو ایذا دی اس نے ہمیں بھی ایذا دی۔ اسی سے سمجھ لیا جائے کہ جو لوگ حضرات صحابہ کرامؓ پر ضووف اللہ تہمات عجمیں کو برا کہتے ہیں اور ان پر تمنا کرتے ہیں یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانے کا عمل کرتے ہیں لہذا قرآن کریم کی رو سے یہ لوگ ملعون ہیں اللہ تعالیٰ کا اور اس کے رسول کو ایذا پہنچانے والے سخت لعنت ہیں ہمیں اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ سوسن اور سوسن محروق کو جو لوگ تکلیف پہنچاتے ہیں اور وہ کام ان کے سامنے لگاتے ہیں جہاں انہیں نے نہیں کیے یعنی ان پر تہمت باندھتے ہیں ان لوگوں نے بہتان کا اور صریح گناہ کا جو اپنے سامنے لگایا (جس کا ہاں آخرت میں بہت زیادہ ہے)

بدلت پانی اور بد گوئی پر وعید.....۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور ملکہ آواز سے فرمایا کہ اے لوگو! جنہوں نے زبان سے اسلام قبول کیا ہے اور ان کے دلوں تک ایمان نہیں پہنچا مسلمانوں کو تکلیف نہ دو اور ان پر سب نیکانہ کا اور ان کے پوشیدہ حالات کے پیچھے نہ دو کیونکہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی کسی گنجین ہوئی سب کی بات کے پیچھے نہ لگے گا اللہ اس کے پوشیدہ سب کے پیچھے لگے گا اور اللہ جس کے سب کے پیچھے لگے اسے دوا کر دے گا اگر چاہے گھر کے اندر ہی کرے۔ (دارالافتاء ترمذی)

حضرت سعید بن ذریعہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے بڑا اسو یہ ہے کہ حق کسی مسلمان کی آہود میں زبان اندازی کی جائے۔ (ابوداؤد)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس دولت مجھے معراج کرائی گئی میں اپنے لوگوں پر گزرا جن کے تانے کے باطن تھے وہ ان سے اپنے چرواہوں اور سوسنوں کو بھیل دے تھے میں نے کہا اے جبریلؑ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھاتے ہیں (یعنی ان کی خبیث کرتے ہیں) اور ان کی بے ادبئی کرنے میں ذرا ہچے ہیں۔ (دارالافتاء ترمذی مشکوٰۃ ص ۵۷۶)

لوگوں میں خبیثت بد گوئی، چال بازی اور ایذا رسانی کی ہر مجلس منع ہوئی ہیں سب اس آیت کریمہ اور حدیث شریف کے مضمون پر غور کریں اور اپنی اصلاح کریں اور زبان پر پابندی لگائیں کہ زبان کا یہ بھیل یا صاحب زبان ہی کو چھڑکھا جائے گا اگر بھی کسی چال خیر

ہر گویا طرف سے کسی مسلمان کی بیعت ہوئی دیکھیں تو اس کو کھلا کر کریں اور پارت لیں۔

حضرت معاذ بن انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی شخص نے منافق کی باتیں سن کر کسی مومن کی حمایت کی یا اس کے لیے ایک فرشتہ بھیج دے گا جو قیامت کے دن اس کے گوشت کو ذرا کی آگ سے جھانے گا اور جس شخص نے کسی مسلمان کو کھپکانے کے لیے کوئی بات کہی تو اللہ تعالیٰ اسے ذرا کے لہجہ (یعنی لمبے صراخ) پر مدد دے گا یہاں تک کہ اپنی کبی ہوئی بات سے نکل جائے (یہ اسے داخل کرے جس کی بیعت ہوئی کی قسم یا خدا بختجئے)۔ (مشکوۃ المصابیح ص ۳۳۴)

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّزَوْجِكَ وَمَبْلُغِ وَبَنَاتِكَ وَبَنَاتِكَ الْمُؤْمِنِينَ يُدْخِلْنِي عَلَيْهِمْ مِنْ جَنَّاتٍ نَجْدٍ

اے نبی الٰہی! تجھ سے اور الٰہی صاحبزادوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی عورتوں سے لڑا دیجئے کہ اپنی عورتیں بھی کر لیا کریں

ذٰلِكَ اَوَّلٰى اَنْ يَّعْلَمُوْا فَلَا يُؤْذِنُوْنَ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۱۰ لٰہِن لَّمْ يَنْتَهِ السُّفٰهَوْنَ وَ

اس سے پہلے پہچان ہو جائے کہ کسی تو آزاد نہ دلی چاہا کریں گی اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور وہ لوگ جن کے دلوں میں

الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَالسُّجُوْدُ فِي الْمَدِيْنَةِ لَتَغْوِيَّتِكَ يٰۤهٰمُ خُذُوْا زُوْجًا وَزُوْجًا فَبِيْنَا

بیماری ہے اور جو دلوں میں طواغیت اٹھا کرتے ہیں اگر چاہا کہ ان سے تو ضرور ہم آپ کو ان پر مسلط کریں گے تاہم یہ لوگ آپ کے پاس عید میں بہت ہی کم

اَلْاَقِلِّيْلَ ۝۱۱ فَلَعُوْبِيْنَ ۚ اٰتٰمُ ثَقِيْلًا اُحْذَرُوْا وَفَعَلُوْا ثَقِيْلًا ۝۱۲ سُنَّةُ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلُوْا

رہنے والے ہیں گے۔ جو پہلا دے ہوئے ہوں گے وہیں جس کے پیکر دھڑکی ہوگی اور اگلے کے ہاں گے۔ جو لوگ بچھڑ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان میں اپنے

مِنْ قَبْلِ ؕ وَلَنْ نَّجْعَلَ لِّلّٰهِ سُبُوْدًا ۝۱۳

پہلے دستور رکھا ہے اور آپ اللہ تعالیٰ کے دستور میں وہ بدل نہ پا سکیں گے۔

ازواج مطہرات اور بنات طاہرات اور عام مومنات کو پردہ

کا اہتمام کرنے کا حکم اور منافقین کے لیے وعید

مفسرین نے لکھا ہے کہ رات کے وقت جب گھبراہٹ میں بیت اٹھا نہیں جائے گئے تھے (مومن حضرات عبادت کے لیے مجبور کے باغوں میں لگی عمارتوں میں جایا کرتی تھیں ان میں خازن (آزاد) مومن اور عوام (بندہ) عوامی ہوتی تھیں منافقین اور بدعنوان لوگ راستوں میں گھوم رہے ہوتے تھے اور عورتوں کو بھیڑتے تھے یعنی دشنام دے پڑی کرتے تھے ان کو عیسائی یا عجمی کی طرف ہوتا تھا کہ کسی کسی آزاد عورت کو بھیڑتے اور اس پر گرفت کی جاتی تو کہہ دیتے تھے کہ تم نے یہ خیال کیا تھا کہ شاید یہ داعی ہے نیز دشمن اسلام (ان میں سے کچھ دے رہے والے یہودی بھی تھے اور منافق بھی) یہ حرکت بھی کرتے تھے کہ مسلمانوں کے لشکر میں جب بھیجے جاتے تو لوگوں میں دھم پیدا کرتے اور انہیں پہچانتے اور قلت کی خبریں اڑاتے اور خود کو اٹھائے بیٹھے خدا سے کہتے تھے کہ دشمن تمہارا دشمن آیا۔

آیات بالا میں دل کے توہم یا کالی عورت کو پردہ کرنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا: يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَبَنَاتِكَ

فطواریتین فطرتیں عظیمیں جن جگہاں پہنچیں (۱) یہی! اپنی جگہاں سے اور اپنی خلیوں سے اور دشمنوں کی طرفوں سے افرامہ پہنچے گا یہی ہادی ہادی چاہر میں جمائی ہوئی چوڑی چٹائیوں میں شمشیر سے ہڈیاں جکڑنے آپ کو یہت ٹھٹھا کیاں جان چاہوں گا ایک حصہ پہنچے اور ڈال لیا کریں! ششیں سر بھی ڈھکے ہیں اور سر سے بھی اور پہنچے گی جب پردہ کا پاجامہ پہن گاتو آزاد ہو کر شمشیر اور ہڈیاں الگ الگ بچھل جائیں گی کیونکہ کام کاج کے لئے ٹھٹھا کی جگہ سے ہڈیاں کا چرہ ڈھانچا گیا تھا نہیں ہے۔

حضرت ابن عباسؓ نے یسعیسین غلغیہ میں خلا بیٹھنے کی تعمیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے سروں کو اور چروں کو بڑی ہی چوڑی سے آواز لگادے اگر کسی سر پہ ایک آنکھ لگی رہے جس سے چلنے پھرنے اور دیکھنے بھاننے کی ضرورت چاہی ہو جائے اور چاہے وہ کرنے کی وجہ سے آزاد اور قوی اور باخبر بن جائے تاکہ جس جیلگر جیلدار کو نکلیں گویا جیلوں کے ساتھ بھی جیلگر چھڑا کر نہ صنوع تھا لیکن آزاد اور قوی کو چاہے بہرہ کا ٹھکانہ بنے اس میں بد نفسوں کا یہ بھانڈا فٹم ہو گیا کہ ہم نے ہاتھی بچھ کر آواز لگادیا تھا۔ (روح المعانی ۲۳/۱)

بادر ہے کہ آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ اے نبی الہی! جو میں اور جنہیں اور مسلمانوں کی عمروں کو حکم دے دو کہ اپنے اوپر چڑھی ہوئی چادریں ڈالے۔ ہا کر میں اس سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سے زیادہ چادریاں تھیں جس سے واضح طور پر واضح کی بات کی تردید ہوگئی جو یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک ہی شہرت سیدہ فاطمہؓ تھیں۔ (اقتراے حیات طاہرات کے احوال میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے اسے ملاحظہ فرمایا جائے اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ سیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور حیات طاہرات کو پردہ کرنے کا حکم تقاضا کرتی تھیں اور کئی عورتیں کو بھی پردہ کرنے کا حکم ہے بعض فقیہین اصل چادریں جو عورتوں کو بے پردہ یا زانو اور پاؤں میں گھمائے کو کافر قرار دیتے ہیں اور یہاں کہتے ہیں کہ پردہ کا حکم صرف ازواج مطہرات کے لیے تھا عام عورتوں کے لیے نہیں ہے آیت کریمہ میں ان لوگوں کی ملامت اتوں کی تردید ہو رہی ہے۔

[illegible]

مفسرین: جب یہ خود سے جلا وطن کیے جائیں تو حالت محنت میں بھرتے رہیں گے ان پر ہتھکی پٹکار ہوگی۔ کہنہ فیض! اے رسول! اے فیضانِ فیض! پھر جہاں کہیں بھی لوگوں کے بکارتے جائیں گے تو غریب کھل کے جائیں گے۔ شتہ اللہ! فیضانِ فیض! اے ان لوگوں میں طریقہ مقرر فرما دے جو پھر بکارتے ہوئے ہیں کہ ان کو قیدیں کھل گیا جائے تار بے تار ہو جائے اور جلا وطن کیے جاتے رہیں گے۔

وَالَّذِي نَعُودُ بِسَمَةِ اللَّهِ تَعَالَى (اور آپ اللہ کے طریق یعنی مادہ معنوی میں تبدیل نہ ہائیں گے نہ کہ ذرا کھرا مالہ طریق کے مطابق

نکمری فیصلے ہو چکا سو فرمایا میں سے نہیں ہیں اس لیے اس میں نسل کا انتقال نہیں۔

صاحب مدح اعلیٰ نے جو قول لکھے ہیں ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ منافقین اپنے آپ کے کاموں سے رک گئے تھے اور جو وہی منزل ہوئی تھی اس کے بارے میں کاموں سے باز آ گئے تھے لہذا ان کا اور اصرار اور لڑائی کو ترک کرنا چاہیے تھا اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ جن لوگوں کو توبہ کی کئی قسمی دعا ملی اور ان کو ان سے باز نہیں آئے اور سجدے سے نکال کر انہیں ڈھکیا کیا گیا اور ان پر نازل ہوا وہ نہ چاہتے تھے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مع فرار یا اور اس طرح وہ آپ کی نظروں میں ملے ہوں گے یہ منافقین کے ساتھ وہابیت یا یوں کہہ دیے منورہ سے جلا وطن کیا گیا یہ قبیلتی تفسیر تھوڑی سی جود کے قبیلتی قریب کے بالغ مردوں کو ترک کر دیا گیا (خوف و ہراس کی خبریں ادا کرنے میں یوں کارباز رہا تھا)۔

يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَمَا يُذَرِّبُكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ

اور آپ سے تو مسلمانوں کے دلوں میں پوچھتے ہیں آپ کو یہ بتائیں کہ اس کا علم صرف اللہ ہی کو ہے اور آپ کو اس کی کیا خبر ہے لیکن اگر قسمت قریب ہی رہا تو میں

قَمِيئِينَ ۝ إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاعَدَ لَهُمْ سَعِيْرًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا لَا يَخْرُجُوْنَ

وہاں ہو جائے۔ یہ لکھنا اللہ نے لعنت کر دی ہے کافروں پر اور ان کے لیے دیکھنے والی آگ تیار کی ہے۔ وہ اس میں جوتے بکھڑے ہیں گئے، وہ کوئی بار بار نہ آگاہے۔

وَلَا يُصِيْرُ ۝ يَوْمَ تَقْلُبُ اُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتُنَا اٰلَفْنَا اللّٰهَ وَاٰلَفْنَا الرَّسُوْلَ ۝

پہنچ گئے۔ جس دن ان کے چہرے الٹ میں الٹ ہوں گے یا پھر گئے ہوں گے انہیں کہیں گے کہ اگر تم نے ہم سے اللہ کی اطاعت کی ہوئی اور رسول کی اطاعت کی ہوئی۔

وَقَالُوْا رَبَّنَا اِنَّا اٰلَفْنَا سَادَتَنَا وَكُتِبَآءَنَا فَاَهْلَكْنَا السَّبِيْلَ ۝ رَبَّنَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَعْنَا مِنْ اَعْدَابِ

ہماری کہیں گے کہ اے خدا ہمارے سادہ و کتبہ ہوں گے اور اہل ہوں گے کہ اگر تم نے ہم سے اللہ کی اطاعت کی ہوئی اور رسول کی اطاعت کی ہوئی۔

وَالْعَلَلَهُمْ لَعْنَا كَيْفَ يَزَالُ

اور ہر اصرار چھوڑ کر ان کی لعنت کی جاتی رہے۔

عج

کافروں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے وہ بھی دوزخ میں اپنے سرداروں پر لعنت کریں گے اور

ان کے لیے دوزخ کی درخواست کریں گے

کافروں اور منافقوں کے سامنے جب قسمت کا ذکر آتا تھا تو اس کے واقع ہونے کا انکار کرتے ہوئے ہوں کہتے تھے یہ تو ناکام قسمت کہ تے کی مصیبت تعالیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ کہ اس کا علم صرف اللہ ہی کو ہے اس کے واقع ہونے کا وقت صحیحین کے ساتھ تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتایا کسی طرف نہ کوئی نبی کو انہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ واقع ہی نہ ہوگی اس کا واقع مقرر اور مقدمہ ہے اس کے آنے میں دیر لگتا اور تمہارے سامنے واقع نہ ہوا اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ واقع نہ ہوگی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرمایا یٰوَمَا يَلْوِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ لِقَوْمٍ (اور آپ کو اس کی کیا خبر ہے لیکن قسمت قریب ہی رہا تو میں ادا ہو جائے کہ جب آپ کو اس کا وقت مقرر و معلوم نہیں اور قریب واقع کا بروقت احتمال ہے تو ان لوگوں کو بطریق اولیٰ اس کا وقت

مظہر و معصوم نہیں جب ہمیشہ قریب القربا ہونے کا احتمال ہے تو ان پر لازم ہے کہ اس سے ڈارتے و چیں اور تہجدی کرتے و چیں نہ یہ کہ جلدی کما کیے نہ ادا کیے اس میں خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور صحابہ سے منکر ہے۔

اس کے بعد کہ فریاد کی بد حالی تھی اور دربارِ عالیٰ (الاعلیٰ) کا فریاد نے کافروں پر لعنت کر دی اور دنیا میں بھی ملعون ہیں اور آخرت میں بھی اگر وہ دنیا میں کچھ حصے لاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت اور پھانسی میں ہوتے ہوئے جیتے ہیں اور ملعونیت کی لعنت کوئی لعنت نہیں اور آخرت میں ان کے لیے جہنم ہوگا آج کا ظالم ہے اور اگلی قوموں کے دن کا کاپیتار اور ابر کا نہیں بلکہ اس میں ہمیشہ بخشش رہے گی وہاں کوئی پادار و غذا نہ ملے گی جس روز ان کے چہرے آگ میں اٹت پلٹ کیے جائیں گے پھر ان کے ٹپ روزگار کی آگ میں جھپٹے جائیں گے تو عصمت کے ساتھ وہیں نہیں گئے کہ بائیس کا شرم نے اللہ کی طرف سے جو وحی کی تھی اور رسول کی بات مانی ہوئی اگر ہم اجماعت کرتے تو آج ظالم میں جہنم ہوتے۔

اس کے بعد میں گھنٹیں کے کامے ہمارے رہ پسم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی فراہم رازی کی انہوں نے ہمیں ایمان قبول نہ کرنے پر ابھار کلمہ پھرنے کی تاکید کرتے رہے اس طرح سے انہوں نے ہمیں تنگ راستہ سے گزریں جتن سے چاکر کرکھو رہا۔

[illegible]

دو زنی لوگ اپنے چہروں کے لیے ہیں مگر دعا کریں گے کہ اسے ہمارے دل میں چڑی لعلت کیجئے (جو شخص نکلے کر گیا اس پر لعلت سے جاتے تھے اور انہیں تمام انکس اپنے چہروں اور چہرہ میں کے لیے خوب چڑی لعلت کا سوال کرے)۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ

اسے ایمان، اور اس لوگوں کی طرح اسے اور ہمارے عقیدوں نے عوامی اور تکلیف دہ سواہ نے انھیں اس بات سے بری کر دیا جو اس لوگوں نے کی تھی اور سچی

عِنْدَ اللَّهِ وَجِئَهَا ﴿١٠٠﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿١٠١﴾ يُصْلِحْ

اللہ کے نزدیک جہاد ہوتی ہے۔ اے ایمان والو! اللہ سے اور اس کی راہ میں کئی چیزیں قربان کرنا ہمارے اعمال کو سچی بنا دے گا۔ جہاد ہمارے

لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرَ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿٥٠﴾

مکتبوں کو غرض دے گا اور جو شخص اٹھ کی اور اس کے رسول کی لڑائی و جدائی کرے سو اس کا پیاب ہو گا جی کامیابی کے ساتھ۔

ایمان والوں کو خطاب کہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے حضرت موسیٰؑ کو ایذا دی

مکہ بخاری ص ۳۳ میں ۳۹۳ھ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش و قرایہ کو بلاشبہ موسیٰ علیہ السلام شریعتاً دی تھی اور یہ وہ کہنے کا طوبہ زیادہ اہتمام کرتے تھے حتیٰ کہ ان کے جسم کی کھال بھی نظر آجاتے تو اس سے بھی شرماتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ نبیؐ اسرائیل لنگھتا تھا تھے اور آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے تھے اور موسیٰ علیہ السلام چہاٹھل کرتے تھے نبیؐ اسرائیل کے کھونٹوں نے انہیں تکلیف پہنچی اور یہ کہ یہ شخص اس قدر پردہ کر رہا ہے کہ ہونہ ہواں کی کھال میں کوئی میپ ہے یا جسم میں ریس کے داغ ہیں یاں کے فوٹے چمے ہوئے ہیں یا کوئی اور تکلیف کی بات ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو نبیؐ اسرائیل کی بات سے بری کرنے کا ارادہ فرمایا اور قصہ یہ بھی آیا کہ ایک دن انہوں نے کھائی میں جگر پانچے کپڑے دکھادیے مگر فصل لڑانے کے فصل کر کے داغ ہوئے تو کپڑے لینے کا ارادہ کیا بھی کپڑے لینے نہ پائے تھے کہ جس جگر پر کپڑے تھے وہ کپڑوں کو لے کر تیزی سے چلا گیا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی داغی لی اور جگر کے پیچھے چلے گئے اور فرمانے لگے کہ اے جگر میرے کپڑے اے میرے کپڑے اے میرے کپڑے اے اے اسی طرح نبیؐ اسرائیل کی ایک جماعت جنگ پیچھے گئے کیونکہ کپڑے پہنے ہوئے نہیں تھے اس لیے آپؐ کو انہوں نے برہنہ کچھ لیا اور انہیں چھ لیں کیا کہ ان کے جسم پر کوئی بھی میپ نہیں ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑی انہی حالت میں پیدا فرمایا ہے۔ جب ان لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام کو کچھ لیا اور ان لوگوں کے جسم میں کوئی میپ نہیں ہے تو جگر کڑھ گیا اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑے لے کر بچن لیے اور جگر کو اپنے عصا سے مارتا شروع کر دیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے جان فرمایا کہ اللہ کی قسم ان کے مارنے سے جگر میں تین چار یا پانچ یا چھ یا سات نکتہ آتے چمکے تھے۔

قرآن مجید میں جہنم تکلف الذین افسوا لا تکنوا قرایہ ہے اس میں اس جیسے کو بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے قریش و قرایہ سے ایمان والوں کو لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف دی سو اللہ نے انہیں ان کی باتوں سے بری کر دیا اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جاہل تھے۔

یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کا ذکر ہے لیکن امام غنیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں نے کیا تکلیفیں دی تھیں؟ اس کے بارے میں بھی مکہ بخاری جلد نمبر اس ۱۳۳۹ اور ص ۳۹۳ میں ایک قصہ لکھا ہے جو حضرت محمد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے انہوں نے جان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کے موقع پر عرب کے بعض سرداروں میں مال تقسیم فرمایا تھا اور ان میں سے کسی کو دوسرے کے مقابلہ میں زیادہ دے دیا تو وہیں حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ یا رسول اللہ! یہ تقسیم ہے جس میں انصاف نہیں کیا گیا یا وہی کہہ دیا کہ اس تقسیم سے اللہ کی رضا قصور نہیں ہے حضرت محمد اللہ بن مسعودؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ان لوگوں کی یہ بات نقل کر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ وہ اس کا رسول انصاف نہیں کرے گا تو پھر کون انصاف کرے گا؟ اللہ موسیٰ پر جگر مارتے انہیں اس سے زیادہ تکلیف دی گئی پھر انہیں نے صبر کیا۔

بات یہ ہے کہ جو مال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم فرمایا وہ کسی کی ملکیت نہیں تھا وہ مال اللہ تھا جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو یا اختیار کیا گیا یا نبیؐ صوابیہ سے تقسیم فرمایا کسی کا حق روک کر مال تقسیم نہیں فرمایا تھا اور یہ بات بھی کہ ایک حق دوسرے کو دے دیا پھر اس کو انصاف کے خلاف کہنا ہی غلط ہے۔ حدیث کی شرح لکھتے والے حضرات نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنا کفر ہے جس کی سزا قتل ہے لیکن آپؐ نے مذکور بالا بات کہنے والے شخص کو مصطلحاً قتل نہیں کیا کیونکہ بلیغ قلب کی ضرورت

حقی۔ اہل عرب میں یہ شہرت ہو چائی کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں اس شہرت کی وجہ سے انہوں نے  
کامیاب ہو گئے۔ ہا تھا اس میں رکاوٹ ہو چائی۔

بہر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی بڑی تکلیف دینے والی بات کو برداشت کر لیا اور فرمایا کہ مومن علیہ السلام کو اس سے زیادہ  
تکلیف دی گئی اور انہوں نے سہہ کر لیا یہ ایک تکلیف تھی اس کے علاوہ منافقین سے تکلیفیں پہنچتی رہتی تھیں آپؐ کو فرماتے تھے جب بھی  
کوئی شخص دعوت کے لیے نکلا رہا ہے اسے تکلیفیں پہنچتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے برداشت کر کے یہاں قبول  
کے کہہ دیا کہ پہلے بھی یہ ہوا ہے۔

یہ جو ارشاد فرمایا کہ: "ان لوگوں کی طرح نہ ہو چکا جنہوں نے مومن کو تکلیف دی" مسلمانوں کو حریص خطاب فرمایا کہ اللہ سے زیادہ اور  
تھیک بات کو تھیک بات میں سب کو بتا دیا جائے گی بات بھی اور سچا بات بھی اور عدل و انصاف کی بات بھی اور بڑی بات بھی۔ اسی لیے  
حضرت مکرئہؓ نے فرمایا (کنی صلی اللہ علیہ وسلم) کہ قَوْلَا سَنُفَعِّلُكَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنا مراد ہے ترتیب میں اولاً اللہ سے کہہ کر کیا پھر  
قولِ مدید کہنے کا حکم فرمایا اس سے یہ بات نفی ہے کہ تقویٰ ہو گا تو فیض و اعمال صالحی اختیار کرے گا اگر تقویٰ نہ ہو تو اعمال صالحی اختیار کرنے  
اور کلمہ سے پہچنے کی بناء کو مست نہیں ہوتی اللہ سے زور دار آخرت کی فکر کرے جب قول اور فعل تھیک ہوتا ہے۔ پھر تقویٰ اختیار کرنے  
اور تھیک بات کہنے کا حکم بتایا يُضْلِخْ لَكُمْ الْعَمَلَ إِنَّكُمْ فِيهِ تَعْلَمُونَ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو قبول فرمائے گا اور تمہارے  
کلمہوں کی مطہرت فرمائے گا۔

اللہ اور رسولؐ کی اطاعت میں کامیابی ہے۔۔۔۔۔ اس کے بعد یہ فرمایا مَنْ بَطَعَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ حَفَظَ قَوْلَهُ وَآيَاتِهِ عَقِبَتَا (اور  
جو شخص اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی فراموشی کرے تو وہ بڑی کامیابی کے ساتھ کامیاب ہو گا)

لوگوں میں کامیابی کے بہت سے معیار صرف ہیں کوئی شخص مایں زیادہ ہوئے گا کامیابی کہتا ہے اور کوئی شخص ارشاد میں جانے کو  
کوئی شخص ارادت میں جانے کو اور کوئی شخص جائیداد یا لینے کو اور کوئی شخص زیادہ دینوں اور مایں میں جانے کو کامیابی کہتا ہے اللہ تعالیٰ  
نے کامیابی کا معیار بتا دیا کہ کامیاب وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

خلیفہ کبار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہادتیں کے بعد آیت کریمہ يَا أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ أَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ (الایہ) اور آیت  
کریمہ يَا أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ أَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ (الایہ) اور آیت کریمہ يَا أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ أَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ (الایہ) چاہا  
کرتے تھے (یہاں خلیفہ حسن رضی اللہ عنہ) میں مذکور ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ کبار میں جو تین آیات اختیار فرمائیں ان میں چار تھک  
تقویٰ کا حکم ہے اس سے تقویٰ کی اہمیت اور ضرورت معلوم ہو گئی۔

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا

ہا شبہ ہم نے آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں کے سامنے امانت پیش کی مگر انہوں نے اس کی امان دہری سے انکار کر دیا

وَأَشْفَقْنَا مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ﴿٦٠﴾ لِيُعَذِّبَ اللَّهُ

اور اس سے زور رکھے اور انسان نے اس کو اپنے امان لے لیا ہے کہ وہ ظالم ہے بھول ہے تاکہ اللہ



الْمُتَّقِينَ وَالْمُتَّقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ

مناطق / در مناطق / در شرق / شرق / در غرب / غرب / در جنوب / جنوب / در شمال / شمال

وَالْيَوْمِئِذٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿٥٠﴾

— ٢٢ —

آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں نے بارانِ امت اٹھانے سے انکار کر دیا اور انسان نے اسے اٹھالیا۔ یہ وہ امت کا ترجمہ ہے، کوئی امت جس امت پر اگر کہنے کا اور دوسری امت میں غافرانوں کے لیے عذاب دینے کا اور اہل ایمان کے لیے رحمت کا ذکر ہے۔

یہ جو فرمایا کہ ہم نے آسمانوں اور زمینوں پر اور پہاڑوں پر امانت بخشی کی وہ انہوں نے اس کی کو سوداری اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر کر وہ فرماؤں نے اس کو اٹھا لیا۔ اس میں امانت سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں حصہ اول نقل کیے گئے ہیں۔ حضرت ادنیٰ عباسؓ نے فرمایا ہے کہ اس سے عہد کی فراہم اور ادنیٰ کو تائیدی فراموشی کا اہتمام دیا مراد ہے۔ آسمانوں اور زمین سے اور پہاڑوں سے امانت دینی نے فرمایا کہ امانت کو قبول کیا کرو تائیدی انکام کی فراہم اور ادنیٰ کی سوداری کا قہر کر وہ ادنیٰ کی ادا تکی کا وہ جو اٹھاؤ تو ان چیزوں نے کہا کہ اگر ہم سوداری کو برداشت کر لیں اور انکام پر عمل نہ کریں تو اس کا اہتمام کیا ہو گا امانت قبولی نے فرمایا کہ اگر امانت عمل کر کے تو اس کا اچھا اجر ملے گا اور اگر نافرمانی کرے تو عذاب دیا جائے گا انہوں نے کہا کہ یہ ہمارے مس کی بات نہیں نہ میں جواب دے سکتا ہوں نہ میں جانتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اگر عذاب دیا جائے تو عذاب دیا جائے گا اور اگر امانت قبول کر لیں تو اس کا اجر ملے گا اور اگر نافرمانی کرے تو عذاب دیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ یہ ہمارے مس کی بات نہیں ہاں ہم کو تکی طور پر سنا رہے ہیں آپ کے عہد کے مطابق وہ ہیں گئے اس میں نہ مخالفت کا اندیشہ ہے اور نہ جواب بھی نہیں عذاب بھی نہیں؟ ہمیں جواب دیا منظور ہے عذاب کی برداشت نہیں بلکہ یہ خوف اور شہیت کا ایسا عذاب تھا کہ عذاب کے بارے میں جواب چھوڑنے پر بھی آمادہ ہو گئے تھے ان چیزوں نے جو امانت دینی نے امانت پیش فرمائی تھی وہ اور نصیحت کے تھے یعنی اختیار دیا گیا تھا کہ چاہو تو اس کو اپنے سامنے لے لو چاہو تو نہ لےنا انہوں نے نصیحت سے کہا کہ تو اس کو اٹھا اور نقل امانت سے انکار کر دیا اگر کوئی شخص یہ سوال اٹھائے کہ آسمان اور زمین اور پہاڑ تو جہادات ہیں ان سے سوال جواب کیسے ہو گا؟ تو اس کا جواب ہے کہ وہ ہمارے نزدیک ہے ہم ہیں خالق اور مالک سے جو ان کا تعلق ہے وہ اور مالک اور مجھ کے ساتھ ہے یہیجا

بارے میں فرمایا اَنْ جَاءَهَا لَمَّا يَهْلِكُ مِنْ عَشِيَةِ اللّٰهِ (اور اس میں بعض وہ ہیں جو اللہ کے بارے کر جاتے ہیں)۔

اصل بات یہ ہے کہ جہنم میں اور دوسری جہنمات میں اللہ نے خیال میں اللہ کا اور شعور نہیں ہے کیونکہ وہ ہم سے بات نہیں کرتے اور ہمیں وہ احوال معلوم نہیں جو ان پر گزرتے ہیں اور ان کا اپنے خالق سے حقوق اور ملوک اور مہارت گزرا ہونے کا جو حقیق ہے انسان اس سے واقف نہیں ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ یا پڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ (بخاری ص ۵۵)

حضرت ہارون سرادایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ کہ کمرہ میں ایک حجر ہے جس سے بچکا تاجوں میں ہڈوں میں میری پشت ہوئی وہ مجھے سلام کیا کرتا تھا۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۳۲)

امانت کی تشریح اور توضیح و تفصیل..... جب انسان پر امانت ہوئی کی مگر اور احکام الہیہ پر عمل نہ کرنے کی اور امانت کی مگر اور انسان نے اسے قبول کر لیا اور برداشت کر لیا اور یہ بیان کیا کہ میں احکام الہیہ پر عمل کروں گا اور ان کی پابندی کروں گا اور امانت کو ادا کروں گا۔

وَعَفَلَهَا الْاِنْسَانُ مِمَّنْ الْاِنْسَانُ سے کیا مراد ہے؟ بعض مفسرین کے بیان کے مطابق یہ امانت کی فحشی حضرت آدم علیہ السلام پر ہوئی تھی جب ثواب میں آکر انہوں نے قبول کر لیا۔ معصیت کے عقاب کی طرف گویا خاص مصیبت نہیں دیا اور عمر بھر پر بھی انہیں قبول کرنا تھا کیونکہ انہیں خلافت کے لیے پیدا کیا گیا۔ یہ امانت کی فحشی کہ ہوئی بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ یہ بھی ہم اسباق میں ہوا جس کا ذکر آیت کریمہ وَاِذَا عَفَلْتَ ذَلٰلًا مِنْ اٰیٰتِنَا میں مذکور ہے اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ یہ اللہ ہم اسباق سے پہلے کا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں پہلے شرم کا وہ پیدا فرمائی اور فرمایا کہ یہ امانت ہے اور تیرے پاس اور بیت رکھی جا رہی ہے اسے ضائع مت کرنا صرف حلال جگہ میں استعمال کرنا اگر تو نے اس کی حفاظت کی تو میں تیری حفاظت کروں گا (اس کے بعد فرمایا) لہذا شرم کا وہ امانت ہے کان امانت ہیں آنکھیں امانت ہیں زبان امانت ہے پیٹ امانت ہے ہاتھ امانت ہیں پاؤں امانت ہیں یعنی ان چیزوں سے متعلق جو احکام الہیہ کے گئے ہیں ان کی خلاف ورزی خیانت ہے اور انہیں احکام الہیہ کے مطابق استعمال کرنا اور ان امانت ہے۔ (درع اسلامی ج ۳ ص ۹۹۹)

آیت کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَقُوْا اللّٰهَ تَحْتَمِلُوْا اَنْفُسَكُمْ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت ابن عباس نے فرمایا لا تَتَّبِعُوْا اللّٰهَ ہرک، لا تَتَّبِعُوْا الرَّسُوْلَ ہرک، مستیع یعنی فراموش کو چھوڑ کر اللہ کی خیانت نہ کرو اور رسول کو چھوڑ کر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خیانت نہ کرو۔ (درع اسلامی ج ۳ ص ۵۸)

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خیانت کرنے کی ممانعت کرنے کے بعد فرمایا وَتَقُوْا اللّٰهَ تَحْتَمِلُوْا اَنْفُسَكُمْ اور آپس میں اپنی ممانعت میں خیانت نہ کرو چنانکہ امانت کا مفہوم بہت وسیع ہے اور ہر طرح کی امانت میں خیانت کرنے کی ممانعت ہے اس لیے ہر خیانت سے نہایت احتیاط کے ساتھ پرہیز کرنا لازم ہے۔ مانی خیانت کو تو یہی جانتے ہیں مثلاً کوئی شخص کسی کے پاس امانت رکھے اور اس کو کھانا جائے یا استعمال کرے یا کم کر دے یا دوسری چیزیں اس میں خیانت کر لیں جو شخص قرض دے کر یا کسی بھی طرح اپنا مال دے کر وصول جانتے



کے ساتھ تہہ لڑائے گا اس میں و سر حم اللہ کے پاس جو نبی فرمایا جس میں اس طرف اشارہ ہے کہ جو شخص ایمانی کے بعد تو پہ کر لے گا وہ بھی رحمت اور مغفرت کا مستحق ہوگا۔

آج میں جو حکمان اللہ غفوراً و رحیماً فرمایا اس میں یہ بات بتادی کہ مغفرت فرماتا اور رحم فرماتا اللہ تعالیٰ کی صفات جلیلہ ہیں کامل اور شرمک کی تو مغفرت نہیں جیسا کہ دوسری آیت میں بیان فرمایا ہے "یا اے نبی تو سب ہی پر رحمت ہے اور آخرت میں صرف اہل ایمان پر رحمت ہوگی۔"

تم تفسیر سورۃ الاحزاب۔ والحمد لله الملك الوهاب۔ والصلوة والسلام علی  
رسوله سیدنا من اولی الکتاب "و علی الہ خیر ال و اصحاب۔

☆☆☆ ..... ☆☆☆



کی

سورۃ صا

۴۵۴ آیتیں اور ۶ رکوع

﴿ثُمَّ أَنزَلَ عَلَيْنَا آيَاتِنَا فَتَبَيَّنَ﴾ (۵۴) ﴿ثُمَّ أَنزَلَ عَلَيْنَا آيَاتِنَا فَتَبَيَّنَ﴾ (۵۴)

پھر اس کے بعد ہم نے اس پر اپنی آیات اتاریں، اور وہ بظاہر ہو گئیں۔

﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ (۵۵)

قرآن اللہ کے نام سے جو نہ مہربان نہ رحیم ہے

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَمَلِكْ فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَلَهُ الْخَزَاوَةُ وَهُوَ الْحَكِيمُ

سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس کی حکومت میں آسمان اور زمین میں ہے اور اسی کے لیے وہ ہے نہایت بڑا عزت مند اور وہ حکیم ہے

الْحَكِيمُ يَعْلَمُ مَا يَلْجِ فِي الْأَرْضِ وَمَا يُخْرِجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا

وہ حکیم ہے۔ وہ جانے گا جو کچھ اس میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ اس میں سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے نازل ہوتا ہے اور جو کچھ اس میں سے اُٹھتا ہے۔

وَهُوَ الرَّحِيمُ الْعَفُوفُ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِنَا السَّاعَةُ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ ۖ عَلِيمٌ

اور وہ رحیم ہے۔ وہ بے خوف ہے۔ وہ بے پروا ہے۔ اس قسم کے کفار نے کہا کہ ہم پر سے کب تک آئے گی؟ کہہ کر دیکھتے ہیں میرے رب کی آمد و خروج اس کی ہر بات عالم

الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمُوتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرُ

مخفی ہے اس سے اور اس کے بارے میں کوئی چیز آسمان میں اور زمین میں قاب نہیں ہے اور نہ کوئی اس سے چھٹی چیز ہے نہ بڑی چیز

إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۚ لِيُعْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ تَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ

مگر کتاب میں ہی ۴۵۴ ہے۔ تاکہ وہ ان لوگوں کو بدلہ دے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور ان کو جہنم کی آگ سے بچا دے۔

وَالَّذِينَ سَعَوْا لِآيَاتِنَا مُعْجِزِينَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِنْ تَحْتِ الْاَلِيمِ ۚ وَيَذَرُ الَّذِينَ آمَنُوا

اور ان لوگوں نے ہماری آیات کے بارے میں سحر کرنے کی کوشش کی جن لوگوں کے لیے آگ اور عذاب کا حکم ہے۔ اور ان کو ہم باقی ۵۵ آیت لکھتے ہیں کہ ان کے

الْعِلْمُ الَّذِي أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ مِنَ رَبِّكَ هُوَ الْحَقُّ ۖ وَنَهْدِيكَ إِلَى صِرَاطٍ مُبِينٍ الرَّحِيمِ

رب کی طرف سے جو کچھ نازل کیا گیا ہے وہ حق ہے اور عروجِ حید کے راستہ کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مستحق حمد ہے اسے ہر چیز کا علم ہے اہل ایمان کے لیے مغفرت اور رزق کریم ہے

یہاں سے سورہہ باد شروع ہو رہی ہے سہا پاک کہ تو قسمی کہ جو میں میں رہتی تھی اس صورت کے دوسرے کو میں میں اس لوگوں کی جو بادشہ اور بادلوں سے متعلق ہونے کا پھر بادشہ کی جہ سے اس کی جہ پانی کا تھکا کر فرمایا اس نے اس لیے اس صورت کا نام سورہہ سہا یا مصرعہ ہوا۔

شروع سودہ میں ادشا فرمایا کہ اسان کوزمین میں اللہ تعالیٰ ہی مستحق حمد ہے اس واسطے بھی اسی کیلئے جو عبادہ طرہ میں بھی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی صفات، حالیہ بیان فرمائیں، تو خدا تو یہ فرمایا کہ وہ عظیم ہے، شکست والا ہے اس کا کوئی نقص اور کوئی فیصلہ شکست سے خالی نہیں، پھر فرمایا کہ وہ جسے چاہے اسے اپنی مخلوق کی اور مخلوق کی مصالحت اور مصالغ اور مصالحت کی ہر طرح ختم ہے۔

مکرات تعالیٰ کے حکم کی یکسوئی میں فرما دی کہ زمین میں جو مکروہ داخل ہوتا ہے اور جو مکروہ اس سے نکلتا ہے اور جو مکروہ اس سے نکل جاتا ہے اور جو مکروہ اس سے نکل جاتا ہے۔

یہاں تک امتہ تعالیٰ کی حمد بیان ہوئی جس میں اس کی صفات علم اور صفت رحمت اور صفت حکمت اور صفت مغفرت کا ذکر کیا ہے اور یہ ہے جو ہمیں جنت ہوگئی جس کے بعد عمر بن قیسام کا قول نقل فرمایا اور ان کی تردید فرمائی۔ ارشد فرمایا و لسان الطینین یخضر و لا یسفون فیما الساعۃ (اور کامروں نے کہا کہ ہم پر قیامت نہیں آئے گی قبل نسی وزنی) آپ فرمادیجئے کہ کیا میرے رب کی قسم قیامت ضرور آئے گی و علیہ الغیب لا یغزب عذۃ یطغان لمزۃ فی السموات ولا فی الارض و لا یصغر من ذلک و لا یتکبر الا حق بحسب فہمن (پھر ارب عالم الغیب سے اس سے دار کے برابر بھی کوئی چیز آسمانوں میں اور زمین میں غائب نہیں ہے اور نہ کسی اس سے چھوٹی چیز ہے نہ بڑی چیز مگر کتاب سین میں موجود ہے) اس میں عمر بن قیسام کی اس بات کا جواب دے رہا کہ جب اسوات کی ہڈیاں کھنچ مزاج نہیں کی گئیں کے ذرات کہاں کے کہاں پہنچتے ہیں گئے بعض وہ ایسی حرکت کر دیتی جا نوروں کی خدا بنے ہوں گے اور بعض کاشفی کے جانوروں نے دکھا یا ہوگا تو ان کے اجزاء کس طرح منع ہوں گے ان کے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے گوئی کی چیز نہ درج ہوگی اس کے علم سے بہر نہیں ہے آسمانوں میں و زمین میں و ہوائی بھی چیز خواہ چھوٹی یا بڑی کتاب سین میں محفوظ ہے۔

پھر قیامت قائم فرمانے کی غایت قابل: لِيَخْرُجَ الْبَلِيَّةُ مِنْهُنَّ فَتُكَذِّبَهُنَّ وَيَعْلَمَنَّ أَنَّ الْبَلِيَّةَ لَا تَنْتَصِرُ (انکار کا ان لوگوں کو سہل سے جہاں ایمان دے اور ایک کام ہے) اَوَلَيْكَ لَهُمْ شُفَعَاءُ فَاَوْزَوْنَهُمْ كَشِفَتِهِمْ (یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے مغفرت ہے اور عزت والا رزاق ہے) وَالْبَلِيَّةُ مِنْهُنَّ اِنَّ اِيضًا شُفَعَاءَهُنَّ اَوَلَيْكَ لَهُمْ غُلَامَاتٌ مِنْ زَوْجِ الْبَيْتِ (اور جن لوگوں نے پہلوی آیات کے بارے میں عاجز کرنے کی کوشش کی ان لوگوں کے لیے حتیٰ الامکان وہ لوگ مذہب ہے) اس میں ان لوگوں کی سزا کا ذکر نہ کیا گیا ہے جہاں ایمان کے مخالف ہیں اور یہ چاہئے کہ ان کے لئے آیات کو اٹھنا کہ باطل کر دیں یعنی قیامت کے قیام کو ان میں اور قیامت کی خبر دے اگلے یعنی رسالت (ﷺ) کو خبر ہو۔ قیامت قائم ہو کر جس طرح اہل ایمان اور اہل صالحہ صالحہ ان کو مغفرت اور سزا کی کریم کا انعام ملے گا اسی طرح منکرین کو سزا کا عذاب ہوگا۔ غلام صبر ہے کہ قیامت کی غایت جزا اور سزا ملنے کے لیے ہے۔

اس کے بعد اہل سمی قرطب فرمایا: وَيَسِّرْ لِي السَّبِيلَ وَأَنْتَ وَالْعِلْمُ وَالْإِيمَانُ کہ جن لوگوں کو علم یا ایمان ہے وہ اس قرآن کو جو آپ کے رب کی طرف سے آپ کی طرف بھیجا گیا ہے سن گئے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اللہ کی رضا مندی کا راستہ جانتا ہے جو غالب ہے اور مسخ نہیں ہوتا۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَجْلَدٍ يُغْنِيكُمْ إِذَا مَرَّ فَتُفْسَدُ كُلُّ مَرْقٍ ۖ إِنَّكُمْ لَفِي

لَاكٍ كَرْدٍ اے کیا ہم تمہیں یہاں تک لے جاؤں گے کہ جب تم کوئی طرح دیکھ دیکھ کر چلاؤ گے تو تم ضرور آپ کی

خَلْقٍ جَدِيدٍ ۚ أَفَتُرَىٰ عَلَىٰ اللَّهِ كَذِبًا أَمْ بِهِ حِفْظٌ ۚ بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ

پہلے میں آ جاؤ گے۔ کیا اس شخص نے اللہ پر بھروسہ کیا ہے اس کوئی طرح کا کام نہ ہو بلکہ بات یہ ہے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لائے وہ عذاب میں

وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ ۚ أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَوَلَدِهِمْ مِنَ السَّمَاءِ ۚ وَالَّذِينَ هُمْ

اور دور کی گراہی میں ہیں۔ کیا انہوں نے اسے نہیں دیکھا جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے مگر آسمان اور زمین اگر ہم چاہیں تو

بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطَ عَلَيْهِمْ كِسْفًا مِنَ السَّمَاءِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ۚ

انہیں زمین میں دھسا دیں یا ہم ان پر آسمان کے گولے گرا دیں یا کہ ان میں سے جو چاہیں اگلے پر بندہ کے لیے نیکلی ضرور ہے۔

کافروں کی طرف سے وقوع قیامت کا انکار اور ان کے لیے عذاب کی وعید

جو لوگ قیامت کے منکر تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آپس میں کہتے تھے کہ کیا ہم تمہیں ایسا آدمی بتا دیں جو

تمہیں یہ بتا دے کہ جب تم بالکل ہی چور و چور ہو کر رہ جاؤ گے تو پھر سے طریقے سے پیدا ہو گے انہیں نے حضور پر ایمان ہونے سے

جو قیامت ہوتا تھا اسے اس قیامت کو اس طرح کا خبر کیا اور اس میں کچھ استخرا اور حشو کا بھی پہلو ہے بلکہ یہ لوگ رسالت پر ایمان نہیں رکھتے

تھے اس لیے انہوں نے وقوع قیامت کی خبر کو ہاتھوں میں منکر کر دیا اور کہتے تھے کہ یہ شخص اللہ پر بھروسہ یا نہ کرتا ہے مگر وہ بات کہتا ہے جو

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں بتائی گئی اور اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر یہ شخص دنیا کی بات میں جھکا ہے بلکہ یہ کہتا ہے کہ ان کے نزدیک احتمال ہی

نہیں تھا اس لیے انہوں نے تیسری بات کا ذکر ہی نہیں کیا یعنی یہی نہیں کہا کہ انہیں ہے اس کی بات سچی ہو بلکہ وہی باتوں میں منکر کر دیا

حالانکہ ان کی دلوں یا انہیں تلا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ پر بھروسہ یا نہ جاننا آپ کو بتا دیا ہے۔ ان کے جواب میں فرمایا نعل

الْبَيْتِ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ هِيَ الْعَذَابُ وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ مطلب یہ ہے کہ ہمارا یہ منافق اگر نہ دلا ہے خدا پرانہ ہے بلکہ بات

یہ ہے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ عذاب اور دور کی گراہی میں پڑے ہوئے ہیں گراہی میں اتنے زیادہ آگے بڑھ چکے ہیں کہ

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر انہیں سمجھتی معلوم ہوتی ہے اور انہیں دنیا کی طرف منسوب کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ عذاب میں جھکا

ہوں گے۔

پھر ان لوگوں کا قیامت دور کرنے کے لیے فرمایا: أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَوَلَدِهِمْ مِنَ السَّمَاءِ ۚ وَالَّذِينَ هُمْ

بتا یا کہ دیکھو تمہارے سامنے آسمان ہیں اور زمین ہے انہیں معلوم ہے کہ ان کا کتنا وجود ہے مگر نہ دیت ہے یہ بھی مانتے ہو کہ انہیں

اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا جس نے انہیں پیدا فرما دیا اس کے بارے میں یہ غلط خیال کیسے کرنے لگے کہ وہ چھوٹی سی گراہی کو بھنی تمہارے

وجود کو بارہویں انکر کرے گا یہی کوسورہ اعراس میں یہ فرمایا: أَلَمْ يَخْلُقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ ۚ إِنَّكُمْ لَأَخْسَرُ النَّاسِ وَلَكِنْ

أَخْسَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (البتہ) آسمانوں کا کوسورہ میں کا یہی فرمایا انہوں نے کیا فرماتے ہیں کہ بہت زیادہ کام ہے اور لیکن بہت سے لوگ نہیں

جانتے اور سورہ نمل میں فرمایا: وَلَوْ لَيْسَ الْبَحْرُ خَلْقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ بَقِيَتْ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ (کیا وہ بات جس نے





نفسوں سے نوازا تھا ان میں سے بعض کا تذکرہ ہے۔ سورۃ انفیاد (دکھانہ نمبر ۵) میں دونوں معجزات کا تذکرہ کر چکا ہے اور سورۃ میں بھی (دکھانہ نمبر ۱۰۰) ذکر کیا گیا ہے۔

پہاڑوں اور پرندوں کا تسبیح میں مشغول ہونا..... فو کا تو یہ فرمایا کہ ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو عجم و پاکر داؤد علیہ السلام کے ساتھ تھری طرف بار بار عرض ہوں اور ان کے ساتھ ہمارے ذکر تسبیح میں مشغول ہیں۔ لفظ فو یعنی باب تکمیل سے بہار چنگر خبر دے بھی اس کا حق و برحق کرنے کا ہے اس لیے اس کا ترجمہ یہ کیا گیا ہے کہ زبانی غنۃ الفسحیح ذوقی یہ کہ داؤد کے ساتھ بار بار تسبیح کر اور پرندوں کو بھی عجم و پاکر داؤد علیہ السلام کے ساتھ اسی تسبیح میں مشغول ہیں۔ سورۃ میں فرمایا ہے: وَمَا تَسْمَعُ فَاَلْجَبَانِ غَنۃً لِّسَنۡکُمْ بِالْحَمْدِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ فَخُشُوۡۃً مَّحْمُوۡۃً لِّہٖ اَوۡاۡتِ (ہم نے پہاڑوں کو عجم کر کہا تھا کہ ان کے ساتھ ہم لوگ تسبیح کیا کریں اور پرندوں کو بھی عجم و پاکر داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح میں مشغول رہتے تھے۔

یہاں تو تبرج اللہ کی تسبیح میں مشغول رہتی ہے جیسا کہ متعدد آیات میں بیان فرمایا ہے لیکن پہاڑوں اور پرندوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی عجم تھا کہ داؤد علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں مشغول رہیں۔ تسبیح حروف اور کلمات کے ساتھ عجم جیسا کہ اس طرح کے تجربات نوید بھی کتب احادیث میں مذکور ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے جس وقت وہ کھانا جاتا تھا۔ وَرَوَاهُ الْبُخَارِیُّ مِمَّا فِيْ مَشْكُوۡۃِ الْمَصَابِیۡحِ ص ۵۳۸

جب داؤد علیہ السلام تسبیح پڑھتے تھے تو پہاڑ بھی تسبیح پڑھتے تھے اور پرندے بھی آپ کے پاس جمع ہوتے اور مشغول تسبیح ہو جاتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نہایت خوش آواز تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی خوش آوازی کو تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا لَقَدْ اَوۡسٰی مَوۡعِلَاۡہُ مِنْ مَوۡاۡمِرِ اَلْاَوۡدِ (کہ ان کو داؤد علیہ السلام کی خوش آوازی کا مصداق کیا)۔ (مشکوۃ لمصابیح ص ۵۳۸) (عظمیٰ اناری، مسلم)

لوہے کو نرم کرانا..... ثَانِیَہٗ فَرَمٰی: وَ اَلۡاَلۃُ الْخَیۡدِہٖ کہ ہم نے لوہے کو داؤد علیہ السلام کے لیے نرم کر دیا اَلۡیَ اَنۡی اَفۡعَلۡ سَابِغَاتٍ اور انہیں عجم دیا کہ تم پر ہی ذر ہیں ہَاۡہُوۡ قَسِیۡرٌ یُّسِیۡ الشَّوۡۃَ اور ان کے جوڑنے میں اعجاز و کون۔ حضرت داؤد علیہ السلام سے پہلے جو کواہوں کا صلہ رکھنے کے لیے ذر ہیں مائی جاتی تھیں وہ لوہے کے تختے ہوتے تھے جو رنگ کرنے والا اپنے آگے پیچھے ہاندہ لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو ذر میں ہانے کا یہ طریقہ سکھایا کہ پہلے وہ لوہے کے ذر لگا دیتے تھے ہاں پھر انہیں آتش میں ایک دھبے اور مناسب اعجاز میں جوڑ دیا کریں۔ اسی کو سورۃ انفیاد میں فرمایا وَعَلَّمَنَاۤ اَۡ حۡفَظۃً لِّمَۡنۡ لَّکُمۡ لِّتُخۡصِیۡنَکُمۡ فِیۡ ذٰلِکَ مَکَۡمَہٗ (اور ہم نے انہیں ذر دھبے کی کارائی کرنی سکھائی تاکہ وہ جہیں منگن میں سمجھو ڈالیں)

معالم آخریٰ جلد ۳ ص ۵۰۵ میں لکھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو جب بحیرت ملی تو آپ بہت دل کر گھومنا بھرا کرتے تھے اور اکا نکا جو کئی کھسٹل جاتا اس سے دریافت فرماتے تھے کہ کو بھائی داؤد کیسے ہیں؟ کام خود سے اس کے جواب میں لوگ ان کی تعریف ہی کر دیتے تھے۔ ایک دن اللہ تعالیٰ نے انسانی صورت میں ایک فرشتہ بھیجا داؤد علیہ السلام نے اس سے بھی وہی سوال کیا جو دوسرے لوگوں سے کیا کرتے تھے فرشتے نے کہا کہ ہاں آؤ تو دیکھو یہاں اگر ان میں ایک غصیل نہ ہوتی۔ یہ کہ حضرت داؤد علیہ السلام شکر ہونے اور دریافت کیا کہ وہ کون سی غصیل ہے؟ فرشتے نے جواب دیا وہ یہ ہے کہ وہ خود بھی بہت طلال سے کھاتے ہیں اور اپنے بچوں کو بھی اسی میں سے کھاتے ہیں یہ بات سن کر آپ کو خبہ ہو اور اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ میرے لیے کیا میاں سبب بنا سچے جس سے میرا اور میرے

ال دیال کا گزرا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو زود بخالی سکھائی ہو آپ کے لیے لوہے کو نرم کر دیا۔ زود بخالتے کے لیے انہیں لوہے کو آگ میں ڈال کر نرم کر کے اور تھنوں سے کوئٹے پیچے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی ان کے ہاتھوں میں لوہہ سم کی طرح پھیل جاتا تھا اور گوندھے ہوئے آنے کی طرح نرم ہو جاتا تھا۔ زود بخالتا زود بخالتا ایک زود بخالتے تھے جو ہار ہار اور ہم (اور ایک قول کے مطابق چھ ہزار اور ہم) میں فروخت کر دیتے تھے ان میں سے اپنی جان پر گرنے والی دیال پر فروغ فرماتے تھے اور فقر و غنا کی سراسر شکل پر بھی صدق فرماتے تھے۔

حضرت مقداد بن صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی شخص نے اس سے بھر لیا کھائیں کھایا کراپے ہاتھ سے کام کرے اور اس سے جو حاصل ہو اس میں سے کھائے اور فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے پیار والا علیہ السلام اپنے ہاتھوں کی محنت سے کھاتے تھے۔ (ابو داؤد ص ۲۸۸)

اس کے بعد فرمایا: وَالْمَسْكُونَةُ أَهْلُ الْبَيْتِ اور اے داد کے گھر والو ایک مل کر۔ إِنِّي بِنِهَا تَغْفُلُونَ نَهْيَتِي بلاشبہ میں تمہارے کاموں کو دیکھنے والا ہوں۔

ہوا کی سفیر ..... اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام پر جو انعامات تھے ان کا ذکر فرمایا انہیں میں سے ایک انعام یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ہوا کو سفر فرمایا تھا وہاں جا رہا تھا اور کوئٹہ سے دیتے تھے وہاں کوئٹہ ان کے نظر کو لے کر چل رہی تھی اور اس کی رفتار یہ عالم تھا کہ سب کو چاہتی تھی تو اس زمانہ کے مسافروں کی عام رفتار کے مطابق ایک مہینے کی مسافت تک پہنچا دیتی تھی اور شام کو چلتی تو صبح تک ایک مسافت کو پہنچا دیتی تھی۔

ساحل مغرب میں حضرت سن سے نقل کیا ہے کہ کتب کو دمشق سے مال کر شام تک اسطر پہنچا دیتی تھی پھر شام کا اسطر سے مال کر سب تک کامل پہنچا دیتی تھی۔ نیز رفتار سوار کے لیے دواؤں مسافین ایک ایک ہوا کی مسافت کے برابر ہیں۔ جنس حضرت نے فرمایا ہے کہ سلیمان علیہ السلام سب کا کھانا مقام سے مل کھاتے تھے اور شام کا کھانا ہر قد میں کھاتے تھے۔

تاجے کا چشمہ بہا دیا ..... ہر انعام ذکر کرتے ہوئے فرمایا: وَالْمَسْكُونَةُ أَهْلُ الْبَيْتِ اور ہم (اور ہاتھوں کے لیے تاجے کا چشمہ بہا دیا۔ تاجا مشہور صوفی چیز ہے اور باد ہے اسے برتن وغیرہ بنانے کے لیے بکھلا دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ میں شان نے آپ کو بچھلے ہوئے تاجے کی نعمت دی اور تھوڑا بہت نہیں بلکہ اس کا چشمہ جاری فرمایا۔ صاحب روح المعانی نے حضرت ابن مہاجر سے نقل کیا ہے کہ تاجے کا چشمہ جس کی سر زمین میں تھا۔

جنات کی سفیر ..... تیسری نعمت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَمِنْ الْجَنِّ مَنْ يَغْتَبِلُ نَبِيَّ يَلِيهِ يَدْفُو وَيَتَبَعُ (اور جنات میں سے بعض وہ تھے جو ان کے سامنے ان کے رب کے حکم سے کام کرتے تھے) اللہ تعالیٰ نے جنات کو بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں لکھا دیا تھا یہ شاہین ان کے حکم کے مطابق کام کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم جنات کے لیے یہ تھا کہ سلیمان (علیہ السلام) کی اطاعت کرو۔ وَمِنْ نَرَجَ بَيْنَهُمْ عَنْ أَمْرِ نَالِقَةٍ مِنَ عِلَاقِ الشَّيْخِ (اور اس میں حکم سے جس بات کی کرے گا۔ یعنی سلیمان کی حکم دہی کرے گا ہم اسے دوزخ کا عذاب چھکا دیں گے) شاہین تو تھے ہی ان کو کھرشی طور پر بھی حضرت سلیمان کی اطاعت کا حکم تھا اس کی خلاف ورزی کا عذاب عسرت کی وحید ذکر فرمائی۔

مخارج اور قنات شیل کا ذکر کرو ..... يَنْفَعُونَ لِمَا يُنْفَعُونَ مِنْ شَعَارِيفَ وَتَغْلِي یہ جنات سلیمان علیہ السلام کے لیے ان کی فراہمی کے مطابق بڑی بڑی عمارتیں اور غصے یعنی مورچوں جاتے تھے۔

لقد فضّلوا شبّاً عرباً فی الخبایہ جس کا ترجمہ مذکور کیا گیا ہے بعض حضرات نے اس کا ترجمہ قصور یعنی گناہ کیا ہے اور بعض حضرات نے مسکن یعنی رہنے کی جگہیں اور بعض نے اونچی جگہ یعنی دارالخاکہ کا ترجمہ کیا ہے اور فضائل قریش کی بنا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کے غم سے جنات تصور نہ ہائے تھے اور ہائیکل شیشہ اور عنبر پتھروں کی ہوتی تھیں۔

جفائن اور قنقور و اصبیات ..... وجفائن کا لفظ خواب اور بڑے بڑے قلعے ہائے تھے جو جوفوں کی طرح ہوتے تھے۔ وقنقور و اصبیات اور انکی بھی جو ایک ہی جگہ تھی رہنے والی تھیں۔ جفائن جلفہ کی بنا ہے جو بابل کے قلعے میں آتا ہے اور اَلْخُزَابَ شیع ہے جلیبیہ کی۔ جیسے نواصبین اصبیہ کی بنا ہے اس کے آخر سے یا حذف ہوگئی۔ جاباب بڑے بابل کے قلعے میں آتا ہے کیونکہ وہ بڑے بڑے جڑے ہوتے تھے اس لیے وہ پرچھن کا ترجمہ کیا گیا۔

جنات خود تھیں ہائے تھے وہ بھی بہت بڑی بڑی ہوتی تھیں جو اپنی جگہوں پر جا رہی تھیں۔ معالم اختریل جلد ۳ ص ۵۵۴ میں لکھا ہے کہ ایک بچہ سے جزائر آئی کھاتے تھے اور یہ بچے بابل میں والے تھے اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتے تھے اور بزرگوں کے اور یہاں تک پہنچتے تھے۔ ظاہر ہے کہ بچے ہائے جڑے تھے تو انکی گتھی بڑی ہوں کی جو اپنی جگہ تھی رہتی تھیں حضرت سلیمان کا یہ سلسلہ یمن میں تھا۔

اور انکی شکر کا حکم ..... اَلْفُتُلُوْا اِنِّیْ دَاوُوْدُ شُكْرًا اَسَدُ الدَّوْرِ کے گمراہ لفظ کا کام کر (یعنی جنہیں جو نہیں ملی ہیں فلولاً و لعللاً ان کا شکر ادا کرنا اعمال صالحہ میں گنہگاروں کو ملنے والا ہے) اور میرے بندوں میں شکر کرنا حکم ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن روزہ نہ رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب نماز داؤد علیہ السلام کی نماز تھی (یعنی نماز چھ رکعات کی) اور آجی رات سوتے تھے اور پہلی رات نماز میں کھڑے رہتے تھے اور رات کے چوتھے حصے میں سو جاتے تھے۔ (راجح صحیح البخاری کتاب الاطعماء)

اور معالم اختریل میں حضرت ثابت بن مالک سے نقل کیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے رات اور دن کے حصوں کو اپنے اہل و عیال پر تقسیم کر رکھا تھا رات اور دن میں جو بھی کوئی وقت ہوتا تھا ان کے گمراہ کوئی نہ کوئی شخص نماز میں مشغول رہتا تھا۔

شریعت محمدیہ میں نماز کا حرام ہونا ..... حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ جنات ان کے تابع کر دیے گئے تھے ان کے بعض اعمال سوراہ میں اور بعض اعمال سورہ ص میں مذکور ہیں۔ یہاں جنات کے جنی اعمال کا ذکر ہے ان میں قریش یعنی سوراہ میں جانے کا بھی تذکرہ فرمایا بعض دو لوگ جنہیں قصاص سے اور سوراہ میں سے محبت ہے وہ قصاص اور قاتل کے جواز پر اس آیت کو پیش کرتے ہیں یا ان لوگوں کی قتل ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا جو قرآن کو اور احکام الہیہ کو سب سے زیادہ جانتے تھے تو انکی دوسرے کو کیا اختیار ہے کہ آپ کے حکم سے سرعہ لے کر سے اور جس چیز کو آپ حرام قرار دیں اسے حلال کہیں یا نہ ہے کہ سابقہ احسن کے لیے بعض چیزیں حلال کر دی گئی ہیں اور بعض چیزیں ان پر حرام تھیں شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے ان حلال چیزوں میں سے بہت سی چیزیں حرام قرار دی ہیں یہ منسوخ ہونا کوئی عجب کی بات نہیں ہے خود اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ اسلام میں بہت سی چیزیں حرام تھیں مگر ان کو حرام کر دیا گیا انکی شراب کا اہتمام حلال ہونا ظہر حرام ہونا تو تقریباً سب ہی جانتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے خفّٰی مذاہب

تصویر بنانے والوں کو جگہ (رواد اللہ فی جن ۱ ص ۸۹۰)

حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر تصویر بنانے والا اور ساز میں ہوگا جو بھی صورت اس نے بنائی تھی وہ ایک جان ناپاکی بنائے گی جو اسے دوزخ میں عذاب دیتی رہے گی۔ (رواد اللہ فی جن ۱ ص ۸۹۰)

اور حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان تصویروں والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا کہ ان سے کہا جائے گا کہ تم نے جو کچھ بنا یا تھا اس میں جان ڈالو اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہو اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (رواد اللہ فی جن ۱ ص ۸۹۰ ص ۲)

حضرت اسو جہ حبیہؓ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کی قیمت اور کتے کی قیمت اور زنا کے ذریعہ مال کمانے سے منع فرمایا اور سوکھانے والے اور سوکھانے والے پر اور گونے والی اور گوندانے والی پر اور تصویروں بنانے والے پر لعنت بھیجی ہے۔ (رواد اللہ فی جن ۱ ص ۸۹۰)

یہ چند حدیثیں ہم نے سنی ہیں مگر ان کے علاوہ بھی بہت سی حدیثیں ہیں جن میں تصویروں بنانے اور تصویر رکھنے کی ممانعت ہے، جمہوری حیثیت سے ان کی تصاویر اور مصوی کو پکڑی ہوئی ہے جو لوگ تصاویر اور فائیل کو بنا کر رکھ رہے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور حدیثوں سے ٹکرائے ہوئے ہیں اور ان کی طرف سے عیبیں نکالنے ہیں پھر یہ کہتے ہیں کہ عینہ دنیوی تو حکم بھی باقی نہیں رہا اور خود سے یہ طبع لگائی کہ اہل عرب مشرک تھے ان کے دلوں میں تصاویر کی اہمیت تھی لہذا ان کے دلوں سے تصاویر کی محبت نکالنے کے لیے تصاویر اور فائیل کو مقرر اور منع یا عذاب جب طبع دنیوی تو حکم بھی خدا کا ہے اور ان کا خدا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ طبع نہیں بتائی آپ نے تو یہ بتایا ہے کہ قیامت کے دن ان لوگوں کو عذاب ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی صفت خالقیت کے مشابہ بنے ہیں۔

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو میری صفت خالقیت میں سامعہ کرے۔ اگر ایسے ہی پیدا کرنے والے ہیں تو ایک اور پیدا کر دیں یا ایک جہ یا ایک جہ پیدا کر دیں۔ (رواد اللہ فی جن ۱ ص ۸۹۰)

آخر میں ایک اور حدیث سنئے چلیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن دوزخ سے ایک کروڑ لاکھ کی آگ کی آگیں ہوں گی ان سے دیکھتی ہوئی اور دکان ہوں گے جن سے سخی ہوگی اور ایک زبان ہوگی جس سے بات کرتی ہوگی اور جوں کہے گی کہ میں تجھے قصوں پر مسلائی گئی ہوں (۱) ہر وہ شخص جو ظالم ہو مٹا کر دے دیا ہو (۲) وہ شخص جس نے اللہ کے ساتھ شریک کر رکھی ہو (۳) ہر وہ شخص (۳) جو تصویروں بنانے والا ہو۔ (رواد اللہ فی جن ۱ ص ۸۹۰)

ایک شخص (ازہمی منہی ہوئی) چٹوان پہنے ہوئے نصرانی صورت میں محضر سے ہنسا کیا کہنے لگا کہ یہ تو بہت سے بہت اذہم سال پہلے کی ایجاد ہے میں نے کہا کہ وہ تو کتا دیکھتے ہوئے کر دے تو یہ کی تو خلق بھی ہو جائے گی اور اگر کتا کو حلال کرنے کی کوشش کی جائے گی تو کتا داخل ہو جائے گا اور کتا حلال نہیں ہوگا اور حلال کھنے کی وجہ سے تو یہ کی تو خلق بھی نہیں ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے کسی آدمی کی انھیں تو نہیں فرمائی کہ تصویر یا جادو سے بڑا کئے تو فرشتے گھر میں داخل نہ ہوں گے اور کسی اک کے ذریعہ سے تصویر بچھو گے تو فرشتوں کو گناہ گاری نہ ہوگی اور یہ نہیں فرمایا کہ یہ عمل بھلاہٹوں خلق اللہ میں شامل نہیں۔

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنِّيهِمْ فَلَمَّا

پھر جب ہم نے جہان پر موت کا حکم جاری کر دیا تو ان کو جہان کی موت کا پتہ نہ دیا مگر زمین کے کڑے سے ان کے ہوا کو کھا رہا تھا سو جب وہ اس

خَرَّبَتْنِيئَتِ الْجَنِّ أَنْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ۝

پڑے تو جنات کو پتہ چلا کہ اگر میں غیب کو جانتے ہوتے تو ایسی کرنے والے عذاب میں نہ پڑے۔

جنات غیب کو نہیں جانتے وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات سے بے خبر رہے

جیسا کہ پہلے معلوم ہوا حضرت سلیمان جنات سے بڑے بڑے کام لیتے تھے ان میں سخت کام بھی ہوتے تھے اور ان میں سے بعض شہنشاہین کو جزیں میں پکڑ کر رکھ دیتے تھے کھانا دیکھ کر اللہ تعالیٰ ہی سورۃ صافات (الشَّجَرَيْنِ كُلُّ شَاخٍ) وغیرہ میں مقرر فرماتا ہے کہ ان کو جزیں میں رکھ کر رکھ دیتے تھے ان کی موت آنے کا فیصلہ فرما دیا لہذا ان کو موت آنی جنات سے کہہ کر کہا کہ چلے جی رہا ہے وہ کہہ رہے ہیں ہمارے کاموں میں گندہ ہے اور تکلیفیں اٹھاتے رہنا ان میں سے چھوٹے اور بڑے کے جنات کو یہاں پہنچا کر جو جہاد سے بڑے ہیں وہ غیب کو جانتے ہیں۔

صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان میں جو بڑے جنات تھے وہ خود بھی اپنے بارے میں غیب دانی کا دعویٰ کرتے ہوں حضرت سلیمان علیہ السلام کو موت بھی آنی اور یہ ستر اور بھی سے ایک لگانے چلے رہے ہوں اور ان کی نگہن کا کھڑا کھانا بارہا ایک سال گزارا تو کھن کھانے کی وجہ سے ان کی موت گئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی لاش کی چڑی آپ جیرواں کی گری تو جنات کو پتہ چل گیا کہ اسے یہ عمر ہے تو ان کے لئے ان کا ایذا بجا نہ کر دیا لہذا ان کی ایک کی وجہ سے تمام حساب لگایا کہ ان کے کھن کے کھڑے نے کتنے دن تک ان کی کھانا کھا رہا تھا اور ان کا ایک سال تک کھڑے نے کھن کو کھانا کھا لیا ہے جس کا ہمیں اب پتہ چلا چکا کہ ہم پہلے ہی سے اس بات کو جان لیتے کہ ان کو موت آنی ہے تو شفقت کے کاموں میں کیوں گندہ پڑے جو ہمارے لیے باعث عذاب ہے ہوتے تھے اور ہماری امت کا باعث ہے تو ان کا غیب دانی کا دعویٰ تھا وہ خود بخود ظاہر ہو چکی طرح یہ واضح ہو گیا کہ جنات غیب کو نہیں جانتے۔ یہ اللہ تعالیٰ اس امت کے بعض لوگوں کو بھی ہے حالانکہ ظالم غیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے لیے مخصوص ہے کسی رسول یا فرشتے کو جو کچھ کلام حاصل ہوا وہ اللہ تعالیٰ ہی کے عطیہ فرمانے سے ہے اور اہل قرآن میں فرمایا: وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَخْتَصِي بِمَنْ يُشَاءُ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے وقت سے یہی طرح میاں ہو گیا کہ جنات غیب کو نہیں جانتے ہیں۔

قوله تعالى منسأة قال صاحب الروح والمنسأة من نسات البعير اذا طردته لا يراها بطرد دها او من نسانه اذا اخرته و منه النسى أو يظهر من هذا انها العصاة الكبيرة التي تكون مع الرأعي واضربه .

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكُوذِهِمْ آيَةٌ، جَعَلْنَاهُمْ نَارَ لَیْلٍ مُّبِينٍ ۝ وَشِمَالَهُ كُوَئُومٌ مِن رَّزْقٍ رَّحِيمٍ ۝

واقعی بات ہے کہ تم سب کے لیے ان کے ظہر نے کی جگہ جس کی کھلی تھی اور ان کی ان دونوں طرف ان کی کھلی تھی کھانا اپنے آپ کے ہاتھ سے







تھا۔ بعض مفسرین نے بطور مثال مناسب اندازہ کے لائق کا مطلب بتاتے ہوئے یہ بات کی ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ایک پہلی سے دوسری پہلی تک ایک کی سافت تھی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان کر دیا گیا کہ قرآن ہستیوں کے درمیان باتوں کو اور ان کو پہلی وجہ چاہا اور امان کے ساتھ سزا کا اقرار ہے۔ باتوں کے طریقہ میں ہیں بلکہ ان میں چورہاں اور آدھوں کا خطرہ رہتا ہے اور ان کے اسقاط بھی نہ ان میں بغیر کسی خوف کے جب تک اور جہاں تک چاہو سزا کرو۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (سو ان لوگوں نے کہا کہ اسے ہمارے سب دوری کر دیجئے ہمارے سطروں کے درمیان) جب انسانوں کو اس میں چاہا اور نعمتیں بہت ہو جاتی ہیں تو قرآن نے کئے ہیں بھلائی پر پڑا آتے ہیں اور نعمتوں کی تقدیر شروع کر دیتے ہیں انہی حال میں سہا کہ ہوا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا جو حکم ہوا تھا اس پر عمل نہ کیا اور انہی کھائی اور عقل کے پیچھے گئے کہ بڑے کا اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے جس بد دعا کی کہ جو ہمارے علاقہ میں آسمانیاں ہیں 'تقریب تقریب آبادیاں ہیں اور طرح طرح کی نعمتیں موجود ہیں اور سب کا حال برابر ہے ہمیں یہ منظور نہیں تھا کہ یہاں سے گزریں اور وہ جاگئے تو اچھا ہے کہ وہ راہ شہرہاں پڑا اور ان اور عقل میں سے اپنی ضرورت کی چیزیں لایا کریں۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ اس میں فقر و کبریا کا اصل تھا 'مطلب یہ تھا کہ جب بھی راہ میں تو کسی کو کسی پر بدعتی نہ تھے اور والداری کا غرور ظاہر کرنے کا موقع نہ ملتا تھا بلکہ جس سے سب جب اور کے سزا کرنے پر ہیں کے سب لوگ تو ہمیں جا سکیں گے بڑے بڑے والد اور سزا میں ان کے مالک ہوں گے وہی جا سکیں گے اور مال و انہیں گے فقر اور کم پیسے والے ان کے محتاج ہوں گے تو ذرا شکست اور غرور اور بدعتی ظاہر کرنا موقع ملے گا یہ بد دعا اپنے حق میں کر بیٹھے وَظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ (اور اپنی جانوں پر خود ہی ظلم کر لیا)۔

فَجَعَلْنَاهُمْ أَجْنُوبًا (سو ہم نے انہیں اجنبی بنا دیا) لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا اور ان کی ہستیوں کو برپا کر دیا اور انہاں میں جہاں کی نعمتوں کی اور باتوں اور شہرہاں کی شہرت تھی اس دوسروں کے لیے وہ ایک انسان بن کر رہ گئی۔

صاحب درج المعانی لکھتے ہیں کہ اجنبیت معنی ہے اخلافہ کی اور مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کے معاملے کے تہہ کر سنے باتوں پر رہ گئے جیسے قدرت کروری کے طور پر لوگ تھے کہ انہیں بیان کیا کرتے ہیں۔

وَعَزَّاهُمْ نَحْلًا مَضْرُوبًا (اور انہیں پوری طرح سزا کر دیا) ان کا ملک بھی رہا ہو گیا تھا قطع بھی منتشر ہو گئے۔

إِنْ هِيَ إِلَّا نَفْسٌ فَتَكُنْ ضَالَّةً فَتَكُنْ ضَالَّةً (اور اس میں جہاں جہاں بنایا گیا ہیں جس شخص کے لیے جو خوب سزا کرنے والا ہو اور خوب سزا کرنے والا ہو) تو سہا کہ حال میں کہ جو کوئی شخص سرکشی سے بھاڑے یا طاقت پر بھاڑے شہر کی شان رکھتا ہو وہ ان لوگوں کے قصہ سے بڑی عبرت حاصل کر سکتا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (الایضاً) اور یہ بات واقعی ہے ان کے بارے میں انہیں نے اپنا ان کا سچ پایا سو اس کے اجماع میں ایک کئے سوائے اہل ایمان کی قوم کی ہی جماعت کے اور انہیں ان لوگوں پر جو کچھ اور تھا صرف اس لیے تھا کہ ہم یہ جان لیں کہ اگر طرے پر ایمان لانے والا کوئی ہے جو ان لوگوں سے طبعاً ہے جو اس کی طرف سے شک میں ہے اور آپ کا رب ہر چیز پر گہرا ہے) انہیں نے طعنوں پر اور دینے جانے کے بعد جو اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس عرض کیا تھا کہ میں نے آدم کو بہکاؤں کا دوسلاؤں گا اور ان میں سے کٹر لوگوں کو کہے چھوڑ کر گا (لَا تُخَوِّفُهُمْ أَنْفُسُهُمْ) اور ان میں سے کٹر باشندے ہوں گے (وَلَا تَجْعَلْ أَنْفُسَهُمْ خُفَاةً) اس

نے اپنے اس گمان کو کچا کر دکھایا یعنی اس نے جو کچھ کہا صحیح پایا، مگر بنی آدم اس کے اصرار میں لگ گئے مگر قصہ اسے سے افراد جو مومن بندہ سے ہیں انہوں نے اس کا اصرار نہیں کیا، شیطان نے جو ان لوگوں پر ظلم پایا اس کا سبب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو دوسرا الٰہی کی قوت دی اور انسان کو امتحان میں ڈالا اس میں خیر اور شر کو قول کرنے کی استعداد رکھی تاکہ ثواب یا عذاب کا مستحق ہو سکے، موت اور حیات امتحان کے لیے رکھی ہے انسان پر جر اور اگر وہ نہیں رکھا تاکہ وہ جو کچھ کرے اپنے اختیار سے کرے اور انہیں کا قہر بھی اسی سلسلہ امتحان کی ایک کڑی ہے، حضرت آدم علیہ السلام جنت میں ایک صنوبر درخت کے کھانے پر نکالے گئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرما دیا: فَلَمَّا يَظُنُّ كُنْهُنَّ ذُنُوْبًا مِّنْ غَيْرِهَا يَبْتُلِيْنَ الْفَلَاحَ يَخْلَعْنَ عَلَيْهِمُ الْغُلُوْفَ يَنْفَخُ الْفُؤَادَ فِيْهِمْ فَيَعْلَمُ الْخَفِيَّوْنَ ۝۵۰ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكُنُوْا بِاَيْمَانِهِمْ اَوْ كَانَتْ اَصْحَابُ الْاَيْمَانِ فِيْهَا خَلْفُوْنَ ۝۵۱ (پس اگر تمہارے پاس میری جہاد ہے تو جو لوگ اس کا اصرار کریں گے ان پر کوئی خوف نہیں اور وہ فریاد نہ ہوں گے اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو چھوڑا تو وہ آگ میں جانے والے ہیں اور اس میں ہمیشہ ہیں گے)۔

جب بنی آدم کیا میں آئے تو اختیار بھی ساتھ لائے، ہوش کوش بھی ملا اور امتحان کے لیے شیطان کو بھی اس سے ڈالنے کا موقع دے دیا گیا اور ساتھ ہی حضرت انبیاء کرام علیہم السلام کی رحمت بھی سامنے آتی رہی اور لوگ ان کے نصیحت بھی دیکھتے رہے، لہذا انسانوں کے لیے اپنے خالق اور مالک کی اویسیت اور اس کے رسولوں کی حقانیت میں کسی طرح کا کوئی شک کرنے کا موقع نہ تھا لیکن بہت سے لوگوں نے شک کیا، اللہ میں شک کرنا کفر ہے جس کی وجہ سے حقیقی عذاب و عذاب ہوئے۔

اس آیت میں اتنا دیا کہ شیطان کو چھوڑ دیا گیا کہ دوسرا الٰہ کیسے اس کی رحمت چھی کر میں علم غیبی کی صورت پر یہ معلوم ہو جائے کہ کوئی لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہائے ہیں اور کوئی لوگ شک میں پڑے ہائے ہیں لیکن یہ سلسلہ ایسا نہیں ہے کہ جر اور اگر وہ کفر میں جو جس سے انسان مجبور ٹھہرتا ہے جاتا ہے اور ہوش و آتش اور اختیار باقی نہ ہے۔

وَوَلَّتْ غُلُوْفٌ مُّثَلًى ضَرْبًا ۚ خَفِيْظًا ۝۵۲ (اور آپ کا رب برحق کا گمان ہے) اسے سب کے حال کی خبر ہے اور ایک کو ایمان اور عدم ایمان کی معرفت کے اعتبار سے جزا اور سزا ہے۔ كَذٰلِكَ يَدْعُوْهُ كَاذِبًا ۚ قَوْلُهُ تَعَالٰی : يَنْفُلُ الْعُرْمُ اِیَّیْهِ الصَّعْبُ مِنْ عَرْمِ الرَّجُلِ الْغُلُوْفُ الرَّاهُ فَيُؤَرِّمُ وَ عَرْمٌ اِذَا شَرَسَ خَلْفَهُ وَ صَعْبٌ وَ لَیْ مَعْنَاهُ مَا جَاءَ فِیْ رَوَاۤیةٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مِنْ تَفْسِيْرِهُ بِالْمَشْدِيْدِ ۚ وَ قَبْلُ الْعُرْمِ الْمَطْرُ الْمَشْدِيْدُ وَ قَالَ ابْنُ جَبْرِ الْعُرْمُ الْمَسْنَدُ بِلِسَانِ الْحَبَشِیِّ ۚ قَوْلُهُ تَعَالٰی : حَبِطَ اِیَّیْ حَامِضٌ اَوْ اَوْ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ الْحَبِطُ الْاَرَاكُ وَ یَقَالُ لِمَرْءٍ مَّطْلَقًا اَوْ اِذَا سَوَدَ وَ بَلَغَ الْبُرْءُ ۚ وَ قَبْلُ شَجَرَةِ الْعَصَاۤءِ وَلَا اَعْلَمُ هَلْ لِّهُ لِسَرَامٌ ۚ ۚ وَ قَالَ ابُو عَبْدَةَ كُلُّ شَجَرَةٍ مَّرَّةً ذَاتُ شَوْكٍ ۚ وَ قَوْلُهُ تَعَالٰی : ۚ وَ اَثَلٌ هُوَ ضَرْبٌ مِنَ الطَّرَفَاءِ عَلَیْهِ مَا لَقَاهُ ابُو حَنِیْفَةَ التَّلُوْیُّ فِیْ كِتَابِ النَّبَاتِ ۚ وَ قُلُ الطَّبْرَسِیِّ قَوْلًا اِنَّهُ سَمَرٌ ۚ ۚ مِنْ رُوْحِ الْمَعْنٰی ج ۳ ص ۱۲۶ ۱۲۷

(اللہ تعالیٰ کے قول يَنْفُلُ الْعُرْمُ یعنی سخت و شدید عذاب کہتے ہیں عرم ارمیل را کے زبرد اور پٹوں کے ساتھ غلام، مگر کوئی آدم نہ فرماؤں باخلاقی ہو۔ اور اس کا وہ معنی بھی ہے جو حضرت مہدی علیہ السلام میں تھا اس میں اللہ تعالیٰ تمہارا دیانت میں آیا ہے کہ آپ نے اس کی تعمیر شدہ کی ہے اور بعض نے کہا الْعُرْمُ شدید دیش کو کہتے ہیں لیکن اخیر کہتے ہیں جنہوں کی زبان میں کوہان کو کہتے ہیں اور الْمَطْرُ یعنی کھانا کر دہ حضرت ابی عباس رضی اللہ عنہما سے دیانت ہے کہ لفظ کا معنی ہے مَطْلَعٌ اور بُرْءٌ کے کھل کو بھی کہتے ہیں خواہ کچھ یا کچھ یا اس وقت کہتے ہیں جب وہ سیاہ ہو جائے اور بعض نے کہا جھاد کے درخت کو کہتے ہیں اور یہ معلوم نہیں کہ اس کا پھل بھی ہوتا ہے یا نہیں یا دوسرے کہتے ہیں

لہذا ہر اس درشت کو کہتے ہیں جو کڑوہو اور کائے دہر ہو اور عقلی یہ بھی بھڑا کی طرح کے ایک درشت کو کہتے ہیں یہ عقلی اور حقیقی انور کے نامی کتابِ شہادت میں لکھا ہے اور طبری نے ایک قول یہ نقل کیا ہے کہ قلی کا سنی لکھ

قُلْ اَدْعُوا الْاٰلِهِيْنَ رَعٰیظَهُمْ قِنْ دُوْبِ الشُّوْلاَ یَمُکُوْنَ وَثِقَالْ دُرُّرٌ فِی السَّمُوْتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ

آپ (ﷺ) کہتے کہ اللہ کے سوا سب اللہوں کا دعویٰ ہے انہیں پکارو (۱) ایک (۲) ایک کے بارے میں اعتبار نہیں رکھتے (۳) آسمانوں میں یہ زمینوں میں

وَمَا لَہُمْ فِیْہِیْمَا مِنْ شَرِّکٍ وَ مَا لَہُمْ مِنْ ظَلَمِیْنٍ ۝ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَہٗ اِلَّا لِمَنْ

اور ان دونوں میں ان کا کچھ سا بھائی اور جس سے کوئی اللہ کا دعا نہیں۔ حدیث کے پاس حدیث کا کام نہیں ہے سنی سوائے اس کے جس کے لیے اہل شاعت ہیں

اَزِنْ لَہٗ حَتّٰی اِذَا فُتِحَ عَنْ قُلُوْبِہِمْ قَالُوْا مَا ذَا اَقْبَالَ رَبُّکُمْ ۚ قَالُوْا الْحَقُّ ۚ وَہُوَ الْحَقُّ الْکَبِیْرُ ۝

یہاں لکھ کہ جب ان کے دلوں سے کھول دیا جائے کہتے ہیں کہ تمہارا صاحب خدا کا لہذا ان کا جواب میں کہتے ہیں کہ حق ہی ہے اور حق ہی ہے خدا ہے

مشرکین نے جن کو شریک قرار دیا ہے نہ انہیں کچھ اختیار ہے

نہ آسمان و زمین میں ان کا کوئی سا بھائی

ان دونوں آیتوں میں مشرکین کی تردید پر مبنی ہے اور اشارہ فرمایا کہ اللہ کے ساتھ نے جنہیں معبود بنا رکھا ہے اور یہ بھڑا ہے جو کہ وہ خدا کی شکل میں اور انہیں اپنی کسی حاجت کے لیے پکارا تو کسی جنہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ راہِ ہر کسی کی چیز کا اختیار نہیں رکھتے نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور یہ بھی بھڑا کہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں تمہارے گواہ کیے ہو معبودوں کی کوئی شرکت نہیں ہے اور ان میں سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ جل شانہ کا دعا دہا نہیں ہے نہ ایجادِ عالم میں ان کا کوئی دخل ہے نہ اس کے باقی رکھنے میں نہ تصرفات میں۔

اور یہ بھی بھڑا کہ اللہ جل شانہ کی بارگاہِ عالی میں کسی کے لیے کوئی شفاعت کام نہیں دے سکتی تم لوگ جو یہ سمجھتے ہو کہ تمہارے گواہ کردہ معبود اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارش کروں گے تو تمہارا یہ خیال غلط ہے (۱) کیونکہ ان میں بہت سے تو بے جان ہیں وہ شفاعت کو کیا جانتے ان میں اس کی قابلیت ہی نہیں اور خدا کا اللہ حضرت عیسیٰ اور حضرت عزرا علیہم السلام کی سفارش کی بھی کوئی امید نہ تھی ان کو تم نے معبود بنایا ہے اور سفارش کرنے والا سمجھا ہوا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس شخص کے بارے میں اجازت دی جائے گی تمہارا ان بارگاہِ اعلیٰ اسی کے لیے سفارش کریں گے اور مشرکین اور کافروں کے لیے اجازت نہ ہو گی لہذا تم جو ان کی شفاعت کے امیدوار ہو تمہاری یہ امید بھی غلط ہے سورہ الاحقاف میں فرشتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا لَا تَشْفَعُوْنَ اِلَّا بِاِیْمَنِ الرَّئِیْسِ وَ لَمْ یَنْ عَشِیْہِمْ مُّشْفِقُوْنَ (اور وہ اسی کے لیے سفارش کریں گے جس کے لیے اللہ کی مرضی ہو گی اور وہ اس کی اجازت سے آتے ہیں)۔

عَشِیْ اِنَّ الْفَوْزَ عَنْ قُلُوْبِہِمْ (اس میں فرشتوں کی گھبراہٹ خوف اور شہادت کا ذکر فرمایا مطلب یہ ہے کہ یہ فرشتے جنہیں معبود گواہ کر کے ان کی شفاعت کی امید ہے پہلے وہ ان کا اپنا غور یہ حال ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کام کا حکم دیا ہے تو بہت سے بارے میں گھبراہٹ ہے نہ شہادت بہت کی وجہ سے ان کی حالت اگر گھر ہو جاتی ہے جب فرمانِ عالی پورا ہو جاتا ہے اور شہادت کی کیفیت دور ہو جاتی ہے انہیں میں در پافت کرتے ہیں کہ تمہارا صاحب نے کیا حکم فرمایا پھر بعض سے کہتے ہیں کہ تمہارا صاحب نے حق ہی فرمایا۔

جہاں صحت کا یہ عالم ہے وہاں حفاظت کی کیا مجال ہو سکتی ہے! طاعون مقررین گھبراتے ہیں اور غور و فکر ہوتے ہیں تو اس نام اور شہر کا معنی کس قدر عجیب ہے؟ اس کے کچھ ایسا ہونے۔

وَقَدْ عَلِمْتُ الْكُفْرَ (درویش ہے: اے) اس کی بارگاہ میں وہی شفاعت کر سکتا ہے جسے شفاعت کی اجازت ہو اور اسی کے لیے شفاعت کر سکتا ہے جس کے لیے شفاعت کی اجازت ہو مگر ان کی صفت و کچھ اور اسی تعالیٰ کے لیے شریک توجہ کے اور خود ہی یہ توجہ کر لیا کہ ہمارا یہ سفارش کریں گے۔

حضرت ابو جریفؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وراثہ فرمایا کہ جب آہان میں اللہ تعالیٰ کا کوئی فیصلہ ہوتا ہے تو فرشتے اس کے فرامین کی وجہ سے بطور قاضی و شہید اپنے پرہیزگار تھے۔ یہ شخص اس کی آواز بھی سنتا ہے کہ وہ اپنے چہرہ پر بخیر بھیجی جا رہی ہے یا بد چہرہ ان کے دلوں سے گھبراہٹ ہو رہی جاتی ہے۔ جو کہتے ہیں کہ تمہارا رب نے کیا فرمایا؟ پھر انہیں میں جواب دیتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں اے۔ (ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ح ۲)

قُلْ مَنْ يُزِمُّكُمْ فِي الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتِ ۚ قُلِ اللَّهُ ۚ أُولَٰئِكَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَابُ ۖ أَوَّلًا لَّهُمْ هُدًى ۖ أَوْفَىٰ صَلَاحٍ مُّهِينٍ ۖ

آپ لہذا تجھے کوئی نصیحت نہ کر رہا ہے! اس بات سے ہوا کہ آپ لہذا تجھے کوئی نصیحت نہ کر رہا ہے! اس بات سے ہوا کہ آپ لہذا تجھے کوئی نصیحت نہ کر رہا ہے!

قُلْ لَا تُشْكِرُونَ عَنَّا أَجْرَ مَنَّا وَلَا تُشْكِرُ مَا تَشْكُرُونَ ﴿٥٠﴾ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ

[illegible]

بَيْنَنَا وَالْحَقِّ وَهُوَ الْفَاحُ الْعَلِيمُ ۝ قُلْ أَرَأَيْتَ الَّذِينَ أَحَقُّنَّكُمْ شُرَكَاءَ كَلَّا.

۱۰۔ میں ایک ایک لڑکے کو اپنے گھر سے لے کر آتا ہوں اور ان کے ساتھ اپنے گھر کے کچھ کچھ لڑکیاں بھی لے کر آتا ہوں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿١﴾

ہر شخص کے لئے ہے اور ہر شخص کے لئے ہے۔

تیا مت کے دن صحیح فیصلے ہوں گے اللہ تعالیٰ عزیز و حکیم ہے

ان آیات میں بھی قرآن کا اثبات ہے اور یہی کہ تم پر فرمایا کہ تم پر تاراؤں سے اور زمین سے تمہیں کوئی روزی دیتا ہے آسمان سے کوئی برسات ہے اور زمین سے درخت نکلے ہیں اور تمہیں کھانا پیدا ہوا ہے کیا تمہارا یہ کہ قدرت کا مظاہرہ ہے اور ان چیزوں کو کس نے پیدا کیا؟ جواب ان کے نزدیک بھی صحیحین ہے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت اور مشیت و ارادہ سے ہوتا ہے مگر وہ جواب نہ دے گا کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی مشیت اور قدرت سے ہے۔

[illegible]

عذاب میں مبتلا ہو گا۔ اب تمہیں قہر مند ہونا چاہیے اور غور کرنا چاہیے کہ ہم چاہتے ہیں یا تمہیں اور ہم کو کرائی ہے جس بات کو اللہ نے تم پر فرض کر لیا ہے۔ دلائل سے دیکھو تو عید کا بھانپنا ہے اور تم کو بھی اس کی حکومت دی ہے اب تم اپنی غیر طواری کے لیے غور فکر کرو کہ اللہ نے جو دلائل دیے ہیں ان میں غور کرو کہ میں بھی مرنا ہے تمہیں بھی مرنا ہے اور موت کے بعد یہ ظاہر ہوا کہ تم برائی پر تھے تو وہاں اللہ نے عذاب میں مبتلا ہو گئے (جہاں سے واپس ہونے اور نکلنے کا امکان ہی نہیں) عذاب دائمی میں رہنا چاہتے تھے اس وقت کا کچھتہ اور غور کرنا کام نہ ہے گا جنہاں ہی دنیا میں کچھ لا غور فکر کرو کہ وہاں لا ایت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عید والے ممکن ہے کہ ان کے لیے ہوں بلکہ عذاب کو فریب کرنے کے لیے یہ طریق اختیار کیا گیا ہے۔

قُلْ لَا تَسْأَلُونَنَا عَمَّا افْعَلُوا وَلَا تَسْأَلُنَا عَمَّا نَفْعَلُ (آپ فرمادیجئے ہم نے جو جرم کیے تم سے ان کا سواب نہ ہو گا اور جرم کام کرتے ہو ہم سے ان کی پریشانی نہ ہو گی) اب فرمائی گا کہ الگ معاملہ ہے اہل قرآن عید جتنے جاسیں گے اور کلمہ و شرک والے عذاب میں داخل ہوں گے تو عید سے معاملہ کے بارے میں ہم سے سوال نہ ہو گا لیکن کسی عوض کا مطالبہ کیے بغیر تمہاری غیر خواہی کے لیے تمہیں حق کی دعوت دے دے یہ بات تم پر غور اپنی فکر کرو۔

قُلْ يَنْصَبُ شَيْئًا وَكَذَلِكَ نُفَصِّحُ الْفَصْلَ (آپ فرمادیجئے کہ ہمارا آپ ہم سب کو صبح کرتے ہیں اور ہمارے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ فرماتے گا) جب قیامت کے دن تو عید والوں کے لیے انصاف اور ان کا اور شرکین کا کفری کے لیے عذاب کا فیصلہ ہو گا اس وقت تمہیں اپنی گمراہی کا پتہ چل جائے گا۔

وَهُوَ الْفَاضِلُ الْعَلِيمُ (اور وہ فیصلہ فرمانے والا ہے اور خوب جانتے والا ہے) چونکہ میرے فرض کا یہ بر عمل اسے معلوم ہے اور ہر ایک کے قصور میں اس کی اس پتہ سے اس کے ہاں کے حساب سے فیصلے حق ہوں گے اور حقیقت کے مطابق ہوں گے۔

قُلْ اَرَاَيْسَ الْغَفَّةِ الْغَفَّةِ بَعْدَ كَذٰبٍ (آپ فرمادیجئے مجھے دکھاؤ وہ لوگ جنہیں تم نے شریک بنا کر اللہ کے ساتھ قرار دیا ہے) یعنی تم نے جو باطل مجبور کر رکھے ہیں اور انہیں حق مہدات دکھا کر خدا کی عبادت سے رکھائے (اور اللہ دکھاؤ وہ لوگ جنہیں وہ تو غفلتوں میں اس وقت کہاں ہیں کہ الوہیت میں شریک ہوں کوئی دلیل اور حجت ہے تو سامنے لاؤ۔ حال صاحب الفروج المعروف اعلمونی فی الجمعۃ والدلیل کیف و جدت الشریکۃ۔

مختار (ایمان رکھنے کے ساتھ حق کو کوئی شریک نہ ہے تمہاری بیوقوفی ہے جو تم نے اس کے لیے شریک جبرج کر رکھے ہیں۔ سبیل غفر اللہ العزیز الخبیث) (بلکہ ہی اللہ ہے لیکن مجبور حق ہے نہ ہمت ہے نہ حکمت والا ہے)

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلٰكِنَّ أَكْثَرِ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

اور ہم نے آپ کو انہیں سب کا مگر سادے انسانوں کے لیے خیر و خیر کا کچھ بھیجتے ہیں سے لوگ نہیں جانتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عامہ کا اعلان

اس آیت کے بعد میں ہی اسی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عامہ کا ذکر ہے چونکہ آپ کی بعثت عامہ ہے اس لیے ہر فرد بشر کے لیے آپ اللہ تعالیٰ کی ہی اور رسول ہیں آپ کا اس نیک سے بغیر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو راضی نہیں کر سکتا خود کوئی حق مہدات کرنا ہو جو ہدایت اللہ کے یہاں مستقر ہے۔ وہ معلوم المسین رسول الامس والجان کے اعتبار میں مرکز ہے اور محضر ہے۔





بَيْنَ كَذِبٍ اِلَّا قَالَ مُنْزَلُوْنَا اِنْ كُنَّا اَرْسَلْنَاهُمْ بِهِمْ كَافِرُوْنَ ۝ وَقَالُوا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمَٰلًا ۚ وَاَوَّلَٰؤُا

میں بھی اگر ہوا کہ ان کے کوٹوالی انہوں نے کہا کہ جافتم ہو کہ ان کے کچھ کے جو ہم سے کہیں سکتے اور انہوں نے کہا کہ ہمارے سوال کا وہ ہم سے زیادہ ہیں

وَمَا نَحْنُ بِمُعَذِّبِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ وَلَٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

اور ہمیں عذاب دینے میں سے تپا اور سبک کرنا جو ہمیں پسند آئے۔ کہ جسے چاہے وہ بڑی کھانا اور دے دے۔ کہ جسے چاہے وہ تنگ کر دے اور جو کچھ چاہے وہ تنگ کر دے

وَمَا اَمْوَالُكُمْ وَلَا اَوْلَٰؤُكُمْ بِاَلَيْ يَتَّقِيْكُمْ عِنْدَنَا ۚ اِلَّا مَن اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ فَاُولَٰئِكَ لَنُغْفِرَنَّ لَهُمْ جَزَآءَ

اور تمہارے سوال اور دہرائے نہیں ہیں جو تمہیں عذاب پہنچانے کی باتیں کر رہے ہیں اور ان کے لئے ہر ایک عمل کرنے میں وہی انہوں کے لئے ان کے سوال کی وجہ سے کیا عمل ہے

الضَّعِيفِ بِمَا عَمِلُوْا وَفَرَّغَتْ اَلْغُرُفُ اِمَّا تُنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْ اٰيٰتِنَا مُعْجِزِيْنَ اُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ

نور کا ترجمہ کر دیا جائے گا اور وہاں فغان میں ہی رہیں گے اور وہ ایک عذاب انہوں کے پاس سے بڑھتی ہوئی آیتیں کرتے ہیں اور انہیں عذاب میں دوسرے

مُخَضَّرُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ وَيَقْدِرُ لَهُ ۚ وَمَا

کچھ جانیں گے۔ آپ فرمادیتے کہ ہر عذاب اپنے عذاب میں سے جس کے لئے چاہے وہ بڑی کھانا اور دے دے اور جس کے لئے چاہے وہ تنگ کر دے

اَللَّفُظُّ رَوْنٌ شَيْءٌ ۚ فَبِمَا كُنْزِلَتْهُ وَهُوَ خَيْرُ الرِّزْقِ قِيَمٍ ۝

اور جس کی کوئی چیز نہ کر کے اور ان کے سوال کا انہوں نے اس عذاب سے بڑھتی ہوئی آیتیں کرتے ہیں

عذاب کی وجہ سے کافروں کی بد حالی اور ایک دوسرے پر جرم کوٹانے کی گفتگو

ان آیات میں تو اس کے ان کا ایک مضمحل بیان فرمایا ہے جو کافروں کے انہوں کے سوال اور جواب سے متعلق ہے وہیں بھی ہم نے

یہ سے سوجھو ہیں کہ کفر کی سزا سامنے ہوئی اور عذاب کا بدلہ ملنی ہو چکا ہو گا ان سے جو لوگ دنیا میں چھوٹے تھے۔ یعنی کم ہونے کے لوگ تھے اور

اپنے جہوں سے (جن کی دنیا میں بات مانتے تھے) کہیں کے کم نے ہی نہیں بڑا کیا اور کم نہ ہونے کے جو لوگ دنیا میں چھوٹے تھے۔ یعنی کم ہونے کے لوگ تھے اور

کہاں چاہا ان کے لئے اور آج کہ ان پر بھی ایمان آئے ان کے کہنے کے یہ کہیں کے کہنا تھا اور ہمارے سر کیوں منہ حد ہے ہوا اپنی کرنی

ہمارے ذمہ کیوں لگاتے ہو؟ کیا ہم نے انہیں جاہت سے روکا تھا؟ جب تمہارے پاس جاہت آگئی تو تم نے کوئی اور چیز انہیں کی تھی

اور کسی جہرہ اور کہہ دے کام کے کہ تمہیں ایمان سے نہیں روکا تھا کیا تو نہیں ہوا کم نے ایمان قبول کرنے کا ارادہ کیا اور ہمارے انہیں جہرہ

اکراہ کے ساتھ روکا دیا ہوا اپنی آئی ہم پر کیوں لگاتے ہو؟ آیات یہ ہے کہ تم خود ہی کفر ہو۔

یہ جواب کی کہ چھوٹے جہوں سے کہیں کے کم نے تم کو الے کہ جہرہ اور کہہ دے کام کے ساتھ تو ہمیں ایمان سے نہیں روکا لیکن اہل ایمان ان تم

مکاری کرتے تھے اور انکی تدبیریں کرتے تھے کہ ہم ایمان نہ لائیں اور کفر ہے اور ہیں کہ تمہاری جماعت سے نہ تمہیں ہم میں شمار ہے

تھے کہ کم اند کے ساتھ کفر کریں اور اللہ کے لئے شریک جو بڑ کریں تمہاری یہ گفتیں اور تدبیریں اپنا کام کر گئیں اور ہم کفر ہے اور ہے

اور موت آئے تک کفر ہی ہمارے تمہاری ان حرکتوں کی وجہ سے آج ہم اس مصیبت میں پھنسے ہیں دونوں فریق (چھوٹے اور بڑے)











انہیں کی بات میں انورہ و قرآن عطا ہے اسے سنو یہ بھی سمجھو کہ باری عزوجل کے تم اس جیسا کہ تم کہیں لا سکتے اگر تم غور فکر کر کے تو تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ یہ دعوت دینے والا شخص روح القدس ہے وہ تو تم کو ایک سخت خطاب کرنے سے پہلے ارادہ کرتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے چند باتوں کا حکم دیا کہ آپ ان لوگوں سے کہہ دیں: اول یہ کہ تم یہ بتاؤ کہ میں نے تم سے کوئی معاوضہ تو طلب نہیں کیا؟ اگر میں نے تم سے معاوضہ کا کوئی سوال کیا ہوتا وہ مجھے نہیں چاہیے وہ تم ہی رکھو میرا اجر و ثواب تو صرف اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اس نے مجھ سے ثواب دینے کا وعدہ فرمایا ہے وہ مجھے ضرور عطا فرمائے گا اور یہ بھی سمجھو کہ وہ ہر چیز پر اطاعت رکھنے والا ہے جو میری گفتگو میں اس کا بھی اسے علم ہے اور جو تمہاری حرکتیں ہیں وہ ان سے بھی باخبر ہے۔ دوسری بات کہہ دیں کہ میرا آپ حق کو غالب فرمادیتا ہے جس جو حق کے کرتا یا ہوں وہ غالب ہو کر رہے گا لکھا: اللہ تعالیٰ تم اپنی عظمت کو سب کو اللہ عظام الخشب سے اسے پہلے سے سب کچھ معلوم ہے تیسری بات یہ لڑائی کی آپ لڑا رہے کس حق آگیا اور باطل کس کا کام کا رہا یعنی اس کا ذکر قطع ہو گیا فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ: وَلَقَدْ جَاءَهُ الْخُلُوفُ وَزُفِقُوا الْبَاطِلُ بِأَنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَاهِقًا (اور یہ آیت قل: جَاءَهُ الْخُلُوفُ وَزُفِقُوا الْبَاطِلُ) وَاذْكُرْ لِي يَوْمَ إِسْمَاعِيلَ إِسْمَاعِيلَ وَزُفِقُوا الْبَاطِلُ بِأَنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَاهِقًا (اور یہ آیت قل: جَاءَهُ الْخُلُوفُ وَزُفِقُوا الْبَاطِلُ) یاد رکھیں کہ اس کا ذکر قرآن مجید میں ۱۰۹ (۱۰۸) آیتوں میں آیا ہے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ آپ ان لوگوں سے فرمادیتے کہ اگر میں کروا دو چاہوں تو اس کا بدلہ بھی نہ کروں گا میں خود ہیں اور حق ہے جو اس کا شکر ہوگا کروا دو گا اگر تم بھی اس میں کو چھوڑو تو میں بھی کروا دو چاہوں گا اور تمہیں اس کا بدلہ نہ دے گا اس میں نام لیتا ہے اور خانا کو ہے جو عیسیٰ مسلوب الحکیم ہے یعنی میں تو اسی راہ پر ہوں تم اس کے منکر ہو لینا تم کروا دو اور اس کا بدلہ تم پر نہ سے گا اور اگر میں چاہتا ہوں تو اس قرآن کی بدولت میں تم کی دلی میرا آپ میری طرف بھیج دیتا ہے یہ بھی عیسیٰ مسلوب الحکیم ہے مطلب یہ ہے کہ تم ہدایت پاؤ تو تمہیں بھی اسی راہ پر آنا پڑے گا۔ لَنْتَجِدَنَّ قَوْمًا بِهَدَايَةٍ (اے ملک میرا آپ سنئے وہاں ہے بہت نزدیک ہے) میری باتیں بھی مستجاب ہوتی تھیں۔

آخری آیتوں میں حکمران کے لیے امید ہے فرمایا: أُولَئِكَ يُزَادُّونَ غَزَاؤُهُمْ (المن أضر السودة) (اور اگر آپ اس وقت کو دیکھیں جب یہ لوگ ٹھہرا جائیں گے تو پھر چھوٹنے کی کوئی صورت نہ ہوگی اور قرعہ جگ سے پڑا لے جائیں گے اور کہیں کے کہیں اس پر ایمان لائے اور اسی دور سے ان کے ساتھ آجائیں گے یہ حالانکہ وہ اس سے پہلے اس کا انکار کر چکے ہیں اور دوسری دور سے بے تحقیق باتیں پھینکا کرتے ہیں اور ان کے انکار کی آواز دواؤں کے درمیان آ کر دلی جانے کی بادشاہ و تار دہش ڈالنے والے ٹک میں تھے۔

جو فیصل اللہ تعالیٰ سورہ صافات کی تفسیر تمام ہوئی۔

والحمد لله اولا و آخر ابا و اظہار والسلام علی من اوسل طیب و طاهر

☆☆☆ ..... ☆☆☆



## لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ

کے لیے عسرت ہے اور اجر بڑا ہے۔

اللہ تعالیٰ خالق ارض و سما ہے ہر چیز پر قادر ہے  
اس کے سوا کوئی پیدا کرنے والا نہیں اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں

یہاں سے سورۃ فاطر شروع ہو رہی ہے جس کا دوسرا نام سورۃ الملک لگے گی ہے۔ سورۃ الفاطر سورۃ الکہف اور سورۃ سبا کی طرح یہ سورت بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف سے شروع ہے فرمایا کہ سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو آسمانوں کا اور زمین کا پیدا فرمانے والا ہے اس کی مخلوق میں فرشتے بھی ہیں جن فرشتوں کو بھی اس نے پیدا فرمایا اور کاموں پر مقرر فرمایا ان کاموں میں سے ایک یہ کام ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اور اس کے نبیوں کے درمیان پیغام رسائی کا کام کرتے رہے ہیں ان کی تخلیق بھی اور سرای مخلوق کے ملحدہ ہے ان کے دیوار و دیوار ہیں اور وہ ادنیٰ ہیں جن میں بھی ہیں اور چار چار ادنیٰ فرشتے ان بازوؤں کے ساتھ جاتے وراتے ہیں اور جاتے ہیں اور صرف چار بازوؤں پر ہی جھکے ہیں اس سے بڑا بازوؤں کا بھی کبھی کبھار میں ذکر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو وہ بار اصلی سورت میں دیکھا جن کے چھ بازو تھے۔

ہنر مند ہی الخلق ما یشاء اللہ تعالیٰ پیدائش میں جو چاہے بڑا اور فرمایا ہے اور یہ پاداشی کیت اور کیفیت دونوں میں ہوتی ہے مخلوق میں جو کئی کئی نگر آتی ہے اس میں بھی ہے اور اس میں بھی ہے یہ سب محض اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ وَہٰیقٌ (الاشیاء ہر چیز پر قادر ہے)۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ محل شان کی شان رحمت کو بیان فرمایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جو بھی کوئی رحمت کھول دے یعنی لوگوں پر رحم فرمائے اس رحمت کو کوئی روکنے والا نہیں جس شخص پر بھی جس طرح کی رحمت اللہ تعالیٰ بھیجنا چاہے اس پر پوری پوری قدرت ہے کسی بھی مخلوق کی کمال نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو روک دے بعض چھوٹے درجہ کے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے وہ درجہ جتنے اور ترقی کرتے چلے جاتے ہیں جتنے والے ان سے چلتے ہیں 'مسد کرنے والے ان سے مسد کرتے ہیں لیکن کچھ گز نہیں سکتے' اللہ تعالیٰ کی رحمت برابر جاری رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کو جس سے روک لے کسی میں طاقت نہیں کہ اس کو جاری کر دے اور غالب ہے جس کو چاہے اس سے جس سے جو چاہے لیکن اسے وہ غالب بھی ہے اور حکیم بھی ہے جس کو جو کچھ دیتا ہے اور جس سے وہ پس لیتا ہے یہ سب کچھ رحمت کے مطابق ہوتا ہے۔

پھر فرمایا کہ اسے لو کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر جو انعام فرمایا ہے اور جو نعمتیں دی ہیں ان کو یاد کر دو نعمتوں کو یاد کرنے میں ان کا شکر ادا کرنا بھی شامل ہے بے نعمتوں کو یاد کریں گے اور غور کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں لباس کھان پینیں دی ہیں جان بھی دی اور ادنیٰ نعمتات فرمائی ہیں اور زمین و آسمان بھی ملکی و ملکی کمال بھی اور چارواق اور ادنیٰ تو اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کی طرف طبیعت چلے گی اللہ تعالیٰ کی حمدات کی طرف ہی دل اور دماغ متوجہ رہے گا۔

یہ بھی فرمایا کہ تم غور کرو کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور پیدا کرنے والا ہے جو تمہیں آسمان و زمین سے رزاق دیتا ہو اور گھر کے نو کچھ میں آجائے گا اور جتنی طرح پر یہ بات دل میں چڑھ جائے گی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی پیدا کرنے والا نہیں ہے اور اس کے علاوہ کوئی بھی نہیں ہے

ہر شخص جسے مسلمان ہونہ چاہیے اسے شریعت نے ایک ایسا راستہ دکھایا ہے جس پر وہ اپنی زندگی بسر کرے۔ یہ مسلمانوں کے لیے ایک ایسا راستہ ہے جس پر وہ اپنی زندگی بسر کر سکیں۔ یہ مسلمانوں کے لیے ایک ایسا راستہ ہے جس پر وہ اپنی زندگی بسر کر سکیں۔ یہ مسلمانوں کے لیے ایک ایسا راستہ ہے جس پر وہ اپنی زندگی بسر کر سکیں۔

اشارت تو میرے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی کہ آپ کے کافقین آپ کو جھٹلاتے ہیں کہ آپ لو آپ لو اور جھجھکتے ہیں آپ نے اچھا کام ہی کر لیا، محبت تمام کر دی؟ آپ سے پہلے بھی انبیاء کرام علیہم السلام کو جھٹلاتا رہا گیا انہوں نے صبر کیا تو آپ بھی صبر کیجئے سب امور اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہوں کہ میرے کافریں دشمن ہیں کہ وہ آپ کے ساتھ

اس کے بعد تو خیر اور رسالت کے منکرین سے خطاب فرمایا کہ لوگو! اللہ تعالیٰ کا جود وہ ہے کہ قیامت قائم ہوگی اور ایمان اور کفر کا بدلہ دیا جائے گا یہ وعدہ حق ہے پھر پھر اس کو کہہ کر چلے گئے تھے، دیا اہل زندگی کو دھوکا کہ میں خدا کے لالے کا برا بھلا ہوں انھیں اپنی طرف کھینچتا ہے اور آخرت کے مالے سے اور آخرت میں نفع دینے والے کا سوں سے روکا ہے، ایک طرف تو دنیائی کی سبزی ہے دوسری طرف شیطان قہار ہے چھپے گا ہوا ہے اس سے چوکنے اور ہوشیار ہونا اور تہدار دشمن ہے اسے دشمن کی سمجھو وہ انھیں دھوکا دے گا اس کے دھوکے دینے کے جتنے طریقے ہیں ان میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام نکر کر دھوکا دے اور یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم ربی ہے ابھی تو بہت بڑی زندگی ہی ہے یہ کہہ کر لوگوں میں ہول اور ہمتیں کرا ڈالیں تو یہ کہہ کر لے گا حالانکہ خدا کو یہ معلوم نہیں کہ کتنی زندگی باقی ہے اس وقت اس کا ایک آنکلی ہے اور پھر ایمان کے اور بغیر تو یہ کہہ جاتے ہیں شیطان دشمن ہے کہ ہم نے اس کی بات مانی تو وہ پکے دے گا وہ دشمن کو دشمن ہی سمجھ کر دے گا وہ ہر وقت دشمنی میں لگا ہوا ہے اپنی رسالت کو دشمنی کی طرف بلاتا ہے پھر اپنا دھوکا دے گا لہذا انسانوں کو بہت ہی بیدار مغفوری کے ساتھ زندگی گزارنا لازم ہے۔

اس کے بعد اہل کفر کا مذاب اور اہل ایمان کا ثواب بیان فرمایا اور شاہد کیا کہ جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے عنت عذاب ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ میں مشغول ہوئے ان کے لیے مغفرت ہے اور جزا ہے۔

أَلَمْ يَنْزِلْ لَهُ سُوْرَةٌ عَلَيْهِمْ قِرْآنًا ۖ وَلَئِنْ أَلَّاهُ يَفْضِلُ مَنْ

ہر ایک جس شخص کے لیے اس کا عمل چاہتا ہے کہ وہ ایک خاص کام کرے اس شخص کو اپنا چھوٹا بھائی سمجھنا چاہیے۔

يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَلَا تَذْهَبَ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْعُونَ ﴿٥٠﴾

چاہتا ہے کہ اس کی سرسختی کرنے کی وجہ سے آپ کی جان نہ جالی رہے۔ تاہم جو کام ہو لوگ کرتے ہیں اللہ غیب جانتا ہے۔

وَاللَّهُ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيحَ فَثِيرُهَا فَسُقْنَةُ إِلَى بَلَدٍ مَّيَّتٍ فَأَحْيَيْنَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ

اور اللہ وہ ہے جس نے ہواؤں کو گھنٹا دیا اور اٹھوٹی چوٹی پہاڑ کو بھریم نے اسے ایسے قطعہ زمین کی طرف دیا جو شک تھا بھریم نے اس کے ارد گرد زمین کو

فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ إِذَا دُخِرَ كُذِّبَ الْخُشُوعَ ۝

\_\_\_\_\_



برے عمل کو اچھا سمجھنے والا اچھے عمل والے کے برابر نہیں ہو سکتا

اللہ تعالیٰ سب کے اعمال کو جانتا ہے

یہ دو باتیں کا ترجمہ ہے پہلی آیت میں یہ بتایا کہ بہت سے لوگ برے عمل کرتے ہیں کفر اختیار کئے ہوئے ہیں اور شیطان نے ان کے دل سے حق سے دور کرنے کی کوشش کی کفری کوہر اللہ تعالیٰ کی توفیق کی ان کے سامنے اچھا کر کے پیش کیا ہے جس کی وجہ سے کفر کو اور برے اعمال کو اچھا سمجھتے ہیں اور ایمان سے دور اعمال معاملہ سے بچتے ہیں اور اس کو کھینچ جاتے ہیں اور شافریا بھی انھیں جس کے لیے برے اعمال کو حق بنی بنا دیا گیا اور اس نے برے اعمال ہی کو اچھا سمجھا دیا ہو کیا یہ شخص اور وہ آدمی دونوں برابر ہو سکتے ہیں جو برے اعمال کو برا جانتا ہو اور اچھے اعمال کو اچھا سمجھ کر اپنی زندگی میں اختیار کیے ہوئے ہو۔ یہ استہمام اللہ کی ہے مطلب یہ ہے کہ جس کے لیے برے اعمال کو اچھا کر دیا گیا اور اس نے برے عمل کو اچھا سمجھا لیا یہ شخص اور اس کا مقابلہ وہ شخص جو برے اعمال کو برا اور اچھے اعمال کو اچھا سمجھتے ہو دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ فَإِنَّ اللَّهَ يُجِزِلُ فِرْئَافَهُمْ وَيُجْزِلُ فِرْئَافَهُمْ (پس اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے کمزور کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے جاہل بنا دیتا ہے)۔

فَلَا تُلَاقِيَهُمْ خَيْرٌ لَّهُمْ خَيْرٌ لَّهُمْ (سو ان پر حرمیں کرنے کی وجہ سے آپ کی جان نہ جاتی رہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی جی حرم بھی کہ ساری امت دعوت سلطان ہو جائے لیکن انھیں کی طرف سے ٹکڑے بھی اور جتنا اللہ اور اس سے آپ کو ربیع اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان لوگوں پر اسوں کر کے آپ کی جان نہ جاتی ہے جیسا کہ سورۃ اشعرا میں فرمایا: لَسَلَّاتُ سَابِغَ لَسَلَّاتُ ان لا یجوزوا فو امین (کیا یہاں ہونے کو ہے کہ آپ اپنی جان کو اس سے ہلاک کر دیں کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے)۔ پھر فرمایا إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ (چاہے اللہ ان کے کاموں کا خوب علم ہے اور اسے علم وحکمت کے مطابق بدلے گا) دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کی شان و کرامت جان لرائی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انھیں کو بھیجتا ہے یہ انھیں بادلوں کو ان کی بنیادوں سے جاتی ہیں پھر ان بادلوں کو اللہ تعالیٰ مردہ یعنی تنگ زمین کی طرف بھیج دیتا ہے وہاں جا کر پانی برساتے ہیں جس سے خشک زمین زندہ ہو جاتی ہے تم اس پھر اس پر ہوتا ہے جو زمینوں کے کام آتا ہے انسان اپنی ضرورت کی چیز اور کے لیے زمین میں کچھ ڈالے ہوئے ہوتے ہیں ہارٹ ہونے سے کمیتیں نکلتی ہیں اور قدر ضرورت بلند ہوتی ہیں پھر وہی جی پانی نکلتی ہیں جن میں دانے ہوتے ہیں یہ دانے پختے ہیں پھر کھجک کالی جاتی ہے پھر سورہ راتانک ایک ایک جاتا ہے پھر بادلوں کو بھیج کر پکاتے ہیں اور کہتے ہیں آیت کے علم پر جو کھدکات السَّعْدُ ہے اس میں ایک حریف قادم کی طرف اشارہ فرما رہا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ مردہ زمین کو زندہ فرماتا ہے اسی طرح تم لوگ اور مردہ زمین کو قبروں سے نکالو گے۔

فَمَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلْيَلْهِ الْعِزَّةَ جَمِيعًا ۚ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْفُجْرُ الطَّاسُخُ يَرْفَعُهُ ۚ

جو شخص عزت حاصل کرنا چاہے وہ ساری عزت اسی کے لیے ہے اللہ کلمات نیک کی طرف لے جاتا ہے اور نیک عمل نہیں ہٹ کر رہتا ہے

وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۚ وَمَثَرُ أُولَٰئِكَ هُوَ يَنْبُورٌ ۝ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ

اور لوگ نیک مکر کرنے والے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اور ان کی توجہ رہا ہو گی۔ اور اللہ نے تم کو علی



ہے کہ وہ ان لوگوں کے اعمال و کلام کو مدنظر رکھتا ہے جسے جس قسم کی عزت ملنی کو چاہیے۔

وَالَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ لِلْهَيْبَةِ اللَّهُمَّ عَذَابُ خَبِيرَةٍ (اور جو لوگ یہ تدبیریں کرتے ہیں جن کے لیے عذاب خطاب ہے اس میں ان لوگوں کے لیے عذاب ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں اور آپ کی دعوت کو نہ کئے کے لیے منظور کرتے ہیں) ایک مرتبہ وہ لوگ جمع ہو کر یہ منظور کرنے لگے کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟ آپ کو قید کر دیا جائے یا قتل کر دیا جائے یا کہ مظلوم سے نکال دیا جائے جسے جو اعراب کی آیت کریمہ: **وَأَمْ يَسْتَكْبِرُونَ لِلْهَيْبَةِ خَبِيرًا** (اور مظلومات کو خیر بخواتین میں جان فرما دیتے۔

وَمَكْرًا نَوَيْتُمْ أَنْ تَبْغُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ أَمْ يَكْمُلُ إِلَيْكُمُ الْإِسْلَامُ وَالْأَنْبِيَاءُ وَالْأَفْئِدَةُ (اور ان لوگوں کی تدبیر یہ رہی کہ آپ کے خلاف تدبیریں کرنے والے غزوہ بدر میں مقتول ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے مستحق پہنچائی قانون بنادیا **لَا يَحْضِلُ خَطْبُكُمْ** (اور یہی تدبیریں کا وہاں انہیں لوگوں پر چڑتا ہے اور ان کی تدبیریں کرتے ہیں) اب صاحب عقل و فہم کو یہ پتہ لگنے لگا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی شانِ خالقیت بیان فرمائی: **وَاللَّهُ عَالِمُكُمْ مِنْ تَوْبَاتٍ** (اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں مٹی سے پیدا فرمایا) یعنی اب اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام کا پکا نامی سے پایا جس میں مدح چھوٹی چونکہ ان کی تخلیق میں ان کی ساری کمالی تخلیق مضمر تھی اس لیے ان کی ساری کمال کے بارے میں فرمایا کہ ان سے تمہاری تخلیق فرمائی پھر چونکہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے درجہ ہوتا رہا ہوتا ہے اس لیے **لَمْ يَكُنْ مِنْ لَفْظَةٍ** بھی فرمایا یعنی کسی سے تمہاری تخلیق فرمائی اس کے بعد تمہاری پیدائش کا سند اس طرح ہماری فرمایا کہ مرزا کا عذاب موت کے گرم ش میں جاتا ہے مگر اس سے نشان پیدا ہوتا ہے **لَمْ يَجْعَلْكُمْ** (اور تمہیں جڑ سے جدا و الٹنی ہو گئی ہے) فرماتے اور تمہیں بھی بھائی ایک اور سے کی تدبیریت کرتے ہیں اور ان سے اللہ پیدا ہوتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی صلیت علم بیان فرمائی کہ **وَمَا أَفْعَلُ مِنْ شَيْءٍ وَلَا تَفْعَلُ إِلَّا بِعِلْمِهِ** جس کی بھی موت کو اکل قرار پایا ہے اور جو بھی کوئی موت پر پہنچی ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہوتا ہے **وَمَا يَعْزُتُ مِنْ عَذَابِهِ وَلَا يَخْصُصُ مِنْ عَذَابِهِ إِلَّا مَنْ يَحِبُّ** (اور جس کی مرزا یہ کہ جاتی ہے اور جس کی عمر کم کر دی جاتی ہے وہ سب کتاب میں ہے) یعنی جس کی مرزا یہ مقرر کی گئی اور جس کی عمر دوسروں کے مقابلہ میں کم مقرر کی گئی یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے لوح محفوظ میں لکھ دیا ہے۔ **إِنْ ذَلِكُمْ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ** (یا اللہ یہ بات آسان ہے) یعنی لوح محفوظ میں انہوں کی تخلیق سے پہلے ہی ان کی عمروں کی کی پیشی لکھ دیا یہ اللہ تعالیٰ کے لیے بالکل آسان ہے کیونکہ اسے دل سے ایک نکتہ پر پہنچ کا کام ہے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ هَذَا عَذَابٌ مُرْتَبِعٌ مُرْتَبِعٌ لِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (اور وہ سمندر برابر نہیں یہ عذاب ہے چاروں بجائے وہ آسان ہے ان کو عذاب اور جو عذاب ہے کہ وہاں ہر ایک میں سے تم تارو

لَيْتَ صَوْرَتًا لِمَا تَسْتَخْرِجُونَ مِنْهُ لِيُقَرَّرَ إِلَيْكُمْ فِيهِمْ مَوَازِينٌ لِيُتَعْلَمُوا مِنْ قَضَائِهِ

کو متعجب نہ ہو کہ اس سے جو ذرہ سے کہہ سکتے ہو اور اس سے عذاب و مستحکم کہ لکھا ہے کہ وہی کو چھوڑتی ہوئی جلی جاتی ہے کہ ان سے اس سے

وَلَعَلَّكُمْ تَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٠﴾ يُؤَلِّجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُؤَلِّجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّفْسَ وَالْقَمَرَ ﴿٢١﴾

اور ان کو اور تاکہ تم غور کرو کہ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں اور اس سے سورج کو اور چاند کو کھلا کر دیکھا

كُلُّ يَجْرِي إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ ذَٰلِكُم مَّا رُبَّمَا تَهْتَكُونَ ۚ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا

برایہ مقررہ وقت کے لیے چلتا ہے۔ یہ وقت سب سے تھوڑا اسی کے لیے ملے گا۔ یہ دور اسی کے ساتھ نہیں گزرتا کہ وہ سوچے کہ

تَمْلِكُونَ مِنْ قُلُوبِهِمْ ۚ إِنَّ تَذَعُوهُمْ لَوْ يُسْمِعُوا دُعَاءَكُمْ ۖ وَلَوْ يَعْلَمُوا مَا اسْتَشَارُوا لَكُمْ ۚ وَيَوْمَ

ظہور کے چمکے تے بارش کی امانت رکھیں، مجھے، انور محمد کو کاہلہ قہاری کا بھیجیں جس سے ہرگز اس کی قہاری ہوتے نہ جائیں گے نہ جاسکتے

الْقِيَمَةُ يَكْتُمُونَ بِشُرُكِكُمْ ۖ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ۝

The United States of America

سمندر کے سفر کے فوائد اور جان سہولت کی تسخیر کا بیان، مشرکین کو تہذیب کے تہوارے مقبول  
تخصیص کے خصلے کے برابر بھی کسی چیز کے مالک نہیں

سند بھی انہی اہل حق کی حقوق ہے بعض سند رقمہ پانی کے ہیں ان کا پانی پینا تو خوب چھٹھا اور شیریں ہوتا ہے جو پراس کو بھجوا ہے اور

اس کا ہلی گئی آسانی کے ساتھ گھٹے میں تر ہوتا ہے اور بعض مسندو ایسے ہیں کہ ان کا ہلی بہت زیادہ مشکل اور شور ہے وہ یہاں نہیں جاسکتا

[illegible][illegible]

کرتے ہیں پھر انہیں پکا کر لوہا ل کر کھاتے ہیں بعض حضرات نے تھیل کے ساتھ پتھروں کا بھی ذکر کر دیا ہے۔

۱۰۔ بھانک کا ایک نسخہ یہ کتابا کرتی تھیں کہ اس سے موٹی ہو جائیگی، غیر ضروری ہے کہ ان کے پیٹنے کا استعمال

کے طریقے مختلف حالات میں مختلف پائے جاتے ہیں۔

ان کے بعد کیاں باغ و بہار میں ان کے کامیاب اور پیمانے کے مستند عمل کیاں باغ و بہار میں ان کے کامیاب اور پیمانے کے مستند عمل کیاں باغ و بہار میں ان کے کامیاب اور پیمانے کے مستند عمل

تکلیف کی بجائے فائدے اور طرح طرح کے منافع حاصل ہوتے ہیں اور اس میں ہر ایک کو حصہ دے جاتے ہیں۔

بہت سی ایسی چیزیں ہوتی ہیں جو کھانے پینے اور دیگر ضروریات میں استعمال ہوتی ہیں ایسی کئی دواؤں کا لیسٹ اسٹور امین فصلہ تاکر قائد کے

مطلق کو تلاش کرو اور جب اس کی نعمتیں استعمال کرو تو اس کا بھی ذکر غرض اس کی یاد دہانی فرمائی۔ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔

پھر فرمایا: "انسان جس ذات کو کھورات جس ذات کو کھاتا ہے اس ذات سے ملتا ہے۔" یہ ہم کو بتا رہا تھا کہ جو کچھ کھاتا ہے اور کس سے کھاتا ہے، اس سے ملتا ہے۔

کے لئے جو وہ میسر فرما سکیں، کے خلاف نہیں لگے۔

ان کی یہ بات، اگر اہل فلسفہ کو بھی مقررہ مدت تک ای طرح چاڑی رہے گی جس طرح احمد نے مقررہ فریادی اور مقررہ مدت سے ایم

نیا امتحان ہے۔

---







لکھان میں سے بعض کی تصویریں اور صورتیں جو ان کے سامنے والوں میں رہائے ہوئے ہیں وہ تو انکی تصویریں ہیں انشاء تعالیٰ کا کوئی  
کی باتیں ہو سکتا خوب سمجھا چاہئے۔

چامنا . . یہ فرمایا کہ اگر یہ لوگ آپ کی کذب کریں تو یہ کوئی حجب کرنے اور مجبور ہونے کی بات نہیں ہے کہ تک آپ سے  
پہلے بھی انبیا کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام آپ کے ہیں ان کی باتوں نے انہیں جھٹلایا حالانکہ وہ حضرات ان کے پاس کھلی کھلی دیکھنے کے پہنچے  
صحیفے لے کر آئے یہی کتابیں اسی لئے ہیں جو ذات انجیل، مجبورہ لیکن جنہیں ماننا تھا انہوں نے نہ مانا اگر یہ لوگ آپ پر ایمان نہیں  
لائے تو کوئی حجب کی بات نہیں ہے۔

چامنا یہ فرمایا کہ میں نے کافر اس کو بکرا لیا یعنی ان کو عذاب دے دیا اور حریہ فرمایا لیکن عذاب خداوندی نہ سنبھرا کہ طور کر لو  
میرا عذاب کیا تھا۔ اس میں ظالمین کو سمجھ رہے کہ کھلی باتوں پر کذب کی وجہ سے عذاب آ جا رہا ہے یہ عذاب میرا تھا کہ تم اس کے  
بارے میں ان ظالمین کو کہو نہ کچھ علم بھی ہے لہذا عبرت حاصل کریں اور غور کریں کہ ان کا کیا انجام ہوا اور یہ کہ یہی انجام ہمارا بھی ہو  
سکتا ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۖ فَأَخْرِجْنَا بِهِ شَجَرًا مَّخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا ۚ وَمِنَ الْجِبَالِ

ابے صاحب کیا تجھے علم نہیں کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا اور ہم نے اس کے ذریعہ پھل نکالے جن کے رنگ مختلف ہیں، اور جہاں کے

جَدِّدٌ يُفْضِلُ ۚ وَخُمُرٌ مَّخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا ۚ وَغَرَابِيبُ سُودٌ ۚ وَمِنَ النَّاسِ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ

مختلف ہے، چمچ ہیں اور سرخ ہیں ان کے رنگ مختلف ہیں اور ان میں کرے یہ رنگ بالکل اسی ہیں اور ان میں اور بھی ہیں اور ان میں اور بھی ہیں

أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ ۚ إِنَّمَا يُخَشِى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَاقَا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ۝۱۰۱

انہی کے رنگ مختلف ہیں اسی طرح اللہ سے وہی بدستور ہے جن کو ہم دالے ہیں یہ رنگ اللہ تعالیٰ غفور ہے ۱۰۱ آیت ہے۔ ہا قمر جو لوگ

يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً

انہی کی کتاب اللہ پڑھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ہم نے انہیں کھانا ملا جلا جس سے لڑائی کیا جائے سے اور پھر یہ لوگ انکی قوم کی امید رکھتے ہیں

لَنْ تَبُورَ ۚ لِيُؤْفِقَهُمْ أَجُورُهُمْ وَيَبْزِيَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ ۝۱۰۲ وَالَّذِي أَوْحَيْنَا

جو کہی جا کہ تیرا کہی کہ ان کو اب نہیں ہرے اور مصلحت سے اور زیادہ سے اور شکر خوب رکھتے ۱۰۲ آیت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے اور یہ کہ آپ کو ہم

إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ ۝۱۰۳

تو آپ کو اس حق کی خبر ہے، اسی میں ہے جو ان کتابوں کی خبر کرنے والی ہے جس سے پہلے بھی یہ خبر دے چکے ہیں ان کی پہلی خبر رکھنے والے خوب سمجھنے والے ہیں۔

ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَى الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۖ فَمِمْتَنَّا كَلِمَاتٍ لِّنَفْسِهِ ۚ وَمِنْهُمْ

پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا دے دیا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے چنا یا چاہا جس سے ہم نے یہی خبر دے چکے ہیں ان کی پہلی خبر رکھنے والے ہیں ان کی پہلی خبر رکھنے والے ہیں ان کی پہلی خبر رکھنے والے ہیں





ہو گی اسی قدر اپنے خالق و مالک سے دورے کہ ہر معاشی سے باز رہے گا یاں اگر کوئی شخص صوم سے ہٹے بھی اپنے نفس کا تباہ کر دے اور گمراہی اور گناہ کا حال اللہ تعالیٰ کو ثابت نہ ہو۔ **فَمَنْ فَعَلَ مِثْلَ هَذَا فَمَنْ أَتَعْلَمُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَذَابَهُ**۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بے عمل ہو گئے تھے اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے بھی تھے آپ نے فرمایا: **وَاللَّهِ فَمَنْ لَا عِلْمَهُ كَمِ اللَّهُ وَتَعْلَمُهُ لَهُ** (اور اللہ تعالیٰ جس سے علم نہ تھا وہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہے اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے بیزگار ہوں)۔

آیت کے آخر میں فرمایا: **إِنَّمَا اللَّهُ غَوَىٰ عَنْ خَلْقِهِ** (اور اللہ تعالیٰ اپنے مخلوق سے غیب بخشے والا ہے)۔

اس کے بعد ایک بندوں کی تحریف فرمائی اور ان کے بارے میں کہا کہ اگر کوئی اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور روزِ قائم کرتے ہیں اور پشیدہ اور غلطی پر عمل نہ کرے ہونے والے سے غرض کرتے ہیں یہ لوگ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی بھی ہلاکت نہ ہو گی ان کی مہارتوں کے اجور اللہ تعالیٰ انہیں پورے پورے عطا فرمائے گا (جانی مہارتیں ہوں یا مالی) اور انہیں اپنے فضل سے مزین عطا فرمائے گا اور یہ بخشے والا بھی ہے کی کوئی کو سوا اللہ تعالیٰ کے اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے بیزگار ہوں ان کی کمرے کے عطا فرمائے گا ایسی تجارت میں گننے میں نفع عظیم ہے جس کے چاروں نے کاغذ و قلم میں اور نقصان کا اندیشہ نہیں۔

اس کے بعد قرآن مجید کے بارے میں فرمایا کہ ہم نے جو کچھ آپ کو بتائی تھی ہے وہ حق ہے ان کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے نازل ہوئی تھیں یا اللہ تعالیٰ نے بندوں کی پوری طرح غور کی تھی وہاں ہے پوری طرح دیکھتے والا ہے

اس کے بعد ان بندوں کا تذکرہ فرمایا جنہیں اللہ تعالیٰ نے کتاب عطا فرمائی ان کے بارے میں **إِنَّ اللَّهَ يَخْتَصُصُ مِمَّا يُؤْتِي عِبَادَهُ** جس میں یہ بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں لکھی ہوئی اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ ہے (خداوند کے اعتبار سے اس نے اپنی مشیت کا ارادہ کیا) اور یہ شرطیں ہیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مختار قرآن کی نکتہ عطا فرمائی پھر اس نے کسی شخص کے بارے میں یہ خیال کیا کیا اسے مجھ سے افضل چیز عطا کی گئی ہے اس سے سب سے بڑی نعمت کو اختیار جانا۔ (فیض اللہ بر شرح لطائف الصالحین ج ۱ ص ۵۵)

پھر ان کی قسمیں بتائیں کہ ان میں بعض وہ ہیں جو اپنی جانوں پر فحش کرنے والے ہیں یعنی کہ انہوں میں مشغول رہتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو جو سوچا وہ سب کے لوگ ہیں اور بعض وہ ہیں جو ان اللہ تعالیٰ میں آگے بڑھے ہوتے ہیں یہ وہ حضرات ہیں جو گناہوں سے بچتے ہیں اور انہیں وہ اجابات کے علاوہ دوسرے نیک کاموں کا بھی انجام کرتے ہیں۔

**فَلَمَّا كُنْتُمْ خَوَافَ الْفُلْجِ الْكَبِيرِ** (یہ اللہ کا بڑا افضل ہے) معلوم ہوا کہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عطا فرمائی ہے ان میں جو لوگ انہیں ان میں ان کا بھی ان کا کرنا چاہیے ان کے گناہوں پر نظر نہ کریں بلکہ اللہ کے فضل کو دیکھیں اس نے انہیں اپنی کتاب دے کر افضل کثیر سے نوازا ہے۔

ختمِ تفسیر میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تین قسم کے لوگ ایک ہی مرتبہ میں ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے نوازے ہوئے ہیں اور یہ سب جنت میں ہوں گے۔ (مالی تفسیر سورۃ طہ میں ختمِ تفسیر)

حضرت عمرؓ نے آیت **وَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِمْ** پر چوتھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا: **سَابِقًا صَالِحًا مَقْصُودًا نَاجٍ وَفَالْعَادَا مَغْلُوبًا**۔ یعنی ہم میں جو آگے بڑھتے ہیں وہ (انہیں وہاں اور پیش اور جات میں) آگے بڑھنے والے ہیں اور جو حواسِ غلبہ کے ہیں اور نہایت ہارنے والے ہیں اور جو غلبہ میں ہیں ان کی مغفرت ہو جائے گی۔

اور حضرت ابو الدرداءؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی اور بیان کیا کہ جو سابق یا اخیرات ہو گا وہ



أَوَلَمْ نَعْتَبَرْكُمْ مَا بَدَأْنَا كَرَفِيفًا مِّن تَذَكُّرٍ وَجَاءَكُمْ الذِّكْرُ فَقَدُوا أَفْئِدًا لِلظَّالِمِينَ مِّن تَعَذُّرٍ

یا تم نے جسے انکی عمریں دلی گئی تھی میں نے دیکھی تھی کہ تم کو کتنا چاہتا تھا تذکرہ۔ پھر ان کے ذمے آئے اور انہوں نے اپنے آپ کو سہارا بنا لیا اور ان کے لئے توفیق دیا کہ وہ توبہ کریں۔

دو چیزوں کو نہ سموت آئے گی نہ ان کا عذاب بلکہ کیا جائے گا نہ اس میں سے کبھی نکلیں گے

اہل البیان کا انتقام واکرام بیان فرماتے کے بعد اہل شرک کی سزا بیان فرمائی اور ان کے لئے عذاب کی آگ میں داخل ہونے اور اس میں ہمیشہ رہنے کا ذکر فرمایا۔ ان کے بارے میں یہ فیصلہ ہو گا کہ مر جائیں اور نہ ان کا عذاب بلکہ کیا جائے گا۔ کہ مذلت نفعی کھلے کھنڈہ اسی طرح ہم کو کھڑکھڑا دیتے ہیں مگر فرمایا کہ اب اہل شرک و عذاب میں مبتلا رہیں گے عذاب ہوں گے وہ وہیں گلیں گے اور چلائیں گے اور بارگاہِ خداوندی میں درخواست پیش کریں گے کہ ہمیں اس سے نکال دیجئے ہم پہلے جو عمل کیا کرتے تھے اب ان کے عذاب میں کھل کر رہیں گے یعنی آپ کے حکم کے مطابق جلیں گے اور اہل ایمان کے لئے عذاب میں مبتلا نہ کیا گیا ہے بلکہ ان کی عمریں دلی گئی تھیں جس میں نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت حاصل کر لیتا اور توبہ کر دیتا ہے اس بارے میں آقا بھی آقا تھانہ تم نے اپنی عمر کو نکلیا میں لکھا کہ نہ عذاب کی طرف سے کیجئے نہ رسول اور نبی کی بات دلی جس نے تمہیں بھلا دیا اور اس مصیبت سے ادا دیا جس میں تم آج جھک رہے ہو توبہ اب عذاب ہو نہ ہو بلکہ انہوں کے لئے کوئی نیکو کار نہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے لئے کوئی عذاب دیا نہیں رکھا جس کی عمر میں اتنی آگلی دے دی کہ ساٹھ سال تک پہنچا دیا۔ (رواہ الطبرانی کمالی مشکوۃ المصابیح ص ۳۵۰)

اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایک چادر نے دو لایس چادر سے لگا کر ساٹھ سال کی عمر دے لیا ہے؟ (ابن کثیر فرمایا) نہیں اور میرے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَٰؤُلَاءِ هُمْ يَحْكُمُونَ بَيْنَكُمْ وَلَٰكِنَّ أَكْبَرُ بَيْنَهُمْ وَمِنَ اللَّهِ حُكْمٌ يُنْزَلُ** (سورۃ النساء ص ۵۸)

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ غَيْبِ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٣٥﴾ هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُم

اور اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اور زمین کے غیب کے علم کا جاننے والا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی باتوں کا جاننے والا ہے۔ وہی ہے جس نے تمہیں زمین و آسمان

خَلَقَ فِي الْأَرْضِ فَمَنْ نَعَرَ فَعَلَيْهِ نَعْرُهُ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ تَكْفُرَهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا

پہلے لوگوں کے پیدا کر دیا۔ سو جو شخص کفر اختیار کرے اس کا کفر ہی بڑھ جائے گا اور ان کے لئے ایک عذاب ہے جو ان کو عذاب ہے

وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ تَكْفُرَهُمْ إِلَّا خَسَارًا قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ

اور کافروں کے لئے ان کا کفر صرف شمار ہی میں اضافہ کرتا ہے۔ آپ فرمادیجئے کہ تم جنہیں اللہ کے سوا پوجتے ہو ان کا حال بتاؤ۔

أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمُوتِ أَمْ آتَيْنَاهُم كِتَابًا فَمَنَعُوا عَلَيَّ يَدَيْهِمْ

مجھے دکھا دیں انہوں نے زمین کا کون سا حصہ پیدا کیا کیا انہوں میں ان کا کوئی ساتھی ہے کیا ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے کہ جاس کی نہ مکمل پر قائم

يَوْمَهُ يَكُنْ اِنْ يَجْعَلِ الظَّالِمُونَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اِغْوَارًا ۝ اِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضَ اَنْ

ہوں۔ یہ بات یہ ہے کہ ظالموں نے آپؐ کو دوسرے کفر کی باتوں کا دھوکہ دے رہے ہیں۔ بلاشبہ آسمانوں کو توڑ دینا ان کے ہاتھ سے ہے کہ ان کی

تُرْوَا ۝ وَلَئِنْ زُلْزِلَتْ اِنْ اَمْسَكْنَاهُمْ مِنْ اَحَدٍ قَوْمٍ يُعَذِّبُ ۝ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيًّا غَفُورًا ۝

نہ جاسکے اور اگر وہ کسی چاہیے تو اس کے سوا ان دونوں کو کوئی بھی تھامنے والا نہیں۔ بلاشبہ وہ ہم سے غور ہے۔

کفر کا وبال اہل کفر پر پڑے گا۔ کافر آپس میں ایک دوسرے کو دھوکہ دیتے ہیں  
آسمانوں اور زمین کو اللہ تعالیٰ ہی روکے ہوئے ہے

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی صفت علم و قدرت کو بیان فرمایا ہے۔ اور مشرکوں اور کافروں کی گمراہی اور بد حالی بیان فرمائی ہے اور یہ  
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو آسمانوں کی اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کا علم ہے یعنی جو چیزیں مخلوق کے علم سے غائب ہیں وہ ان سب کو اپنی طرف  
جاتا ہے۔ دوسرے فرمایا کہ ہولوں کی باتوں کو جانتا ہے۔ سوم یہ فرمایا کہ تم کو ان کو ان سے زمین میں خلیفہ بنایا ہے یعنی تم سے پہلے جو لوگ زمین  
میں رہے اور مرنے چکے ان کے بعد تمہیں بسایا۔ سارے آسمانوں پر لازم ہے کہ اس کا کفر ادا کریں اس کی ذات وصفات سے اس کے نبیوں  
اور انہوں پر ایمان لائیں لیکن لوگ اکثر کفر اختیار کیے ہوئے ہیں۔ لیکن کھلو علیہ تکلفاً (سو جو شخص کفر اختیار کرے گا اس کے کفر کا  
وبال ہی ہے کہ گویا ہرگز نہ نکھرے گا۔ لیکن ہم ہند و نھم الا مقلد اور کافروں کا کفر ان کے حق میں سحر ہے جس کا سب سے بڑا ضرر  
یہ ہے کہ ان کا سب ان سے ناراض ہے اور جیسے جیسے یہ لوگ کفر میں آگے بڑھتے ہیں بڑا پرہیزگار عالم مل جھکے گا۔ تاریکی بڑھتی چلی جاتی  
ہے۔ کافر خواہے کیجئے ہوں کہ ہم نہ بے نفع ہیں جس مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کا کفر ان کے لیے سزاوارش انا فاقہ کا عت و فنا چاہا جا رہا ہے۔

بار فرمایا کہ یہ جو لوگوں نے اللہ کے شریک بنائے ہیں جن کی پوجا کرتے ہیں اور جن کو پکارتے ہیں ان کے بارے میں ان سے  
اور پالت کیجئے کہ ان کا کیا حال ہے انہیں جو تم نے معبود بنایا ہے ان میں کوئی ایسی صفت نہ کھدنگی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ خلق مہلات کیجئے  
کئے انہوں نے زمین کو ان ماحصل پیدا کیا ہے؟ کیا آسمانوں میں ان کا کچھ سا بھاء ہے اس میں سے کوئی بات نہیں ہے۔ از میں اللہ کی  
ہے جس پر رہتے ہیں۔ ہوا آسمان اللہ کے ہیں جن کے پہلے زندگی گزارتے تھے یہ سب کچھ جانتے ہوئے خیروں کی مہلات کرتے ان کی  
بکھار دی ہے۔

فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّكْفُرُ بِاللَّهِ عَلَىٰ نَبِيٍّ ۚ فَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۚ اِنَّ اَنْ يَّجْعَلِ الظَّالِمُونَ بَعْضُهُمْ  
مَطْلَب یہ ہے کہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے جس کی وہ سے شرک اختیار کرنے کو درست سمجھتے ہیں۔ بَلٰ اِنْ يَّجْعَلِ الظَّالِمُونَ بَعْضُهُمْ  
بَعْضًا اِلَّا غُرُورًا ۚ شرک کے درست ہونے کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ ظالم لوگ آپس میں ایک دوسرے سے  
دھوکہ کی باتوں کا دھوکہ دے رہے ہیں لیکن ایک دوسرے کو شرک پر بھارتے ہیں اور تو قید پر نہیں آتے دیتے اور شرک میں قائم رہتا ہے کہ ایک  
دوسرے کو دھوکہ دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ باطل سمجھو ہماری سفارش کریں گے۔

اس کے بعد اللہ نے مشائخ کی قوت کا ہر ایک کو دھوکہ دیا۔ بیان فرمایا کہ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو اور زمینوں کو کھاتے ہوئے ہے  
ان کی جو کچھ مقرر ہے وہ ان سے نہیں مل سکتے (اسے چھوڑ دی میں رہتے ہیں اور اگر بغرض اپنی مشورہ چاہے کہ چھوڑ دیں تو ان کے خدا کو کوئی ان کو

قد نہیں سکتا آسمان اور زمین ہی کی مخلوق میں اس نے ان کی جگہ مقرر فرمائی ہے کسی کو ان میں ذرا سے تصرف کا بھی اختیار نہیں ہے وہی ان کی حفاظت فرماتا ہے وہی ان کا مالک ہے ان میں جو چیزیں ہیں وہ ان کا بھی خالق و مالک ہے ہر اس کے علاوہ دوسرا کوئی منتحق مبادت کیسے ہو سکتا ہے۔ اِنَّكَ كَانْتَ عَلِيْمًا خَفِيًّا (بے شک وہ علیم ہے) خطاب اپنے میں جلدی نہیں فرماتا غور فرمائی ہے سب کچھ صاف کرنے والے ہے۔

آسمان و زمین کے تقاضے کی نظر میں یہ جو عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں کی جگہ مقرر فرمادی ہے اس کے علاوہ دوسری جگہ منتحق نہیں ہو سکتے اس معنی کو اپنے سے آسمان اور زمین کی حرکت کے بارے میں کوئی اشکال نہیں رہتا وہی جگہ میں رہتے ہوئے حرکت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مقرر فرمائی ہے (دونوں حرکت کرتے ہوں یا ایک حرکت ہو حسب ما یسلول اصحاب الفلستہ القدیمۃ والحلیفہ) ہر مال اللہ تعالیٰ کی مقرر فرمادہ چیز رہتے ہیں۔

وَأَقْسَمُوا بِأَنَّهُمْ جَهَنَّمَ آتِيَانِهِمْ لَئِنْ جَاءَهُمْ نَذِيرٌ لَّيَكُونُنَّ أَهْدَىٰ مِنَ الْإِبِلِ الْأُمَمِ ۖ فَلَمَّا

وہاں لوگوں نے قسمیں کیں کہ اللہ تعالیٰ تم کو آگ جہنم پہنچائے گا اگر تم سے کوئی نذرانہ آئے گا تو دوسری قوموں کے مقابلہ میں تم لوگ گمراہ و گمراہی کے لوگ بن جاؤ گے

جَاءَهُمْ نَذِيرٌ مَّا رَادُّهُمْ إِلَّا نَارُ ۚ فَلَمَّا أَتَتْهُمُ النَّارُ فِي الْأَرْضِ ۖ وَكُتِرُ السَّيِّئِ ۚ وَلَا يَجِئُ

آگ ان کے پاس نہ آگے نہ آگے تو ان کی حرکت زیادہ ہو گئی۔ زمین میں بکھر گئے اور ہی تنہا کی جگہ سے اور ہی تنہا

الْمَكْرُ السَّيِّئِ إِلَّا بِأَمْرِهِ ۚ فَبِمَلْ يُنْظَرُونَ ۚ الْأُسْتُ الْأَوَّلِينَ ۚ لَكُنْ تُجِدُ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۚ

کا مال ان کا ہے جو کام کرے گا یا نہ پاسے لوگوں کے دستور کا بگاڑ کرے گا۔ سو آپ بڑا ظلم کے دستور میں چوبلی نہ آگے کے

وَلَنْ تُجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۖ

اور آپ بڑا ظلم کے دستور میں بگاڑ کرے گا۔

قریش کہنے لگے کہ تم کھا کر کہا کہ ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا آگیا تو ہم دوسروں سے بڑھ کر ہدایت والے ہوں گے پھر جب ڈرانے والا آگیا تو منکبہ بن گئے اور حق سے منحرف ہو گئے قریش مکہ مشرک تھے جہاد کے لیے شام ہایا کرتے تھے وہیں نجد کی حکومت تھی اور یہودیوں کا بھی انہیں کچھ علم تھا وہ انہیں یہ بتا چکا کہ ان دونوں قوموں نے اللہ کے پیغمبروں کی تکذیب کی ہے تو کہنے لگے کہ یہ وہ نجدی یا نجدی امت ہیں ان کے پاس اللہ کے رسول آئے تو انہیں جھوٹا یا ہم اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر ہمارے پاس کوئی رسول آگیا تو ان لوگوں سے بڑھ کر ہدایت پر ہوں گے یہ بات انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ہی تھی پھر جب آپ کی بعثت ہوئی تو نہ صرف یہ کہ آپ کی تکذیب کی بلکہ آپ کی تکذیب کی اور بختری کو اختیار کر لیا اور طرقت اختیار کرنے کا باعث یہ تھا کہ ایمان قبول کرنے کو اپنی شان کے خلاف سمجھتے تھے جو سرسبز بھرا تھا یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف رہی رہی تھیں یہی کرتے تھے پھر جو تھیں یہ کہیں وہ خود اپنی انہیں کے گلے چڑینا جنہیں حضرت ابراہیم سے روکتے تھے ان کے روکنے میں بھی کسی کامیاب نہ ہوئے اور یہ روکنے والے خود خود میں مقتول ہوئے اور سارا بکھر

اور ہر گیارہ سالہ قہری نے بطور کا حد تک اس کو چن چن کر فرمایا تو لا یجئنی ظمکنا الشیء الا باطلہ (اور میری تدبیر میں کوہا ہل میں تدبیر  
 وادوں میں ہی پڑتا ہے۔ ایہ کفری قانون ہے کہ جو شخص کسی کو کھانے کی تدبیر میں کرے گا وہ خود اس کی پڑی کی ضرورت پیدا کرے گا جس پر اسے ہر  
 اکتے بارے میں یہ مسئلہ مشہور ہو گیا ہے من حفر نیر لا عیہ فقد وقع لہ۔ (جو شخص اپنے ہمراہی کے لیے کھانے کو ہر سالہ خود ہی میں  
 کرے گا۔)

فَلَمَّا يَنْظُرُونَ آتَا سُحُبًا مِّنَ السَّمَاءِ نَزَلَ مِنْهَا مَاءٌ مَّحْكٌ فَقَالُوا إِنَّا نَجِدُ مِنْهَا مَاءً مَّحْكًا (سو کیا وہ اپنے لوگوں کے دستور کا انکار کر رہے ہیں) فَلَمَّا يَنْظُرُونَ لِسُبْحَةِ اللَّهِ تَكْدِيلًا (سو آپ  
 پر کڑا اللہ کے دستور میں تدبیر کی تدبیریں کے کو لیں لَسُبْحَةِ اللَّهِ تَكْدِيلًا (اور آپ پر کڑا اللہ کے دستور میں عقل ہونا تدبیریں کے)  
 یعنی اللہ تعالیٰ کا یہ دستور ہے کہ کافر میں پر خطاب ہو گا خود دیا و آخرت دونوں میں ہو خود صرف آخرت میں ہو اور یہ بھی دستور ہے کہ  
 جو خطاب کا مستحق ہو اس کا خطاب ہوتا ہے ایسا نہیں کہ انہیں چھوڑ کر کسی دوسری قوم کو خطاب ہو جائے جو مستحق خطاب نہ ہوں گا اور کبھی  
 اور طریقہ کا رہا ہے جیسے خطاب کے منتظر ہوں اور وہ اس کی انتظار میں رہیں اور آپ پر اس پر ہے چونکہ خطاب میں چھوڑا ہونے کا یقین نہیں اس لیے  
 خطاب کے انتظار میں بیٹھے ہیں انتظار کرنے سے خطاب سے حفاظت نہ ہو جائیگی آئے وہ خطاب کر رہے گا۔

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَكُنُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً  
 کیا وہ لوگ زمین میں نہیں چلے پھرے تاکہ دیکھ لیتے کہ ان لوگوں کا کیا انجام ہوا ان سے پہلے تھے اور وہ ان سے قوت میں بڑے تھے۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِن شَيْءٍ فِي السَّمُوتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا ﴿۱۰﴾  
 اور آسمانوں میں اور زمین میں اللہ کو کوئی شے عاجز نہیں کر سکتی بلکہ وہ ہر شے سے قوت والا ہے اور وہ قوت والا ہے۔

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَى ظَهْرِهِا مِن دَآبَّةٍ وَلَٰكِن يُؤَخِّرُهُمْ  
 اور اگر اللہ لوگوں کے اعمال کی وجہ سے ان کا مواخذہ فرماتا تو زمین کی پشت پر کسی ایک چاند ہوتا۔ اسے کوئی دھمکے اور نہیں دیکھتا۔

إِلَّا أَجَلٌ مُّسَمًّى ۖ وَإِذَا بَلَغَ الْأُمَمُ أَجَلَهُمْ فَأَنَّ اللَّهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيرًا ﴿۱۱﴾  
 جس مہلت وہ دے دیا جتنے سو یہ ان کی مقررہ عبادت چاہے گی تو اللہ اپنے بندوں کا دیکھنے والا ہے۔

زمین میں چل پھر کر دیکھتے ہیں پھر بھی سابقہ امتوں کے انجام سے عبرت حاصل نہیں کرتے

لوگوں کے اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مواخذہ فرماتا تو زمین کی پشت پر کسی کو بھی نہ چھوڑتا

کہہ دے عبادت کے لیے شام کے انتظار میں جایا کرتے تھے راستہ میں قوم ضروری رہا شدہ ہستیاں پڑتی تھیں اور حضرت اوطاہیہ

اسلام کی قوم ہستی (سودم) کے پاس سے بھی گزر رہا تھا اس لیے انہیں یاد دہانی فرمائی اور فرمایا کہ کیا یہ لوگ زمین میں نہیں چلے پھرے

تاکہ ان لوگوں کا انجام دیکھ لیتے جہاں سے پہلے تھے یعنی جن قوموں پر خطاب آپا ہوا کہ کہے کہ ان کا حال انہیں معلوم ہے؟ ان کی

آبادیوں کے نکلان دیکھتے ہوئے گزرتے ہیں پھر بھی عبرت حاصل نہیں کرتے اور عبرت کے لیے حریف بات یہ ہے کہ وہ لوگ ان سے

قوت میں بڑے ہوتے تھے جب وہ ہلاک کر دیئے گئے تو ان کی قہرستی ہی کیا ہے۔

عج ۱۱









کرتے تھے۔ نہ تھی نہ قرآن حکیم کی حق کھار کی تردید نہ تھی اور فرمایا فَلَمَّا لَسِمَ الْمُسُوفِينَ (بلاشبہ آپ نے ظہروں میں سے تین) اور مزید فرمایا عَلَى صِرَاطِ مُسْتَقِيمٍ (کہ آپ سیدھے راستہ پر ہیں) آپ کے دشمن جو آپ کے بارے میں لقا دیتے تھے میں اور آپ جس راہ پر چلتے تھے وہ راہ جو اللہ تعالیٰ نے اس سے جو لوگوں پر لکھے تھے ان کا خیال نہ کیجئے اللہ تعالیٰ کی کوئی کٹائی ہے کہ آپ صراطِ مستقیم پر چلتے۔

جو لوگ آپ کی رسالت کے منکر تھے اور قرآن کریم کو بھی اللہ تعالیٰ کی کتاب نہیں مانتے تھے ان لوگوں کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: لَسْمُوكَ الْغَوْرُ الْغَرِحَ اس میں صدد مضول مطلق ہے جو مزل خودی کی جگہ سے مضروب ہے کہ ظاہر فرمادے کہ قرآن الہی ذات پاک کی طرف سے آگیا گیا ہے جو ہر درست جہاد پر مہم لڑانے والا ہے۔ الْغَوْرُ فرمایا کہ مگر یہ یقین سے نہ یقین خودی ہوں جس نے یہ قرآن نازل فرمایا ہے وہ عزت و عظمت کا جہاں ہے اور انکار پر مہم لڑنے پر ہر طرف قدرت رکھتا ہے اور الْغَرِحَ فرمایا کہ یہ بتا دے کہ گرفت میں جو درگاہ رہی ہے وہ اس کی شان و حرمت کا مظاہرہ ہے اس پر گتے سے یہ نہ کہیں کہ کذاب میں مبتلا ہوا ہی نہیں ہے۔

لَسْمُوكَ فَوْمًا مَّا أَتَيْنَاكَ بِهِ آپ کو جو نبوت سے نوازا گیا ہے اور آپ پر جو قرآن مجید نازل کیا گیا ہے یہ اس لیے ہے کہ آپ ان لوگوں کو دیکھیں جن کے باپ دادا ان کو نہیں ڈرایا گیا یعنی آپ کے اولین اہل کلمہ میں باطنی قریب میں ان کے پاس کوئی نئی نہیں آجائے انہیں ڈرایا نہیں تو یہ حضرات براہِ ایم ہر حضرت اسما کی علیہا الصلوٰۃ والسلام کی دور ہیں انہوں نے انہیں یہ حق کی تبلیغ کی تھی تو حیدر کھائی تھی مگر اسے بچنے کی تاکہ کی تھی لیکن بعد میں یہ لوگ کفر اور حرکت پر لگ گئے۔ هَذَا إِذَا كَفَرْتَ مَا نَاقِيَهُ كَمَا هُوَ الْعَصَاوِرُ وَالْأَعْيُنُ اس عہد میں جو حاصل ان تکون ما مصلوبہ تکون لعنوا المصلوب من کذا لیسوا فوما انفكوا من اهل النار الرسل انما هم الاصلون۔ (پاس وقت ہے جب اللہ تعالیٰ بھیجا کہ ظاہر ہے اور ان علیہ نے کہا یہ سب کچھ ہے کہ یہ تصور یہ ہو کہ تصور کوئی صلیبت ہو یعنی تاکہ آپ کو نہ مانگیں جیسا کہ ان کے اور کے باوجود وہ ان سے اراہے۔)

فَقَسَمُوا لَكُمْ (سو یہ لوگ ناپل ہیں ان کے باپ دادا کو دہانے کے لیے کوئی نئی نہیں سمجھتے کیا ابتدا و غفلت میں نہ ہوئے ہیں اب آپ ان کو اراہے اور سمجھائیے۔

پھر فرمایا لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ (اللہ) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل کلمہ تبلیغ کرتے تھے وہ آپ کی تکذیب کرتے تھے اور آپ کی بات نہیں مانتے تھے اس سے آپ کو کئی مہینا قحطِ تعالیٰ نے آپ کو کئی دن کو ان میں سے اکثر پر بات ثابت ہو چکی ہے یعنی ان کے بارے میں یہ ہے جو چاہے کہ کذاب میں جائیں گے مگر حق تعالیٰ نے یہ بات طے شدہ ہے کہ اکثر ایمان نہیں لائیں گے لہذا آپ کا اور رسالت انجام دیں اور ان کے انکار اور منہ سے انکیرت ہوں۔

اس کے بعد مگر ان کے ایک کذاب کا کہہ کر فرمایا: إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ (اللہ) کہ ہم ان کی گردنوں میں طوق لال دیں گے یہ طوق طوق ہیں مک ہیں (اور ہاتھ بھی اوپر ہی ان طوقوں میں بندھے ہوئے ہوں گے) لہذا ان لوگوں کی کیفیت الہی ہو جائے گی کہ ان کے سر پر ہی کی کیا ہے جو ان کے لیے کچھ نہ بچا سکیں گے۔

خدا مر قہن (جلد ۱ ص ۱) نے بعض حضرات سے آیت کا یہ مفہوم نقل کیا ہے اور بتایا ہے کہ اہل کفر کے ساتھ یہ معاملہ اور اس میں ہر گز اور رسول و مومن کی آیت کریمہ إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ سے تسلسل سے استفادہ کیا ہے لہذا یہ اسے ٹھیک ہے اس میں ہر گز تشبیہ کا انکاب نہیں کرنا چاہیے۔

آیات بالا کا شان نزول ..... ہر صاحب روح اللہ تعالیٰ نے ہر فرد کو انہم حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن (صبح میں) بلند آواز سے قرآن مجید پڑھ رہے تھے قریش مکہ کو اس سے تکلیف ہوئی، اور لوگ جمع ہو کر آپ کے قریب آئے تاکہ آپ کو پکڑ لیں لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے خود ان کی پکڑ ہو گئی ان لوگوں کے ہاتھ گردنوں تک پہنچ کر ہام ہو گئے اور تقریباً بھی نہ ہو گیا جب یہ حال ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم آپ کو اللہ تعالیٰ اور مشیتِ ہادی کا واسطہ دیتے ہیں دعا کیجئے کہ ہادی مسیت وار ہو جائے آپ نے ان کے لیے دعا کر دی جس سے ان کی وہ حالت ختم ہو گئی اور پیس و القزوان الخججیم سے لے کر تم لقمہ لقمہ ختم لاؤ مومن۔ کچھ آیات قائل ہوئیں لیکن ان میں سے ایک شخص بھی ایمان نہ لایا۔

اس قصہ میں یہ حیرت ہے کہ جب ان لوگوں نے آپ کے پکارنے کا ارادہ کیا تو ان کی یہ حالت ہوئی کہ ان کے ہاتھ گردنوں سے چپک کر رہ گئے (اور یہ جو ترجمہ کیا ہے اس کے مطابق ہے کہ انہیں بھی ایسا واقعہ ہوا ہے جو حضرت ابن عباس سے مروی ہے اور آخرت میں اس سے پتہ چلا کہ ہوا ہے تو اس میں کوئی منکات نہیں ہے۔

صاحب روح اللہ تعالیٰ نے ایک یہ قصہ بھی لکھا ہے کہ ایک دن ابو جہل نے جبراً غولیا تاکہ آپ پر مل کر سے آپ پر ناز پڑھ رہے تھے ابو جہل کا ہاتھ گردن تک اٹھا ہوا ہے اس کا کہ چپک گیا وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا کیا دیکھتے ہیں کہ تمہارا کس کے ہاتھ میں ہے اس کا ہاتھ گردن سے چپکا ہوا ہے ان لوگوں نے بڑی محنت اور مشقت سے اس کا ہاتھ گردن سے پھیر لیا لیکن اس جبر کوئی قیام کے آدھی نے لے لیا جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ کی روشنی ختم کر دی وہ اب اس کو اتنا تو اس کے سامنے اسے ٹکراتا رہے تھے انہیں نے آواز دے کر اسے اپنے پاس بلا لیا یہ قیصر شخص اس شخص نے جبر لیا وہ اس کہتا ہوا چلا کہ میں ان کا سر پھڑوں گا تو وہ اس کا ہاتھ گردن سے چپک گیا وہ اپنے ساتھیوں کے قریب پہنچے تو انہیں تک کہ گدی کے بل کر پڑا کسی نے کہا کہ اسے چھو کر کیا ہوا؟ کہنے لگا کہ بہت بڑا حادثہ ہو گیا وہ یہ کہ میں جب ان کے قریب گیا تو دیکھا ہوں کہ وہ بائیں ایک بہت بڑا اونٹ ہے ایسا اونٹ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا یہ اونٹ میرے گردن کے درمیان مائل ہو گیا لیکن اس کی جسم تھا کہ کہا کہ اگر میں ان کے قریب چلا جاں تاویہ اونٹ مجھے کھائے لیکن کچھ نہ تا۔

یہ قصہ لکھ کر صاحب روح اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ (اگر اس قصے کو سب نزول مانا جائے تو) حقوق اللہ اور آگے چلے آؤ میں جانا یہ سب استوار ہو گا یعنی وہ جنس مل کر کے دالے پیچھے بہت گئے اور مل کر نکلا ایسے جس سے ہو گئے جیسے کسی کا ہاتھ گردن سے بندھ جائے اور آنکھوں کی روشنی بجلی جائے۔

اس کے بعد فرمایا کہ ان لوگوں کے لیے ذرا صبر و تدابیر رہے ان کو ایمان لانا نہیں ہے یعنی یہ لوگ آپ کے اعدا کاؤ نہیں گئے ہر لوگ اذکار کاڑھ لیتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کا شخصیت قبول کرنے کا حواض ہے جو حق بات سننے میں اور حق کرتے ہیں اور وضو حق کے بعد حق کو مان لیتے ہیں بخلاف اہل اعدا القلوب اور بعض حضرات نے فرمایا کہ حسن قیام اللہ کو سے منہ نہیں مروت میں اور وہ بعد ہا بعد ہر وہ ہیں دیکھے جن سے ڈرتے ہیں اور جن کو دشمن بھی مانتے ہیں لیکن ساتھ ہی ذرا غصہ اور کڑی کے سبب کسی کی گرفت سے بھی ڈرتے ہیں۔

تفسیراً بلفظہ و انحر کونیم (سوائے شخص حضرت اور اگر یہی بھارت دے اور کما لحن لحنی التوفی (الایہ) بلاشبہ مردان کو زندہ کریں گے اور ایمان کے آثار کو سنیں انہیں ہر سے اہل انکھو رہے ہیں جو وہ آگے نکلا رہے ہیں اور ہم نے ہر جہ کو اس کتاب میں اس مختصر میں ہی طرح مختصر کر دیا ہے۔

تھا اور انہوں نے اچھے برے تمام اعمال کو مثال ہے اور اعلیٰ کی بجائے اگلا کا اطلاق اسے کرتے ہیں۔ جس کی کوئی کیا مثال کیا  
(اچھا اور برا) جس کا اچھا اور برا کے آنے والے لوگ کرتے ہیں اور جس سے قطعاً حاصل کرتے رہے ہیں۔ وہ بھی اس کے مضمون میں داخل ہو  
جائے اور اپنی نماز خود پڑھی یا قرآن مجید کی تلاوت کی اس کا ثواب تو ملتا ہی ہے لیکن اگر کسی کو کفار و کھلمی قرآن مجید یا حد یا نماز یا  
دلوں کے لیے مسجد بنائی کوئی دینی کتاب لکھی تو یہ سب آثار میں شامل ہے جب تک فیض جاری رہے گا ثواب بھی ملتا رہے گا یہی حال  
مصلحتوں یا مقولوں اور دینی رسوم کے جاری کرنے کا ہے جس کی سب سے بڑی چیزیں جاری کرنا یہ بعد میں مل کرے گا ان کے انکار میں ان  
کا جاری کرنے والا بھی شریک رہے گا۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے شک میں چیزوں میں جو سوئیں حکومت کے بعد  
آجوتی ہیں یعنی اس کے عمل اور اس کی نیکیاں ان میں ایک تو ظم ہے جسے اس نے حاصل کیا اور پھیلا یا پھرا دیا۔ دوسرا ہے جسے چھوڑ گیا یا  
قرآن و حد میں چھوڑ گیا یا سفر خانہ فقیر کر گیا یا سر جاری کر گیا یا اپنے مال سے غنہ کی میں اور تندرستی کے مرنے میں یہ اصدق کمال کی بات  
مرنے کے بعد اس کو پہنچتا ہے۔ (امام ابن ماجہ ص ۳۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جس کسی نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو اسے اس کا ثواب ملے گا اور  
اس کے بعد جو لوگ اس پر عمل کریں گے اسے اس کے عمل کا بھی ثواب ملے گا اور ان کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور جس شخص  
نے اسلام میں کوئی برا طریقہ جاری کیا اسے اس کا کما ملے گا اور ان کے بعد جو لوگ اس طریقہ پر عمل کریں گے ان کے عمل کا کما بھی اسے  
ملے گا اور ان کو ان کے کما میں سے چھوٹی کمی جائے گی۔ (امام مسلم)

بعض حضرات نے انوار فہم کے مضمون میں مساجد کو جانے آنے کے نشان بنائے قدم کو بھی شمار کیا ہے۔ حضرت جابر سے روایت ہے  
کہ ایک مرتبہ مسجد نبوی کے اس پاس بیٹھیں خالی ہو گئیں تو قیدیہ جہاں نے دروازہ کیا کہ اپنے دروازے کمران کو چھوڑ کر مسجد نبوی کے قریب  
آ جاؤ یہ جائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اس دروازہ کی خبر ملی تو ارشاد فرمایا کہ اسے اپنی طرف اپنے کمران میں ہی ملے۔ اور  
تمہارا قدموں کے نشان لکھے جاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابی ص ۱۸۰ مسلم)

وَاٰخِرُ بَٰرٍ مِّثْلًا اَضْحَبَ الْقَرْيَةَ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُونَ ۝ اِذْ اَرْسَلْنَا اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ

اور آپ آگے سامنے پہنچے وہاں کا قصہ چاہئے سمجھتے ہیں آگے اس رسول آئے جبکہ ہم نے ان کے پاس دو چاروں کو بھیجے

فَكَذَّبُوهُمَا فَعَبَّوْا بِمَالِهِمْ فَقَالُوا اِنَّا اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُونَ ۝ قَالُوا مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ

سناؤں نے انہیں جھٹلایا اور مال پر سے کھڑے ہو کر ان کو تھکا دیا۔ ان کو یہ بھیجے گئے تھے۔ ان لوگوں نے کہا کہ تم تو بشر ہی

مِثْلًا ۝ وَمَا اَنْزَلْنَا الرَّحْمٰنُ مِنْ سَمٰوٰتٍ اِلَّا تَكْذٰبٌ ۝ قَالُوا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّا

طریق کے آدمی ہو اور رحمان نے جو کچھ نازل نہیں کیا تم تو جھوٹ ہی بول رہے ہو انہوں نے کہا کہ بلاشبہ یہ بات دہائی ہے کہ تم تمہاری

اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُونَ ۝ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْبَيِّنُ ۝ قَالُوا اِنَّا نَطَّيِّرُكَ بِكُمْ وَلٰكِنْ لَّمْ نَكُنْ بِكُمْ

خبر لکھے گئے ہیں۔ اور ہماری ذمہ داری صرف یہ ہے کہ کوئی کہتے ہوئے ہو۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم ایک جگہ تمہیں گناہ لکھتے ہیں اگر تم نہ مانو گے ہمیں جگہ رہا



محسوس کی قابل لینے ہو یا یہ کہ تم ہمیں چھٹکنا دیتے ہو یا اس بھی کوئی اور عہدہ، اسے محسوس نہ ہو سکتی۔ اور اصل محسوس صرف مفسرین ہی مانا جاسکتا ہے اور اگر چاہو تو خاص ماہرین (مفسرین کی جگہ منظور)۔

ان تینوں حضرات نے آخر میں فرمایا: بَلَىٰ اَلَيْسَ لِقَوْمٍ مُّسْتَرْشِدُوْنَ بلکہ ہاں! یہ ہے کہ تم حد سے آگے نہ جانے والے ہو تمہارا حد سے آگے بڑھنا یعنی اگر یہ چند رہنما ان چیزوں کا سبب سے چھٹکنا بخاری آدمی کی محسوس ہوتا ہے۔

یاد رہے کہ اسلام میں محسوس کوئی چیز نہیں ہے تینوں حضرات نے جو یہ فرمایا کہ تہذیبی محسوس تمہارے ساتھ ہے یہ ان کے جواب میں علمی مسئلہ کا مکمل فرمایا، اگر کسی چیز ہے جو ان لوگوں کی بہتر رہت ہو تو انھی سے انہوں نے محسوس بنا یا تینوں حضرات نے ان کے الفاظ پر لوگوں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الطیر شرک یعنی بد قسمتی شرک ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۹۲)

**وَجَاءَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَسْتَعِیْ قَالَ يَقُومُ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ اتَّبِعُوا مَنْ لَا يَسْأَلُكُمْ**

اور ایک شخص اس شہر کے لوگوں کے ساتھ آیا اس نے کہا کہ میری قوم میں فرج اور قحط ہیں کا اتباع کرو۔ ایسے لوگوں کی راہ پر جاؤ جو تم سے کسی

**أَجْرًا وَهُمْ مُّسْتَشَدُّوْنَ ۝**

اور تم کو اس میں شک کرنے اور ڈرنا نہیں ہے۔

مذکورہ ہستی کے باشندوں میں سے ایک شخص کا پیغامبروں کی تصدیق کرنا

اور ہستی والوں کو توحید کی تلقین کرنا

تینوں حضرات ہستی والوں کو ہدایت دے رہے تھے اور وہ لوگ ان حضرات سے الجھ رہے تھے اور ان کہہ رہے تھے کہ تمہارا آہ ہمارے لیے محسوس کا سبب ہے نہ تو ہمیں کوئی دینی شخص کہ ایک شخص اس ہستی کی ایک جانب سے جہالت اور حق و باطل میں جھگڑا بھی کیا اس نے تینوں حضرات کی تائید کی اور انہی لوگوں سے کہا کہ اسے میری قوم پر حضرات ٹھیک فرما رہے ہیں یہ واقعی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں تم ان کی بات مان لو اور ان کا اتباع کرو یہ حضرات ایک تو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں اور دوسرے تم سے کسی معاوضہ کا سوال نہیں کرتے دوسرے یہ فرما رہے ہیں ان کا عمل ان کے قول کے مطابق ہے (لہذا ان کا اتباع تم پر لازم ہے)۔

☆☆☆..... بھرا اللہ پارہ ۲۲ مکمل ہو.....☆☆☆

## (پارہ نمبر ۲۲۲)

وَمَا لِيَ لَا أَعْبُدَ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۱﴾ أَأَتَّخِذُ مِنْ دُونِهِ آلِهَةً إِنْ

میرے پاس کوئی واسطہ ہے کہ میں اس کی مہارت نہ کران جس نے مجھے پیدا کیا اور تم سب کو اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ کیا میں اس کے سوا اور کوئی

تُؤَدُّونَ التَّخَضُّعَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِيَنِي شَيْئًا وَلَا يُنْقِذُنِي ﴿۲﴾ إِنْ أَرَادْتُ أَنْ اتَّخِذَ مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَوْ كُنْتُ عَالِمًا بِمَا فِي سُدُورِهِمْ لَآتَوْنِي بِمَا

آؤ میں لگے گا کہ ضرور پہنچا داتا ہے تو ان کی سواش لگے گا میں کامیاب سے اور نہ وہ مجھے بچا سکیں۔ اگر میں یہ کہوں تو میری گواہی میں ہاں دیں گے۔

إِنِّي أَمُتُّ بِرَبِّكُمْ فَاسْمِعُونِي ﴿۳﴾ قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۚ قَالَ يَلَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ ﴿۴﴾

بلکہ میں تمہارا ہے۔ سب پر ایمان لایا چکا سو تم میری بات سنو اس سے کہنا کہ تمہارا میں اہل جہنم کا لگے گا کہ کمال میری قوم کو یہ بات معلوم ہو چکی۔

بِمَا عَصَيْتُ رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿۵﴾ وَمَا أَنزَلْنَا عَلَى قَوْمِهِ مِنْ بَعْدِهِ ۚ وَمِنْ جُنْدٍ مِنْ

کہ میری جہنم کا لگے گا میں، اور مجھے بات یہ بتا دیں کہ میں نے اس کے بعد اس کی قوم پر؟ میں نے کوئی لشکر نہیں بھیجا

الْسَّمَاءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِينَ ﴿۶﴾ إِنْ كَانَتْ إِلَّا ضَيْغَةً ۚ وَاجِدْهُ فَإِذَا هُمْ خِعْدُونَ ﴿۷﴾ يُخَسِّرُ عَلَى الْبِلَادِ

اور نہ ہم اتارنے والے تھے۔ نہیں کسی ٹھکانے پر سہارا دے گا۔ انہوں نے یہاں سے یہاں کے حال پر

مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿۸﴾ أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُونِ

بہت ہی کے اس کوئی رسول آیا تو انہوں نے ضرور اس کا مذاق اڑایا۔ کہا انہوں نے نہیں، اچھا کہ ہم ان سے پہلے بہت سی قومیں ہلاک کر چکے ہیں

أَلَهُمْ إِلَهِمْ وَلَا يُجِيبُونَ ﴿۹﴾ وَإِنْ كُلُّ لُتَّا جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُخْضَرُونَ ﴿۱۰﴾

یہ لوگ ان کی طرف انہیں نہیں رہیں گے۔ اور سب جمع ہونے والے ہیں۔

تفسیر: یہ باتیں کہہ کر اس شخص نے ان لوگوں کو مہارت خداوندی کی دعوت دی اور اپنے اوپر بات رکھ کر کہا کہ کیا ہے کہ میں اس

دست باک کی مہارت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اس میں یہ بات یا کہ جس نے پیدا کیا وہی مہارت کا مستحق ہے۔ سب پر غرور، تشکیق

مداہمت کی دلیل ہوتی ضروری ہے کہ تم بھی اللہ ہی کی مہارت نہ کر سکتے ہو اس کی مہارت نہ کروں اسی لیے غرور و غیہ ارجح (اور میں

اس کی طرف لوٹا ہوا ہوں) کا نہیں کہا بلکہ اَللّٰہُ فَتُحَقِّقُونَ (اور تم اسی کی طرف لوٹاؤ گے) کہا۔ جب اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے

جس نے پیدا کیا تو اس کی مہارت چھوڑنا اور دوسروں کو اس کی مہارت میں شریک کرنا تو بالکل ہی حماقت ہے۔ یہی بات ہے۔

چونکہ اس حق کے لوگ مشرک تھے اس لیے سلسلہ کام جاری رکھتے ہوئے اس شخص نے مزید کہا: فَجَعَلْنَا مِنْ قُوَّةِ الْإِلَٰهِ (الآلہین)



(کہا میں اپنے پیار کرنے والے کے علاوہ دوسرے مسیود کو جو کرلوں) یہی جو تم نے اس کے ساتھ معبود بنا رکھے ہیں، وہ تو بالکل ہی بے حقیقت ہیں! اگر میں چاہوں کہ وہی مجھے کوئی ضرر پہنچا دے تو یہ اس کی بارگاہ میں حلاوت کے بھری کوئی حد نہیں کر سکتے اور نہ خود مجھے اس ضرر سے بچا سکتے ہیں۔ یعنی نہ تو یہ شفاعت کے بل میں اور نہ وہ اس میں کوئی قوت اور طاقت ہے۔ اگر میں چاہوں کہ وہ دوسرے مسیود کو اس میں کھلی گمراہی میں پڑھا دوں گا۔ (یہ سب باتیں اس دوسرے قاتل نے اپنے اوپر دھکا کر کہیں اور انہیں بتا دیا کہ تم لوگ مشرک ہو گئی گمراہی میں ہو اور خالقِ حق میں یہ وہ کے علاوہ دوسری ہی تم عبادت کرتے ہو۔ انہیں یہ کوئی بھی قطع نہیں پہنچا سکتا۔)

اس کے بعد اس شخص نے اپنے دین و دنیا کا کھل کر اعلان کر دیا کہ اِنِّیْ اَفْضَلُ مِنْ تَحْتِکُمْ اِلٰہُ مُنْفَعُوْنَ۔ (اے اہل کافہ میں تمہارے رب پر ایمان لے آؤ، تم میرے اس اعلان کو نہ) اس اعلان میں جو سچی باتیں کہنا چاہتا تھا وہ یہ کہ تم نے بتا دیا کہ جو تمہارا رب ہے وہی سچا حق عبادت ہے، دوسرے یہ بتایا کہ تم اس کی طرف دیکھ جاؤ، کسے دوسرے یہ بتایا کہ تم نے جو اس کے علاوہ معبود بنا رکھے ہیں بے حقیقت ہیں، پھر بتے یہ بتایا کہ تم کھلی ہوئی گمراہی میں ہو اور پانچویں میں یہ بتایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ میں اختیار کیا ہے کہ صرف اس کی عبادت کروں، تم بھی یہ دین اختیار کرو۔

معالمِ حقیر بل میں لکھا ہے کہ جب اس شخص نے یہ باتیں کہیں تو وہ لوگ یکبار ہی اس پر پل پڑے اور اسے قتل کر دیا حضرت عہدِ ائمہ بن سوحنہ نے فرمایا کہ اسے پادشاه سے انکار تھا کہ اس کی آفتابا باہر نکل پڑیں۔

قَالَ اَطْعَمَ الْاَغْنٰی۔ اے خدا تعالیٰ نے اس کو ایمان اور معرفت تو میری اور شہادت کا انعام یا اور اے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایمان بڑا کہ جنت میں داخل ہو جاوے۔

قَالَ بَلٰیثَ لَوْ مِنْ یَغْفِقُوْنَ بِسَاطِغِ اَنْزَلٰی رِیْقَیْ وَ اَجْعَلٰی مِنْ الشَّکْرِ مِیْنًا۔ جنت میں داخل ہو کر اس شخص نے کہا کیا اچھا ہوتا کہ میری قوم کو اس کا پتہ چل جاتا تو میرے رب نے میری مطہرت فرمائی اور جو مجھے معزز بنادوں میں شامل فرمایا (یہ بات اس نے آزاد کے طور پر کی کہ میری قوم کو کھڑے کے انعام کو ہم کا پتہ چل جاتا تو وہ بھی مسلمان ہو جاتے)

معالمِ حقیر بل میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب اس شخص نے اس آئی کو قتل کر دیا یا کشتی کے ٹکڑے اے جس سے آقا خدا تعالیٰ نے اس پر عذاب بھیج دیا۔ حضرت جریر علیہ السلام کو ان کے ہلاک کرنے کا حکم دیا انہوں نے وہاں زور سے ایک چٹا باریک جس کی وجہ سے وہ سب قتل ہو گئے ان لوگوں کی ہلاکت کے بارے میں فرمایا یَا اَبُو سَافَا اَنْزَلْنَا غُلٰی لَوْ رِیْقَیْ مِنْ اَنْفِیْہِ مِنْ خَلِیْقَیْہِ مِنَ الشَّعَامِ وَ اَنْزَلْنَا فِیْہِ رِیْقَیْ اِنْ تَحْتَفَتْ اِلَّا ضِیْقَہُ وَ اَجْعَلْنَا لَہُمْ خَلِیْقَیْہِ (اور ہم نے اس شخص کی قوم پر اس کے بعد آسمان سے کوئی لشکر نازل نہیں کیا اور ہم لشکر کے نازل کرنے والے نہ تھے، وہ تو صرف ایک چٹا چھ میٹروں کا ٹکڑا تھا، یعنی ذکرِ باطنی والے جو ہلاک کیے گئے ان کی ہلاکت کے لیے میں کوئی لشکر اور جماعت کبیرہ بھیجی نہ ضرورت نہیں تھی بس ایک چٹا ہی کدو سے ہلاک کر دیے گئے۔ اس میں ہمت ہے دوسرے لشکر یا دکنہین کے لیے کوئی فرد یا جماعت یہ نہ کہے کہ اے خدا تعالیٰ ہم سے انعام نہیں لے سکا، وہ تو قادر مطلق ہے اس کے صرف تمہیں کے خطاب سے سب کچھ ہو جاتا ہے جو چاہیے اس کی بھی ضرورت نہ تھی لیکن حکمت کا کتنا زیادہ تھا کہ انہیں ایک چٹا کے ذریعے ہلاک کر دیا جائے ایک چٹا آئی اور یہ لوگ کیچے ہوئے نہ گئے نہ فرور، مطروق میں مگر یہ ہونے سے نہ خود رہے نہ جماعت دینی نہ خود رہے یا بالکل ایسے ہو گئے جیسے آگ کی لکڑی کو بجا کر کا کھنڈا۔

قَالَ اَطْعَمَ الْاَغْنٰی۔ جو فرمایا ہے اس سے پھر ہر مسلم ہوتا ہے کہ وہ لوگ بلا حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے اس شخص کو انہیں

میں شامل فرما دیا اور اسے حریے یہ نصیحت دی کہ قرآن قیامت کا انگھڑائیں کیا گیا ابھی سے جنت میں داخل کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ کوئی ایسا نہیں ہے۔ کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقد رأیت رجلاً یطلب فی الجنة فی شجرة طعنها من طهر الطريق کانت تؤذی الناس۔ (رواہ مسلمہ ص ۳۲۸)

اور بعض حضرات نے لفظ المخلع لجنہ کا مطلب یہ پایا ہے کہ اس سے غسل بڑھ کر دینے کا تصور ہے اور جنت کا المخلع قیامت کے دن اپنے وقت پر ہوگا اگر یہ قول مراد پایا جائے تو قال یلیث قوم یظنون۔ کا مطلب یہ پایا جائے گا کہ موت کے بعد ہی بزرگ میں جو جنس سوک جاتا ہے وہاں سے پتھر ہو کر اس نے یہ بات کہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور وَمَا كُنَّا مُنْزِلِينَ کا مطلب یہ ہے کہ خدا کو یہ حق کے لیے ہم فرشتوں کا اتارنے والے نہیں تھے کیونکہ ہمیشہ تعویذ اور ہدایت کے لیے فرشتے نہیں آتے اللہ تعالیٰ ہمیں فرشتوں کو اتار دیتے ہیں جیسا کہ قرآن و کتب میں فرشتے نازل کیے گئے اور ہمیں نہیں اتارے مختلف طریقوں سے ہدایت کیا گیا۔

قال صاحب الروح ج ۳ ص ۲۳، والظاهر ان المراد بهذا الجند جند الملائكة ما الرأى لا هلاكهم فليكنه بن النعمان، وَمَا كُنَّا مُنْزِلِينَ، وَمَا صَحَّ فِي حِكْمَتِهَا ان نَزَلَ الْجَنَدُ لَا هَلَاكَهُمْ لِمَا اَنَّهَا قُوَّةٌ لِكُلِّ شَيْءٍ بِسَبَابِ حَيْثُ اَهْلِكُنَا بَعْضُ مَنْ اَهْلِكُنَا مِنَ الْاَنْفُسِ بِالْحَاصِبِ وَبَعْضُهُمْ بِالصَّبْحَةِ وَبَعْضُهُمْ بِالْحَسَفِ وَبَعْضُهُمْ بِالْاَعْرَاقِ وَجَعَلْنَا اَنْزَالَ الْجِنْدِ مِنْ حَصَصَتِكَ فِي الْاِتِّصَادِ لِكُلِّ مَنْ قَوْمَكَ وَكَلَّمْنَا اَمْرًا هَؤُلَاءِ بِصَبْحَةِ مَلِكٍ صَاحٍ بِهِمْ فَيَهْلِكُوا بَعْضُ اَنْ ذَلِكَ الْمَرْجِلُ يَطْلُبُ بِذَلِكَ. (تفسیر روح البیان) اے فرماتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ اس فقرے سے مراد فرشتوں کا نکلنا ہے یعنی ہم نے ان کے ہلاک کرنے کے لئے آسمان سے فرشتے نہیں اتارے اور نہ ہی ہم فرشتے اتارنے والے تھے کہ ہماری تخت میں ان کی ہدایت کے لئے فرشتوں کا اتارنا صحیح نہیں ہے اس لئے کہ ہم نے ہر چیز کے لئے سب مقرر کیا ہے جیسا کہ بعض قوموں کو ہم نے حق پر رہا کر ہلاک کیا بعض کو بیچ سے بعض کو زمین میں دھنسا کر بعض کو پانی میں فروغ کر کے ہلاک کیا فرشتے نہیں اتارے لیکن اب یہ تیری قوم میں تیری مدد کیلئے فرشتوں کا اتارنا تیری مصیبت میں سے ہے اور ہم نے ان کے لئے ایک فرشتہ کی بیج نکالی کہ وہ اپنے شے نے بیج دہی اور یہ سب ہلاک ہو گئے۔ یعنی اس آیت اولیٰ سے خطاب کر کے یہ پایا گیا)

بمختصرۃً علی العباد (انفس) ہے بخدا کے حال پر ایمان القرآن میں لفظ "ممرت" کا ترجمہ "انفس" سے کیا ہے لفظ ممرت وہاں استعمال ہوتا ہے جہاں کوئی شخص مہر چیز فوت ہو جائے اور اس پر غامت اور شرمندگی ہونے لگے چونکہ آیت ہادی حقانی کے لیے اصل معنی میں ممرت ہونا حال ہے اس لیے انفس سے ترجمہ کیا گیا ہے لیکن اکثر کلام میں بھی اشکال ہے کیونکہ انفس سے بھی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک بخدا ہر تر ہے مناسب روح البیان نے اس موقع پر حضور تعالیٰ نقل کیے ہیں کہ ممرت کرنے والے لوگوں ہیں اور العباد لوگوں ہیں جن پر ممرت کی گئی پھر ایک قول یہ لکھا گیا ہے کہ جو ان یکون المحسوس منه سبحانه و تعالیٰ مجازاً عن استعظام صاحبہ علی انفسہم۔ (اور ہو سکتا ہے کہ یہ ممرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے ہمارے ہی ذاتی کو ظاہر کرنے کے لئے اگرچہ طرکے بعد لکھا ہے ولیل (یا) لشدائد و الضعفاء، محذوف و (حسرة) مفعول مطلق الفعل مضمر و (علی العباد) معلق بذلیک فعل ای یاغور لا تحسروا حسرة علی العباد۔ (بعض نے کیا ہے یا خدا کے لئے ہے اور بخدا ہی مہذوف ہے اور ممرت اصل مہذوف کا مفعول مطلق ہے اور علی العباد ہی اصل مہذوف کا معلق ہے یعنی اسے کو کہ ان بخداں پر خوب حسرت کرنا) یعنی

مذہبی عہد و فہم سے اور مطلب یہ ہے کہ اسے لوگوں اور ائمہ کے حال پر صبر کرنا کہ اس جب بھی کوئی رسول آپہنچوں نے مذاق بازی اور اچھے اثرات برپا کی۔

سب روح العانی نے آخر میں لکھا ہے: و لعل الاوطان لل مقام العبادۃ الی الا فہم ان المراد نداء حسرة کل من ینتہی عنہ التحسیر فہیہ من العبادۃ عافیہ۔ یعنی تمام کے من سب یہ مطلب پارہ ۳۳ سب عظیم ہوتا ہے کہ بڑا شخص جو صبر کرنے کے دل سے ان لوگوں کے حال پر صبر کرتے جنہوں نے نبیوں کو جھٹلایا اور ان کا مذاق بنالیا۔

انکم یمزواکم فلیکنکم اقلہم من الغزوین۔ کیا ان لوگوں (یعنی اہل مکہ) نے اس کو نہیں جھکا کہ تم ان سے پہلے بہت سی آتشیں ہلاک کر دیں (جس کا انہیں غم ہے اور آخر ہے) اسلام میں جاتے ہیں تو ہلاک شدہ قوموں کے کندھوں کیلئے ہیں اگر غور کرتے تو جھگڑنے اور نبیوں کا مذاق بنانے سے بچتے انہم اقلہم لا یوزعون۔ یہ ہلاک شدہ لوگوں کی طرف لڑنے والے نہیں ہیں یعنی جنہیں ہلاک کیا گیا وہ غم ہو گئے اور دیا سے چلے گئے انہیں دامن آگ نہیں ہے جو کچھ گل شیر کے عمارتیں مابین مابین کیا سب کچھ ہمارا کیا نہ ہوئی زندگی میں ان چیزوں نے ان کی جان بچائی نہ انہیں آگ ان سے متعلق اور مستفید ہو سکتے ہیں۔

وان تحمل لکنا جہنم لکنا فمخضرون (اور یہ سب لوگ جہنم میں جا رہے ہیں اور وہ ماحشر کے جانیں گے) یعنی جو لوگ کفر کی وجہ سے ہلاک کیے گئے ان کا جہنم میں ہلاک کیا جاتا اور عذاب دیا جاتا ہے ان پر جس شخص سے جہنم عذاب لڑتے ہیں دیا جانے کا جہنم کی ہوگا جو لوگ بھی ہلاک کیے جائیں گے وہ سب جہنم میں جا رہے ہیں اور ماحشر میں گئے جنہیں قائم ہوں گی پھر دوائی عذاب کی جگہ یعنی روزِ ع میں جائیں گے۔

فواکم مستطیلاً از قصہ مذکورہ۔۔۔۔۔ جن حضرات مذکورہ مباحث میں دھت اور تبلیغ کے کام کے لیے گئے ان کے بارے میں بیان فرمایا کہ پہلے وہ حضرات کو بھیجا تھا پھر تیسرا شخص بھی ان کی قیادت کے لیے بھیجا دیا اس سے جماعتی طور پر دھت اور تبلیغ کا کام کرنے کا ایک طریقہ معلوم ہوا جس پر ایک شخص تھا بھی دینی رسالہ کے موافق جتنا چاہے کر سکتا ہے اور بعض مرتبہ مخالفین کی بدسلوکی کی وجہ سے ات بہت زیادہ ثواب بھی مل سکتا ہے لیکن جماعت میں کرنا ان کے پاس جائے اور انہیں حق کی تبلیغ کرنے اور ایمان اور ایمانات کی دعوت دینے کے لیے نکل کر لوگوں کے پاس پہنچنے سے بعض مرتبہ قطع زیادہ ہوتا ہے اور دینی غم یہ طریقہ بہت منیو ہے۔

قصہ بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو حضرات دینی دعوت کے لیے گئے انہیں چاہیے کہ وہ مقامی لوگوں کو بھی ان کی تائید میں کھڑا ہوتا چاہے جیسا کہ مذکورہ مباحث کے دوران حضرت آکر ایک شخص نے اصحابِ عیسیٰ کی تائید کی اس سے دعوت دینے والے حضرات کو تقویت ہوئی ہے۔

ان حضرات کے قصہ سے دو باتیں اور حرج معلوم ہوئیں اول یہ کہ وہ درود سے جو شخص آیا اس نے خطاب کی ابتداء کرتے ہوئے باہر کا کہا پھر میں کیا جیغوا غز لا یستلکم انجرا۔ (اے میری قوم تم ان لوگوں کا پیچھا کرنا جو تمہاری معاہدہ یا اہل بیت کا سوال نہیں کرتے یوسفہم فلیضفون (اور وہ لوگ خود بھی جہنم میں ہیں) معلوم ہوا کہ جو لوگ دعوت کا کام نہیں کرتے کہ انہیں وہ باغیر کسی دینی دلیلی غرض کے دعوت کے کام کے لیے نکلیں اور جن لوگوں کے پاس پہنچیں ان سے کسی قسم کا زور یا سبکی کوئی لاف نہ لگیں نہ دعوت و دنیایت کا نہ دینی پالی کا نہ دہر یا دہر کا نہ اپنے غرض کوئی کریں۔ حضرات انبیاء و کرام علیہم السلام کا یہ خاص صفت تھا کہ وہ اپنے دعوت کے کام کا ثواب صرف اللہ تعالیٰ سے چاہتے تھے مخالفین سے دہا بھی امید نہ رکھتے تھے نہ ان سے کوئی طلب کرتے تھے ان حضرات کا فرمانا یہ تھا و ما آتاکم لکم علیہ بین انہم ان انہم یؤا غلی و اب علیہم لا اور میں تم سے تمہاری دعوت پر کوئی اجرت طلب نہیں کرتا میرا

اور صرف اللہ کے نام ہے۔ سورہ سہاد میں ہے: قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ مِنْ اَمْرِهُ فَلْيُفَوِّضْ اَمْرُكَ اِلَيْهِ (آپ فرم دیجئے کہ میں نے جو کوئی کوئی عرض تم سے طلب کیا ہو وہ تمہارے ہی لیے ہے میرا اور صرف اللہ ہے)۔ سورہ فاس کے آٹھ فرماؤ: قُلْ اِنَّمَا فَتَنُكُمُ اللّٰهُ مِنْ اَمْرِ وَاَمَّا مَا مِنْ النَّفْسِ فَتَنِ النَّفْسِ (آپ فرم دیجئے کہ میں تم سے اپنی دعوت کے کام پر کوئی مدد نہ طلب نہیں کرتا اور میں نہ تم کرنے والوں میں سے نہیں ہوں)۔

دوسری بات یہ معلوم ہونی کہ جو لوگ جہالت کی دعوت دیں، اور خود بھی جہالت یافتہ ہوں اگر خود بھی جہالت پر ہوں گے تو غلامین ان کی بات کا ترجمہ ہی نہیں کر سکتے اور ان میں سے کوئی شخص ہیں نہ کہ سنا کہ کچھ سنا اور وہ کہتا ہے کہ اللہ اور نبی اللہ سے تمہارا اپنا حال بنایا ہے۔ دینی حق کو غلامین سے بات کرنے کا اسلوب بھی ایسا اختیار کرنا چاہیے جس سے ان کے کان خوشی سے نہ لیں اور قلوب گوارا کر لیں۔ مذکورہ بات حق کا جو شخص دور سے دور ہوا آقا خدا کی توسل و واسطی والوں کو یہ مضمون کہہ کر اپنا یا اور یہ بتایا کہ تم اور میں ایک ہی قوم کے افراد ہیں ان کے دلوں کو قریب کرنے کے لیے یہ بتایا کہ میں تمہیں میں سے ہوں۔

پھر یہ صاحب جب صاحب محاش (جنوں فرشتوں) کی تاکید سے فارغ ہونے کو اپنے اوپر دکھا رہا تھا تو وَمَا لَیْکَ لَا تَقْبَلُ الذِّیْنِ (پھر کیا ہے کہ میں اس امت کی مہارت نہ کروں جس نے مجھے یہ فرمایا کہ وہ شخص خود جہالت پر تھا مسودہ تھا اور جو کلام ہے اور شرک تھے لیکن بات کرنے میں خطہ کا بیضا مشابہ کیا کہ مجھے کیا ہو جس اپنے خالق کی مہارت نہ کروں حالانکہ بظاہر میں کہتا ہوں کہ میں تو وَمَا لَیْکَ لَا تَقْبَلُ الذِّیْنِ (پھر کون ہے کہ میں اس امت کی مہارت نہیں کرتے جس نے تمہیں یہ کیا کیا خطاب ان سے کیا بات ہے اپنے اوپر ہی اور تمہیں کی دلیل بھی بتاؤ اور شرک کی تردید بھی کر دو کہ جس نے یہ کیا ہے صرف اسی حق مہارت ہے اور اس کی مہارت میں کسی کو شریک نہ کرنا کسی بھی طرح درست نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی مصلحت خالقیت میں کوئی بھی شریک نہیں اور چونکہ اصل تخلیق غلامین ہی کو کرنی تھی اس لیے آفریں والہ جو جمع نہیں کیا (کہ میں اس کی طرف لوٹا یا جاؤں گا) بلکہ وَاللّٰہُ تَوَّابٌ غَفُورٌ کیا کہ تم اس کی طرف لوٹو گے چاہے کتب تم بھلاؤ کہ تمہارا کیا حال ہے گا شرک کی پاداش میں سزا جھٹکتا ہے تم ہاؤ۔

مسئلہ کلام جاری رکھتے ہوئے صاحب موصوف نے کہا اِنَّ اَوَّلَ الْفِتَنِ حَتْلُ طَبْنٍ (اگر میں اپنے خالق کے علاوہ کسی اور کی مہارت کرنے لگوں تو کھل ہوئی گمراہی میں پڑ جاؤں گا یہ بات بھی اپنے اوپر دکھا کر کہی اور غلامین کو بتا دیا کہ دیکھو تم شرک ہو اور کھل ہوئی گمراہی میں ہو۔

آفریں کو اِنَّ اَوَّلَ الْفِتَنِ حَتْلُ طَبْنٍ (پہلی فتنہ تمہارا ہے کہ میں پر ایمان لے آؤں تم میری بات سنو اس میں اپنے ایمان کا واضح طور پر ایمان کر دیا اور اس میں گمان کو ایمان کی دعوت دے دی افسوس جو حق کے جانے افسوس ہو کہ تم کہہ رہے ہو کہ جو تمہارا پروردگار ہے اسی پر ایمان لاؤ اور اسی کی مہارت نہ کرنا لازم ہے جو دوش تو کرے خالق اور مالک جس میں اس کا کوئی شریک نہیں اور مہارت دوسروں کی کی جائے یہ بڑا گستاخ اور حلاکت کی بات ہے۔

بات یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کی رضا کے لیے دعوت اور شہاد کا کام کرتے ہیں، صبح اور رات میں ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے قلوب میں اس کا طریقہ ال دیتے ہیں اور ان کی زبانیں حسن اسلوب و حسن ارادہ اور عمدہ ولایت سے متصف ہو جاتی ہیں۔ وَذَلَّلْتُ لِلْفَلَاحِ یُؤْتِیْہِ مِنْ اَمْنِیْ

وَأَيُّهُ لَهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ ۖ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَبَسُّهُ يَآكُلُونَ ۝ وَجَعَلْنَا

اور یہ لوگوں کے لیے ایک کھلی مراد تھی کہ ہم نے اسے دیکھ لیا اور ہم نے اس سے کہہ ڈالا کہ اس کی جگہ سے اُٹھو۔ اور ہم نے اس کی جگہ

فِيهَا جَنَّاتٌ مِنْ نُحُيلٍ وَأَعْنَابٍ وَفُجْرَاءٌ فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ ۝ يَأْكُلُوا مِنْ ثَمَرِهِمْ وَمَا

گھوڑوں کے سر انگڑوں کے اٹا پڑا کئے اور ہم نے ان میں فٹے ہوئی گردے لٹاک کر وہ ان کے پیروں سے کھینچ کر اڑے۔

عَلَّمَهُ آيَاتِهِمْ: أَلَّا يَشْكُرُونَ ﴿٥٠﴾ سُبْحَنَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُثَلِّثُ الرِّجْسَ وَمِنْ

[illegible]

النَّسِيمَ وَمَا لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٠﴾

*Lycopodium obscurum*

مردہ زمین کو زندہ فرمانا اور اس میں سے کھیتیاں اور پھل پیدا فرمانا

یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے بعض مظاہرے ہیں

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر سے تو بہت ہیں اور کثیر تعداد میں ایسی چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت پر دلالت کرتی ہیں۔

طہ کی نشانہاں میں سے زمین بھی ہے زمین کا وجود اور پھیلاؤ اور اس پر جو کائنات آباد ہے ان سب کا وجود اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانہاں

چس، نامی نکالوں میں سے ایک یہ ہے کہ میں مرد ہو جاتی ہے اس میں کوئی جبری طور گھاس چوٹس جاتی نہیں رہتا پھر اٹھ اٹھ جاتی

برسات ہے ہیں اور اس پانی کے ذریعے زمین کو زندہ و خراب ہے ہیں پانی پر سارا زمین زندہ ہو گئی کسانوں نے بیج اس وقت تکھی ظاہر ہو گئی آگے

دعویٰ نہیں تھیں ان میں جانے پیدا ہوئے ہمارے چک گئے کاش گئیں گے غلے ہمارے لوگوں نے ان کو خدا جانا یا پتہ سلسلہ تحقیق کا ہے اور تحقیق کے

علاء الدین غزنوی نے زمین میں بہت سارے باغ لگے ہیں اور فرمائے ہیں کہ ان میں نصف قسم کے درختوں کے باغ ہیں۔ آیت ۱۱۱ میں انھوں نے

اور مجھوں کے انصاف کا تذکرہ فرمایا۔ مجھ اور انکو یہ دواں اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمتیں ہیں ان میں بڑی خدائیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نقشے بھی

یہ افراد بکے چرن جن کا پانی شصتا حد تک ہے ہارن نہ ہوتا ان چشموں کے کھیتوں کو اور ہارن کو سیراب کر دیا جاتا ہے جس طرح کھیتوں سے

بچہ اپنے والدین سے غوراً مکالمہ کرے گا اور اس سے پتہ چلے گا کہ یہ کون

کے معرہ جات بھی جاکے جاتے ہیں۔

فقیہوں اور باغیوں کا کہنا کہ امامان کا یہاں سے جہاد کا حق نہیں ہے۔

ہاں میں نے یہاں تک کیا ہے سب چیزیں ہماری ہی مثال ہیں ان لوگوں کا سرسراہٹا دم ہے۔ فلاسفہ خروں کیا ہماری سرسراہٹیں

\_\_\_\_\_

سبحن الذي خلق الأرواح كلها (الأنبياء) - هي ركني في بيتي، بيتي بين سائر دلتے پیدا کر رہا ہے۔

جو باطن ہے کرب ہے بر کس کو نہ بری دکھائی ہے پاک ہے یہ چھری جھوٹکی فی بیہوشی ان میں سرس مری کے کوئی انعام نہیں





میں کو آگئی تھی لہذا جس روز جسے ان قہید بہکم میں بیان فرمایا ہے۔

مثلاً ذل قمر کا تذکرہ..... یہ بتانے کے بعد کہ آفتاب کا اپنے مستقر تک جانا اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے چاند کے بارے میں فرمایا وَالْقَمَرَ فَلْيَنْظُرُوا فَنَظَرُوا حَتَّىٰ سَازَ كَافَّةً رُجُوزَ الْعَدِيمِ (اور ہم نے چاند کی منزل میں مقرر کی یہاں تک کہ وہ بھڑکی پھلی گئی کی طرح رہا وہ تپتا ہے) یعنی جس طرح بھڑکی پھلی گئی ایسی ہی ہو جاتی ہے اس طرح سینے کے دل میں ہر قسم نگر کے سامنے بھڑک رہا ہر نگر آتا ہے چاند کی جہز میں اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائی یہ ترتیب کے ساتھ انہیں میں پلدا جاتا ہے۔

سورج چاند کو نہیں پکڑ سکتا..... اس کے بعد چاند اور سورج کی رفتار اور سرعت اور ان کی آمد کے حکم کے مثال کو بیان فرماتا ہے اور فرمادہ اِنَّ الشَّمْسُ يَنْظُرُ لَهَا اَنْ تَنْفِرَ لَآتِ الْعَصْرَ وَلَا يَلْبِثُ سَاعَتِي الْفَلَاو طًا (کہ سورج کی پہچان ہے کہ چاند کو چاکر پکڑ لے اور رات دن سے پہلے آگئی ہے) مطلب یہ ہے کہ آفتاب رات کو نہیں کر سکتا اور چاند کے طور پر نہ کھاتے ہے۔

اور ان کا جتنا وقت مقرر ہے اس وقت کے ختم ہونے سے پہلے رات نہیں آگئی رات کے بارہ کران کا کہو حصہ اپنے اندر لے لے اور مقرر حکم کے خلاف دن گھٹ جائے اور رات نہ چلا جائے ایسا کوئی متبادل رات کو ہے نہ دن کو ہے وَتَحْمِلُ فِيْهِ فَلَكٌ يَّنْجُو (اور سب ایک ایک دائرہ میں چم رہے ہیں) کھٹ گول چکر کو کہتے ہیں جس کا ترتیب دائرہ سے کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ چاند اور سورج کی حرکت مستدیر ہے۔

وَآيَةٌ لَهُمْ اَنَّا خَلَقْنَا دُرِّيَّةً لَهُمْ فِي الْفَلَكِ الْمَشْخُوْنِ ۝ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِنْ مِثْلِهِ

اور ان لوگوں کے لیے ایک نشانی یہ ہے کہ ہم نے ان کی اور کو بھی جلی گئی میں سو دیا۔ اور ہم نے ان کے لیے گئی بھی جلی

مَا يَرْكَبُوْنَ ۝ وَاِنْ نَّشَاءْ نَّغَيِّرْهُمْ فَلَا يَصْرِیْخُ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقِذُوْنَ ۝ اِلَّا رَحْمَةً مِنَّا وَ

یہاں ان کی یہ کھٹ چم رہے ہیں۔ ہمارا حکم ہوتا ہے یا کسی دوسری زبان کی آواز بھی فرمادی کہ نہ وہ اور نہ انہیں بچا دے۔ مگر وہ کہہ رہی ہیں ہمارے

مَتَاعًا اِلٰی جَنِّیْنَ ۝ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اَقْبِلُوْا مَا بَيْنَ اَیْدِیْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

اور ایک وقت ضرور کھٹ کا کھڑا چم رہے۔ اور اب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم اس سے رو رو متبدا سے آگے ہے اور پیچھے ہے تاکہ تم پر رحم آجائے۔

وَمَا تَأْتِيْهِمْ مِنْ اٰیَةٍ مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ ۝ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ

اور ان کے اب کی نکالوں میں سے ہر نکالی بھی ان کے پاس آگئی ہے اس کی طرف سے اصرار کرنا کہ ان سے ان سے ہے۔ اور اب ان سے کہو چاہے کہ

اَنْتُمْ اَوْ اٰمَنَّا زَكَرَیَّا ۙ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْظِعُوْهُم مِّنْ اَوْیَیْنٰ ۙ اِنَّهٗ اَطْعَمَ ۙ

اس میں سے کوئی کہہ گا کہ اللہ نے نہیں دیا ہے تو کار کا دل ایمان سے کہتے ہیں کہ کایم دل ان کی کو کھانے نہیں انہ جاتے تو کھاتے۔

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝

یہ بھی ہے کہ تم گمراہی میں گمراہی میں ہو۔



کشتی اللہ کی نعمت ہے اللہ تعالیٰ حفاظت فرماتا ہے اور ڈوبنے سے بچاتا ہے

[illegible]

مزید فرمایا کہ یہ لوگ جو چہادوں اور کشمیریوں میں امن وامان کے ساتھ سرگرم رہتے ہیں یا امن وامان کے دھنکے اورا دینے سے محتاط رہتے کہ اسلامی انعام ہے۔ **وَمَنْ لَّمْ يَلْمِ يَلْمُهُ سَلَامًا** صرف یہ لہجہ (اور اگر ہم چاہیں تو اس میں فرق کر دیں) بھرا کر اس کوئی فراموش نہ ملے۔ **وَاللَّهُمَّ تَقَطَّلُونَ** (اور تمہیں غصہ بھی دی جائے۔) **وَالَا وَغَدَاةً** جی جینی (گر مجھے کہہ دو کہ میری بات سنا دیا جائے) اور ایک وقت تک نہیں کہہ دو کہ منظور ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنی میرانی سے منظور فرما دے اور اس وقت تک کہ کہہ دو کہ تمنا ہے۔

اعراض کرنے والوں کی عمر وہی ..... مجھ پر لیاؤ ان کی قیلاں لہم حقوا دعائیں لہم علقکم لعلکم قرعتمون (اور جب مکہ میں دشمنوں سے کہا جاتا ہے کہ تم اس غلاب سے اور جہاد سے سانسے ہے یعنی قرآن کیا پاتا یا زمین میں دھنیاں وہ جانتا متول ہوا) وغیرہ اور اس غلاب سے اور جہاد سے پیچھے یعنی آخرت میں آگوا ہے جہاد ایسا دارتم پر دست کا سبب بن جانے کا تو وہ لوگ نصیحت پر کان نہیں دھرتے اور اس سے اعراض کرتے ہیں۔ وَمَا لَكُمْ لِمَنْ هِيَ رَبُّكُمْ فَرْغَ حُسْنٍ إِلَّا كَمَا تَأْتِيهِمْ فِجْرٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ (اور ان کے پاس ان کے سبب کی باتوں میں سے جو کجی نکلتی آتی ہے اس سے اعراض کرنے والے بن جاتے ہیں)۔

یہ تو ان کا معادہ حقیر و حقیر کے ساتھ ہوا جسے وہ قبول کرنے کو تیار نہیں آگے جلی انعامات سوتے ہوئے جو کلاسی اور باغیچی کرتے تھے اس کا ذکر لایا کہ جب میں نے کہا جاتا ہے کہ جو کھانا کھائے تھیں وہ دیا ہے اس میں سے مسکینوں اور حاجت مندوں پر خرچ کرنا تو خرچ کرنے کے بجائے شرافت سے اور اتفاق ازلہ کی نیت سے کاغذوں نے یہاں کہا کیا ہم ان لوگوں کو کھلائیں جو تہہ بے ساتھ ایمان قبول کر چکے ہیں انہ جابے تو انہیں کھلائے (ان کا مطلب یہ تھا کہ رقم کیتے ہو کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی رزق دیتے والا ہے تو بس وہی انہیں رزق دے گا ان لوگوں نے یہ بھی کہا کہ رقم جو ہمیں خرچ کرنے کو کہہ دے ہوں یہ کھلی ہوئی گمراہی ہے)۔

کھار بھی یہ بات۔ اس لئے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہی روز قیامت دے والا ہے اور کھانے والا ہے لیکن اس بات کو انہوں نے بطور نظر کے ذکر کیا اور مفسدان کا یہ تھا کہ تم یوں کہتے ہو کہ جسے اللہ تعالیٰ چاہے کھلا دے تو اسے قول کے مطابق اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنا اور نہیں کھلا دے۔

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٠﴾ مَا يَنْظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ

اور یہ کہتے ہیں کہ یہ دعا کب بھی پڑھیں گے۔۔۔ اللہ کی اس ایک عظیم آواز کے انحصار میں ہم ہے کہ ہمارے

وَقُمْ يَخْطُبُونَ ۝ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ ۝ وَلَنُفِخَ فِي الصُّورِ

۱۰۔ انہیں ملے بھگڑا ہے۔ ۲۰۔ نہ تو کوئی اچھوت کو گھسی کے اور نہ اپنے قریبیوں کے پاس اپنے لئے کہا نہیں کے اور نہ وہ چاہتا ہے کہ اس سے

فَأَنذَرْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ إِذْ قَالَ لِرَبِّهِ تَسْلُومٌ ۝ قَالَ لِأَيُّ شَيْءٍ أَنْذَرْتَنِي مِنْ غَمٍّ قَالَ لَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ مَضَىٰ فَقَرَّبْنَا بِهِنَّ قُرْبَانَ يَوْمِ قَرْنٍ ۚ فَفَكَّرْنَا بَعْضَهُنَّ لِبَعْضٍ أَن يَحْبَطَ عَنَّا إِلَهُنَّ فَأُنْزِلْنَ أَفْجَايَا ۚ فَتَوَلَّىٰ ظَهْرَهُنَّ فَفُتِنَهُنَّ فَإِذَا يَئُودُنَّ مَكِيدًا ۚ فَخَلَا بَيْنَهُنَّ الْأَصْفَادُ ۚ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْسِدُونَ ۝ قَالَ لِيُؤْمِنَنَّ بِهِنَّ ۚ قَالَ أَفَإِن مَّ يَأْخُذْنَكِ عَيْنٌ فَمَا فَاكِحًا أَن يُنْفَكْنَ مِنْكُمْ ۚ قُلْ بَرٌّ بِمَا كَفَرُوا بَعْدَ الذَّمِّ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْسِدُونَ ۝

code 662 mi 658 mi 661 mi 664 mi 667 mi 670 mi 673 mi 676 mi 679 mi 682 mi 685 mi 688 mi 691 mi 694 mi 697 mi 700 mi 703 mi 706 mi 709 mi 712 mi 715 mi 718 mi 721 mi 724 mi 727 mi 730 mi 733 mi 736 mi 739 mi 742 mi 745 mi 748 mi 751 mi 754 mi 757 mi 760 mi 763 mi 766 mi 769 mi 772 mi 775 mi 778 mi 781 mi 784 mi 787 mi 790 mi 793 mi 796 mi 799 mi 802 mi 805 mi 808 mi 811 mi 814 mi 817 mi 820 mi 823 mi 826 mi 829 mi 832 mi 835 mi 838 mi 841 mi 844 mi 847 mi 850 mi 853 mi 856 mi 859 mi 862 mi 865 mi 868 mi 871 mi 874 mi 877 mi 880 mi 883 mi 886 mi 889 mi 892 mi 895 mi 898 mi 901 mi 904 mi 907 mi 910 mi 913 mi 916 mi 919 mi 922 mi 925 mi 928 mi 931 mi 934 mi 937 mi 940 mi 943 mi 946 mi 949 mi 952 mi 955 mi 958 mi 961 mi 964 mi 967 mi 970 mi 973 mi 976 mi 979 mi 982 mi 985 mi 988 mi 991 mi 994 mi 997 mi 1000 mi

|   |   |   |   |   |   |   |   |   |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |    |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |     |   |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|---|
| 1 | 2 | 3 | 4 | 5 | 6 | 7 | 8 | 9 | 10 | 11 | 12 | 13 | 14 | 15 | 16 | 17 | 18 | 19 | 20 | 21 | 22 | 23 | 24 | 25 | 26 | 27 | 28 | 29 | 30 | 31 | 32 | 33 | 34 | 35 | 36 | 37 | 38 | 39 | 40 | 41 | 42 | 43 | 44 | 45 | 46 | 47 | 48 | 49 | 50 | 51 | 52 | 53 | 54 | 55 | 56 | 57 | 58 | 59 | 60 | 61 | 62 | 63 | 64 | 65 | 66 | 67 | 68 | 69 | 70 | 71 | 72 | 73 | 74 | 75 | 76 | 77 | 78 | 79 | 80 | 81 | 82 | 83 | 84 | 85 | 86 | 87 | 88 | 89 | 90 | 91 | 92 | 93 | 94 | 95 | 96 | 97 | 98 | 99 | 100 | 101 | 102 | 103 | 104 | 105 | 106 | 107 | 108 | 109 | 110 | 111 | 112 | 113 | 114 | 115 | 116 | 117 | 118 | 119 | 120 | 121 | 122 | 123 | 124 | 125 | 126 | 127 | 128 | 129 | 130 | 131 | 132 | 133 | 134 | 135 | 136 | 137 | 138 | 139 | 140 | 141 | 142 | 143 | 144 | 145 | 146 | 147 | 148 | 149 | 150 | 151 | 152 | 153 | 154 | 155 | 156 | 157 | 158 | 159 | 160 | 161 | 162 | 163 | 164 | 165 | 166 | 167 | 168 | 169 | 170 | 171 | 172 | 173 | 174 | 175 | 176 | 177 | 178 | 179 | 180 | 181 | 182 | 183 | 184 | 185 | 186 | 187 | 188 | 189 | 190 | 191 | 192 | 193 | 194 | 195 | 196 | 197 | 198 | 199 | 200 | 201 | 202 | 203 | 204 | 205 | 206 | 207 | 208 | 209 | 210 | 211 | 212 | 213 | 214 | 215 | 216 | 217 | 218 | 219 | 220 | 221 | 222 | 223 | 224 | 225 | 226 | 227 | 228 | 229 | 230 | 231 | 232 | 233 | 234 | 235 | 236 | 237 | 238 | 239 | 240 | 241 | 242 | 243 | 244 | 245 | 246 | 247 | 248 | 249 | 250 | 251 | 252 | 253 | 254 | 255 | 256 | 257 | 258 | 259 | 260 | 261 | 262 | 263 | 264 | 265 | 266 | 267 | 268 | 269 | 270 | 271 | 272 | 273 | 274 | 275 | 276 | 277 | 278 | 279 | 280 | 281 | 282 | 283 | 284 | 285 | 286 | 287 | 288 | 289 | 290 | 291 | 292 | 293 | 294 | 295 | 296 | 297 | 298 | 299 | 300 | 301 | 302 | 303 | 304 | 305 | 306 | 307 | 308 | 309 | 310 | 311 | 312 | 313 | 314 | 315 | 316 | 317 | 318 | 319 | 320 | 321 | 322 | 323 | 324 | 325 | 326 | 327 | 328 | 329 | 330 | 331 | 332 | 333 | 334 | 335 | 336 | 337 | 338 | 339 | 340 | 341 | 342 | 343 | 344 | 345 | 346 | 347 | 348 | 349 | 350 | 351 | 352 | 353 | 354 | 355 | 356 | 357 | 358 | 359 | 360 | 361 | 362 | 363 | 364 | 365 | 366 | 367 | 368 | 369 | 370 | 371 | 372 | 373 | 374 | 375 | 376 | 377 | 378 | 379 | 380 | 381 | 382 | 383 | 384 | 385 | 386 | 387 | 388 | 389 | 390 | 391 | 392 | 393 | 394 | 395 | 396 | 397 | 398 | 399 | 400 | 401 | 402 | 403 | 404 | 405 | 406 | 407 | 408 | 409 | 410 | 411 | 412 | 413 | 414 | 415 | 416 | 417 | 418 | 419 | 420 | 421 | 422 | 423 | 424 | 425 | 426 | 427 | 428 | 429 | 430 | 431 | 432 | 433 | 434 | 435 | 436 | 437 | 438 | 439 | 440 | 441 | 442 | 443 | 444 | 445 | 446 | 447 | 448 | 449 | 450 | 451 | 452 | 453 | 454 | 455 | 456 | 457 | 458 | 459 | 460 | 461 | 462 | 463 | 464 | 465 | 466 | 467 | 468 | 469 | 470 | 471 | 472 | 473 | 474 | 475 | 476 | 477 | 478 | 479 | 480 | 481 | 482 | 483 | 484 | 485 | 486 | 487 | 488 | 489 | 490 | 491 | 492 | 493 | 494 | 495 | 496 | 497 | 498 | 499 | 500 | 501 | 502 | 503 | 504 | 505 | 506 | 507 | 508 | 509 | 510 | 511 | 512 | 513 | 514 | 515 | 516 | 517 | 518 | 519 | 520 | 521 | 522 | 523 | 524 | 5 |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|---|

هَذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَنُ وَهَدَى السُّبُلَ إِنَّ كَلِمَاتِهِ لَظَاهِرَةٌ

ہم نے ان کے لئے ایک نیا راستہ تلاش کیا ہے۔ یہ ایک نیا راستہ ہے جو ان کے لئے ہے۔

یہی حاضر کرنا ہے جانکے کے 'سواں' اور ان کی جانیں اور ساجھی غم نہ ہو گا کہ جسکی طرف انھیں کاسوں کا بار لے گا اور کسے کہے۔

### منکرین بحث کا قول اور ان کی تردید

توحید کے بارے میں منکر کے اعتراض کا یہی فرمانے کے بعد حق تعالیٰ نے منکر کے لیے استدلال کا ذکر

لہذا یہ ہے ارشادِ قرآنی: وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ (ان لوگ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہو گا اگر تم سچے ہو)۔ یعنی

تم جیسے کہتے ہو کہ قیامت آئے گی پھر وہ دلیل میں یہ تہا دی باتیں ہی ہاتھ میں آتی ہوئی تو کب کی آجکل ہوئی اس کے بدلے ہوئے

کی بات غور سے کرے، مگر قسمیں نہیں چھوڑتو حقیقت طے کر کے تیار کہ قیامت نکلائے گی یہ بات کہنے سے اس کا مقصود تو ہے

نہایت کا کرنا اس کا کہیں نے اختیار کیا تھا۔ اگلے سال نے کہا کہ یہ ایک نظر ہی الا ضیعة

۱) اُحدہ فاعلِ عظیم و مفعولِ مخصوٰں۔ یہ لوگ جو قیامت کا اندازہ نہیں کر سکتے اور اللہ کے لئے قیامت کا اندازہ نہیں کر سکتے۔

یوں کہ ایک نئی جہاز کی ضرورت تھی اور اس وقت پاکستان میں ایسی جہازیں تھیں، محدود تعداد میں، جن کے پاس وقت نہ تھا کہ وہاں سے جہازیں لے کر آئیں۔

ہمارے اہل خانہ پر ہمارے اہل خانہ کی جتنی باتیں ہوتی ہیں، ان کی باتیں ہوتی ہیں۔

$$d_1 = 2.5$$

مسرحی، پرنسپل اور اس کے قریبی اہلکاروں کے خلاف (یعنی جواب) دہکے کے لیے) چلنے والی جہاز تھی۔

[illegible]

از قلم: (اے ہماری کہانتیں ہمیں بتاتی ہیں کہ کس نے اللہ کا فرشتہ جہنم میں بھیجے۔ خدا ما وغدا الرحمن وعلیہ السلام)

فخر سٹون (ایہی قیامت کا دن) سے جس کا جس نے وعدہ فرمایا تھا وہ خبریں نے جی فروری تھی۔

بِذِكْرِكَ الْإِلَهِيَّةِ وَالْجَدِّ لَنَا هُمْ جَمِيعُ أَلْبَتَا مُخَضَّرُونَ (اس میں جو تیرے نام پر ایک ذریعہ کی یاد ہوگی جس سے ایک

سب قیام کو کہہ رہے ہیں حاضر کیے جائیں گے، ایسی قیاموں میں صاحب کتاب کے لیے جگہ حساب نہ لے کر جس کو جو سزا ملے گی اس میں کسی





کو بری مہارت کہہ کر یہ سیدھا سادہ ہے (تم اس سیدھا سادہ سے بہت گئے) لولہذا اصل منہجکم (الایہ) اور یہ بات واقعی ہے کہ شیطان تم میں سے کثیر الحاق کر رہا ہے (اس میں کچھ نہیں دیکھتے تھے) (اس میں گمراہی کا بار ہے) لہذا جہنم فیہم النّار منہجکم تو علوٰن یہ جہنم ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جا چکا تھا۔ افسوس کہ انہوں نے منہجکم (نگاروں) (آئی اس میں داخل ہو جاؤ) اس وجہ سے کہ تم گمراہ کرتے تھے۔

مجرمین کے خلاف ان کے اعتراف کی گواہی۔۔۔ کافروں کی سزا یہی فرمانے کے بعد شہزادہ ایبوم نسخہ علی  
ظواہمہ تہران کے دن ان کے سواہر پر ہار گاریں گے و تکلیفنا دیندہ۔۔۔ دوسرے دن کے باوجود کام کریں گے۔ و تنہد  
فرجانیہ ہما کلاؤ، پگھنوں (اور ان کے پاس ان کا سواہر کی گواہی ہے) کے بروہا کا کرتے تھے۔)

اسی بات سے معلوم ہوا کہ گھر میں کی زبانوں پر سرنگاری جانے کی اور پانچ زبانوں کے احوال چلی گواہی دیں گے اور سب سے پہلے قرآن ہے یَوْمَ نَشْهَدُ عَنْهُمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَابْنَتُهُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ يُعْاَدُونَ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احوال چلی گواہی زبان بھی دے گی۔ اس میں کوئی حد فرض نہیں ہے کیونکہ قیامت کے دن احوال مختلف ہوں گے کسی وقت میں پانچ زبانوں بلکہ ان کے چاروں تک ہوں گے خلاف کوئی حد دے دیں گے اور زبانیں نہیں کیے گی اور جب زبانیں سکھائی دی جائے گی تو زبان سے بھی اپنی ضرورتی کے ضروری ہو جائیں گے۔

اس کے بعد فرمایا: وَلَوْ نَشَاءُ لَمَمَسْتُمُ النَّارَ (اے لوگو! اگر ہم چاہیں تو ان کی آنکھوں کو ٹھس کر دیں، مگر وہ راستے کی طرف دوزخ میں لوگوں کا نظر آئے۔) وَلَوْ نَشَاءُ لَنَمَسْتُمُ النَّارَ (اے لوگو! اگر ہم چاہیں تو ان کی آنکھوں پر آگ کی جھلک بھی سجا کر دیں) تو انہیں دھمکانے کی طاقت دے رہے اور خدا جیسی ہو سکیں۔

ان دنوں آنکھ لاشیں پہ تار دیا کہ ہم: کیا میں بھی سزا دے پاؤں؟ دے دے کہتے ہیں اور ان سزاؤں کی بہت سی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہم ان کی آنکھوں کو ٹم کر دیں یعنی چہرہ کو کھاتہ بھاریں، آنکھیں بھاتی یا خد ہیں آگے بڑھنا چاہیں تو کچھ بھی نظر نہ آئے۔ اسی طرح ہم ان ہی کی جگہ کہتے ہوئے انہیں سزا بھی کر سکتے ہیں یعنی ان کی صورت میں ہال کتے ہیں جیسے گزشتہ اسٹیشن میں سے بعض لوگ بددعا و غمزہ بجا دینے گئے جب جانور ہی بن جائیں تو جہاں سے وہ جائیں خد کے بڑھ سکیں نہ چاہیں بہت سکیں۔ جو مقررہ اصول بنایا وہ لے کر نکلے تھے ان کا کوئی ہی نہ دے گا۔

انسان قوت کے بعد دوبارہ ضعف کی طرف لوٹنا چاہتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا وَإِنْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ يُغْلِبُهُمْ (الاحزاب: ۹) کہ تم میرے طریقہ مراد سے دیکھتے ہیں اس کی حالت میں جو اسے پہلے وہی تھی اسے اندہ دیتے ہیں، یعنی جو ان میں سے جو تمہیں وہی تھی ان میں سے ۱۰ بھی جاتی ہیں اور ضعف بہت چلا جاتا ہے، مثلاً اور دیکھنے کی قوت نہیں ضعف ہو جاتی ہیں، دیکھنے اور سونے کی طاقت بھی کمزور ہو جاتی ہے، کھشت کھل جاتا ہے کہ ال ٹک جاتی ہے، قوت سب کے سامنے ہے اس سے کچھ لیا جائے کہ تم انہوں کو قوت کر سکتے ہیں اور صورتیں سب کر سکتے ہیں۔ فَلَا يَغْلِبُكُمْ (کہا سب کچھ کر سکتے ہوئے بھی نہیں کھٹکتے ہیں)۔

قوله تعالى: ﴿فَصَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَائِمًا ۖ نَسِيحًا ۖ مُخَوِّفًا ۖ هَدِيدًا ۖ﴾ اجتمعت الواو ساكنة مع الياء، فقلت الواو كما هو القاعدة، وانظمت الياء، في الياء، وقلت حمدة العباد كسرة للتحذف، ونائب الياء. (الشيخان) قالوا: بل هي من مضمون قوله: ﴿وَأَسْمَاءُ كَذُورًا﴾، ومع ذلك، فقلت: حمدة العباد كسرة للتحذف، ونائب الياء. (الشيخان) قالوا: بل هي من مضمون قوله: ﴿وَأَسْمَاءُ كَذُورًا﴾، ومع ذلك، فقلت: حمدة العباد كسرة للتحذف، ونائب الياء.

140

وَمَا عَلَيْهِ الشَّعْرُ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ إِنْ هُوَ إِلَّا ذَكَرٌ وَقُرْآنٌ مُبِينٌ ۚ لِيُتَذَكَّرَ مَنْ كَانَ

اور ہم نے ان کو شعر نہیں سکھا اور نہ شعر ان کے لائق ہے۔ وہ تو کسی ایک صحبت سے اور لڑکھن ہے۔ تاکہ وہ اسے ادا کرے جو لڑکھ ہے

خُفْيَا وَيُحَقِّقِ الْقَوْلَ عَلَى الْكُفْرَيْنِ ﴿٥٠﴾

[illegible]

شاعری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے لائق نہیں،

قرآن کریم زندہ قلوب کیلئے نصیحت ہے اور کافروں کیلئے حجت ہے

مشرکین عرب اور خاص کر اہل مکہ جب قرآن مجید سننے لگے تو یہ جانتے ہوئے کہ ان میں اشرار ہیں نہ اشرار اور خیالی مضامین ہیں پھر بھی قرآن مجید کے بارے میں یوں کہہ دیتے تھے کہ یہ اشرار باتیں ہیں ان کو کوئی کیڑہ کڑے ہوئے فرمایا و ما علیہم من عنت الا بقدر (اس نے اپنے پیلی اہل عقیدہ کو شعر نہیں سکھایا) و ما یستغنی (اور نہ شعر کہنے کی شان کے حلق ہے) سو جب اہل شعر کہنا جانتے ہی تھے اشرار کی شان کے حلقی ہی میں تو اشرار کے سامنے اشرار باتیں کیسے بیان کر سکتے ہیں اشرار تو تجلالت تو جسے نہ ہوتے ہیں ان میں جب تک ان کو اس وقت تک شعر شعری نہیں ہوتا پھر یوں بھی کہنا لازم ہے کہ جو قرآن کریم آپ پیش فرماتے ہیں سو شعر نہیں ہے نہ اس میں قطبہ مضامین ہیں نہ اشرار تک بند پاؤں ہیں بلکہ قطعی اعتبار سے لہجہ فصیح اور طبع اور حکم کام ہے اور مستوی اعتبار سے اس کے مضامین اہل ادب کے حلق ہیں اور سراپا کی ہیں لیکن جس جب اعتراض پر آتا ہے تو اشرار ہیں یا اشرار سے ان اشرار حق کی یہ کہہ کر نہیں رہتے۔

ابن خضر آزاد مخمور و غمران کہیں۔ (دودہ کس ایک نصیحت ہے اور قرآن میں ہے کہ لا یسئلہ عن کلماتہ) (تا کہ دودہ اسے جو زہر ہے) یعنی عقل رکھتا ہے اور اسے حق اور باقی کی سوچ رہا ہے جو ہے عقل کی وجہ سے اسات کے دھوکے میں نہ پڑا۔ وَ یَجْعَلُ الْقَوْلَ غَیْطًا فَکَیْفَ یُنِیْزُ (اور کافروں پر رحمت ثابت ہو جائے) یعنی سب قیامت کے دن کافروں کو عذاب ہوئے۔ لَکَیْفَ تَدْعُو (تو ان کے کھڑے کھڑے ہونے پر صاف صاف کہہ دیا جائے کہ تم ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کا رسول پہنچا ہے اسے اللہ تعالیٰ کی کتاب خدائی ایمان کی رحمت دلی کہیں تم نے نہیں مانا اور خود ہی تمہیں عذاب ہوئے) آج کوئی معذرت کا سامنے نہ دلی نہیں۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِن مَّاعِينَاتٍ أَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مَالِكُونَ ۖ وَذَلَّلْنَا لَهُمُ

کتاب میں ہے کہ ایک کام میں نہانے کے لیے جو بھی شخص سے ۱۱۱ سے زائد رقم وصول ہو جائے تو اس شخص کو ۱۱۱ کے ساتھ ساتھ اس رقم کے نصف حصے کو بھی سزا دینا ہے۔

فِيهَا زَكَاةُ لَهُمْ وَمِنْهَا يَكُونُونَ ﴿٥٠﴾ وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبٌ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿٥١﴾

[illegible]

وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَعَلَّهُمْ يُنْصَرُونَ ﴿۱﴾ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ

جندٌ مَخْضَرُونَ ﴿۲﴾ فَلَا يَخْزِيكَ قَوْلُهُمْ إِنَّ آلَاعْلَامِ مَا يُسْرُونَ ﴿۳﴾ وَمَا يَعْلَمُونَ ﴿۴﴾

اور انہوں نے اللہ کے سامنے اپنے خدائوں کو رکھ لیا کہ ان کی مدد کر دیں کہ ان کے لئے یہ ایک جندِ مَخْضَرُونَ ہے۔ ﴿۱﴾ پس آپ ان کی دشمنی دیکھ کر یہ بات فرمائی کہ ان کے لئے یہ ایک جندِ مَخْضَرُونَ ہے۔ ﴿۲﴾ پس آپ ان کی دشمنی دیکھ کر یہ بات فرمائی کہ ان کے لئے یہ ایک جندِ مَخْضَرُونَ ہے۔ ﴿۳﴾ پس آپ ان کی دشمنی دیکھ کر یہ بات فرمائی کہ ان کے لئے یہ ایک جندِ مَخْضَرُونَ ہے۔ ﴿۴﴾

### جانوروں میں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں ان میں منافع اور مشارب ہیں

ایسا بہت کثرتاً کہلوانے کے بعد بعض زیادتی منافع کا ذکر کرنا یا کوشش کرنا یا ان لوگوں کو مسلم نہیں کر سکتے ہیں ان کے لئے بعض اپنی قدرت سے چاہئے ہو ان کے لئے ایک چیز یا ان کے لئے ایک چیز کا عقلی ایک ذوقِ تعالیٰ ہی ہے انسانوں کو بھی اس نے اپنی مخلوق میں سے بعض چیزوں کا مالک بنا دیا ہے بندے کو بھی مالک ہیں اور مالک ہونے سے ان کا کام کے پائے ہیں جو شریعتِ اسلامیہ کی طرف سے مقرر کیے گئے ہیں جو ان کی طرف سے دینی کر کے جائز ہو گا یا نہ ہو گے کہ ان میں جانور کا مالک ہوں جو چاہوں کر ان میں جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے قریب میں دے دیا ہے کچھ جانور ایسے ہیں جو ساری کا کام دیتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو خوراک کے کام میں آتے ہیں ان کا گوشت کھایا جاتا ہے جب کوئی جانور ہلک جاتے یا چمک جاتے تو اسے باہر ہو جاتے اس وقت انسان کو احساس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تسخیر سے یہ جانور ہمارے قریب میں ہے اگر بے قابو ہو جائے تو ہم اس سے کام نہیں لے سکتے اسی لیے تو ساری کی دعا میں اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مَنَّا لَعَلَّكَ تَقَرَّبْنَا إِلَى رِزْقِنَا لِلْمُتَّقِينَ (سورہ اعراس ۱۱۰)

وَاللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مَنَّا لَعَلَّكَ تَقَرَّبْنَا إِلَى رِزْقِنَا لِلْمُتَّقِينَ (سورہ اعراس ۱۱۰) اور چاہیں میں ان کے لئے منافع ہیں اور پتے کی چیز ہیں جو کچھ میں کرتے اور پر دین منافع کا ذکر کیا ایک یہ کہ جانور ساری کا کام دیتے ہیں اور دوسرے یہ کہ ان میں سے بعض کا گوشت کھایا جاتا ہے اس آیت میں دوسرے منافع کا بھی اشارہ کر دیا۔ مثلاً ان کی کھانسی، دافت کے بعد کام میں آتے ہیں اور ان کے ہاں اور ان کا کت کر بچانے اور پینے کی چیزیں تیار کرتے ہیں اور ان سے کھیتی جو سنے کا کام بھی لیتے ہیں اور ان کے ذرا پے پانی کھینچ کر کھنڈوں کو سیراب کرتے ہیں ساتھ ہی مشارب کا بھی ذکر فرمایا صاحبِ روحِ المعانی فرماتے ہیں کہ اس سے اور دوسرے یہ کہ مشارب مشرب کی مشابہت جو مشارب کے حق میں ہے اور وہ اس کی چونکہ بہت سی اقسام ہیں اس لیے منع لایا گیا۔

پھر دوسرے کچھ بھی بتا ہے ایسی بھی خفی ہے وہی بھی کالی پانی ہے جن کو پیتے ہیں اور استعمال میں آتے ہیں یہ بھی منع لانے کی ایک وجہ ہے۔

بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ مشارب صرف کا میند ہے اور اس سے برقی مراد ہیں زمانہ قدیم میں جانوروں کے پھلڑوں سے متکلیف ہوتے تھے یا ان کے پانی پیتے تھے جس میں وہ وہ پھیر پھرتے تھے اگر یہ سخی مراد لے جائیں تو یہ بھی بعید نہیں ہے اور اس سے مشارب کا منع لایا اور زیادہ واضح ہو جاتا ہے۔

مشرکین کی بیوقوفی ..... اس کے بعد فرمایا وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَعَلَّهُمْ يُنْصَرُونَ اور ان لوگوں نے اللہ کے علاوہ معبود بنائے ہیں جن سے یہ امید رکھتے ہیں کہ یہ ہماری مدد کریں گے لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ (ان لوگوں سے وہی امید کر رہی ہے







اللہ پاک قادر مطلق ہے سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ - قَسَمَ اَمْرًا اِذَا نَزَّلَ خَبْرًا اَنْ يَنْزِلَ لَكَ نَحْنُ فَيَكْفُرْنَ (اس کی شان یہی ہے کہ وہ کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ فرمائے تو میں فرما دیتا ہے کہ وہ جاسوس ہو جاتی ہے سو جب صرف نَحْنُ فرما دیتے ہیں سب کچھ خود بخود آ جاتا ہے تو زمین کو موت دے کر وہ بارہ زندہ فرماتا کیونکر مشکل ہو سکتا ہے؟

فَنَسُخُ الْاَنْفُسَ الَّتِي رَبَّهٖ مَلَكُوْتُ كُلُّ شَيْءٍ وَّ اِلٰهٍ نُّزَخْنٰهُنَّ (سو پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا پورا اختیار ہے اور تم اسی کی طرف لوٹے جاؤ گے) اس کی ذات پر جب اور نقص سے پاک ہے کسی بھی چیز کے پیدا کرنے سے عاجز نہیں امر و نہی ان کو بارہ زندہ فرماتا بھی اس کی قدرت سے باہر کس قسم کی موت کراہی کی طرف جانا ہے اس کی قدرت کا انکار کر کے تو سزا پاؤ گے۔

وَالَّذِي نَسْخُ تَفْسِيرِ سُوْرَةِ يٰسَ وَالصَّلٰوةَ وَالسَّلَامَ عَلٰی سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَّ عَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَفَرَّجَ لِحَبْلِهِمْ  
بِاِحْسَانٍ اِلٰی يَوْمِ الْقِيٰمِ.

☆☆☆ . . . ☆☆☆















مستحق عذاب ہیں۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی بھی شخص نے (دو یا تیس) کسی بھی چیز کی طرف دعوت دی ہوگی تو یہ شخص قیامت کے دن کھڑا کیا جائے گا جس کو دعوت دی ہوگی وہ اسے بکڑے دے گا اس سے چھٹائیں ہوگا اگر چاہے اس شخص نے ایک ہی شخص کو دعوت دی ہوگی اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَقُلْ لِّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (سورۃ الفلق)۔

آج میں ایک دوسرے کی مدد کرنا چاہتا ہوں تو وہاں تو چھوٹے بچوں کو اصرار میں لے کر بڑوں سے کہیں گے کہ تم نے تو تمہارا اس کر دیا، دو یا تیس تمہارا ہی حال تھا کہ تمہارے پاس بڑے بڑے اور اطمینان سے آتے تھے اور ہم پر خوب زور ادا کرنا شروع کر دیا، وہ کہتا ہے تمہارا ہی چہرہ اہستہ اور سرداری کا احتمال کرتے تھے آج جب ہم نصیحت میں پہنچے ہوئے ہیں تو تمہاری طرف سے کوئی بھی حد نہیں اٹھنے کے بڑے سردار اور چوڑی کھنسی کے بات یہ ہے کہ ہم نے جو کوئی کیا وہ اپنی جگہ ہے تمہاری کوئی صرف یہ کہہ کر دینے پر غصہ نہیں بلکہ تم خودی مومن نہیں تھے ہم نے تم سے جو کوئی کیا، جو میں نے تمہارا دھت سے بہت لکھی بات تھی کہ تم کو کلمہ پڑھنا چاہیے تاکہ کرتے رہے کہ تم خودی تھے اگر ہم تمہیں نہ بھگتے، اپنے کلمہ کی وجہ سے پھر بھی تم آج مرنا پاتے کہ اس بات کا بھی تو خیال کر دو کہ ہم نے تمہیں جو کوئی کیا اور کلمہ پڑھا اور اس میں تمہاری باتیں ہی باتیں تو تھیں تم پر تمہارا کوئی تسلط نہیں تھا کہ تمہارے نوکر اور کھانہ کھانے والے نہ ہوں تاکہ کرتے بات یہ ہے کہ تم خودی ہو گئے تھے تمہارے ہذا بات اور تمہارے ہذا بات میں بلا مکت تھی ہذا ہم نے ہماری بات مان لی۔ فلاں صاحب الروح: بَلِّ كَلِمَتُكَ لِقَوْلِكَ طَعْنٌ جواب: أَمْ تَرْسُلُنِي عَلَى فِرْعَوْنَ أَصْلًا لِّهَلْهَلِهِمْ لَمْ يَجْعَلُوا عِلْمَهُ و أَمَّا دَعْوَاهُمْ فَلَهُ فُجَاءًا يَوْمَئِذٍ ما حصار هم لم يوافقوا ما دعوا له هو اھم۔ (ما صاحب تمہارے دین کے اہل علم والے فرماتے ہیں بلی کلمتہ فو قوا طعنوں پر ایک دوسرا جواب ہے جس طرح ہے کہ بالفرض ہم مان لیتے ہیں کہ ہم نے تمہیں گرا دیا لیکن ہم نے تمہیں اس گمراہی کے ماننے پر مجبور نہیں کیا ہم نے تو فقط دعوت ہی دے دی اور تمہیں نے اپنی مرضی دیکھنے سے اس دعوت کو قبول کر لیا۔)

پھر میں کا اقرار کہ عذاب کے مستحق ہیں۔ فَقُلْ عَلَيْهِمْ قَوْلٌ رَّبِّمَا أَمَّا لَدُنَّ الْعَذَابِ (سوم) ہر سہ باب کی بات ثابت ہوئی اور ہر سہ باب کے لئے والے ہیں، یعنی ہر سہ خالق اور مالک نے جو کافروں کے لیے جہنم کا داخلے فرما دیا تھا۔ اسی کے مطابق ہمیں اور جس عذاب بھگتنا ہوگا: طَعْنٌ لِّسُخْمِ أَمَّا طَعْنٌ (سوم) نے تم کو بیکار یا بے مالک ہم کی گمراہی، تم بھی کلمہ پڑھو اور ہم بھی اب عذاب سے چھٹکارے کا کوئی راستہ نہیں ہمیں اصرار ہے کہ تمہارا ہوا تو نہیں ہو سکتا۔

اجتہاد اور تابعین سب عذاب میں مشترک ہوں گے۔ فَلَقُلْهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ (ارشاد خداوندی ہے کہ وہ سب ایک تابع اور مشترک بنے اور چھوٹے اس میں عذاب میں شریک ہوں گے کہ کھنڈلک فعل مال لغو مضی (ما شہد ہم بحر میں کے ساتھ یہاں کیا کرتے ہیں مشترک اور کھانوں کے لیے عذاب بے شہد ہے جس میں ضرر و جراثیم ہوں گے۔ فَلَقُلْهُمْ كَلِمَاتٌ إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ (بے مالک ہم ان کے سامنے سمجھو یہ کہ ان کی اہمیت کی دعوت دی جاتی تھی اور ان کے سامنے مومن لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ چاہن کیا یا نہ تھا تو تکبر کرتے تھے یعنی اس کلمہ کے سامنے سے نفرت کرتے تھے اور اس کے نوال کرنے میں اپنی جگہ سمجھتے تھے اس طرح تو حید کا انکار کرتے تھے۔ وَقُلْ لِّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (اور میں کہتے تھے کیا ہم اپنے ممبروں کو چھوڑ دیں ایک شاعر نے کہا کہ ہمارے اس میں نہ مارت کا انکار ہے انکار تو حید اور انکار مارت دیکھنا یہ دونوں باتیں پر تھے



دور کرتے ہوئے فرمایا لَا يُلَاحِظُونَ (انہوں میں دور دور ہوگا کیونکہ ہر حضرت ابن مہاش سے متعلق ہے اور انہی سے اس کا یہ مطلب بھی متعلق ہے کہ لَيْسَ فِيهِمَا قَلْبٌ وَلَا كَمَرٌ اَجْنِبَ كَحَضَرِ الْعَلْبِ اس میں نہ پہلا علی شراب کی طرف نہ دہرا ہوگی اس سے کہرت ہو گی۔) دہرا صاحب خروج، وَلَا تَقْصُرْ عَنْهَا قُرُونٌ (اور اس سے عقل میں اتوار نہ لگے گا) خلاصہ یہ ہے کہ شراب لایفہی ہوگی اور کسی قسم کی ظاہری یا باطنی تکلیف بھی نہیں پہنچے گی شراب پہا کر بھی سب مانتی ہوش کوثر پر قرار ہے۔

تھکے بغیر نہ کہ جو تھکتے ہیں لیکن ان میں جی جی آتھیں وہی صحت و میل جو پاں بھی ہوں گی اور صحت اور صحتی میں ایسی ہوں گی جیسے دینا میں پرندوں کے اڑنے ہوتے ہیں جنہیں جانور اپنے پرہوں میں چھپا کر کہتے ہیں جنہ کی ان پر ہوں کو ہر صحتی حکمون سے تھکے دی ہے تھکی مٹائی اور گروہ اور اور اے ہے سے مخلوق اپنے میں ہے اہل رب ہر وقت کا انہوں سے تھکے رہتے تھے اور انہیں یہ صحت حدود کہتے تھے تھکا سوا کہ میں جو تھکتے تھکوت و تھکوت خان فرمایا ہے پاس کے من فی نہیں اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ ممکن ہے حضور حسن کے تکلف ہوں سفید بھی ہوں اور سر بھی ہوں لیکن چونکہ خاص سفید رنگ (ہوا کے کی طرف سے ہو) ہر وقت میں محبوب و مرغوب نہیں سمجھا جاتا اس لیے بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ اس رنگ میں زندگی کی تھک ہوش کی سفیدی اور زندگی کی ایک خوشنما نظارہ کھینچے میں آئے گا۔ ہذا ملخص ما ذکرہ صاحب الروح والذی منج فی قلبی اند لیس من الضروري ان لیسوا لیس البھتہ بھتہ اللہ واما بھتہ ذات الوان اُخری غیر بیاض و لیس فی لفظ الآية ما يدل علی وجہ الشبہ و لیسوا لیس البھتہ کل تعبہ حسب رغبات اهلها یكون لو نہن احسن و اجمل اہا ما کان۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ (یہ اس کا خلاصہ ہے جو صاحب روح الحالی نے ذکر کیا ہے اور جو بات میرے دل میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ اندہ سفیدی ہو ہم نے سفید کے علاوہ دیکھا ہے سفید کے لیے ہیں اور ایت کے الفاظ میں بھی اس پر شبہ کی کوئی دلیل نہیں ہے نیز صاحب جنت میں جنتوں کے سبب غلام ہوتے ہوئے کہ حوروں کا رنگ بھی نہایت حسین و خواص ہوتا ہوگا تو کوئی بھی ہو) جنت کی یہ ہوں کے بارے میں یہ بھی فرمایا کہ لیسوا لیس البھتہ البھتہ ہوں گی جس کا ترجمہ ”چٹکی خروں“ دلی کیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مہاش نے فرمایا کہ وہ صرف اپنے شوہر کی طرف نظر رکھیں گی کسی غیر کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھیں گی دنیا کی مومن حوروں کو اپنی حوروں کی طرح لیسوا لیس البھتہ ہونا چاہیے۔

فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ۖ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ ۖ يَقُولُ

سو ان میں سے اہل جمل پر متوجہ ہو کر ایک دوسرے سے سوال کرتے گئے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ ہاں میرا ایک ساتھی تھا۔ وہ کہتا تھا

أَبَيْتُكَ لَئِنْ أَهْبَطَ قَرِينٌ ۖ وَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ۖ إِنَّا كَامِدِيَتُونَ ۖ قَالَ

کہا تو تمہاری کہنے والوں میں ہے؟ کیا تپ ہم حور میں سے ہو تو ان سے کہتا تھا کہ میں نے اپنے کاموں کا بدلہ لے لیا ہے۔ وہ کہتا

هَلْ أَنتُمْ مُعْتَدِلُونَ ۖ فَاطَّلَعَ فَرَآهُ فِي سَوَاءٍ الْجَحِيمِ ۖ قَالَ تَاللَّهِ إِن يَذُتْ لَتُرَدِّيَنِي ۖ

کہا تم جو کہہ کر آتے ہو کیا سچ ہے؟ اس نے اٹھ کھڑا تو اس کا چشم کے چلنے کے ساتھ کہہ گا کہ اتنی ہی تم قریب تھا کہ مجھے پاک ہی کر دیا۔





سورہ صمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں فرمایا کہ ان کو سخت گرم پانی پلا دیا جائے گا۔ وَتَقْوُوا مَنَّا عَذَابَنَا فَتَقْطَعُ أَسْفَالُهُمْ (اور انہیں گرم پانی پلا دیا جائے گا جو ان کی آسماں کو کاٹ کر رکھ دے گا)

سورہ واقف میں فرمایا: لَنَمَكِّنَنَّ لَهُمْ سَبِيلًا وَيَسْخَرُونَ مِنْكُمْ يَوْمَ الْفُتُورِ (پھر اسے جھلانے والے کرادو گا؟ تم تو م سے درخت سے کھڑے کے اور اس سے اپنے پیٹ پر لو کے پھر اور پ سے کھول دیا پانی ہو گے جیسے پیاسے لاش پیتے ہیں) انجاست کے دراز طرح ان کی سہیلی ہوئی گی۔

وہ کی ہی برا منظر ہوگا جب روز ملی اس درخت سے کھا نہیں گے اور پھر اور پ سے کھول دیا پانی نہیں گے اور وہ بھی تو روز اہست نہیں بلکہ پیاسے آتش کی طرح خوب زیادہ دھیں گے۔ اَعْلَافًا لَّهُمْ لَعَالِي مِنْ لَوْ لَوْ لَوْ الْحَمِيمِ وَ سَاقِرَ اَنْوَاعِ عَذَابِ الْجَحِيمِ۔

حضرت ان مہاش سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو تم کو ایک قدر بھی دینا نہیں پکار دیا جائے تو وہ جتنا تمام لیلہ لیلوں کی خدا نہیں پکار دے گا؟ اب تاؤ کہ اس کا کیا حال ہوگا جس کی خوراک ہی تو م ہو گئی۔ (اتر لب و تار لب جلد ۱ ص ۱۸۸) ترجمہ: اے اے اللہ جان بیاں

لَنَمَكِّنَنَّ لَهُمْ سَبِيلًا (پھر ان کا لٹکا دوڑائی کی طرف ہوگا) تو تم کھانے اور گرم پانی پینے کے لیے جس جگہ جائیں گے وہ بھی دوڑائی میں ہوگی اور یہ چیزیں کما پانی کر بھی دوڑائی میں دیں گے اپنے اپنے کھانے پر لٹکا جائیں گے۔ لَعَالِي عَذَابِ السَّوْءِ اِی السَّوْءِ مَطْرُوحٍ مِنَ الْاُفُقِ جِہنم موضع اعدائی کل موضع منها نوع من اللذات۔ (تفسیر روح المعانی کے مصنف فرماتے ہیں: یعنی جہنم میں ان کے کھانے کی طرف لٹکا ہے کیونکہ جہنم میں کی چیزیں ہر جگہ ایک ایک قسم کا عذاب ہے) تو م کے بارے میں یہ بھی فرمایا کہ تم نے اسے عذابوں کے لیے امتحان کی چیز بنایا ہے (یعنی موت کے بعد دوڑائی میں داخل ہو کر اہل کفر بطور مزے تو م کا درخت کھا نہیں گے وہاں سے کھانا نہ لے گا اور دنیا میں اس کا ذکر آیا تو مذاق نہ لانے لگے جو ان کے لیے قدرتی امتحان کا سبب بن گیا) کہ وہ اس کی خبر پر ایمان لاتے ہیں یا انکاری ہوتے ہیں۔

صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ کافروں نے جب یہ بات سنی تو کہنے لگے کہ تمہارے بیان کے مطابق تو دوڑائی میں آگ ہی آگ ہے وہاں درخت کا کیا کام؟ اور جب اہل جہنم نے تو م کے درخت کی بات سنی تو مذاق نہ لانے لگے کہ تو یہ جانتے ہیں کہ تو م کچھ اور مسک کا کام ہے وہاں جا کر بھی تو ہمارے حشرے ہوں گے۔ یہ بات اس نے اپنے پاس سے ڈالی۔ عربی لغت میں تو م کا ترجمہ کچھ اور مسک نہیں ہے اور یہ بات کہ آگ میں درخت کیسے زخمی ہے؟ یہ بھی یقینی کا سوال ہے آگ تو اٹھ کے حشر سے جلائی ہے اللہ تعالیٰ جس کو چاہے آگ میں زخمی ہو یا پھر اور کھسکتا ہے۔

اہل جہنم باؤ اچھا اور اکی تھلید کر کے گمراہ ہوئے..... اِنْفِصَالُ الْاَوَّامِ مَتَّكِنٌ لَّهُمْ عَقْلٌ اَلْوَهُمْ نَفْسُ لَوْ لَوْ..... یعنی یہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کر رکھا ہے اور آخرت کے عذاب کے سختی اور ہے ہیں انہوں نے اپنے باپ اہل کو کرادیا پھر خود کر کے بغیر اور حق و باطل میں امتیاز کیے بغیر انہی کے قدم پتہ مٹائی کے ساتھ بال رہے ہیں مگر انہوں کی تھلید نے انہیں برباد کیا۔

وَلَقَدْ فَحَّلْنَا لِقَابَهُمْ اَلْفَا لَقَابًا (اور یہ بات واقعی ہے کہ ان موجود عذابوں یعنی کافروں سے پہلے گزشتہ امتوں میں سے کٹر لوگ گمراہ ہو چکے ہیں) وَلَقَدْ نَزَّلْنَا بِهِمْ فَتُورًا (اور یہ بات بھی واقعی ہے کہ تم نے ان میں ڈرانے والے جیسے تھے) یعنی حضرات

انہی نے کرام بیہم اصول و اسلام حق کی دعوت لے کر پہنچے اور انہیں بتایا کہ اگر باطل میں گھرے ہو گئے ہیں قبول نہ کرو گے تو تمہارا اور اہل ایمان ہوا کا گھنہ ہوگا۔ دہائیے دہائیے! یہاں میں ان پر عذاب آباد کر دیتا ہوں۔ اگلے لیے عذاب ہے۔ **وَلَا تَنْظُرُوا خَلْفَكُمْ عَنَّا عَاقِلَةٌ** (سو کچھ پیچھے نہیں لوگوں کو ڈرا دیا گیا ان کا کیا اہم ہوا؟)

**الْأَعْيَادُ الْمَلَكُ الْمُخْلَصِينَ** (مکرات کے وہ بندے جنہیں اللہ نے منتخب فرمایا) اور انی سے بھی تم کو عذاب ہے اور ان کا انجام بھی اچھا ہوا۔

**وَلَقَدْ نَادَيْنَا نُوْحًا فَلْيَنصَحْ آلَهُ الْجَبِيْنَ ۚ وَنَجِّنِيْهُ وَآٰلَتَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۚ وَجَعَلْنَا**

اور ہم اداہی سے کر دیتے ہیں کہ اس کو ہم کای ٹوب ہو فرما دیتے ہائے۔ اور ہم نے نوح کو اور اس کے گھرانوں کو بڑے کم سے نجات دی۔ اور ہم نے اس

**ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبٰقِيْنَ ۚ وَوَضَعْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۖ سَامٌ عَلٰى نُوْحٍ ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ**

کی ذریت کو انی دیتے ہیں۔ اور ہم نے ان کے لیے بعد کے آنے والوں میں جو بہت دے دیے دیے۔ اور نوح پر سلام ہے۔ یہاں میں۔ اور ہم نے

**نَجَّيْنَا الْعٰمِسِيْنَ ۚ اِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ كَمْ اَعْرَفْنَا الْاٰخِرِيْنَ ۚ**

کھینچے۔ اور یہی بڑا کر دے ہیں۔ یا تو وہ اس سے سوکھی بخاں میں ہیں۔ یا ہم نے دوسرے لوگوں کو غرق کر دیا۔

حضرت نوح علیہ السلام کا دوا کرنا اور ان کی قوم کا ہلاک ہونا اور ان کی ذریت کا نجات پانا  
حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم میں سزا سے بڑے رہے انہیں سمجھا یا تو یہی دعوت دی کہ غیر اللہ کی پرستش چھوڑنے کی  
حقین کی انہیں ان لوگوں نے نہ مانا جس قوم سے سے ہی اولی سلطان ہوئے اہل ایمان کی تحفہ تھوڑے کے علاوہ دوسرے لوگ تھے وہ بڑے  
از سے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی اہل اللہ کرتے رہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے گھٹ آ کر ان کے لئے دوا کر دی۔ **وَلَا تَنْظُرُوا خَلْفَكُمْ عَنَّا عَاقِلَةٌ**  
**الْاَعْيَادُ الْمَلَكُ الْمُخْلَصِينَ** (کس سے بد میں میں ایک بھی کا فر یا شہادت چھوڑنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم ہوا کہ کشتی کا لانا ہوں  
نے ایک کشتی جہاں اللہ پاک کی طرف سے پہلے نبرہ سے ہی گئی تھی کہ پانی کا طوفان آئے گا طوفان آئے گا حضرت نوح علیہ السلام اللہ کے حکم  
سے اپنے گھر والوں اور دوسرے اہل ایمان کے ساتھ کشتی میں سوار ہو گئے۔ یہ حضرت نوح علیہ السلام کے لئے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے کہ  
نجات دے دی اور ان کو سب فرق ہو گئے ان فرق ہوئے والوں میں حضرت نوح علیہ السلام کا ایک بیٹا بھی تھا اور ایک بیٹی بھی تھی۔  
اور ان پر ملا۔ **وَلَقَدْ نَادَيْنَا نُوْحًا فَلْيَنصَحْ آلَهُ الْجَبِيْنَ**۔ اور اہل باہت سے کہ انہوں نے ہمیں کیا ماسم کیا یا طوب دوا کر دیا کر دے  
والے ہیں (یعنی ان کی دوا کر دی فرمائی)۔

**وَلَنَجْنِيْهُ وَآٰلَتَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ** (ہم نے نوح کو اور ان کے گھر والوں کو بڑے کم سے نجات دی۔ اور ہم نے ان کے

ذریعہ)۔ **وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبٰقِيْنَ** (اور ہم نے ان کی ذریت کو باقی رکھا)۔ **وَوَضَعْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ**۔ **سَامٌ عَلٰى نُوْحٍ**۔

**الْعَلِيْنَ** (اور بعد کے آنے والوں میں ان کے لیے ہم نے یہ بات دے دی کہ نوح پر سلام ہو یہاں میں)۔ **وَلَا تَنْظُرُوا خَلْفَكُمْ عَنَّا عَاقِلَةٌ** (ان کی طرف

انعام فرما دیا۔ اور ان کے اہل ایمان کو فرق ہوئے سے یہاں۔ دوسرے ان کی نسل کو دیا میں باقی رکھا جو آج تک مگر رہی ہے

اور تیسرے یہ انعام فرمایا کہ بعد کے آنے والوں میں ان کا اگر جاری رکھا ان کے بعد جو انہی کے کرام بیہم اصول و اسلام مگر یہ آئے

اور ان کی آنکھیں دھو شہ آئیں سب نے ان پر سلام بھیجا اور سلام میں بھی عموم ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ نوح علیہ السلام جہاں بھی ہوں جس عالم میں بھی ہوں ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی ہو۔

پھر فرمایا: **إِنَّا كَذَّبْنَاكَ فَخَرَىٰ الْقُفُوفِ** (اے انسان! ان لوگوں کو اپنی طرف بددعا کرتے ہیں) کسی کا نام بھی طعن نہایت ہوئے کہ انسان کا کہا جاتا ہے نہایت کورستہ کہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عمل کر اس کی بڑی اہمیت ہے اسی لیے قرآن مجید میں **قُلْ خُفِيَ عَنِ النَّاسِ** کیا گیا ہے۔

**إِنَّهُ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ الْكَبِيرِ** (بلاشبہ وہ تو کب بڑا عذاب میں سے تھے) ایمان ہی تو اصل چیز ہے جس کے بغیر اللہ تعالیٰ کے پاس کوئی مقبولیت نہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی تھے پھر بھی ان کے ایمان کا تذکرہ فرمایا اور اس سے پہلے انسان کا تذکرہ فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے ساتھ انسان بھی ضروری ہے۔ انہی سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ترقیات ہوتی ہیں لیکن نبوت وہی چیز ہے جس کی چیز نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی ختم ہوئی۔ **فَمِنْ أَفْوَاجِ الْكَافِرِينَ** (پھر میں نے دوسرے لوگوں کو فراق کر دیا) یعنی حضرت نوح علیہ السلام آپ کے اہل و عیال اور اہل ایمان کا بھارت دے دی اور ان کے علاوہ کو فراق کر دیا۔

کیا طوفان نوح سارے عالم کو محیط تھا؟ ..... حضرت نوح علیہ السلام کو آدم بائی کہا جاتا ہے اور یہ بات مشہور ہے کہ ان کے بعد دنیا میں بڑا آدمی نہ ہوئی وہ سب ان ہی کی اولاد سے ہے قرآن مجید کی آیت **وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ نَجْمَ الْكَافِرِينَ**۔ سے بھی یکنی تہہ بہ تہہ ہے کیونکہ یہ اٹھارہ حصہ پر دلالت کرتے ہیں۔

حضرت سرۃ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد **وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ نَجْمَ الْكَافِرِينَ** کی تفسیر میں (حضرت نوح علیہ السلام کے عیال کا تذکرہ فرماتے ہوئے) کہاں فرمایا کہ یہ عام اور عام اور خاص تھے۔ امام ترمذی نے اس کے بارے میں فرمایا **أَهْلًا خَوِيفَ حَسَنَ غَرِيبَ**۔ پھر حضرت سرۃ ہی سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ عام عرب کا جہاں اور عام حبشیوں کا جہاں اور یافطہ دہلیوں کا جہاں تھا۔ (سنن ترمذی تفسیر سورۃ صافات)

اور عالم اشراف میں حضرت سعید بن المسیب تابعین سے بیان کیا ہے کہ عام عرب اور فارس اور روم کا جہاں تھا اور عام سواہن یعنی کاسلہ لوگوں کا جہاں تھا اور یافطہ ترکوں کا اور یافطہ ماجین کا اور جن کے قریب اقوام تھیں جن کا جہاں تھا۔

اگر طوفان پورے عالم میں آیا اور زمین پر چھٹی بھی آیا ہوا ہے تو ہمیں ان سب کو فراق کر دیا گیا ہوتا پھر یہی ممکن ہو جاتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد ہی سے آگے دیا آباد ہوئی لیکن اس میں یہ احتمال باقی رہ جاتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ جن اہل ایمان نے نہایت پائی تھی کیا ان کی خلیوں میں بھی ان کے بارے میں صاحب روح المعانی نے لکھا ہے: **وقد ورد في دعوات كل من لم يسلم ولم يعطوا عقاباً بالحق طير الملائك سام و حام و نوح و اذ اوجهم فاقهم بقوا متسللين الى يوم القينة** یعنی حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ جو لوگ کشتی میں تھے وہ لوگ فراق ہونے سے نہایت ڈاکر کشتی سے نکل کر اپنی اپنی اہل کے مطابق مر گئے اور ان میں سے کسی کی نسل نہیں چلی صرف حضرت نوح علیہ السلام اور آپ کے جن بیٹے سام و حام اور یافطہ اور ان کے بیویاں باقی رہیں جن کی قیامت تک نسل جاری رہے گی۔ صاحب روح المعانی نے لکھا **وكانوا من ذرئ نوح** لیکن محدثین نہیں کہ اور یہ بھی نہیں بتایا کہ یہ کس کا قول ہے۔

عام طور پر جو یہ مشہور ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام ہی کی اولاد سے آگے نسل چلی اس کے مقابل دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کے علاوہ دوسری خلیوں بھی دنیا میں چلتی رہی ہیں جن لوگوں نے یہ بات کہی ہے ان کا قول اس پر مبنی ہے کہ طوفان نوح (علیہ السلام) عام نہیں تھا۔ ان حضرات کا یہ کہنا ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد تمام اقوام کے لیے عام نہیں تھی





حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم کو توحید کی دعوت دینا اور  
جن کو توحید پر آمادہ کرنا اور مسیح سالم محفوظ رکھنا

یہاں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ شروع ہوا ہے اور خدا فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام کا کشتی میں جاننا  
میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی تھے۔

اتحاد کا مطلب کیا ہے؟ اس کے بارے میں بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ ان دونوں کی شریعتوں میں اصول دین میں تو اتفاق تھا  
یہ انکام میں بھی اکثر اتفاق تھا اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ تابع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح حضرت نوح علیہ السلام نے  
دعوت کے کام میں بہت محنت کی اور لگائیں، داشت کیس اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی جم کر دعوت کا کام کیا اور بڑی بڑی  
مشقتیں برداشت کیں حتیٰ کہ آگ میں ڈالے گئے۔

اذْجَعَلْنَا زَيْنَةَ يٰقُوبَ سُلَيْمٰنَ (جبکہ دینے والے کے پاس قلب سلیم لے کر آئے) سلیم سالم کے معنی میں ہے مطلب یہ ہے کہ وہ اپنا  
دل لے کر بارگاہِ الہی میں حاضر ہونے کے حقائق بالکل سمجھ گئے تھے نہایت خاص قسمی صفات قبیلہ شلیم کے ملکوت کثرت سے ملتی تھیں۔ اس کے  
بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک گفتگو کا ذکر فرمایا جوں کے کھان کی قوم کے درمیان ہوئی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے  
باپ سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ تم کس چیز کی پرستش کرتے ہو؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ ہم جن کو پوجتے ہیں، کھسار و کھسور  
سورۃ الشعراء۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کیا تم اتنا کمبھڑ کر محنت موت کے معبودوں کو پوجتے ہو؟ اَفَمَا يَدْعُوْنَكَ اِلٰهِيْنَ  
رب العالمین کے بارے میں خبردار کیا خیال ہے؟ تم اس کی عبادت بالکل ہی نہیں کرتے یا اس کی عبادت تو کرتے ہو لیکن ساتھ ہی انہوں  
کو بھی شریک بنا رکھا ہے یعنی ساتھ ہی ان کی بھی عبادت کرتے ہو۔

صاحبِ روحِ الہی نے اس کا یہ مطلب کھسا ہے کہ تمہارا اللہ تعالیٰ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ کیا وہ تمہاری اس جرأت پر عذاب نہ  
دے گا کہ تم نے مجھ کو معبود بنا لیا اور تمہیں پہچان بھی نہ لیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم بہت پرست قسمی اور بہت پرست اقسام کی طرح بنائے گئے تھے ایک مرتبہ تو ماچے جن کے سامنے  
کھانا رکھا کر بیٹے میں شریک ہونے کے لیے بھیجی گئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ تم بھی چلو چونکہ یہ لوگ حنادن کی تاجھرات کے  
فائل تھے اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے اپنا چھپا چھڑانے اور ان کے پیچھے ان کے جن کی توڑ بھڑ کے لیے حنادن کی  
طرف ایک نظر دیکھو اور فرمایا کہ میں تو چار ہونے والا ہوں تمہارے ساتھ کیسے چلوں؟ وہ لوگ آپ کو چھڑ کے چلے گئے آپ نے ان کے  
پیچھے بہت خانت کا روٹ کیا اور وہاں ہمارا دل تو ان جن کی مذاقی جالی اور فرمایا کیا بات ہے کہ تم کھائے نہیں ہو؟ (کھانے کی چیزیں  
وہاں پہلے سے رکھی ہوئی تھیں) مشرکین وہاں حنجر کے جانے کے طور پر رکھ کر گئے تھے تاکہ وہاں نہ ہو کہ کھائیں؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام  
نے ان سے پہچانی کہا کیا بات ہے تم کو ملنے نہیں؟ بہت قوت میں کیا جواب دیتے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان پر کھانا لے کر چلے  
پڑے اور بارگاہِ الہی میں جو کھانا لائیں وہاں اس کے دوتھے کیے گئے ہیں اولیٰ یہ ہے کہ  
دانے باجھتے ہیں اور دوسرے یہ ہے کہ چوری قوت کے ساتھ بارگاہی۔

جب وہ لوگ سید سے دامن ہوئے اور حق کو اس حال میں پایا کہ ان کے گناہے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے ہیں تو اول تو انہیں میں پرچھنے لگے کہ یہ کس نے کیا ہے؟ پھر کہنے لگے کہ ہاں وہ ایک تہہ جو ان کے ابراہیم کہا جا رہا ہے وہ ایک دن کہہ ہاتھ کا میں ایک دن ان کے بارے میں ایک تہہ تو ان کا ہوتہ ہو گیا کام کرنے والا ابراہیم ہی ہو گا کہنے لگے اسے باؤسب لوگوں کے سامنے بات ہوئی۔ اس مشورے کے بعد جدی جدی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس دروازے ہوئے آئے اور آپ سے دریافت کیا کیا تم نے ہمارے حق کے ساتھ کیا کیا ہے؟ فرمایا یہ کام میں کے ہر سے کیا ہے انہی سے پرچھا کر یہ بولتے ہیں؟ کہنے لگے تم جانتے ہو تو یہ بولتے نہیں ہیں! فرمایا تو کیا تم ان کا چھوڑ کر ان چیزوں کی پرچھا کرتے ہو جو تمہیں دیکھی گئی اور ضرر نہیں پہنچا سکتے؟ فقہ سے تم پر اور تمہارے معبودوں پر یہ سوال اور جواب سورۃ انعام میں مذکور ہے۔

یہاں سورۃ الفضلۃ میں فرمایا ہے فَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ کیا تم ان چیزوں کی مہلت کرتے ہو جنہیں خود ہی ترش کر اور رکات چھانٹ کر کے دے دیتے ہو وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ اور حال یہ ہے کہ انہی نے تمہیں بھی یاد کیا اور جن چیزوں کو تم جانتے ہو انہیں بھی اسی نے یاد دلایا ہے۔

مشرکین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بات کا مکمل سے تو جواب دے سکتے اہل آئین میں یہ طے کیا کہ ان کے لیے ایک مکان بناؤ یعنی ایک چار دیواری تیار کرنا بھروسہ میں بہت زیادہ آگ جاؤ اور اس شخص کو اس آگ میں ڈال دو۔

چنانچہ انہوں نے ایک بڑی جگہ بنائی اور اس میں خوب آگ جلائی پھر تحقیق کے واسطے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس آگ میں ڈال دیا آگ کا فضاہیلی کا گھم ہوا کہ وہ فضاہیلی اور اس کی دہلیز میں جا کر ابراہیم کو کوئی تکلیف نہ پہنچا نہ پہنچا تو آگ اللہ کے حکم سے فضاہیلی ہوئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بال بھی نہ پکا نہ ہوا آپ تو دشمنوں نے تن کی کھائی سب جہان دہ گئے اسی کو لکھا: فَلَمَّا أَتَيْنَاهَا أَبْهَتْ وَأَضْطَرَّتْ (سوانہ لوگوں نے ابراہیم کو تکلیف پہنچانے کی تدبیر کی سو ہم نے ان لوگوں کو بچھا کر دیا اور مکمل ہوئے اور آپ نے بچھا دیکھا۔

اس آیت کی تفصیل سورۃ انعام (دکوع نمبر ۶) میں بھی گزر چکی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو انہیں مسلمان فرمایا تھا اس کے بارے میں بھی وہاں ضروری بحث لکھ دی گئی ہے ملاحظہ کر لی جائے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو ستاروں کی طرف دیکھ کر اپنی قوم کو جواب دیا کہ میں بنار ہوں نے والا ہوں تو ستاروں کی طرف کیوں دیکھا اور کیا ستاروں سے انسانوں کے سوال و جواب اور اس کا جواب مل سکتا ہے؟ پہلی بات کا جواب ہو کر گزر چکا ہے کہ چونکہ وہ لوگ ستاروں کو ماننے سے دور ہی عقیدہ رکھتے تھے کہ ہمارے حالات کا ستاروں سے تعلق ہے اس لیے ستاروں کو بہانہ بنا کر ان کو کھنکھاتا کر دیا اور خود میں وہ گئے۔ اب دوسرا سوال اس کے بارے میں حضرت حکیم الامت قدس سرہ "بیان القرآن" میں لکھتے ہیں کہ ظم نجوم شرعاً مذہب سے خواہاں ہے کہ وہ بھاضیہ داخل ہے اور ان کو آپ میں سعادت و خوش متقی ہے اور اس مذہب سے مذہب ہے کہ ان کو آپ کی سعادت و خوش متقی میں کائنات و ہم نہ ہو مگر وہ بہت ہے اور اس کے قواعد کی اصل گنج کی طرف مستحق نہیں اور بھروسہ کثیر ہاں پر مرتب ہوتے ہیں اعتقاد صحیح اور ضعف توکل علی اللہ اور ترک علوم باطلہ و غیر مذکورہ۔ حاصل یہ ہے کہ نجوم مذہب سے خواہاں ہے کہ وہ کثیر ہے کہ مذہب ہو تو انہی طریقہ کی وجہ سے۔ (اسپین ملاحظہ)



ملائے میں جا کر آباد ہو گئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک بیوی تو سفری میں ان کے ساتھ تھیں جن کا نام سارہ تھا وہ دوسری بیوی ایک بادشاہ نے پیش کر دی تھیں جن کا نام اجڑہ تھا جس بادشاہ نے حضرت سارہ کو پکڑوا کر بدلتا تھا اسی نے حضرت بائز کو بطور خادمہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا تو ابراہیم کا قصہ سورۃ الانبیاء میں گزر چکا ہے (حضرت سارہ اہل حق علیہ السلام کی والدہ تھیں اور حضرت بائز حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ تھیں۔)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے ایک ایسا وارث عطا فرمائے جو صالحین میں سے ہو۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ مفسر ابن کثیر لکھتے ہیں کہ سب علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ یہاں جس بیٹے کی بشارت کا ذکر ہے اس سے حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی مراد ہیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے، کچھ دنے ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں اور ان کی والدہ کو اللہ کے حکم سے مکہ معظمہ کی سرزمین پر بھیجا دیا اس وقت کہ مکہ معظمہ پختل میدان تھا کہہ شریف کی عمارت بھی موجود تھی اسی اندر کہہ نے ان کے لیے حرم کا چشمہ پیدا فرمایا پھر نبی کریم کا قبیلہ بھی وہاں آ کر آباد ہو گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین سے اپنی بیوی اور بیٹے کی خبر لینے کو مکہ معظمہ جایا کرتے تھے ایک مرتبہ شریف اسے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں خواب دکھایا کیا کہ وہ اپنے بیٹے کو اللہ کو کرے جسے انہیں ابراہیم علیہ السلام کا خواب تھا اور اللہ کی جانب سے ہوتا تھا انہیں بات اللہ تعالیٰ کی جانب سے حکم دے جانے کے حوالہ بھی جاتی تھی اس لیے انہوں نے اپنے بیٹے سے کیا کہ میں نے ایسا خواب دیکھا ہے تمہاری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے جواب دیا: یکتب لعلی خافوا منہ متجددین ان شاء اللہ بنی الطیرین (یعنی اسے اپنا جان آپ کو جو حکم ہوا ہے اس پر عمل کر لیجئے آپ مجھے اس بات پر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔)

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ مکرمہ سے لے کر چلا آ رہی تھی جا کر راح کرنے کی نیت سے ایک چھری ساتھ لی (یعنی مکہ معظمہ سے تین میل دور) یہاں ان کے درمیان بہت لہسا میدان ہے (جب ملی میں داخل ہونے لگے تو ان کے بیٹے کو شیطان نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پتہ چلا تو اللہ اکبر کہہ کر سات نگریاں ماریں جس کی وجہ سے وہ زمین میں جھنسا گیا، پندوں آگے بڑھے تو پھر زمین نے اس کو پھنسا دیا پھر قریب آ کر وہ ملنے لگا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر اتار اکبر کہہ کر اسے سات نگریاں ماریں پھر وہ زمین میں جھنسا گیا اور اس کے بعد آگے بڑھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو شیطان کے مل زمین پر اتار دیا۔

وَلَقَدْ نَسْنَا اَنْ يُّخْرِجُوهُمْ فَلَمْ صَافِلْ اِلٰهُنَا (اور ہم نے ابراہیم کو آواز دی کہ تم نے خواب دیکھا کہ وہاں خواب میں جو حکم دیا گیا تھا اپنی طرف سے اس کے پاس ہونے میں مدد بھی کر نہ چھوڑی۔ اِنَّا كَسَفْنَا لَنَجْوٰى الْفٰسِقِیْنَ (اور ہم غلطیوں کو اسی طرح بدل دیا کرتے ہیں۔)

اِنْ هٰذَا لَفِیْ ذِکْرٍ لِّلْعٰقِبِیْنَ (یہاں یہ لکھا جاتا ہے کہ وَلَقَدْ نَسْنَا یٰلَیْحٰظِ عظیم (اور ہم نے اس کے بدل ایک بڑا فیصلہ سن دیا) یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند کو اللہ نے اسے چھایا انہوں نے اپنے بیٹے کے گھر پر چھری بھجور دی لیکن گھاؤ کا۔ مشہور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے گھلو کو اپنے کاٹ دیا جس پر چھری نے کھوکھلا کر دیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک بڑا فیصلہ بھیج دیا۔ حضرت اسی مہاسن سے مراد ہے کہ پڑیچ ایک سینہ کا تھا جو جنت سے لایا گیا تھا اور بعض روایات میں ہے کہ اس سینے سے حضرت جبریل علیہ

اسلام لے کر آئے تھے سو تو کھٹکا غلط ہے! الاخر حق مسلمۃ علیٰ کونہم (اور ہم نے بعد کے آئے لوگوں میں اسلام کے بارے میں یہ بات چھوڑ دی کہ اسلام ہمارا بھی پر کھٹک لٹتے نفعی شخصیت (متمنعین) کو کسی طرح صلا دیا کرتے ہیں! اپنے پی بعد کے آنے والی تمام امتوں میں ان کا ہر ان کی قرآنی کا ذکر ہے ہر اہل ایمان ان پر سلام بھیجتے رہتے ہیں! جب ان کا نام لینے ہیں علیہ السلام کہتے ہیں اور امت محمدیہ کو ان سے خاص تعلق ہے ان کی شریعت کے احکام اس شریعت میں نافذ ہیں اور نہ تو کسی جرم اور دوسرا کیا ہی نہ جاسا ہوتا ہے اور نہ ان کو کسی یاد ہے انہوں نے دعا کی کی تھی! واخلق فی انسان صلیقی (اور اسے اللہ بعد کے آئے لوگوں میں ہر امت پر آجیہ کر دیا کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی! ایمان کا اگر خیر ہادی ہے ہر ایمان کے لیے سلام کی دعا اہل ایمان کی زبانوں سے نکلتی ہے اللہ بن جبرائیل علیہ السلام (پا شہد وصرہ سے نواسی بدوں میں سے ہیں)۔

نیک نیتی پر ثواب ..... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بہت بڑی قرآنی دلی اپنے دامن میں آگ میں اگلے گئے اسے خوشی سے منظر کر دیا اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حفاظت فرمائی اور سچے مسلم کہ سے باہر آگے بھر رہے ہجرت فرما کر شام میں آگے اور کہ منظر میں اپنی ایک بیوی اور ایک بچے کو آد کر دیا! پھر جس کے ذرا کرنے کا حکم ہوا تو اسے بھی ذرا کر دیا (یعنی اپنی کوشش میں کوئی سر نہیں چھوڑی) اللہ تعالیٰ نے یہاں بھی مدد فرمائی اور ان کے بچے کو بچا اور اس کی جگہ ایک بیٹا حاصل کیا! اس سے معلوم ہوا کہ جو بھی کوئی شخص یہی نیت سے اور اپنے دل سے کسی عمل کا بارہ کرے اور پھر وہ کام نہ ہو سکتا ہے بھی اس کا ثواب ملتا ہے۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو شخص حج یا عمرہ یا جہاد کے لیے اپنے گھر سے نکل گیا ہر رات میں سر کیا تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ جل شانہ توبہ اور مدد کرنے والوں کا ثواب کھدے گا۔ (مشکوٰۃ لمصابح ص ۲۲۳)

قرآن شریف میں وارد ہے: وَنَزَّلْنَا نُحُورَ مِنْ أُنْثَىٰ تَبَرَّأْنَا إِلَى اللَّهِ وَرَزَّوْا نُوْلَهُ ثُمَّ نَلَّوْا نُوْلَهُ الْعَوْتَاطُ فَلَقَ وَفَعِ الْخَرَفَ عَلٰی اللّٰہِ (سورۃ النساء) اور جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرنے کے لیے نکل جائے پھر اس کو موت آجائے تو اللہ کے دامن کا ثواب بہت ہو گیا۔

حدیث شریف میں یہ بھی وارد ہے کہ جو شخص تہجد کی نماز پڑھنے کی نیت سے سو گیا اور پھر آگے نہ نکل سکی تو اس کو تہجد پڑھنے کا ثواب ملے گا۔ (الترغیب والترہیب ص ۲۸۸)

امت محمدیہ کے لیے قرآنی کا حکم ..... حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے والدہ سے قرآنی کی ابتدا معلوم ہوئی اور حج کے موقع پر اپنی میں جو لڑکیاں ماری جاتی ہیں ان کی ابتدا بھی اسی والدہ سے ہے۔ انہی میں جنہوں پر انگریاں مارتے ہیں جہاں شیطان زمین میں جو شخص کا تھا جب کہ اللہ تعالیٰ کے لیے جگر کے چھڑا دیے گئے ہیں۔ اس کے بعد سے اللہ جل شانہ کی رضا کے لیے ان جنہوں میں حج کے موقع پر انگریاں ماری ہر والدوں کی قرآنی کرنا مہارت میں شمار ہو گیا ہے چنانچہ امت محمدیہ کے لیے بھی قرآنی شروع ہو گیا۔ صاحب حیثیت پر قرآنی واجب ہے ہر آدمی کی اپنی حیثیت نہ ہو اور قرآنی کو سب بھی ثواب عظیم کا مستحق ہو گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ وَخِضَتْهُ فَاَنْ يُّخْضِضَ فَلَمْ يُخْضِضْ فَلَا يَخْضُضْ مُضَلًّا (اور عرب و عرب ج ۲ ص ۱۰۳) یعنی جو شخص مسحت ہوئے ہوئے بھی قرآنی نہ کرے وہ ہماری عید کا وہ نہ آئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں اس سال قیام فرمایا اور ہر سال قرآنی



انبیاء نے کراماتیں اسلام بھی کثیر تعداد میں جو سے اللہ تعالیٰ کی کتابیں بھی میں یہ حال ہو نہیں اور صحیفے بھی۔

آخر میں جو یہ فرمایا کہ ان کی اور بہت سی محنتیں بھی ہیں اور غائبین بھی اس میں یہ بتا دیا کہ انھیں دیکھ کر ہم علم حاصل کر سکتے ہیں انھوں نے کہا: ہاں! خداوند تعالیٰ کی مدد سے ہم ان کو بھی مل سکتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کون سا فرقہ مذبح تھا۔۔۔۔۔ اس میں اختلاف ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جس جگہ سے ذبح کرنے کا حکم اللہ نے دیا تھا وہ کون سا جگہ تھا اہل کتاب تو یہی کہتے ہیں کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور امت مسلمہ میں سے بھی بعض علماء نے اسی کو اختیار کیا ہے لیکن بہت سے اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ ذبح حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے ان حضرات کی وہ دلیلیں زیادہ زور دیتی ہیں ایک تو یہ کہ سورۃ الصافات میں آیت فرماتا ہے ﴿فَشَرُّنَا بِالْحَمْدِ﴾ پھر خصوصی طور پر فرمایا ﴿فَلَمَّا بَلَغَ فُسْحًا لَمَّ إِلَيْنَا﴾ اسی آیت کی تفسیر میں آیت اخذ کی کہ بعد ذبح کا قصہ ذکر فرمایا کہ فرمایا ﴿وَنُفِثْنَا بِهِ نِجَاسًا فِي الْفُلَيْنِ﴾ اہل کتاب کا کام سے بھی مضطرب رہتا ہے کہ جس جگہ کی اولاد کو ظفر جی دی ہو گی وہی ذبح تھے اور اہل حق علیہ السلام کے علاوہ تھے دوسری دلیل جو کبلی دلیل سے زیادہ زور دار ہے یہ ہے کہ سورۃ مائدہ میں فرمایا ہے ﴿فَشَرُّنَا بِالْحَمْدِ﴾ و ﴿مِنْ ذُرِّيَّتِهِ مُنْتَحِبِينَ﴾ کہ تم نے ابراہیم کو مانتا تھا تو ظفر جی دی اور تم نے یہ ظفر جی بھی دی کہ اہل حق کے بعد یہ صاحب ہے کبھی تو کہہ دو کہ یہ بات ظاہر ہے کہ جس جگہ ذبح فرمایا وہ تمام ذبح تھا ہی لہذا سے پہلے کہ کہ خطاب کیا اور جب کسی کے ہاں سے پہلے سے کہہ دیا جائے کہ اس کی اولاد بھی ہوگی اور پھر یہ کہہ دیا جائے کہ اس کو ذبح کر دو تو اس میں اختلاف کا خاص پہلو نہیں لگتا جسے ذبح کرنے کا حکم دیا جائے وہ پہلے سے جانتا ہے کہ یہ ذبح ہونے والا نہیں ہے کیونکہ اسے بالغ بھی ہونا ہے اور اس کی اولاد بھی ہوتی ہے۔ صاحب الدلائل لکھتے ہیں کہ: «المصنوع ان المذبح اسماعیل و فی المصنوع من المذبح قال و معاذ مطيع الله، صاحب الدلائل اس پر تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں: قلت و بہ قال احمد و رجمہ غالب المحققین .

وَلَقَدْ مَنَّا عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴿١٠٠﴾ وَجَعَلْنَاهُمَا قَوْمَهُمَا مِنَ الْأَكْبَرِ الْعَظِيمِ ﴿١٠١﴾ وَنَضَرْنَاهُمَا

اور یہ واقعی بات ہے کہ ہم نے صوفی اور باریں پر احسان کیا۔ اور دونوں کا اور ان کی قوم کو بڑی بے پناہی سے نجات دی اور ہم نے ان کی مدد کی

فَكَانُوا هُمْ الْغَافِلِينَ ﴿١٠﴾ وَآتَيْنَاهَا الْكِتَابَ الْمُبِينَ ﴿١١﴾ وَهَدَيْنَاهَا الْقُرْآنَ أَتَّعِيمَ ﴿١٢﴾ وَلَوْلَا

سودی طالب نے دالے تھے۔ اور ہم نے انھیں واضح طور پر جان کر تے دلی کتاب دلی اور ہم نے انھیں صراحتاً سنجیدگی کی حمایت کی اور ہم نے بددیانتی سے

عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِينَ ۝ سَلَّمَ عَلَى مُوسَى وَهَارُونَ ۝ إِنَّا كَذَّبُكَ أَيُّحُسَيْنُ ۝ إِنَّهُمَا

داناں میں ان دونوں کے بارے میں جرات چھوڑ دینی کہ تمام جہانوں پر غور ہو جائے۔ اور شریعہ کی طرح عقلیں کو سنبھال کر رکھتے ہیں۔ یہ نیک

مِنْ عِبَادِكَ الْكَافِرِينَ ۝

— *Journal of the American Medical Association*





حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے آپ جن لوگوں کی طرف مہوٹ ہوئے تھے وہ لوگ شرک تھے۔ ان کا ایک بہت تھا جس کا نام بغل تھا یہ لوگ اس کی عبادت کرتے تھے اور اس سے حاجتیں مانگا کرتے تھے۔ روح المعانی میں ایک قول لکھا ہے کہ یہ بت سونے کا تھا جس کا قد میں پانچ تھا اور چار چہرے تھے شیطان اس کے اندر داخل ہو جاتا تھا اور اس کے چہاروں طرف خدمت گزاروں سے حاجتیں کرتا تھا وہ لوگ اس کی باتیں وہاں آنے والوں کو بتا دیتے تھے جس سے وہ لوگ اور زیادہ متحکم ہو جاتے تھے۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے ان کو تبلیغ کی اور توحید کی دعوت دی اور اہل بیتہام انکار کی کے طور پر فرمایا کیا تم اس ذات پاک کو چھوڑتے ہو جو احسن المخلوقین ہے جو اللہ سے جو تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے باپ دادا بھی تم سمیت وحقیقی کی عبادت نہیں کرتے اور اسے اپنی عبادتوں کے لیے نہیں پکارتے یہ تمہاری ہی توفیق ہے صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اسی سے اپنی حاجتیں طلب کرو۔

اس میں جو احسن المخلوقین فرمایا ہے اس سے احسن المصورین مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہ سب کی صورتیں بناتا ہے وہی حقیقی مصور ہے اس کے علاوہ جو لوگ صورتیں بناتے ہیں وہ مجازی مصور ہیں۔

ان لوگوں نے حضرت الیاس علیہ السلام کی بات نہ مانی (الکرم کو نہ چھوڑا توحید پر نہ آئے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا الغالبون لفتخلفون) کہ ضرورتاً طب میں حاضر کیے جائیں گے کالآء عطاء للہ المخلصین (سو اے اللہ کے ان بندوں کے جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے جنت کے لیے نکلایا تھا) اس میں یہ بتا دیا کہ حضرت الیاس علیہ السلام کی امت میں بھی کافرو مشرک نہ تھے بعض گھس گھس بھی تھے وقولنا علیہ فی الآخرین سلام علی الیسین اور ہم نے بعد کے آنے والوں میں ان کے بارے میں یہ بات دے دی کہ سلام وہ الیاس پر آیا کہ کذلک نخبرہ المخلصین اللہ بن جہاد الغلوبین۔ یہ ایک ہم کلصین کا ہی طرح ملنا دیکرتے ہیں یہ ایک اور اندازے نوکین بندوں میں سے ہیں۔

سلم علی بن الیسین۔ میں جو لفظ بن الیسین ہے اس کے بارے میں بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ یہ بھی حضرت الیاس علیہ السلام کا نام تھا۔ کبھی کبھی اس کے اخیر میں یارون بن جہاد دیکرتے ہیں جیسے جہاد اور یحییٰ بن جہادیت فاضل کی وجہ سے آل یاسین الیٰ کیا ہے۔ ولعل ہو جمع الیاس علی طریق التغلب علی قومہ واتباعہ کا المعالین للمہلب و قومہ ولعل جمع الیسین بہاء النسبہ لخصف والمراد بالیسین قوم الیسین المخلصون لانہم الاحقاء بان ینسوا الیہ وخصف ہذا القول۔ وقرأ نافع و ابن عامر و یعقوب و زید بن علی (آل یاسین) بالاضافۃ و کتب فی المصحف العثماني مفعلاً علیہ نوع تالیف لہذا القراءۃ و جوزان یتكون الال ملحقا علی ان یاسین هو الیاس نفسه (اور کیا گیا ہے کہ وہ الیاس کی بیعت ہے حضرت الیاس علیہ السلام کی قوم اور یحییٰ بن یاسین کی بیعت ہے جیسے مطلب اور اس کی قوم کے لیے یحییٰ بن یاسین کہا جاتا ہے اور بعض نے کہا یہ الیاس ہی کی بیعت ہے جس کے آخر میں یاسین کی ہے پھر اس میں تخفیف کر کے الیاس یسین ہوا۔ الیاسین سے مراد حضرت الیاس علیہ السلام کے گھس بیعت ہیں کیونکہ وہی حضرت الیاس علیہ السلام کی طرف منسوب ہونے کے مستحق ہیں۔ لیکن اس قول کو ضعیف کہا گیا ہے نافع ابن عامر، یعقوب اور زید بن علی نے اضافت کے ساتھ آل یاسین چاہا ہے مصحف عثمانی میں آل اور یاسین الگ الگ لکھا ہوا ہے لہذا یہ بات اس قول کی تائید کرتی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آل کا لفظ لاء اور اور یاسین سے مراد خود حضرت الیاس ہی ہوں۔)

وَإِنْ لَوْظًا لَّبَنَ الْمَرْسِلِينَ إِذْ يُخَيِّتُهُ وَأَهْلَةٌ آمَجُوعِينَ ۝ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَيْرِينَ ۝

اور بدشیرہ لوٹنے والوں میں سے ہیں۔ جبکہ میں نے انہیں یہاں سے گھر لوٹانے کو حکمت سے ہادی کیا۔ سوائے عجزی کی حالت کے، جو اسی زمانے میں وہاں سے لوٹنے والوں میں سے تھی۔

ثُمَّ دَعَوْنَا الْأُخَرَينَ ۝ وَإِنَّكُمْ لَتَمُرُّونَ عَلَيْهِمْ مُصْبِحِينَ ۝ وَبِالْأَيْلِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝

پھر ہم نے دوسرے لوگوں کو بلا کر کہہ دیا، اور اسی طرح ان پر ضرر اتراتے ہوئے گئے۔ اور بات کو سنا کیا تم سمجھ نہیں سکتے۔

حضرت لوط علیہ السلام کا تذکرہ اور قوم کا جلاک ہونا اور بیوی کے علاوہ

ان کے تمام اہل و عیال کا نجات پانا

ان آیات میں حضرت لوط علیہ السلام کی بھٹ اور ان کی اور ان کے اہل و عیال کی نجات اور ان کی قوم کی جلاکت کا ذکر ہے۔ ان کی قوم کے لوگ کافر تھے۔ جسے اس حال میں بھی بہت آگے جڑے ہوئے تھے۔ مرد مردوں سے شہوت پوری کرتے تھے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں بہت گھبراہٹ دلوں گ۔ نہ انے اور حضرت لوط علیہ السلام سے کہا کہ اے لوط! اگر تم اپنی بات سے باز نہ آئے تو ہم تمہیں اپنی آبادی سے نکال دیں۔ اگر ان لوگوں پر جس دن صبح صبح آگ آگیا تو تمہاری جان سے تم سے پہلے حضرت لوط علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ اپنے اہل و عیال کو لے کر رات کے آخری حصہ میں آبادی سے نکل جائیں۔ ایسی ہی جی کو سنا تھا کہ لوط (پاس لے کر وہ کارواں بھی جیہ کہ سوراہہ افریم کے طرف میں اس کا کافر ہونا مذکور ہے۔ اپنا بیٹا بھی حضرت لوط علیہ السلام سے اپنے اہل و عیال کو لے کر آبادی سے نکل گئے۔ صبح ہوئی تو ہم پر خطاب کیا کہ ان میں سے کھنکھالتے ہو گئے اور آسمان سے ہجر رسا ہو گئے۔ پھر یہ قصہ سورۃ النجم سورۃ الجبر سورۃ الشعراء اور سورۃ النمل میں گزر چکا ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی بھی اپنے گھر کی وجہ سے جلاک شدہ لوگوں میں رہ گئی۔ اسی کو اَلَا عَجُوزًا اَفَلَا تَعْقِلُونَ سے تعبیر فرمایا ہے۔

اہل مکہ کو ہجرت دلانا ۔۔۔ اہل مکہ کا یہ طریقہ تھا کہ سال میں دو مرتبہ ملک شام کا سفر کرتے تھے ایک سفر مردی میں اور ایک سفر گری میں ہوتا تھا جس کے بارے میں وہ غلطہ النساء والاضیف فرمایا ہے یہ سفر تجارت کا ہوتا تھا شام جانے کے لیے ضروری تھا کہ ان بستیوں کے پاس سے گزرے۔ یہاں پر ان کی جنس من کے گھوڑے نظر آتے تھے۔ ان بھٹیوں میں بھی رات کو گزرتے تھے اور ان کی صبح کو جلاک شدہ اقوام کے ہمارے لوگوں کو دیکھتے تھے۔ لیکن انہیں لینے تھے اسی کو فرمایا اَلَا تَعْقِلُونَ عَلَیْہِمْ مُصْبِحِينَ وَبِالْأَيْلِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (اور یہ ملک تم ان پر گزرتے ہو صبح کے وقت اور رات کو تو کیا تم سمجھ نہیں سکتے) بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ جب لوط کی جانب سے شام کو جاتے تھے تو ان کا گزر ان بستیوں کے قریب صبح کے وقت ہوتا تھا اور جب دوسرے چاند کی جانب واپس آتے تھے تو رات کو ان بستیوں کے قریب صبح کے وقت ہوتا تھا اور جب دوسرے چاند کی جانب واپس آتے تھے تو رات کو ان بستیوں کے پاس سے گزرتے تھے انہیں یاد دلایا کہ دیکھو کفر کی وجہ سے یہ بستیوں جلاک ہو گئیں۔ تم انہیں سے ان کی نشان دہی کیجئے کہ یہ ہمارے ہی ہجرت حاصل نہیں کرتے۔ تم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے باز آؤ اور جلاک شدہ قوم سے ہجرت حاصل کرو اور تمہیں بھی مذاب پہنچ سکتا ہے۔



تو یہ نہیں فرمایا لیکن مجھے اس کا سبب معلوم ہے اس میں کوئی عیب انعام ہے جو اپنے آقا کی فرمانبرداری چھوڑ کر بھاگ آیا ہے اور جب تک اس شخص کا مسودہ نہ خال نہ ہو یعنی شہر کی سرے کی اور وہ بھاگا ہو انعام میں ہوں (اس لیے کہ کہہ دیا میں شانہ کی اہانت کے بغیر اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے آئے تھے) مجھے نہ یامیں ذال نہ لوگوں نے کہا یا نبی اللہ! ہم آپ کو دہش نہیں ڈال سکتے فرمایا اچھا تو ہمارے قہر سے ذال اہل و عس کے نام کو قہر نہ لکھا اور دہش ڈال دینا چاہا نہیں انہوں نے تمہیں باقرہ ذال اور بار بار یہی کام لکھا لکھا آپ نے خودی دہش میں چھوٹا لکھا۔ عربی زبان میں انعام ہے جو کہہ سکتے ہیں چونکہ عربوں کے ذریعہ قرآن اُتایا تھا اس لیے اسے فلسفہ سے تعبیر فرمایا اور طرہ قہر کا یہ تھا کہ ہر شخص اپنا اپنا حیرے کر پائی میں اہل سے جس کا حیرہ ہی کہ ہے اس کو دہش ڈال دیا جائے اور جس کا حیرہ آداب ہے اس کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ یہ وہ شخص نہیں ہے جس کی عبادت کی کوئی ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کے نام کا جو ترجمہ ہوا وہی ہی ہے جو ہمارے میں اس پر آپ نے لکھا کہ کبھی کو مسودہ کے حوالے ہونا چاہیے کہ کبھی کے دوسرے سواروں نے بھی اس بات کا یقین کر لیا کہ اسی کو یہاں فرمایا لنکن من الطہ حنین (کہ حضرت یونس علیہ السلام مغلوب ہو گئے اور دوسری سواروں کے مقابلہ میں ہار گئے)۔ (اگر صاحب دانت)

حضرت یونس علیہ السلام نے جیسے ہی دہش میں چھوٹا لکھا ایک جھلی اند کے علم سے پہلے ہی سے تاجر تھی اس نے آپ کا قہر ڈالنا لیکن چھوٹا نہیں سکا سالم لکھا گیا جھلی کے پینے میں پہنچے تو تین ہار کیوں میں چھوٹا ہوئے۔ ایک ہار کی رات کی دوسری مسودہ کے جلی کی تیسری جھلی کے پینے کی۔ ہار کیوں میں بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے رہے سورۃ الانبیاء میں فرمایا ہے: فنادی فی الطہ ان لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین (سوار کیوں میں پکارتے رہے کہ انت آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ پاک ہیں یہ ملک میں ظلم کرنے والوں میں سے ہوں) جھلی کے پینے میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل میں مشغول رہے اللہ تعالیٰ نے دہش میں ان کی حفاظت فرمائی اور ان کو اس مصیبت سے نجات دے دی۔ سورۃ الانبیاء میں فرمایا ہے لنستخینک و لننجدک من غصہ و لنکمل لک سبحی الطہ (سورہ نے ان کی دعا قبول کی اور ان میں تمہیں سے نجات دی اور ہم اپنی طرف اہل ایمان کو نجات دیا کرتے ہیں اور یہاں سورۃ الطہ میں فرمایا ہے فلو لا انک من النسخین لبث فی بطنک اہی یوم یبعثون (سوار کو تسبیح بیان کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت کے دن تک جھلی کے پینے میں ہی رہتے)۔

ایک بیلدار اور رشت کا سایہ دینا ..... جب جھلی کے پینے میں آپ نے ذکر کیا اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کی تو اہل عمل شانہ نے جھلی کو غمراہ کر کے ان کو کھارے پر چاکن دے جھلی نے آپ کو کھارے پر ڈال دیا۔ اس کے پینے سے اور پانی سے ابھر کر آگے لیکن سیم تھے سیم عربی زبان میں چار کو کہتے ہیں جب جھلی کے پینے میں لکھا انک من النسخین تو خودی اہل حالت پر برآمدی مضاف ہو چکا تو خودی اس لیے بعض حضرات نے مسقیم کا ترجمہ متحمل کیا ہے۔ ضرورت تھی کہ سایہ بھی ملے اور دعا بھی پہنچے اللہ تعالیٰ شانہ نے وہاں ایک بیلدار رشت کا دیا مشہور ہے کہ کھارے کا رشت قابو مضر بنے یہ بھی لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جنگل کی کبریٰ کو انکس اور وہ چلے نہ لگا دیا اور کبریٰ آتی تھی اور آپ کو وہ چلا کر چلی جاتی تھی۔

مستعین کی تعداد ..... حضرت یونس علیہ السلام کے بارے میں مفسرین نے لکھا ہے کہ وہ غنی اہل حق کی طرف مبعوث ہوئے تھے جو شہر مومل کے قریب تھی۔ یہاں سورۃ الطہ میں ان کی تعداد کے بارے میں فرمایا ہے واذ نسفنا الہی بقیۃ لیل (اور ہم نے انکس ایک ایک لکھا اس سے کھنڈ یا افراد کی طرف بچھا) چونکہ ان لوگوں نے مذہب کے آجرو کو کھڑوہ کر لیا اور ایمان لے آئے اس

اور انہوں نے افسانے اور کہانیاں لکھ کر ان کی قراؤنیوں سے دنیا کو آگاہ کیا کہ اسلام کے پیروں کا مفروضہ کیا ہے۔ انہیں ان باتوں سے پاک ہے

يُؤْمِنُونَ ۖ الرَّاغِبِينَ إِلَى اللَّهِ الْمَخْلُوقِينَ ۖ

$$-\frac{1}{2} \frac{d}{dt} \int_{\mathbb{R}^n} |\nabla u|^2 dx + \frac{1}{2} \frac{d}{dt} \int_{\mathbb{R}^n} |u|^2 dx = 0$$

شریکین کی تردید جو اللہ کے لیے اولاد جنم دیتے تھے

شیطان نے اپنی کوششوں سے انہوں کو توحید سے ہٹا دیا اور شرک کا رواج ۱۱۱۱ اس سلسلے میں اس کی جو کوششیں آئے یہ جیسے اس کا نتیجہ ہو کہ اس نے جس کی خدمت پر وہ ۱۱۱۱ ہی تھا وہ اور فرشتوں کے بارے میں بھی لوگوں کو یہ سمجھا دیا کہ ان میں اور خالق کا نہایت جملہ جو کہ وہ میں دیکھ رہا ہوں ہے چنانچہ انہوں نے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی فریادیں جلا دیا اور ان کو شیاطین کی بدست مانتے چلے گئے اور اللہ تعالیٰ کو نہ مانا انھیں ان کا وہ نہیں سمجھ رہے اور یہی ہے ان کا حال ہے۔

[illegible]

اسی کو یہاں فرمایا کہ آپ ان سے پوچھ لیجئے کیا خالق جل مجدہ نے اپنے لیے لڑکیوں کو بھروسہ دار رکھے تھے کیا وہ جنہیں اپنے لیے لڑکے پسند ہیں کو ہم جو یہ کہہ رہے ہو کہ فرشتے اللہ کی بنیادیں ہیں تمہارا یہ جھوٹ اپنی جگہ داب یہ تو جھوٹ کہ فرشتوں کے لڑکیاں ہونے کا کام نہیں کہیں سے ہوا؟ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا فرمایا تو کیا تم حاضر تھے اور یہ دیکھ رہے تھے کہ یہ مخلوق جو چیز ہو رہی ہے۔ سوگت جتنی زیادہ ہے لڑکیوں۔ ایک قوم نے فرشتوں کو نہ سمجھا اور دوسرے انہیں اللہ تعالیٰ کی بنیادیں بتلا دیں پھر یہ یہ کیا کہ جب خالق جل مجدہ کے لیے ہوا تو جو یہ کر نے لگے تو بنیادیں جو یہ کر دیں جبکہ اپنے کے بننے کو نہ پسند کرتے ہو۔ یہ ساری باتیں جہاں تک اسرارِ باطن و جہاتِ باطنی ہیں اللہ تعالیٰ کے کوئی اور انہیں نہ بنائی نہ پیدا ہوا اور وہ جو اس کی شانِ اقدس کے خلاف ہے۔ ان شرکیوں سے فرمایا۔ وَاللّٰھُ کَھْمُ کَھْمٌ فَاخْضَعُوْا۔ جنہیں کیا ہوا تم کیسے علم لگاتے ہو کیا تم مجھ سے کام نہیں لیتے؟ کوئی دلیل عقلی یا کوئی دلیل نقلی یعنی اللہ کی بھیجی ہوئی کوئی کتاب تمہارے پاس ہو جس سے تم نے یہ بات نکالی ہو تو وہی اس کتاب تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں تو یہ شرک ہے۔ انہیں کیوں کرتے ہو اور اپنی طرف سے کیوں جھوٹ جانتے ہو؟

جب مشرکین کہنے لگے کہ کفر ہے اللہ تعالیٰ کی بی بی ہیں تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان سے دریافت کیا کہ ان کی کیا باتیں ہیں؟ اس پر انہوں نے کہہ دیا کہ جنات میں جو مرد ہیں ان کی بی بی فرشتوں کی کیا ہیں۔ (روح المعانی ص ۱۵۵ ج ۴۴) اس طرح سے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اور جنات کے درمیان قرابت داری تجویز کر دی اور گویا جنات کے سرداروں کو فرشتوں کا جیسا ہے اسی کو کفر دیا۔

وَجَعَلُوا ابْنَةَ وَنْتِی الْحَبْلَ لَبَّاسًا (کتابوں نے اللہ تعالیٰ کے اور جنات کے درمیان رشتہ داری تجویز کر دی) اگر ان کی تردید کرتے ہوئے فرمایا وَلِلّٰهِ غِلْبَتُ الْحَبْلَةِ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ (اور جناب کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ حاضر کیے جائیں گے) مثنی قیامت کے دن گرفتار ہوں گے ان میں جو کافر ہوں گے روزِ قیامت میں ڈال جائیں گے جن میں ان کے سردار بھی ہوں گے لہذا جو گرفتار ہو کر آئے گا اور روزِ قیامت آئے گا اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کبھی شہر ہو سکتا ہے۔ مَبْنِيَّانِ اَللّٰهُ عَسَا يَهْتَفِیْهُنَّ (اللہ ان باتوں سے پاک

ہے اور لوگ بیان کرتے ہیں (یہ جو ستر قر ہے) لَا تَعْلَمُ اللّٰهُ الْفَاضِلِينَ مگر جو اللہ کے خاص بندے ہیں وہ اللہ عز و جل سے چاہے  
چاہیں گے کہ انہوں میں سے ہوں یا نہ ہوں میں سے۔

فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ ۝ مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَعَّيْنٍ ۝ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيمِ ۝ وَمَا مَوْءَاِئُكَ مَقَامٌ

۱۰۰ اے نبی تم اور تمہارے سیدھے اللہ تعالیٰ سے کسی کا نہیں پھر کیے گرائی کہ وہ دراز میں داخل ہونے والا ہے اور ہم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس کا مقام

معلوم ہو ۝ وَ اِنَّا لَنَحْنُ الصّٰفُّوْنَ ۝ وَ اِنَّا لَنَحْنُ السَّيِّئُوْنَ ۝ وَ اِنَّا كَاَنَّا لَيَقُولُوْنَ ۝ لَوْ اَنَّ وَعْدَنَا

معمود نہ ہو تو ہم منفرد ہو کر نہ ہوتا خدا کے لیے اور بلا ہم کسی کو عقل نہ ہوتے تھے اور وہ اپنی اچھے برے کو دیکھیں کہ کہتے تھے کہ ہمارے خدا کوئی شکستہ

وَلَا رَاقِبِ الْاَوَّلِيْنَ ۝ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْغَاضِلِيْنَ ۝ فَلَنُزَوِّبَهُمْ فُسُوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝

ہوئی ان شخصوں میں سے اور پہلے لوگوں کے پاس جس پر ہم ضرور اللہ کے خاص بندے ہوتے۔ وہ ان لوگوں نے اس کا انکار کیا تاہم مغرب ہونے لگی۔

### فرشتوں کی بعض صفات کا تذکرہ

ان آیات میں اول تو مشرکین کو خطاب فرمایا کہ تم اور تمہارے سارے مہودوں کی تم مہارت کرتے ہو اللہ تعالیٰ علی شانہ کی تو عید سے  
کسی کو نہیں پھر کیے حالانکہ تمہاری کوششیں برابر جاری ہیں پس اللہ تعالیٰ کے علم اولیٰ میں جس کسی کا وہ دراز میں جانا ضرور مقدر ہے اس  
کو تو عید کے دانت سے بٹا سکتے ہو۔

چونکہ مشرکین فرشتوں کو اللہ کی زوجہاں مانتے تھے اور ان کی عبادت کرتے تھے اس لیے ان کی شان مہدیٰ انجی کی مذہبی بیان فرمائی  
(پہلے جنات کے بارے میں بتایا جا چکا ہے کہ وہ اپنے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ گھنیم محرم ہوگا کہ اگر وہ ہو کر حاضر کیا جائے گا)  
جس طرح اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے جنات عاجز ہیں اسی طرح فرشتے بھی اپنا مقرر تسلیم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگے  
رہتے ہیں فرشتوں کا کہنا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کا مقام معلوم ہے جو ہم ہے ہر ایک اسی کی عبادت اور ہی میں لگا ہوا ہے ہم اللہ کے حضور  
میں منفرد بہت کمزور ہوتے ہیں اور اللہ کی پاکی بیان کرنے میں لگے رہتے ہیں ان فرشتوں کا تو یہ حال ہے لیکن جو لوگ ان کی عبادت  
کرتے ہیں اور ان میں اللہ کی زوجہاں مانتے ہیں انہوں نے اپنی عبادت اور طاقت سے فرشتوں کو کیا کیا کھد کھا ہے۔

اس کے بعد کفار عرب کا یہ قول نقل فرمایا کہ یہ لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور نزول قرآن سے پہلے ہوں کہا کرتے تھے  
کہ اگر ہمارے پاس کوئی ایسا ذکر یعنی کتاب آجاتی تھی جس سے پہلے لوگوں کو یہی رسول اور نصاریٰ کے پاس کتابیں آئیں تو ہم اللہ کے خاص بندے  
ہوتے لیکن تقدیر کرتے اور عمل کرتے اور ان لوگوں کی طرح کذب نہ کرتے تھے جیسا کہ سورۃ فاطر میں ان کا قول نقل کیا گیا ہے۔

وَقَالُوا بِاللّٰهِ غِيْظٌ مِّنْهُمۡ لَئِنْ جَاءَهُمْ نَذِيرٌ لَّيَكُوْنُنَّ عُقۡدٰیۢمۡۤ اِنۡ عٰخِذُوْا بِالْعِمۡقَمِ ۚ (اور ان لوگوں نے غریب زور اور اللہ کی قسم

کہاں کہا کہ ہمارے پاس کوئی وارنہ آئے اور اس کی آواز گزشتہ ان میں جو گزشتہ ہیں ان کے مقابلہ میں ہر ایک سے بڑھ کر ہم جاہل ہوتے ہیں

کے) فَلَمَّآ جَاءَهُمۡ نَذِيرٌ�ۭ قَاۡلَ الْاَعۡمَمُ اِنَّا لَنَعۡلَمُ ۚ (پس جب ان کے پاس وارنہ آئے اور اس کی آواز گزشتہ ان میں جو گزشتہ ہیں ان کے مقابلہ میں ہر ایک سے بڑھ کر ہم جاہل ہوتے ہیں

کفر اور شرک میں ہی سب سے بڑا گناہ ہے مگر خود سے کتاب کا مطالبہ کرنا اور اللہ سے کہنا کہ اگر ہمیں کتاب مل جائے تو ایسے ایسے ٹیک

ہیں گے اور جاہلیت میں سابقہ امتوں کو پیچھے چھوڑ دیں گے مگر جب کتاب مل گئی تو ان کے اس کے منکر ہو گئے ظاہر ہے کہ اس طرح







اللہ رب العزت ہے ان باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں

یہاں سورۃ الضحٰی فتح ہو رہی ہے جو تین آیات لایحٰ ذکر کی گئی ہیں ان میں چہری سورت کا خلاصہ کیا ہے اللہ تعالیٰ کی مفتوحیت اور اس کا رب اعزت ہو یہاں فرمایا اور جو بھی لوگ انکی اداست متعالیہ کے بارے میں لگدا ہاتھیں کہتے ہیں یا بدل میں مقلدہ کہتے ہیں ان کی تردید فرمائی اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو سلام کی نعمت سے نوازا اور اللہ کے بندوں کے درمیان فخر پہنچانے کا ذریعہ بھی ہے۔ آخری دو کو اس سے پہلے دو کو اس میں متحد فرمایا ہے کہ ہم سب ہم اصول و اسلام کہتے سلام کا تذکرہ فرمایا تھا یہاں فتح سورت پر وضو نام علی المرتضیٰ فرمایا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو سلام کی نعمت سے نوازیں۔

سب تحریک اللہ تعالیٰ کے لیے ہے..... اور آخر میں وَلْيُحْمَدْ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ فرمایا کہ ہر طرح کی سب تحریکیں رب العالمین جل مجدہ ہی کے لیے ہیں اس کے سارے افعال محمود ہیں اور وہ ہمیشہ ہر حال میں حمد و ثناء کا مستحق ہے۔

تفسیر روح المعانی میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے یہاں کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحش فرمایا کہ جو شخص ہر روز کے بعد (تذکرہ یاد) نیچوں اٹھوں کو پڑھ لے تو اس نے پچان بھر کر ثواب لے لیا اور بعض روایات میں ان آیات کو مجلس کے ختم پر پڑھنے کی فضیلت بھی وارد ہوئی ہے۔ (روح المعانی ج ۳ ص ۱۵۹)

وَلَقَدْ لَمْ تَلْسِرْ سُوْرَةَ الضُّحٰی 'وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الصّٰلٰتِ وَالتّٰلٰیٰاتِ' وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ اَصْحٰبِ التّٰلٰیٰاتِ الصّٰلِحٰتِ وَغُلٰی مِنْ نَّبِیِّہُمْ تَمِّنَ الْمُتَّبِعِیْنَ وَالْمُتَّبَعٰتِ.

☆☆☆.....☆☆☆



قَبْلَهُمْ قَوْمٌ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ ۖ وَسَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَأَصْحَابُ نِيْلَۃٍ ۚ أُولَٰئِكَ

اور انہوں نے جو نوح، عاد، فرعون، ذوالاوتاد، سامود، قوم لوط، واصلحاب نیل کے ہیں۔

الْأَخْرَابِ ۚ إِنَّ كَلَّ إِلَّا كَذَبَ الْفُتُلُ فَحَقَّ عِقَابُ ۚ

یہ لوگ تھے جو ہر گز سچے نہیں تھے۔ انہوں نے کھجور کا پتھر ادا کیا۔

منکرین تو حید و کذبین رسالت کے لئے وعید

حق یہ جہاں خطبات میں سے ہے جس کے معنی اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ آگے یہ جتنے سے پہلے ابتدائی آیات کا سبب نزول معلوم کر لیں چاہیے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ باب ابو طالب سے کہہ کر ان کے پاس قریش کے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی تشریف لائے۔ قریش نے ابو طالب سے شکایت کی کہ تمہارا چچا نبی بھی بھیج کر رہا ہے ابو طالب نے آپ سے کہا کہ اسے میرے بھائی کے بیٹے اتم اپنی قوم سے کیا جانتے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ میں ان کے سامنے ایک گدڑ پیش کرتا ہوں وہ اسے قبول کر لیں تو سارا عرب ان کا فرمانبردار ہو جائے گا اور نبی لوگ ان کو جڑ پکڑیں گے۔ ابو طالب نے کہا کہ صرف ایک گدڑ کھانا چاہتے ہو؟ فرمایا ہاں میں ایک گدڑ آپ نے فرمایا ہے چلا لا ابلہ ابلہ کبرہ اقریش کبرہ ہاں حاضر تھے انہوں نے کہا کیا ایک ہی عبود کو مان لیں؟ ہم نے تو یہ بات اس سے پہلے ہی کہ مذہب میں نہیں جتنی۔ یہ تو اپنے پاس سے جانی ہوئی ہے لہذا ان کے بارے میں قرآن مجید نازل ہو گیا یعنی حق واللفظ ان ذی البیض منہ سے لے کر انی هذا الاخیالہ ط تک آیات نازل ہوئیں۔ (رواہ الترمذی فی اوائل سورۃ ص و قال هذا حديث حسن صحيح)

واللفظ ان ذی البیض منہ (ہم نے قرآن کی توضیح دلا ہے) کا لڑکھو اور قرآن کو برا آپ کو جھٹلا رہے ہیں۔ ان کی بات نڈھال ہے۔ فلیالین کفروا فی عرۃ و عشاق (نیک باتیں ہے کہ جن لوگوں نے کفر کیا وہ خود ہی قصب میں اور حق کی مخالفت میں ہے ہوئے ہیں) کہتم افعلنکما من قبلہم فیزرہ (ان سے پہلے تم ہی اس حق کو کم کرنے لگا کر یا کھسافہ اوقات حنین معاہدہ حسان لوگوں نے کیا راستگی جب مذہب یا تو ایسا والا سے تو پر کرنے لگتا کہ مذہب سے نجات مل جائے اور وہ سخت ہڈکارہ کا نفاذ کیا کہ جب مذہب جاتا ہے اس وقت کہ قبول نہیں ہوتی)

فائدہ: مخالف قرآنی میں ولایت جنس خنساء د کھلا دیا ہے اور محققین کے نزدیک اسی طرح بھی ہے کہ ہم اور جدید مخالف میں اس لاف قطع اللہ ہی کھلا دیا ہے جو قرآن سے ثابت ہے۔<sup>(۱)</sup>

(۱) ولایت ہی "لا" المشیئة بایس عبد سیویہ زیدت علیہا لاء الدائمہ لداکید معاہدہ وهو الظنی لان زیادۃ الداء نقل علی زیادۃ المعنی أو لان الداء لیکون للمعاہدۃ کما فی علامۃ لواء کید جیہا بایس بمعینہا علی لئلاۃ آخر ف ساکۃ الوسط (روح المعانی ص ۱۶۳ ج ۲۳)

والصناعہ الصفا والقوت بقات فاصۃ یوحیۃ ادا فایۃ والای الفراء الموی الذاعرو عن معاهدہ تعبیرہ بالقرآن و کذا روی عن ابن عباس (روح المعانی ص ۱۶۵ ج ۲۳)

(۲) یہ کہہ کر کہ "کاف" جو جس سے وہاں کے ساتھ ہے اسے مذہب میں لگی کی تائید کے لئے داخل کی ہے کیونکہ جہاں کی پہلی سن کی زبانی ہے اور اس کے لئے جہاں کے کاف وہاں پہلے سے تھے جہاں کی تائید کا وہاں کے ساتھ ساتھ ہے کی تائید کے لئے داخل کی ہے، اسے "کاف" کے لئے کہہ دیا ہے جن کا وہاں دہا کی ہے اور جس کی اس طرح ہے)

اور انسان کا معنی ہے مہارت کی نگاہ اور سچا اور سچا کہنا کیا جاتا ہے، اور جس وقت کوئی چیز فوت ہو جائے ٹھیکہ کہتے ہیں، انھوں نے اس معنی سے بچے روکا، اور حضرت ابوہریرہؓ نے اس کی تفسیر فرما کر ساتھ کی ہے اور حضرت ابن عباسؓ نے بھی اسی طرح مراد لی ہے۔

لیکن حضرت ابوہریرہؓ کا معنی بنی آدم کا ارشاد ہے کہ لا فحیض واصل النساء کے ساتھ ہر آدمی آتی ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ مصحف عثمانی میں میں نے خود مصحف لکھا، اور لکھا ہے لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تصدیق دہائی میں فرمایا ہے کہ انہو عیبہ علواً ولا فحیض اہنی اہنام او الکفل علیہ لعنتمہ الفکھرا (یعنی ابوہریرہؓ نے) "ولا فحیض" کو مصحف عثمانی کی طرف منسوب کیا ہے اور تمام علماء نے اس بارے میں بڑی تفسیر کی ہے، حضرت عید بھی ہر آدمی آتی کے نام ہیں لیکن چونکہ یہ نقل خرواصہ کے درجہ میں ہے جس کا اقتدار ثابت نہیں ہو اس لئے آخر کر ہم نے اس کو تسلیم نہیں کیا۔ حضرت امام حنبل نے بھی ہم لئے بغیر اپنے مقدمہ میں حضرت ابوہریرہؓ کا قول نقل کیا ہے اور آخر میں زوائد خلا فرمایا یعنی یہ قول ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

لا فحیض کے ذکر وہ اصل قطع کے اختلاف کی وجہ سے مختلف اور باتیں بھی اختلاف ہو گیا جتنا چاہے علماء فرما دیتے ہیں کہ "لا فحیض" پر وقت کر کے فحیض سے اعتقاد کرنا درست نہیں ہے کیونکہ لا ہر بار آمد آتی ہے اور انہوں نے واحد کے حکم میں ہیں جب وقت کر کے یہ فحیض ہے کہ نہیں لیکن ابوہریرہؓ نے اس اپنے اعتقاد کو رد کر دیا کی بناء پر کہتے ہیں کہ لا پر وقت کر کے فحیض سے اعتقاد کر سکتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ قرأت شریف ہے کیونکہ کئی اور معنی کے اعتبار سے قواعد عرب کے خلاف ہے۔

اگر ضرورت کی بناء پر لا فحیض پر حسب ذہب مہر قرار عمل کیا جائے تو تا کو بار سے بدل کر وقت کریں یا تا کو ہی رہنے دیں؟ اس بارے میں ملاحظہ فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کسی "وقت" اٹھا کر کرتے ہیں اور ہر آدمی قرآن کریم کے متعلق کرتے ہوئے وقت پانا کرتے ہیں۔ (کیونکہ کئی کئی کئی ہوتی ہے) یَا عِزُّوْا اَنْ جَسَدًا نَّهْنَمُ مُسَلِّمًا فَلَنُفْنِمُ (اور انہوں اس بات سے تعجب نہ کر انہوں میں ایک ڈرانے والا آگیا) اس میں اس کے لئے وہ باتیں نہیں ایک قرآن کریم کے ساتھ ان کا پیغمبر کی آیت دوسرے ہے کہ ہمارے ہی اندر سے یہ بھی ہو گیا ہے اگر ہمارے ساتھ سے اللہ تعالیٰ کا حکم بھیج دیتا تو کوئی مرد آدمی نہ ہوتا کبھی سورۃ اعراف (لَوْ لَا نَحْنُ لَهَذَا لَطَرَانِ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْمُرْسَلٰتِ عَجَبًا)۔

وقال النبی عز ورن هذا صاحبہ کتھاوت (اور کاہنوں نے کہا کہ یہ شخص جادو کر ہے بڑا احمق ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کتھاوت کے کچھ کر انہوں نے یہ بات بھی سمجھی کہ کاروں نے یہ بھی کہا لَا تَغْفَلَ اَلَا تَقُوْلُ اَلِهٰتُ وَاحِدَةٌ (کیا اس نے بہت سے معبودوں کو ایک ہی معبود قرار دیا) اِنْ هٰذَا لَنَفْسٍ فَخَصَبٌ (یاد رہے یہ بڑے تعجب کی بات ہے) چونکہ قرآن میں کہا ہے آپ صاف کو دیکھتے آئے تھے جو بہت سے معبود مانتے تھے اور ان کی عبادت کرتے تھے۔ اس لئے انہیں یہ بات عجیب معلوم ہوئی کہ صرف ایک ہی معبود کی عبادت کی جائے اور ایک معبود کے علاوہ سارے معبودوں کو باطل معبود قرار دے دیا جائے (خبر کی بات وہاں سے آئے تھے جانی ہے اور یہی بات عام ہو جاتی ہے وہاں میں جگہ جگہ لکھی ہے تو ابھی بات یہ کہ جو خلاف وہاں تعجب نہ لگتا ہے۔ اسی لئے قرآن میں کہہ کر تعجب نہ کر تعجب نہ کر)۔

وَأَن تَطْلُقَ النَّفْسُ لَا تَمُوتُ (اور ان میں جس مردا تھے ہیں کہتے ہوئے وہاں نہ گئے کہ یہاں سے نکل دیا اور اپنے معبودوں پر تھے اور) اگر یہاں اور پیغمبر سے تھے انہوں نے کہ اس شخص کی بات ہمارے دلوں میں اتر کر جائے اور ہمیں ایک ہی معبود کا انتخاب ہے۔ اِنْ هٰذَا لَنَفْسٍ فَخَصَبٌ (یونکہ یہ ایک چیز ہے جس کا اور کیا ہوا ہے) یہ بھی مشرکین کا قول ہے اس کا ایک مطلب یہ ہے جس کی طرف توجہ میں اشارہ کر دیا گیا ہے یعنی یہ شخص ہماری دعا و نصرت سے نکل کر کئی نئی باتیں کر رہا ہے اس کا کوئی مقصد نہ ہے اور وہ یہ کہ اسے عرب و عجم کی سرداری

لی جائے اور سب سے اوپر ہو کہ ہے اور بعض مفسرین نے یہ مطلب بتایا ہے کہ اس شخص کا جو کچھ کوئی ہے اور اس پر اس کا جو عہدہ ہے اس سے اس کو بشپا نہیں چاہ سکتا اس کی طرف سے کسی طرح ہتھکڑ کی مانند نہیں اور تیسرا مطلب یہ بتایا ہے کہ اس شخص کا جو عہدہ اور اس شخص کی دولت اور اس کا کوئی یہ بھی زمانہ کی کوئی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت ہے۔ ہمارے پاس کوئی ایسی تدبیر نہیں کہ اس شخص کو روک دیں مگر کے ٹھونک پینے کے بغیر کوئی چار نہیں۔ (ذکر صاحب لرح)

شرکین مکہ نے حو کہ اگر کہ فاستغفنا بھلا ایس اللہ الا عجزا (ہم نے یہ بات کسی اور سے دی میں نہیں سنی) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس سے دی نضائی مراد ہے۔ اس وقت تک چاروں ساتویں میں وہی آ طرف دی تھا جس میں نصاریٰ نے تخریب و تخریب کر لی تھی اور شرکین مکہ نصاریٰ کی باتیں سننے و سچے تھے اس لئے انہوں نے یہ بات کہی۔ نضائی نے اپنے دین کو بدل دیا تھا تو عیسے سے مغرب ہو کر تین خدا مانے لگے تھے۔

ان لوگوں نے یہ بھی کہوئی هذا الا الخیلافی (جو عہدہ والی بات کہتے ہیں بالکل ہی گمراہی ہوئی ہے) جس کو انہوں نے اپنے پاس سے دیا ہے بتائی بات میں اضافہ کرتے ہوئے انہوں نے یہ بھی کہہ دیا اَنْتُمْ لَنْ تَخْلُوَ الْکَلْبُ مِنْ اَنْتُمْ کیا نصیحت کی بات یعنی قرآن جس کے نازل ہونے کا ان کو کوئی ہے۔ ہمارے درمیان سے انہیں یہ نازل کیا گیا کہ ان کا مطلب یہ تھا کہ ہم لوگ سرور ہیں بل دے ہیں نہ ہر لوگ ہیں اگر اللہ کی طرف سے کوئی کتاب نازل ہونا تھی تو ہم میں سے کسی پر نازل ہوتی چاہے جس کی کیا خصوصیت ہے جو اس کو بھی دیا گیا اور اس پر کتاب نازل کی گئی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَنْتُمْ لَنْ تَخْلُوَ الْکَلْبُ مِنْ اَنْتُمْ (ایک بات یہ ہے کہ میرے ذکر کی طرف سے یہ لوگ شک میں ہیں بل لقا بَلَوْا عَذَابَ) (ایک بات یہ ہے کہ انہوں نے میرا عذاب نہیں چکھا) یہ ماری باتیں اور منہ کا نیاں عذاب آنے سے پہلے پہلے ہیں۔ جب عذاب آجائے گا تو تھرپ کر کے یہ مجبور ہو جائیں گے لیکن اس وقت کی تصدیق فاعلہ سے کی تم جَعَلْتُمْ عَصَا ابْنِ اٰدَمَ وَ اَخْنَفَ وَ تِلْكَ الْغَمَزَةُ الْوَحْدَابَ (کیا ان کے پاس آپ کے کب کی رحمت کے نزلانے ہیں جو بہت عزت والا ہے بہت عطا فرماتے والا ہے) یعنی یہ لوگ جو ہیں کہہ ہے ہیں کہ میں مجبور کر اس شخص کو کیوں بطوری ملی اور اس پر قرآن کیوں نازل ہوا انہیں یہ بات کہتے اور اعتراض کرتے کہ کوئی حق نہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ سلاز سے عذاب ہے عذاب الی رحمت سے جس کو جو چاہے عطا فرمائے نہت اور رسالت بھی اس کا صلہ ہے۔ اس نے اپنی حکمت کے مطابق جسے چاہتا ہے اور رسالت سے سرفراز فرمایا۔ ان لوگوں کو کوئی اختیار ہے نہ پروردگار عالم جل جلالہ کے نزلانوں کے مالک ہیں۔ انہیں یہ بات کہنے کا کیا اختیار ہے کہ آپ کا نہت کیوں ملی؟

اَمْ لَكُمْ شُلُوكَ الشُّعُوْبِ وَالْاَوْدَحِ وَ اَنْتُمْ تَهْتَكُوْنَ (کیا ان کے چند میں آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان سب کی ملکیت ہے؟ یعنی یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں۔ اجماع علیہ اور اجماع علیہ میں ان کا جو کچھ دخل اور اختیار نہیں ہے۔ مگر انہیں کیا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ملک اور حکومت میں دخل دیں اور کار و مطلق جل جلالہ پر اعتراض کریں کہ ان کو کیوں نہت دی۔ فَلْيَكْبِرْ تَعْلُوْا اَلٰی الْاَشْنَابِ (آسمانوں اور زمینوں اور ان کے درمیان جو چیزیں ہیں اگر انہیں ان کے ہار سے جس کی اختیار کا کوئی ہے تو یہ بیڑیوں کے درمیان پر چڑھ جائیں لیکن انہیں تو ذرا سا بھی اختیار نہیں بلکہ انہیں اعتراض کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اختیارات میں کیوں دخل دیتے ہیں۔

تَجَلَّدَ شَاغِبًا بَلْتَ مَهْزُوْمٌ مِنْ الْاَوْحَابِ (اس مقام پر ان لوگوں کی ایک جھیل ہے جو ہلکتے کھائی ہوئی جھاڑوں میں سے

ہیں) یعنی یہاں مکہ معظمہ میں ایسے لوگوں کی بھیڑ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان کا فکرمثلت خود وہ جماعتوں میں سے ایک جماعت ہے جسے بھی شکست کمانے کے لیے ان سے پہلی مخالف جماعتوں نے شکست کھانی اپنا پیہل مکہ نے بدر میں شکست کھائی اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ اسباب سے وہ جماعتیں مراد ہیں جو غزوہ بدر کے موقع پر جمع کر آئی تھیں۔ انہوں نے بھی شکست کھائی اور یہی طرح ہر بار کھائے اس معنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بتی گئی ہے کہ آپ ﷺ نے کون سے گمراہ ہوں دوسری قوم کی طرف ان کو بھی شکست ہوگی۔ (راجع الفکر ص ۱۵۳)

گزشتہ جاک شدہ اقوام کا تذکرہ۔۔۔۔۔ اس کے بعد گزشتہ جاک شدہ اقوام کا ذکر فرمایا جس میں مشرکین مکہ کے لئے عبرت ہے اور شہدایا کہ ان سے پہلے کون علیہ السلام کی قوم نے کون قوم ہارنے اور فرعون نے جو ذی الاذنہ تھا اور ثمود نے کون علیہ السلام کی قوم نے اور اصحاب الا یکہ نے حضرت انبیاء علیہم السلام کو کھٹایا یا بدعتا میں ہیں جنہوں نے اللہ کے رسولوں کی مخالفت کو اپنا مشغول بنا دیا اور اس کی مزاحمت فرمائی کہ **لَا تَحْلُبُ الرُّسُلَ لَعَلَّ عَذَابًا** یہ سب وہی ہیں جنہوں نے رسولوں کو کھٹایا تو ان پر میرا عذاب ثابت ہو گیا۔ ان لوگوں کے عذاب کی تفصیلات قرآن مجید میں جگہ جگہ مذکور ہیں جنہیں عام طور سے عوام اور خاص جانتے ہیں اصحاب الا یکہ سے حضرت شعیب علیہ السلام کی ایک امت مراد ہے جو ایک نیکو تھاویں اور رنگوں میں رہتے تھے ان پر فطرت کا عذاب آیا یہ لوگ سخت گرمی کی وجہ سے ایک ہال کے سایہ میں کھڑے ہو گئے تھے اور وہیں جاک کر بیٹے گئے۔

**ذُو الْأَوْتَادِ** کا معنی۔۔۔۔۔ **ذُو الْأَوْتَادِ** (منازل والا) یا لفظ فرعون کی صفت ہے اس سے کیا مراد ہے؟ بعض حضرات نے فرمایا کہ وہ بنو اسرائیل کیوں کے اور یہ لوگوں کو کھڑا کر دیا تھا چاروں اطراف چار ستونوں سے باندھ دیا تھا اور چاروں میں ایک ایک ٹکڑا ٹھکڑا کر دیا تھا پھر اسی طرح کھڑا کر دیا تھا جس کی وجہ سے وہیں چڑے چڑے آدی مر جاتا تھا اور بعض حضرات نے اس کا یہ مطلب بتایا ہے کہ اس کی حکومت مضبوط تھی اور ایک قول یہ ہے کہ اوتاد سے فکرمثلت ہے مطلب یہ ہے کہ فرعون کے بہت سارے لشکر تھے۔ چونکہ فکرمثلت میں چار ڈالتے ہیں اپنے نیچے صلب کرنے کے لئے لٹکیں گا ڈالتے ہیں اس لئے لشکروں کو اوتاد سے تعمیر کیا۔ اللہ تعالیٰ اعلم اصحاب (ذکر بہ) اور قول صاحب (دع)

**وَمَا يَنْظُرُ هَؤُلَاءِ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً قَالِهَا مِنْ فُوقِ ۖ وَقَالُوا رَبَّنَا عَجَلْنَا لَنَا قِطْعًا**

اور یہ لوگ بس ایک زوردار چیخ کے الفاظ میں ہیں جس میں ہم نے بھی کی کھانٹ نہ ہوگی اور ان لوگوں نے کہا کہ اسے وہ ابراہیم صاحب کے دان

### قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝

پچھلے دنوں سے جتنے۔

البتہ کہ سب یہ بات سنائی جاتی تھی کہ انکار اور کھنڈ یہ پ عذاب آ جایا کرتا ہے اور پہلی قوم کفر پر عہد ہے اور انبیاء نے کرم علیہم الصلوٰۃ والسلام کی کھنڈ یہ کرنے کی وجہ سے جاک ہو چکی ہیں تو اس کا مذاق جانتے تھے اور اہمیان کے ساتھ اپنی دنیاوی اموال میں مشغول رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا کہ یہ لوگ بس اسی انتظار میں ہیں کہ ایک چیخ آ جائے لیکن صور بھونک دیا جائے گا اس وقت جو چیخ ہوگی وہ اسے دہائی نہ ہوگی۔ کھنڈاری ہی میں ہے کہ قیامت آنے سے پہلے ہی ایمان قبول کر لیں اور اپنا حال درست کر لیں۔ علامہ





ساتھ ہی درشا فرمایا کہ ہمارے بندہ داؤد کو یاد کیجئے جو حق دالے تھے اور فرمایا کہ وہ انوکھ تھے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف بہت رجوع کرنے والے تھے۔ پھر ان کی تسبیح کا ذکر فرمایا کہ ہم نے ان کے ساتھ پہاڑوں کو غم کر رکھا تھا کہ ان کے ساتھ شام کو ہرج مریج کتنیج کیا کرو اور پہاڑوں کو غم ہوا تھا جو جمع ہو جائے تھے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ یعنی اس کے ذکر میں مشغول رہتے تھے۔ سورۃ سہا کے دوسرے کورس میں بھی یہ مضمون گذر چکا ہے اس کی مبراہمت کر لی جائے۔

اس کے بعد درشا فرمایا کہ ہم نے ان کا ملک مضبوط کر دیا تھا اور انہیں سخت یعنی نبوت دی تھی اور فصل الخشب سے لانا تھا یعنی وہ اسی قدر پر کرتے تھے جو خوب دماغ ہوئی تھی۔ مثلاً دالے بھی طرح بھیچتے تھے۔

اس کے بعد آجھاد آیت میں ان کا ایک القاد کر فرمایا جس میں ان کے مبراہ کا ذکر ہے اور اسی نسبت سے اضبط علی غایتوں ان کے ساتھ حضرت داؤد علیہ السلام کو یاد کرنے کا غم دیا۔

وَهَلْ أَتَاكَ نَبِيُّ الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا الْحَرَابَ ۖ إِذْ دَخَلُوا عَلَى دَاوُدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ

اور کیا آپ کے پاس آجھاد اگر سب لوگوں کی طرح بھی ہے جبکہ وہ ہمارا چاند کر رہا ہے۔ جب وہ وہاں پہنچے تو سب دھوکے کھانے سے گھبرا گئے

فَالْوَا لَا تُخَفُّ ۚ خَصْمِينَ بَغَىٰ بَعْضُنَا عَلَىٰ بَعْضٍ فَأَخَظْنَا بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطُ

انہوں نے کہا کہ آپ وہی ہیں ہم وہاں پہنچے ہیں ایک نے دوسرے پر نیابتی کی ہے اور آپ حق کے ساتھ ہمارے درمیان لیٹ کر دیتے ہیں۔ بے فضائی نہ کیجئے

وَأَمِدْنَا إِلَىٰ سَوَاءِ الصِّرَاطِ ۚ إِنَّ هَذَا أَخِي ۚ لَمْ تَبْغِ وَيَسْعَوْنَ ثَغِيرَةً وَلِي نَعِيجَةً وَاجِدَةً فَقَالَ

اور ہمیں سوجی رہا تھا دیکھتے دیکھتے یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس کاٹریں انہوں ہیں اور میرے پاس ایک دھنی ہے اور یہ کتا ہے کہ وہ لگے رہے

أَكْفَلَيْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ ۚ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَجِيحِكَ إِلَىٰ نَجَاحِهِ ۚ وَإِنَّ كُتُوبًا مِّنْ

اور بات بہت میں لگے رہا ہے۔ دیکھ لے کہ کہ ہمارے اس نے تم پر غم کیا کہ میری دھنی کو اپنی انہوں میں غلطی کا سوال کیا اور انکو فرمایا

لِلْكَطَاةِ لِيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ ۚ وَظَنَّ

ایک دوسرے پر نیابتی کیا کرتے ہیں کہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل میں لگے ہیں وہ ایسے لوگ بہت کم ہیں اور وہاں سے نبی کیا

دَاوُدَ أَنبَا فِتْنَتُهُ فَاسْتَفْزَزَتْهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ۚ فَفَقَرْنَا لَهُ ذَلِكَ وَإِنَّ لَدُنَّا لَلْزُلْفَىٰ

کہ ہم نے ان کا انجمن کیا ہے انہوں نے چاہا ہے کہ وہ اس پر غم کرے اور وہ اس کے سامنے سر جھکا دے اور وہ اس کے لئے ہمارے قریب ہے

وَحَسَنَ مَا لَهُ ۚ

اور اچھا کیا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں دو شخصوں کا حاضر ہو کر فیصلہ چاہنا اور آپ کا فیصلہ دینا

ان آیت میں حضرت داؤد علیہ السلام کا قصہ بیان فرمایا اور اس کے بعد والی آیت میں یہ بتایا کہ ہم نے داؤد کو زمین کا خلیفہ بنانے کا



معلوم ہوتا ہے جو اب قضاء کے خلاف ہے اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ مدعی علیہ نے اس بات کا اقرار کیا تھا کہ واقعی میں نے اس شخص سے یہ سوال کیا ہے کہ اپنی دینی بھینچے سے اگر یہ صورت ہو تو کلمہ میں یہ بات وہ جانتی ہے کہ تادمہ کے مطابق مدعی علیہ سے فرمایا جائے تھا کہ تو نے اس پر غلم کیا ہے جو اے اس سے خطاب کرنے کے مدعی سے فرمایا کہ اس شخص نے تجھے غلم کیا۔ یہ بھی ایک قسم کی مدعی کی تعویذی سی طرف داری ہوئی۔ جب یہ فیصلہ آیا تو انہوں نے اسے استحقاق کی بات سمجھا۔ چونکہ وہ جانی جانتی ہیں معمولی بات میں کلمہ کی گرفت ہو جاتی ہے اس لئے وہ استحقاق کی طرف متوجہ ہوئے اور بعد میں کہنے سے اللہ تعالیٰ نے ان کو عاف فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ ان کے لئے امارت یہاں فروغی اور اچھا انجام ہے۔

یہ دونوں شخص جو مقدمہ لے کر آئے تھے اس کی واضح تشریح نہیں ملتی کہ یہ کیوں تھے؟ صاحب روح المعانی نے لکھا ہے (جو بے سند ہے) کہ یہ دونوں حضرت جبریل اور میکائیل علیہ السلام تھے تاکہ وہاں چاروں پر کیداروں سے وہ کلمہ بخوانا اور ان کو کلمہ کے پاس حجاب میں تشریف لے گئے یہ بات عید نہیں ہے کہ یہ دونوں فرشتے ہوں کیونکہ وہ اپنی واپسی میں پہلا کلمہ کہتے ہیں اپنی جگہ میں پہنچ جاتے ہیں ان کا کام نہیں ہے لیکن اگر یہ حضرات لڑتے تھے تو یہ سوال یہ ہوتا ہے کہ فرشتوں کا وہ نہیں سے کیا واسطہ اور انھوں سے کیا تعلق تھا اعلیٰ والے دنیاویوں کے بارے میں کیوں انھوں نے کلمہ اور تادمہ کی دالے نے ایک دنی دالے سے مطالبہ کیوں کیا کہ یہ ایک دینی بھی بھینچے سے وہ نہ صرف یہ کہ مدعی کے ساتھ مطالبہ کیا بلکہ حق کو استعمال کیا اگر یہ دونوں فرشتے تھے تو انہوں نے جھگڑا کیا تو وہ بھی حقیر رہ جائے گئے اور اگر جھگڑا ہو ہی نہیں تھا تو حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں یہ بات کیوں کی کہ امارا آج میں میں جھگڑا ہوا ہے یہ تو کذب جانی ہوئی اور جھوٹا جان اور آج گناہ کبیرہ ہے اور فرشتے تو برکتنا سے پاک ہیں۔

مفسرین نے اس کا یہ جواب لکھا ہے کہ یہ جھگڑا اور دعویٰ کسی حقیقت واقعہ پر مبنی نہیں تھا بلکہ بطور فرض انہوں نے یہ واقعہ بیان کیا تھا جس سے حضرت داؤد علیہ السلام کو سبب کرنا مقصود تھا اس کے ذریعہ انہوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کو استحقاق میں ڈالنے کا ایک راستہ نکالا تھا۔

حضرت داؤد علیہ السلام جس قسم میں جتنا کلمے کہے اس کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ سے یہ نقل کیا گیا ہے جسے محدث حاکم نے مستدرک میں لکھا ہے کہ داؤد علیہ السلام کو ان کی خود پسندی نے استحقاق میں جتنا کیا جس کی صورت حال یہ بن گئی کہ انہوں نے عرض کیا کہ اللہ رست خوروں میں کوئی بھی ایسی خالی گھڑی نہیں کرتی جس میں آل داؤد میں سے کوئی شخص لہذا یا بیچ یا بغیر اور دیگر مہارت میں مشغول نہ ہوتا ہوتا جمل شے کو ان کی یہ بات کا رد ہوئی اور اشارہ فرمایا کہ داؤد یہ سب کچھ نہیں ہی دے دے ہے کہ ہمیری و دشمنی حال نہ ہوتی تھیں نہ کہ مہارت یہ قدرت نہ ہو تھم سے میرے جلال کی میں ایک دن تجھے میرے سپرد کرتا ہوں۔ داؤد علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے رب بھگدہ دن تادو مجھے گا اس کے بعد اس دن میں وہ کتب میں جھکا کر دے گئے۔ (مستدرک حاکم ص ۳۳۳ صحاح کبیر ص ۱۸۸) ان کے بعد ان میں سب کتب کا تو ذکر ہے لیکن کتب کا ذکر نہیں۔ بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ جتنی دیر فرشتوں نے بات چیت ہوئی اتنی دیر میں چونکہ اللہ کے ذکر سے غافل رہے اس لئے انہوں نے اسے کتب کو لیا تو تھا کہ کام ہر فیصلے پر مبنی مہارت ہے لیکن چونکہ مہارت ہمارا واسطہ یعنی تبلیغ و تبلیغ سے غفلت ہوئی اس لئے انہوں نے اسے اپنے حق میں کتب کو لیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

شرکاء و مالیات کا عام طریقہ..... حضرت داؤد علیہ السلام نے وہ شخصوں کے درمیان جو فیصلہ فرمایا صرف اس پر انکشاف نہیں کیا بلکہ اس کے ساتھ ہی شرکاء عام کی ایک حالت بھی بتادی جنہیں غلط فہم سے تعبیر فرمایا اور اشارہ فرمایا کہ اس دنیا میں بسنے والے لوگ جہاں

میں مل کر رہتے ہیں جن میں دو لوگ بھی ہیں جن کا تہارت میں باکس میل کے دوسرے طریقوں میں سامان ہوتا ہے۔ عام طور سے ہر لوگ ایک دوسرے پر زیادتی کرتے رہتے ہیں جو خیانت و خیرہ کی صورت میں ہوتی ہے۔ عام طور پر لوگوں کا یہی حال ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں جو اہل ایمان اور اہل ایمان والے ہیں یہ لوگ اپنے شرکاء پر زیادتی نہیں کرتے لیکن ایسے لوگ زیادہ نہیں ہیں یہ لوگ کسی کے ساتھ بائے جاتے ہیں حضرت داؤد علیہ السلام نے بہت کام کی بات بانی اور شرکاء کا ایک حراج تیار کیا اور حقیقت شرکت میں کوئی حصہ ان کا بہت بڑے حصوں میں بڑے کاڑھو ہے۔ بات بات میں لنگھتے بھی اٹھتے رہتے ہیں اور خیانت کے مواقع بھی سامنے آتے رہتے ہیں جو شخص خیانت سے بچ گیا بہت ہی مبارک ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ کا دشمن ہے کہ میں دوسریوں میں قیصر ہوتا ہوں (یعنی میری طرف سے ان کی مدد ہوتی رہتی ہے) اب تک کہ ان میں سے کوئی ایک خیانت نہ کرے مگر جب دونوں میں سے کوئی ایک خیانت کر لیتا ہے تو میں دیرمیان سے نکل جاتا ہوں۔ (ابو داؤد) یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد قائم ہو جاتی ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک دعا ..... حضرت داؤد علیہ السلام بہت بڑے ذاکر و عابد تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب داؤد علیہ السلام کی نماز تھی اور وہ دن میں سب سے زیادہ محبوب داؤد علیہ السلام کے روزے تھے وہ آدھی رات سوتے تھے اور پہلی رات نماز میں کھڑے رہتے تھے اور (آخری) پچھنے حصہ میں سو جاتے تھے اور ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن بغیر روزہ کے رہتے تھے۔ (ابو داؤد) میں ۳۸۶) اور ایک روایت میں ہے کہ داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن بے روزہ رہتے تھے اور جب دشمن سے لڑ جاتے تھے تو پشت نہیں پھرتے تھے۔ (ایضاً)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ داؤد علیہ السلام کی دعاؤں میں سے ایک یہ دعا تھی اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ خَشَکَ وَ غَیْبَ مَنْ لَیْسَ بِکَ وَ الْفَضْلَ الَّذِیْ یَنْقُضُ خَشَکَ اَللّٰهُمَّ اَجْعَلْ خَشَکَ اُخْبَ اِنِّیْ مِنْ لَیْسَ بِکَ وَ اَنْفَیْ وَ اَنْفَیْ وَ اَنْفَیْ وَ اَنْفَیْ (اے اللہ میں آپ سے آپ کی محبت کا اور ان لوگوں کی محبت کا اور آپ سے محبت کرتے ہیں اور اس عمل کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو مجھے آپ کی محبت تک پہنچا دے اے اللہ! آپ اپنی محبت کو مجھے اتنی زیادہ محبوب بنا دیجئے جو میری جان سے اور میرے مال سے اور میرے مال و مال و مال سے اور مجھ سے اپنی سے جو کہ مجھے محبوب ہو۔ (ابو داؤد) میں ۳۸۶) (ایضاً)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب داؤد علیہ السلام کا ذکر کرتے تھے تو یہ بات جان فرمایا کرتے تھے کہ وہ انسانوں میں سب سے زیادہ کریم و ہمدان کرتے تھے۔ (ایضاً)

حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کے ہنر سے کسب کرتے تھے۔ اسی میں سے کھاتے تھے۔ (ابو داؤد) میں ۳۸۶) اور ان کا روزہ ایک کسب یہ تھا کہ وہ اپنے کار میں جاتے تھے۔ انہیں فردوس کے کسب کا طریقہ بھی چاہتے تھے اور فقر اور مساکین پر بھی خرچ کرتے تھے۔

سورۃ النمل کا مجہد ..... سورۃ النمل میں شوش کے ذرا ایک مجہد سلامت نکلا ہے اور خلیفہ کے ذرا ایک یہاں مجہد سلامت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ النمل میں مجہد سلامت ادا کیا اور فرمایا کہ ان کے توبہ کے طور پر مجہد کیا تھا اور میں اس مجہد کو انور و شہداء کرتے ہیں۔ (ابو داؤد) میں ۳۸۶) (ایضاً)

ایک مشہور قصہ کی تردید ..... حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس جو شخص فیصلہ لے کرتے تھے جن کا یہ فیصلہ ان کے اہل خانہ کا

سب مجلس کے بارے میں بعض کتبوں میں ایک ایسا فقرہ لکھ دیا گیا ہے جو حضرت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان کے خلاف ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ یہ ان کی نظر پر اُچی ٹھی جس سے نکاح کرنے کا خیال پیدا ہو گیا اور اس خیال کے پیچھے ایسے بڑے کاس کے مشورہ کو چھوٹا سمجھ کر شہید کرانے کا راستہ نکالا اور وہ بڑا مجلس شہید ہو گیا تو آپ نے اس مرتبہ سے نکاح کر لیا یہ فقرہ جھوٹا ہے جسے اسرائیلی روایات سے لیا گیا ہے۔ حدیث ہے کہ محدث حاکم نے اُچی متحدہ میں لکھ دیا۔ (متحدہ میں ۶۵۵۹) اور قیاس ہے کہ حافظہ ذہنی نے اُچی مخصوص متحدہ میں اسے ذکر کر کے سکوت اختیار کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دائرہ علیہ السلام کے بارے میں ایسی بات کہے گا کہ اس کا مقصد یہ سمجھانے کا ہو کہ اس پر حد تک کی اور یہی سزا جاری کروں گا جتنی ایک سوساٹھ (۱۶۰) کوڑے لگاؤں گا۔ (روایت ترمذی ص ۱۸۵) (۲۳)

اور صاحب جلالین نے یہاں لکھ دیا ہے کہ حضرت دائرہ علیہ السلام کی بناوٹ یہ ہو یاں تھیں اور ایک شخص کی ایک بڑی ٹھی جس نے خلافت کی تھی۔

یہ فقرہ بھی اسرائیلی روایات سے لیا گیا ہے۔ حضرت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان کے خلاف بھی ہے اور کسی صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔

يٰۤاَوۡرَاۡنَا جَعَلۡنَاكَ خَلِیۡفَہٗ فِی الْاَرۡضِ ۚ فَاَحۡکُمۡ بَیۡنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ وَلَا تَتَّبِعِ الْاَوۡیٰ فِیۡضۡلَکَ عَنِ سَبۡیِلِ

اسے دائرہ علیہ السلام نے نہیں اس میں غلطی ہو یا۔ سو لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کیجئے اور غرضی کی پیروی مت کرنا کہ وہ آپ کو افسانہ کے راستہ سے

اللہ ۚ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُضِلُّوۡنَ عَنِ سَبۡیِلِ اللّٰہِ لَہُمۡ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ ۚ یٰۤاَنۡسَا یَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۱۰﴾

بیکاروں کی بلاشبہ جو لوگ اللہ کے راستہ سے منحرف ہیں ان کے لئے عذاب عذاب ہے اس سب سے کہ وہ حساب کے دن کو بھول گئے۔

### حضرت دائرہ علیہ السلام کی خلافت کا اعلان

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت دائرہ علیہ السلام کو فرمایا تھا اور ارشاد فرمایا کہ اسے دائرہ علیہ السلام نے جس زمین میں خلیفہ بنایا سو آپ لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کریں اور غرضی نہیں اس کا اتباع نہ کیجئے ورنہ یہ غرضی آپ کو اللہ تعالیٰ کے راستہ سے بنادے گی۔ یہاں تو جو حاکم پر لازم ہے کہ فیصلہ کرنے میں عدل و انصاف کو ملحوظ رکھے لیکن خاص طور پر جسے اللہ نے اپنا خلیفہ بنایا اور نبوت سے بھی سرفراز فرمایا اس کی وصہ داری اور زیادہ دین دہانی ہے کہ وہ حق اور حقیقت اور عدل و انصاف پر قائم رہے۔

اتباع نبوی کی خدمت..... نیز یہ بھی خطاب فرمایا کہ آپ کا اتباع نبوی سے یہ چیز کریں یعنی غرضی نہیں اس کا اتباع نہ کریں ورنہ وہ آپ کو افسانہ کے راستہ سے بنادے گی۔ درحقیقت وہی چیز یہی ہیں اتباع نبوی اور اتباع نبوی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو عمل کرنے کے لئے علم و ہدایت یعنی ہدایت ہے اس کا اتباع کرنا لازم ہے اور جو چیز اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہ ہو اپنے نفس کے تقاضوں کے مطابق ہو اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے خلاف ہو اس کا اتباع کرنا جائز نہیں ہے۔ یہ نفس کا اتباع ہی تو ہے جو بندوں کو ان کا کام شرم سے روکتا ہے جو لوگ قاضی اور حاکم ہیں اور راج ہیں یہ لوگ خلاف شرع فیصلے کر جاتے ہیں زبردستی لے لیتے ہیں یا اپنے بشتہ دار کی رشتہ داری کو کچھ کر اس کے حق میں فیصلہ کر دیتے ہیں یا اتباع نبوی



کچھ کر کریں گے تو توبہ نہ کریں گے لہذا عذاب میں مبتلا ہوں گے اور شیطان کا مقصد یہاں یہ ہے۔

مگر اولیٰک عذاب شدہ کے مستحق ہیں اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ يَجْعَلُوْنَ عِزَّ سَبِيْلِ اللّٰهِ لِهٰمْ عِلٰبٌ خَبِيْثًا يُّفْسِدُوْنَ اَنْۡفُسًا نَّشَاۡوًا فَاَوْۡقَافُ الْحِسَابِ (یاد رہے جو لوگ اللہ کی راہ سے جتنے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے حساب کے دن کو بھول جانے کے سبب سے اس میں اللہ تعالیٰ کی راہ سے جتنے دلوں کے لئے عید بیان فرمادی اور یہ بھی یاد رکھنا کہ یہ لوگ اس لئے جتنا عذاب ہوں گے کہ دنیا میں رہتے ہوئے حساب کے دن کو بھول گئے تھے اس میں قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے جتنا عذاب تھا تو یہیں بھی کسی حد سے وہ عذاب شدہ کے مستحق ہوا تو ان کو ان میں عام طور سے وہی لوگ مبتلا ہوتے ہیں جو قیامت کو نہیں مانتے یا مانتے تو ہیں لیکن وہاں کی حاضری کا خیال نہیں رکھتے اور اسے بھول بھلیاں کھدہ رہتے ہیں اس لئے وہاں کے لئے توبہ نہیں کرتے اور اپنی جان کو مستحق عذاب بناتے رہتے ہیں۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًاۚ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤاۚ فَوَيْلٌ

اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو ان کے درمیان ہے باطلت پر انہیں کیا یہ گمان ہے ان لوگوں کا جنہوں نے کفر کیا تو ان کو اس کے لئے

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا مِنْ النَّارِۚ اَمْ يَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِۚ

پاکت ہے جی دوزخ کا دھڑ ہے جو لوگ ایمان لائے اور اعلیٰ صاف کئے کیا ہم انہیں ان لوگوں کی طرح کر دیں گے جو زمین میں فساد کرنے والے ہیں

اَمْ يَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفٰجِرِۚۚ كَيْۤسَ اٰتٰوْنٰهُ اِلَيْكَ مُّبٰرَكٌۭ لَّيۤسَ يَذَّبُوۡۤا اِلَيْهِۚ وَلَيَذَّكَّرُوۡۤا اَلْوَلٰۤیۡاۚ ۝۱۰

کیسے متقین کو فاجر کی طرح کر دیں گے تو یہ ہے عجب ہے آپ کی طرف سے اس کی توبہ نہ کر دیں گے اور لوگ ان کی توبہ میں لگے ہوئے ہیں اور ان کی توبہ میں نصرت حاصل کریں۔

مفسدین اور اعمال صالحہ والے مؤمنین اور متقین اور فاجر برابر نہیں ہو سکتے!

یہ تین آیات کا ترجمہ ہے ان سے پہلے داؤد علیہ السلام کا ذکر ہوا تھا اور مغرب حضرت سلیمان اور ان کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔ ان تین آیات میں بطور جملہ مقررہ حق و حقیقت اور رسالت اور معاد کا بیان فرمایا گیا ہے جس میں جہنم کی طرف قرآن کریم پر اصرار دیا جاتا ہے اور ان کے سامنے ہر غلطی کی بھلائی کا وعدہ دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جو آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے اسے دیکھو بخیر یہ سب یہی ہی مخلوق اور بلا عکس نہیں ہیں ان کے وجود کو کچھ کہو تو خالق کا نکتہ عمل مہذب کی معرفت حاصل ہونا چاہیے اور ہر طرح کی فکر نہ کرنا چاہیے کہ ان چیزوں کے پیدا فرمانے میں حکمت کیا ہے اور دنیا میں انسان کی ہے اور دوسری مخلوق کی ہے آپ انہیں میں دیکھیں گے یہ عظیم الم بھی ہیں۔ لڑائی جھگڑے بھی ہیں لڑائی و خون بھی ہیں اللہ تعالیٰ کے سوسے بندے ہیں ان میں اور کافر و شرک بھی ہیں موت بھی ہے اور حیات بھی ہے یہ کارخانہ جو جاری اور ساری ہے خالق کا نکتہ عمل مہذب نے اسے کیوں پیدا فرمایا اگر اس بات پر غور کیا جائے تو کچھ عجب آجائے گا کہ اس کارخانہ میں جو کچھ بھی ہے سب اللہ تعالیٰ شانہ کی حکمت پہنچی ہے ایمان و کفر خیر و شر کا سلسلہ جاری ہے لیکن ایک انسان پیدا ہوا ہے جس کی قیامت واقع ہوئی۔ سب حاضر ہوں گے اس وقت اہل ایمان کو ایمان کی جزا اور اہل کفر کو کفر کی سزا دی جائے گی جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتے ان





حال میں اس نماز کے چھوٹے کواچھٹا نہ سمجھا اور گو کہ گھوڑوں کی مشلولیت بھی اللہ تعالیٰ کے لئے فحشی لیکن پھر بھی چونکہ یہ ایک واسطہ ذکر و تخیل  
 یعنی ذکر بواسطہ سے غافل ہونے کا سبب بن گیا اس لئے جب مذکور نماز کے لئے ہو جائے گا کہ اس میں ہوا تو فرمایا کہ میں گھوڑوں کو دیکھیں  
 کرو۔ جب گھوڑے دیکھیں گے تو انہیں اس رخ کر شروع کر دیں گی کہ زمین تو کھلی ہی تھیں پڑ لیاں بھی کاٹ دیں اور فرمایا کہ مال  
 کی محبت نے مجھے اپنی طرف اتکا لیا کہ اسے رب کی طرف سے غافل ہو گیا یہ رخ کر مال خدا کے کرنے کے طور پر تھیں تاکہ بطور قربانی  
 کے قربانیت یا اشغال ہو جائے کہ پڑ لیں تو کیوں کا؟ آیۃ چاروں کو بلا ہوا یہ تکلیف دینا ہوا ستر کے خیال میں ہیں تاہم کہ گھوڑوں کے لئے  
 کے بعد پڑ لیاں کافی ہوں گی جبکہ ان کی چاروں گل بھی ہوئی اور گھوڑے میں چونکہ پڑتی ہی اصل چیز ہے اس سے گھوڑے ہوتا ہے اس لئے  
 غیرت کے جوش میں پڑ لیاں بھی کاٹ دیں یعنی اس کام میں جلدی کر دیں کہ کھانے پینے کے لئے تو کاٹنا ہی تھا چونکہ حکم ذکر کی تعمیم  
 عملی کو مستتر نہیں ہے اس لئے یا اشغال پیدا نہیں ہوتا کہ آیت شریفہ میں پہلے پڑ لیاں کا ذکر ہے یہاں رعایت واسطہ کے لئے لفظ  
 الامثال کو نوکر کر دیا گیا ہے یہ بلافت میں ہوتا رہتا ہے جیسا کہ سورۃ طہ میں نوٹ حسن و ب حسن و نسی فرمایا ہے اور دوسری جگہ زب  
 نونی و حر و ن فرمایا ہے (۱)۔

(۱) (وہی روح المعانی، ولیل ضمیر (خوارات) للخیل کضمیر (ردوہام) واحداۃ جمع، فلیل الحجاب اصطلاحاً لہا ای  
 حتی دخلت اصطلاحاً ولیل حتی نوارات فی المسابقة بما یصحھا عن النظر، وبعض من قال بارجاع الضمیر للخیل جعل  
 عن التعلیل ولم یجعل المسح بالسوق والاصاق بالمحی السابق لثبات طائفة، هر عن علی سلیمان الخلیل وهو فی الصلاۃ  
 لفتاویٰ الہدیٰ فی صلاۃ قاروا رجا عنہ حتی دخلت فی الاصطلاحات فقال لہا فرغ من صلاۃ: والی أصبحت حب الخیل) ای  
 اللہ فی عبد اللہ تعالیٰ فی الامراء بسبب ذکر وہی کاتہ بقول فی الخیل ذلک عن رواۃ الخلیل حتی دخلت اصطلاحاً ردوہا  
 علی لفظی یصح امر لہا وسوا لہا محبة لہا وتکریمہ۔ وروی ان المسح کان للذک عن ابن عباس والزہری۔ وابن کثیر  
 ورجح الطبری، ولیل کان غسلاً بالماء ولا یغنی ان تعلیل هذه الطائفة الاية علی ما یقولون، وکیک جدا (ص ۱۹۳ ج ۳)

(اور بعض محققین کا کہنا "قارست" کی ضمیر گھوڑوں کی طرف لاتی ہے جیسا کہ قرآن و عسائی کی ضمیر گھوڑوں کی طرف لاتی ہے ایک جماعت نے ای کو  
 پند کیا ہے بعض نے کہا "کاب" سے اور گھوڑوں کے متعلق ہیں مگر یہ "کاب" بھی کہ گھوڑے اپنے مشغلوں میں داخل ہو گئے۔" اصل کے کاتی کہہ رہا  
 میں آئے کہ وہ کہ چھپ گئے کہ کفر آئے سے وہ گئے۔ ان لوگوں نے قارست کی ضمیر گھوڑوں کی طرف لاتی ہے ان میں سے بعض نے یہاں عن الخلیل  
 کیلئے دیا ہے اور گھوڑوں کی شخص اور گھوڑوں کے کس کو ساتھ حق میں نہیں لیا ہے۔

ایک جماعت نے کہا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے گھوڑے بٹن کے گئے جبکہ آپ نماز چاہ رہے تھے، آپ نے اشارہ کیا کہ میں نماز میں  
 ہوں تو گھوڑے جاتے کہ کاتی کہ اپنے مشغلوں میں لگی گئے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا میں نے میری محبت کو بچا دی یعنی وہ میرے میرے  
 ذکر سے سب سے اللہ تعالیٰ کے پاس آرت میں ہے گویا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ کے ارکے گھوڑوں کو پھینچے سے اور کاتی کہ  
 گھوڑے مشغلوں میں دیکھیں چلے گئے اب انہیں میرے پاس لے آؤ گھوڑے سے وہ بار لائے گئے تو آپ ہی کی چٹوں اور گھوڑوں پر ان کی محبت و محبت  
 کی وجہ سے ہاتھ بچھ لے گئے اور وہی ہے کہ حضرت مہاشین مہاشین کے پاس تک اسی طرح سے بڑی دیکھیں کہ کس کی اسی طرح سے اور  
 طری نے ای کو کرنا چاہی ہے۔ بعض نے کہا کہ کاتی سے وہ تھا اور یہ بات واضح ہے اس کہ وہ لے آتے سے اپنے قول کو جو چھٹی دی ہے یہ بہت کج  
 ہے۔)







کی نفرت سے اس مال تھے صرف ان کی بیوی ان کے پاس رہا کرتی تھیں جن کی خدمت کرتی رہتی تھیں اس مالدار بیوی کا نام رمت تھا۔ انہوں نے جو مال کی تھیں اس کے علاوہ سورہ انعام میں بھی ہے۔ قَبَسُ نَفْسِیْنَ الضُّرِّ وَفَتْ زَاغَمَ الزَّاحِقِیْنَ د (تکلف مجھے تکلیف پہنچائی کی اور آپ ہمارے ہمین ہیں)۔

اور سورہ میں بھی ہے اِنَّ لِّلّٰہِ ذِقًا مِّنْ شَیْءٍ یُّغْفِرُ بِغَضَبِہٖ الشَّیْطٰنَ یُضْطَبُّ وَ اَلْغَابُ د (کشیطان نے مجھے کھد پہنچا اور تکلیف پہنچائی)۔ صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ غضب و غصہ کے معنی میں آتا ہے اور یہاں ہر کام کا جی کی وجہ سے جو شخص ہو جائے اس کے لئے استعمال ہوتا ہے اور غضب سے اہل ہر وہ ہے جسے سورہ انعام میں اضر سے تعبیر فرمایا ہے۔

اور بعض حضرات کا یہ قول نقل کیا ہے کہ غضب اور اضر سے ہسانی تکلیف اور غضب سے اہل اور مال ضائع ہونے کی تکلیف مراد ہے۔

جب اللہ تعالیٰ خلاد نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی تو فرمایا وَنَحْنُ بِرَبِّکُمْ عَلٰی کہ زمین میں اپنا پاؤں مارا نہیں نے پاؤں مارا تو وہیں سے چٹھ چلائی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَنَحْنُ بِرَبِّکُمْ عَلٰی اذہار و ضراب (یہ چل کرنے کی چیز ہے جو پھٹتی ہے اور پٹنے کی چیز ہے) چٹا چٹا نہیں نے چل کر ابراہیم پانی پر جسم رست ہو گیا۔ شکال حاصل ہو گئی۔ ظاہری اور باطنی پر بالکل رست اور عافیت اور سلامتی پہنچی تو کہہ لیا۔

ان کے اہل دعا اور جو اضر و ضرر ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے پاس پہنچا دیے اور سب کو بخش دیا حضرت اہل ذریعہ دعا فرمائی۔

پھر ان لوگوں سے آئے نسل پہلی اور دوسری زیادہ نسل پہلی پہلی کہ جس قدر ان کی پہلی نسل کے افراد تھے اسی قدر اللہ تعالیٰ نے مزید افراد پیدا کیے وَنَحْنُ بِرَبِّکُمْ عَلٰی و وَنَحْنُ بِرَبِّکُمْ عَلٰی کا ایک مطلب یہی بیان کیا گیا ہے۔ صاحب روح المعانی فرماتے ہیں کہ میرا بیان بھی اسی طرف ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ ان کی اولاد اضر و اضر ہو گئی تھی سب مر گئے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں دوبارہ آئی ہی اولاد سے دی اور اس کے علاوہ مزید آئی ہی اولاد اور دی۔ سنن ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جس دن تکلیف پہنچی وہ وہ کہ وہ تھا اور جس دن انہیں عافیت ملی وہ مشکل کا دن تھا (آب فی آبی الا یام یحتجیم) وَ خَشَعَتْ فِیْہَا وَ فِیْ غُجْرِیْ لآوی الالباب۔

یہ ہماری طرف سے رست خاصہ کے طور پر تھا اور غسل دہانوں کے لئے ایک یادگار تھی (تا کہ اہل عقل سے ہمیں اور یاد رکھیں کہ سارے جن کو اللہ تعالیٰ کسی ایسی چیز سے اضر فرماتا ہے کہ وہ خدایت جنت جنت (الاباب) حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بنیادی کے ذات میں اپنی بنیادی سے ناراض ہو گئے تھے۔ ناراضی کا کیا سبب تھا۔ اس کے بارے میں تفسیر کی کتابوں میں بھی لکھی ہیں اور جس سبب اسرار لکھی دیا۔ ان میں سے ایک وہ ہے یہ ہے جو حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک مرتب شیطان سحر کی صورت بنائے ہوئے چار ہاتھوں کی بیوی نے اس سے کہا کہ میرے شوہر کا علاج کرو نے شیطان نے کہا میں علاج تو کروں گا مجھے کوئی نقص اور وہاں کی قیمت کی ضرورت نہیں ہے جس میں جو میرا شوہر ابراہیم ہو جائے تو صرف اتنا کہہ دینا کہ تو نے شکاری۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی نے اس کو مان لیا پھر ان سے کہہ کر دیا انہیں یہ بات تا کہ وہ ہوئی اور فرمایا کہ تو نے شیطان سے پوچھ کر لیا کہ اس کے بارے میں میں اس کہہ دیا جائے کہ تو نے شکاری؟ میں ابراہیم کو کیا تو تجھے سوچتی اس باروں کا جب اللہ تعالیٰ نے انہیں شکار سے دی تو قسم ہر مارنے کا خیال

آیا اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے ہاتھ میں بیٹھوں کا ایک منہ لے لو اور اس کو ایک مرتبہ اپنی بولی کے قسم پر مار دو جب اس پر کرو گے تو تمہاری قسم پر دی ہو جائے گی اور حالت ہونے سے بچا جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے یہی ہی کیا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے خود ہی انہیں یہ عمل بتایا اور یہ فرمایا کہ تم قسم توڑنے والے نہ خواہ اس عمل کو قسم پر ماروئے کی جگہ قبول فرمایا اس لئے انہیں کہا جاسکتا کہ کوئی شخص سوکڑے یا سوئی گئیاں مارنے کی قسم کھائے اور کھسی ہو سکتی ہیں مگر قسم پر دی کرنے والوں میں شمار ہو جائے اور قسم توڑنے کے گناہ سے بچ جائے۔ جو چیزیں خاص ہوتی ہیں ان پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ اس سے قسم پر مار کرنے کی ضرورت اور اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کی قسم کے فوت جائے گا بالکل ہی معاف فرمادیتا لیکن بالکل معاف نہیں فرمایا کچھ تو یہ عمل کر دیا ہی دیا جس سے قسم میں چار اترنے کی شرعی حیثیت باقی رہے۔ اسی طرح کا ایک واقعہ سن اپنی راۓ اور طریقہ میں مذکور ہے جو حضرت ابوالحسن علی بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص جو بہت زیادہ ضعیف ہو چکا تھا وہ ایک باغی کے ساتھ رہا کر بیٹھا پھر اسے احساس ہوا تو انصار کے جو لوگ اس کی عیادت کرنے گئے انہیں صورت حال بتادی اور کہا کہ میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتویٰ طلب کر دیا۔ ان حضرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے واقعہ پیش کیا اور ساتھ ہی یہ بیان کر دیا کہ جو شخص اتنا زیادہ نحیف اور ضعیف ہے کہ صرف بنویں پر کھال روٹی ہے اگر ہم اسے آپ کی خدمت میں لے کر آئیں تو اس کی غذا یا نوٹ ملے گا تو یہ کہہ دیا کہ آپ نے علم دیا کہ مجھ پر کی ایک خبیثی کے سوا جزا دے لو اور ایک ساتھ سب کا ایک مرتبہ مارو۔ (سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۲۵۸)

اس سے بھی یہی بات سمجھ آ رہی ہے کہ وہ شخص نہ مارنے کی وجہ سے سو (۱۰۰) گزداں کی سزا کا مستحق تھا لیکن موت کی سزا کا مستحق نہ تھا۔ اب اسے سو (۱۰۰) گز سے مارے جائے تو مر جاتا اور جان سے مار دینا قصود نہ تھا اور حد کو بالکل ہی قسم کر دینا بھی شریعت کے احکام کے خلاف تھا کیونکہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا **وَلَا تَأْخُذْ بَعِثُهُمْ ذُنُوبُهُمْ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ** (اور اللہ کے دین میں جہنمیں رحمت نہ بکڑے کہ تم زانی اور زانیہ پر رحم کھاؤ لہذا حد کو مستعمل نہیں فرمایا بلکہ کچھ نہ کچھ سزا دلا دی وہی تاکہ مت ہوشیار ہو رہو اور ہے اور حد جاری کرنے میں کسی طرح کی آفیل کو برداشت نہ کرے۔

فائدہ: دعا کی قبولیت اور برکات..... یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضرت ابوب علیہ السلام نے اپنی سخت بیماری کے دنوں میں صحت وفاقیت کے لئے دعا نہیں کی اور اگر کی تھی تو کیوں قبول نہ ہوئی بات یہ ہے کہ بظاہر حضرت ابوب علیہ السلام دعا سے غافل تو نہ رہے ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ جل شانہ کی قضاء و قدر میں جب تک انہیں حکم دیا کہ اس وقت تک اپنا باقی رہا اور دعا کا ثواب انہیں ملے گا پھر آخرت میں وہ جہالت کی بددلی کیلئے یہ دعا کبیرہ خیرہ بنی رہیں سو من بعد کی کوئی دعا مانع نہیں ہوتی۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی کوئی مسلمان کوئی دعا کرتا ہے جو کہ وہ کی یا پیش بھی کی یا دعا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور تمنا چڑا دے اور اس میں سے ایک دعا فرما دیتا ہے۔

۱۔ جو دعا کی اس کے مطابق ہی رہنا جس جلدی مقصد پر مار دیا جاتا ہے۔

۲۔ یا اس دعا کا اس کے لئے آخرت کا اجر دیا جاتا ہے۔

۳۔ یا اس بھی دے دے وہی مصیبت اس سے بچھڑائی جاتی ہے (یعنی آنے سے رک جاتی ہے)۔

صحابائے عرض کیا میں تو ہم پر طوبہ پڑھا نہیں کریں گے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ (جی) بہت زیادہ دینے والا ہے۔ (ابو داؤد کئی احسن ص ۱۹۶)

سب کچھ اللہ تعالیٰ کے قضاء و قدر کے موافق ہوتا ہے۔ .... اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب حضرت ابوب علیہ السلام کو تکلیف پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دعا کرتا ہوا پایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت زیادہ کرتے تھے لیکن دعا کرتے تھے اور چونکہ وہ تکلیف میں اللہ کی رضا سمجھتے تھے اس لئے ان کی رنجش اسی میں تھی کہ تکلیف میں رہیں۔ (عقل سرائیکی روایات میں ہے کہ ایک مرتبہ جب حضرت ابوب علیہ السلام کی اہلیہ نے عاقبت کی دعا کرنے کی بات کی تو فرمایا کہ ہم ستر سال حبش و راءم میں رہے ہیں۔ اب میرا وہ جب ستر سال تکلیف میں گزار رہا نہیں ہے اس کے بعد دعا کریں گے۔ (روایت حدیث میں ۴۷۳) پھر جب اللہ تعالیٰ وہاں کی تکلیف دور کر دیا حضور ہوا تو انہیں دعا کرنے کی تلقین دے دی اور انہیں دعا کرتا پایا گیا "جب دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور مال و دولت آں دعا اور جو کچھ بتا رہا تھا اس کا ذکر نہ ملا فرما پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی کہ قَدْ وَجَدْنَا صَابِرًا \* بِغَمِّ الْعَبْدِ \* إِنَّهُ أَنْزَلْنَا \* دَاكِرًا كُنِيَ هَذَا اسلم ص ۳۲۸) (۲)

بات یہ ہے کہ ہر سے عالم میں جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر کے موافق ہوتا ہے دعا بھی اسی وقت قبول ہوتی ہے جب کامیابی کا وقت آجائے اور دعا بھی وہی اثر کرتی ہے جب اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر میں اتفاق ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کو پرہیزگار اختیار ہے کہ جسے چاہے جتنا آرام دے اور جسے چاہے تکلیف کے ذریعہ آزمائے اور مومن بندوں کے لئے چونکہ تکلیف میں بھی تجزی فی غیر ہے (اس پر ثواب ملے گا) آخرت میں وہ جات بلند ہوتے ہیں اس لئے ان کے لئے تکلیف میں جھکا ہوا بھی تجزی فی غیر ہے کوئی شخص یہاں نہ کچھ کدال شخص دیکھنے میں تو اتنا کچھ ہے پھر یہ اتنی بڑی تکلیف میں جھکا ہوا ہے آخر ضرور کہ بڑے گناہ میں جھکا ہوا ہوگا۔ (۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت کے دن جب صحبتہاں کو ثواب دیا جائے گا تو آرام و عافیت والے تھکا کر ہیں گے کاش ہماری کھانسیں فنجیوں سے گھٹی جائیں۔ (ابو داؤد کئی احسن ص ۱۳۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت ابوب علیہ السلام اپنے تکلیف کے دنوں میں دعا کو بھولے جاتے تھے اس کی تائید میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک بات سنئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد عباس رضی اللہ عنہما سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی کوئی بندہ روزۃ اللہ ص ۱۳۷ میں مرتبہ بسم اللہ قبلتی لا یضرب فی سبیل اللہ الا فی الخیر ولا فی السوء و فی السبیل الخیرین پڑھایا کرے تو اسے کوئی چیز بھی ضرر نہ پہنچائے گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حدیث کو بیان کر دی لیکن ان کے جسم پر ایک جگہ دھبہ لگا ہوا تھا جس شخص سے انہوں نے حدیث بیان کی وہ ان کی طرف (تجربہ کی نظر سے نہ دیکھنے لگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی نظروں کو بہانہ لیا اور فرمایا تم مجھے کیا دیکھ رہے ہو؟ طوبہ کچھ اور بالمشک و شہد حدیثی طریت سے ہے جیسا

(۱) قال العیسیٰ فی عیدۃ القاری ج ۵ ص ۲۸۲ فان قلت فلم یوجد فی قول ما انزلہ الہیاء قلت لانہ علم امر اللہ فیہ ولا یصرف للعبد مع مولاه او اراد مضاعفۃ الثواب فلم یسل کشف الہیاء۔

(۲) علامہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرماتے ہیں اگر تم کو کہ حضرت ابوب علیہ السلام نے بیماری کے شروع ہونے میں دعا کیوں نہیں مانگی تو میں کہتا ہوں اس لئے کہ حضرت ابوب علیہ السلام نے خیال کیا کہ اس آزمائش میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم میں بندہ کو کوئی تصرف نہیں ہے بلکہ حضرت ابوب علیہ السلام نے زہاد و ثواب حاصل کرنے کے لئے شروعات میں تکلیف دہ ہونے کی دعا صحیح مانگی۔



کہ میں نے یوں کی لیکن بات یہ ہے جس دن مجھے یہ تکلیف پہنچی میں نے اس دعا کو نہیں پڑھا تھا (یعنی بھول گیا تھا) تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے نیکو کار نہ فرما دے۔ (روایت مزید کہ جس جہ سے اللہ تعالیٰ اٹھتا ہے وہاں ۳۰۹)

تکمیل شد کہ حضرت ابوب علیہ السلام ..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس روز میں کہ ابوب علیہ السلام (تعمیلی میں) ملے کھڑے کر رہے تھے ان کے اوپر سونے کی ٹنڈیاں گر گئیں وہ انہیں اپنے کپڑے میں سمیٹنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں پکارا کہ ابوب علیہ السلام نے تمہیں ان ٹنڈیوں کا ارشاد دیا تھا کہ جو کچھ اس کی ضرورت نہیں۔ عرض کیا آپ کی عزت کی حتم آپ نے مجھے کئی بار ایسے لیکن میں آپ کی برکت سے بے نیاز نہیں ہوں۔

فتح الباری ص ۳۹ ج ۶ میں کہاں احمد وہاں یہاں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابوب علیہ السلام کو کائنات دے دی۔ یعنی ان کا مرض دور فرمایا تو ان پر سونے کی ٹنڈیاں برسا دیں۔ اس سے عظیم ہوتا ہے کہ یہ ٹنڈیاں کا برسا مرض سے شفا یاب ہونے کے بعد کی بات ہے۔

فتح الباری میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب حضرت ابوب علیہ السلام کو تکلیف میں مبتلا ہونے پر انہیں چھوڑ دیا البتہ ان کے دوستوں میں وہ شخص ان کے پاس بیٹھا و شام آتا جا کر کھتے تھے۔ ایک دن دونوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ ضرور ابوب علیہ السلام سے بڑا نیکو کیا ہے اسکی بات نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ ان کی اس مصیبت کو ضرور دور فرما دیتا جس شخص سے بات کی تھی اس نے ابوب علیہ السلام سے اس کا ذکر کر دیا یاں پر وہ غریبہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اس وقت دعا کی پھر خدا حاجت کے لئے چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے وہی بھی کر دیا یاں زمین پر بارو۔ انہوں نے زمین پر پاؤں مارا تو ایک پتھر جاری ہو گیا جس میں انہوں نے قتل کیا تھا۔ بالکل کچا اور خودست ہو گئے اب جو ان کی بیوی آئی تو انہیں نہ پہچان سکی اور ٹوٹا انہیں سے دریافت کیا کہ یہاں جو مرض تھا وہ کہاں گیا اب تو انہیں کساتے پھیر دیا گیا ہو۔ حضرت ابوب علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ میں ہی ہوں اللہ تعالیٰ نے ان کو کئی تہذیبی سزا دی وہ ان کی بیوی پر بھی جوازی لوٹا دی۔ یہاں تک کہ اس کے بعد ان سے چھبیس (۲۶) لاکھ پیسہ مانگے۔ فتح الباری میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت ابوب علیہ السلام کے دو کلیان تھے (جن میں کھنکھانے کے بعد لہجہ بیچ گیا تھا) ہے ایک کلیان گیہوں کا اور دوسرا جو کھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک ہال بچھا جس نے گیہوں والے کلیان میں اسکا سوراخ کھینچا اور جو کے کلیان میں آگئی جانوری برساتی کہ وہ کئی برس نہ دی۔ علیہ السلام احمد علی

احمد۔

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ غَدًا أَفْجَاءٌ يَأْتِيهِمُ وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴿٢٠٠﴾  
 وَإِنَّمَا يَأْتِيهِمُ الْغَدُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٠١﴾  
 وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴿٢٠٢﴾  
 وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴿٢٠٣﴾  
 وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴿٢٠٤﴾  
 وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴿٢٠٥﴾  
 وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴿٢٠٦﴾  
 وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴿٢٠٧﴾  
 وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴿٢٠٨﴾  
 وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴿٢٠٩﴾  
 وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴿٢١٠﴾

يَدْعُونَ فِيهَا بِقَارِحَةٍ كَثِيرَةٍ ۖ وَشَرَابٍ ۚ وَعِنْدَهُمْ فَيْصُوتُ الظَّالِمِ أَثَرًا ۚ ۖ هَذَا مَا تَدْعُونَ

اور وہاں بہت سے گھاتے اور پینے کی چیزیں بہت کثرت سے ہیں اور ان کے پاس بیک وقت وہی نام کو پڑوں ہوگی جو وہ ہے جس کا نام ہے یہاں طلب آئے

يَوْمَ الْحِسَابِ ۚ إِنَّ هَذَا لَكِرْهًا مَالِدٍ مِنْ نِفَادٍ ۚ

یوم الحساب (روزِ حساب) کی طرف اشارہ ہے۔ یہاں ان کا کہنا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ حضرت اخیوتؑ حضرت یعقوبؑ علیہم السلام کا تذکرہ

ان آیات میں اول چند حضرات انبیاء اکرام علیہم السلام کا احوال تذکرہ فرمایا اس کے بعد متقیوں کا انعام بیان فرمایا جو باخس ہر مہر مر

یہاں اس اور معلومات اور مشروبات کی صورت میں دیا جائے گا۔

دوسرا فرمایا کہ ہمارے ان بندوں کو دیکھئے یعنی ابراہیم اور ان کے بیٹے اخیوت اور ان کے بیٹے یعقوب کو دیکھئے ان حضرات کی نبوت کا تذکرہ قرآن مجید میں دوسری جگہ آیا ہے حضرت ابراہیم علیہم السلام کا تذکرہ بہت جگہ آیا ہے یہی کی رحمت کے سلسلے میں ان کی تکلیفیں

انہما آگ میں ڈالا جانا کافروں اور مشرکوں سے مہارت کرنا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے پڑھنے کو منع کرنے کے لئے انہما کا یہ سب کر چکا ہے۔

اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مل کر کعبہ شریف بنا کر حج کے لئے لوگوں کو پکارا اور یہ دعائی کرانے اور سب

کہہ دیاں میں انہیں میں سے ایسا شخص نبی بنا کر بھیجا جو آپ کی کتاب پڑھ کر سائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے۔ یہ بیان بھی

پہلے فرمایا ہے سورہ بقرہ اور سورہ نمل اور سورج میں اس بیان بھی کر چکا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد بیٹے بھی نبی آئے سب

انہیں کی نسل میں سے تھے۔ خاتم النبیین سید محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسماعیل میں سے اور باقی تمام انبیاء اکرام علیہم الصلوٰۃ والسلام

نبی اخیوت میں سے تھے جنہیں نبی اسرائیل کہا جاتا ہے اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب تھا۔ حضرت اسماعیل اور اخیوت دو صاحبے میں

معا کے گئے تھے اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بطور شکر یہ کہا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْجُبْنِ وَالْخِلَافِ وَالْجَبْرِ وَالْجَبْرِ

اِنِّیْ زَعَمْتُ لِسَمْعِیْ اَللّٰهُمَّ (سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے مجھے پڑھی میں میں اسماعیل اور اخیوت صاحبے ہاں شہرہ و

دعا کا شہرہ والا ہے۔)

ان حضرات کا ایک خاص وصف تو یہی اَلْاٰیْمُوْنَ وَ الْاٰتِیْمُوْنَ بیان فرمایا اخیوت ترجمہ یہ ہے کہ وہ یتیموں والے تھے اور انھوں والے

اور اس کا مطلب ملانے یہ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی ماعت اور مہارت کی قربت خاطر فرمائی اور نبی بصریت اور عطفہ فی الدین کی

نعمت سے نوازا تھا۔ (ذکر ان بکیر)

اس کے بعد ان کی ایک اور صفت بیان فرمائی اِنَّمَا اَخْلَفْتُمْ بَعْدَ الْغَضَبِ ذُنُوْبَیْ الْاَوَّلٰی (یعنی ہم نے انہیں ایک خاص بات کے ساتھ

مخصوص کیا تھا جو آخرت کی یاد ہے۔ یہ حضرات خاص آخرت کے کاموں میں وہاں کی فرمندی میں گنہگار تھے۔ تفسیر ان کثیر میں

حضرت مالک رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر نقل کرتے ہوئے لکھا ہے نَزَعَ اللّٰهُ تَعَالٰی قُلُوْبَهُمْ حُبِّ الدُّنْيَا وَ ذَكَرَ لَهَا وَ اَخْلَصَهُمْ

بِحُبِّ الْاٰمِرَةِ وَ ذَكَرَ لَهَا۔

(یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں سے دنیا کی محبت اور ان کی یاد کو کمال دیا اور ان کے دلوں میں خاص آخرت کی محبت اللہ تعالیٰ اور خاص

اسی کے فکر سے آراستہ فرمایا اور حضرت تاراو سے نقل کیا ہے کہ ان لوہہ کسروں النہاس الدار الاخرہ و العمل لہا یعنی یہ حضرات









إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۝ قَالَ فَإِلَىٰ آلِهِ يَرْجِعُ أَمْرُكَ وَالْحَقُّ أَقْوَلُ ۝ لَئِمَّا لَمْ يَكُنْ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ شَبَّكَ

۱۰۰ ہے آپ نے ان لوگوں کے جو جہنم میں تھے، انہیں جہنم سے نکال دیا اور ان کی کھالیں جہنم سے جدا کر دیں۔ یہ سب لوگوں سے ضرور جدا ہو گئے۔

### مِنْهُمُ الْمُخْلَصُونَ ۝

۱۰۱ سے پہلے کی ہے۔

انجیل کی حکم بدولی اور سر تابی، حضرت آدم علیہ السلام کو جہدہ کرنے سے انکار کر کے مستحق لعنت ہونا اور بنی آدم کو ورغلائے کی قسم کھانا

ان آیات میں تحقیق آدم اور پھر فرشتوں کو انجیل جہدہ کرنے کا حکم اور ان کے جہدہ کرنے کا حوالہ اور انجیل کے انکار کا تذکرہ فرمایا ہے۔ یہ مضمون سورۃ بقرہ کو ۱۲۳ اور سورۃ اعراف کو ۱۷ اور سورۃ حجر کو ۱۳ اور سورۃ اسراء کو ۸۵ میں بھی گزر چکا ہے وہاں جہدہ کرنے کی تفصیل کے ساتھ لکھا ہے اسی مراعت کر لی جائے۔

جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو فرشتوں سے فرمایا کہ میں جنس یعنی کچھ سے ایک بشر کو پیدا کروں گا جب میں اسے پیدا کروں اور پوری طرح ظاہر کروں اس میں ایمان دے گا پھر تک وہ تو اس کے لئے جہدہ میں کرے گا۔

اس میں لفظ شر فرمایا ہے جس کا معنی ہے ایسی کمال، اعلیٰ چیز جو ہاں سے بھیجی ہوئی نہ ہو دوسرے جو نباتات ہیں ان کے جسم پر بال ہوتے ہیں جن سے ان کا بدن اٹھتا رہتا ہے لیکن انسان کے سر پر بال کی لاشی کے علاوہ اور کسی جگہ پر عام طور سے بال سے بال نہیں ہوتے کچھ ان پر ہوتے تو کمال نظر آتی ہے اور بعض جگہ پر بال نکل آتے ہیں وہ بڑھتے چلے جاتے ہیں ان کے صاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے حالت لاشی رکھنا واجب ہے مگر جب جنت میں جائیں گے تو وہاں مردوں کے بھی لاشی نہ ہوگی وہاں شر ہوئے گا پھر اچھا مظهر ہو جائے گا۔

یہاں کچھ سے سے پیدا فرمانے کا ذکر ہے اور سورۃ الاحکام میں لفظ غریب اور سورۃ حجر میں صلیب فن خلیا فسئون فرمایا ہے کہ ہم نے انسان کو خلق ہوئی کالی مزی ہوئی مٹی سے پیدا فرمایا اور سورۃ الرحمن میں فرمایا صلیب فن خلیا فسئون انسان کو ایسی مٹی سے پیدا فرمایا جو خشک کی طرح جھٹے والی مٹی۔ ان آیات میں آدم علیہ السلام کا چھوڑ کر جانے کے بعد وہ بھی حالت جانا ہے جس مختلف جہدوں سے مٹی کی مٹی کی گلی جہدوں میں پانی ابل دیا تو کچھ مٹی کی اور غریب تک اس طرح نہ ہو۔ جس کی وجہ سے یہاں وہ وہاں ہوئی مگر جب چھوڑ دیا تو وہ نہ چھوڑا گیا اور اس پر انکی مادی جانے تو جیتنے کے جیسے مٹی سے جانے ہوئے برقی انگلیاں مارنے سے جیتنے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ جب میں اس بشر کو پیدا کروں اور پوری طرح اس کا جسم ظاہر کروں میں وہاں پھر تک وہاں تو تم اس کو جہدہ کرو (انکی تقصیر کے لئے جہدہ میں کر جانا) فرشتوں نے حکم کے مطابق اس بشر کو جن کا نام پہلے سے آدم تھا نہ کر دیا کی تو تقصیر جہدہ کر لیا۔ انجیل بھی وہی، جتنا تھا اسے بھی حکم تھا کہ اس کی مخلوق یعنی آدم علیہ السلام کو جہدہ کرے وہ جہدہ کرنے سے منکر ہو گیا۔ سورۃ الکہف میں فرمایا ہے كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ (وہ جنات میں سے تھا سو اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی) اور سورۃ البقرہ میں فرمایا ہے فَسَىٰ وَاسْتَكْبَرُوا وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ (کس نے تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے تھا) یعنی اللہ تعالیٰ کی حکم میں پہلے

یہ بات تھی کہ وہ کفر و کفر کا کفر میں سے ہو جائے گا اور سورہ ص کا مرفوع میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں سے فرمایا تھا  
 مَنَعْتُ اَنْ يَّخْلُجُوْا مِنْ اَرْضِ فَلْسْتِ کہ تجھے مجھ کو نہ جانے دے کہ چیز نے وہاں بجھ میں نے تجھے چھوڑا (معلوم ہو کہ وہاں کبھی کوئی کفر میں  
 شامل تھا یا اسے خطاب فرما کر مستحق طور پر بھی عزم یا قہر میں سورہ ص میں فرمایا: فَلَا يَنْتَظِرُ مَا مَنَعَتْ اَنْ يَّخْلُجُوْا لَنَا عَقْلًا  
 بے منتظر (کہا کہ انھیں تجھے کہ چیز نے اس بات سے وہاں کہ تو اس چیز کو مجھ کو نہ جانے جس میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا یا اللہ نے فرمایا  
 ہے کہ ہاتھوں سے پیدا کرنا جو فرمایا اس سے عقلی کا زنی مراد ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ عظیم اور معجز ہے پاک ہے اور یہ فرمایا کہ میں نے  
 اپنے ہاتھوں سے پیدا فرمایا انکی اہمیت بتانے کے لئے ہے جس چیز کی اہمیت ہوتی ہے تاکہ اسے اس میں یوں کہا جائے کہ اسے اپنے ہاتھ  
 سے بنایا یہ الہی اور الہی کا قول ہے اور صرف کا فرمایا ہے کہ ہم تو الہ نہیں کرتے اور یہ یوں (دلوں ہاتھ) کا جو مطلب ہے اسے اللہ تعالیٰ کی  
 طرف ملاحظہ کرتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو یہ یوں کا مطلب ہے جو انکی شان کے لائق ہے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اس طرح  
 یہ جو فرمایا کہ جب میں اس میں اپنی روح پھونک دوں اسکے بارے میں بعض حضرات نے تاویل کی ہے اور فرمایا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے  
 کہ جب میں اس میں جان ڈال دوں تو تم کے لئے مجھ میں گر جائے اور دوسرے حضرات نے فرمایا کہ ہم تو الہ نہیں کرتے اس پر ایمان  
 لاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو اس کا مطلب ہے جو اس کی شان کے لائق ہے ہم اسے ماننے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے انھیں سے فرمایا مَنْ مَنَعَتْ مِنْ فُلَانٍ (کیا تو نے تکبر کیا یا یہ کہ تو نے نہ دے دلوں میں سے  
 ہے) یعنی کیا تو غرور میں کیا اور واقع میں یہ انھیں ہے یا یہ کہ تو واقع میں ایسے نہ ہے اور دلوں میں ہے جس کو مجھ کا حکم کرنا زیادہ نہیں۔  
 انھیں نے کہا کہ یہ شیخ جانی سے نقلی ہے یعنی اسکو مجھ کو نہ جانے میری شان کے لائق نہیں ہے (جس کی وجہ یہ ہے کہ) لکھے آپ نے آگ  
 سے پیدا فرمایا ہے اور اسے کھڑا سے پیدا فرمایا ہے۔ (انہا میں اس سے بہتر ہوا اور لکھے یہ عزم) چاہے کہ اسے مجھ کو نہ جانے میری شان کے خلاف  
 ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا کہ تو یہاں سے نکل جا کیونکہ یا فلان تو مراد ہو گیا اور قیامت کے دن تک تجھ پر میری لعنت ہے (اور  
 جس پر قیامت کے دن تک لعنت ہے جسکی وہ اس کے بعد بھی ملعون ہی رہے گا۔ کہہ کہ تو اللہ تعالیٰ جل شانہ لَا اَنْ يَّخْلُجُوْا مِنْ اَرْضِ فَلْسْتِ  
الْبَلَدِ عِلَى الْعَقْلَيْنِ انھیں کو تکبر کیا یا ملعون ہو حضور کرنا لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے اور معافی مانگنے کے لئے چارہ ہوا کہ اس نے بھی  
 عمر ہونے کی درخواست کر دی۔ اور یوں کہا کہ اسے اب مجھے اس دن تک مہلت دیجئے جس دن لوگ اٹھائے جائیں گے (یعنی قبروں سے  
 اٹھیں گے) اور اللہ تعالیٰ میں لکھا ہے کہ اس سے منع نہ کیا کہ تو اسے مہلت دے اور اسے مطلب انھیں ملعون کا یہ تھا کہ مجھے بھی زندہ کی دی جائے اور  
 انکی بھی ہو کہ قیامت پر ہی قسم ہو۔ اَوَلَمْ يَنْصَبُوا لِلْعِلْمِ عِلْمًا اور اللہ تعالیٰ ان لا یعلم علم نحب علی ذلک وانہ علی وقت المعلوم  
 وهو يوم يبعثون العلم علیہ فاحر علیہ فہذا نابہ۔ (تحریر قریشی میں ہے کہ شیطان کی خواہش تو یہ تھی کہ اسے موت ہی نہ دے لیکن اس کی یہ  
 خواہش قبول نہیں ہوئی اور اسے وقت معلوم یعنی تمام مخلوق کی موت کے دن (آخر عالم) تک اسے مہلت دینے کیلئے اس کی ہمت مؤخر کی  
 گئی (اس ۱۵ ج ۱۵)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جا تجھے ایک وقت معلوم تک مہلت دے دی گئی اب تو اس نے اپنے نفس میں جو بات خواہاں کی تھی وہاں پر  
 دی اور کہنے لگا کہ اسے دے دے یہی عزت کی قسم میں ان لوگوں کو (جو اس کی مخلوق کی نسل میں ہونگے) (سب کو یہ کہ اس کا کفر ہو اور آپ کی  
 باتوں میں پڑا لوں گا اور اسے کاسوں کو اچھالتوں گا مگر جس لوگوں کو آپ نے اپنی عاقبت کے لئے چن لیا اور میرے یہ کہانے سے بھاڑا  
 ان پر میرا اس نہ چلے گا۔











أَزْوَاجٍ - يَخْلُقْنَكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمٍ ثَلَاثٍ ۚ وَإِلَيْكُمْ لَرْجِعُكُمْ

میں سے پھر انہیں تہذیب دہان کے بیٹوں میں پیدا کرتا ہے ایک پھر ایک اور ایک پھر ایک کے بعد دوسرے کے۔ یعنی اندھیرا چاروں میں۔ یہ حد ہے تہذیب ہے کسی کے

لَهُ الْمَلِكُ ۚ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ فَإِنِّي تَضَرَّعُونَ ﴿۵﴾

لے چکے ہیں اس کے سوا کوئی معبود نہیں سوچ کر اس کے چارے ہیں۔

اللہ واحد ہے، اتمہار ہے، عزیز ہے، غفار ہے، اس نے چاند سورج کو مسخر فرمایا

انسان کو تین اندھیروں میں پیدا فرمایا

یہاں سے سورۃ زمر شروع ہو رہی ہے اور یہ چھ آیات کا ترجمہ کیا گیا ہے ان آیات میں انزال قرآن اور ان آیات تو حید اور شرک کی تردید فرمائی ہے اور اللہ جل شانہ کی شانیں خالصہ کو بیان فرمایا ہے۔

اول تو یہ فرمایا کہ یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو مزین معجزات اور حکم والا ہے اور حکیم یعنی حکمت والا ہے پھر اللہ عز و جل کی طرف انکشاف فرمایا اور فرمایا کہ ہم نے تمہاری طرف کتاب کو حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے چنانچہ آپ اپنے دین کو یعنی اعتقاد کو اللہ ہی کے لئے خالص رکھتے ہوئے اللہ ہی کی عبادت کیجئے، اس میں بظاہر آپ کو خطاب ہے اور اسی کے ذیل میں دوسرے بندوں سے بھی خطاب ہو گیا، جب آپ پر لازم ہے کہ تو حید پر توجہ دے اور دوسروں پر تو حید اختیار کرے کیونکہ فرض ہے نہ تو اللہ کے خطاب عام فرمایا یا تو لایسب الخلقین المغایض، پھر ہمارے خالص اللہ ہی کے خلاف یعنی سب بندوں پر فرض ہے کہ تو حید نہ کریں۔

اس کے بعد شرکین کی ایک بڑی گمراہی اور گناہ کو جو لے دھوے گا کہ فرمایا اور دیکھ کہ جن لوگوں نے اللہ کے سوا الٰہ یا بارگے ہیں یعنی شرکاء کو جو یہ کہے ہیں وہ ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ ہم تو ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کا مقرب بنا دیں گے یعنی ہماری عبادت کو اللہ کے حضور میں پیش کر دیں گے یا ہماری عبادت دہائی کے لئے سفارش کر دیں گے۔ بات یہ ہے کہ شیطان بڑا چالاک ہے کہ وہ کہتا ہے میں باہر ہے اس مسئلہ کے دائرہ خارج ہو جاتا ہے جب لوگوں کو شرک پر ڈالا اور معجزات انجیل و کرام شہیم اہستہ و اہستہ اور ان کے سامنے تو حید کی طرف پھیرا اور شرک کی برائی بیان کی تو شرکین کی سمجھ میں نہ آتا کہ بات سننے لگی چنانچہ شیطان نے انہیں یہ پٹی بڑھادی کہ تمہارا یہ غیر اللہ کی عبادت کرنا تو حید کے خلاف نہیں ہے۔ بلکہ تو حید ہی کی ایک صورت ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے دوا و جن کی عبادت کرتے ہو یہ اللہ تعالیٰ کے خالص بندے ہیں۔ جب تک کوئی واسطہ نہ ہو اللہ تعالیٰ کی ذات عالی تک تم کہاں پہنچ سکتے ہو اللہ کے سوا جن معبودوں کی عبادت کرتے ہو یہ واسطہ ہیں اللہ تعالیٰ کے پاس تمہاری سفارش کر دیں گے، لہذا یہ بھی ایک طرح سے اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت ہوئی اور ان کی ذات عالی تک پہنچ سکتی تو خالق تعالیٰ کی ذات عالی تک بلا واسطہ تمہاری پہنچ کیسے ہو سکتی ہے۔ شیطان کی یہ بات شرکین کے دلوں میں اتار دی اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ شرک کو چھوڑو اللہ کی عبادت کر دو تو وہ بھی جواب دیتے ہیں کہ ہم تو ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیں گے جو ہمیں فرشتوں کو، جنات کو جو ان کو پہنچتی ہیں اور ان کے علاوہ جو قبرست ہیں، یہی بات کہتے ہیں کہ ہم ہر ان کی قبروں کا کھجور کرتے ہیں اور ان کی نمازیں دیتے ہیں یہ کہتی تو حید کے خلاف نہیں یہ قبر والے اللہ تعالیٰ کے بارگاہ میں



میں نہ ایسا پرہیزگارتہ ہے۔

بعض مفسرین غلط فہم (یہ ساری تخلیق نہیں اور جبریل میں ہوتی ہے) ایک اور جبری ماں کے بیٹے کی "دوسری رحمہ کی تیسری اس جلی کی جس میں بچہ پیدا ہوا ہے" ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور علم کامل پر دلالت کرتا ہے فَلْيَحْكُمْ اللَّهُ رَأْيَكُمْ (یہ جاننا تمہارا رب) لَهُ التَّكْلُفُ (اسی کی سلطنت ہے) أَلَا إِنَّهُ أَقْوَمُ (اس کے سوا کوئی معبود نہیں) يُخْلِصُ عُقْلُونَ (سو تم کہاں بھاگے جا رہے ہو) حق چھوڑ کر باطل کی طرف رخ کر کے ہو، مخالف کائنات میں گمراہی کی توحید سے منہ موڑ کر شرک میں جھکا رہے ہو جس سے تمہیں نہیں ہر ایک کفر میں ہیں پھر انہیں اس کی توحید سے منہ موڑ کر غیروں کو اپنی عبادت سمجھنا کیا یہ تمہاری عبادت نہیں ہے؟

**إِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ وَلَا**

اگر تم کفر کرو گا کہ وہ غنی ہے تم سے ہے اور اللہ اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند نہیں فرماتا اور اگر تم شکر کرو گے تو اس کو تمہارے لئے پسند فرماتا ہے اور

**كَذِبُوا وَيَرْبُّهُمْ أُنْصُرِي ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ فَأَنْزِعُكُم مِّنْهَا كَيْتَبُكُمْ تَعْمَلُونَ ۚ**

کوئی بوجھ بھانسنے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، پھر تمہیں اپنے رب کی طرف لوٹ جانا ہے اور وہ تمہیں تمہارے سب اعمال جزا دے گا۔

**إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝**

بے شک وہ سب کچھ جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے کفر سے راضی نہیں شکر سے محبوب ہے

گزشتہ آیات میں توحید کی دعوت تھی اور شرک اور کفر اختیار کر لینا ان کی عبادت اور مخالفت جان فرمائی تھی۔ اگر کسی کو یہ دیم اور دوسرے ہو کر اللہ تعالیٰ کو ہمارے معبود ہونے کی یا اپنی عبادت کرنے کی ضرورت ہے تو اس دیم اور دوسرے کو اور فرما، یا اگر تم کفر اختیار کرنا اور اسی پر چلے ہو تو اللہ تعالیٰ کے کلمات میں کوئی کمی نہیں آئے گی اور تم سے بے نیاز ہے۔ تمہارا ماں جتنہ نہیں ہے، لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ وہ اپنے بندوں کے کفر سے راضی ہے یا کوئی شخص کا کفر ہو گا تو وہ اس کے کفر کی مراد ہے گا۔ اور اگر تم شکر کرو گے اس پر ایمان لاؤ گے اس کی توحید کے قائل ہو گے اور اس سے مانو گے تو وہ اس کی قدر دانی فرمائے گا جس پر انعامات دے گا کفر میں تمہارا اسی نقصان ہے اور ایمان لانے میں تمہارا ہی منافع ہے۔

اور یہ جو تم کفر اختیار کرتے ہو اپنے سرداروں کے بھگوانے میں آتے ہو اس بار سے میں نہ کچھ لینا کہ ہمارے کفر کو بدلان ہی لوگوں پر نہ سے گا اور ہمارا سوا اللہ نہ ہو گا اس بات کو واضح کرنے کے لئے فرمایا لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَلَا لِلنَّجْمِ وَلَا لِلْأَشْجَارِ وَلَا لِلْأَنْصَارِ وَلَا لِلْأَنْصَارِ وَلَا لِلْأَنْصَارِ (کوئی جان کسی کا بوجھ نہ بھانسنے کی بوجھ نہیں کما ہے کفر کی مراد ہی عذاب کی صورت میں سمجھنی ہوگی۔

اور یہ بھی کچھ لینا چاہیے کہ تمہیں اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور تمہارے اعمال سے آگاہ فرما دے گا۔ کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ میرے اعمال کی خوشی نہ ہوگی یا یہ کہ میرے اعمال اور میں آکر معبود ہو جائیں گے تو کیا مگر بیش ہوں گے، بات یہ ہے کہ جس نے پیدا فرمایا ہے جان دی ہے اسے تمہارا ہے سب کا اس کا علم ہے اور نہ صرف ظاہری اعمال کا علم ہے بلکہ دلوں کی باتوں تک کا علم ہے اور

تھیں تیار سے اور جہاد سے گاکرم نے یہ اعمال کئے ہیں بلکہ انوں کی باتوں تک کا سے علم ہے وہ تمہیں بتا دے گا اور جہاد سے گاکرم نے یہ یہ اعمال کئے ہیں لہذا وہاں کی قاضی کے لئے تیار ہو جائیوں اور وہاں اعمال صالحہ اختیار کرو۔

وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضَرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا

اور انسان کو جب کوئی تکلیف پہنچے تو اپنے رب کو پکارے گا، نہ گناہ ہے اس کی طرف توجہ نہ کرے بلکہ سب دوائے الہی طرف سے کوئی نعمت عطا فرمادے ہے تو وہ اس

كَانَ يَدْعُوهُ إِلَىٰ مَوْلَىٰهِ وَيَجْعَلُ لِلَّهِ انْتِدَاءً لِّيُحْضَرَ عَنْ سَيِّئِهِ • قُلْ تَتَّبِعْ بِكُفْرِكَ

بات کو بھول جاتا ہے اس کے لئے پہلے پکارا تھا اور اللہ کے لئے توجہ نہ کر کے گناہ کی راہ سے گرا کر آئے آپ فرمادے ہیں کہ اپنے کفر کے

وَلِيلًا • إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ أَنتَ هُوَ قَائِلُ أَتَاءَ النَّارِ سَاجِدًا وَ

روز کو بھول کر اساتذہ حاصل کر لے گا قیامت روز ان لوگوں میں سے ہے۔ کیا وہ کبھی جہاد کے اوقات میں جہاد میں لگا جاتا ہے حالت تہجد میں اور

قَابًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُوا نِعْمَةَ رَبِّهِمْ • قُلْ مَلِ يَسْعَى الَّذِينَ يَكْفُرُونَ وَالَّذِينَ

حالت قیام میں آخرت سے ڈرتے ہیں اور اپنے رب کے رحمت کا امید اور ہے آپ فرمادے ہیں کہ یہ لوگ کفر میں جہاد سے ڈالتے ہیں اور جہاد سے

لَا يَعْمَلُونَ • إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ ﴿۳۹﴾

نہیں کرتے بلکہ اصل غلغلہ اسے ہی سمجھتے حاصل کرتے ہیں۔

تکلیف پہنچتی ہے تو انسان اپنے رب کو توجہ کے ساتھ پکارتا ہے اور

نعمت کے زمانہ میں دعاؤں کو بھول جاتا ہے

یہ وہ آدمیوں کا ترجمہ ہے پہلی آیت میں انسان کا حیران کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب اسے تکلیف پہنچ جائے تو اپنے رب کی طرف

رجوع کر کے پکارنا شروع کرتا ہے۔ دعا پر دعا کرتا جاتا ہے دوسرے معبودوں سے اور بتائے ان سب کو کہ بھول جاتا ہے اور

خاص اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ ان معبودوں سے کوئی فائدہ پہنچنے والا نہیں بلکہ جب اللہ تعالیٰ اپنی

طرف سے نعمت عطا فرماتا ہے تو اس حاجت و ضرورت کو بھول جاتا ہے اس کے لئے پہلے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی اور صرف یہی نہیں

بلکہ اللہ تعالیٰ کے لئے شریک گویا کر دیتا ہے۔ اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے اور اللہ کی راہ سے جاتا ہے سارا

انکسوت میں فرمایا۔ فَلَمَّا لَوْ كَفُّوا إِلَى السَّمَاءِ دَعَوْا إِلَهُ خَلَائِفَتِهِمْ فَلِئَلَّا يَخْلِفُوهُمُ إِلَٰهٌ غَيْرُهُمْ يُنَسِّرُهُمُ

یہ مخلوق اپنے اپنے معبودوں کو کہتے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے تو ان کو اللہ تعالیٰ کے اللہ ہی کو پکارنے لگتے

ہیں بلکہ جب وہ انہیں تنگی کی طرف نہات دے دیتا ہے تو اپنا تک اور ترک کرتے لگتے ہیں تاکہ ان نعمتوں کی یاد دہانی کریں جو ہم نے

انہیں دی ہیں تاکہ نفع حاصل کر لیں اور شریک جان لیں گے۔

اور شاندار باقی قُلْ تَتَّبِعْ بِكُفْرِكَ قَابًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُوا نِعْمَةَ رَبِّهِمْ • قُلْ مَلِ يَسْعَى الَّذِينَ يَكْفُرُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْمَلُونَ • إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ ﴿۳۹﴾



خَلَقُوا۔ (یہ شک تو دوزخ والوں میں سے ہے) اس میں ہیں لوگوں کا بھی فرمادی جو کفر کو اس لئے نہیں چھوڑتے کہ اس سے دنیا کے قتل اور کثیر فرما دیا اور صالح راہت ہوئے ہیں کوئی اللہ کی کبریٰ کی وجہ سے نہ مار کوئی جاننا باقی رکھنے کیلئے اور کوئی اعزاز و احترام کے تحققات کے پیش نظر کفر سے بھا ہوا ہے یہ نہیں سمجھتے کہ یہ دنیا کا تمیز و اسلاف ہے دوزخ کی آگ بہت بڑا عذاب ہے۔ اگر کسی سے چلن کہا جائے کہ دنیا والی آگ کو پانی صاف نہاتو میں نے دھواں کے عوض بدشاہان و بڑے بہت سے ہا گیر دار ہیں چار قرأت کی گواہی نہیں کر سکتا اور عذاب بات ہے کہ دوزخ کے دانی عذاب کے لئے چار ہیں اور حقیر دنیا کا نقصان گوارا نہیں جو تھوڑی بدشاہان و بڑے کے لئے ہے اگر چند کھٹے میں بہت زیادہ عظیم ہوتی ہو۔

صالحین کی صفات ..... دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس طرح بات گزرا کہ اس کو اللہ کی عبادت میں لگا ہوا ہے کبھی عہد میں ہے کبھی کھڑا ہوا ہے جو آخرت کے مواضع سے ڈرتا ہے۔ اور اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہے کیا یہ شخص اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جو کافر ہو گیا ہو میں لگا ہوا ہو (یہ بطور استعظام لکھاری ہے) مطلب یہ ہے کہ عبادت گزار شخص جو باتوں بات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتا ہے جو آخرت سے ڈرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہے یہ شخص اور اللہ تعالیٰ کا فرمان کار بند و بار نہیں ہو سکتے۔ بلکہ مومن صالح اور مسلم کا حق بھی برابر نہیں ہو سکتے جیسا کہ سورہ میں فرمایا۔ اَمَّا فَخَفِلَ الْبَلِیْنُ اَلْاَوْفُوْا عَلَیْہِمْ اَلْعَذَابُ کَمَا لَیْسَ بِمُؤْمِنِیْنَ لَیْسَ اَلْاَوْفُوْا اَمَّا فَخَفِلَ الْمُطْلِقِیْنَ کَمَا لَیْسَ بِمُؤْمِنِیْنَ۔

فرمایا اَمَّا فَخَفِلَ الْمُطْلِقِیْنَ اَلْاَوْفُوْا اَمَّا فَخَفِلَ الْمُطْلِقِیْنَ (آپ فرمادینے کیا جانے والے اور علم برابر ہو سکتے ہیں؟) یعنی برابر نہیں ہو سکتے۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اہل علم ہیں جن کے علم نے انہیں ایمان کی روشنی دکھائی ہے جس کی وجہ سے انہوں نے ایمان قبول کیا اور عبادت میں لگے اور جو لوگ جاہل ہیں اللہ تعالیٰ کی قہر کو نہیں جانتے یہ وہی طریقہ و راہ نہیں ہو سکتے جو مکمل حم کے برابر ہے نہ جاہل عالم کے برابر ہے نہ ہونہ دونوں کا مرتبہ برابر ہے۔ جب قیامت کے دن حاضر ہوں گے تو اہل علم صحابہ ایمان جنت میں اور اہل کفر دوزخ میں بھیج دیے جائیں گے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (جو لوگ عقل والے ہیں وہی بصیرت حاصل کرتے ہیں) جن لوگوں کو عقل نہیں یا عقل ہے یا اعتدال کرتے ہیں وہ لوگ بصیرت حاصل نہیں کرتے قرآن سننے پر قرآن کی رحمت اور انکی تعلیمات پر ایمان نہیں لاتے۔ یہ شراہلی ایسے ہیں جو دنیاوی کاموں میں بہت آگے کے ہیں یعنی عقلی معاشیات اور کمال کرتے ہیں انسان کی ترقی کے لئے بہت بکھڑے ہیں جس طرح کی مشینری مارکیٹ میں لاتے ہیں ماسخ اور مغربی کی بازی ہادی باقی کرتے ہیں لیکن کافر و مشرک ہیں اپنے خالق کو نہیں پہچانتے بہت سے لوگ تو خالق تعالیٰ شانہ کے وجود کو نہیں مانتے اور جو مانتے ہیں وہ مشرک ہیں اس کے لئے اور ابھی گواہ کرتے ہیں اور غیر اللہ کی عبادت بھی کرتے ہیں یہ عقلی بیکار ہے ایسے لوگوں کے عقل پر ہرگز نہ ہونے میں ایسی عقل کا کیا فائدہ جو دوزخ میں لے جائے۔

فرمایا تہجیر کی فضیلت ..... آیت کریمہ سے فرمایا تہجیر کی فضیلت معلوم ہوئی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فرض نمازوں کے بعد افضل ترین نماز وہ نماز ہے جو رات کے دو پہلی صبح میں پڑھی جائے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۰۸) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے اشراف (یعنی شراہ والے) اور لوگ ہیں جو عاقلین قرآن ہیں اور انہوں کو کلمہ میں پڑھتے والے ہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۱۰۸) حضرت علیہ و رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازوں میں اتنا قیام فرمایا کہ آگے اگلے پچھلے سب کو کہہ کر اٹھائے ہیں



ذَٰلِكَ يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِ عِبَادَهُ ۚ يَعْبَادُ ۚ فَالَّذِينَ بَخِلُوا بِأَمْثَالِ الْكَافُورِ أَنْ يُعْبُدُوهَُا

اور یہ ہے کہ اللہ اپنے عباد کو اس طرح سے ڈراتا ہے کہ وہ اس سے ڈر کر اس کی عبادت کریں

وَأَنَّا بِنَا إِلَى اللَّهِ لَهُمُ الْبُشْرَى ۚ فَيُعْزِزُ عِبَادَهُ ۚ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ

اور ہم ان کو اللہ کی طرف سے خوشخبری دیتے ہیں کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے عذاب ہے اور ان کو اللہ کی طرف سے عذاب ہے

أَحْسَنَهُ ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَىٰ اللَّهُ ۚ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَٰكِبٌ ۚ فَالَّذِينَ هَدَىٰ اللَّهُ ۚ فَلَهُمُ الْآفَاقُ ۚ فَالَّذِينَ هَدَىٰ اللَّهُ ۚ

اللہ نے ان کو سب سے بہتر کی طرف سے ہدایت دی ہے اور ان کو اللہ کی طرف سے عذاب ہے اور ان کو اللہ کی طرف سے عذاب ہے

الْعَذَابِ ۚ أَفَأَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ۚ لَكِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ

عذاب ہے اور ان کو اللہ کی طرف سے عذاب ہے اور ان کو اللہ کی طرف سے عذاب ہے اور ان کو اللہ کی طرف سے عذاب ہے

مَبْنِيَّةٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ وَعَدَ اللَّهُ ۚ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ ۚ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ

سمان سے پانی اور ان کو اللہ کی طرف سے عذاب ہے اور ان کو اللہ کی طرف سے عذاب ہے اور ان کو اللہ کی طرف سے عذاب ہے

السَّمَاءِ مَاءً ۚ فَسَلَكَهُ يَنَابِيعٌ فِي الْأَرْضِ ۚ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهِيجُ ۚ فَتَوَلَّى

وہ پانی زمین پر اور ان کو اللہ کی طرف سے عذاب ہے اور ان کو اللہ کی طرف سے عذاب ہے اور ان کو اللہ کی طرف سے عذاب ہے

مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَٰلِكُنَّ لِرُءُوسِ الْأَلْبَابِ ۚ

اور ان کو اللہ کی طرف سے عذاب ہے اور ان کو اللہ کی طرف سے عذاب ہے اور ان کو اللہ کی طرف سے عذاب ہے

اللہ سے ڈرنے اور خالص اس کی عبادت کرنے کا حکم

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو متعدد باتوں کا احکام دیا ہے اور ان کو اللہ کی طرف سے عذاب ہے

مومنوں کے لئے اور ان کو اللہ کی طرف سے عذاب ہے اور ان کو اللہ کی طرف سے عذاب ہے اور ان کو اللہ کی طرف سے عذاب ہے

مخلص اہل اسلام اور ان کو اللہ کی طرف سے عذاب ہے اور ان کو اللہ کی طرف سے عذاب ہے اور ان کو اللہ کی طرف سے عذاب ہے

اور اللہ تعالیٰ اپنے حساب کے مطابق ان کو عذاب دے گا اور ان کو اللہ کی طرف سے عذاب ہے اور ان کو اللہ کی طرف سے عذاب ہے

اس میں یہ بیان فرمایا کہ جو کوئی ایسی جگہ چاہے جہاں کا رعبہ اور بے امنی ہے اور ان کو اللہ کی طرف سے عذاب ہے

اہل اسلام کو اللہ کی طرف سے عذاب ہے اور ان کو اللہ کی طرف سے عذاب ہے اور ان کو اللہ کی طرف سے عذاب ہے

اسلام پر عمل کر سکا اور اللہ کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میں یہاں سے کہیں جاؤں صحت و سلامت کے لئے اور ان کو اللہ کی طرف سے عذاب ہے

کی محبت کے پیش نظر نکل کر اور ان کو اللہ تعالیٰ بہت ہی کھل جانے کی وجہ سے ان کو اللہ کی طرف سے عذاب ہے اور ان کو اللہ کی طرف سے عذاب ہے

نہجہ جسی الاوضاع فوافعاً کثیراً وامتعة (اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرے گا تو اس کو اللہ نے زمین پر جانے کی بہت جگہ

ملنے کی اور بہت مختصر نکل)

دوم..... یہ حکم یا کہ آپ اعلان فرمادیں کہ مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی مہارت کے اس خاص ہی کی مہارت میں مشغول رہوں اور مجھے یہ بھی حکم ہوا ہے کہ مسلمانوں میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ چونکہ یہ امت آفری ہے اور آپ آفری ہی ہیں لہذا آپ اس آفری امت میں سب سے پہلے مسلمان ہیں جیسے دیگر تمام مسلمانوں کا اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل ہی ہونا لازم ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا دین پیش کرنے والے پہلی ان احکام کی فرمائیں برادری لازم ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انکی ذات سے متعلق ہیں اس اعلان میں یہ بتا دیا کہ جس بھی اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اور فرماں بردار ہوں اور صرف دوسروں ہی کو ایمان کی دعوت نہیں دیتا خود بھی مومن ہوں اور احکام پر عمل کر رہوں معلوم ہوا کہ یہ وہابی کو اپنی دعوت پر خود بھی عمل ہی ہونا لازم ہے۔

تیسرا..... حکم یہ دیا کہ آپ فرما دیجئے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو بدھن کے خطاب کا خوف رکھتا ہوں (انبیاء و کرام طہیم باصلہ) و السلام کہ وہ نافرمان نہیں ہوتے تھے بلکہ فرض یہ اعلان کر دیا کہ میں خود نافرمانی کے منہ کاغذ سے ڈرتا ہوں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا سوال ہوں لہذا دیگر افراد کو کہہ دیا وہ خوف زدہ ہونے اور منہ کاغذ سے ڈرنے کی ضرورت ہے۔

چوتھا..... حکم یہ دیا کہ آپ لوگوں سے فرمادیں کہ دیکھو میں تو خاص اللہ تعالیٰ کی مہارت کرتا ہوں (اور تمہیں بھی اسی کی دعوت دیتا ہوں) تم میری دعوت قبول نہیں کرتے تو تم جہان کا چھوڑ کر جس کی چاہو مہارت کرو لیکن اس کا انجام برا ہوگا۔

پانچویں..... حکم میں فرمایا کہ آپ فرما دیجئے اصل شہادہ الے وہ ہیں جو قیامت کے دن اپنی جانوں اور اپنی اہل و عیال کی طرف سے شہادہ میں پڑیں گے۔ یعنی اس کفر و شرک کے بدل میں قیامت کے دن جواہلکا ہوگا وہ سخت شہادہ کی صورت میں سامنے آئے گا۔ اس دن کا شہادہ معمولی نہ ہوگا۔ اس دن اپنی اس جان کو کوئی نفع نہ پہنچا سکیں گے۔ اور نہ خطاب سے بچا سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم جلتا ہوگا اور رخ میں اہل ہوں گے۔ فرشتے خطاب دیں گے۔ اور جن لوگوں کو انہوں نے کفر و شرک پر ڈالا یعنی ان کے اہل و عیال اور دوسرے لوگ جو احباب کرنا والے تھے وہ بھی ان کے کندہ ہیں گے۔ وہ جب دنیا میں کفر و شرک پر ڈال کر اپنی جانوں کا کاس نکھو یا تو اپنی جانوں سے بھی گئے اور انکی جانوں سے بھی نکلا۔ ذلک هو البخسۃ النفسین۔ (خبردار خوب سمجھو کہ یہ واضح نکلا ہوا شہادہ ہے)

اس کے بعد ان کے خطاب کی کچھ تفصیل بیان فرمائی اور وہ یہ کہ انکے ہر آگ کے شعلے ہوں گے اور نیچے بھی آگ کے ان شعلوں کو ظنن سے تعبیر فرمایا جو ظنن کی جمع ہے ظنن سا زبان کو کہا جاتا ہے۔

علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ یہ ایسی ہے جیسے سورۃ اعراف میں فرمایا: الھنم من جھنم مہبطا ومن فوقھنم غواض اور سورۃ العنکبوت میں فرمایا: یوم یثقلھنم الغماض من فوقھنم ومن تحت لزانھنم نیچے بھی آگ ہوگی اور اوپر بھی اور پے سے بھی نہیں گے اور نیچے سے بھی مٹا کٹ نیچے کے ستر کو ظنن سے تعبیر فرمایا بلکہ صاحب الروح و تسمیہا ظلال من باب المشاکل۔

ذلک یخوف اللہ بہ عبادہ (یہ وحش ہے جس کے ذریعہ اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے) لیعذبوا فلقنوا (اسے میرے بندہ تم مجھ سے ڈرو) میری ناراضگی کے کام نہ کرو بلکہ صاحب الروح ولا تضر عوالمنا یوجب سخطی۔

اس کے بعد ان حضرات کی طرف فرمائی جو کفر و شرک سے بچنے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ ادشافرما یؤی البفسین البفسن العاکلوت ان یغفلوا وانا نوا الی اللہ الھنم البفسی۔ (اور جن لوگوں نے اس بات سے پرہیز کیا کہ شیطان کی مہارت کریں اور اللہ کی طرف متوجہ ہوئے انکے لئے عذاب آفری ہے الکافط عذاب سے غفلت کے دن پر ہے) بلکہ صاحب روح العالی انکی اصل







ذکر تھا ہوا سکھ کی کشتاہت اور حق تعالیٰ کا نام نہ لینے سے۔ یا ایک سوال ہے جس کا جواب آسان ہے سب جانتے ہیں۔

سورۃ انعام میں فرمایا ہے۔ **فَمَنْ أَمَرُوا اللَّهَ أَنْ يُقَدِّمَهُ يَنْفَرُ خَاضِعًا لِّلَّهِ سَلَامًا وَمَنْ أَمَرُوا أَنْ يَجْعَلَ خَضِعًا خَاضِعًا كَمَا تَجْعَلُ فِي السَّمَاءِ فَتُجْعَلُ لِلَّهِ الْفَرْجُ عَلَى الْيَقِينِ لَا يُوَفِّيُونَ** (سو جس شخص کا اللہ تعالیٰ ہدایت پر راہنما چاہتا ہے اس کے لیے کہ اسلام کیلئے کھول دیتا ہے اور جس کو کہہ دے کہ اس کا چاہتا ہے اس کے لیے کہ گمراہی کر دیتا ہے جیسے کوئی آسمان میں چڑھتا ہو اسی طرح اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں پر پھٹکارا دے گا)۔

شرح صدر کی دو نشانیاں ..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کر دیا۔ **فَمَنْ أَمَرُوا اللَّهَ أَنْ يُقَدِّمَهُ يَنْفَرُ خَاضِعًا لِّلَّهِ سَلَامًا** فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ وہ شہد اور سید میں داخل ہو جاتا ہے تو سید مکمل جاتا ہے عرض کیا کیا یہاں رسول اللہ کی کوئی نشانیاں ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں انکی پھٹی ہوا ہر وہ کہ دار العروہ (دھوکے کے گھر یعنی دنیا) سے دور رہے اور دار العلود (پھٹکی کے گھر یعنی جنت) کی طرف رجوع ہو گئے ایسے احوال کہ یہ ہے جو دخول جنت کا درجہ ہیں جائیں اور ایک نشانیاں یہ ہے کہ موت آنے سے پہلے اس کے لئے تیار کر لے۔ (ملک و طحاوی ص ۳۹)

حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اسلام کے لئے شرح صدر ہو جانے کی یہ نشانیاں ہے کہ دار العروہ سے بچے اور دار العلود یعنی آخرت کی طرف متوجہ رہے اور موت کیلئے تیار کر دے۔

سورۃ زمر کی آیت میں شرح صدر اہل بات جان کرنے کے بعد فرمایا **فَوَيْلٌ لِلْكَافِرِينَ مِنْ غَضَبِ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ** (سو جن لوگوں کے دل اللہ کے ذکر کی جانب سے غفلت ہیں یعنی اللہ کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتے اور اس کے لئے نرم ہوتے ان کے لئے بڑی برائی ہے یہ لوگ بھی گمراہی میں ہیں) اس سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں کے دل میں اسلام کے لئے شرح صدر نہیں ہو جاتا ان کے دل ایسے غفلت ہوتے ہیں کہ اللہ کی یاد میں لگتا اور اللہ کا ذکر کرتا نہیں شاقی کرتا ہے اس کے دلوں کی حقانی نہیں اللہ کی یاد میں نہیں لگتا نہ حق اور حقیقت اللہ کا ذکر بڑی غفلت ہے۔ مبارک رہے ہی اس میں لگتے ہیں اور اس میں اللہ سے محبت کرتے ہیں اور کڑے ذکر کی خصوصیت خدا میں جاتی ہے۔

ذکر اللہ کی خصوصیات اور اہمیت ..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے ذکر کے علاوہ زیادہ اہمیت والا کوئی چیز نہیں کہ اللہ کے علاوہ زیادہ اہمیت والا کوئی حق کا سبب بن جاتا ہے اور وہ شہ لوگوں میں اللہ سے سب سے زیادہ اور ہی شخص ہے جس کا دل غفلت ہے۔ (روایا ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! دین کی باتیں تو بہت ہیں (ان سب پر گہوئی مشیت سے عمل کرنا دیکھو وہاں معلوم ہو رہا ہے) (کیونکہ غفلت والے احوال اس قدر ہیں کہ گھٹ سے ان سب پر عمل نہیں ہو سکتا) لہذا آپ مجھے ایسی چیز بتائیے کہ میں اسے پکڑ سکوں آپ نے فرمایا کہ حیرانی بان ہر وقت اللہ کی یاد میں رہے۔ (روایا ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک اسرائیلی (اریات کہہ رہے) والے نے سوال کیا یا رسول اللہ! تمام احوال میں افضل کونساں ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ کہ وہاں سے اس حال میں جدا ہو کہ تیری زبان اللہ کی یاد سے تر رہے۔ (روایا ترمذی)





ہے) کہے اولین مخالفین اہل عرب کہتے اور جانتے ہیں اور انکی قصاصت اور باطلت سے کبھی واقف ہیں) تیسری بات یہ بیان فرمائی کہ قرآن مجید میں ذرا کبھی انکی نہیں ہے شاس میں عقلی دلائل سے نہ قصاصت میں اشتغال ہے نہ معنوی طور پر اس میں کوئی تداخل ہے آخر میں فرمایا **لَا يَغْلِبُهُمْ قَوْمٌ** تاکہ یہ لوگ قرآن کی تکذیب سے باز آئیں اور انھیں عمل شانہ کے خطاب اور پکار سے داریں اور اپنی جانوں کو اس سے بچائیں۔

مشرک و مومن کی مثال --- اس کے بعد مشرک اور مومن کی ایک مثال بیان فرمائی اور وہ یہ ہے کہ ایک غلام ہے اس میں کئی خیر و شرک ہیں اور وہ بد خلق بھی ہیں کچھ باتیں میں انکی بد خلقی کا مظاہرہ ہوتا رہتا ہے۔ ایک اس غلام کو اپنی طرف کھینچا ہے اور کہتا ہے کہ یہ میرے ماتحت رہے اور میری حق کام کرے اور دوسرا اور میری طرف کھینچا ہے اور اس سلسلہ میں ہر ایک بد خلقی کا اختیار کرتا ہے ہر صاحبوں کی بد خلقی کے لحاظ میں یہ حکام بحران رہتا ہے اور صاحبوں کے سامنے کی ہر بات اٹھتا رہتا ہے اور ایک غلام وہ ہے جو ایک ہی شخص کا غلام ہے اور اسے صرف ایک ہی شخص کی خدمت کرنی ہے ان دونوں غلاموں کی زندگی پر غور کرو ایک کی حیرانی اور پریشانی کو دیکھو اور دوسرے کی سادگی کو دیکھو اور ساتھ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں یا اس سے کچھ لوگ جس طرح یہ برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح سے مومن اور مشرک بھی برابر نہیں ہو سکتے مومن پر ایمان اور احد اور مجہد جتنی کا بندھن رہتا ہے اسی کی عبادت کرتا ہے اسی کی یاد میں مگر رہتا ہے برحمت اسی سے طلب کرتا ہے اور دوسرا شخص وہ ہے جس نے بہت سے مومن بنائے ہیں انکی بھی عبادت کرتا ہے اور اس کی بھی عبادت کرتا ہے انکے سامنے بھی سر جھکا رہتا ہے اور انکے سامنے بھی نہیں ہنسا کر رہتا ہے۔ مومن و مشرک میں اتنا تعلیم فرق ہے کہ مشرک اختیار کرنے والے ہر پانچ گناہ ہیں اور ہر پانچ گناہ بھی ہیں۔

**الْحَسَنَةُ** سب قریب اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہدایت دہل فرمائی اور قریب اللہ کی رحمت دی اور مشرکوں کی مکرر ہی اور رحمت سے آگاہ فرمایا۔

**قُلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ** (بلکہ میں) اکثر وہ لوگ ہیں جو نہیں جانتے) حق اور باحق میں تمیز کرنا ہی نہیں چاہیے۔

قوله تعالى **أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ** قال المرحب في مفرداته الشكس: السبب الخلق وقوله شركاء معشاكسون أي معشاكس جرون لشكاسة غلظهم. قال صاحب الروح والمعنى ضرب الله تعالى مثلا للمشرك حسبا يفتقد اليه ملعبه من ادعاء كل من عبودية عبوديته عبدا يشترك فيه جماعة معشاكس جرون لشكاسة غلظهم وسوء طبائهم يتجاذبون ويتعاضدون في مهماتهم المتبادلة في تحيرة وتوزع قلبه۔

(اللہ تعالیٰ کا ارشاد امتشاکسون "اس کے بارے میں امام راغب اپنی کتاب مفردات القرآن میں لکھتے ہیں "الشكس" کا معنی ہے بد خلق اور اللہ تعالیٰ کے قول "أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ" کا معنی ہے مشرک اور باحق میں تمیز کرنا ہی نہیں چاہیے)۔

تفسیر روح المعانی کے مصنف لکھتے ہیں اس کا معنی مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مشرک کی مثال بیان فرمائی ہے کہ مشرک کو وہب اس کا مذہب اپنے مومنوں میں سے ہر ایک کی عبادت کی رحمت دیتا ہے تو اس کی حیرانی اور بے عقلی کی حالت کی مثال اس غلام کی ہے جس کی حکایت میں ایک گروہ ایک دوسرے کے ساتھ اپنی بد خلقی کی وجہ سے لڑتا رہتا ہے ہر ایک غلام کو اپنی طرف کھینچا رہا اور ہر کوئی دوسرے کے کام سے غلب اپنے کام میں اشتغال کرنا چاہتا ہے)۔

آخر میں فرمایا **فَبِمَا قَسَمَ لَكُمْ تَقُوتُ** (بہشت آپ مرنے والے ہیں اور بد بخت یہ لوگ بھی مرنے والے ہیں)۔

مطلب یہ ہے کہ آپ صغریٰ کے بارے میں ممکن نہ ہیں یہ لوگ دنیا میں آپ کی بات نہیں مانتے قیامت کے دن فیصلہ ہو جائے گا اہل ایمان جسے میں اور اہل کفر و زندقہ میں ہو گئے جبرائیلؑ کا سکھانا بات میں جان لرایا۔

تفسیر جلالین میں لکھا ہے کہ اہل کفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا انتظار کرتے تھے اور یہیں کہتے تھے کہ اس شخص کو موت آجائے تو ہماری جان چھت جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خطاب کر کے فرمایا کہ آپ بھی وفات پانے والے ہیں اور ان لوگوں کو بھی مرنا ہے۔ نہایت خوب کوئی جہا ہے کہ یہ لوگ نہ مرتے تو آپ کی وفات ہو جانے سے ان کی جان چھوت جاتی۔

سورۃ النجم میں فرمایا اَلَّذِیْنَ قَبِلْتُ فَهُمُ الْخَالِدُونَ (اُن کو ان کی وفات ہو جائے گی تو کیا یہ ہمیشہ ہیں گے ان کو بھی مرنا ہے اور قیامت بھی ہوتی ہے۔

### قیامت کے دن اوجہ اور اختصاص

فَمَنْ يَكْفُرْ فَبُذِيقْهُمُ النَّارَ لَبِئْسَ مَا يَكْفُرُونَ (پھر جس کی بات ہے کہ قیامت کے دن تم اپنے رب کے پاس پیش ہو کر دعا کرو، وہی دعا قبول ہو گئی) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کو پڑھتے رہے لیکن یہ کچھ میں نہیں آتا تھا کہ تم میں چھڑے کیوں ہو گئے۔ جبکہ یہی کتاب ایک ہے قبل ایک ہے حرم ایک ہے، نبی ایک ہے، (صلی اللہ علیہ وسلم) پھر رب ہم میں آپس میں کُل اہل ایمان کو سمجھ میں آ گیا کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (مشکوٰۃ مستدرک حاکم)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی جنگ صفین کے موقع پر ہم آپس میں ایک دوسرے پر ملتا اور ہم نے اس وقت ہم نے کہا کہ یہ آیت ہمارے بارے میں ہے۔ (در منثور)

حضرت ابن عمر و حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما نے اپنے زمانہ میں ایک دوسرے پر ملتا اور ہونے کو آیت شریفہ کا مصداق قرار دیا۔ لیکن اتفاقاً کہ ہم میں سب بخیر ہوں کوشال ہے جو قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے اور بارگاہ خداوندی میں پیش ہوں گے۔ حضرت عتبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن جو لوگ چھڑے کے درمیں گئے ان میں سب سے پہلے وہ چڑھیں ہوں گے۔ (مشکوٰۃ لمصابیح ۱۳۵) جس کا جو حق ہوا کیا ہوگا اپنے حق کے لئے بھڑکا کرے گا۔

رحمت امیر دین دار بادشاہ پر ویزی کرے گی، مہل حق رکھنے والوں پر اصحاب حقوقی دوازی کریں گے مظلوم عالم سے اپنا حق طلب کرے گا جن کے قرضے تھے اور قرضے طلب کریں گے جن کی قیمت کی قچی یا جن پر رحمت دہری قچی وہ بھی دعا کی بن کر کھڑے ہو جائیں گے اس مضمون میں تفصیل بہت ہے جاننے والے جانتے بھی ہیں بہر حال اگر ہاں دعا علی علیہ ہونے سے چنا ہے تو کسی بندے کا کوئی حق نہ کہنا تھا۔

## (پارہ نمبر ۳۳)

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَّبَ بِالْحَقِّ إِذْ جَاءَهُ - وَالَّذِينَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ ۝

اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور حق کو جھوٹا یا جھوٹا کہا اور اس کے پاس آیا کیا اور اس میں کافروں کا ٹھکانہ نہیں ہے۔

وَالَّذِينَ جَاءُوا بِالْحَقِّ وَصَدَّقُوا بِمَا أُوتُوا - وَالَّذِينَ هُمْ يُكْفَرُونَ ۝ لَّهُمْ مَا يَشَاءُونَ وَعِنْدَهُمْ جَزَاؤُكَ جَزَاءً

اور جو حق آیا اور تصدیق کی یہ وہ لوگ ہیں جو حق میں سے ان کے دلوں کے دلوں سے باندھ دی ہے جو وہ چاہتے ہیں وہ ہے اللہ

الْمُخْسِرِينَ ۝ لِيَكْفُرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا وَيَجْزِيَهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

کافروں کرنے والوں کا جو اللہ ان کے لئے اس کا کفو کرے اور انہیں ان اعمال کا دھوکے سے ایسا دے کہ وہ انہیں کھاتے تھے۔

## جھوٹوں سے بڑھ کر ظالم کون ہے؟

مذکورہ آیات میں منہجین موعود ہیں اور مشرکین موعود ہیں اور کافرین مکذبین کا ذکر ان آیات میں ہر دو طریق کا اہتمام کیا ہے۔

منہجین کے ارتداد سے اور کافروں کے کذاب سے باخبر کیا ہے لہذا بعض اظہار معنی کذب علی اللہ (سواں سے بڑھ کر کون

ظالم ہوگا۔ جو اللہ پر جھوٹ باندھے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف اس بات منسوب کرے جو اللہ تعالیٰ نے نہیں بتائی انہیں باتوں میں سے ایک یہ

ہے کہ مشرکین یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے شریک رکھ لئے ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے اولاد رکھ کر لی ہے۔ نیز مشرکین کا

یہ عزائم بھی ہے کہ سب کی رسم کام سے وہ کھانا تاج پہنے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا حکم دیا کھانا سورۃ الاعراف

فَلَقُوا وَحَدَّثَا عَنْهَا الْاَنبَا وَاللَّهُ امْرَاُهَا ظالم لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں یہ سب سے بڑھ کر

ظالم کی سرگرمی بہت بڑی ہے۔

وَكُذِّبَ بِالضُّلُقِ مَا جَاءَهُ (اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو یہی بات کہتی قرآن کو جھوٹا دے دیکھ وہاں کے پاس آیا)۔

الَّذِينَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ (کیا اور اس میں کافروں کا ٹھکانہ نہیں ہے؟) (یہ اس کتاب میں تقریر کی ہے یعنی کافروں کا ٹھکانہ اور اس

میں ہے۔

اس کے بعد اہل ایمان کا حال آیا۔ وَالَّذِينَ جَاءُوا بِالْحَقِّ (اور جو حق بھی بات کرتے کرے اس کا موعود تمام انہما کر رہے ہیں اصلہ

والسلام اور یہ حضرات اللہ کے کام میں لگتی کھاتی کھاتی ہے ان سب کمال ہے وصدقہ یہ اور جس نے یہی بات کی تصدیق کی تو اذلت

هُمْ الْمُشْكَوُونَ (یہ لوگ جو بیز کرنے والے ہیں) شرک سے کھرتے اور انہوں سے بچے ہیں حضرت ان وہاں رضی اللہ عنہ سے منقول

بہ الصدق یہی بات ہے کہ لا الہ الا اللہ اور اللہ تعالیٰ جہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کرامی مراد ہے اے کی جڑ اپنی۔

لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ وَعِنْدَهُمْ جَزَاؤُكَ جَزَاءً (ان کے لئے اس کذب کے پاس وہ سب کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے) واذلت جزاء المخسرين (اور

یہ وہ ہے جو اللہ کے کام کو رکھتا ہو گا۔

لِيَكْفُرَ اللَّهُ عَنْهُمْ مَسْرَةً، لَقَدْ عَمِلُوا وَيَتَغَفَّرُ لَهُمْ أَنْفَرَهُمْ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿۵﴾ (اگر اللہ کے بے کاموں کا کفارہ کر دے اور انہیں ان اعمال کا ایسا حصہ سے اچھا جزو دے جو وہ کیا کرتے تھے یا یعنی اللہ تعالیٰ نے ان سے جو وعدہ فرمایا ہے اور ان کا انعام جو پہلے ہی سے اس دنیا میں عطا کیا ہے یا ایسا ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر یقین رکھتے ہوئے ایسا ہی حصہ کام کریں یا اگر اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے بموجب ان کے بے اعمال کا کفارہ فرمادے اور ان کے ایسے اعمال کا بدلہ دے۔ قال صاحب الروح اھو وعلمہ اللہ جمیع ما یلذہ وہ من زوال المضار وحصول المسار لیکفر عنهم بما ھو جب ذلک الوعد مسرۃ اللہ عملوا الخ

أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ، وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ، وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿۶﴾ وَمَنْ

کیا اللہ اپنے بندہ کو کافی نہیں ہے اور آپ کو اس سے اس کے سوا اور کوئی ہادی دینے والا نہیں ہے۔ اور جسے اللہ گمراہ کر دے اس کو کوئی ہادی دینے والا نہیں ہے۔

عَنْدِ اللَّهِ فَمَا لَهُ مِنْ مُصِلٍ، أَلَيْسَ اللَّهُ بِعَزِيزٍ ذِي انْتِقَامٍ ﴿۷﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ

اللہ جانے والا ہے اس کو کوئی گمراہ کر دے یا اللہ جانے والا ہے جو اپنے بندے کو گمراہ کر دے اور آپ ان سے سوال کرنے کو اس نے بھروسہ کیا ہے اور

وَالْأَرْضِ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ، قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضَرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ

خدا کی کوششیں ہیں کہ اللہ سے بچا جائے یا نہیں؟ کہ تم میں سے کون سے اللہ کے خلاف تھے؟ کہ اللہ کا ہر کام اللہ ہی کا ہے اور اللہ ہی کا ہے جو چاہے

ضَرٍّ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَتُ رَحْمَتِهِ، قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿۸﴾

تکلیف دہا کر دیتے ہیں یا نہیں؟ اللہ کے ہوتے تو اللہ کا ہونا ہے اور اللہ ہی کا ہے جو چاہے اور اللہ ہی کا ہے جو چاہے اور اللہ ہی کا ہے جو چاہے

قُلْ يَقَوْمِ اعْمَلُوا عَلَى مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ أَفَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿۹﴾ مَنْ يَلْتَمِسْ عَذَابَ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ

آپ نہ کہنے کا ہے کہ اللہ ہی کا ہے جو چاہے اور اللہ ہی کا ہے جو چاہے اور اللہ ہی کا ہے جو چاہے اور اللہ ہی کا ہے جو چاہے

عَذَابٌ مُعْتَمِدٌ ﴿۱۰﴾ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ، فَتَمَنَّ ائْتَدَى وَلْيَغْشِهِ، وَمَنْ ضَلَّ

اللہ ہی کا ہے جو چاہے اور اللہ ہی کا ہے جو چاہے اور اللہ ہی کا ہے جو چاہے اور اللہ ہی کا ہے جو چاہے

وَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهِمَا، وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ﴿۱۱﴾

سورۃ النور میں لکھا ہے کہ اللہ ہی کا ہے جو چاہے اور اللہ ہی کا ہے جو چاہے اور اللہ ہی کا ہے جو چاہے اور اللہ ہی کا ہے جو چاہے

بندہ کو اللہ کافی ہے، اللہ کے سوا تکلیف کو کوئی دور نہیں کر سکتا اور اس کی رحمت کو کوئی روک نہیں سکتا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شریکین کو توحید کی دعوت دیتے تھے تو وہ لوگ براہ راست تھے ایک دین میں سے ایک شخص نے کہا کہ دیکھو تم میرے پیروں کو برا کہنا چھوڑو ورنہ میں اپنے پیروں سے کہیں گے کہ تمہیں برا کہیں گے کہ تمہارے ہاتھ میں اس کا نام اللہ ہے۔









ہو۔ سے میرے ہر اقتباس طاری ہو جائے۔

یہی حال ہی ہندوؤں کے مشرکین کے جو مسلمانوں کو کفر کے طور پر جاننا شروع کیا تھا۔ ان کے کہنے کے مطابق مسلمانوں کی عقلیں کی پہلی سیڑھی تو ان کے اچھے نہیں تھی، بلکہ وہ ان کا دماغ ہی تھا۔ ان کے خیالوں کی بنیاد پر ان کے خیالوں کے جیسے جیسے وہ مسلمانوں کے خلاف ہونے لگے، ان کے خیالوں کے خلاف ہونے لگے۔ ان کے خیالوں کے خلاف ہونے لگے۔ ان کے خیالوں کے خلاف ہونے لگے۔

قال صاحب الروح: وقد رأينا كثيراً من الناس على نحو هذه الصفة التي وصفه الله تعالى بها المشركين يشقون لذكر أصوات يستغيثون بهم ويطلبون منهم ويطلبون من سماع حكايات كاذبة عنهم توافل هواهم تصفاد بهم إليهم ويخفون من يحكي لهم ذلك ويطلبون من ذكر الله تعالى وحده (أي أن قال)، وقد قلت يوماً لرجل يستغيث لي شدة بعض الأمراض ويأذي بالفلان الغشبي قلت له قل يا الله لقد قال سبحانه وإذا سألك عبادي عني فإني قريب أجيب دعوة الداع إذا دعان فطوبى لقلب منكبر على أوامري سمعت عن بعضهم أنه قال الولي أسرع أجابة من الله عز وجل هذا من الكفر بمكان نسال الله تعالى أن يعصمنا من الزلل والطغيان. (١١ ج ٢٣) صاحب دین الہادی کہتے ہیں کہ جن صفات اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی بیان کی ہیں ہم انکی صفات بہت سے احکام کے موافق اور ان میں بھی دیکھتے ہیں کہ وہ مردوں کی تہ کوئے خوش ہوتے ہیں ان سے مدد طلب کرتے ہیں مردوں یا گتھے ہیں اور ان کے بارے میں جھوٹی دیکھاتے ہیں کہ وہ میٹھے آجاتے ہیں اور جب خواہتا اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا ہے تو اس سے منقطع ہوتے ہیں۔ (آ کے حال کو فرماتے ہیں) میں نے ایک شخص سے جو کہ انکی کئی کھلی میں کسی مردی بشرے سے مدد مانگ رہا تھا اور کہہ رہا تھا اسے ٹھان میری دعا کر کہا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ پکار کس کا ارشاد ہے جب میرے بندے مجھ سے سوال کرتے ہیں تو میں ان کے قریب ہوتا ہوں (اور) پکارنے والوں کی پکار کو قبول کرتا ہوں۔ تو میری اس بات سے وہ داخل ہو گیا اور مجھے کسی نے بتایا کہ اس نے میرے بارے میں کہا کہ یہ تو ہالیا مانگ کا شکر ہے۔ اور میں نے ایک شخص کے بارے میں سنا کہ وہ کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ سے باز آؤ لی دعا کو قبول کرتے ہیں (انصار امانہ) اور یہ صریحاً کفر سے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہر قسم کی گمراہی سے محفوظ فرمائے۔

قُلِ اللَّهُمَّ فَاجِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَلِيمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِي مَا كَانُوا

آپ ان کے لئے خدا ہاں ہر چیز کے پروردگار کے لئے آپ سچا رہیں کہ وہ میں نے اپنے لئے ان کے لئے

فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٢٠﴾ وَلَوْ أَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَا فُتْدَ وَابٍ مِنْ

میں نے یہی منظور کرتے ہی اور جی لوگوں نے ظلم کی آگاہی کے لئے اس وقت ہزاروں میں سے ایک کے لئے یہی جہاد کیا تھا کہ یہ لوگ

سَوَاءٌ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۚ وَبَدَأَ لَهُمْ مِنْ اللَّهِ مَالٌ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ ﴿٥٠﴾ وَبَدَأَ لَهُمْ

وہ سب لوگوں کے دل میں رہے کہ ان کی طرف سے وہ کام جو اس شخص نے کیا ہے، اس کا ثمر یہ ہے کہ ان کے دل میں رہے۔

سَيَاتُ مَا كُتِبُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿١٠٠﴾ وَقَدْ أَمْسَ الْإِنْسَانُ ضُرُّ دَعَائِهِ ثُمَّ إِذَا

فصل اول کے نام پر جو کہ انھیں صریح طور پر اعلیٰ مرتبہ کا اساتذہ کی طرف سے دیا گیا ہے۔

قَوْلُهُ نَحْمُهُ بِمَا قَالَ إِنَّا أَوْثَقْنَا عَلَىٰ عِلْمِهِ إِبْلَ هِيَ فِتْنَةٌ وَلَكِنْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝

طرف سے لکھا ہے: "اچھے چہ ڈاؤں کرتا ہے کہ وہ ٹوٹے جہاز کی جہ سے ۵۰ ہے۔ بلکہ ۱۰۰ ہے کہ وہ آسمان پر نہیں رہی میں سے اکثر نہیں ہو سکتا۔"

قَدْ قَالَهَا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَبِمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٥٠﴾ فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا.

یہ کہانی ہے پچھلا کہیں سے کہا ہے کہ کوئی کرتے ہیں اسے انہی بھوکے لوگوں کو دینا یا اس بات سے جو اسے اہل کے چھان کا ہوا تھا کہ اس کی کیا۔

وَالَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ قَوْمِكَ لَا يَصْلِحُ لَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَلَا هُمْ يُنْفَعُونَ ﴿٥٠﴾ وَلَمْ يَخْلُقْنَا

اور ان میں سے جن لوگوں نے ظلم کی مقررہ انتہا نہیں دی، ان کے اعمال کا بدلہ بھی جانے کا وعدہ کیا جائے گا۔ اے انہیں جس چیز کی انتہا نہیں دی،

أَنَّ اللَّهَ يَبْطِطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٠﴾

کہ اتحادی کھیلو آج ہے جس کے لئے جاتے ہو رنگ کر دیا ہے۔ جس کیلئے ہم بے بدلی ہیں شریک ہیں میں ان کوں مجھے براہیان نہ لائے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خاص دعاء کی تلقین انسان کی بد خلقی اور بد حالی کا تذکرہ

یہ بات آپ کا ترجمہ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعین فرمائی کہ آپ ہیں دعا کریں **فَقُلْ هَاتُمُوا**

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَالشَّهَادَةُ أَنْ نَحْكُمَ بَيْنَ عِبَادِكَ إِنَّمَا كُنَّا لَكَ بِخَلْقِنَا ۝

اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا فرمانے والے فیض اور شہادہ کے جاننے والے آپ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ

لڑائی کے ان باتوں کے بارے میں ان میں اختلاف کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مکتبیں مجروحہ بنائیں اور خلیفہ پہنچانے اور غریبوں کے لئے آپ کو تعلیم دہانی کی۔

[illegible][illegible]

سنے میں طے پائیں گے۔

دوسری بات میں اس کا ذکر

اور ان کے علاوہ اور بھی اسی قدر بہت قیامت کے دن کے خطاب سے بچنے کے لئے اس سب کو جان کے بدلہ دینے کو تیار ہو جائے گا۔

سے انکی بد حالی معلوم ہوئی تھہ ہاں کسی کے پاس کچھ ہوگا نہ جان کا بدلہ ملے ہوگا۔ اَلَا تَقْبَلُ مِنْهَا عِلَّالٌ وَلَا تَنْفَعُهَا شِفَاعَةُ وَلَا غَمٌّ

مختصر روئے۔ (نہ کسی کی طرف سے کوئی معاوضہ لیا گیا ہے)۔ گلاہرنہ کسی کو کوئی۔ سفارش منہجہ بولی اور شان لوگوں کی مدد کی جائے گی۔

یہ لوگ جب دنیا میں آئے تو سیاست قائم ہوئے ہی کے منکر تھے۔ دوزخ پر ایمان لانے اور تیار نہ تھے وہاں ہی کی عبادت اور دوسرے

یہ ہیں اور کیا جانتے اب جب کہ میں سرخ سرخ کے گلاب سے بننا چاہتا ہوں تو ان کو بھی یہ سنا دینا چاہئے۔

[illegible]

تیسری آیت میں یہ فرمایا کہ ایسا جس جہان میں نے برے عمل کئے وہ وہاں ظاہر ہو جائیگا۔ اور جس جہان کا ذکر کیا کرتے تھے یعنی خدایہ جہان وہاں ظاہر ہو جائیگا۔

چوتھی آیت میں انسان کا حزن بیان فرمایا اور وہ یہ کہ اسے کوئی تکلیف پہنچ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگتا ہے۔ پھر رب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مرہمی ہو جاتی ہے اور نعمت نصیب ہو جاتی ہے تو یہی نہیں کہتا کہ یہ نعمت مجھے اللہ نے دی ہے بلکہ اس میں بھی اپنا کمال ظاہر کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے جزو کا وہ جس ادا تو یہ نہیں کہیں بلکہ اسے کمانے کے آرائش یہ نعمت مجھے اسی کے ارپوں ملی ہے۔

اللہ تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا کہ میں ہی فضلہ (یہ بات نہیں ہے کہ یہ مال اسے اللہ کا ہوا ہے نہ اسے اسے مال اسے تم نے دیا ہے جب اس کے پاس مال نہیں تھا اس وقت بھی تو ہم اور ہر مال تھا اس وقت کیوں مال حاصل نہیں کر سکا یہاں جہنم نے اسے دیا ہے یہ فضلہ ہے یعنی امتحان سے کہ مال ملے یہ شکر گزار ہو تا ہے یا ناشکری اختیار کرتا ہے لیکن ان میں سے بہت سے لوگ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو نہیں پہچانتے شکر کی ضرورت نہیں سمجھتے ناشکری ہی ہے اللہ سے بدلتے ہیں۔ اور امتحان میں ملے ہو جاتے ہیں۔ قوله تعالیٰ انما اولئکہ علی علمہ بل ہی فضلہ ذکر الضمیر الاول لان العلة بمعنى الانعام و قبل لان المراد بها العلم و انت الضمیر اللہی لرجوعہا الی النعمۃ و احسن لفظہا کما اعتبر فی الاول المعنی (اللہ تعالیٰ کا ارشاد) انما اولئکہ علی علمہ بل ہی فضلہ اس میں پہلی ضمیر کو ذکر کر اس نے دیا گیا ہے کیونکہ یہاں نعمت انعام کے معنی میں ہے اور محض نے کہا میں نے کہ اس کے یہاں نعمت سے مراد مال ہے اور دوسری ضمیر کو اس نے ذکر کر دیا گیا ہے کیونکہ وہ نعمت کی طرف لوٹ رہی ہے اور یہاں نعمت کا لفظ مراد ہے جیسا کہ پہلی ضمیر دہانے کے وقت نعمت کا معنی مراد لیا گیا ہے)۔

پانچویں آیت میں یہ بیان فرمایا کہ یہ ہمارے نفس نے کیا ہے کہ جسے مال ذکر نوازا گیا اس سے پہلے بھی لوگ اس طرف تکتے رہے ہیں اور اسے دہان پر لاتے رہے ہیں۔ وہ کہتے تھے کہ ہمارا یہ مال ہمیں لاکھ و پانچاڑے لگا لیکن یہ مال نہ دیا کے خدایہ سے چاہا نہ خود انہیں آخرت میں اس سے کوئی فائدہ پہنچے گا۔

چھٹی آیت میں فرمایا ان لوگوں نے جو برے اعمال کئے انہیں ان کا بدلہ لیا اور جو موجود لوگ ہیں ان میں جو ظالم ہیں وہ بھی مقرر یہ اپنی اعمال کا بدلہ پائیں گے کہ ایسا جس کی اور آخرت میں بھی دینا چاہے اور جو مردار ان قرآن میں سے مقرر دے گا وہی مقتول ہوئے اور مقرر دے گا وہی ہوئے اور جو زندہ رہے گئے جسے بذی ذلت اور سوائی کے ساتھ دیکھا ہوئے اسے تو ہی و اما قوم یبغضون حق لہی فرما یعنی ہم جن لوگوں کو خدایہ دینا چاہیں خدایہ دے دیں گے۔ ایسا انہیں ہے کہ شرکین کا فریق میں سے کوئی شخص نہیں بھاگ کر چلا جائے اور ہمارے بڑے قدرت سے نکلے ہائے۔

ساتویں آیت میں فرمایا کہ انہیں معلوم نہیں ہے کہ اللہ جس کے لئے چاہتا ہے بذی کفر ان کو دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے نیک کر دیتا ہے یہ سب انکی مشیت اور حکمت پر مبنی ہے مگر وہ نہ کوئی دیتا ہے اور نہ ہر کوئی علم والے لگی آجاتے ہیں اور ہر مال جہت سے جو نبی بنے بیٹھے رہتے ہیں۔ جس کے پاس جو کچھ ہے اللہ کے فضل سے ہے اس میں اپنے کسب اور جزو کا مل جاتا ہے۔





اور اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو ورنہ اللہ کی رحمت سے ہی ناکام ہو گئے ہیں جو کافر ہیں۔

وَلَا تَيْسِّرُوا مِنَ رُوحِ الْمَلَائِكَةِ لَا يَتَّبِعُونَ مِنْ رُوحِ  
اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ

اور سورۃ حجر میں ارشاد ہے:

لَا وَفِي يَدَيْهِ مِزَانُ الْوِزْنِ ۝ وَهُوَ الَّذِي يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيُخْتَارُ ۝ لَا يُدْرِكُهُ الْبَصَرُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْبَصَرَ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَلِيمُ ۝

(حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں سے منظر فرماتے ہوئے کہا) کہ تم لوگوں کے سوا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہوتا ہے۔

صغیرہ گناہوں کی مغفرت اور ان کا کفارہ اللہ تعالیٰ سے بھی ہوتا رہتا ہے لیکن کبیرہ گناہوں کی جتنی طور پر مغفرت ہو جاتا تو بے ساتھ مشروط ہے اگر توبہ کی اور اسی طرح موت آگئی تو بشرط ایمان مغفرت تو ہر گھمٹی ہو جائے گی لیکن یہ کوئی ضروری نہیں کہ بلا خطاب کے مغفرت ہو جائے، اللہ تعالیٰ جاتا تو یہ بھی مغفرت فرما سکتا ہے اور اسے یہ بھی اختیار ہے کہ گناہوں کی سزا دینے کے لئے دوزخ میں ڈال دے مگر خطاب کے اور یہ پاک و صاف کر کے جنت میں بھیجے چونکہ خطاب کا نظریہ بھی لگا ہوا ہے اس لئے یہی تو پورا منتظر رکھتے رہیں اور اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ مغفرت کی امید رکھیں انکی رحمت سے ناامید بھی نہ ہوں تاکہ اس حال میں موت آنے کے توبہ کے اور یہ سب یکدم محال ہو چکا ہو۔

اور اگر بندوں کا یہ شعور نہیں کہ مغفرت کا وعدہ ان کے لئے خوف ہو جائے بلکہ مغفرتوں کی بشارتوں کے بعد ہوا زیادہ گناہوں سے بچنے اور نیکیوں میں ترقی کرنے کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے۔

مفسر اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہہ کر کسی کے لئے بشارت نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سب لغزشوں کی مغفرت فرمادی جس کا اعلان سورۃ الفتح کے شروع میں فرمادیا اس کے باوجود آپ راتوں رات لاتاریں نہ جتے تھے جس کی وجہ سے آپ کے قدم مہلک سونے گئے تھے۔ جب کسی نے عرض کیا کہ آپ عبادت میں باقی محنت فرماتے ہیں۔ حالانکہ اللہ پاک نے آپ کا سب گناہ کھچا پھینکا (غزوات میں) اس کا جواب فرمادیا اس پر آپ نے ارشاد فرمایا اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الْكَثُوْرُ غُفْلًا غُفْلُوْرًا (کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ ہوں یا نہ) (اللہ تعالیٰ میں ہوں) مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک نے اتنی بڑی صبر پائی فرمائی کہ میرا سب گناہ معاف فرمادیا تو اس کی شکر گزاری کا لکھنا یہ ہے کہ میں حریص طاعت اور مہامت کے علاوہ اور اللہ کے قرب میں ترقی کرتا چلا جاؤں۔

کتنے ہی صحابہ ایسے تھے جن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دنیا میں غوغاری و بڑی تھکی کہ بختی میں معرہ ہشدر (۷۰ بختی) تو مشہور ہی ہیں مگر ان کا سب جانتے ہیں اور غزوہ بدر میں شرکت کرنے والے حضرات کو اللہ جل شانہ کی طرف سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ غوغاری دی کہ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الْكَثُوْرُ غُفْلًا غُفْلُوْرًا (کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ ہوں یا نہ) (اللہ تعالیٰ میں ہوں) مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک نے اتنی بڑی صبر پائی فرمائی کہ میرا سب گناہ معاف فرمادیا تو اس کی شکر گزاری کا لکھنا یہ ہے کہ میں حریص طاعت اور مہامت کے علاوہ اور اللہ کے قرب میں ترقی کرتا چلا جاؤں۔

ان حضرات کے علاوہ اور بھی ہیں جن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی لیکن ان حضرات نے اس کا پورا شکر نہیں کیا کہ ان کو اللہ کے لئے جانیں اور فرمائش کو مانگا کرتے رہیں بلکہ یہ حضرات ہر گناہوں سے پرہیز کرتے رہتے تھے اور نیکیوں میں ترقی کے لئے کوشاں رہتے تھے اور معمولی سا گناہ ہو جانے پر غم مند ہو جاتے تھے اور ارے، رہتے تھے کہ کوئی حضرات کا اعلان کہ ہمارا دم ہے سورۃ میں فرمایا اَوَافِيْ لَظْفَارِ الْبَشْرِ نَابِ وَالْمَنْ وَحِيْلٌ ضَالِّعًا لِّمَ الْفَضْلِ (اور میں ایسے لوگوں کے لئے بڑے خوشنود ہوں جو توبہ کر لیں اور ایمان لائے ان میں اور ایک عمل کرتے رہیں، پھر اپنی تمام رہیں یعنی حریص طاعت پر اصرار کریں)



اور اگر کار کا جو نظم و نظام بیان کر دیا جائے تو کسی سرگھٹی بتا دیں اب جان کرنا کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت دے گا تو میں متفق ہوں میں سے وہ کامیابیات کے لئے کام شروع نہیں کروں۔

قیامت کے دن کسی کے لئے یہ بات کہنے کا موقع نہیں، یا کہ مجھے جاننا دیا جائے، اگر مجھے انہی مل جائے تو دنیا میں جا کر خوب نیک بن جاؤں جس سے پہلی زندگی ضائع نہ رہے اب دوسری زندگی میں کیا جاوے قبول کرے گا جبکہ اس مرحلے پہل اسوٰل اور جواب کا وقت موجود نہ ہو گا یہی لئے سورۃ النور میں فرموا: وَلَمْ يَلْمِزْهُ السَّافَهُونَ اَلَمْ يَلْمِزْهُ السَّافَهُونَ (اور اگر انہیں جاننا دیا جائے تو ضرور انہی مل جائے گے جس سے پہلے نہ لہو نہ لاش نہ بھونے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **بَنِي قُلُوبٍ جَاهِلٌ** اُنہیں فحشیت تھا، **وَالْمُتَكَبِّرُونَ** (ہاں میرے پاس میری آیات آئیں مگر تو نے انہیں جھٹلایا اور تو کافر بن گیا)۔

اس کے بعد قیامت کے دن کی بد حالی جان فرمائی کہ کارفرما کو پیش ہوگی، فرمایا تم قیامت کے دن دیکھو گے کہ جن لوگوں نے اللہ پر محبت و اتحاد کا حق ادا کیا (اور وہ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیں جن سے وہ دینی امور جڑ سے کاٹ گئے) پھر یہ سہا ہوں گے۔ جاہلیت سے بڑھنے آجائے کے بعد جاہلیت کو قبول نہ کرنا چونکہ تجلیر کی وجہ سے یہ عقل کا کارہ تالی علیٰ حق اس لئے قبول نہیں کرتا کہ میری قوم اور سوسائٹی کے لوگ کیا کہیں گے اس لئے فرمایا **الْحَسْبُ لِي وَجْهٌ مِّنْ وَجْهِكَ يَكْفُرُ** (کیا جنہم میں تمہارے لوگوں کا اٹھنا نہیں ہے، لیکن اہل تمہارے کا کھنکھار نہیں لے گا جس نے وہ نہیں ایمان قبول نہ کرنے دیا، کھنکھری وجہ سے وہ لوگ اور میں نہیں جائیں گے۔

اس کے بعد اہل ایمان کا ثواب بیان فرمایا: **يُؤْتِيهِمُ اللَّهُ أَجْرَهُم بَلْ يُضَاعِفُ ۚ وَلَهُمْ فِيهَا زُجْجٌ** (اور اللہ تعالیٰ ان کو ان کے ثواب کو دے گا اور اسے بڑھا دے گا اور ان کے لیے وہاں زنجیریں ہوں گی)۔

اللہ تعالیٰ تمہاری ساری باتیں (اور تمہاری ہر بات کا جواب) دے گا اور تمہاری ہر بات کو سچا کر دے گا۔ (اللہ تعالیٰ ہر بات کا جواب دے گا اور تمہاری ہر بات کو سچا کر دے گا۔)

لَا تَغْلِبُ الشُّعُورَ وَالْأَوْحَافَ (اس کے لئے آسمانوں اور زمین کی کھوپڑیاں ہیں اور تصرف کرنے والا بھی ہے اور ماحولیات  
(نے والا بھی ہے)

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٥٠﴾ اور جن لوگوں نے اس کی آیات کے ساتھ کفر کیا یہ لوگ ہار جاتے ہیں۔

قُلْ أَغْيِرَ اللَّهُ تَاجِرَتِي أَعْبُدُ إِلَٰهَ الْجَاهِلُونَ ۖ وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيَّ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ

آپ فرمائیے کہ اسے پہلا کیا مشق تھی؟ اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے اپنی تعلیم کی طرف سے کیا پہلا قدم اٹھایا تھا؟

لَيْسَ أَشْرَكَكَ لِحَبْطِ عَمَلِكَ وَلِتَكُونَ مِنَ الْغَائِبِينَ ﴿٢٠﴾ بَلِ اللَّهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿٢١﴾

کے لیے ایک نیا راستہ تلاش کرنا پڑا۔ انھوں نے کہا کہ اگرچہ ان کے پاس کوئی خاص فنکارانہ صلاحیت نہیں تھی، لیکن ان کی زندگی میں جو تبدیلی آئی، وہ ان کی تخلیقیت کی وجہ سے ہوئی۔



آپ فرمادیتے کہ اسے جاہلوں میں اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہیں کر سکتا

مفسران کثیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ مشرکین نے اپنی عبادت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت دہی کہہ کر سے عبودیت کی عبادت کرنے لگو کر کہا کہ تم بھی تمہارے ساتھ تمہارے معبود کی عبادت کرنے لگیں گے۔ اس پر آیت کریمہ **قُلِ الْمُؤْمِنُ اللّٰہُ** (آخر تک) انازل ہوئی اللہ تعالیٰ جل شانہ نے آپ کو حکم دیا کہ مشرکوں سے کہہ دیجئے کہ آپ جاہلوں کی طرح گمراہ ہو کر اللہ کی عبادت کر رہے ہو۔ آپ نے پہلے انبیاء و راسخین اسلام سب کی طرف سے یہی کہنگی ہے کہ اگر بالفرض اسے حق عبادت ہے تو آپ اللہ جل شانہ پر عمل چلا کر اسے کائناتی باطل کا رت کر دیا جائے گا۔ جس پر ذرا بھی غائب نہ تھا، **وَلَا تَحْکُمُوْا بَیْنَ الْفَعَالِیْنَ** (اور نقصان افکار والوں میں سے نہ جانے گا) یعنی اہل کائنات کی کچھ نہ لگاؤ۔ ہاں بھی ضائع ہوئی اس کی کچھ قیمت نہ لگی، جہاں کی عقل یہ ہادی ہوئی، کیونکہ دوزخ میں داخل ہو گا حضرت انبیاء کرام علیہم السلام تو کما ہوں سے کسی معصوم سے مشرک اور کفر کا ارتکاب اس سے ہوسکتا نہیں تھا لیکن یہ سب کچھ فرض اگر کسی نے ہی بھی ترک کر لیا تو اس کی بھی جان بخشی نہ ہوگی نیز اس کا تو سوال ہی کیا ہے حضرت انبیاء کرام علیہم السلام کو خطاب کر کے ان کی امتوں کو بتا دیا کہ کچھ مشرک اسکی بری چیز ہے اگر کسی نے یہ بھی صادر ہو جائے تو اس کے اعمال صالحہ بر باد ہو جائیں گے۔ اور وہ بر باد ہو گا لہذا حق تعالیٰ کو تو اور زیادہ مشرک سے اور زیادہ بڑا جہاد لازم ہے۔

**قُلِ اللّٰہُ فَاعْبُدْہُ** (بلکہ آپ صرف اللہ ہی کی عبادت کریں) کو محض حق الشہادتین (اور شرک گزاردوں میں سے ہو جائیں) اللہ تعالیٰ نے آپ کو ترک کے ماحول میں یہ فرمایا لیکن مشرک سے چھایا تو نہ دیا اور حید کی دولت کا کام آگئے یہ کہ لہذا آپ پر ضرور اس کا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کیجئے اور اس کا شکر بھی ادا کرتے رہتے۔ یہ لوگ جو آپ کو اپنے معبودوں کی عبادت کی دعوت دے رہے ہیں انکی طرف توجہ نہ دیا جائے اور انکی باتوں میں نہ آئے اللہ کی عبادت کرانے کے لئے خود پر اللہ کی عبادت کرنا ہمارے نہیں ہے۔ جو لوگ حق تعالیٰ کو نہیں کرتے ان کا وبال ان پر پڑے گا۔

**وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ ؕ ذَٰلِکَ الَّذِیْنَ جَعَلْنَا قُلُوبُہُمْ غَافِلَیْنَ ؕ وَاللّٰہُ مَطَّوِّیْتُ یَبْرِیْہِمْ ؕ**

اور ان لوگوں نے اللہ کی عظمت بھی سمجھ کر ادا نہ کیا وہ انکی فہم سے کم ہادی ہیں انکی فہم میں یہ کہہ کر فرمایا کہ ان کے دل بے ہوش بنائے گئے ہیں

**سُجِّنَہُمْ وَتَغْلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ؕ وَلَفِیْہِ فِی الصُّوْرِ فُصُیْقٌ مِّنَ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَن فِی الْاَرْضِ**

کے وہ پاک ہے اور اس سے بڑا ہے جو لوگ مشرک کرتے ہیں۔ اور صور میں چھوڑا جانے کا تو جو بھی آسمانی ہیں اور زمین میں ہیں کے

**اِلَیْمَن شَآءَ اللّٰہُ ؕ ثُمَّ نُنْفِخُ فِیْہِ اُخْرٰی وَاِذَا هُمْ بِیَآئِمٍ یُّنظَرُوْنَ ؕ وَالْاَشْرَکَیْتُ الْاَرْضِ یُنۢوِّرُ**

سب سے پاک ہو جائیں گے اگر انھیں اللہ چاہے اور ان میں سے وہاں چھوڑا جانے کا تو وہاں پاک و سب کو سزا دینے والے بنائے گئے ہیں۔ اور زمین اپنے آپ کے نور سے

**زَہَبًا وَّوُضِعَ الْکُشْبُ وَجَآءٌ بِالْبَیِّنٰتِ وَالشَّہَادَآءِ وَفِیْہِ نَبِیُّہُمْ بِالْحَقِّ وَمَنْ لَا یُظَلِّمُوْنَ ؕ**

رہنے لگے گا اور اعلان ہوئے گا اپنے پاک کے اور ان میں سے وہاں چھوڑا جانے کا تو وہاں پاک و سب کو سزا دینے والے بنائے گئے ہیں۔ اور زمین اپنے آپ کے نور سے

## وَوَقَّيْتُ كُلَّ نَفْسٍ نَاعِلَةٍ وَهُوَ أَشَدُّ بِمَا يَنْفَعُونَ ﴿١٠﴾

میں نے ہر نفس کے اعمال کا جائزہ دیا جو اسے کامیاب کر رہا ہے اور اسے جو نقصان پہنچا رہا ہے۔

### وَمَا قَدْ رَوَا اللَّهُ حَقَّ قَدْرِهِ

اللہ تعالیٰ شانہ کی ذات بہت بڑی ہے اس کو اس دنیا میں، کیا نہیں ہے لیکن اس کی صفات کا مظاہرہ ہوتا رہتا ہے اگلی صفات خالصتہ کو سب سمجھ رہے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ سب کچھ اسی نے پیدا کیا ہے اس کا حق ہے کہ صرف اس کی مہابت کی جائے، جن کو توں نے کسی توان کا سامنا بھی کیا اور مہابت میں شریک نہ پا اور نہ صرف یہ کہ خود شریک بنے بلکہ اس کے رسول کو بھی شریک کی دعوت دے دی ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی وہ تعظیم نہیں کی جس تعظیم کا وہ مستحق ہے اگلی ذات پاک کے لئے شریک تجویز کرنا بہت بڑی حماقت اور خطرات ہے، دنیا میں اگلی قدرت کا مظاہرہ ہوتا رہتا ہے، اور قیامت کے دن ایک مظاہرہ اس طرح سے ہوگا کہ ساری زمین اس کی محفل میں ہوگی اور سارے آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں ملے ہوئے ہو گئے ہوں گے وہ ہر جہ سے پاک ہے اور ان لوگوں کے شریک اقوال و افعال سے اگلی پاک ہے۔

چونکہ سورہ شوریٰ میں ارشاد فرمایا ہے کہ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ فَسَمَوْا كُفْرَهُمْ بِاللَّهِ كُفْرًا كَبِيرًا (اللہ کے مثل کوئی چیز نہیں ہے) اس لئے اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم سے اور اعضا سے پاک ہے اگر آیت کریمہ کا معنی بالحدیث بھی لیا جائے اور خصوصیت سے دیکھا جائے اور محدود لیا جائے تو اس سے جمیت اور مشیت لازم آتی ہے اس لئے علماء کرام نے فرمایا ہے کہ آیت شریفہ کے مضمون کے بارے میں جس عقیدہ کو محکم اس کا جو بھی مطلب اللہ کے نزدیک ہے وہ حق ہے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کا معنی اللہ مفہیم ہی کی طرف توجہ دینا کرتے ہیں بعض علماء نے یہ دلیل بھی کی ہے لیکن تحقیق سے تاویل کے بجائے تفسیر کو اختیار کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جسم سے اعضا سے پاک ہے اور جو کچھ بھی قرآن حدیث میں آیا ہے وہ سب حق ہے۔ اس کا مطلب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔ ہم اپنی طرف سے مطلب تجویز نہیں کرتے، اس طرح کا مضمون جہاں کہیں بھی آئے اس کے بارے میں تفسیر و تاملی صورت اختیار کی جائے آنکھ جو احادیث نقل کی جائیں گی جو آیت یا اسے معلق ہیں ان کے معنی کی تفسیر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے حضرت مہدی بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ اے محمد! یہ شہادت علی آسمانوں کا ایک اگلی پروردگار کو ایک اگلی پروردگاروں کو ایک اگلی پروردگار (باقی) ساری مخلوق کو ایک اگلی پروردگار کے لئے بلکہ ہرگز نے کہا کہ فَاِذَا السَّعْدَاتُ (میں بادشاہ ہوں) یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی آگلی یہاں تک کہ آپ کی سہارا اور اس میں غائب ہو گئیں۔ اس کے بعد آپ نے آیت (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ اتَّقَاةٍ) اور فرمائی آپ کا جتنی اس یہودی کی تعریف کے طور پر تھا۔ (صحیح بخاری ۱۱۰۳-۱۱۰۴)

قیامت کے دن ان صورتوں کے جانے کا تذکرہ۔۔۔ ہرگز نہ ہو بلکہ یہی حضور اور صور میں یہاں تک رہی جائے گی تو یہی آسمانوں میں اور زمین میں ہیں سب بے ہوش ہو جائیں گے مگر انہیں اللہ چاہے ہر صورت میں وہاں پہنچا دے گا تو آپ کا ذکر کرے ہو کر دیکھیں گے) جب قیامت قائم ہوئی تو اگلی اللہ اور صور یہاں کے جانے سے ہوگی اور وہ مرتبہ صور پہنچا جائے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس راہ میں طبعی نظام کا ان لوگوں نے جوئے ہیں اور یہ طبعی کو بھانپنے ہوئے انتظار میں ہیں کہ کب صور پھونکے گا ہم ہو۔ (مشکوٰۃ جلد ۳ ص ۱۸۸) آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ صور ایک چنگ ہے جس میں پہنچا جائے گا۔ (مشکوٰۃ جلد ۳ ص ۱۸۸)







جنت کے پاس پہنچیں گے تو اسکے دروازے پہلے سے کھلے ہوئے پائیں گے جیسا کہ مہمان کے اکرام کے لئے ہیضائی کیا جاتا ہے۔ اور وہاں کے کھانا فرشتے ان سے کہیں گے سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بَلِّغُوا مَا خَلَقْنَا خَالِدِينَ فِيهَا تم سب کو اپنی قوم اور اپنی طرح و رسم سے دھو کر اس جنت میں بھیج دے گا۔ اہل جہنم یہاں سے کہیں چاہا تو رکھنا نہیں ہے اور یہاں سے نکل کے نہ کالے چہرے کے۔ لَا يَنْتَفِعُهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا لَهُمْ فِيهَا بِمُغْنٍ

اہل جنت، جنت میں داخل ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء میں مشغول ہو جائیں گے اور عرض کریں گے لَا يَنْفَعُنَا فِيهَا الْكَثِيرُ خَلَدًا و خَلَدًا (سب قریب الہی کے لئے ہے جس نے اپنے وعدہ و تم سے کچا کیا مگر جو وعدہ فرمایا تھا پورا فرمایا تو رزق الہی کا اضعاف ثلثون من الحسنۃ خیر من نسیئۃ) اور ہم کو اس زمین کا کھارہ نہ دے گا۔ ہم جنت میں جہاں چاہیں اپنا ٹھکانہ بنائیں ہمیں بہت بڑی اور عمدہ جگہ ملی ہے جہاں چاہیں چلے مگر یہ قیام کریم۔

فَقَمِمْ اخْرُ الْعَالَمِينَ (سوا چھ ہزار ہے مل کر تھوڑوں کا) جنہوں نے ایک عمل کئے انہیں یہاں نہ نصیب ہوا۔  
سورت کے قسم پر روز قیامت کے فیصلوں کا مختصر الفاظ میں بیان فرمایا کہ آپ پر فرشتوں اور جنیوں کے کوشش کے گردا گرد حلقہ قائم ہے ہوئے ہوں گے۔ اپنے رب کی تسبیح و تحمید بیان کرتے ہوئے وَقَلْبُهُمْ بِنُحُوتِهِمْ ذَلِيلٌ (اور بندوں کے درمیان حق کے ساتھ طبع کر دیا جائے گا۔ وَقَلْبُ الْحَفِظَةِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اور کہا جائے گا کہ ساری قریشیں اللہ کے لئے ہیں جس نے حق کے ساتھ سارے پہلے فرمایا ہے)۔

فَاَمَّا هُوَ فَاَنْتَ رَاضٍ عَنْهَا سَاعِدَةً ہوتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک سورۃ نعر اور سورۃ نئی اسرائیل (ساتھ کو انہیں پڑھ لیتے تھے اس وقت تک نہیں سوتے تھے۔) اور قرآنی (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳)

وَلَقَدْ نَزَّلَ سُورَةَ النُّورِ بِالْمَدِينَةِ وَالْحَقُّ فِيهِ وَالْغُلَامُ لَبْلَبٌ وَلَا يَحْمِلُ إِلَّا أَثَرَهَا وَالْغُلَامُ لَبْلَبٌ وَلَا يَحْمِلُ إِلَّا أَثَرَهَا

☆☆☆ ..... ☆☆☆



کی

سورۃ المؤمن

۲۸۵ آیتیں اور ۹ رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿۱﴾

سورۃ المؤمن کی آیت نمبر ۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿۱﴾

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہ مہربان نہ رحیم ہے

حَمْدٌ تَقْزِلُ الذُّرَىٰ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿۲﴾ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ

محبت کا کتاب دہری آتی ہے اعلیٰ مرتبہ سے جو عزت ہے سب پر پڑھانے والا ہے نہ کاٹنے والا ہے اور تو پھرتی کرنے والا ہے

الْعِقَابِ ذِي الْعَرْشِ الْمَعْلِيِّ ﴿۳﴾ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِلَهُ الْمَصِيرِ ﴿۴﴾

لے کر اٹھنے والا ہے۔ عزت والا ہے جس کے ہاں کوئی معبود نہیں اس کی طرف ہوتے ہیں سب

اللہ تعالیٰ گناہ بخشنے والا ہے تو پہ قبول کرتا والا ہے

نہت عذاب والا ہے، اٹھنے والا کوئی معبود نہیں

یہاں سے سورۃ المؤمن شروع ہو رہی ہے جس کا دوسرا نام سورۃ الاعراف بھی ہے۔ یہ پہلی سورت ہے جو حسمہ سے شروع ہوئی ہے اس کے بعد سوا حسمہ تک سورۃ الاعراف، سورۃ الزمر، سورۃ الدخان، سورۃ الطہ، سورۃ النور، سورۃ النازعات بھی حسمہ سے شروع ہیں، انہیں مومنین سورہ کہا جاتا ہے۔ راجعہ تعالیٰ نے کمال لکھ لکھ کر ان الہی عید حضرت ان مہاسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ہر چیز کا ایک خلاصہ ہوتا ہے اور اشراف قرآن کا خلاصہ وہ سورتیں ہیں جو حسمہ سے شروع ہوتی ہیں۔ سن قرعہ کی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے صبح کو سورۃ المؤمن اول سے لے کر آلہ المصیر تک تلاوت کی اور ساتھ ہی یہ اٹھری بھی چمکی تو یہ شخص شام تک اسکی رحمت (مہربان اور بخلاف سے) محفوظ رہے گا اور جس نے ان دونوں کو شام کے وقت پڑھا تو صبح تک محفوظ رہے گا۔ حسمہ حروف مقطعات میں سے جو کتابیات ہیں ان کا معنی اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی نہیں جانتا۔

لوہ جو سورۃ المؤمن کی دوا آج کل کا ترجمہ کیا گیا ہے اول تو یہ فرمایا کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتاری گئی ہے پھر اللہ تعالیٰ کی چھ صفت بیان فرمائیں اول یہ کہ وہ عز ہے یعنی بزرگوار ہے دوم یہ کہ وہ عظیم ہے یعنی ہر چیز کو اپنی طرف مانتا ہے سوم یہ کہ وہ مہربان کا بخشنے والا ہے اور چہارم یہ کہ وہ تو پہ قبول فرمائے والا ہے پنجم یہ کہ وہ سخت سزا دینے والا ہے ششم یہ کہ وہ قدرت والا ہے اللہ تعالیٰ کی صفت عزت اور عظم بیان فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ وہ مہربان بھی بخشنے والا ہے تو پہ قبول فرماتا ہے سوسن بخندے کوئی گناہ دہرا جائے تو اسے حضور



میں تو پرکھ رہا ہے کہ وہ صاف کوائے ان کوئی شخص کہہ کر رہا ہے، یہی طرف متوجہ نہ ہو کر کہے کہ دنیا میں ہمارا ختم میں میری کوئی گرفت نہیں ہوئی۔ انصاف ہی کہہ دیجئے، وہ اسکی ہے اور ختم ہوا ہے وہ اسکی ہے۔ نیز وہ قدرت والا اسکی ہے جو اسے جزا دے گا۔ یہ بات اس پر چوں کہ طرہ قدرت ہے، کوئی اسے روک نہیں سکتا ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾ اسے سوا کوئی معبود نہیں ہے، جو لوگ اس کے سوا کسی کو معبود بناتے ہیں، وہ سخت عذاب کے مستحق ہیں ان پر لازم ہے کہ شرک سے کہہ کر یہ کہیں کہ عذاب شدید سے بچ جائیں، البتہ النصیر (سب کا اسکی طرف راہنمائی ہو کر رہا ہے کہ دنیا میں تو مجھے ہیں لیکن ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں آئے عزاء ہے یہاں سے جانا ہے اسی وعدہ لا فریکلہ کے سامنے پیش ہونا ہے لہذا دینا ہے اسکی حالت میں جائیں کہ عطا کمال و احوال درست ہوں جن پر اجر و ثواب ملے اور ان کے عذاب سے محفوظ رہ سکیں۔

مَلِكًا يُحَادِّثُ فِي أَيَاتِ اللَّهِ إِلَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَا يَغْرُوكَ تَقْلُيبُهُمْ فِي الْأَيَادِ ۖ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ  
 لُوطُ بْنُ مَرْيَمَ ۚ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ لُوطُ بْنُ مَرْيَمَ ۚ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ لُوطُ بْنُ مَرْيَمَ ۚ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ لُوطُ بْنُ مَرْيَمَ ۚ  
 قَوْمُ نُوحٍ وَالْأَخْضَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ ۚ وَهَيْتَ لَكَ أَتَقِرُّ بِرُسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوا وَوَجَدُوا بِالنَّاطِلِ  
 قَوْمُ نُوحٍ وَالْأَخْضَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ ۚ وَهَيْتَ لَكَ أَتَقِرُّ بِرُسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوا وَوَجَدُوا بِالنَّاطِلِ  
 لِيَذْجِبُوا بِهِ الْعَقْلَ ۚ فَأَخَذْتَهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۚ وَكَذَلِكَ حَقَّتْ لِكُلِّ شَيْءٍ رِبَّتٌ عَلَى الَّذِينَ  
 قَوْمُ نُوحٍ وَالْأَخْضَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ ۚ وَهَيْتَ لَكَ أَتَقِرُّ بِرُسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوا وَوَجَدُوا بِالنَّاطِلِ

### تَقَرُّوا أَنَّهُمْ أَصْحَابُ النَّارِ

کافروں پر ثابت ہو چکا کہ وہ ناریں والے ہیں۔

تَقَرُّوا  
 أَنَّهُمْ  
 أَصْحَابُ  
 النَّارِ

کافر لوگ اللہ کی آیات کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں شیروں میں انکا چلنا پھرنا  
 دھوکہ میں نہ ڈالے سابقہ امتوں اور جماعتوں نے جھگڑایا جس کی وجہ سے انکی گرفت کرنی گئی  
 قرآن مجید کی آیات نازل ہوئی تھیں، جو لوگ ایمان نہیں لاتے تھے اور اپنے کفر سے رہتے تھے ان آیات میں یہ لوگ طرہ طرح  
 کی باتیں نکالتے تھے اور جھگڑے کی باتیں کرتے تھے ان لوگوں کی باتوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچتی تھی یہ لوگ دہنوی  
 اشیاء سے کھاتے پیتے اور مالدار تھے ان کے پاس ساریاں لگی تھیں۔ ایک شیر سے دوسرے شیر میں جاتے تھے اور زمین میں گھومتے  
 پھرتے تھے، جو لوگ آپ کے ساتھ تھے ان کو یہاں سے نکال دیا کہ ہم علی ایماں ہیں غریب ہیں اور یہ لوگ کفار و منکر ہیں انکے پاس دنیا  
 ہے بیش کے اسباب ہیں، مال کی فراہمی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان شیروں میں گھومنا پھرنا آپ کو دھوکہ میں نہ ڈالے یا انکی چند روزہ  
 زندگی ہے آخرت میں تو میرا کہو عذاب ہی ہے اور دنیا میں کمی انہی نے کرامتیں حاصل کرنا اسلام کے مخالفین اور منکرین اور بددین کرنے  
 والوں پر عذاب آنا رہا ہے ان سے پہلے تو یہ صلیا اسلام کی قوم گذری ہے اور ان کے بعد بہت سی جماعتیں گذری ہیں مثلاً عاد، ثمود، لہجہ  
 انہوں نے دشمنوں کو جھگڑایا اور جیتائے عذاب ہو گئے۔

جو انہیں پہلے گزری ہیں ان میں سے ہر امت نے اپنے نبی کو بکڑے کا دودھ کیا تا کہ قتل کر دیں اور بعض انہی کے کرامت پر ایمان حاصل کر اسلام کو قتل کر بھی، پھر ان لوگوں نے انہیں کے بارے میں غلط کیا تا کہ قتل کو مستحسن سمجھیں، لیکن ان کا یہ طریقہ کار بدناما اور اللہ تعالیٰ نے ان کی گرفت فرمائی انہیں بکڑا اور عذاب چھکڑا اور عذاب بھی معمولی نہیں ان پر عذاب آیا، بیکار اور پرہیزگار سے ان کو بڑا دھڑا عذاب فحش کھنکھانے والا (سو میں نے ان کی گرفت کر لی جو کہ باوجود عذاب کا اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہے کہ ان لوگوں کے جہاں اور عذاب اور گرفتاری سے غرور نہ ہوں سابق امتوں نے بھی اپنے اپنے نبیوں کے ساتھ جہاں عذاب کا معاملہ کیا ہے۔ دنیا میں کافروں کو جو عذاب ہو گا وہی پر نہیں ہے کافروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ثابت ہو چکا ہے کہ ان کو دوزخ میں ضرور جاتا ہے۔

الَّذِينَ يَخْتَلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ

جو تختے عرش کو چلتے ہوئے ہیں وہ جو تختے اگلے کر رہے ہیں وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پکارتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں

وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا

اور ان لوگوں کو بخشنے اور غفران کرنے میں ہماری مدد فرما، ہمارے علم و رحمت نے ہر شے کو گھرا لیا ہے، ان لوگوں کو بخش دے جنہوں نے توبہ کی

سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۚ رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتٍ مِنْ أَلْنِ وَعَذِّبْهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ

اور ان کے کام میں ہماری مدد فرما کہ عذاب کے عذاب سے بچ سکے، اور انہیں جنت میں داخل فرما دے کہ ان سے اور نیکو سے جدا کرے

أَنبِيَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمْ ۚ إِنَّكَ الْغَنِيُّ الْحَكِيمُ ۚ وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ ۚ وَمَنْ فَعِيَ السِّفَاتِ

آپ اور تمام اوصیاء اور ان میں جو صالح ہوئے ان کو بھی داخل فرمائیے، ہاں آپ زور سے کہتے ہیں اور ان کو گنہگاروں سے بچائیے

يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَجَعْتُمْ ۖ وَذَلِكَ هُوَ الْكُذُّورُ الْعَظِيمُ

اور اس دن جس وقت آپ نے لوگوں سے پہچاننا آپ نے ان سے پہچان لیا، اور یہ دن بڑی کجی کا دن ہے۔

حالمین عرش کا مؤمنین کے لئے دعا دعا کہ اہل ایمان اور ان کی ازواج

اور ذریعہ کے لئے جنت میں داخل ہونے کا سوال

اور یہ اہل کفری مرد کا بیان ایمان آیات میں اہل ایمان کی نفسیات بیان فرمائی ہیں، یہ فرمایا کہ اہل ایمان کے لئے عالمین عرش اور وہ فرشتے جو اگلے آسمان میں رہا کرتے ہیں۔ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی حمد و تہلیل میں مشغول رہتے ہیں، انہی پر ایمان لائے ہیں اور دنیا میں جہاں ایمان میں ان کے لئے استغفار کرتے ہیں اور یوں دعا کرتے ہیں کہ ہمارے پروردگار آپ کی رحمت اور آپ کا علم ہر چیز کو شامل ہے لہذا آپ ان لوگوں کو بخش دیجئے جنہوں نے شرک و کفر سے توبہ کی اور آپ کے راستہ پر چلے رہے۔ ان کو آپ عذاب جہنم سے بھی بچا دیجئے اور ان کو انہیں جنت میں داخل فرمائیے جو ہمیشہ رہنے کے لئے ہیں، جن کا آپ نے ان سے وعدہ فرمایا ہے یہ لوگ اہل ایمان ہیں۔ اور رحمت کے مستحق بھی ہیں۔ لہذا کوئی شک نہ رہا ہے۔



يَذُنُّونَنَا فَهَلْ إِلَى خُرُوجٍ مِنْ سَبِيلٍ ۝ ذَلِكُمْ بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ :

میں نے کہا کہ یہ تو کیا کھانے کی کوئی دوا ہے۔ یہ وہی دوا ہے کہ بسبب صرف اس کا استعمال ہوا تو تو تم بھر کر دیتے تھے

وَإِنْ يُشْرَكَ بِهِ تُؤْمِنُوا - وَاللَّهُ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿٥٠﴾

اسی طرح کہ جس طرح کہ ایک شخص کو ایک اور شخص سے ملنے کی ضرورت ہے۔

کافروں کا اقرار جم کر نہ اور دوزخ سے نکلنے کا سوال کرنے پر جواب ملنا کہ

تم نے تو حید کو ناپسند کیا اور شرک کی دعوت پر ایمان لائے

دنیا میں اہل کفر اپنے گنہگار ہونے پر فخر کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بہت اچھے ہیں ایمان والوں سے بہتر ہیں اور بہتر ہیں لیکن جب قیامت کے دن اہل ایمان وہ حال دیکھیں گے تو گنہگار اپنے گنہگاروں سے اور اہل ایمان جانوں سے بغض کرنے لگیں گے۔ اہل ایمان کا شمار انہوں میں نہیں ہوتا۔ اپنے گنہگاروں سے بغض ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا تبارک ہے۔ ان گنہگاروں سے اس بغض سے بھی زیادہ بغض ہے اور یہ بغض اب سے نہیں جب سے تم دنیا میں آئے اس وقت سے اللہ تعالیٰ کا رحم سے بغض ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ جب دنیا میں تمہیں ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا تو تم اس کے قبول کرنے سے انکار کرتے تھے اور کفر کرتے رہے تھے تمہیں بار بار ایمان کی دعوت دی گئی لیکن تم نے براہِ حق کے قبول کرنے سے انکار کیا۔

مَقِیَّتُکُمْ اَلْمَسْکِیْمَ کا ایک مطلب تو یہ ہے جو ارم میں کیا گیا اور بعض حضرات نے فرمایا ہے و جَوَزُ اَنْ یُّوَادَّہِہِ مَقِیَّتُہِمْ بعض اہل حق آپس میں جس طرح ایک دوسرے سے بعض امور غلط سے کڑے پھانسیوں کو کھینچنے والوں کا ارادہ ہے۔ یہ ہیں اور ایک دوسرے سے رشتہ خارج کر رہے ہیں اذلتوا لی قوم سے اس سے زیادہ اعلیٰ ہے یہ تمہیں یَغْفِرُ یَغْفِرُکُمْ یَغْفِرُ کے معنی میں ہے اور اس غفلت میں نہ گھرے۔

کافر عرض کریں گے کہ اسے جوہر سے روپ آپ نے نہیں دوسرا یہ موت دی ہوگی یا روپ ہمیں پیدا کیا اس وقت ہم بے جاں تھے کیونکہ مٹی کا لفظ تھے آپ نے ہمیں زندہ فرمایا یا روپ کے جنوں میں روح چھوڑ دی یا پھر جان کے جنوں سے نکال دیا روپ کی حیثیت کے مطابق زندگی بخشتی رہی پھر آپ نے ہمیں موت دیدی جس کی وجہ سے ہم قبروں میں چلے گئے پھر آپ نے آپ نے ہمیں قیامت کے ان زندہ فرمایا ہم پر دوسری عاری ہوئی اور زندگی لائی آئیں۔ ایک چیلنج تھی اور ایک اب ہے آپ کے قہر و قہر میں ہمیں چاہئے تھا کہ ہم کیا دانی زندگی میں ایمان قبول کرنے اور شرک اور کفر سے بچتے ہم یہی سمجھتے رہے کہ دانی دانی زندگی کے بعد جو موت آئے گی اس کے بعد پھر زندہ ہو جائیں یہ ہماری عقلی تھی اب ہم اس زندگی میں اپنے گناہوں کا قہر کر رہے ہیں۔ اب تو ہمیں خطاب سے پہنچا دی کہ ضرورت ہے تو کیا ایسی کوئی صورت ہے کہ ہمارا پھٹکا ہوا جسم جائے اور خطاب کی مصیبت سے نکالی ہو جائے اگر ہمیں پھٹکا رہاں جائے اور وہ بارودنا میں بھیج دیا جائے تو وہاں ایمان قبول کریں گے اور ایک احوال اختیار کریں گے اور اس کے بعد پھر روپ موت آئے تو وہی حالت میں ایمان میں حاضر ہوں۔ **وَهَذَا كَمَا حَكَّمَ اللَّهُ تَعَالَى لِمَنْ ارَادَ فِي سُورَةِ الْاَنْعَامِ**۔

انہی کا ارشاد ہے: **وَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَلِيمِ** (وہ حکم کرنے والا ہے اعلیٰ و کلام کرنے والا)۔ یہی حکم ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر بھیجا ہے، اسے اپنی امت پر بھی لایا جائے۔

انکار پر مشدد ہے جسے اور اگر تہدید سے سنا ہے کوئی ایسا سوچ آجاتا کہ اللہ کے ساتھ شرک کیا جاتا تو اسے مان لینے جسے اور اسے کچھ کہتے تھے اور اس کے خلاف ہی جوجا رہے تھے اور ان کی قسم میں براہ کفر ہی رہے آج بھنگا دکھاراست نہیں اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا کہ تمہیں عذاب میں ہی رہنا ہے اللہ تعالیٰ پر ہر بھی ہے اور وہ بھی ہے اس کے سارے فیصلے حق ہیں حکمت کے مطابق ہیں اس کے فیصلے کو کوئی دیکھیں کر سکتا اس کی صلیت ظہور کیرا کی طرف تم نے نہیں دیکھا اور اپنے من مانے لوگوں اور اعتقادات میں غمبک رہے اب عذاب اور عقاب کے ساتھ اسے لئے کھینچیں۔

هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ رِزْقًا. وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَنْ يُنِيبُ ۖ فَاذْعُوا لِلَّهِ

وہ جسے اپنے فیصلے میں دکھاتا ہے اور تہدید۔ لئے تمہیں سے روزی آجاتا ہے اور نصیحت حاصل نہیں کرتے مگر ہی لوگ جو عدا کرتے ہیں۔ ہوتے ہوئے ہوتا ہے۔

مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ. وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۖ وَرَفِيعَ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ. يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ

وہیں کو کسی کے لئے خاص کرتے ہوئے اگر چہ کافروں کو ناگوار ہو۔ رفیع الدراجات ہے عرش والا ہے۔ اسے جسے علم سے وہی نازل فرماتا ہے۔

عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْزِلَ الرِّزْقَ الشَّلَاقِ ۖ يَوْمَ هُمْ بِلُؤْلُؤٍ ذَلَالٍ يُخَفَىٰ عَلَى اللَّهِ وَهُمْ فِيهِ

اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے کہ وہ عداوت کے دن سے ادا ہے۔ جس میں وہ لوگ ظاہریوں کے لئے حقانی پر امن میں سے کوئی چیز بھی پوشیدہ

ظُهُورٌ. يَمُنُّ الْمَلَائِكَةُ الْيَوْمَ بِاللَّهِ الْأَوَّابِ ۖ الْيَوْمَ تُجْزَى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَا ظُلْمَ

نہ ہوگی۔ آج کیسے کے لئے ظلم ہے۔ اللہ واپس آج کے دن ہر جان کو اس کا بدلہ دے گا جس نے کوئی آج کے دن میں

الْيَوْمَ. إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۖ

نہیں ہے۔ بلکہ اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ رفیع الدرجات ہے ذوالعرش ہے جس کی طرف چاہتا ہے وہی بھیجتا ہے قیامت کے

دن سب حاضر ہوں گے اللہ سے کوئی بھی پوشیدہ نہ ہوگا صرف اللہ تعالیٰ ہی کی بادشاہی ہوگی

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کے بعض صفات اور صفات جلیلہ اور قیامت کے دن کے بعض مناظر بیان فرماتے ہیں۔ نازل فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی بخشش کا سزا ہے اس کی الفت میں ہے تمہارا نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کا مطلق اور مطلق اللہ تعالیٰ کے ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

پھر فرمایا کہ وہاں سے آسمان سے رزق نازل فرماتا ہے اس میں جان قدرت بھی ہے اور اعلیٰ اور اعلیٰ بھی۔ پھر فرمایا کہ یَوْمَ تُجْزَى

فَمَنْ يُنِيبُ ۖ لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ عَنِ عِبَادَةِ رَبِّهِ لَأَكْبَرُنَّ فِي بَعْدِ مَا جَاءَتْهُ الْآيَاتُ ۚ وَكَانَ عَذَابُهُمْ فِيهِ

لاتے ہیں اور تمہارا نہیں ہے کہ وہ حاصل کرتے ہیں ان کا یہ نور فرمائیں تو ان کی تک پہنچتا ہے۔

فَاذْعُوا لِلَّهِ مِثلَ غُلْفٍ ۚ وَاللَّهُ يُخْلِصُ لَهُ الدِّينَ ۚ لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ عَنِ عِبَادَةِ رَبِّهِ لَأَكْبَرُنَّ فِي بَعْدِ مَا جَاءَتْهُ الْآيَاتُ ۚ وَكَانَ عَذَابُهُمْ فِيهِ

کو شریک نہ ہوگا وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۚ (اگر چہ کافروں کو ناگوار ہو) تم اللہ کے بند سے خاص ہی کی عبادت کرتے ہو اور ایمان پر









فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوا أَبْنَاءَ الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ وَاسْتَحْيُوا

سب سے بڑے ہاں ہاں سے حق سے کیا تو قتل کیے گئے کہ جو لوگ اپنے ساتھ ایمان لائے ان کے بچوں کو قتل کرو اور ان کی

نسائے قتل کرو۔ وَمَا كَيْدُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذُرِّيَّتِي أَقْتُلْ مُوسَى وَلْيَدْعُ

عورتوں کو زندہ چھوڑ دو ہم کارہوں کی تدبیر کھن ہے اور فرعون نے کہا مجھے چھوڑ دو میں موسیٰ کو قتل کروں اور وہ اپنے

زینہ ابی کخاف اَنْ يُبَدِّلَ دِينَكُمْ اَوْ اَنْ يُظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ۝ وَقَالَ مُوسَى اِنِّي عَذْتُ

رب کو کہ مجھ سے بڑا قہر میں آتا ہوں کہ وہ تمہارے دین کو بدل دے یا زمین میں فساد پھیلا دے۔ اور موسیٰ نے کہا ہاں میں

بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ مِنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَا يُؤْمِنُ بَيُّوْمِ الْحِسَابِ ۝

اپنے رب کی پناہ میں ہوں جو میرا بھی ہے اور تمہارا بھی یہ حکم ہے جو حساب کے دن پامال ہو جائے گا۔

ہم نے موسیٰ کو فرعون یا مان قارون کی طرف بھیجا انہوں نے ان کو ساحرا اور کذاب

تایا اور فرعون کے برے عزائم کا تذکرہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنے رب کی پناہ مانگنا

گندھ آیت میں اور انی طور پر بعض اقوام کی تخریب اور ہلاکت اور تخریب کا تذکرہ فرمایا آیات بالا میں اور ان کے بعد چار حدیثوں کا

تفسیر فرعون اور اس کی قوم کے متنازعہ اور تخریب کا ذکر بالآخر ان کے فرق اور تخریب کا تذکرہ فرمایا اور بیان میں ایک ایسے شخص کی بیعتوں کا

تذکرہ بھی فرمایا جو آل فرعون میں سے تھا یہ شخص ایمان لے آیا تھا اور اپنے ایمان کو چھپاتا تھا۔

ارشاد فرمایا کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو انی آیات یعنی معجزات کے ساتھ اور واضح قیامت کے ساتھ فرعون اور ہان اور قارون کے

پاس بھیجا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں کو معجزات دکھائے تو حید کی دعوت دی لیکن ان لوگوں نے حق اور حقا اور انکار سے

کام لیا، کہنے لگے یہ تو جادوگر ہے۔ جڑا ہوا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کی تخریب کی کوئی پروا نہ کی اور برابر تبلیغ فرماتے رہے۔

فرعونوں نے جب دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات اثر کر رہی ہے اور کچھ لوگ مسلمان ہو گئے ہیں اور کچھ لوگ حذر ہوتے جا

رہے ہیں تو باہم مشورہ کر کے کہنے لگے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں۔ ان کے لڑکوں کو قتل کر دو اور ان کی عورتوں کو بیکھو (یعنی وہی مسل

فروں کے قتل کرنے کا حکم شروع کر دو جو کائناتوں کے خدو دینے پر ہی اسرائیل کے چچس کو قتل کرنے کا سلسلہ شروع کیا تھا تاکہ ان کا کوئی

بچہ انکی پروا نہ پا جائے جو فرعون کی حکومت کو تباہ کر کے کاڈر دین جائے) ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت

توحید کو دبانے کیلئے مشورہ کر لیا اور ممکن ہے اس پر عمل بھی کر لیا ہو لیکن ان کی سب تدبیریں ضائع ہو گئیں تھیں وَنَحْنُ نَحْكُمُ الْقَوَّاسِ

اَلَا لَيْتَ ضُلَّكُم مَّا جَاءَكُمْ بِالْحَقِّ ۝

فرعون نے اپنی قوم کے سرداروں سے کہا کہ تم مجھے چھوڑ دو میں موسیٰ کو قتل کروں اور جب میں اسے قتل کرنے لگوں تو وہ اپنے رب کو

پکارے گا یہاں معلوم ہوتا ہے کہ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ کیا ہو لیکن ان کی قوم کے سرداروں نے اسے موسیٰ علیہ

السلام کو قتل کرنے سے روکا اور یہ بھی یاد کرو کہ تو انہیں قتل کر دے گا تو حیات اناس یہ سمجھ لیں گے کہ تو دلیل سے جا بڑا تمہارا اس لئے قتل کے

اور ہے وہ کیا جان دو گھنٹہ کا کہیں سے قتل کر دیتے ہی سے میرا ملک بچا سکتا ہے۔

فرعون نے یہ سنا کہ کس کس نبی کے قتل کرنے لگاؤ تو یہ اپنے رب کو پکارے یہ ظاہری طور پر ایک بار نے ہاتھ دیا ہے اللہ سے تمہارا ہوا تھا اور اکی دو ما سزا دیا تھا اور ظاہر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مذاق اڑانے کے لئے یہ اتفاقا بول رہا تھا۔

فرعون نے اپنے ماننے والوں سے یہ بھی کہا کہ اگر موسیٰ کو پتہ چلے اور وہی چھوڑ دیا تو ذرا دے کر تمہارے دین کو بدل دے میری عبادت چھوڑ دے اور تو اپنی عبادت سے بچا۔ یہ بھی اڑا دے کہ یہ زمین میں کوئی خدا کو خدا کر دے کیونکہ جب اس کی بات نہ سمجھی اس کے ماننے والے خدا میں بہت ہو جا سکیں گے تو اس کے ماننے والوں میں اور میرے ماننے والوں میں لڑائی چھڑے ہوں گے اللہ اس سے حکام متعلق ہوگا (جو لوگ یہاں رہ رہے ہیں اور اپنی کوسب بہتہ کھینچتے ہیں ان کے سونے کا یہی طریقہ ہے تو تاجے کہ اپنے معاملہ کو قتل کر دیں اور خود اپنا دوسری مال دیا جائے اور اختیار و اقتدار پر قابض رہیں اور اس بارے میں غلام کو یہ سمجھاتے ہیں کہ میں تمہارے کھلے کے لئے یہاں کر رہا ہوں اس شخص کے وجود سے تمہارا دین اور اپنا کو خطرہ ہے لہذا اس کو قتل کر دینا ضروری ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی بات کا جب علم ہوا تو فرمایا کہ میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں جو تمہارا بھی رب ہے اور میرا بھی رب ہے کہ وہ مجھے ہر جگہ پر محفوظ رکھے جو جس کے کان پر ایمان نہیں آتا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی مخالفت کی دعا کی اور لوگوں کو بتا دیا کہ جو میرا رب ہے وہی تمہارا رب ہے جو بھی کوئی شخص تمہارے آفریت کے کان کو نہ مانے ایسا منکر و مصادک کا فرق ہے اللہ تعالیٰ مجھے محفوظ رکھے گا مجھے اس کی رہنمائی کی کوئی پروا نہیں۔

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّن آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ

اور آل فرعون میں سے ایک مؤمن نے کہا جو اپنے ایمان کو چھپاتے ہوئے تمہارا قتل کیے قتل کرتے ہو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے

وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ ۚ وَإِنَّ يَكُ لَكَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ ۚ وَإِنَّ يَكُ صَادِقًا يُصِيبْكُمْ

اللہ تمہارا ہے اور تمہارے بعد آپ کی طرف سے دلچسپی لے کر آ رہا ہے اور اگر وہ جھوٹا تو اس کا جھوٹ ہی بچ سکا ہو اگر وہ سچا تو سچیں میں مصائب بھی

بَعْضُ الَّذِي يَعْبُدُكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝

جو تمہیں کے حق کی وہ بات و حقین کوئی خبر نہ دے گا وہاں اللہ اپنے قلم کو چاہے نہیں دے گا جو وہ سچے کر چاہے وہاں جو جھوٹ لکھا ہو اسے میری قوم

لَكُمْ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظَاهِرِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَمَنْ يَتَّبِعُنَا مِنْ نَابِئِ اللَّهِ إِنَّ جَاءَنَا ۚ

آج زمین میں تمہاری حکومت میں تم علیہ ہائے ہو جو اگر اللہ کا مژدہ ہم تکہ آج کا تو ہمیں آپ سے چھاننے کے لئے کون ہر کرے گا؟

قَالَ فِرْعَوْنُ مَا أُرِيكُمْ إِلَّا مَا أَرَىٰ وَمَا أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ ۝

فرعون نے کہا تمہارا تمہیں وہی دے گا وہاں کہ جسے میں خواہ لوگ کھڑے ہوں اور میں تمہیں وہی دے گا وہاں کہ جو میرا راستہ ہے۔

آل فرعون میں سے ایک مؤمن بندہ کی حق گوئی نیز تمہیں اور تمہارے

آل فرعون میں سے ایک شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آیا تھا (جیسا کہ فرعون کی بیوی مسلمان ہو گئی تھی) کہا جاتا ہے

کہ یہ شخص فرعون کے چچا کا لڑکا تھا۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ وہ فرعون کا بیٹا تھا۔ اور چچا اور والدین یہ سب ممکن ہیں۔ لیکن ایسا یہ تو چھپا ہوا تھا جس نے اسے بطور جودانی فرعون سے اور اس کے ساتھیوں سے جو اس کی باں میں ہاں دے رہے تھے۔ چوں کہ یہ تو جوں جس وقت قتل کرنے کے منصوبہ سے رہے ہو یہ کوئی سمجھارتی کی بات نہیں۔ ہاں تو اس کا کوئی قصہ نہیں کوئی پتہ نہیں کوئی انکار نہیں اور اس نے اپنے حق بات کہی ہے۔ اور یہ کہ یہ کہہ کر اسے اپنے حق سے بے یقین کر دیا۔ بات نہیں کہنے کے لیے کہ سب ہاتھ پاؤں بھر دے۔ جو کہ جہاں سے اس کے لئے دواں بھی پیش کرتا ہے وہاں دماغ اور عقول اور سمجھنے کو بے ہوش کر دیتا۔ دہائی کی طرف سے دے دیے گئے ہیں۔ قتل کر دے تو تمہارا کیا بچنے کا؟ سمجھارتی کی بات یہ ہے کہ اس نے قتل کر دیا کہ یہ اپنی باتوں میں جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وہاں اس پر چڑھنے کا بھی ایسا دماغ اس کی سزا ہے کہ اسے قتل کرنے میں جھوٹ کرنے کی ضرورت ہے کہ ہے؟ یہ تو اپنے دماغ کی بات ہوئی۔ اب دوسرے دماغ پر بھی غور کرو اور وہ یہ ہے کہ اگر یہ اپنے دماغ میں کیا ہو دماغی پروردگار، جملہ کچھ کچھ اور اور غور کرنا ہے۔ جسکا تے رہے اور جسکا تے کی وجہ سے پروردگار، جملہ کچھ کچھ کی طرف سے تو یہ خطاب آج (جس کا اس شخص نے اپنی باتوں میں ذکر کیا ہے اور تمہیں یہ بتایا ہے کہ میری بات نہ مانو گے تو ایسے ایسے خطا میں جسکا ہو گے تو تمہیں کس کے خلاف ہو گے یہ دنیا بھی برا ہوئی اور موت کے بعد بھی خطاب کا سامنا ہوگا۔

مسئلہ کا کام ہماری دیکھتے ہوئے بندہ مسنون کے چاہی کہی اللہ لا یغفرہ من غفرہ عنہ (ہاشمہ اہل بیت سے نہیں آتا جو بعد سے بنائے گئے اور جو بہت پہلے سے بنائے گئے تھے) میں سے کوئی خاص خلیفہ مسنون نہیں ہے نہ تو اہل بیت کی طرف سے معجزات سے اور نہ ان کی تائید میں کسی اور سے جو وہاں کی چیز کرتے ہیں یہ وہاں کی ان کو خدا جانتے ہیں اس طرف بھی اشارہ کر دیا کہ فرعون صرف بے بعد سے بنائے گئے ہیں باوجود اس کے کہ ان کو بھی بتاتے ہیں کہ وہاں سے مسنون ہے کہ کوئی کر کے بہت بڑا کتاب یعنی جھوٹا بھی ہے اس کی سب قدریں ہیں لیکن ہوا کی اور یہ کوئی خلیفہ اسلام کو نہیں دے کر نکلا۔ بندہ مسنون کے مسئلہ کا کام ہماری دیکھتے ہوئے یہاں بھی کہ اگرچہ تم لوگ اس سرزمین میں مصر میں حکومت والے ہو تو ہمارا نسب ہے لیکن ان کی طرف کے مسائل اس کی کوئی حیثیت نہیں اگر ہم یہ کہنا کہ کتاب جانتے تو یہ ساری حکومت اور سلطنت دہرائے دے جائے گی اور ہمیں اللہ کے خطاب سے چلنے والے کوئی نہ ہوگا اور میرا ورثہ ہے کا انتظام کے لیے اللہ میں بیان کیا ہوا صاحبِ حکمت و مصلحت کا طریقہ ہے۔

فرمان ہے: ”وہ آئیں نہیں کر، یہ خوف ظاہری ہوا کہ موئی علیہ السلام کی بات پر حقیقی رہی تو لوگوں میں اسلام پکھیل جائے گا اور میری حکومت اور دعوای نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر شک ہو جائے گا۔“ اس لئے بغداد میں موئی کی بات سن کر حاضرین نے کہنے لگا کہ میں تو تمہیں وہی بات بتا رہا ہوں جسے تم نے اپنے دماغ میں درست سمجھا ہوں، میرے نزدیک تو موئی (علیہ السلام) حقیقی نبی کریم پر پابندی ہے جو تمہیں دانے دے رہا ہوں، یہی دانے تمہارے لیے ہے۔ جو مصیبت کے مواقع ہے۔ (عبداللہ بن عباسی)

وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَأْمَنُ بِي أَخَاكَ عَلَيْكُمْ قِتْلٌ يَوْمَ الْأَحْزَابِ ۚ قِتْلٌ دَابَّ قَوْمُ نُوحٍ

انہوں نے کہا کہ جرمین کا تھکا کہہ کر یہی تو ہے کہ اس سے زیادہ کسی اور ملک پر جرحیں نہیں چلائی جاتی۔

وَأَعَادَ وَتَشُكُّوهُ وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعِبَادِ ۝ وَيَقُولُ إِنِّي أَخَافُ

اور خدا اور رسول اور اہل کے بعد وہ ان کا صلہ ہوا اور اللہ بخیر ہر کسی طرف اعلیٰ علم کا اور انہیں فرما جا اور اسے میری قوم پر خوش نہیں تھا۔ وہ ہے



حَتَّىٰ إِذَا هَلَكَ قُلُوبُهُمْ لَنَ يَذَّكَّرَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ ۚ إِنَّهُ يَضِلُّ مَنْ هُوَ

یہاں تک کہ ہر ایک کی قوت نے کہا کہ ان کے بعد کسی رسول کا نہ آئے گا۔ اے ایسی ہی گمراہی ہے۔ اس شخص کو جو اس سے

مُتَّبِعٌ مُّذُنَّابٍ ۚ وَالَّذِينَ يَبْجَادُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ ۖ كَبِيرٌ مِّثْلَهُ ۚ وَبِئْسَ مَا يَفْعَلُ اللَّهُ

بِزُجَرٍ هَٰؤُلَاءِ ۚ اُنہوں میں جو اپنے دلوں سے جو آیتوں کی آیت میں بغیر دلیل سے جو ان کے پاس آئی ہو جھگڑے۔ اسی کرتے ہیں اے اللہ کے نزدیک

وَعِنْدَ الَّذِينَ آمَنُوا ۚ كَذٰلِكَ يَفْقَهُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ لُبٍّ مَّكْشُوفٍ ۚ جَبَّارٌ ۙ

اور اہل ایمان کے نزدیک جو نہ ہے بغیر کسی چیز سے اس طرح اللہ کو ہر حال سے برحق ہمارے کمال ہے۔

**سُورۃ مرتاب کا گمراہ ہونا اور ہر تکبیر جبار کے دل پر اللہ کی طرف سے سُر لگ جانا**

مرد و عورتوں کا سلسلہ کام چابی ہے اس نے پہلے تو فرعون اور اس کی قوم کو ذرا یاد دلایا کہ یہ کھوتے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو  
بھٹکا کر گزرتا تھا جس پر ایک جہاد ہو چکی ہے اس کے بعد ان سے خصوصی طور پر حضرت یوسف علیہ السلام کی اہستہ کا ذکر کیا جو اہل مصر کی طرف  
مہجوت ہوئے تھے انہیں یاد دلایا کہ وہ کھوتے حضرت یوسف علیہ السلام دلاں کے ساتھ تھا، اے پاس آئے لیکن تم نے ان کو بھی بھٹکا دیا اور  
انہوں نے جو دعوت پیش کی اور اللہ تعالیٰ کے احکام بتائے تم اس میں براہ الٹ کرتے دیتے تم نے یہ تسلیم نہ کیا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں اور  
اس کی دعوت حق ہے اور تم نے نہ صرف یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی رسالت کا انکار کیا بلکہ ان کی اوقات سے جانے یہ اس کہہ دیا کہ  
یہ باغی اہل رسول تھے اور ان کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی رسول نہ بھیجے گا اللہ کے رسول کی رسالت کا انکار کیا ہونا اور اپنی طرف سے یہ تجویز کر  
دینا کہ اللہ تعالیٰ اب کوئی بھی رسول نہ بھیجے گا اور خدا اور نبوت اور جہاد سے ہے۔

خود لوگ جہاد اور سرکشی میں حد سے جا چکے اور ان کا مزاج ٹک کر نے کا بن جانے اپنے لوگوں کو اللہ تعالیٰ مکرار فرما رہا ہے ان  
کا کام یہ ہوتا ہے کہ خود کو خدا اور نیک اللہ کی آیات میں جھگڑے کرتے رہیں گے ان کی یہ جھگڑے بازی اے اللہ کے ایک اور اہل ایمان  
کے ذرا ایک بہت زیادہ بغض اور نفرت کی چیز ہے۔

مرد و عورتوں نے مزید کہا کہ میں تو جانتا ہوں کہ جہاد سے دلوں پر سُر لگ چکی ہے اب تمہیں حق قول کہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے  
تمہارے دلوں پر سُر لگا دی ہے وہ اس طرح ہر تکبیر سُر اور ہر کمال پر سُر لگا دیتا ہے چاہے جس شخص کے دل میں ذرا بھی حق قبول کرنے کی  
طرف جھکاؤ نہیں رہتا اس میں حق سمجھنا اور قبول کرنے کی بالکل ہی گنجائش نہیں رہتی۔

فائدہ..... صاحب روح المعانی نے ازالہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ہم کے ساتھ بن یہ تو یہ لکھ دیا ہے اور حضرت یوسف  
علیہ السلام جو کھوتے سے کہ مصر میں صاحب التذکرہ کے تھے اور ان کے سامنے بن یمن کے والد بن اور یہی تمام اہل و عیال کے ساتھ  
مصر میں آکر گئے تھے انہیں یوسف علیہ السلام کو سراہا دیا ہے اور جتنا شتم میں جو غیر خطاب ہے اس کا مطلب یہ کیا ہے کہ اس سے اہل  
مصر کے آباؤ اجداد اور وہ ہیں پھر ایک یہ قول نقل کیا ہے کہ یہت ہوا میں اس یوسف کا ذکر ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے  
ہے تھے حسان کو بھی اللہ تعالیٰ نے نبی کریم کا بھائی بنانے میں بھی مصر میں میں میں قیام کیا اور یہ لوگ ان کی دعوت میں شک ہی کرتے  
رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَهْمَانُ ابْنِ صَاحِبِ الْعُقَيْنِ اٰتِنِي الْاَنْسَابَ فِيْ اَسْبَابِ السُّلُوْبِ فَاُظْلِعْ

اور فرعون نے کہا کہ یہاں میرے بے ایک گناہ۔ جسکے کہیں۔ راستوں میں اپنی جان۔ اپنی آہن کے راستوں تک میری۔ سبلی ہو جائے

اِلَى اللّٰهِ مُؤَسِّسِيْ وَاِنِّىْ لَاطْلُئُهُ كَاذِبًا - وَكَذٰلِكَ رُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوءُ عَمَلِهٖ

پر جس موی کے مہر کو پتہ چلاؤں۔ اور یہ ایک میں ڈالے ہوئے ہی کہتا ہوں۔ اور اسی طرح فرعون کے لئے اس کا بالکل فسر نہ ہو سکا

وَصَدَّ عَنِ السَّبِيلِ - وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ

اور روک دیا۔ اور فرعون کی تدبیر جو راستہ ہی میں لے جانے والی ہے۔

فرعون کا اوپر چڑھنے کیلئے اونچا محل بنانے کا حکم دینا اور اس کی تدبیر کا برہادی کا سبب بننا

جب فرعون کے سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی دولت پیش کی تو اس نے سوال و جواب کے کھل کی دھمکی دی بڑی ڈانگیں  
میں دھرا ہے تمام کو دھوکہ دے کے کئے کئے طرح طرح کی باتیں کالیں انہیں اس میں سے ایک یہ بات تھی کہ اس نے اپنے دربار میں  
سے کہا کہ ذرا ایک محل یعنی اونچی عمارت تو بناؤ میں اوپر چڑھوں گا آہن کے راستوں پر پہنچوں گا اور موسیٰ علیہ السلام کے مہر کو پتہ  
چلاؤں گا۔ مجھ نے مہر ایسی ہی بتے ہیں وہی تو اس کا یہ تھا کہ میں سب سے بڑا رب ہوں اور حال اس کا یہ تھا کہ اسوں کی خبر جانتے  
کے لئے اونچی عمارت کا مہر میں کھڑا تھا تو ایک طرف تمام کو دھوکہ دے گا قصور تھا اس لئے بد عمارت کا حکم دینے کے ساتھ ساتھ اس  
نے پہلے ہی سے اس کو دھوکہ دیا کہ میں موسیٰ کا مہر دیکھتا ہوں۔ (فرعون نے جو وہ محل بنانے کا کہا تھا اس کا ذکر سورۃ القصص میں بھی کیا گیا ہے۔

فَاَوْفَّقْنَاهُ فَاَخَذَ عَلَى الْعُلَاقِ (۱۳) کی تیسری کسطبہ میں لکھا ہے۔ اور مکیہ انوار علیہ السلام ص ۳۴۴ ج ۳

وَكَمْثَلَتْ رُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوءُ عَمَلِهٖ اور اسی طرح فرعون کے لئے اس کی بدکرداری اور عین کردی گئی قصہ داہنگی کہتا تھا۔

وَصَدَّ عَنِ السَّبِيلِ (اور روک دیا) سے رک دیا گیا (موسیٰ علیہ السلام کا تہ بکرنے کے لئے تدبیر میں چوہا بھر کوئی تدبیر کا مہر  
آئی تو خدا کیلئے فرعون الا فی تباب (اور فرعون کی تدبیر ہلاکت ہی میں لے جانے والی تھی) اور جو سبب الہا ہذا قرآن پاک میں اور بھی  
اہل اپنے فکر میں کوئی لے ڈھا۔

قال السخاوی فی سورۃ عہد اَفَلَمْ يَنْتَبِهُوا مِنْ اَنْتُمْ فِرْعَوْنُ قَوْمَ هٰذَا وَ مَا هٰذَا (سفر میں کو اور اس کے  
فکر میں کو مہر کے ایک بڑے حد نے احاطہ لیا اور فرعون نے اپنی قوم کو کہہ کر دیا اور کھڑے کر دیا تالی۔)

وَقَالَ الَّذِي اٰمَنَ يَتَقَوَّمُ السَّابِقُونَ اَهْلًا ثُمَّ سَبِيلُ الرَّشٰدِ يَقُوْمُ اِنَّا هٰذَا وَ الْحَيٰوَةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ

اور جس ایمان والوں نے کہا کہ ہماری قوم میرا چاہتا کہ میں تمہیں دانت دہانتوں گا۔ یہی قوم یہ تامل دیکھ کر تمہارے سے طبع کی زندگی ہے

وَ اِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا

اور ایشیا آخرت ہی رہنے کی جگہ ہے جس نے کوئی اچھی بات کی تو اس کا بدلہ صرف اسی قدر دیا جائے گا اور جس نے ایک اچھی بات کی

هٰن ذٰكِرًا اَنْتَیْ وَفَوَؤْمِنْ فَاُولٰٓئِكَ یَذْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ یُوزَنُوْنَ فِیْهَا بِقَدْرِ حِسَابٍ ۝

اور جسے یاد دلائیے کہ وہ مومن جو حق پر ہوگئے جنہ میں داخل ہوں گے اس میں انہیں بے حساب بڑائی دی جائے گی۔

وَيَقُوْمُ مَلٰٓئِکَةُ اَدْعُوْکُمْ اِلَى النَّجْوٰی وَتَدْعُوْکُمْ اِلَى النَّارِ ۚ تَدْعُوْکُمْ لِیَا کُفْرًا

اور اسے خبر دی کہ تم کہاں سے کہیں ہوتے ہو اور تمہاری طرف سے کفر کی طرف بلاتے ہو تو تمہیں اس کی خبر دی جائے گی کہ تم کفر کی طرف سے کہیں گے۔

بِاَسْمَائِهِمْ وَتُسَمُّوْنَہُمْ بِمَا عَلِمُوْا ۗ وَاِنَّا اَدْعُوْکُمْ اِلَى الْعِزِّ الْعَلِیِّ ۝ لَا یَجْزِیْہُمْ

ان کے ناموں سے کہیں گے اور تم انہیں ان کے ناموں سے کہیں گے۔ اور ہم انہیں ان کے ناموں سے کہیں گے۔ اور ہم انہیں ان کے ناموں سے کہیں گے۔

اَنْتُمْ تَدْعُوْنِیْ اِلَیْہِمْ لَیْسَ لَہُمْ دَعْوَۃٌ فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَاَنْتُمْ مَّرْکُوْبَةٌ اِلَی اللّٰہِ ۚ وَاَنْتُمْ

تم کہیں گے مجھے ان کی دعوت دینے کے لیے۔ اور تمہاری دعوت دنیا میں ہے اور آخرت میں ہے۔ اور تمہارا ٹھکانہ ان کی طرف ہے اور تمہارا ٹھکانہ

النَّارِ فِیْہِمْ ۚ فَمَنْ اَخْضَبَ النَّارَ ۚ فَتَذٰکُرُوْنَ مَا اَقُوْلُ لَکُمْ ۚ وَاَقُوْضِیْ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ ۚ اِنَّ

لوگ جہنم سے بڑھ جاتے ہیں اور ان کے لیے جہنم کا ذکر ہے۔ اور تمہاری طرف سے کہیں گے کہ تمہاری طرف سے کہیں گے۔ اور تمہاری طرف سے کہیں گے۔

اللّٰہُ یَصِیْرُ بِالْیَاقُوْبَ ۝ فَوَقَّہُ اللّٰہُ سِتَآءَ مَا مَكْرُوْا وَحَاقَ بِہِمْ اِلٰہُ فِرْعَوْنَ سَوَآءُ الْعَذَابِ ۚ اِنَّہٗ

اللہ تعالیٰ کو پہنچے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو ان لوگوں کی تدبیروں کی سزا دی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو ان لوگوں کی سزا دی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو ان لوگوں کی سزا دی ہے۔

یَعْرِضُوْنَ عَلَیْہَا عَذُوْا وَعِشَیْہَا ۚ وَیَقُوْمُ شَقُوْمُ السَّاعَةِ ۚ اَدْخِلُوْا اِلَی فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝

یہ لوگ آگ کے ساتھ اسے جانتے ہیں اور اس میں ان کی فحش کاری ہے۔ اور ان کو ان کی فحش کاری کے لیے جہنم میں داخل کرو۔

مرد مومن کا فائدہ دینا اور بقاء آخرت کی طرف متوجہ کرنا، اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا

مرد مومن کا سلسلہ کلام جاری ہے اور میان میں فرعون کی اس بات کا تذکرہ فرمایا کہ اس نے اپنے وزیر ہارون سے ایک لوہی ٹھکانے کا حکم دیا اور اس کا حکم اس ٹھکانے پر چڑھ کر موسیٰ کے معبود کا پتہ چلاؤں گا۔ مرد مومن نے فرعون کی بات سن کر فرعون کو کھڑے نصیحت کی اور اس نے یہ کہا کہ تم لوگ میرا چارہ کرو جس قسمیں چاہتے ہو کہ اس کا پتہ چلاؤں گا۔ مجھے میں موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا رہا ہوں۔ تم بھی ایمان لاؤ اور یہ دنیا جس پر تم دل دینے پر ہے۔ اور اس کو سب کچھ بھروسہ ہے اور یہ بھگتے ہو کہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے سے تمہاری دنیا بقی رہے گی۔ اس کے بارے میں قسمیں کھینچنا چاہئے کہ یہ دنیا اپنی آزمائش تھوڑی سی ہے پھر دوزخ ہے اس میں جو کچھ ملانے سے ہوگی تھوڑا سا ہے اور تھوڑے دن کا کام آئے والا ہے اس آزمائش دیکھنے کے لیے تم اپنی آخرت پر ہاتھ کرنا اور انھیں کفر پر مہرے گا اس کے لئے وہاں واقعی عذاب ہے وہاں کے عذاب کے لئے اپنی جان کو بچا کر نہا کی بات ہے سب کو سزا ہے یہ دنیا آخرت میں جاتا ہے جو لوگ ایمان کے ساتھ پہنچیں گے وہ وہاں جنت میں جائیں گے اور جنہ انہی جگہ سے ہو اور اقرار ہے حقیقت میں وہی رہے گی جگہ ہے۔

مرد مؤمن نے مزید کہا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہیں اور ایمان کا بدلہ دے گا جس نے کہ جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن ایک عمل کا بدلہ بہت زیادہ دے گا کسی بھی مرد یا عورت نے، حالت ایمان کوئی بھی ایک عمل کر لیا تو اس کے لئے اللہ نے یہ صلہ کیا ہے کہ ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے وہاں انہیں بے حساب مدتی دیا جائے گا تم لوگ اسی جنت کے لئے مقرر ہو جو ایمان قبول کرو۔

مرد مؤمن نے یہ سن لیا کہ کہیں تمہیں ایسے کام کی طرف دیا جائے جس میں آخرت کی کمالات سے بہرہ ور ہو گئے اس چیز کی طرف دیا جائے جو اور دنیا کے دلائل کا سب سے بڑا دلائل کی دولت دیتا ہو اور تم مجھے یہ دعوت دیتے ہو کہ میں اللہ سے ساتھ کر لوں کروں جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ دے گا نہ شریک کے چاہنے والے کی کوئی دلیل نہیں ہے اس میں حاکمیت لہی بہ عظم کہہ رہا تھا کہ تمہیں یہ بتا دیا کہ تمہارے پاس بھی شرک کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ بات بھی اپنے کو یاد رکھو ایمان کو تو تم کو خطاب کرتے ہوئے مزید کہا وَأَنصَبْ أَخْوَكَ لَكُمْ اَللّٰهُمَّ اَلْعَزِيزُ الْعَلِيمُ (یعنی میں تمہیں اپنے معبود کی طرف دیتا ہوں وہ عز و جبر و قدرت سے بہت مغفرت کرتا ہے) اگر کسی کو خدا آپ دینا چاہے تو اسے کوئی روکنے والا نہیں اور وہ غدار بھی ہے کوئی انہیں کیسے ہی گناہ کر لے وہ معاف کر دے چاہے تو اسے کوئی بھی روکنے والا نہیں لہذا تم کفر سے توبہ کرو اور بخشش کے اور اذیتیں آجائے تو سوچو کہ ہم نے جواب تک کفر و شرک کیا ہے اور اعمال کا یہ مستجاب کیا ہے انکی معافی کیسے ہو گی۔

مرد مؤمن نے یہ بھی کہا کہ تم لوگ جو مجھے کفر و شرک کی طرف دلاتے ہو یہ باطل چیز ہے اور اس میں برائی ہے یہ جہنم شرک اور کفر کی دعوت ہے۔ یہ جو شخص ایک جاہلان بات ہے تم نے جو بت تراش رکھے ہیں یہ تو ایمان کی تلخ پھٹی جینے میں نہاں کرتے ہیں جس کی تلخ اور ضرر کے مالک ہیں یہ تو دنیا میں تمہاری دعوت کی حقیقت ہے اور آخرت میں اس کا کوئی ثقل نہیں رہتا اور انہیں بے عقل صاحب الفروج والعمی ان مخالفہ انہی المذموم الامعاء لیس لہ استجابة دعوة لمن یدعوہ اصل اولیس لہ دعوة مستجابة ہی لا یدعی دعا يستجیہ لداعیہ فالکلام لہا علی حلف المصاف او علی حلف الموصوف (تفسیر روح المعانی کے مصنف لکھتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جن باتوں کی طرف تم مجھے دلاتے ہو انہیں جو نکارے وہ اس کی نکار کا جواب ہو انہیں اسے نکتے ایمان کو نکارنے والے کی کوئی زحمت نہیں ہے یعنی کوئی ایسی دعا نہیں جو انہیں دالے کیلئے قبول ہو یہاں لیس لہ دعوة میں یا تو مصاف مخالف ہے یا موصوف مخالف ہے۔)

وَأَن مَوْفَاةً هِيَ اللّٰہُ (مرد مؤمن نے مزید کہا ہم سب کا لانا اللہ کی طرف ہے وَأَن الْفُتُوْرَہِی خَمَ اَنْصَبْ اَللّٰہُ اور بلاشبہ اللہ سے آگے نہ جتنے والے کسی مذہبی ہوں گے) اس میں ترکیب سے یہ بتا دیا کہ تم لوگ صرف اللہ سے آگے نہ جتنے والے ہو ایمان قبول کرو تاکہ کفر کے خطاب سے بچ سکو۔

فَلَنَسْخُحَنَّوْاْ مَا تَوَلَّوْاْ لَكُمْ (سو تم مت قریب جان لو گے جو میں تم سے کہتا ہوں کو اَلْفُتُوْرَہِی خَمَ اَنْصَبْ اَللّٰہُ اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں) اگر تم نے مجھے تکلیف دینے کا ارادہ کیا تو میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ وہ میری حفاظت فرمائے گا۔

مرد مؤمن کا تو قہر کا شرارتوں سے محفوظ ہو جانا اور تو قہر فرعون کا نہ یاد ہونا۔ یہاں تک مرد مؤمن کا کلام تھا آگے اللہ تعالیٰ عمل شان سے اس کی حفاظت کا اور آل فرعون کے جھگڑے خطاب ہونے کا کہ فرما دیا وَأَنصَبْ اَللّٰہُ (اور فرعون اور فرعونوں کے مخالف ہو) (مخالف نے اس کو ان لوگوں کے کفر و بدعت کی سمجھوتہ کی) وَحَاقَ بِالْفِرْعَوْنِ سُوْرَةُ الْعَذَابِ اور فرعون اور آل فرعون پر عذاب نازل ہو گیا یہ لوگ نہ ایمان فریق ہوئے اور آپ سے بہرہ ور حقائق بال فرعونوں سے ایمان فریق ہو کر لایا جائے تو







کو مہلت دی چلی ہے جہن کے حق میں اشد رائے یہ ہے اور اسی اشد رائے کی وجہ سے اور زیادہ دین چڑھ کر شراعت اور عبادت کرتے ہیں پھر دنیا میں ان سے انکسار لے لیا جاتا ہے۔

وہیوم یقوموا لانتظار اور ہم اس دن بھی رسولوں اور ایمان والوں کی دعا کریں گے جس دن کو انکسارے ہوں گے یعنی فرشتے کو ایسی دین کے کرداروں نے تبلیغ کی اور کافروں نے جھٹلایا۔

دوسری بات یہ واضح فرمائی کہ قیامت کے دن خالصہ کو انکی خدو خواسی نفع دے گی وہ دنیا میں بھی سخت لعنت ہیں اور آخرت میں بھی ملعون ہوں گے۔ اور جو انہیں بچے گا مگر شکار کا وہ پتھر ہو گا یعنی روزِ عاشق میں جا نہیں گے۔ جو آگ کا دھگر ہے۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْهُدَىٰ وَأَوْرَثْنَا بَنِي إِسْرَءِيلَ الْكِتَابَ ۖ هُذًى وَ ذِكْرًا لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۝

اور یہ اہلِ ایت ہے کہ ہم نے موسیٰ کو ہدایت دی اور بنی اسرائیل کو کتاب کو یاد دے ملا۔ یہ کتاب ہدایت اور نصیحت تھی جس میں ان کے لئے

فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۖ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعُشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ

سو پہ پہ کیجئے یا قہر نہ کرنا کہ حق ہے اور اپنے گناہ کے لئے استغفار کیجئے اور صبح و شام اپنے رب کی تسبیح پڑھنا کیجئے جو کہ کے ساتھ ہو، یا صبح و شام

يُجَادِلُونَ فِي آلِهَةٍ ۚ اللَّهُ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ ۚ إِنَّ فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرًا مَّا هُمْ بِبَالِغِيهِ ۚ

انہی کی آیات کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں بے حق چلی ہے جہن کے پاس آتی ہیں ان کے سینوں میں تمہاری ہے ابھی میں اس تک پہنچنے والا نہیں ہیں

فَاسْتَغْفِرْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝

سو آپ اللہ سے دعا کیجئے یا قہر نہ کرنا کہ حق ہے اور اپنے گناہ کے لئے استغفار کیجئے اور صبح و شام اپنے رب کی تسبیح پڑھنا کیجئے جو کہ کے ساتھ ہو، یا صبح و شام

صبر کرنے اور استغفار کرنے اور تسبیح و تحمید میں مشغول رہنے کا حکم

ان آیات میں اہل قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل کا تذکرہ فرمایا اور فرمایا کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ہدایت دی اور

بنی اسرائیل کو کتاب کو یاد دے ملا اور بنی اسرائیل کو کتاب کو یاد دے ملا۔ یہ اسلام ہی کے واسطے انہیں کی تھی جو پہلے ہدایت تھی کہ یہ کتاب ہدایت تھی اور

مصلیٰ انہوں کے لئے نصیحت تھی جس میں انہوں نے (تقریباً) بنی اسرائیل کی قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی ایسا کیا کہ پہلے انہیں کو ہدایت تھی اور بنی اسرائیل کو کتاب کو یاد دے ملا

مصلیٰ انہوں کے لئے نصیحت تھی جس میں انہوں نے (تقریباً) بنی اسرائیل کی قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی ایسا کیا کہ پہلے انہیں کو ہدایت تھی اور بنی اسرائیل کو کتاب کو یاد دے ملا

کی استغفار کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں بے حق چلی ہے جہن کے پاس آتی ہیں ان کے سینوں میں تمہاری ہے ابھی میں اس تک پہنچنے والا نہیں ہیں

انہی کی آیات میں جھگڑا کرتے ہیں بے حق چلی ہے جہن کے پاس آتی ہیں ان کے سینوں میں تمہاری ہے ابھی میں اس تک پہنچنے والا نہیں ہیں

کرتے ہیں (قرآن و انہیں سنتے اور آپ کی تحذیب کرتے ہیں ان کے سینوں میں میں تمہارے ہو ابھی میں اس تک پہنچنے والا نہیں ہیں

کرتے ہیں (قرآن و انہیں سنتے اور آپ کی تحذیب کرتے ہیں ان کے سینوں میں میں تمہارے ہو ابھی میں اس تک پہنچنے والا نہیں ہیں

معاذ اللہ انہوں میں کھسا ہے کہ یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ

یہاں اسکا معنی وہاں "گزرا جانے میں لگے گا اس کے ذریعہ ہمارا ملک وہاں مل جائے گا اس پر عقد قبولی نے آیت نازل فرمائی کہ ان کے سینوں میں تحکم نہ چک بکرا کر گی ہے اور یہ کچھ ہے جس کی ہم غالب ہو جائیں گے حالانکہ وہ غالب نہیں ہو سکتے، ان کے لئے تو یہ فرد کہ وہ جس چیز کا کافی کر رہے ہیں اس تک نہیں پہنچ سکتے اور آپ کو حکم دیا کہ آپ ان کی پتا لیں اس میں وہاں سے پتا لیا بھی داخل ہے۔

**لَخَلْقِ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۷۰﴾ وَمَا**

موسیٰ "مومنوں کا اور زمین کا پیدا کرنا انہوں نے پیدا کرنے سے زیادہ بڑی وجہ ہے لیکن آخر وہ نہیں جانتے ہر مرد

**يَسْئَلُ الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرَةَ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا مَا تَشْكُرُونَ ﴿۷۱﴾**

نہیں دیکھتا اور "بچے اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچکے مل کے رہے لوگوں کے رہبر ہیں، وہ ایک تم صلیحت حاصل کرتے ہیں۔

**إِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۷۲﴾**

یہ ایک قیامت ضرور آنے والی ہے اور "بچے بہت سے ایک ایمان نہیں کرتے۔

پیدا اور نابینا اور مومن صالحین اور برے لوگ برابر نہیں ہو سکتے

ان آیات میں قیامت کا آنا ثابت فرمایا ہے اور جو لوگ قیامت کو مستبعد سمجھتے تھے ان کا استبعاد اور فرمایا، قیامت کا انکار کرنے والے یوں کہتے تھے کہ قبروں سے نکل کر وہ بارہ کیسے زندہ ہوں گے یہ ان لوگوں کی ناگہی اور بیوقوفی کی بات تھی اللہ جل شانہ نے اور شواہد فرمایا کہ دیکھو یہ آسمان اور یہ زمین اتنی بڑی بڑی چیزیں ہم نے پیدا کیں ایک کچھ اور مختلف آدمی نوکر کے گا تو اس کی کچھ میں بھی "تے گا کہ مرد و عجم میں جان ڈالنا خالق مدبر و ہمارے لئے ذرا بھی بڑی بات نہیں ہے بات تو سیدھی سہل ہی ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے کہ مردوں میں مرد و عجم ہر دو ایک ہی ہے اور یہ فرمایا کہ نابینا اور دیکھنے والا برابر نہیں ہو سکتے اس کو بھی سمجھتے ہیں، اہل ایمان اور اہل عمل صالح و انہوں کے ساتھ بلند میں ہر مرد و عجم برابر نہیں ہو سکتے یہ بات سمجھتے ہوئے یہ بھی سمجھ کر انہوں کو چاہا کہ انہوں نے اور مردوں کو براہِ اولیٰ دتا ہے۔ قیامت قیامت قائم ہو نہ ضروری ہے تاکہ ہر ایک اپنے اپنے گناہوں کے پالے خالق سامنے نکھڑ جائے۔ جسے لیکن ہم لوگ کم صحبت حاصل کرتے ہو۔ چاہے قیامت ضرور قائم ہوگی اس کے آنے میں ذرا شک نہیں ہے، لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

**وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ**

مجرم رہیں۔ "اب نے فرما دیا کہ تم مجھے بلاؤ میں تمہاری دعا قبول کروں گا، چاہے جو لوگ میری عبادت سے منکر کرتے ہیں عقرب بہت اذیت

**يَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ ذُخْرَيْنِ ﴿۷۳﴾**

جہنم میں داخل ہوں گے۔

### اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعا کرنے کا حکم اور قبول فرمانے کا وعدہ

اس آیت کریمہ میں حکم فرمایا ہے کہ تم مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا، یہ اللہ تعالیٰ شانہ کا بہت بڑا انعام ہر انسان کے لئے ہے۔ انہوں نے اپنی ذات عالی سے مانگنے کی اہمیت دینی اور پھر قبول کرنے کا وعدہ بھی فرمایا۔ دعا مانگنے میں جو کیف ہے اسے اسی بندے پر لگنے میں جو دعا کے طریق پر دعا کرتے ہیں وہ سراپا عبادت ہے جیسا کہ آیت کے تحت فرمایا ان اللہین یستجیبون عن عبادہن سید خلون جہنم جاحولہ (وہ لوگ جہنم میں عبادت سے نکل کر آتے ہیں یعنی وہ سے دعا کرتے ہیں وہ شریب: نیک ہونے کی عبادت میں جہنم میں داخل ہوں گے)۔

دعا کی ضرورت اور فضیلت: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ الدعاء مع العبادۃ عظم وادع ۱۲۰ (دعا کے ساتھ عبادت کا مطہر ہے) اچھلکے کے لئے دعا دراصل چیز ہوتی ہے اسے مغر کہتے ہیں اور اسی مغر کے بعد ہوتے ہیں۔ اگر بارگاہ کو پھر دعا اس میں سے کئی ٹکٹی ہے اور اسی کڑی کی اصل قیمت ہوتی ہے اگر کھٹکوں کے اندر کڑی نہ ہو تو ہارام ہے۔ ہم ہوتے ہیں۔ عبادت میں بہت سی چیزیں اور دعا بھی ایک عبادت ہے لیکن یہ ایک بہت بڑی عبادت ہے عبادت ہی نہیں عبادت کا مطہر ہے۔ ہر اصل عبادت ہے عبادت کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ جل شانہ کے حضور میں بندہ اپنی عاجزی اور ذلت پیش کرے اور ششوں کا حضور کو پیش کرے اور اس کے ساتھ بارگاہ سے لینا میں پہری نیاز مندی کے ساتھ حاضر ہو اور چونکہ یہ بڑی اہل حضور دعا میں سب عبادتوں سے زیادہ پائی جاتی ہے اس لئے دعا میں عبادت اور عبادت کا مطہر ہے دعا کرتے وقت بندہ اپنی عاجزی اور ذلت مندی کا اقرار کرتا ہے اور سراپا عبادت ہو کر بارگاہ کو اللہ جل شانہ میں اپنی حاجت پیش کر کے پکارا اور دعا کرتے ہیں اور پھر دیکھتے ہیں کہ دعا مانگنا ہے اس کے سوا کوئی دینے والا نہیں ہے وہ دعا ہے کہ ہم ہے اچھا چاہتے ہیں کہ اس کو کوئی دے کہہ اس میں ہے اور ہے چاہتے ہیں اس کی حاجت نہیں ہے اور ملتی ہو اور دعا مانگنا ہے جب اپنے اس یقین کے ساتھ دعا کو تمام کی بارگاہ میں پکارا کہ دعا مانگنا ہے اس کی حاجت نہیں ہے اس کا پیش عبادت ہی ہے دعا یہ دعا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا مندی جب ہی جاتی ہے۔ اس کے برعکس جو شخص دعا سے باز کرتا ہے اور اپنی حاجت مندی کے خواہ کو خلاف نشان لگتا ہے چونکہ اس کے اس طرز عمل میں تکبر ہے اور اپنی بے نیازی کا دعویٰ ہے اس لئے اللہ جل شانہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔

چونکہ دعا ہی عبادت ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایس شی: احکم علی اللہ من الدعاء (کہ اللہ تعالیٰ کے بارگاہ دعا سے دعا کرو کوئی چیز بڑا دیکھو اور نہ نہیں ہے۔) (مسلم و ترمذی) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے عن اسم یسئل اللہ یعطہ علیہ۔ (مسلم و ترمذی) (جو شخص اللہ سے سوال نہیں کرتا اللہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے)۔

انسان اپنی بھلائی اور بھلائی کے لئے جتنی تدبیریں کرتا ہے اور دیکھتا تکلیف اور نقصان اور ضرر سے بچنے کے لئے جتنے طریقے سوچتا ہے ان میں سب سے زیادہ کامیاب اور موثر طریقہ دعا کرنا ہے نہ پتھر پاؤں کی سخت نہ مال کا رچا جس کو اس کا حاضر کرنے دعا کر لی جائے غریب بیمار بیمار اور محنت مند مسافر اور مقیم بوز عمار و دران مردود یا محنت جمع ہو یا تنہا ہی ہر شخص دعا کر سکتا ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لا یحضر و لیس الدعاء لایہد لن یدلک مع الدعاء احمد (وہ غریب و الغریب اللہ لفظ الصغیر) (دعا کے بارے میں عاجز نہ ہو کیونکہ دعا کے



پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے چند خوش کلامی فرمایا کہ اللہ نے تمہارا سے لئے زمین کا جس پر آرام ہے، جسے سب سے بڑا ہوا ملتی جلتی نہیں اور اس نے آسمان کو تمہارے لئے ایک چھت بنا دیا اور وہ دیکھتے ہو تو دل خوش ہوتا ہے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری صورتیں بنا کر اچھی صورتیں بنائیں مگر ہر مرد پر جو کچھ فرمایا کہ کبیزہ و کھوج میں مطلقاً نہیں جو کھانے کی چیز نہ لگی ہیں اور پکے کی لگی ہیں اور دوسرے سے سواری پر بھی استعمال ہوتی ہیں جس نے تمہیں ان چیزوں سے توفیق دیا اللہ نے تمہارا رب ہے ہمارے رب ہے یوں غلطیوں سے باز رکھے ہے اس کی حیثیت ذاتی ہے جتنی ہے لازمی ہے عبادتی ہے ان باتوں کو سمجھو اور تمہیں کہہ کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے لہذا اسی کو پکارتا ہے باگواہی کی عبادت کہ اور اگر وہ عبادت اور طاعت نہ لیں اس کے لئے سوائے اس فرمایا لِحُفْظَةِ الْكَلِمَاتِ الْعُلَمَاءُ (سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو اس سے پہلے ان کا پروردگار ہے۔)

قُلْ إِنِّي نُهَيْتُ أَنْ أُعْبِدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَحْدِثَ عَلَيَّ الْيُتُوسُ ۝ وَ أَهْوَتْ  
 أَن أُسَلِّمَ لِلرَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝ هُوَ الَّذِي عَلَّمَكُم مِّنْ ثَرَابٍ ثَمَرٍ مِنْ ثُفْلَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ  
 ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشَدَّ كُمْ ثُمَّ لِتَكُونُوا شُيُوعًا ۝ وَ مَنَّكُمْ مِّنْ يُّشْفَوِي مِنْ قَبْلِ  
 وَلِتَبْلُغُوا أَجَلَ نَفْسِي ۝ وَلَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ ۝ هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ ۝ فَإِذَا قُضِيَ أَمْرُ الْوَلَدِ  
 أَوْرَاجُكُمْ ۝ مِّنْ حَسْبِي كَوْنِي هَادٍ ۝ وَ كَرَمٍ ۝ وَ مَنَّكُمْ مِّنْ يُّشْفَوِي مِنْ قَبْلِ  
 يَقُولُ لَا تَنْ فَيَكُونُ ۝

ترجمہ فرماتا ہے کہ جو تیرا خدا ہے وہ پتا ہے۔

میں تمہارے معبودوں کی عبادت نہیں کر سکتا مجھے حکم ہوا ہے کہ رب العالمین کی فرمانبرداری کروں  
 یہ بھی آیات کا ترجمہ ہے پہلی آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ آپ شرکین سے فرمادیں کہ میرے پاس میرے رب  
 کی طرف سے واضح ارادے آچکے ہیں میں تو صرف اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کروں گا تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی عبادت  
 کرتے ہو میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا مجھے اس سے منع کیا گیا ہے کہ میں شرک اختیار کروں لہذا یہ حکم دیا گیا ہے کہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی خاص فرمانبرداری کروں (یہ بیان کر کے شرکین کو یہ بتا دیا کہ تم جو یہاں میرے لئے پیغمبر ہو کہ میں اپنی توحید کی دعوت کو چھوڑ دوں گا یا  
 تمہاری طرف سے کہہ چکے جاؤں گا یہ تمہارا جہاد نہیں ہے۔)

دوسری آیت میں انسان کی تخلیق کے مختلف احوال بتائے گئے تو یہ فرمایا کہ اللہ نے تمہیں مٹی سے پیدا فرمایا یعنی انسان کی ابتدائی











بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿١٠﴾ فَلَمَّا رَأَوْا بُنْيَانًا قَالَ الْإِمَامُ بِاللَّهِ وَحْدَهُ وَكُفِّرْنَا

حقائق پر غور کر کے سب سے پہلے انہوں نے یہ ثابت کر دیا کہ ان کے لئے جو کتابیں تیار کی گئی تھیں ان میں سے کوئی ایک بھی ان کے لئے مناسب نہیں تھی۔

يَعَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ ۝ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا آيَاتَنَا سَلَتْ اللَّهُ

قریب سات تھے ان کے مگر چار سو ان کے اہل خانہ نے ان کو بھائی بنایا۔ اہل خانہ کی طرف سے

الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ، وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ ﴿٥٠﴾

خیر اس کے بعد میں گزرا جلی سے اور اس موٹی پر کلر کر کے والے علاقہ میں رہ گئے۔

جو یا نہیں اور کشتیوں کی نفٹ کا تذکرہ

[illegible]

صاحبِ روحِ العالی نے بعض مفسرین سے نقل کیا ہے کہ چونکہ اس سے بجلی آتی ہے جانوروں پر سوار ہونے کا ذکر آپ کا ہے اس لئے یہاں کہاں اور مرقوں کے سوار کئے جانے کا ذکر ہے کیونکہ یہ دونوں ضعیفہ حقوق ہیں یہ تو بہت کم کے ایک شہر سے دوسرے شہر لگی جا چکے ہیں لیکن ان دونوں جنسوں کے افراد ستر لاکھ تک اس لئے اس میں بھول کا میلہ نہ حملوں کا لایا گیا ہے یہ بتایا گیا ہے کہ جب تم چھوٹے چھوٹے چھوٹے جانوروں پر سوار کیا جاتا تھا۔

وہم یکنکھ ایچہ (ہر اندھ تمہیں اپنی نگاہیں دکھا دے گا) ہے لکھائی اجابت اللہ فکھڑون<sup>۲</sup> (سہم اندھ کی کن کن نگاہیں کا لگا کر دے گے) یعنی اندھ کو اپنی نگاہیں بہتہ ہیں اور خوب ظاہر ہو گئی ہیں سب کے سامنے ہیں لگا کر دے گا کوئی موقع نہیں ہے جسکے عمل اور انسان ان کا لگا نہیں کر سکتا وہ ان سے لگا نہیں تو توحید کے کیوں قائل نہیں ہوئے اور شرک پر کیوں پلے ہوئے ہو۔

گزشتہ قوسوں کی برپاوی کا تذکرہ... فلسفہ پسینہ زلفی آواز جبر و اسوہ السورہ کیا ان لوگوں نے سنا نہیں کیا اور ظاہر یہ ہائی انہوں کے مکان اور کھنڈ اور کوئیں اور انہیں چھٹیں دیکھے اور کئے ہیں اور بار بار دیکھے ہیں انہوں کا انعام بھی دیکھ چکے ہیں اور یہ بھی معلوم ہے کہ وہ لوگ ان سے عہد شکنی نہ کر چکے اور عاقبت میں بھی زیادہ تھے اور زمین میں لگے لگاتار آتے بھی بہت ہیں انہوں نے مضبوط قلعے بنائے چھوڑ کر کوئیں کر گھر بنائے لیکن رسولوں کی تکذیب کی وجہ سے عذاب آتا تو سب چیزیں بھری رہ گئیں جو کچھ کہاتے تھے وہ کچھ بھی کام نہ آیا۔

جب اللہ کے رسول کیلئے سوائے عجزات اور آیات و معجزات کے کئے تو ان لوگوں نے رسولوں کی باتوں کی طرف دھیان نہیں دیا اور

اپنے پاس بنو نہاد کی چیزوں کا طعم تھا یا جمل کو طعم سمجھ کر کھا تھا اس پر اتراتے رہے اور حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے جو کلمہ یہ ہے خطاب آنے کی خبر دی گئی تھی اس کا مذاق اڑاتے تھے اس نے ان کو چاہہ کر دیا قرآن کے کلمہ نہیں پر لازم ہے کہ ان لوگوں کے حالات اور ان لوگوں کے انجام سے عبرت حاصل کریں۔

جب ان لوگوں پر خطاب آیا تو کہنے لگے کہ ہم اللہ و عدو لاشریک پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کے سوا ہم نے نبی کی عبادت کی اور انہیں عبادت نہیں میں شریک کیا آج ہم اس کے منکر ہوتے ہیں لیکن جب انہوں نے خطاب دیکھا تو ایمان کی باتیں کرنے سے انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا ایمان اس وقت نافع ہوتا ہے جب خطاب آنے سے پہلے ایمان قبول کر لیا جائے اللہ تعالیٰ کی یہی عادت رہی کہ کلمہ یہ کی جیسے جب بندوں پر خطاب آیا تو اس امتحان کا ایمان لا تا مقبول نہ ہوا ہر حال پاک کر دینے لگے وَأَخْبَسُوا لَنَا إِلَهُ الْكَفَرُؤُنَ (اور اس موقع پر کافر لوگ شہادتی میں پڑ گئے وَلَا يَسْتَسْنِي مِنْ ذَلِكَ إِلَّا الْقَوْمُ بُونَس علیہ السلام کما جاء مصرحاً علی سورۃ بونس (علیہ السلام) پس مخالفین قرآن پر لازم ہے کہ اللہ و عدو لاشریک پر اور اس کے آخری نبی پر اور اس کے دین پر ایمان لائیں تاکہ سابقہ امتوں کی طرح پاک نہ ہو جائیں۔

وَهَذَا أَمْرٌ تَفْسِيرُ سُورَةِ الْعَافِرِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَزِيزِ الْعَافِرِ الصَّلَوةُ عَلَى النَّبِيِّ  
الطَّيِّبِ الطَّاهِرِ وَعَلَىٰ مَنْ اتَّبَعَ سُنَّةَ مَنْ كَمَّلَ ذَاكِرًا وَشَاكِرًا.

☆☆☆... ..☆☆☆



اور اس پر ایمان لا کر فرض ہے لیکن اہل غم ہی اس سے مستفید اور مستفیع ہوتے ہیں اس لئے **إِنَّمَا يَقُولُ الْمُشْكِرُونَ كَرِهَ اللَّهُ حَبْشًا وَعَلَقُورًا** فرمایا کہ قرآن اپنے سامنے والوں کو بشارت دینے والا ہے اور سحر کی کوڑا مارنے والا ہے۔ اس کے بعد لوگوں کی راہ گردانی کا ذکر فرمایا یا جو نہ کہ قرآن خوب سمجھی طرح واضح طور پر جان فرماتا ہے بشیر بھی ہے اور منہور بھی پھر بھی ان لوگوں کی طرف سے اصرار یعنی راہ گردانی کرتے ہیں اور ساری سخی بخشی کر دیتے ہیں گویا کہ انہوں نے غشی نہیں دہی کر لیا **لَا يَسْمَعُونَ** اور نہ صرف یہ کہ ایمان نہ لائے اور جو کچھ کتاب حق کی طرف متوجہ ہوئے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے جس کہنے لگے کہ ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اور ہمارے کانوں میں ڈانٹ لگی ہوئی ہے تمہاری دعوت نہ ہمارے کان سننے کو تیار ہیں اور نہ ہمارے دلوں کو اس کا قبول کرنا گوارا ہے اور مزے ہیں کہ کہ تم اگرچہ کسی اور دسمانی طور پر قریب ہو لیکن حقیقت میں ہمارے اور تمہارے درمیان بعد ہے اور پردہ ہے جو کہ کو کچھ کم سننے والا ہے دالے دالے نہیں ان لوگوں نے یہ بھی کہا **لَا تَعْلَمُ بِنَا عَلِيمُونَ** آپ پتا چل کر تے رہیں ہم اپنے دین کے مطابق چل کر تے رہیں گے اس میں یہ بھی داخل ہے کہ تمہارا کلام کریں گے یہ کہہ کر دعوت حق سننے والوں کو کرنے سے بالکل ہی انکاری ہو گئے ان لوگوں نے جو یہ کہا کہ ہمارے دلوں پر پردے ہیں اور کانوں میں ڈانٹ ہے چونکہ اس سے اصرار اہل الکفر متصور تھا اس لئے **وَجَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا** اس کے معنی ہیں کہ جس میں جعلی الکتابۃ علی القلوب کی سبب اللہ جل شانہ کی طرف کی گئی ہے۔

**قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُمُ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَاَسْتَعِذُّوْا بِاللَّهِ**

آپ! راہ دیجئے میرا تمہاری جیسا بشر ہوں میری طرف وہی کی جاتی ہے کہ تمہارا سوا صرف ایک ہی معبود ہے لہذا تم ایک طریقہ پر بھی طرف صبر ہو جاؤ

**وَأَسْتَغْفِرُوهٗ ۚ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ ۚ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ**

اور اس سے استغفر کرنا اور پاکست ہے ان لوگوں کے لئے جو شکر کرنے والے ہیں جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے

**كَافِرُونَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝**

سحر ہیں۔ یا جب جو لوگ ایمان لائے اور ایک چل کر ان کے لئے اور ہے جو ختم ہونے والا نہیں ہے۔

آپ! کہہ دیجئے میں تمہارا ہی جیسا بشر ہوں، میری طرف وہی کی جاتی ہے،  
مشرکین کیلئے ہلاکت ہے اور اہل ایمان کے لئے ثواب ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا

قرآن کے مطالعہ میں یہ کہتے تھے کہ ہم نہیں کیسے اللہ کا نام نہیں تم تو ہماری ہی طرح کے آدمی ہو اس کا جواب دینا یا کہ میں ہوتا  
تمہارا ہی جیسا آدمی لیکن مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی نصیحت اور خصوصیت عطا فرمائی ہے جو تم میں نہیں ہے اور وہ یہ کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے  
نبوت و رسالت سے نوازا ہے چونکہ میں اللہ تعالیٰ کا ظہیر ہوں اس لئے میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی بات پہنچاؤں گا۔ تمہارا معبود ایک ہی ہے  
یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہ جس نے سب کو پیدا فرمایا اصل کچھ کا بھی تھا ہے کہ خالق تعالیٰ جل شانہ کی طرف متوجہ ہوں اور اس کے عہدوں کو  
مانیں اور ہر طرح کی کٹی اور بے راہی اور تیز مے پن سے دور رہ جائے تم سیدھی راہ چلو اللہ تعالیٰ کو سدا و نور کچھ طریقہ پر اس کا دین

اعتقاد کرو اور یہ نہ سمجھو کہ یہی بتکلیف کیسے ہوئی شریک ہو کر ہے تو بہت بڑی عداوت لیکن جب کوئی کافر اور مشرک تو یہ کرنے یعنی کفر اور شرک کو چھوڑ کر ایمان قبول کر لے تو پچھلے سب کچھ معاف ہو جاتا ہے لہذا تم ان کو بلا کر اور ماضی قحطی سے استغفار کرو۔

اس کے بعد مشرکین کی بددست اور بادی ایمان فرمائی **فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ** یعنی اور بادی ہے مشرکوں کے لئے **أَلَيْسَ لَئِذَا يُؤْتُونَ الزَّلْزَلَةَ** جو زلزلہ آجائے کہ جسے جو معمولی چیز ہے ہاتھ کا میل ہے **أَلَيْسَ** ان پر مسلط ہے **وَالْهَمُّ بِالْأَمْرِ** اُنھیں اُنھیں **لَهُمْ كَلْبُؤُنٌ** اور وہ آخرت کے مشرک ہیں۔

بعض حضرات نے **لَئِذَا يُؤْتُونَ الزَّلْزَلَةَ** کا معنی سمجھا ہے کہ اس کا یہ مطلب بتایا ہے کہ وہ اپنے نفسوں کو شرک سے پاک نہیں کرتے اور ایمان سے متعلق نہیں ہوتے۔

اس کے بعد ایمان کا ثواب بتایا **إِنَّ أَلَيْسَ لِمَنْ أَتَىٰ الصَّلَاةَ وَحَدَّ ثَغِيرَهُ** جو لوگ ایمان لائے اور ایک عمل کئے ان کے لئے اور ہے جو کسی قسم کا۔

**قُلْ أَهْتَكُمُ لَتَكْفُرُونَ** یا اَللّٰہی خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَئِذٍ وَتَجْعَلُوْنَ لَهَا اَنْدَادًا ۚ ذٰلِكَ

آپ کرنا چاہتے ہیں کہ تم ان کے انکار کرتے ہو جس نے زمین کو آسمان میں پیدا کیا اور تم ان کے لئے شریک تجویز کرتے ہو۔ اور اس سے

**رَبُّ الْعَالَمِیْنَ ۚ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَبَرَكَ فِیْهَا وَقَدَّرَ فِیْهَا**

جہاں کو اسباب ہے۔ اور اس نے زمین میں پہاڑ بنا دیے اور اس کے اوپر سورج اور چاند ہیں اور اس نے زمین میں درخت دیے اور اس نے زمین میں اس کی

**اَقْوَامًا فِیْ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ ۚ سَوَّآءٌ لِّلْاٰیٰتِیْنَ ۚ ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ**

تھا یہ مشرق کر دیں چار دن میں، چار دن میں چار پچھنے دنوں کے لئے۔ پھر اس نے آسمان کی طرف توجہ فرمائی اس حال میں کہ وہ دھواں تھا

**فَقَالَ لَهَا وَ لِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ۚ قَالَتَا اٰتٰیْنَا مَا یُعِیْنُ ۚ فَنَقْضُھُنَّ**

وہاں نے آسمان اور زمین سے طاعت و اطاعت فرمائی سے آواز بردہتی سے وہاں نے عرض کیا کہ تم دونوں کی ساتھ حاضر ہیں۔ وہاں نے اور اس میں

**سَبْعَ سَلَوَاتٍ فِیْ یَوْمَئِذٍ ۚ وَاَوْخِی فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اٰمْرًا ۚ وَرَئٰنَا السَّمَآءَ الدُّنْیَا**

ساتھ آسمان کا دیکھو اور ہر آسمان میں اس کے مناسب حکم بھیج دیا اور ہم نے قریب والے آسمان کو جلدوں

**بِمَصَابِیْخَ ۚ وَحَفَظْنَا ذٰلِكَ تَقْدِیْرَ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝**

سے نذر دے دی اور حفاظت کی چیز کا دی ہے تقدیر ہے عز کی حکم کی۔

زمین و آسمان کی تخلیق کا تذکرہ ان دونوں سے اللہ تعالیٰ کا خطاب۔

اور ان کا فرما تیر داری والا جواب

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دی ہے اور شرک کی شہادت اور اہمیت بیان فرمائی نیز آسمان اور زمین کے بیواہر مانے اور



آسمان اور زمین سے حقیقتاً مسطور کیا گیا ہے۔

ارشاد فرمایا کیا تم اس ذات پاک کی قویہ کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا فرمایا، آسمان کو چار گھنٹہ انسان کے لئے یہ یقین دلانے کے لئے کافی ہے کہ اس کا پیدا فرمانے والا وہی خدا شریک ہے اس کی قویہ کے قائل ہونے کے لئے کہ جس نے یہ نوحہ کیا ہے کہ اس کے لئے شریک نہیں ہوئے جنہیں تم اس کے برابر گنتے ہو جنہوں نے تو خود بھی پیدا نہیں کیا اور خود پیدا فرمانے والے کے پیدا کرنے سے مدد جو اس نے پس واپسے خالق کا رہا اور مسرور شریک اور مدد مل گئیے ہو سکتا ہے جس نے اس کو پیدا کیا ہے جس ذات پاک نے زمین کو پیدا فرمایا ہے وہ سارے جہانوں کا مالک ہے اور یہ اور نگاہ ہے تم اور تمہارے اہل معبود اسی خالق میں کہہ دو کی مخلوق کو شکست دینا۔

خالق کا کائنات محل تہذیب سے صرف زمین ہی کو پیدا نہیں فرمایا زمین میں طرح طرح کی چیزیں ہیں پیدا نہیں دی گئیں ان کے زمین کے اوپر جو محل اور پودوں پر پتوں پر پیدا کیا گیا ہے اور زمین میں برکت رکھتی صاحب روح العالی ارشاد فرماتے ہیں فلو سبحانه ان یسکون حیرہا بان یسکون فیہا البساتین و انواع الحبوب و الثمر من جعلہا الانسان۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین میں فیہ برکت رکھ دی اور وہ اس طرح سے کہ اس میں طرح طرح کے نباتات اور حیوانات پیدا فرمادے جائے اور پھر ان میں انسان بھی ہے۔

زمین میں خدا کی ہر شے رکھ دیں جو انسانوں اور حیوانوں کے کام آتی ہیں۔ یہ خدا کی زمین سے نکلتی ہیں خدا تعالیٰ نے طرح طرح کے محل میں سے بہزیاں اور درخت لگائے کی چیزیں پیدا فرمائیں اور پہلے سے جو بڑا فرمایا کہ کتنی کتنی چیزیں پیدا ہوں گی اور کہاں کہاں کس کس علاقہ میں پانی چائیں گی اور کس کے حصہ میں کتنی فراخ آئے گی اسی روح المعانی بین کمینہا والقدارہا و قال فی الارض ادای حکمکم بما فعل بان یوجد فیہا سببی لا ھلہا من الاتواع المختلفہ طراتھا الصاسبہ لھا علی مقدار معین فلقبہ الحکمۃ (روح العالی میں ہے کہ روزی کو قدرت اور انداز واضح فرما یا اور ارشاد میں ہے یعنی اہل حکم اور ان کے اہل زمین کیلئے مختلف انواع کی روزی جو ان کے مناسب ہوئی حکم کے مطابق معین مقدار میں موجود ہے کی)

فی الارضۃ انما یہ ذکر و کام چار دن میں ہوئے یعنی دو دن میں زمین پیدا فرمائی اور دن میں پیدا نہیں فرمائی اور برکت کا رکھ دینا اور روزیوں کا سفر فرمایا ہوا چونکہ دیگر آیات میں آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان چیزوں کی تخلیق چار دن میں ہوئی ہے اس لئے مسطور یہ کہ تم خود کو یاد آگیز کیا کہ جسے دو دن زمین کے پیدا فرمانے کے اور دو دن اور دوسری چیزوں کے (جو مقرر ہو گئیں) اور دو دن آسمانوں کی تخلیق کے میں کو یاد رکھنا چاہیے اور انکا ماخذ۔

سورۃ النسا آیت ۱۰۶ سے چار دن میں پانچ پھنسیوں کے لئے تفسیر مشہور میں بحوالہ حاکم اور ترمذی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آسمان اور زمین کی تخلیق کے بارے میں سوال کیا آپ نے انہیں جواب دے دیا پھر اللہ تعالیٰ نے آیات پڑھا جن میں فرمایا کہ اس کے آخر میں فرمایا سورۃ النسا آیت ۱۰۶ کہ یہ چار دن میں پانچ سو سالوں کو لوگوں کے جواب میں جو سوال کرنے والے ہیں۔

اس کے بعد آسمانوں کی تخلیق کا ذکر فرمایا فثم استوفی الی السموات وھیں فحقن (الایہیں) پھر آسمان کی طرف توجہ فرمائی اور وہاں رحمت و احسان تھا یعنی اس کا اور وہاں کی صورت میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا فرمایا اور زمین اور آسمان دونوں سے فرمایا کہ تم دونوں کو ہم سے علم کے مطابق اتنا کام ہو گا کونسی سے آواز برآتی یعنی ہم سے احکام تمہارے جو تم دونوں میں جاری ہوں گے ان

کے مطابق یہی حقیقتیں ہیں جو ان کے سامنے ہیں کہ طوطا خدا کو کھڑا کرنا مطلب ہے کہ وہ خدا کی قدرت سے جوہر ہمارے ساتھ رہتا ہے اور وہی اسی کے مطابق ہوگا کہ تم اس کے خلاف نہیں کر سکتے اور یہ مقصد نہیں ہے کہ انہیں ماننے نہ ماننے کا اختیار دے دیا جائے۔ انہیں طوطا نہیں۔ آسمان اور زمین دونوں نے عرض کیا کہ ہم تو ان کے ساتھ فرما رہے ہیں کہ ان کے لئے حاضر ہیں۔

لفظ صبیح سے صبحوت ہی جو زمین ۔ (سوائے شمالی ہے) وہیں میں سات آسمان بنائے گئے جو نورانی ہیں کُلّی سمیعاً العزیزاً (اور ہر آسمان میں اس کے مناسب بن گئے کچھ) یعنی جن فرشتوں سے جو کام ہیں تو وہاں آتا ہے۔

وَلَمَّا شَمِعُوا الذِّكْرَ بُدِّلُوا بِمَصَابِيحٍ خَفِيفَةٍ (اور ہم نے قریم بدلے آسان کوستروں سے بدلت دی اور ان ستاروں کو کھانسی کا ذریعہ بنا دیا) شیخین ہر پر کی باتیں سننے کے لئے ہر چاہتے ہیں تو یہ سچ سے انہیں بدلتے ہیں جیسا کہ سورۃ الملک کی آیت وَلَقَدْ رَاسَدْنَا الذِّكْرَ الذِّكْرَ بِمَصَابِيحٍ خَفِيفَةٍ وَخُوفًا لِلْعَالَمِينَ میں بیان فرماتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم (۱) یہ تقدیر ہے یعنی مے کر دھڑ ہے اس ذات پاک کی طرف سے جو بلا یعنی ذرہ موت ہے اور طبع ہے۔

[illegible]

قریش کے انکار و عداوت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آیات ہلالہ چڑھ کر سننا تھا۔ تفسیر قرطبی ص ۱۳۳۸ میں لکھا ہے کہ ایک دن قریش نے آپ میں کہا جن میں ابو جہل بھی تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ ہمارے لئے مشکل کا باعث بن گیا ہے (واقعہ طور پر ہم اس کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنے سے قاصر ہیں) تم اپنا کہو کہ آپ کی شخص کو کدش کر دو جو شاعر بھی ہوا اور کبھی بھی اور سزا بھی دینے شخص لانگے پاس جائے اور گفتگو کر کے واپس آئے اور ہمیں واضح طور پر بتا دے کہ ان کے دعویٰ کی کیا حقیقت ہے، یہ سن کر جب بنو ربیعہ نے کہا کہ اللہ کی قسم میں کہا اتور شعر اور مرتبہ میں سے واقف ہوں اگر بنو نضیر میں سے کوئی چیز ہوگی تو مجھے پتہ چل جائے گا ان کو تو میں نے کہا کہ میرا مقصد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاننا اور راستہ چیت کرنا۔

[illegible]







وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَوُونَ أَنْ يَتُخَذَ عَلَيْكُمْ تَمَعُكُمْ وَلَا انْقِصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَكِنْ كُنْتُمْ

اور تم ان میں سے برابر نہیں ہوئے تھے کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھوپڑیاں تمہارے خلاف گواہی دینے کے

أَنَّ اللَّهَ لَا يَغْلِبُ كَيْفِيًّا مِمَّا تَعْمَلُونَ ۝ وَذَلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ

اور تم نے یہ خیال کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ تم سے اپنی امانتیں چھین کر اپنے ہر وعدہ کو بیکار کر دے گا۔ یہ ہے جس نے تمہیں شک کیا

فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخاسِرِينَ ۝ فَإِنْ يَصْهَرُوا فَإِنَّا نُنْزِلُ مَلَأَى لَهُمْ ۝ وَإِنْ يَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا

سو اب تمہیں افسانہ دہاں میں سے نکال دے گا۔ سو اگر تم کہو تو آگ نکالتے ہیں کے لئے، اور اگر تم کہو تو آگ نہ آئے گی اور تمہیں لالچ

الْمُعْتَبِينَ ۝ وَقَيِّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُمْ قَابِئِينَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلَقْنَاهُمْ وَخَلَقِ

تمہیں کی جانتے کی صورت میں ان کے لئے تمہیں کو مصلہ کار اور ہوشیاروں نے ان کے لئے جن جی اہل کفر ہیں کہ وہ جانتے آگے اور پیچھے ہیں

عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ بَنِي آدَمَ وَالْجِنِّ وَالْإِنسِ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا خاسِرِينَ ۝

اور ان پر بادِ جاہلیت ہو گئی ہے۔ یہ تمہاری مثال ہے کہ تمہیں سے پہلے بنائے گئے تھے۔ ہر انسان میں سے کچھ بھی ہیں چنگ و دھنر دھارے ہیں۔

اللہ کے دشمنوں کا دوزخ کی طرف جمع کیا جاتا ان کے اعضاء کا ان کے خلاف گواہی دینا

اور عذاب سے بھی چھٹکارا دیا ہوتا

ان آیات میں اللہ کے دشمنوں یعنی کافروں کی مصیبت بیان فرمائی کہ قیامت کے دن انہیں دوزخ کی طرف جمع کیا جائے گا۔

جہاں میں ہر شخص بن کر اس کے قریب پہنچیں گے ایک جماعت آئے گی اور دوسری جماعت آئے گی اور وہی دوسری

جائے گی جب یہ جماعتیں جمع ہو جائیں اور دوزخ کے قریب پہنچ جائیں گے تو ان کے خلاف ان کے کان اور آنکھیں اور کھوپڑیاں گواہی

دیں گی اور انہیں جو جہنم میں یہ اعضاء سب بتا دیں گے کہ اس شخص نے ہمیں ایسے ایسے کاموں میں مبتلا کیا۔ آنکھیں اور کان تو

اعضاء میں ان میں کھوپڑیاں یعنی ہڈی ہڈی کا گواہی دے دیں گے کہ یہ لوگ ایسے ایسے افعال کرتے تھے جہاں پر ہڈی ہڈی کے بدن کو گھیرے ہوئے

تھے اور کہ وہ میں استعمال ہوتا تھا سو اور سو اور سو میں ہاتھوں اور پاؤں کی گواہی کا بھی ذکر ہے جب کافروں کے اعضاء ہی ان کے

خلاف گواہی دے دیں گے جن کے بارے میں انہیں ہمہ یگانہ ہی نہ تھا تو وہ کہیں گے کہ لے دھتھتھ لھلھنا کرتے ہو۔ یہ خلاف

کیوں گواہی دے دیں اس گواہی کا نتیجہ یہ ہے کہ انہیں بھی عذاب ہو گا اور نہیں ملے گی کیوں کہ ہر بار جس قسم کے الزام میں تم بھی مبتلا ہو جاؤ

ہر سال اہل سے منکر ہوتا تمہارے بچانے کے لئے تو خدا اگر گواہی دے کہ تم عذاب سے بچا جاتے تو تمہیں گواہی دے گا کہ کھانا نہ کھاؤ

جانا۔ اعضاء کہیں گے کہ تمہاری کیا کھانے تھی کہ نہ بولنے کا مشورہ کر گواہی کو چھپا لیتے؟ جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں زبان دے دی اور ہم

دے کہ کھانا تو یہ کیسے ممکن تھا کہ ہم گواہی دے کہ تمہارا جو یہ خیال تھا کہ ہم بول نہیں سکتے یہ خیال خدا تعالیٰ اللہ جسے چاہے بولنے کی قوت

دے سکتا ہے جس نے ہر پر بولنے والی چیز کو بولنے والا بنایا اس نے ہمیں بھی قوت گوی کی عطا فرمادی۔

مجھ مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

حاضر تھے آپ کو فحشی، کھلی آپ نے فرمایا تم جانتے ہو میں کس بات سے شرم رہا ہوں۔ ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا (قیامت کے دن) کہندہ جو اپنے رب سے مخاطب ہوگا اس کی وجہ سے مجھے فحشی آگئی۔ بندہ کہے گا اے رب کیا آپ نے مجھے اس بات کا وعدہ نہیں دیا کہ مجھ پر ظلم نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ میں تم سے یہ وعدہ جس دن ہو گیا کہ اگر اس کو میں اپنے خلاف کسی کو گواہی کا تسلیم نہیں کرتا سوائے اسیے گواہ کے جو مجھ ہی میں سے ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوگا کہ آج میرا جس ہی تیرے خلاف گواہی ہے کو کافی ہے۔ اور اگر تم کا تین بھی تیرے خلاف گواہی ہے کو کافی ہیں۔ اس کے بعد اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضاء سے کہا جائے گا کہ یہ لو اللہ اس کے اعضاء میں سے ہیں کوئی گواہی دے دیں گے پھر اسے لٹائے گی قوت دے دی جائے گی۔ لہذا وہ اپنے اعضاء سے کہے گا کہ وہ جو تمہارے لئے بلائیت ہے تمہاری ہی طرف سے تو میں۔ شکر اگر باقاعدہ حضور اللہ صلی علیہ وسلم نے جو یہ کہہ کر تمہارے نفس کے خلاف کسی کی گواہی قبول نہیں کروں گا۔ لایہ میرے اندر کی کوئی چیز ہو اس کا مقصد یہی تو تھا کہ تم خطاب سے بچ جاؤ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی قیامت کے دن ہیں کہے گا کہ اے رب میں آپ پر ایمان لا رہا ہوں اپنی کتاب پر اور آپ کے رسولوں پر ایمان لا رہا ہوں میں نے تمہاری پڑھیں روز سے دیکھے اور صدقات دینے اور جہاں تک ممکن ہو گا اپنی تعریف کرنے کا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا یہاں بھی پتہ چل جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا کہ تم اپنی گواہی قبول کرتے ہیں۔ اس پر وہ اپنے نفس میں سوچے گا کہ کون ہے جو میرے خلاف گواہی دے گا۔ پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کی زبان سے اور کشت سے اور نہ ہیں سے کہا جائے گا کہ یہ لو اللہ اس کی زبان اور اس کا کشت اور اس کی زبان اس کے اعضاء پر گواہی دیں گی اور یہ منکھو اس لئے کرئی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی اعتراض نہ ہے۔ یہ جو بکھڑا کر ہوا۔ منافق سے حلق ہے جس سے اللہ تعالیٰ کو ناراضگی ہوگی۔ (کجی سم ۲۰۹)

یہاں جو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سورۃ انعام میں فرمایا کہ تم میں کی زبانیں بھی گواہی دیں گی اور سورۃ یونس میں مسلم شریف کی حدیث میں فرمایا کہ منہ پر مہر لگا دی جائے گی۔ اس میں نظر فرمادیں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مختلف احوال کے اعتبار سے ہے بعض احوال میں نہ زبانیں گواہی دیں گی اور بعض مواقع میں ان پر مہر لگا دی جائے گی۔

وَلَوْ شِئْنَا لَفَتَنَّاكَ يَا ذَا الْقُرْآنِ فَلَوْلَا نُحْفِظُكَ (اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں رکھی بار نہا میں یہ فرمایا پھر مر جاؤ گے اور اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے) اس نے دنیا میں زبان کو بولا نکھڑا۔ آخرت میں دوسرے اعضاء کو بھی بولنے کی طاقت دے دیجیے اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔

وَمَا كُنْتُمْ تُسْمِعُونَ (الایہ) یہ بھی کہ انہوں نے خطاب سے بعد یہاں سے کہا جانے کا کہ تم دنیا میں جو کام کرتے تھے اس کا تمہیں ذرا بھی احوال نہ تھا کہ قیامت کے دن تمہارے کان اور آنکھیں اور چڑے تمہارے خلاف گواہی دے دیں گے۔ لہذا تم ان سے نہ چھپتے تھے نہ چھپ سکتے تھے جس کی وجہ سے تم دیر کی سزا کا تھکاؤ کھاتے تھے۔ تم سمجھتے تھے کہ خدا سے خلاف گواہی دینے والا کوئی نہ ہوگا۔ حلق کے بارے میں کہ تمہارے لب لہلہ تھا جس نے تم سے اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہی خیال کر رکھا تھا کہ وہ تمہارے بہت سے افعال کو نہیں جانتا۔

قَالَ الْفَرَطِيُّ وَمَعْنَى "تُسْمِعُونَ" فِي قَوْلِ الْكَتِّ الْعِلْمُ أَيْ مَا كُنْتُمْ تَسْمَعُونَ مِنْ أَلْفِظِكُمْ حَلْفًا مِنْ شَهَادَةِ الْجَوَاحِرِ عَلَيْكُمْ، لِأَنَّ الْإِنْسَانَ لَا يَسْكُنُهُ إِلَّا بَعْضُ مِنْ نَفْسِهِ عَمَلُهُ، فَيَكُونُ الْإِسْتِخْلَافُ بَعْضُ تَرْكِ

المعصية والليل : الاستار بمعنى الاختفاء أى ما كنتم تظنون فى الدنيا أن تشهد عليكم جوارحكم فى الاخوة فلهو كما  
 المعاصى عوامن هذه الشهادة (عبارت قرطبی نے کہا کہ علماء کے قول کے مطابق تفسیر زون "کا معنی ہے" تم مجھے تھے یقیناً تم  
 جواسے آپ سے چھپتے تھے معاصی کی اپنے خلاف کوئی خوف ہے، چونکہ انہیں کیلئے اپنے عمل کو اپنے آپ سے چھپانا ممکن نہیں ہے  
 اس لئے یہاں اختفاء بمعنیست کے ترک کے معنی میں ہوگا اور بعض نے کہا کہ اختار بمعنی اتقاء ہے یعنی تم جو دنیا میں بچتے تھے اس سے کہ  
 آخرت میں تمہارے معاصی تمہارے خلاف کوئی دین تہذا اس کو اسی کے خوف سے تم نے گناہ چھڑا دیے)

تجلی ہادی میں ہے کہ محمد ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں کعبہ شریف کے پردوں میں چھپا ہوا تھا جی آدمی آئے ان  
 میں سے ایک ثقیفی تھا اور قریشی تھے ان کے پیٹ ہمارے تھے اور کم بھگتے نہیں نے کہا کہ میں بائیں کیس نہیں میں (خجک سے) انہیں  
 دکا ان میں سے ایک نے کہا کہ تاؤ کیا اللہ ہماری باتوں کو سکتا ہے اور سے کہا بلند آواز ہو تو سنا ہے اور بلند ہو تو نہیں سنا تیسرے  
 نے کہا کہ اگر سنا ہے تو سب کو سنا ہے میں نے یہ قصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا، یا تو اللہ تعالیٰ نے وَمَا تَحْتُمُ تَنْتَبِهُنَّ سے من  
 ظہیر بن کعب آیت کے پر زل فرمائی مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو سنا ہے اور اس کے سنے اور جاننے کے علاوہ یہ بات بھی ہے  
 کہ تمہارے معاصی بھی تمہارے خلاف کوئی دوسری کے قبضہ ایمان اور افعال صالحہ سے متصف ہوا ضروری ہے۔

کافروں کو ان کے گناہان بدلنے چاہا کیا۔ ..... وَاللّٰهُمَّ ظَنِّمْ الظَّنَّ ظَنِّكُمْ بِرَبِّكُمْ زَوْا تَكُنَّمْ (اور تمہارا یہ گناہ کہ اللہ  
 تعالیٰ بہت سے اہل ایمان جانتا ہے انہیں چاہا کر دیا) فَلَا تَخْضَعْنَ مِنَ الْعَاصِيْنَ (سو تم خدا سے دالے ہو گئے) تم نے جو یہ  
 سمجھا کہ اللہ تعالیٰ کو خدا سے بہت سے اہل ایمان نہیں ہے اسی گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر رہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کو علم والا  
 جانتے ہو یہ یقین کر لے کہ وہ سب کو جانتا ہے تو مخلوقوں میں اور مخلوقوں میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے ہو اور اس نے جو معاصی کی تمہیں  
 دی تھیں ان کو تمہیں میں استعمال کرتے تم نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں ملکہ گناہ کیا اور معاصی کو بھی نکلا استعمال کیا، آج یہاں خدا میں  
 یقین پوری پاکست میں چل گئے۔

فَلَا تَخْضَعْنَ ظَنِّكُمْ فَظَنُّوا (سو یہ لوگ جو دوزخ میں داخل کر لے کے لئے تیار کر دیے گئے ان کو دوزخ میں داخل ہونا ہی ہے  
 اور انہیں اس میں رہنا ہی ہے اور ایسا شدہ ہونا ہے میر کر رہی یا نہ کر رہی دوزخ میں ہی انکا عذاب ہے یہ نہ سمجھیں کہ دنیا میں تکلیف پر میر کر لیتے  
 تھے بعد میں بھی حالت جاتی تھی وہیں میر کرنا کوئی کام نہیں دے گا۔ وَأَنْ تَسْتَغْفِرُوا لَهَا فَمِنْ غَفَرْتُمْ (اور اگر وہ یہ چاہیں کہ  
 اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیں اور اس کے لئے درخواست کریں تو ان کی یہ درخواست منظور نہیں کی جائے گی) راضی کرنے کا سوچنا سوت سے  
 پہلے خدا ایمان لاتے اہل ایمان کو کرتے نافرمانوں سے بچتے تو آج عذاب کا سزا دیکھنا پڑتا۔

مشرکین اور کافروں پر نہ سے ساتھی مسئلہ کر دیے گئے ..... وَقَفَّيْنَا لَهُمْ قُرْآنًا ہم نے ان کے لئے ساتھی مسئلہ کر دیے  
 جو انہوں میں سے کسی ہیں اور جنت میں سے بھی وہ ان کے ساتھ لگے رہے ہیں لَنْ يَسْمَعُوا لَهُمْ مَّا تَتْلُو عَلَيْهِمْ وَمَا يَخْلِفُهُمْ ان  
 ساتھیوں نے ان کے اہل کو سہی کر دیا اور ان کو اچھا تا کر پیش کیا گناہوں کو اچھا کر کے دکھایا لہذا ان کو اچھا رہا شیعوں میں جانے کی  
 ترغیب دی اور انہیں یہ بھی سکھایا جو سزا دلا سکتے ہوا ان الاموت کے بعد نہی اٹھاتا ہے نہ جنت ہے نہ دوزخ، ان ساتھیوں کی باتوں میں  
 "کہ کفر و شرک اختیار کیا گناہوں میں شہمک ہے لہذا عذاب کے مستحق ہوئے فَأَنصَبْ عَلَيْهِمْ وَمَا يَخْلِفُهُمْ کے بارے میں حضرت  
 ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پہلے خط سے آخرت مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ انہیں یہ سکھایا کہ حساب کتاب اور جنت و





## کافروں کا قرآن سننے سے روکنا اور شور و غضب کرنے کا مشورہ دینا

یہ بات آیات کا ترجمہ سے اول کی جاتا ہے جس میں کافروں کی شرارت اور حماقت کا اور ان کے غضب کا تذکرہ فرمایا ہے اور انہیں جس جگہ وہیں جوں اور چھوٹوں میں دشمنی کا مظاہرہ ہو گا ان کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قرآن مجید تلاوت کرتے ہو تو لوگوں کو سناتے تو نہ کہ شریکوں میں سے جو جڑے نہ ہوں کہ وہ اپنے نیچے ہاتھوں کو ٹھم دیتے تھے کہ اس قرآن کو تو تو غصہ اور نہ دھڑکن کو سنتے وہ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیں تو لوگ اس میں شور مچا کر اپنی باتیں کر دیتے تھے اور انہیں یہ کہہ دیتے تھے کہ یہ تو صرف صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے وقت پیش کیا جاتا ہے اور کیا یہ پیش کرتے ہو شور کرتے تھے اور اپنی آواز سے انہیں روکتے تھے، اور سارے شریکین جو اپنے پیچھے کے لوگوں کو ان باتوں کا ٹھم دیتے تھے ان کا مقصد یہ تھا کہ قرآن کی آواز سب نہ سنے اور سچا پکار کر نہ دالے غضب ہو جائے تاکہ قرآن آگے نہ بڑھے اور اس کے ماننے والوں کی تعداد میں اضافہ نہ ہو۔

شریکین کی حرکتوں کو بیان فرماتے کے بعد جن کا وہ چاہیں اور کلام کرتے تھے ان کی سزا بیان فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ ہم انہیں سخت عذاب پہنچائیں گے یہ لوگ جو برے اعمال کیا کرتے تھے انہیں ضرور ان کی سزائیں گے آیات کے بعد جس عذاب کا یہ عذاب آخرت کا ذکر نہیں ہے مطلق عذاب کی امید ہے صاحب روح القدس لکھتے ہیں کہ اس سے دونوں جہان کا عذاب بھی مراد ہو سکتا ہے اور دونوں میں سے کسی ایک کا بھی۔ پھر حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ جسے نکل کیا ہے کہ عذاباً علیہا علیہا سے فرما دیا ہے مراد ہے انوار اللہی کلکوا بفسفون سے آخرت کا عذاب مراد ہے مطلب یہ ہے کہ اپنی حرکتوں کی وجہ سے یہاں بھی سخت عذاب میں مبتلا ہو گئے اور آخرت میں بھی برے اعمال کی سزا پائی گئی ہے۔

پھر فرمایا کہ اللہ کے دشمنوں کو (آخرت میں جو) سزائیں کی آگ کی صورت میں ان کے سامنے آئے گی یعنی نار جہنم میں داخل ہوں گے اور یہاں نہیں کہ تمہارے سے ان سزائیں ہیں جو چاہی تھی جو چاہے لگا نہیں اس آگ میں جیسا دہتا ہو گا ان کا یہ عذاب اس کا بدلہ ہو گا کہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کیا کرتے تھے۔

گمراہ لوگ درخواست کریں گے کہ ہمارے بڑوں کو سامنے لایا جائے تاکہ قدموں سے روند ڈالیں۔ وہاں میں تو یہ حال تھا کہ چھوٹے موٹے لوگ اپنے بڑوں اور مرادوں کے بھکانے سے کرب رہتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے رہتے ان کے بھکانے والوں میں جنت بھی تھی اور انسان بھی تھے جو انہیں حق تو کہیں نہیں کرنے دیتے تھے۔ اور ان سے کہتے تھے کہ قرآن پڑھا جائے تو تم شور مچا کر یہ لوگ ان کی بات مان لیتے تھے۔ یہ تو ان کا دنیا میں حال تھا مگر جب آخرت میں ہوں گے تو اپنے بڑوں پر غصہ ہوں گے اور ان باتیں کہیں گے کہ انہوں نے ہمارا اس کھانا کھا دیا اور اللہ تعالیٰ میں عرض کریں گے کہ ان سے پرہیز کا جنت میں سے اور انسانوں میں سے جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا انہیں ہمارے سامنے لائے آج ہم انہیں بھکانے اور روندنے کا حق ہو چکا ہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے ہم انہیں اپنے پاؤں میں روند ڈالیں انہوں نے ہمارا اس کھانا کھا لیا ہم ان سے بدل لے لیں انہیں اپنے پاؤں کے نیچے نسل دین اور نکل دیں تاکہ وہ خوب زیادہ زلت والوں میں سے ہو جائیں۔

افسوسناک حقیقت کو پیش کرتے ہیں کہ بعد ازاں ایمان کی تعلیمات بیان فرمائی اور ان کی زندگی ختم ہونے کا تذکرہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جو لوگ ایمان لائے پھر ایمان پر رہے نہ ہو یعنی اس کے بعد انہوں کو پکار کر لے رہے ہیں ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان کو پٹا دے دیتے ہیں کہ تم خوف نہ کرو اور رنج نہ کرو اور جنت کی خوشخبری سن لو جس کا تم سے اللہ کے نبی نے اللہ کی کتاب نے وعدہ کیا ہے۔

فرشتوں کے جس نازل اور بشارت کا ذکر ہے اس کا قرع کب ہوتا ہے؟ صاحب روح المعالی نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ صوم کے وقت اور قبر میں نازل ہونے وقت فرشتے آتے ہیں اور ذکر و دعا بشارت دیتے ہیں اور قیامت کے دن جب قبروں سے اٹھائے جائیں گے اس وقت بھی فرشتے یہ بشارت دیں گے اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ یہ بشارت ذکر و دعا انہیں سوال کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ عام حالات میں بھی اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ یہ معاملہ ہوتا رہتا ہے۔ کہ فرشتے بطریقہ الہامی ان کے دلوں میں سکون اور اطمینان کا لہر کرتے رہتے ہیں جس سے وہ ہر ذرا اور فجر کے کاموں میں آگے بڑھتے رہتے ہیں حضرت عطاء اللہ علیہ السلام فرمایا ہے کہ اَلَا تَتَحَفَّظُوا کَا مَطْلَبٍ ہے کہ تہجد کی نیکیاں قبول ہیں یہ خوف نہ کرو کہ وہ رکوی جائیں گی اور اَلَا تَتَخَفُوا کَا مَطْلَبٍ ہے کہ گناہوں کے بارے میں زہید دست بردار بن جائیں گے۔

فرشتوں کا اہل ایمان سے خطاب..... فَخَسَنُ قَوْلُكُمْ سَوَّيْتُمْ لَهَا الْخَيْرَ الْفُلْكَ وَهِيَ الْاُخْرَىٰ ۚ فرشتے اہل احترام و متین سے یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم نہ پورا آہستہ میں تمہارے دلی ہیں یعنی تمہارے دعا دار ہیں معلوم ہوا کہ صوم سے پہلے بھی دعا کا نازل ہوتا رہتا ہے۔ جو اہل ایمان کو تسلیم دیتے ہیں اور غرض اصلاح کی باتیں بتاتے ہیں اور شر سے بچاتے ہیں۔ دعا میں ایسی بدعتی ہے اور آہستہ میں بھی دینی کا ظہور ہوگا شفا میں بھی کریں گے اور اکرام کے ساتھ پیشانی کریں گے اور ان کے پاس نیکیوں کے اور سلامت علیہ السلام پناہ حضور ﷺ ۛ لِيُغْفِرَ غُفَّتِي الْغَاوِۃَ کہ کس سلامتی کی دعا بھی دیں گے اور سہارا بھی دیں گے۔

فرشتے جو جنت کے داخلے کی پیشانی بشارت دیں گے اس بشارت کے ساتھ دعائی طور پر فرشتوں کا ذکر بھی فرمایا وہ کہیں گے کہ آہستہ میں تمہیں جو جنت کا داخلہ ملے گا وہ داخلہ بہت بڑی نعمت ہے وہ ہر جسم کی خواہش پوری ہونے کی جگہ ہے جنت میں تمہاری جو بھی خواہش ہوگی وہ سب پوری کر دی جائے گی اور ہاں جو بھی کچھ مانگو گے اور طلب کرو گے سب کچھ موجود ہوگا ایسا دعا کا کوئی خواہش نہ کی رہ جائے اور کوئی مطلب نہ ملے عطا کی جائے۔

غفور و رحیم کی طرف سے مہمانی۔۔۔ آخر میں فرمایا لَنْزِلَا قِسْنَ غُفُورٍ وَرَحِيمٍ دعا ہاں جو کچھ دعا کیا جائے گا غفور و رحیم کی طرف سے پورا ہوگا۔ دیکھو سب سے بڑی ذات کے مہمان بن رہے ہیں اور جس نے تمہارے سب گناہ اور خطا کیں معاف فرمادی ہیں اور مہمانی فرما کر تمہیں یہاں داخلہ سے دیا ہے جس ذات عالی کے مہمان ہوا اس کی مہمانی اس کے شان کے لائق ہے جس کا کھانا یہ ہے کہ مہمان کی جو خواہش ہو پوری کی جائے اور جو کچھ طلب کرے وہ ملے دیا جائے۔

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا قَبْلَ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعِلَّ صَالِحًا وَقَالَ إِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ وَلَا تَسْتَوِي

اور اس سے اچھی کس کی بات ہوگی جس نے اللہ کی طرف بلا اور نیک عمل کئے اور یہاں کہا کہ باقی میں مسلمان ہیں سے ہیں۔ اور اچھی الحسنة وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ إِذْ قُبِضَ الْيَدَيْنِ أَحْسَنُ فَرَادَا الَّذِي يَمْنُكَ وَبَيْنَكَ عَدَاوَةٌ

اور برائی وہ نہیں ہوتی آپ ایسے بتانے کے ساتھ دیکھتے ہو اچھا طریقہ جو ہر ایک کو چاہیے کہ اس میں جس کو آپ سے دشمنی تھی کہ

كَانَتْ وَلِيَّ حَبِيمٍ ۝ وَمَا يُلْقِيهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلْقِيهَا إِلَّا ذُو حَقٍّ عَظِيمٍ ۝

کہ وہ خاص دوست ہے اور اس کا صرف ان لوگوں کو لکھا گیا تھا کہ صبر والے ہیں اور اس بات کا لکھا ہی نہیں کہ وہ ہے جو بڑے حق سے بے غلط ہے۔

وَإِنَّمَا يَنْزِعُكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۳۱﴾

اور اگر آپ کو شیطان کی طرف سے کوئی دوسرا آنے لگے تو اللہ کی پناہ لیتے چلتے رہیں اور اللہ سے دعا ہے۔

داعی الی اللہ کی فضیلت، اخلاق عالیہ کی تلقین، شیطان سے محفوظ ہونے کیلئے اللہ کی پناہ لینا

ہن آیات میں داعی الی اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے اشخاص و افراد کی اخصیات بیان فرمائی اور بعض امور پر بھی کی ہے۔ اور خدا فرمایا کہ اس سے بڑھ کر کسی کی بات اچھی ہوگی جو اللہ کی طرف بلانے اور نیک عمل کرے اور یہاں کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں اس میں یہ بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف جو شخص پہنچے یعنی تو حید کی دعوت دے اور اس کے دین اور احکام میں کوئی قول کرنے اور اس پر عمل ہی کرنے کی دعوت دے اسے خود بھی افعال صالحہ میں لگنا چاہئے جب خود نیک کرے گا تو دوسروں کو افعال صالحہ کی دعوت دے گا بھی ملے ہوگا نافع ہوگا اور جو شخص داعی ہوں میں تو نفع بھی ہونی چاہئے حق کی دعوت بھی دے اور اپنے کو بڑا اچھی نہ سمجھتا ہے ہر سے میں ہوں کہے کہ میں بھی مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں اپنے علم و عمل کو نکھرا اور غرور کا زینہ نہ بنالے جب کوئی شخص حق کی دعوت لگے کوڑا ہوتا ہے تو تنگے بے گنجے لوگوں سے ملتا ہے نہ تاج ہے معانی اور مخبرین سامنے آتے ہیں زبان سے اور ہاتھ سے تکلیف دیتے ہیں ایسے مواقع پر صبر کرنا ضرور گزار کرنا مناسب ہوتا ہے اور ہر کی بڑی کی جواب دینا بڑی کا بدلہ بڑی سے دینا مناسب نہیں ہوتا اگر بڑی کا بدلہ بڑی سے دینا جائے اور اس کا قدردان نہ جائے جتنی زیادتی دوسرے نے کی ہے تو یہ جائز تو ہے لیکن غلوئی اور مجتہدی علم اور براہ راست حق میں ہے اسی کو فرمایا وَلَا تَتَّبِعُوا هُمَا الْخَسِرَةَ وَلَا الْخَسِرَةَ كَمَا يَتَّبِعُونَ كَمَا يَتَّبِعُونَ كَمَا يَتَّبِعُونَ كَمَا يَتَّبِعُونَ كَمَا يَتَّبِعُونَ كَمَا يَتَّبِعُونَ كَمَا يَتَّبِعُونَ كَمَا يَتَّبِعُونَ اور ہم طریقہ اس کا اختیار کیجئے اس کے ذریعہ مخالف کسی بد معاہدگی اور بے برتاؤ کو ختم کیجئے لَقَدْ أَلْقَيْنَا لَكَ كِتَابًا وَتَبَيَّنَ غَدُونَ لَا تَكْفُلُ وَتَبَيَّنَ غَدُونَ جب ایسا کرو گے تو جو یہ ہوگا کہ جس شخص سے آپ کی دشمنی تھی وہ آپ کا خاص دوست بن جائے گا۔

اس کے بعد اچھی خصلت یعنی علم اور برداری، نفس خلق غلو اور اگر دے کے بارے میں فرمایا کہ یہ بہت عمدہ اور بہت بلند صفت ہے جو ہر ایک کا نصیب نہیں ہوتی وَمَا يَنْفَعُ الْإِنْسَانَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْزُوا وَمَا يَنْفَعُ الْإِنْسَانَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْزُوا وَمَا يَنْفَعُ الْإِنْسَانَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْزُوا (اور یہ بلند اخلاقوں کی صفت انہی لوگوں کو ملتی جاتی ہے جو بڑے نصیب والے ہیں)۔

عَطِيفٌ غَفِيفٌ (بڑا نصیب) کیا ہے بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ اس سے خواب کا بڑا تصور ہو ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے جنت مراد ہے۔ (اگر کوئی انداز)

جب کوئی شخص نیک کاموں میں لگتا ہے تو شیطان اس کے غم میں رہے رہے ہوئے اس کے پاس کے بارے میں فرمایا وَإِنَّمَا يَنْزِعُكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ (اور اگر آپ کو شیطان کی طرف سے کچھ دوسرا آنے لگے تو آپ اللہ کی پناہ لیں اور اللہ سے دعا ہے) الْغَفِيفُ (بے لنگر اللہ سے دعا ہے)۔

صاحب دین المعانی فرماتے ہیں کہ تفسیر غفر عریض زبان میں کسی کو ملتی یا کسی سے بچانے کے لئے بولا جاتا ہے جسے اللہ کے عفو سے میں بچاؤ نہ کر سکتے ہیں اور اللہ سے دوسرے آتے ہی رہتے ہیں شیطان بھی نہ اور دوسرے بھی داخل رہتا ہے اس لئے تفسیر غفر سے تعبیر فرمایا کہ جب کوئی شخص دعوت حق دے گا تو غم کی بات کرے گا اور مخالف اور دشمنی کی تعریف و ہاتھ پر صبر کرے گا تو شیطان اس سے غم بچاؤ نہ کرے گا اور مخالف اس کے لئے دعا کرے گا کہ تم حق بات کہہ رہے ہو۔ جس میں چھوڑنا چاہئے اور نہ ہی کی کیا ضرورت ہے اسے ایسے موقع پر اللہ کی پناہ

لے اور اَلْقَوْلُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھ کر اے بندہ جائے۔

وَمِنَ اٰیٰتِہِ الْاَنْیَلُ وَالنَّهَارُ وَاللَّیْلُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلّٰهِ

اور اللہ کی نشانیوں میں سے رات ہے اور دن ہے اور چاند ہے اور سورج ہے ست کچھ کہ سورج کو سورج نہ چاند کو اور کچھ کہ سورج

الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تُعْبُدُوْنَ ﴿۱۰﴾ فَاِنْ اسْتَکْبَرُوْا فَاَلَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ یُسَبِّحُوْنَ

جس نے ان کو پیدا فرمایا اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو سو اگر وہ تمہیں کہنے کو مجھ سے۔ اب تم سے مترب ہیں وہ۔ کہ ان میں

لَا یَاْتِیْلُ وَالنَّهَارُ وَهُمْ لَا یَسْتَمُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَمِنَ اٰیٰتِہِ اَنَّکَ تَرٰی الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَا اَنْزَلْنَا

کی پانی جان کرتے ہیں اور آواز آتے نہیں ہیں اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تو زمین کو دیکھتا ہوئی حالت میں۔ کہتا ہے ہر وہ زمین ہر وہ

عَلٰیہَا الْمَآءُ اَفْکَثَرَتْ وَرَبِّیْتُ ۚ اِنَّ الَّذِیْ اَحْیَاہَا لَہِی الْمَوْتُ ۚ اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَقْدِیْرٌ ﴿۱۲﴾

آواز کر دیتے ہیں تو وہ اظہر آواز ہے اور بڑھتی ہے یا شہر جس نے اس کو زندہ فرمایا وہی مردہ اس کو زندہ کرنے والا ہے۔

رات دن چاند اور سورج اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں ان کے پیدا کرنے والے کو سجدہ کرو

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی توحید پر بعض اولیٰں قائم فرماتے ہیں اور غیر اللہ کو سجدہ کرنے اور غیر اللہ کی عبادت کرنے سے منع فرمایا ہے

اور اللہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے رات ہے اور دن بھی ہے اور زمین بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت اور مشیت ہے ایک دوسرے کے آگے پیچھے

آتے رہتے ہیں۔ اور سورج اور چاند بھی اس کی نشانیوں میں سے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا فرمایا اور روشنی بخشی اور ان کے گردش کرنے کا

عدا مقرر فرمایا اور طویل و قریب کے عداوت مقرر فرمائے جس اوقات پاک نے ان کو پیدا فرمایا صرف وہی مطلق عبادت ہے۔

لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ ۚ یہ شریکین کو خطاب ہے مطلب یہ ہے کہ تم سورج کو سجدہ نہ کرو ان کو چڑی چڑی سمجھ کر سجدہ

کرتے ہو حالانکہ جس نے انہیں پیدا کیا وہ سب سے بڑا ہے اور صرف وہی عبادت کا مستحق ہے ای کو فرمایا اَسْجُدُوا لِلّٰهِ حَقِّقُوا

(اور اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ان کی تسبیح اِیَّاهُ فَخُضِّلُوْنَ ﴿۱۰﴾ (اگر تم ان کے پیدا کرنے والے کی عبادت کرتے ہو)

مطلب یہ ہے اگر خالق کی عبادت کرتے ہو تو مخلوق کی عبادت نہ کرو نہ خالق کی وہ عبادت معتبر نہیں جس کے ساتھ مخلوق کی عبادت بھی کی

جاتی ہو لہذا شرک اختیار کرتے ہوئے تمہارا یہ دلی کہانہ اللہ کے عبادت گزار ہیں مطلق ہے۔

فَاِنْ اسْتَکْبَرُوْا (الایہ) سو اگر وہ لوگ تمہارا اختیار کریں اور آپ کی بات ماننے میں عار سمجھیں اور غیر اللہ کو سجدہ کرنے سے باز نہ

آئیں تو انہیں بتادیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کی عبادت اور اللہ کو کھانا نہیں ہے تم اسے سجدہ کرو یا نہ کرو اس کی امانت عالی منات ہر حال بلند اور

برتر ہے اس کی ہر گاہ اللہ کسی میں خیر شے حاضر ہیں وہ برحق اور برحق شے میں مشغول ہے جس اور بھی نہیں آتا ہے (اور اسے کی تسبیح

اور عبادت کی بھی حاجت نہیں ہے)۔

زمین کا خشک ہو کر زرخیز ہو جانا بھی اللہ کی نشانی ہے۔۔۔ اس کے بعد اشارہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علی شانہ کی نشانیوں میں سے

زمین بھی ہے جس پر یہ لوگ رہتے ہیں اور اس پر انہیں عبادت کا عہدہ ہوتا ہے انھیں یہ لوگ دیکھتے رہے ہیں انہی خیرات میں سے ایک



طہرین ہم پر پوشیدہ نہیں ہیں جو چاہو کہ لو اللہ دیکھتا ہے!

قرآن مجید سے نفع حاصل کرنے والے اہل ایمان ہیں اور وہ انہیں ایسی ہی ہر قرآن کی انہیں میں ایک جماعت تو وہ ہر قرآن کو اپنی کتاب مانتے ہیں انہیں پاک مگرین ہیں اور دوسری جماعت وہ ہے جو وہیں نہیں کہتے کہ قرآن اللہ کی کتاب نہیں ہے بلکہ ان کی دشمنی اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ وہ قرآن کا مطلب اپنی طرف سے گوج کرتے ہیں اور اپنی خواہشوں کے مطابق آیات اور حکمت کا مطلب دیتے ہیں یہ لوگ طہرین ہیں جو قرآن میں کبرویں نکالتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اللہ کا یہی مطلب بتایا اور فرمایا: یغفلون الکلام فی غیر موضع یعنی آیات کا مطلب اپنی طرف سے گوج کرتے ہیں۔ مثلاً آیات کے پیچھے نہ پائی نکالی ہوتی بدعتوں اور خواہشوں کے مطابق قرآن کی تفسیر کرنا یہ سب اللہ کی صورت میں ہیں حضرت حکیم الامت قاضی رحمۃ اللہ علیہ مسائل سلوک میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل فرماتے ہیں کہ بعد کہتے ہیں: ودخل فیہ علامۃ الصوفیۃ فی فہم التفسیر المغفول واعصر اعھم مساویھا للاف اصول یعنی اس میں گھوڑا لے سوئی بھی داخل ہیں جو حوالہ تفسیر کی لکھی کرتے ہیں اور اپنے پاس سے وہ چیزیں نکالتے ہیں جو اصول کے خلاف ہیں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا کہ جو لوگ ہماری آیات میں کبرویں اختیار کرتے ہیں ان کا حال ہم پر پوشیدہ نہیں ہے واللہ اور بعد ان کی سزا لکھی اس کے بعد فرمایا: اقصٰ لیطغی فی الظلم قیامت کے دن وہ قسم کے لوگ ہوں گے بعض وہ لوگ ہوں گے جو ان راہبستان کے ساتھ بے خوف ہوں گے اور جنت میں داخل کر دیے جائیں گے اور بہت سے لوگ ایسے ہوں گے جو جہنم میں رہیں اور کبر ہوتے کے ساتھ قبروں سے نکل کر میدان شریں حاضر ہوں گے پھر وہ رخ میں داخل کر دیے جائیں گے اب بتاتے دالتے تاکیں اور کھدو لوگ جواب دیں کہ جو شخص وہ رخ میں ڈالا جائے گا وہ بہتر ہے یا وہ شخص بہتر ہے جو امن و یمن اور اطمینان اور سکون سے قیامت کے دن حاضر ہوگا اور پھر جنت میں بھی اسی شان سے داخل ہوگا، قیامت کے دن بھی سکون اور اطمینان اور اس کے بعد بھی امن و یمن کے ساتھ قیامت فرم سے جگہ جگہ اللہ منہم۔

اغفلوا غافلونم و انہ یغفلون بغفلۃ (کہ لو چاہو کہ لو اللہ دیکھتا ہے) اس میں تہد ہے کہ قرآن کے مخالفین اور مکرین جو چاہیں کر لیں اور اپنے کئے کی سزا پائیں گے وہ یہ سمجھیں کہ ہم جو کچھ کر لیں گے اس کی خیرت ہوگی اللہ جل شانہ ان کے اعمال کو دیکھتا ہے وہ ان کے اعمال کی سزا دے گا۔

ان طلیق کھڑو! بالذکر (الایہ) راہبستان لوگوں نے ذکر کریم قرآن کا انکار کیا، جب کہ وہ ان کے پاس آگیا تو انہوں نے غور و فکر کیا کہ اگر وہ مکرین کرتے تو کھڑے ہوئے و انما لکھت کھڑو! (اور راہبستان عزت والی کتاب ہے) لایہینہ لایطی من انین یلینہ ولا من حلیہ (داخل اس کے آگے سے اس کا بے حال کے پیچھے سے) یعنی کسی کی پہلو کو کسی جہت سے اس کا اتنا نہیں سنو بلکہ حق حکیم حسیہ (وہ جانتی گئی ہے حکمت والے کی طرف سے جس کی ذات و صفات محمود ہیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی..... فما یقول لک الا غافل لیل لک لئلا یقول من قیل لک اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی رہی ہے مطلب یہ ہے کہ آپ کے بارے میں جو کچھ لوگ معاذ اللہ مریضے یہ کچھ کہتے ہیں جس سے آپ کو تکلیف ہوتی ہے یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے آپ سے پہلے جو رسول گزرے ہیں ان کے بارے میں ایسی باتیں کہی گئی ہیں جن میں حضرت نے صبر کیا آپ بھی صبر کریں وہی زفات لکھو مغلطہ راہبستان آپ کا رب ہی مغفرت والا ہے کو فو عفاہ کلیم (اور وہ لوگ غلاب والا ہے) آپ کے کھاتین اگر





## وَمَا زَيْنًا يَفْظُلُهُمُ اللَّعِينُ ۝

اور آپ کا رب بندوں پر غم کرنے والا نہیں ہے۔

ہر شخص کا نیک عمل اس کیلئے مفید ہے،

اور برے عمل کا وبال برائے عمل کرنا والے پر ہی ہے

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مل رہے ہوئے فرمایا تھا کہ معاویہ بن ابی سفیان کی طرف سے آپ کے بارے میں یہی باتیں کہی جاتی ہیں جو آپ سے پہلے رسولوں سے کہی گئیں اس کے بعد گزشتہ رسولوں میں سے ایک رسول یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا اور فرمایا کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب یعنی توریت شریف دی اس کتاب میں اختلاف کیا کیا کسی نے اس کی تصدیق کی اور کسی نے اسے جھٹلایا آپ کے ساتھ ہر قرآن کے ساتھ ہر آپ کے مخالفین کا معاملہ ہے یہ پہلے بھی ہو چکا ہے، پھر فرمایا کہ آپ کے رب کی طرف سے ایک بات ملے ہو چکی ہے اور وہ یہ کہ جھگڑانے والوں پر ضرور وقت پر عذاب آئے گا اگر یہ ملے شدہ بات نہ ہوتی تو ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا یعنی گزشتہ امتوں کی طرح عذاب بھیج کر ان کو قہقہہ کر دیا جاتا۔ وَلَقَدْ فَتَنَّا فِرْعَوْنَ فَلَمَّا قَالَ أَفَتَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِهِ قَوْمُكَ مِنْ شَرٍّ (اور یہ لوگ قرآن کے بارے میں شک میں نہ ہوئے ہیں اور یہ شک باعثِ تردید اور باعثِ اضطراب بنا ہوا ہے)۔

بعض حضرات نے فَتَنَّا کی تفسیر عذاب کے فیصلے کی طرف راجع کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ عذابِ موعود کے بارے میں شک میں نہ ہوئے ہیں اس شک نے ان کو تردید میں ڈال رکھا ہے عذاب کی باتیں سنتے ہیں لیکن یقین نہیں کرتے۔

فَسَوْفَ يَحْمِلُ غَرَامَهُ فَلْيَنْتَبِذْ آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ ظِلْمًا (جو شخص برائے عمل کرے گا تو اس کا وبال اور ضرر ہی پر چرے گا کو فساد و فحاشی و فسادِ ظلمت) (اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے اور ہر چھوٹی بڑی نیکی کا بدلہ ملے گا اور یہ بات ہوگا کہ جو کوئی بڑی نیکی کرے وہ اس کا اعمال نامہ میں لکھ دی جائے اور پھر اس کی وجہ سے عذاب دیا جائے۔

☆☆☆ ..... کھولتے پارہ ۳۳ مکمل ہوا ..... ☆☆☆

ختم شد